سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

اصول قانون شہادت

(جلد اول)

جس کے ساتھ

گواہوں پر سوالات ابتدائی اور سوالات جرح کرنے کے آسان اصول بھی بیان کیے گئے ہیں

تصنیف

ڈبلیو۔ اے۔ ایم بسٹ۔ اے۔ ایم۔ ایل ایل۔ بی

طبع دوازدہم

از

سڈنی ایل فیپسن ایم۔ اے۔ (کینٹب) بیرسٹر ایٹ لا۔ (انرٹمپل)

مترجمہ

ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخاں صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ مولوی فاضل۔ بی۔ سی۔ ایل۔ ڈی۔ فل (آکسن) بیرسٹر ایٹ لا لنکنزان (لندن)

رفیق و سابق پروفیسر قانون کلیہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۶۳ھ سنہ ۱۳۵۳ف سنہ ۱۹۴۴ع

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

(۱۷۴۰۸)

فہرست مضامین

جلد اول

مقدمہ

کتاب اول

انگریزی قانون شہادت عام طور پر

دیباچہ طبع دوازدہم

اس طباعت میں قانون شہادت سے متعلق عام اہمیت کے تمام مقدمات و متن قوانین موضوعہ کو متن کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اور سال رواں کے ابتدائی مہینوں تک ان کو شریک کرلیا گیا ہے۔ ان قارئین کرام کی سہولت کے لیے جنھیں مصنف کے کثیر التعداد لاطینی حوالہ جات[ع] کے پڑھنے میں دشواری ہو سکتی ہے ان حوالہ جات کا ترجمہ بھی پائین صفحہ نوٹس میں کردیا گیا ہے۔ انھیں نوٹس میں کتاب کے دوسرے حصوں کی طرف کتب حصص یا ابواب کے ذریعے سے اشارہ کرنے کے سابقہ مبہم طریقے کو ترک کردیا گیا ہے۔ اور تمام صورتوں میں اصل دفعات کا حوالہ دیدیا گیا ہے۔ جن کے نکالنے میں بہت سہولت ہوگی۔ موضوع "مادی" شہادت پر ایک مضمون باجازت دوبارہ شایع کیا گیا ہے۔ یہ ایسا مضمون ہے کہ جس پر

(ع لیکن بہت سے لاطینی مقولات کا ترجمہ نہیں ہی کیا گیا ہے۔ مثال کے لیے ملاحظہ ہوں صفحات ۲۳ نوٹ (۴) ۲۲ متن۔ ۲۳۰ متن - ۲۶۸ متن - ۲۶۹ متن - ۲۷۰ متن - ۲۸۶ نوٹ - ۲۹۲ - نوٹ ۱۲ - ۲۹۲ متن - ۳۰۴ - نوٹ ۱۲ - ۳۲۹ نوٹ ۳ - ۴۶۱ متن - ۵۴۶ - نوٹ ۳ - وغیرہ وغیرہ - ان کا ترجمہ ہم نے کردیا ہے۔ اور مصنف کے کسی بھی فرانسیسی حوالے کا ترجمہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی مشتے نمونہ از خروارے مثالیں صفحہ ۲۶۷ نوٹ ۸ - ۳۷۷ نوٹ، صفحہ ۴۲۹ نوٹ ۷ و ۱۱ - ۴۹۸ متن - نوٹ ۲۲ کے بعد ۵۱۲ - نوٹ ۱۲ - ۵۱۹ نوٹ ۱ - وغیرہ وغیرہ - ان کا ترجمہ بھی ہم نے کردیا ہے۔ مترجم)۔

بسٹ تھم وغیرہ اساتذہ نے بہت بحث کی ہے۔ اور اس کے متعلق اساتذہ میں بہت اختلاف آرا رہا ہے۔

بسٹ کی اس مستند (کلاسک) کتاب کو مقبولیت عامہ صرف قانون پیشہ حضرات ہی میں حاصل نہ ہونا حال ہی میں لارڈ رڈل نے ثابت کر دیا ہے جو کو قانون داں ہیں لیکن انھوں نے اپنی دلکش کتاب "دو بعض حامل اہمیت اشیائے" میں یہ دکھلایا ہے کہ جب اس کا اطلاق روزمرہ کے مسائل پر کیا جاتا ہے تو اس کا افادہ کتنا زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے غیر فن داں قارئین کو بھی استدلال کے کتنے مغالطوں سے محفوظ کر سکتی ہے

سڈنی۔ ایل۔ فیپسن

۴ پیپر بلڈنگس ٹمپل۔ ای۔ سی۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء

لارڈ Riddel, "Some Thing that Matter"

ابتدائی دیباچہ

قانون عمومی کے نظام شہادت کی موجودہ حالت پچھلی دو صدیوں کے نشوونما کا نتیجہ ہے۔ یہ نظام شہادت مجموعی حیثیت سے نہایت درجہ عزت و تعریف کا مستحق ہے۔ چاہے اس کے بعض حصوں کو جائز یا ناجائز طور پر کتنا ہی مذموم ٹھیرایا جائے۔ اس تصنیف کا مقصد ان فنی کتابوں میں اضافہ کرنا نہیں ہے۔ جن میں اس مضمون کی توضیحات و تشریحات کی گئی ہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان اصولوں کی تنقیح کی جائے جن پر اس کے قواعد مبنی ہیں۔ ان کے ماخذوں کا پتا لگایا اور ان کا باہمی تعلق ظاہر کیا جائے۔ اس کے ساتھ ایک مختصر خاکا سماعت مقدمہ پر شہادت کے پیش کرنے اور قبول کئے جانے کے عملدرآمد کا دیا گیا ہے۔ اور چند ابتدائی ہدایات۔ گواہوں پر سوالات کرنے کے متعلق زیادہ تر کواٹیلینن سے لے کر نوجوان اہل پیشہ اشخاص کی ہدایت کے لیے دی گئی ہیں۔

پوری کتاب اور خصوصاً مقدمے میں جہاں عدالتی شہادت پر مجرد نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ بہت مدد قانون روما۔ ازمنۂ وسطیٰ کے رومنی فقہا اور دوسرے ممالک خارجہ کے مصنفوں سے لی گئی ہے۔ موسیو بانیے کی قابل قدر تصنیف "نظری و عملی شہادت بہ قوانین دیوانی و فوجداری" "Traite' Theoriqe' et Pratique des Preuves en Droit civil et en Droit Criminal") سے جو پیرس میں ۱۸۴۳ء میں شایع کی گئی ہے۔ خاص طور پر بہت مدد لی گئی ہے۔ اور بنتھم کی معقولات عدالتی شہادت ("Bentham's Rationale of Judecial Evidence") کے پانچ جلدوں کو جو لندن میں ۱۸۲۷ء

میں شایع ہوئی ہیں بہت پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ان میں شہادت کے عام اصولوں پر قابلیت سے بحث کی گئی ہے۔ اور بسا اوقات ان کی نہایت اچھی مثالیں دی گئی ہیں۔ لیکن اس کتاب کو بہت احتیاط سے پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں عدالتی شہادت کی ماہیت سے متعلق بہت سے اصولی غلط نقطہ ہائے نقطۂ نظر ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عدالتی شہادت کے ان مخصوص خصوصیات کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جن کی بنا پر وہ شہادت کے دوسرے اقسام سے فرق کی جاتی ہے۔

مصنف بہت سے دوستوں کے مشوروں کا امتنان قلب سے اعتراف کرتا ہے۔ اشاریہ جناب۔ ایچ ماکنا مارا (انر ٹمپل) نے تیار کیا ہے

چانسری لین

جولائی ۱۸۴۹ء

ص۱۱

فہرست قوانین موضوعہ

د ۱۲

قانون	صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
۴ این باب ۱۶ - دفعہ ۸	۱۸۶	۳۱۷
۵ ،، باب ۴۱ - دفعہ ۴	۲۵۳	۴۳۷
۶ ،، باب ۱۱ (قانون اتحاد بہ اسکاٹ لینڈ سنہ ۱۷۰۶ء) (Union with Scotland Act 1706)	۴۹	۸۳
باب ۱۸ (یا ۷۲) (قانون معمر لہ سنہ ۱۷۰۷ء) (Cestui que Vie Act 1707)	۲۵۰، ۱۰۶	۱۷۹، ۶۱۹
۷ این باب ۲۱ - (قانون بغاوت سنہ ۱۷۰۸ء)	۴۷۲	۸۴۴
دفعہ ۱۱	۵۲۹	۹۵۲
۱۱ جارج اول باب (۳۰) دفعہ ۴۱	۳۱۴	۵۵۰
۲۰ جارج دوم باب (۳۰) قانون بغاوت سنہ ۱۷۴۷ء (Treason Act)	۱۰۳	۱۷۴
۲۴ جارج دوم باب ۲۳ (قانون جنتری) (طرز جدید سنہ ۱۷۵۱ء) (Calendar, New Style Act)	۲۳۴	۴۰۳
۱ جارج سوم باب ۲۳	۱۰۲ و ۷۳	۱۲۱ و ۱۷۳
۹ جارج سوم باب ۱۶ - (قانون مقدمات تاج سنہ ۱۷۶۹ء) (قانون بلا میعاد) (Crown Suits Act, 1769, (Nullus) Tempus Act)	۳۲۰	۵۶۲
۱۳ جارج سوم باب ۶۳ (ایسٹ انڈیا کمپنی ایکٹ سنہ ۱۷۷۳ء)	۱۰۷ و ۸۹ و ۸۸	۱۴۰، ۱۴۹
دفعات ۴۰ - ۴۴ - ۴۵	۸۸	۱۸۰، ۱۴۸
۱۷ جارج سوم باب ۲۶	۳۱۷	۵۵۶
۲۳ جارج سوم باب ۲۸	۲۰۰	۳۴۳
۲۶ جارج سوم باب ۷۷ - دفعہ ۱۲	۳۱۴	۵۵۰
باب ۲۸ دفعہ ۶	۳۱۴	۵۵۱

	صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
۱۳ جارج سوم باب ۲۵	۱۳۱	۲۲۳
۳۳ جارج سوم باب ۱۳ - (قانون آغاز قوانین پارلیمنٹ ۱۷۹۳ء) (Acts of Parliament (Commencement) Act, 1793.	۲۹۸	۵۱۹
۳۹ و ۴۰ جارج سوم باب ۶۷ (قانون اتحاد برایرستان ۱۸۰۰ء) (Union with Ireland Act, 1800)	۴۹	۸۲
باب ۹۳ (قانون بغاوت ۱۸۰۰ء)	۵۳۰،۵۵۴	۹۹۶،۹۵۴
۴۲ جارج سوم باب ۸۵ (قانون اختیار سماعت فوجداری ۱۸۰۲ء) (Criminal Jurisdiction Act, 1802)	۸۸	۱۴۷
۴۳ جارج سوم باب ۸۵ - دفعہ ۳	۳۲، ۳۷۱	۶۵۷، ۵۳
۴۶ جارج سوم باب ۳۷ - (قانون گواہان ۱۸۰۶ء) (Witnesses Act, 1806)	۱۲۴ و ۱۵۱ اور ۱۰۷	۱۸۱، ۱۹۶ اور ۲۱۱
۵۴ جارج سوم باب ۱۵ (قانون قرضہ جات نیو ساؤتھ ویلز ۱۸۱۳ء) (New South Wales (Debts) Act, 1813)	۱۰۶	۱۸۰
۵۵ جارج سوم باب ۱۹۴ (قانون عطاران ۱۸۱۵ء) (Apothecaries Act, 1815)	۲۵۳	۴۳۷
۵۶ جارج سوم باب ۲۹	۳۱۴	۵۵۰
۶۰ جارج سوم و ا جارج چہارم باب اول قانون و قواعد و مشق ناجائز ۱۸۱۹ء (Unlawful Drilling Act, 1819)	۴۷۶	۸۵۳
ا جارج چہارم باب ۱۰۱ (قانون شہادت مسودات طلاق ۱۸۲۰ء) (Divorce Bills Evidence Act, 1820.)	۸۸	۱۴۷
۱ و ۲ جارج چہارم باب ۲۴	۳۱۳	۵۵۱
۵ جارج چہارم باب ۸۳ (قانون خانہ بدوشان ۱۸۲۴ء) (Vagrancy Act, 1824)	۶۰۹، ۶۲۰ اور ۵۳۶	۱۰۸۷، ۹۷۰ ۱۱۰۳

صفحات ترجمہ	صفحات کتاب انگریزی		
۶۴۳،۳۱۷،۴۴	۴۲۷،۵۲۹		
۹۵۲	۱۸۶	(Juries Act, 1825)	۶ جارج چہارم باب ۵۰ (قانون جوریان ۱۸۲۵ء) دفعہ ۲۳
۱۵۱	۹۰	(Criminal Law Act, 1826)	۷ جارج چہارم باب ۶۴ (قانون تعزیرات ۱۸۲۶ء) دفعات ۲ و ۳
۶۹۴	۳۹۲	Criminal Law Act, 1827)	۷ و ۸ جارج چہارم باب ۲۸ (قانون تعزیرات ۱۸۲۷ء) دفعہ ۵
۵۵۱	۳۱۴		باب ۳۵۔ دفعہ ۱۷
۷۹	۴۷	(St. of Frauds Amendment Act, 1828, Lord Tenterden's Act)	۹ جارج چہارم باب ۱۴ (قانون ترمیم قانون فریب ۱۸۲۸ء لارڈ ٹنٹرڈن ایکٹ) دفعہ ۱
۶۰۷	۳۴۴		دفعہ ۳
۸۲	۴۹		دفعہ ۷
۴۴۸	۲۵۹		باب ۱۵
۲۸۱	۱۶۶		باب ۳۱
۸۵۳	۴۰۶	(Night Poaching Act)	باب ۶۹ (قانون شکار ناجائز بوقت شب ۱۸۲۸ء)
۶۴۷	۳۶۶	(Carriers Act, 1830.)	۱۱ جارج چہارم و ولیم چہارم باب ۶۸ (قانون باربرداران ۱۸۳۰ء)
۱۸۱،۱۴۷	۸۸،۱۰۷	(Evidence on Commission Act, 1831)	۱ ولیم چہارم باب ۲۲ (قانون شہادت بذریعہ کمیشن ۱۸۳۱ء)
۱۴۹	۸۹		دفعات ۱۔۴۔۷
۱۹۶	۱۱۵		دفعہ ۵
۱۴۹	۸۹		دفعہ ۱۰

ص ۱۳

قانون	صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
باب ۴۹ (قانون کویکر وموریوین ۱۸۳۳ء) دفعہ ۲ (Quakers and Moravians Act 1833)	۱۵۶	۲۷۰
باب ۸۲	۱۵۶	۲۶۹
۴ و ۵ ولیم چہارم باب ۱۵	۲۰۰	۳۴۳
۵ و ۶ ولیم چہارم باب ۶۲ (قانون اعلانات قانونی ۱۸۳۵ء) دفعات ۵-۱۳-۱۸-۲۰-۲۱ (Statutory Declarations Act, 1835)	۴۶	۷۷
۶ و ۷ ولیم چہارم باب ۷۱ (قانون عشر ۱۸۳۶ء) ...	۳۳۳	۵۸۷
باب ۸۶ (قانون رجسٹری اموات وپیدائش ۱۸۳۶ء) دفعہ ۳۸ (Births and Deaths Registration Act, 1836)	۱۰۴	۱۷۶
باب ۱۱۱ (قانون سزایابی سابق ۱۸۳۶ء) (Previous Conviction Act, 1836)	۲۳۰	۴۱۴
۷ ولیم چہارم و (۱) وکٹوریا باب ۲۳	۴۱	۶۹
باب ۲۶ (قانون وصیت ناجات ۱۸۳۷ء) (Wills Act, 1837)	۲۲۶، ۲۰۶، ۲۰۵، ۱۶۲، ۱۳۲، ۱۳۱ اور ۲۰	۳۲، ۲۲۳، ۲۲۵، ۲۷۸، ۳۵۲، ۳۵۴
دفعہ ۹	۲۰۵، ۲۰۶، ۳۱۷، ۵۸۷	۹۴، ۳۵۲، ۳۵۴، ۵۵۶، ۱۰۵۰
دفعہ ۱۱	۲۰۶	۳۵۴
۷ ولیم چہارم و (۱) وکٹوریا باب ۲۶ دفعہ ۱۵	۱۳۲	۲۲۴
دفعہ ۲۱	۲۱۴	۳۶۸
۱ و ۲ وکٹوریا باب ۷۷ (کویکر وموریوین ایکٹ ۱۸۳۸ء) (Quakers and Moravians Act, 1838.)	۱۵۶	۲۶۴
باب ۱۰۵ (قانون حلف) (Oaths Act, 1838) دفعہ (۱)	۱۵۲، ۱۴۸ اور ۱۲۹، ۱۰۷، ۱۵۱	۱۸۰، ۲۳۰ اور ۲۵۱، ۲۵۸، ۲۵۶

صفحات ترجمہ	صفحات کتاب انگریزی		
۱۷۰	۱۰۵	(Judgments Act, 1838)	باب ۱۱۰۔ (قانون فیصلہ جات ۱۸۳۸ء) دفعہ (۹)
۲۰۶	۱۲۱	(Metropolitan Police Courts Act, 1839.)	۲ و ۳ وکٹوریا باب ۷۱۔ (قانون عدالت ہائے پولس متعینہ پائے تخت
۲۰۶	۱۲۱	....	دفعہ ۲۲
۷۹	۴۷	(Copy-right Act, 1842)	۵ و ۶ وکٹوریا باب ۴۵ (قانون حق تصنیف ۱۸۴۲ء)
۹۵۴	۵۴۰	(Treason Act, 1842)	باب ۵۱ (قانون بغاوت ۱۸۴۲ء)
۹۹۶	۵۵۴	....	دفعہ (۱)
۱۷۷ ۱۷۹	۱۰۷ ۱۰۵	(Perpetuation of Testimony Act, 1842)	باب ۶۹۔ (قانون استمرار گواہی ۱۸۴۲ء)
۳۴	۲۱	(Parliamentary Voter's Registration Act)	۶ و ۷ وکٹوریا باب ۱۸۔ (قانون رجسٹری رائے دہندگان انتخابات پارلیمنٹ ۱۸۴۳ء)
۶۰۷	۳۴۴	....	دفعات ۱۰۰-۱۰۱
۲۶۳	۱۵۵	(Colonies) Evidence Act, 1843)	باب ۲۲۔ (قانون شہادت (نوآبادیات ۱۸۴۳ء)
۱۸۱	۱۰۷	(Evidence by Commission Act, 1843)	باب ۸۲۔ (قانون شہادت بذریعہ کمیشن ۱۸۴۳ء)
۱۹۶	۱۱۵	....	دفعہ (۷)
۱۸۱، ۱۵۱، ۹۹ ۲۲۹، ۲۲۵، ۲۲۳ ۲۸۵، ۲۷۲، ۲۶۱ ۴۲۰، ۳۰۷، ۲۹۷ ۱۰۱۶، ۹۹۳	۱۳۱، ۱۰۷، ۹۰ ۸۱، ۷۵، ۴۱ ۶۸، ۶۱، ۶۰ ۵۹، ۳۲، ۱ ۵۶۵، ۵۳۵، ۲۴۳	(Evidence Act, 1843, Lord Denman's Atc)	باب ۸۵۔ (قانون شہادت ۱۸۴۳ء (لارڈ ڈنمن ایکٹ)
۲۷۷	۱۶۴	....	دفعہ (۱)
۵۱۱	۲۹۳	....	باب ۹۶ (قانون ازالہ حیثیت عرفی ۱۸۴۳ء) دفعہ (۷)

صفحات ترجمہ	صفحات کتاب انگریزی		
۹۵۶	۵۳۱	(Poor Law Amendment Act 1844)	۷ و ۸ وکٹوریا باب ۱۰۱ (قانون ترمیم قانون مفلسان ۱۸۴۴ء) دفعہ ۳
۵۲۱	۲۹۹	(Railway Clauses Consolidation Act)	۸ و ۹ وکٹوریا باب ۲۰ (قانون تدوین قواعد ریلوے ۱۸۴۵ء)
۹۷۰	۵۳۹	(Poor Law (Scotland) Act)	باب ۸۳ (قانون مفلسان (اسکاٹلینڈ) ۱۸۴۵ء)
۹۷۰-۱۰۸۷	۵۳۹، ۶۰۹	....	دفعہ ۸۰
۱۷۹، ۷۷۹	۴۷۱، ۱۰۶	(Real Property Act, 1845)	باب ۱۰۶ (قانون جائداد اراضی ۱۸۴۵ء)
۵۲۳	۳۰۰	(Gaming Act, 1845)	باب ۱۰۹ (قانون قمار ۱۸۴۵ء) دفعہ ۱۸
۵۹۹، ۶۰۱	۳۴۱، ۳۴۰	(Satisfied Terms Act, 1845)	باب ۱۱۲ (قانون اجارہ جات منقضی المیعاد ۱۸۴۵ء) دفعات ۱ و ۲
۱۸۱، ۵۲۲	۲۹۹، ۱۰۷	(Evidence Act, 1845, Lord Brougham's Act.)	باب ۱۱۳ (قانون شہادت ۱۸۴۵ء - لارڈ بروہام ایکٹ)
۵۲۲، ۷۲۹	۲۹۹، ۴۱۲	....	دفعہ ۳
۲۸۳	۱۶۷	(County Courts Act, 1846)	۹ و ۱۰ وکٹوریا باب ۹۵ (قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۴۶ء)
۱۱۳	۹۸	....	دفعہ ۹۹
۲۷۸	۱۶۳	....	دفعہ ۸۳
۹۵۵، ۹۶۱	۵۳۱، ۵۳۴	(Treason Felony Act, 1848)	۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۱۲ (قانون اخفائے بغاوت ۱۸۴۸ء)
۱۵۱، ۲۰۶	۱۲۱، ۹۰	(Indictable offences Act, 1848)	باب ۴۲ (قانون جرائم قابل چالان ۱۸۴۸ء)
۲۰۷، ۹۰۷	۱۲۱، ۵-۵	....	دفعہ ۱۹
۱۵۰، ۷۴۳	۹۰، ۴۲۰	....	دفعہ ۱۷

		صفحات کتاب انگریزی	صفحات ترجمہ
دفعہ ۱۸		۴۷۳،۹۰۸	۱۰۸۵،۸۳۶
دفعہ ۱۹		۸۶	۱۴۳
باب ۴۳ - (قانون تحقیقات سرسری ۱۸۴۸ء)	(Summary Jurisdiction Act, 1848)	۸۴،۱۲۱ ۵۰	۱۴۳،۱۳۵ ۲۰۶
دفعہ ۷		۱۳۱،۵۰۵	۹۰۷،۲۰۶ ص۱۴
دفعہ ۱۱		۴۷۶	۸۵۳
دفعہ ۱۲		۸۶	۱۴۴
دفعہ ۱۴		۲۵۴	۴۳۹
باب ۴۲ - (قانون ضابطہ فوجداری ۱۸۴۸ء) دفعہ ۲	(Criminal Procedure Act, 1848)	۱۹۵	۳۳۳
دفعہ ۴		۲۹۵	۵۱۴
باب ۷۸ - (قانون مقدمات تاج ۱۸۴۸ء)	(Crown Cases Act, 1848)	۶۱۵،۴۲۰ ۷۱۱،۵۹۹	۱۰۲۲،۱۱۹ ۱۱۰۳،۱۰۹۸
دفعات ۳ و ۵		۶۲۱	۱۱۰۴
۱۲ و ۱۳ وکٹوریا باب ۴۵ - (قانون اجلاسات سہ ماہی ۱۸۴۹ء) دفعہ (۱۰)	(Quarter Sessions Act, 1849)	۲۵۹	۴۴۸
۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ - (قانون شہادت ۱۸۵۱ء) لارڈ بروہام ایکٹ	(Evidence Act 1851, Lord Brougham's Act)	۱۰۷،۸۵ ۵۴۸،۵۳۵ ۱۰،۵۵۹ ۱۷۳،۱۶۶	۱۸۱،۱۴۳ ۲۹۸،۲۶۸ ۸۱۸،۳۰۷ ۹۸۶،۹۴۳
دفعہ (۱)		۱۲۲،۱۴۳	۲۷۰،۲۲۴
دفعہ (۲)		۱۱۵،۱۲۲،۱۷۰،۴۰۳	۲۷۸،۱۹۶
دفعہ (۳)		۱۱۵،۱۴۴،۱۶۰،۱۷۰	۵۱۸،۳۸۸ ۲۷۸،۱۹۹
دفعہ (۴)		۱۲۲،۱۲۵	۳۰۸،۲۹۵ ۲۸۷،۲۷۸
دفعہ (۵)		۱۶۴	۲۷۸

صفحات ترجمہ	صفحات کتاب انگریزی		
۳۰۰و۳۸۳، ۳۹۱و۴۱۳	۱۲۲و۲۲۲تا۲۲۶و۲۰۳	....	دفعہ (۱۰۳)
۱۸۸	۱۴۰	(Supplemental Customs Consolidation Act, 1855)	۱۸ و ۱۹ وکٹوریا باب ۹۶ (ضمیمہ قانون تدوین چنگی سنہ ۱۸۵۵ء) دفعہ ۳۶ ۔
۲۶۸	۱۵۸	(Common Law Procedure Amendment Act (Ireland,1856)	۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۱۰۲ (قانون ترمیم ضابطۂ قانون عمومی ۔ آیرستان ۱۸۵۶ء) دفعات ۲۳ و ۲۴ ۔
۱۸۳	۱۰۸	(Foreign Tribunals Evidence Act,1856.)	باب ۱۱۳ (قانون شہادت عدالت ہائے ممالک خارجہ سنہ ۱۸۵۶ء)
۱۹۶	۱۱۵	....	دفعہ (۵)
۱۲۵	۷۵	(Summary Jurisdiction Act, 1857.)	۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۴۳ (قانون تحقیقات سرسری سنہ ۱۸۵۷ء)
۱۸۸	۱۴۰	....	باب ۴۲ ۔ دفعہ ۱۴
۱۷۷	۱۰۵	(Court of Probate Act 1857)	باب ۷۷ (قانون عدالت پروبیٹ سنہ ۱۸۵۷ء) دفعہ ۹۱
۸۶۹	۴۸۵	(Matrimonial Causes Act,1857)	باب ۸۵ ۔ (قانون مقدمات ازدواجی سنہ ۱۸۵۷ء)
۸۶۹	۴۸۵	....	دفعہ ۲۲
۵۳۱	۳۰۹	....	دفعہ ۴۳
۹۸۸	۵۴۹	....	دفعہ ۴۳ و ۴۴ و ۴۶
۲۸۶	۱۹۹	....	دفعہ ۶
۱۷۷	۱۰۵	(Legitimacy Declaration Act, 1858)	۲۱ و ۲۲ وکٹوریا باب ۹۳ (قانون اعلان صحیح النسبی سنہ ۱۸۵۸ء)

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
۲۲ وکٹوریا باب ۲۰ (قانون شہادت بذریعۂ کمیشن ۱۸۵۹ء۔	(Evidence by Commission Act, 1859.)	۹۰، ۱۰۸ و	۱۸۲، ۱۵۱
دفعہ ۴		۱۱۶ و	۱۹۸
۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۱ (قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۹ء) دفعہ ۶	(Matrimonial Causes Act, 1859)	۱۶۹	۲۸۶
باب ۶۳ (قانون تعین قانون انگریزی ۱۸۵۹ء	(British Law Ascertainment Act, 1859.)	۴۴، ۱۰۸ و	۸۰، ۱۸۲
۲۳ و ۲۴ وکٹوریا باب ۱۲۶ (قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۶۰ء) دفعہ ۲۶۔	(Common Law Procedure Act, 1860)	۵۲۷	۹۴۹
باب ۱۲۸		۱۰۲	۱۷۲
باب ۱۵۴ (قانون ترمیم قانون زمینداران وکاشتکاران (آیرستان) ۱۸۶۰ء) دفعات ۴ و ۱۳	(Landlord and Tenant Law Amendment (Ireland) Act, 1860)	۵۰	۸۴
۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰ (قانون عدالت بحری ۱۸۶۱ء) دفعہ ۳۵۔		۵۱۲ و	۹۲۰
باب ۱۱: (قانون تعین قانون ممالک خارجہ ۱۸۶۱ء	(Foreign Law Ascertainment Act, 1861)	۴۳۰، ۱۰۸ و	۸۰، ۱۸۲

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
دفعہ (۸)		۲۲۷، ۲۳۰، ۲۸۹، ۵۱۳	۳۶۷، ۵۴۳، ۳۹۱
باب ۴۰ (قانون نالشات تاج وغیرہ) سنہ ۱۸۶۵ء) دفعہ (۳۱)	(Crown Suits &c. Act, 1865)	۱۷۰	۳۸۸
باب ۱۲۲ (قانون تصدیق قسیسان سنہ ۱۸۶۵ء)	(Clerical Subscription Act, 1865)	۲۸۶	۵۳۹
۲۹ و ۳۰ وکٹوریا باب ۱۹ (قانون حلف ہائے پارلیمنٹ) سنہ ۱۸۶۶ء	(Parliamentary Oaths Act, 1866)	۱۵۸	۲۹۸
باب ۱۰۹ (قانون نظم بحری سنہ ۱۸۶۶ء) دفعہ (۶۵)	(Naval Discipline Act)	۲۰۹	۴۰۷
۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۳۵ (قانون ترمیم تعزیرات سنہ ۱۸۶۷ء) دفعہ (۶)	(Criminal Law Amendment Act, 1867.)	۹۶ و ۹۷، ۱۰۵ و ۹۱	۱۷۷، ۱۸۲، ۱۳۲، ۱۲۹
دفعہ (۷)		۱۵۸	۲۹۸
۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۳۷ قانون شہادت دستاویزی سنہ ۱۸۶۸ء دفعات ۲ و ۳		۲۱۱	۴۳۷
دفعہ (۶)		۲۱۴	۴۳۱
باب ۳۹ قانون اقرار صالح ارکان جیوری سنہ ۱۸۶۸ء (اسکاٹ لینڈ)		۱۵۸	۲۹۸
۳۲ و ۳۳ وکٹوریہ باب ۶۸ قانون اقرار صالح بجائے حلف سنہ ۱۸۶۹ء		۲۶	۷۷
باب ۵۵ (قانون جیوریان ایرستان سنہ ۱۸۷۱ء)		۱۵۸	۲۹۸

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
باب ۱۱ (قانون ترمیم قوانین حقیت اراضی) سنہ ۱۸۶۸ء دفعہ ۳۹	(Titles to Land Consolidation	۵۵	۹۳
۲۲ و ۲۳ منسوخ کیا گیا باب ۲۲ (قانون طلاق) سنہ ۱۸۶۹ء دفعہ ۴۲	(Divorce Act, 1869)	۱۳۲ اور ۱۰۵	۱۷۷ اور ۳۲۵
باب ۶۸ (قانون ترمیم مزید شہادت) سنہ ۱۸۶۹ء	(Evidence Further Amendment Act 1869)	۱۴۴ اور ۱۰۹	۱۸۴ اور ۲۴۵
دفعہ ۲		۱۲۸، ۵۳۲، ۵۸۷	۲۸۵، ۵۹۰، ۱۰۵۰
دفعہ ۳		۱۱۲، ۱۲۸ اور ۱۶۹	۱۹۸، ۲۸۵، ۲۹۶
دفعہ ۴		۱۴۶، ۱۵۵، ۱۵۷ اور ۱۵۸	۲۲۰، ۲۲۳، ۲۴۶، ۲۶۸
باب ۷۱ (قانون دیوالیہ) سنہ ۱۸۶۹ء دفعات ۹۲	(Bankruptcy Act, 1869.)	۱۶۷	۲۸۴
۳ و ۴ منسوخ کیا گیا باب ۲۵ (قانون ترمیم شہادت سنہ ۱۸۷۰ء)	(Evidence Amendment Act 1870.)	۱۰۹، ۱۵۷، ۱۵۸	۱۸۴، ۲۴۶، ۲۴۸
باب ۹۰ (قانون بھرتی ممالک غیر) سنہ ۱۸۷۰ء دفعہ ۹	(Foreign Enlistment Act, 1870)	۳۷۱	۶۵۰
باب ۹۷ (قانون اسٹامپ سنہ ۱۸۷۰ء)	(Stamp Act, 1870)	۲۱۴	۳۷۹
۳ و ۴ منسوخ کیا گیا باب ۱۱۲ (قانون انسداد جرائم) سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۱۹	(Prevention of Crimes Act, 1871.)	۵۳۹	۹۶۰
۳ و ۴ منسوخ کیا گیا باب ۳۳ (قانون خفیہ رائے دہندگی سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۷	(Ballot Act, 1872)	۲۱	۳۴
باب ۷۷ (قانون ضابطہ کان ہائے فلزاتی سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۴۳	(Metalliferous Mines Regulation Act, 1872).	۵۳۵	۹۶۳

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
باب ۹۴: (قانون اجازت نامجات ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۰	(Licensing Act 1872)	۵۳۵ و ۵۳۶	۶۶۳ و ۶۶۵
باب ۹۰: (قانون تعلقہ قانون موضوعہ ایرستان ۱۸۷۲ء)	(Statute Law (Ireland) Revision Act, 1872	۵۰۲	۹۰۴
۳۶ و ۳۷ وکٹوریا باب ۳۳ (قانون شہادت شخصیات بلدی ۱۸۷۳ء) دفعہ ۴	(Municipal Corporations Evidence Act, 1873	۴۱۴	۷۳۱
باب ۶۶: (قانون عدالتی ۱۸۷۳ء)	(Judicature Act, 1873)	۳۴۱، ۵۴۶	۷۰۳، ۹۶۴
دفعہ ۱۹		۵۶۹	۱۰۲۳
دفعہ ۲۵		۵۴۷	۹۴۶
دفعات ۳۳-۴۶-۵۶		۷۴	۱۲۳
دفعہ ۷۴		۵۶۹، ۶۳۰	۱۰۲۳، ۱۰۳
۳۷ و ۳۸ وکٹوریا باب ۷۴ (قانون علاقہ جات ٹچبورن و ڈوٹی ۱۸۷۴ء)	(Tichborne and Doughty Estate Act,1874)	۴۲ و ۴۴۲	۷۰ و ۷۸۴
باب ۳۶: (قانون تلبیس شخصی ۱۸۷۴ء)	(False Personation Act, 1874)	۵۴۱	۹۷۴
باب ۵۷: (قانون میعاد سماعت جائداد ارضی ۱۸۷۴ء)	(Real Property Limitation Act,1874)	۳۴۳	۵۸۲
۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۵۰: (قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۷۵ء) دفعہ ۶	(County Courts Act,1875)	۲۰۸	۳۵۸

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
باب ۳۸: (قانون مقدمات مجانین ۱۸۸۳ء)	(Trial of Lunatics Act, 1883)	۶۱۳	۱۰۹۲
باب ۴۹: (قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ و ضابطہ دیوانی ۱۸۸۳ء)	(Statute Law Revision and Civil Procedure Act, 1883)	۱۰۷	۱۸۱
باب ۵۱: (قانون انسداد رشوت ستانی و اعمال ناجائز ۱۸۸۳ء) دفعہ ۵۲	(Corrupt and Illegal Practices Prevention Act, 1883)	۵۳۶	۹۶۵
دفعہ ۵۹		۱۲۰	۲۰۵
باب ۵۲: (قانون دیوالیہ ۱۸۸۳ء)	(Bankruptcy Act, 1883)	۱۶۷	۲۸۳
باب ۶۱: (قانون مزروعات انگلستان ۱۸۸۳ء) دفعہ ۳۸	(Agricultural Holdings (England) Act, 1883)	۳۴۴	۶۰۷
۴۷ و ۴۸ وکٹوریا باب ۱۴ (قانون جائداد زنان منکوحہ ۱۸۸۴ء) دفعہ (۱)		۵۴۲،۵۳۶	۹۷۶،۹۶۵
۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ (قانون ترمیم تعزیرات ۱۸۸۵ء)		۵۴۳، ۶۰۹ ۵۳۷،۱۴۲ ۵۳۹	۹۷۷،۱۰۸۷ ۹۶۷،۲۴۱ ۹۷۰
دفعات ۱ و ۲		۵۳۳	۹۶۰
دفعہ (۴)		۵۳۲،۱۴۵	۹۵۸،۲۴۶
دفعہ (۵)		۵۴۱	۹۷۴
دفعہ (۲۰)		۵۳۶ ۵۴۰	۵۶۵ ۹۷۲

صفحات ترجمہ	صفحات اصل کتاب		
۹۶۵	۵۳۶	(Public Health (London) Act,1891)	باب ۷۶: (قانون صحت عامہ (لندن) ۱۸۹۱ء) دفعہ ۱۱۸۔
۹۶۵	۵۳۶	(Betting and Loans (Infants)Act, 1892)	۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۴: (قانون بیسرو دیون (متعلق اطفال ۱۸۹۲ء) دفعہ (۶)
۱۴۲، ۳۹۱، ۳۹۳، ۶۱۷، ۱۰۳۱، ۱۰۴۹	۱۰۸، ۲۲۷، ۲۴۲، ۲۴۳، ۴۴۷، ۵۶۸، ۵۸۶	....	باب ۱۹: (قانون نظر ثانی قانون موضوعہ ۱۸۹۳ء)
۱۰۵	۱۱۰	(Witnesses (Public Inquiries) Protection Act,1892)	باب ۶۴ (قانون حفاظت گواہان (بہ تحقیقات عامہ) ۱۸۹۲ء)
۱۰۵۴	۵۸۸	(Sale of goods Act, 1893.)	۵۶ و ۵۷ وکٹوریا باب ۷۱: (قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء)
۸۴۲ و ۸۴۳	۵۰۴ و ۹	....	دفعہ ۴
۱۰۹۲	۶۱۳	....	دفعہ ۲۴
۱۰۸۷	۶۰۹	(Prevention of Cruelty to Children Act,1894)	۵۷ و ۵۸ وکٹوریا۔ باب ۴۱ (قانون انسداد بیرحمی بہ اطفال ۱۸۹۴ء)
۵۶۵، ۹۷۰، ۹۷۴	۵۳۶، ۵۳۹، ۵۴۱	....	دفعہ ۱۲
۵۶۵	۵۳۶	(Diseases of Animals Act, 1894.)	باب ۵۷: (قانون امراض جانوران ۱۸۹۴ء) دفعہ ۵۷
۷۹	۴۷	(Merchant Shipping Act,1894)	باب ۶۰: (قانون جہازرانی تاجران ۱۸۹۴ء) دفعہ ۲۴...

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
دفعہ ۱۲۳		۳۰۴	۴۱۵
دفعہ ۴۵۷		۵۳۶	۵۶۵
دفعہ ۴۹۴		۲۰۵	۳۵۲
۵۸ و ۵۹ وکٹوریا - باب ۲۴: (قانون ترمیم قانون ضبطی ۱۸۹۵ء) دفعہ ۵		۵۳۶	۵۶۵
باب ۲۸: (قانون انسداد غلط اطلاع دہی متعلق آتش زدگی ۱۸۹۵ء) دفعہ ۲	(False Alarms of Fire Act,1895)	۵۳۶	۵۶۵
باب ۳۷: (قانون کارخانہ جات و ورکشاپ ۱۸۹۵ء) دفعہ ۴۹	(Factory and Workshops Act,1895)	۵۳۶	۵۶۵
باب ۴۰: (قانون انسداد رشوت ستانی و اعمال ناجائز ۱۸۹۵ء) دفعہ ۲	(Corrupt and Illegal Practices Prevention Act,1895)	۵۳۶	۵۶۵
۵۹ و ۶۰ وکٹوریا - باب ۱۴: (قانون عنوانات مختصر ۱۸۹۶ء)	(Short Titles Act,1896)	۱۰۶	۱۷۹
۶۰ و ۶۱ وکٹوریا باب ۶۰ (قانون انسداد حادثات) بہ چوکر مشین ۱۸۹۷ء) دفعہ ۵	(Chaff-Cutting Machines(Accidents) Act, 1897.)	۵۳۶	۵۶۵
۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ (قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء)	(Criminal Evidence Act,1898)	۱۱۰، ۱۳۲، ۱۷۰، ۲۳۰، ۵۲۰، ۵۲۵، ۵۸۸، ۵۹۶ (ضمیمہ)	۱۸۵، ۲۳۴، ۲۸۸، ۴۹۶، ۵۹۹، ۷۴۶، ۱۰۳۶، ۱۰۸۴

		صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
دفعہ (۱)		۵۳۸، ۵۴۰، ۵۴۱ و ۵۸۵، ۵۸۶ و ۵۹۰	۹۶۸، ۹۷۲، ۹۷۴، ۹۷۶، ۱۰۴۹، ۱۰۵۵
دفعات (۲-۳-۶-۷)		۵۴۰	۹۷۲
دفعہ (۴)		۵۴۱، ۱۹۵	۹۷۴، ۳۷۴
باب ۴۱: (قانون محبس سنہ ۱۸۹۸ء)	(Prison Act,1898)	۶۱۶-۶۱۷	۱۰۹۷ ۱۰۹۸
۶۳ و ۶۴ وکٹوریا باب ۵۱: (قانون قرض دہندگان سودی سنہ ۱۹۰۰ء دفعہ (۳)	Money-Lenders Act, 1900)	۳۰۰	۵۳۴
۱ ایڈورڈ ہفتم - باب ۲۲: (قانون کارخانہ جات و ورکشاپ سنہ ۱۹۰۱ء) دفعہ (۱۲۸)	(Factory and Workshop Act, 1901)	۲۹۹	۵۳۲
۲- ایڈورڈ ہفتم نمبر ۱۲- (نیوزی لینڈ قانون انتخابات سنہ ۱۹۰۲ء) دفعات ۶۲-۶۵	(Electoral Act,1902)	۲۱	۳۴
۵- ایڈورڈ ہفتم باب ۱۳- (قانون اشخاص اجنبی سنہ ۱۹۰۵ء) دفعہ (۳)	(Aliens Act,1905)	۶۲۱	۱۱۰۴
۷- ایڈورڈ ہفتم باب ۱۶: (قانون شہادت (قوانین موضوعہ نوآبادیات سنہ ۱۹۰۷ء)	(Evidence (Colonial Statutes) Act,1907)	۱۱۰	۱۸۵
باب ۲۳: (قانون مرافعہ فوجداری سنہ ۱۹۰۷ء)	(Criminal Appeal Act,1907)	۱۱۰، ۵۰۴، ۵۰۶ [illegible] و ۱۶۱ (ضمیمہ)	۱۸۵، ۸۰۳ [illegible] ۱۰۸۸
دفعات ۳۰، ۴ ر ۲۰		۷۱	۱۱۹
باب ۲۹: (قانون پیٹنٹ و نقشہ جات سنہ ۱۹۰۷ء) دفعہ ۹۴	(Patents and Designs Act,1907)	۵۲۸	۹۸۶

فہرست مقدمات

	صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
Le Brun's Case	۱۹۲	۳۲۷
Leach v. R	۵۴۲	۹۷۵
Leach v. Simpson	۸۱، ۳۰۸	۳۵۷، ۱۳۵
Leaconfield v. Lonsdale	۳۲۳	۵۶۷
Leeds v. Cook	۳۵۶	۶۲۹
Leete v. Gresham Life etc. Society	۲۴۸، ۳۰۶، ۵۵۹	۵۳۵، ۴۲۸، ۱۰۰۵
Lefroy's Case	۵۵۵	۹۹۸
Legat's Case	۳۰۱	۵۲۵
Legh v. Hewitt	۳۴۲	۶۰۳
Leighton v. Leighton	۲۰۷، ۴۰۸	۷۲۲، ۳۵۵
Lewes, Trust, in re	۳۵۱	۶۲۰
Lewis v. Davison	۳۰۸	۵۳۹
Lewis v. Sapio	۲۱۸	۳۷۶
,, (Doe d) v. Bingham	۳۱۷	۵۵۶
,, (,, ,,) v. Davies	۲۸۸، ۳۱۳	۵۴۸، ۵۰۱
Ley v. Barlow	۵۴۶	۹۸۲
Leyfield's Case	۴۰۸	۷۲۲
Liebman v. Pooley	۴۰۶	۷۱۸
Liford's Case	۲۷۷	۴۸۲
Liggins v. Inge	۳۳۶	۶۴۷
Lisburne (Earl) v. Davies	۳۶۵	۲۸۶
Lister v. Perryman	۷۰	۱۱۷
Livett v. Wilson	۳۲۸	۵۷۷
Lloyed (Doe d.) v. Deakin	۳۴۸	۶۱۳
London & Globe Corporation v. Kaufman	۱۱۳	۱۹۲

	صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
R. v. Hulcott	۳۱۶	۵۵۴
R. v. Hulme	۱۱۶	۱۹۷
R. v. Hunt	۲۵۸	۴۴۶
R. v. James	۳۱۴	۵۵۰
R. v. Jarvis	۱۶۳، ۲۶۷، ۴۷۳	۴۹۴، ۲۷۶، ۸۴۶
R. v. Jenkins	۷۰، ۴۲۶	۷۵۵، ۱۱۷
R. v. Johnson	۲۲۹	۳۹۵
R. v. Joliffe	۲۸۹، ۳۲۳	۵۶۷، ۵۰۳
R. v. Jones	۴۵۴	۸۰۹
R. v. Kea	۵۰۶	۹۰۹
R. v. Kent	۵۰۴	۹۰۵
R. v. King	۷	۱۱
R. v. Kirkham	۱۶۳	۲۷۶
R. v. Knaptofft	۵۰۸	۹۱۲
R. v. Knill	۵۲۹	۹۴۶
R. v. Landulph	۳۶۳	۶۴۲
R. v. Langmead	۱۹۵	۳۳۳
R. v. Langton	۲۱۰	۳۶۱
R. v. Lawley (Lady)	۱۱۰	۱۸۵
R. v. Leatham	۲۰۱	۳۴۴
R. v. Lillyman	۴۱۸، ۵۹۱	۸۸۸، ۷۴۰
R. v. Lindsay	۴۶۱	۸۲۲
R. v. Lloyd	۳۲۳	۵۸۶
R. v. Lockhart	۸۱	۱۳۵

۳۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول شہادت

مقدمہ

(+)

حصۂ اول

شہادت اور ثبوت عام طور پر

دفعہ (۱): قانون کی تعریف صحیح طور پر یوں کی گئی ہے کہ وہ انسانوں کے لیے ایک قاعدۂ عمل ہے۔ جس کو مقتدر اعلیٰ نے مقرر و مشتہر کیا ہے۔ اور جس کی تعمیل سزا و جزا کی تہدید سے کرائی جاتی ہے۔ (ص (۲)) لیکن گو انسانوں کے افعال قانون کے موضوع ہیں۔ مگر وہ اس کے وجود کے لیے ضروری نہیں ہیں۔ کیونکہ قاعدہ وہی رہتا ہے۔ چاہے اس کے اطلاق کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ "تمہیں سزا دی جائے گی۔ اگر تم قتل یا چوری کرو گے" "اگر تم کسی شخص کی زمین یا اس کا سامان خریدو تو تم کو اس کی قیمت ادا کرنی چاہیے" ـــــ قانون کے قاعدے ہوتے ہیں۔ گو کسی قتل یا سرقے کا کبھی ارتکاب

نہ کیا جائے۔ اور گو ہر قرض جو لیا جائے پابندی وقت و ایمانداری سے ادا کر دیا جائے۔ قاعدے کا وجود اس وقت تک جب تک کہ کوئی فعل کیا جائے جس سے وہ متعلق ہو سکے اور گویا صورت و شکل اختیار کر سکے نظری رہتا ہے۔ اس مقولۂ قانونی کے کہ "واقعات سے قانون بنتا ہے" یہی معنی ہوتے ہیں۔ اور اسی لیے عدالتوں کے فرض میں مشکوک و نزاعی واقعات کی تحقیق بھی داخل ہے۔ اور تحقیق واقعات پر علم اصول قانون کے اصولوں کا اطلاق بھی۔[1]

دفعہ (۲) عدالتوں میں ثبوت طلب واقعات کی تحقیق و تصفیہ بالکل اسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح عام لوگ مشکوک یا نزاعی واقعات کا تصفیہ کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ قانون صریح کی رو سے بعض قواعد غیر جانبداری اور صحیح فیصلہ حاصل کرنے یا بعض خرابیوں کو جو تحقیق کے ضمن میں پیدا ہو سکتی ہیں دور کرنے کے لیے مقرر ہیں۔ اور یہ فرق انسانی خود ساختہ قانون و قدرتی قانون کے فرق کے مشابہ ہے۔ اس کے متعلق بیکن (Bacon) نے کیا خوب کہا ہے کہ "قدرت میں انصاف کے سرچشمے ہیں جن سے تمام مدنی قوانین مثل نہروں کے نکلے ہیں۔ اور جس طرح پانی میں ان زمینوں کا جن پر سے وہ بہتا ہے رنگ اور مزہ آجاتا ہے۔ اسی طرح مدنی قوانین بھی ان مقامات اور حکومتوں کے لحاظ سے جہاں وہ رائج ہوتے ہیں مختلف ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ہی ماخذ سے نکلے ہیں"[2]۔ پس جس طرح قدرتی قانون کے مطالعے کو انسانی خود ساختہ قانون کے مطالعے پر سبقت ہے۔ اسی طرح صداقت کی دریافت میں انسانی ذہن کے عام اصول کی تحقیق کو ان مصنوعی قواعد کی تحقیق پر سبقت ہونی چاہئے جو اس کی تائید میں وضع کیے گئے ہیں۔ اسی لیے اس مقدمے کے دو حصے ان دو مضامین سے متعلق

[1] سابقہ دیباچہ میں کہہ دیا گیا ہے اور یہاں بھی مکرر کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کی دفعات کو سابق اڈیٹر نے بعض جگہ مختصر کر دیا ہے اور بعض جگہ ان میں اضافہ کیا ہے۔ لیکن مصنف کی ترتیب ہر جگہ باقی رکھی گئی ہے۔

[2] ترقی علم ("The Advancement of Learning") از بیکن۔ کتاب ۲۔

ہوں گے۔

دفعہ (۳): فہم انسانی پر تین نقطہ ہائے نظر سے غور کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ماخذ ہائے تصورات کے نقطۂ نظر سے۔ ان اشیا کے لحاظ سے جن کا ذہن انسانی کو شعور ہوتا ہے۔ اور واقعات یا قضیات کی صداقت یا بطلان کے متعلق ہمارے یقین کی شدت کے لحاظ سے۔

دفعہ (۴): مابعد الطبیعیات کے بلند پایہ علما کے نزدیک ہمارے تصورات کے ماخذ حس یا فکر ہیں[1]۔ حس کی دو قسمیں ہیں[2]۔ (۱) حس داخلی یعنی وجدانی شعور خود ص(۳)
ہمارے وجود اور ان خیالات کا جو ہمارے ذہن میں آتے ہیں۔ علم و یقین کے تمام اقسام میں سے یہ قسم بہت ہی صاف شبہے سے بالا ہے۔ اور علم و یقین کے تمام اقسام کی بنیاد ہے۔ ڈیکارٹ (Descartes) اور لاک (Locke) گو ان کے نظام دوسری خصوصیات میں کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں۔ اس پر متفق ہیں۔ "میں فکر کرتا ہوں اس لیے میں موجود ہوں" ڈیکارٹ کا مشہور مقولہ ہے[3]۔ اور لاک کہتے ہیں کہ "اگر میں باقی تمام اشیا کے وجود کے متعلق شک بھی کروں تو یہی شک خود میرے وجود کے شعور کا باعث ہوتا ہے۔ اور مجھے اس پر شک کرنے نہیں دیتا[4]۔" سر ٹامس براؤن (Sir Thomas Brown) نے کہا ہے[5] "لا ادریہ یہ جو کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ اسی قول سے اپنی تردید آپ کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ باقی ساری دنیا سے زیادہ جانتے ہیں"

---

[1] فہم انسانی (Human Understanding) مصنفۂ لاک (Locke) کتاب ۲ باب ۱
[2] Traite des Preuves (کتاب شہادت) مصنفۂ بانئے (Bonnier) دفعات ۶ و ۷۔ طبع دوم۔ لاک نے اپنی کتاب مذکورۂ بالا دفعہ ۴ میں حس داخلی سے مراد "تفکر" لی ہے۔
[3] Principia Philosophiae فقرہ (۱) نوٹ ۸۔
[4] لاک کی کتاب مذکورۂ بالا۔ کتاب ۴۔ باب ۹۔ دفعہ ۳۔
[5] دفعہ ۵۵ Religio Medici (طب تہذیبی)

سوفسطائیوں کا مقولہ ہے کہ "بغیر حس کے شعور ممکن نہیں"[1] اس میں لیبنٹز (Leibnitz)، یہ ضروری ودانشمندانہ اضافہ کرتے ہیں کہ "سوائے خود شعور کے"[2] (۲) حس خارجی یعنی وہ خاصہ جس کے ذریعے سے خارجی اشیا کے وجود کا شعور ہمارے ذہن کو خارجی احساسات کے ذریعے سے ہوتا ہے[3]۔ انھیں دو احساسات سے ہمارے باقی سب تصورات "وفکر" کے عمل سے پیدا ہوتے ہیں[4]۔ حس کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ وہ خاصہ ہے جس کے ذریعے سے ذہن کو خود اس کے کسی فعل یا عمل کے ذریعے سے تصورات بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اور ذہن کا یہ عمل یا تو ان تصورات پر کارفرما ہوتا ہے جو راست احساسات کے ذریعے سے حاصل ہوتے ہیں۔ یا ایسے دوسرے تصورات پر جن کا تعلق بلاواسطہ یا بالواسطہ ان حاصل شدہ اول الذکر تصورات سے ہوتا ہے۔

دفعہ (۵): ذہن انسانی کو دو قسم کی اشیا کا شعور ہوتا ہے[5]۔ (۱) تصورات کے باہمی تعلقات[6] کا۔ اس عنوان کے تحت ریاضی اور ریاضی کے مسائل صداقتیں آتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے تصورات کے باہمی تعلقات صحیح ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ذہن سے باہر ان تصورات کے مطابق کوئی چیز نہ ہو۔ مثلاً ایک مساوی القائمہ مثلث یا دائرے کی خاصیتیں بہرحال اور

---

[1] ۔ اس مقولے کو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں "سوفسطائی مقولہ" کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقالہ اول از ڈوگالڈ اسٹیورٹ Dugald stewart صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ طبع ہفتم (یعنی اس مقولے کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

[2] ۔ یہ ارسطو (Aristotle) کی کتاب "De Anima" کے ایک مقولے سے بہت مشابہ ہے۔ کتاب ۲۔ باب ۵۔ اس کی مکمل تشریح۔ ڈوگالڈ سٹورٹ کے مقالے میں جس کا حوالہ آخری نوٹ میں دیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

[3] لاک کتاب ۲ باب اول۔ اور بانیز کی کتاب مذکورۂ صدر (دیکھئے نوٹ یہ) دفعہ (۵) طبع ثانی۔

[4] لاک کتاب (۲) باب (۱)۔

[5] ۔ ایضاً کتاب ۴۔ باب (۱)۔

[6] ۔ ایضاً کتاب (۴) باب (۱) دفعات ۴ تا ۶۔

بلاشبہ صحیح ہیں۔ چاہے ایک مکمل مساوی الساقین مثلث یا مکمل دائرہ دنیا میں پایا جاتا ہو یا نہیں[1]۔ اور ہیئت داں ان خموں کی بھی تحقیق کرتے ہیں۔ جن کو اجسام فلکی قوت سے متحرک کیے جانے پر بنا سکتے ہیں۔ اور جن کے مانند نمونے قدرت میں جہاں تک ہم جانتے ہیں۔ نہیں ہیں۔ (۲) وجودہائے حقیقی یعنی اشیا جو ذہن سے باہر خارج میں ہیں۔ ذہن میں ان کے متعلق تصورات کے مطابق موجود ہوتی ہیں[2]۔

دفعہ (۶): شدتِ یقین کے متعلق ذہن انسانی کی خاصیتیں علم اور فیصلے یا تصدیق پر مشتمل ہیں[3]۔ صحیح معنی میں علم سے مراد ہمارے تصورات کی موافقت یا عدم موافقت کا واقعی ادراک ہے[4]۔ اور ایسے ہی ادراک کے متعلق "یقین" کی حد مناسب طور پر استعمال کی جاسکتی ہے[5]۔ علم وجدانی ہوتا ہے جب کہ اس کی موافقت کا ادراک فوراً تصورات ہی کے مقابلے سے حاصل ہوتا ہے۔ علم مدلل ہوتا ہے۔ جب کہ یہ ادراک بالواسطہ ہوتا ہے۔ مثلاً ریاضی صداقتیں جن کے ثبوت کو ذہن نے قبول کر لیا ہو۔ اور جب ہمارے حواس کے ذریعے سے ہم کو خارجی اشیا کے وجود کا ادراک ہوتا ہے تو ہمارا علم حسی کہلاتا ہے[6]۔ لیکن علم و یقین عادۃً ایک ثانوی معنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ یعنی ظن غالب یا یقین معقول کے معنوں میں مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے مال مسروقہ کو مسروقہ جانتے ہوئے لیا یا یہ کہ ہم کو کسی واقعے کے وجود

[1] دیکھیے De Morgan, on Probabilities صفحہ ۹۔

[2] لاک کتاب چہارم باب اول دفعہ (۲)۔

[3] ایضاً کتاب ۴ باب ۲۔ دفعہ ۴۔ اور باب (۱) دفعہ ۵۔

[4] ایضاً کتاب ۴۔ باب ۱۔ دفعہ ۲۔

[5] ایضاً کتاب ۴۔ باب ۴۔ دفعات ۷ و ۱۸۔

[6] ایضاً کتاب ۴۔ ابواب ۲ و ۱۱۔

کا یقین[1] یا اخلاقی طور پر یقین ہے وغیرہ۔

دفعہ (۷) ۔ (۲) ذہن کی دوسری خاصیت "فیصلہ" یا تصدیق گو شدت یقین کے لحاظ سے علم سے کمتر درجہ رکھتا ہے۔ تاہم فکر و عمل انسانی کے لیے اس کو مساوی اہمیت حاصل ہے۔ اور علم اصول قانون سے متعلق ہونے کی وجہ سے وہ ہماری زیادہ توجہ کا محتاج بھی ہے۔ یہ وہ خاصیت ہے جس کے ذریعے سے ہمارے ذہن تصورات کو دوسرے درمیانی تصورات کی مدد سے جن کا تعلق ان تصورات سے یا تو مستقل اور غیر متبدل نہیں ہوتا یا ایسا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ موافق یا غیر موافق۔ اور واقعات یا قضیات کو صحیح یا باطل قرار دیتے ہیں[2] اس کی بنیاد اس موافقت یا عدم موافقت اور صداقت یا بطلان کے متعلق وہ احتمال یا قرینہ ہے جو ہمارے علم۔ مشاہدے و تجربے سے ان کے مطابق یا مغایر ہونے کی بنا پر مستنبط ہوتا یا قیاس کر لیا جاتا ہے[3] فیصلہ اکثر دوسروں
کے مشاہدے یا تجربے کی گواہی پر مبنی ہوتا ہے[4] لیکن ظاہر ہے کہ یہ اول الذکر کی ص ۵
ایک شاخ ہی ہوئی۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں ہمارا یقین بیان کرنے والوں کی صحت بیانی و صداقت کے قیاس پر مبنی ہوتا ہے۔

دفعہ (۸) ۔ علم اور یقین چونکہ بہت کم امور کے متعلق حاصل ہوتے ہیں انسان نہ صرف اپنے اکثر افکار میں بلکہ چھوٹے بڑے۔ اہم و غیر اہم معاملات زندگی میں بھی فیصلہ (تصدیق) و ظن غالب پر عمل کرتے ہیں[5] قوت فیصلہ

---

[1] قانون قدرت و اجانب از پوفنڈارف Puffendorf, jus Nat. et Gent. کتاب ۱۔ باب ۲۔ دفعہ ۱۱۔ اور Analogy of Religion از بٹلر Butler. مقدمہ۔

[2] لاک کتاب ۴۔ باب ۱۵۔ دفعہ (۱)۔ اور باب ۱۴۔ دفعہ ۳۔

[3] لاک ۴۔ باب ۱۵۔ صفحات ۳ و ۴۔ باب ۱۶۔ دفعہ ۴۔ اور بٹلر کی کتاب۔ انالوجی آف ریلیجن کا مقدمہ۔

[4] لاک ۴۔ باب ۱۵۔ دفعہ (۴)۔

[5] ایضاً باب ۱۴ دفعہ (۱)۔ انالوجی آف ریلیجن از بٹلر مقدمہ۔ Judicial Evidence مصنفہ بنتھم Bentham جلد ۳ صفحہ ۱۰۴ نیز شہادت مصنفہ گلبرٹ Gilbert طبع چہارم صفحہ ۲ و ۳۔

نہ صرف واقعاتی امور پر استعمال کی جاتی ہے۔ جو حواس کے مشاہدے میں آنے کی وجہ سے انسانی گواہی کے ذریعے سے قابل ثبوت ہوتے ہیں۔ بلکہ عمل ہائے قدرت اور دوسری ایسی اشیا پر بھی استعمال کی جاتی ہے۔ جو حواس کے ذریعے سے دریافت نہیں ہوسکتے ہیں[1]۔ اور اسی لیے اس کے تحت وہ کثیر التعداد مضامین آجاتے ہیں۔ جن کی تحقیق قیاس اور استقرا سے ہوتی ہے[2]۔ لیکن یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ایک ہی امر کے متعلق ایک شخص کو علم و یقین حاصل ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے کو ظن و گمان۔ مثلاً جب کوئی شخص یا تو اصول ریاضی کی لاعلمی کی وجہ سے یا ان کے ثبوت کو سمجھنے کی طرف مایل نہ ہونے کی وجہ سے کسی ریاضی صداقت کو دوسرے شخص کی گواہی پر جو اس کو سمجھتا ہے۔ قبول کرلیتا ہے۔ اس صورت میں اس کے پاس اس صداقت کی صرف ظنی شہادت ہوتی ہے۔ لیکن اس کے مخبر کے پاس مدلل ثبوت[3]۔

دفعہ (۹): علم و فیصلہ (تصدیق) کا ایک اور بڑا فرق ظاہر کرنا باقی ہے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ علم کی تین قسمیں ہیں[4]۔ لیکن فیصلے (تصدیق) سے جو مختلف درجوں کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ اس کی قسمیں بیان کرنا طاقت انسانی سے باہر ہے۔ کیونکہ جس حد تک واقعات و قضیے ہمارے سابقہ علم۔ مشاہدے اور تجربے کے مطابق ہوسکتے ہیں۔ وہ لازمی طور پر بے انتہا مختلف ہوسکتی ہے۔ فیصلے کے مختلف اقسام کو حدود طمانیت۔ اعتماد

---

[1] لاک کتاب (۴) باب ۱۶۔ دفعات ۵ و ۱۲۔

[2] ایضاً دفعہ ۱۲۔ اور کتاب شہادت (زبانیٔ دفعات ۹۔ الخ طبع دوم۔

[3] لاک کتاب (۴) باب (۱۵) دفعہ ۱۔ اور باب (۱۶) دفعہ (۳)۔ گرنیلف (Green) کی شہادت جلد ۱۔ طبع شانزدہم۔ دفعہ ۱۔ نوٹ ۱۔ نیز کتاب شہادت مصنفۂ تھیئر (Thayer) باب ۲۔

[4] دیکھیے اوپر دفعہ (۱)۔

ظن غالب۔ ظن۔ گمان۔ قیاس۔ شک۔ بے اعتمادی۔ اور بے اعتباری وغیرہ سے ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے[1]۔

دفعہ (۱۰): لفظ ثبوت سے صحیح طور پر مراد کوئی شے ہے۔ جو بالواسطہ یا بلا واسطہ ذہن انسانی کو کسی واقعہ یا قضیے کی صداقت یا بطلان کا یقین دلاتی ہے[2]۔ اور چونکہ صداقتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ان کے ثبوت بھی مختلف ہوتے ہیں[3]۔ مثلاً کسی ریاضی مسئلے یا شکل کے ثبوت وہ درمیانی تصورات ہیں جو سلسلۂ دلیل کی مختلف کڑیاں ہوتی ہیں۔ ایسی کسی شے کا ثبوت جو استقرا سے ثابت کی جاتی ہے۔ وہ واقعات ہوتے ہیں۔ جن سے یہ شے مستنبط ہوتی ہے۔ اور عام واقعاتی امور کے ثبوت ہمارے حواس گواہوں کی گواہی۔ دستاویزات وغیرہ ہیں۔ ثبوت سے مراد وہ یقین بھی لیا جاتا ہے جو صحیح معنی میں ثبوت سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے[4]۔

دفعہ (۱۱): لفظ شہادت سے اس کے اصلی معنی میں صاف ظاہر۔ عیاں یا مشہور ہونے کی حالت مراد ہوتی ہے[5]۔ لیکن ہماری زبان کی ایک

۱۔ لاک کتاب ۴۔ باب ۱۶۔ دفعات ۶ تا ۹۔

۲۔ "دیوانی قوانین ان کی قدرتی ترتیب سے" مصنفۂ ڈوما Domat, Les Lois Civiles dans leur ordre Naturel, حصۂ اول کتاب ۳۔ عنوان ۶۔ شہادت مصنفۂ بانیے دفعہ ۵۔ طبع دوم۔

۳۔ ڈوما کتاب و صفحات مذکورۂ بالا۔

۴۔ Matthaeus de Probationibus (یعنی "در ثبوت" از میتھیس باب اول نوٹ ۱ Huberus, Praelectiones Juris Civiles (یعنی مقدمۂ قانون روما مصنفۂ ہیوبیرس) کتاب ۲۲۔ عنوان ۳۔ نوٹ (۲)۔ شہادت از گرینلیف طبع شانزدہم دفعہ ۱۔

۵۔ "لغت" از جانسن Johns. Dict. خارجہ ممالک کے مقنن لاطینی لفظ 'evidentia' (شہادت) اور فرانسیسی لفظ 'Evidence' کے معنی عام طور پر اس یقین کے لیتے ہیں جو ہمارے حواس کی گواہی

انکی تعریف[1] کی وجہ سے اس سے مراد وہ امور ہوتے ہیں۔ جو کسی شے کو ظاہر کرتے یا ثابت کرتے ہیں۔ اسی معنی میں وہ عام طور پر ہماری قانونی کتابوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کتاب میں بھی استعمال ہوگا۔ اس معنی میں شہادت کی ایسی تعریف یوں کی گئی ہے کہ ۔ کوئی امر واقعاتی جس کا اثر۔ رجحان۔ یا مقصد کسی دوسرے واقعہ کے ثبوت یا تردید کے متعلق ذہن میں یقین پیدا کرنا ہوتا ہے[2]۔ وہ واقعہ جس کو ثابت کرنا مطلوب ہوتا ہے" اصل واقعہ" کہلاتا ہے اور جس واقعے کے ذریعے سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا جاتا ہے۔ اس کو "شہادتی واقعہ" کہتے ہیں[3]۔ جب اس سلسلے کے دو سے زیادہ حصے ہوتے ہیں۔ تو درمیانی کڑیاں بلحاظ نیچے کی کڑیوں کے اصل واقعات ہوتے ہیں۔ اور بلحاظ اوپر کی کڑیوں کے شہادتی واقعات۔ ان درمیانی کڑیوں کو "متبدل" اصلی و شہادتی واقعات کہیں گے۔

دفعہ (۱۲) : آیندہ ہم اپنی توجہ "واقعات کی صداقت" تک ۔ جو اس

بقیہ حاشیہ نمبر (۵) صفحہ گزشتہ ۔ سے پیدا ہوتا ہے۔ دیکھئے Quintilian Inst. Orat (یعنی کتاب خطابت مصنفہ کونٹیلین کتاب ۲۔ باب (۲)۔ "لغت قانونی" از کالون Calvin lexic. jurid اور لغت لاطینی از اسٹیفانس (Steph. Thesaur. Ling. Lat.) نیز ڈوما کے "قوانین دیوانی" حصۂ اول کتاب ۳۔ عنوان (۶)۔ اور شہادت مصنفہ بلنٹ ۶-۸-۹-۲۰ وغیرہ طبع دوم۔ شہادت کے انگریزی قانون میں جو معنی لیے جاتے ہیں ان معنی کے لیے لاطینی اور کلیسائی قانون دان "Probatio" (ثبوت) کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور فرانسیسی مصنفین "preuve" یعنی ثبوت کا لفظ۔

[1] تامس فرنیکا میں بھی اس کے یہی معنی ہیں۔ دیکھئے ماسوا اور کتابوں کے بیتات ٹرینیٹی ۱۰۱۔ ایڈ ورڈ دوم ۱۳ عنوان .Replegg - وایڈورڈ سوم ۵-۶-۱۱-

[2] Bentham's Judicial Evidence' یعنی عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم صفحہ ۱۷ "شہادت سے مراد کوئی ثبوت ہے۔ چاہے وہ اشخاص کی گواہی ہو کر سرکاری تحریروں یا دوسری تحریروں کی ۔ واقعہ کی مزید تعریف دفعات ۱۳-۲۳ میں کی گئی ہے"

[3] عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم صفحہ ۱۸۔

کتاب کا صحیح موضوع ہے۔ محدود کرتے ہوئے پہلے واقعات کے بعض اقسام پر غور کریں گے۔ علم اصول قانون سے ان کا خاص تعلق ہونے کی وجہ سے ان سے واقف رہنا مناسب ہوگا۔ پس واقعات کی پہلی قسم تو یہ ہے کہ واقعات یا تو "مادی" ہوتے ہیں یا "نفسیاتی"۔ مادی واقعات سے مراد وہ واقعات ہیں جو کسی غیر ذی روح شے سے متعلق ہوتے ہیں۔ یا اگر وہ کسی ذی روح سے متعلق ہوتے ہیں تو اس کے اُن خواص کی وجہ سے نہیں جن سے وہ شے ذی روح ہوتی ص۷
ہے۔ اور نفسیاتی واقعات وہ واقعات ہیں۔ جو کسی ذی روح سے اس کے ان خواص کی وجہ سے جن کی بنا پر وہ ذی روح ہوتا ہے متعلق ہوتے ہیں۔ پس ایسی اشیا کا وجود جو دکھائی دیتی ہیں۔ ذی روح کارندوں کے افعال ظاہری یا کسی متعدے کے واقعات متعلقہ وغیرہ پہلی قسم کے تحت آتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے تحت وہ واقعات آتے ہیں جو صرف کسی شخص کے ذہن ہی میں موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً احساسات یا یاد جن کا اس کو شعور ہو۔ مثلاً کسی قضیے سے آدمی کا ذہنی اتفاق۔ خواہشات و جذبات جن سے وہ متاثر ہو۔ ارتکاب افعال میں اس کا قصد و ارادہ وغیرہ۔ پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نفسیاتی واقعات گواہوں کی گواہی سے ثابت نہیں کئے جا سکتے اور یہ بھی کہ ان کا وجود یا تو فریق کے اقبال سے دریافت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کے ذہن میں ہوتے ہیں۔ اور تقریر سے خیالات کا پتا چلتا ہے[1] یا مادی واقعات پر قیاس کرنے اور نتیجہ نکالنے سے[2]۔ لیکن اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ انسان کا ذہن بھی اتنا ہی موضوع شہادت ہے جتنی کہ اس کے ہاضمے کی حالت۔ اور اسی لیے گواہوں کو اپنی ذہنی حالت کی بلا واسطہ گواہی دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ گو دوسروں کی ذہنی حالت کی گواہی دینے کی

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۴۔

[2] "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس Mascard. de Prob. concl. صفحہ ۹-۱۰ بنتھم کی عدالتی شہادت صفحات ۲، ۸، ۹، ۱۲، ۱۲۵۔ ایضاً جلد سوم صفحہ ۲۔ ۵۰ کلک مطالب۔

[3] ثبوت قطعی از ماسکارڈس صفحہ ۴، ۹۔ عدالتی شہادت از بنتھم ۲، ۸، ۹، ۱۲۔ جلد اول۔ ایضاً جلد سوم صفحہ ۲۔

دفعہ (۱۳) : واقعات کی اور دو تقسیمیں بھی ملحوظ رکھئے۔ پہلی تقسیم کی رو سے واقعات یا تو حادثات ہیں۔ یا حالات[1] اشیا۔ حادثے سے مراد کوئی حرکت یا تغیر ہے۔ جو یا تو قدرتی طور پر واقع ہوتا ہے یا انسانی ارادے سے۔ آخری صورت میں اسے "فعل" یا "عمل" کہتے ہیں۔ کسی درخت کا گرنا ایک حادثہ ہے۔ درخت کا وجود "حالت شے" ہے اور دونوں واقعات ہیں[2]۔ واقعات کی دوسری تقسیم کی رو سے واقعات یا تو مثبت ہیں یا منفی[3]۔ یہ ایسا فرق ہے جو بہ خلاف گزشتہ دو تقسیموں کے واقعات کی ماہیت سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے طرز بیان سے متعلق ہے۔ جو ان کے ذکر کے لیے ہم اختیار کرتے ہیں[4]۔ کسی حالت اشیا کا وجود ایک مثبت واقعہ ہے۔ اس کا عدم وجود ایک منفی واقعہ۔ لیکن واقعات جو حقیقت میں موجود ہوتے ہیں۔ مثبت ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک منفی واقعے کی حقیقت اس سے بڑھ کر نہیں کہ وہ ایک مثبت واقعے کا عدم ہے۔ اور کسی منفی واقعے کا عدم اس کے مقابل و مخالف مثبت واقعے کے وجود کے مساوی ہے[5]۔

دفعہ (۱۴) : واقعات کے وجود یا عدم کے متعلق ہمارے اطمینان کا ماخذ ۸

یا علت یا تو ہماری ادراکی یا ذہنی قوتوں کا عمل ہے۔ یا دوسروں کی ایسی ہی قوتوں کا عمل جو ان کی گفتگو یا طرز عمل سے ہم پر ظاہر ہوتا ہے پہلے کو شہادت داخلی اور دوسرے کو شہادت خارجی کہہ سکتے ہیں[6]۔ شہادت خارجی کا قانونی کارروائیوں

[1] ملک بنام کنگ ۱۹۰۵ - ایکوٹس بنچ ۲۱۲ - سانل بنام کمشنش لا رپورٹ ۹ کامن بلیس ۱۲۹ - ولسن بنام ولسن ۲ پروبیٹ وڈیورس رپورٹس ۲۳۵ و ۲۴۴ - ہارڈ ویک بنام کولمن فلطے و فنالسن رپورٹس ۵۳۱ -
[2] - عدالتی شہادت از جتھم صفحہ ۴۷ - جلد اول -
[3] - ایضاً -
[4] ایضاً صفحہ ۴۹ -
[5] - ایضاً صفحہ ۴۸ -
[6] - ایضاً صفحہ ۴۹ و ۵۰ -
[7] " صفحات ۵۱ و ۵۲ -

ہیں اور تقریباً تمام دوسری چیزوں میں جو اہم حصہ ہے۔ اس کی وجہ سے مناسب ہے کہ ہم کسی قدر تفصیل سے انسانی گواہی۔ اعتبار کے وجوہات اور ان خطرات پر جن سے ایسی گواہی سنتے وقت محفوظ رہنا چاہئے غور کریں۔

دفعہ (۱۵): ذہن انسانی کے اس قوی رجحان کو کہ دوسروں کے بیان کئے ہوئے امور کو صحیح باور کرے عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تصدیق روزمرہ کے مشاہدے سے ہوتی ہے۔ اور یہ بھی مساوی طور پر یقینی ہے کہ اس رجحان کا ایک سبب یہ ہے کہ ہمارے تجربے میں فی الجملہ انسانی گواہی میں جھوٹ سے بہت زیادہ سچ ہوتا ہے۔ لیکن یہ سوال کہ کیا اس رجحان کا یہ ایک ہی سبب ہے۔ اختلاف آرا کا باعث ہوا ہے۔ قانون قدرت پر لکھنے والے مصنفین بیان کرتے ہیں کہ انسان میں قدرت نے ایک اخلاقی جبلت ودیعت کی ہے۔ جو ان صورتوں میں جہاں قوت اور سرعت مطلوب ہوں۔ اور جہاں عقل و فکر کی قوتیں یا تو پختہ نہ ہوں یا اگر پختہ ہوں تو سست ہوں۔ انکے عمل کی محرک ہوتی ہے۔ اور اکثر مصنفین کا خیال ہے کہ دوسروں کے بیانات کو باور کرنے کا رجحان اسی فطری قوت یا جبلت کے عمل میں پایا جاتا ہے۔ انکی حجت ہے کہ انسان کی ساخت ایسی ہے کہ جو علم وہ اپنے ذاتی تجربے سے حاصل کر سکتا ہے۔ وہ لازمی طور پر بہت محدود ہوتا ہے۔ اور جب تک اس کو فطرت کے کسی اعلیٰ عطیے کی وجہ سے اس قابل نہ بنایا جائے۔ بلکہ مجبور نہ کیا جائے کہ وہ دوسروں کے علم و تجربے سے مستفید ہو سکے۔ دنیا کی نہ تو حکومت ہو سکتی ہے اور نہ ترقی۔ وہ کہتے ہیں کہ زیر بحث رجحان کا جبلی ہونا۔ اس یقینی واقعے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رجحان بچپن میں بحد قوی ہوتا ہے۔ اور کم ہوتا جاتا ہے۔ جب تجربے کی بنا پر ہم کذب و فریب سے

لہ۔ دیکھئے اصول قانون قدرت واجانب از برلامہ کوئے Burlamaqui, Principes du Droit de la Nature et des Gens حصۂ دوم باب سوم۔

واقف ہوتے ہیں۔[1] دوسرے مصنفین اس تمام بحث سے انکار کرتے ہیں[2] اور اصرار سے بیان کیا جاتا ہے کہ بچوں میں دوسروں پر پورا پورا اعتبار کرنا جو دیکھا جاتا ہے یہ ان کے تجربے کے تمام تر یا تقریباً تمام تر یک طرفہ یا ناقص ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی اس وجہ سے کہ جو کچھ وہ سنتے ہیں اس کو صحیح تصور کرتے ہیں۔[3]

۹ **دفعہ (۱۶)**: بہر حال یہ امر یقینی ہے کہ انسانوں کے اپنے باہمی معاملات میں سچ بولنے اور عمداً جھوٹ کہنے سے اجتناب کرنے کی تین تہدیدیں ہیں — قدرتی تہدید۔ اخلاقی یا اجتماعی تہدید اور مذہبی تہدید۔ پہلے قدرتی تہدید پر غور کیجئے۔ انسان اور انسان کے درمیان باہمی اعتماد تحصیل علم۔ نوع انسان کی مرفہ الحالی بلکہ سماج کے خود وجود کے لیے ناگزیر ہونے کی وجہ سے خالق اکبر نے سچ کے بہت گہرے چشمے انسان کے سینے میں پیدا کئے ہیں بقول بنتھم (Bentham) قدرتی تہدید اپنی خاصیت میں کلیۃً جسمانی ہے۔ کیونکہ آرام پسندی اور سہل انگاری سے پیدا ہوتی ہے۔ حافظہ اختراع سے زیادہ کارفرما ہوتا ہے[4]۔ وہ کہتے ہیں[5] کہ "واقعات

---

[1] "شہادت" از گرینلیف طبع شانزدہم۔ دفعہ ۷۔ اور وہ کتابیں جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم صفحات ۱۲۷ تا ۱۳۰۔ اور اخلاقی سیاسی فلسفہ از پالے Paley's Moral and Political Philosophy. کتاب (۱) باب (۵)۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم صفحات ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ مزید بیان کے لیے شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم دفعات ۷ و ۱۲۔

[4] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۱۹۰۔ جلد پنجم ایضاً صفحہ ۲۰۳ تا ۲۴۴۔ اور بانتھ کی کتاب مجوزہ دفعات ۲۲۰ تا ۲۲۲۔ طبع دوم ہم نے اصطلاحات کی بنا پر جن کا ذکر متن میں کیا گیا ہے۔ بانتھ کے الفاظ "قدرتی تہدید" کو بنتھم کے الفاظ "جسمانی تہدید" پر ترجیح دیکر اختیار کر لیا ہے سچ کی قانونی یا سیاسی تہدیدوں اور حلف کا۔ جو مذہبی عقاید کے محض اطلاقات ہیں۔ اور دونوں اپنی ماہیت میں ضمنی ہیں ذکر حصہ دوم میں زیادہ مناسب ہوگا۔

[5] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۲۔

[6] ایضاً جلد ۱ صفحات ۲۰۰ و ۲۰۳ اور دیکھئے "شہادت" مصنفہ اسٹارک Stark. Ev. جلد ۱۔ طبع سوم صفحہ ۱۴

جس طرح گزرے ہیں۔ اسی طرح ان کو بیان کرنا حافظے کا کام ہے۔ یہ فی الواقع جیسے گزرے ہیں۔ اس کے خلاف بیان کرنا اختراع کا کام ہے۔ اور عام طور پر حافظے کے کام کا اختراع کے کام سے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوگا کہ اختراع بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ حافظے سے جو تصورات ذہن میں آتے ہیں۔ پہلے اور گویا از خود آتے ہیں۔ اختراع اور تخیل سے جو تصورات ذہن میں آتے ہیں وہ محنت و دشواری کے بغیر نہیں آتے۔ پہلے حافظے کے پیش کردہ تصورات آتے ہیں۔ ان کو ترک کرنا ہوتا ہے۔ وہ مسلسل آتے ہیں اور مسلسل ہی ان کو ترک کرنا ان پر دروازہ بند کرنا ہوتا ہے۔ جھوٹے واقعات جن کے لیے تخیل پر زور دینا ہوتا ہے۔ بغیر محنت کے سجھائی نہیں دیتے۔ یہی نہیں بلکہ تلاش سے کچھ سجھائی بھی دیتے ہیں۔ تو دوسرے بھی ان کی جگہ سجھائی دیتے ہیں۔ اس طرح پر سوچنے کی محنت پر انتخاب کی محنت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔" بنتھم کا یہ قول اگرچہ اپنی حد تک صحیح ہے۔ لیکن یہ امر بہت مشکوک ہے کہ کیا وہ قدرتی تہدید کا پورا بیان ہے۔ ہانئے نے اپنی کتاب[1] "Traite des Preuves" (شہادت) میں مقولۂ بالا پر سختی سے حملہ کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ گواہوں کی سچائی کی قدرتی تہدید۔ ذہن انسانی کے اس طاقتور جذبے میں پائی جاتی ہے۔ جو انسانوں کو سچ کہنے۔ اور سچ سے بے وفائی کرنے کی صورت میں اپنے پر ظلم کرنے پر مجبور کرتا ہے اور یہ کہ سچ اور انصاف دو قطب تارے ہیں۔ جن کی طرف ذہن انسانی آلودہ نہ ہونے کی صورت میں ہمیشہ مائل رہتا ہے۔ لارڈ بیکن نے بھی اس مسئلے کے متعلق کچھ ایسے ہی الفاظ استعمال کئے ہیں[2]۔ بنتھم اسی　صـ۱

بقیہ حاشیہ نمبر ۶ صفحہ گزشتہ۔ نیز ایضاً صفحہ ۲۰ طبع چہارم۔

[1] طبع دوم دفعہ ۲۲۱۔ ایک دوسری جگہ طبع دوم دفعہ ۱۵ میں وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ سچ بھی ہے کہ انسان کے دل میں سچ کہنے کا رجحان ہے اسی طرح جس طرح اشیا میں زمین کی طرف کھنچے جانے کا تب بھی انسان آزاد ہوتے ہیں۔ اور وہ مختار ہیں کہ اس رجحان کی اطاعت کریں یا نہ کریں۔ اور وہ لوگ جو یہ اعلان کرتے ہیں۔ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ اطاعت نہیں بھی کرتے ہیں۔

[2] صداقت پر مضمون۔

کتاب کے ایک دوسرے حصے[1] میں قدرتی تہدید کی ایک شاخ تہدید ہمدردی کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ یہ وہ جذبہ ہے جو ہم کو جھوٹ کہنے سے اس خیال کی وجہ سے باز رکھتا ہے کہ ہمارے جھوٹ سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچیگا۔ اور ان کے نزدیک قدرتی تہدید کی خامی یہ ہے کہ وہ بہ نسبت خاص واقعات میں سچ کہلوانے کے جھوٹ کا کلیتہً انسداد کرنے کے لیے زیادہ موزوں ہے[2]۔ بنتھم کی قدرتی تہدید کی تعریف کا لحاظ کرتے ہوئے یہ بلاشبہہ صحیح بھی ہے۔

دفعہ (۱۷)۔ اخلاقی تہدید کو ایک لفظ میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ بنی نوع انسان نے اپنے باہمی معاملات میں سچ کے فائدے اور جھوٹ کے نقصانوں کو معلوم کرکے قصداً سچ کے ترک کرنے کو اجماعاً نہایت مذموم فعل ٹھیرایا ہے اور اسی لیے جیسا کہ بہت سے مصنفوں نے کہا ہے کہ "جھوٹے" کے لفظ ہی میں بدنامی ہے[3]۔ اخلاقی تہدید کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ چونکہ اس کی ساری قوت اس وقعت پر منحصر ہے جو انسان دوسروں کی رایوں کو دیتے ہیں۔ اس لیے وہ ان کو سکھاتی ہے کہ وہ اپنی، خامیوں کو عوام کی نظر سے چھپائیں۔ گو اس میں سچ کی قربانی کیوں نہ ہوجائے۔

دفعہ (۱۸)۔ آخر میں مذہبی تہدید کا ذکر باقی ہے۔ یہ اس عقیدے پر مبنی ہے کہ حکمران عالم کو سچ پسند اور جھوٹ سے نفرت ہے۔ اور وہ کسی نہ کسی طریقے پر ایک کی جزا اور دوسرے کی سزا دیتا ہے۔ توراۃ کے نویں حکم کی رو سے جھوٹی گواہی دینا منع ہے۔ اور اس شخص کو پسند کیا گیا ہے جو "باوجود اپنے

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد پنجم صفحہ ۶۳۶۔

[2] ایضاً صفحات ۲۰۷ و ۲۰۸۔

[3] "قانون قدرت۔ واجبات" از پوفنڈارف کتاب ۴ باب ۱ دفعہ ۸۔ عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۱ باب ۱۱۔ دفعہ ۵۔ اور لارڈ بیکن کا مضمون صداقت پر۔

نقصان کے سچ کہتا ہے اور بدلتا نہیں[۱]" (دیکھئے سرود پنجم ہم) اور قرآن شریف ناطق ہے کہ " اپنے حلف نہ توڑو۔ کیونکہ (ان میں) تم نے خدا کو اپنا گواہ ٹھیرایا ہے"۔ (دیکھو سورۂ شانزدہم) اور جھوٹی قسموں کو اس دنیا کی برائیوں اور آخرت کی سزا کے وعیدوں کے ساتھ منع کیا ہے۔ گو دوسری جگہ (سورۂ دوم و پنجم میں) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر حلف میں کوئی لفظ بے سوچے سمجھے کہدیا جائے تو خدا اس کی سزا نہیں دیتا[۲]۔ جھوٹ کی الہٰی سزا چونکہ پوشیدہ اور مستقبل کی بات ہوتی ہے۔ اس لیے اس تہدید کا اثر اتنا نہیں ہے جتنا کہ بصورت دیگر ہوتا۔ اور دروغ حلفی کے مرتکب اکثر ایسے اشخاص بھی ہوتے ہیں جن کے ایمان پر شبہہ نہیں ہو سکتا۔

صـ۱۱ **دفعہ ۱۹**: ان تینوں تہدیدوں کا اثر اس سے بہت زیادہ ہے جتنا کہ بادی النظر میں سمجھا جا سکتا ہے۔ ان کا عمل بطور سچ کہلوانے کی علت اور راست بیانی کو انسانوں کے لیے عادتی و قدرتی امر بنانے کے بہم و مسلسل ہے۔ برخلاف اس کے جھوٹ کی برترغیب کو ہم ایک قسم کی اتفاقی قوت ہی سمجھ سکتے ہیں جس کا عمل شاذ و نادر اور اتفاقی صورتوں میں ہوتا ہے۔ یوں تو بہت کم اشخاص ہی کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہر وقت سچ بولتے ہیں بہتوں کے نزدیک اس کی پابندی وہم و اتفاق اور حالات پر موقوف ہوتی ہے۔ جھوٹ کہنے کی بعضوں کی عادت پرانی ہوتی ہے۔ اور بعض جماعتیں بعض دوسری جماعتوں سے بعض امور پر پابندی سے گویا بطور اصول کے سچ نہیں کہتی ہیں۔ لیکن انحرافات کے لیے ہر ایک خفیف

[۱] نیز لیویٹیکس ۶- ۵-۵ Leviticius vi. 5-5-6 جہاں حکم ہے کہ جھوٹی قسم سے جو چیز حاصل ہوئی ہے اس کو واپس کردو۔ اور اپنے پاس سے اس میں اس کا پانچواں حصہ شریک کر کے مالک کو دے دو۔

[۲] نیز سورۂ پنجم میں فرمایا گیا ہے کہ قسم کا کفارہ دس آدمیوں کو معمولی کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک مسلمان کو غلامی سے آزاد کرنا یا ان تین امور میں سے کسی ایک کی استطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھنا ہے۔

کر دینے کے بعد بھی روزانہ جو سچ بولا جاتا ہے۔ اس کی مقدار جھوٹ سے بہت زیادہ ہوتی ہے[1]۔ اور نتشم نے بہت اچھا کہا ہے کہ "دنیا کے بڑے سے بڑے جھوٹے شخص کے منہ سے اگر جھوٹ بجائے سچ کے ایک مرتبہ نکلا ہو تو سو مرتبہ سچ نکلا ہوگا"[2]۔

دفعہ (۲۰): لیکن یہ کہہ دینا بہت ہی ضروری ہے کہ عمل کے وہ سرچشمے جنھیں ہم نے "تہدیداتِ صداقت" سے موسوم کیا ہے۔ غلط راہ پر بھی ہو سکتے۔ یعنی بجائے سچ کے جھوٹ بھی کہلوا سکتے ہیں۔ اگر قدرتی تہدید کی بنیاد سہل انگاری ہے تو یہی سہل انگاری جہاں جھوٹے واقعات کے اختراع سے باز رکھتی ہے۔ وہاں اس سے بھی باز رکھتی ہے کہ حافظے پر زور دے کر جو کچھ دیکھا ہے اس کو پوری طرح بیان کر دیا جائے۔ اور اگر اس کی بنیاد صداقت اور انصاف پسندی ہے تو وہ شخص جو شہادت دینے بلایا جائے خیال کر سکتا ہے کہ سچ کے چھپانے سے اغراض انصاف پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً اس صورت میں جب کہ سچ کہنے سے ایک ایسا ملزم مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ جس کا چالان اگرچہ قانوناً صحیح ہے۔ لیکن اخلاقاً خلافِ انصاف۔ یا جس کے آئندہ کے اچھے چال چلن کی ضمانت اس کی رائے میں بجائے سزا پانے کے چھوٹ جانے میں ہوتی ہے۔ لیکن زیرِ بحث تہدیدوں میں اخلاقی تہدید سے زیادہ کوئی تہدید خود اپنے خلاف کارفرما نہیں ہوتی۔ چال چلن جس کو سماج کا ایک حصہ برا کہتا ہے۔ دوسرا اس کی بہت تعریف کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جو بعض جماعتوں کی اچھی رائے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ دوسروں کی نظر میں اپنے

---

[1] بانئ کتاب محولہ دفعہ ۱۰ طبع دوم۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۲۸۔ ہم نے کہیں ایک ایسے ملک کا ذکر پڑھا ہے۔ جہاں کے باشندے اس کے جغرافیے کے متعلق تمام سوالات کے عمداً اور باقاعدہ طور پر جھوٹے جوابات دیتے ہیں تاہم ایک سیاح نے اس کے متعلق معلومات حاصل کر لیے۔ جبکہ اس نے ان سے ضمنی اور ذیلی امور پر سوالات کئے جن کے جوابات میں

رکے بھی اس کو حاصل کرتے ہیں۔ اور سچ یا جھوٹ جو اس مقصد کے لیے
ہے کہتے ہیں۔ مارکوئیس بکاریہ Marquis Beccaria کہتے ہیں کہ صد ۱۲
عتبار ایک حد تک کم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کسی ایسی خانگی جماعت کا
ا ہے۔ جس کے دستور و عقاید یا تو اچھے معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ یا
ے طریقوں سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ ایسے شخص ایسی نہ صرف اس کے
یات ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کے بھی"۔ مذہبی تہدید سے بھی
، کی حمایت ہوتی ہے۔ مذہب کے بعض اشکال بعض صورتوں
ں کو جائز رکھتے ہیں۔ اور بسا اوقات مذہبی اشخاص نے اپنے مذاہب
ں سے بچانے کے لئے سچ کو قربان کر دیا ہے۔

(۲) ـــہ: انسانی گواہی کا اعتبار صحیح معنی میں گواہ کے اپنے بیانات
یت کے ذرایع اور اس کے ان کو صحیح بیان کرنے کے عہ مجموعی
ب سے ہوتا ہے۔ آخر الذکر کے تخمینے میں تین امور پر توجہ کرنی چاہئے
ں امر یہ کہ کیا اس کو کوئی ذاتی غرض یا تعصب ہے۔ جو اس کو سچ
ـــ کر دے۔ (۲) سابقہ موقعوں پر اس کی صداقت پر ـــ جو یا تو

یہ نمبر ۲ صفحہ گزشتہ سچ قدرتی طور پر نکل آیا۔ اور معلومات مطلوبہ کا مواد فراہم کر دیا۔
Dei Delitti e delle Per (قانون الٰہی و الٰہی سزا) مصنفہ بکاریہ دفعہ (۴)۔
Halhed. (مجموعۂ دھرم شاستر) مصنفۂ ہال ہیڈ Code of Gentoo Laws et
رکے صفحوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب ۱۔ حصہ (۱)۔ باب (۲) مذہب اور اخلاقیات پر
لے اساتذہ نے اس امر پر بہت غور کیا ہے کہ کیا سچ سے انحراف کبھی جائز ہے
رلب ؟ دیکھیے "قانون قدرت و اجاب" از پوفنڈارف کتاب (۴) باب (۱) دفعات، وبالعد
ت از بنتھم کتاب (۱) باب (۱۱)۔ دفعہ ۵۔ اور اخلاقی و سیاسی فلسفہ مصنفہ پالے کتاب ۳۔
از غیرہ نیز کتاب (۱) باب (۵) مگر عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ سچ کہنے کا وجوب قاعدہ ہے جھوٹ کی رخصت
تنا ہے۔
ہے دفعہ ۳، ۴۔ اور لوش۔

خود ہمارے تجربے سے یا قابل اعتبار شہادت سے ظاہر ہوتی ہو (۳) گواہی دیتے وقت کے اس کے طرز عمل اور وضع قطع پر۔ ایک کلیسائی قانون داں کہتے ہیں لے کہ "جج کو گواہوں پر سوالات ہر صورت میں کرنا اور ان کا اظہار پوری توجہ سے لینا چاہئے۔ ہر واقعے کے متعلق اس کو خاص طور پر پوچھنا چاہیے یعنی وجوہات۔ اختصاص۔ وقت ومقام۔ دیکھے اور سنے ہوئے امور۔ واقعی علم۔ اعتبار کرنے پر آمادگی۔ اور کسی دوسرے واقعے کے متعلق جو اس کی دانست میں اہم اور امر زیر بحث سے متعلق ہو اس کو پوچھنا چاہئے۔ نیز اس کو گواہوں کے چہرے ان کی مستقل بیانی اور فکر و تردد۔ جس کے ساتھ وہ اپنا بیان دیتے ہیں۔ ذہن نشین کرنا اور فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ الفاظ سے زیادہ گواہوں کے طرز و وضع سے بعض وقت جب کہ گواہ آمادہ بھی نہ ہوں اصل واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور ہماری ایک کتاب ۲ میں ہے کہ "کٹہرے میں گواہ کے طرز عمل اور شہادت دیتے وقت اس کے طریقے پر سوالات ابتدائی کے وقت بھی اور جرح کے وقت بھی توجہ کرنا اکثر خود گواہی سے کم اہم نہیں ہوتا ہے۔ گواہ کا اپنے فریق کے مفید گواہی دینے میں پیش پیش رہنا اور جوش و اشتیاق دکھانا واقعات میں مبالغہ کرنا۔ مخالف شہادت دینے میں پس و پیش کرنا۔ اس کا جواب دینے میں دیر کرنا اس کے ٹالنے کے جوابات۔ اپنے جواب کے اثر کا اندازہ کرنے کے لیے نہ سننے یا نہ سمجھنے کے بہانے سے اس کا وقت لینا سوال کو سنے یا سمجھے بغیر جواب دینے میں اس کا جلدی کرنا۔ ایسے حالات کی تفصیلات بیان کرنے میں اس کا ناقابل ہونا جن کے متعلق اس کی گواہی اگر جھوٹی ہے تو اس کو جھٹلایا جا سکتا ہے۔ یا ایسے حالات کی تفصیلات بیان کرنے میں اس کی

۱۳۰

لہ۔ اصول قانون کلیسائی از لانسی لوٹس Lancelottus Institutiones juris canonici کتاب (۳) عنوان (۱۴) دفعات ۱ و ۲۔

ع۔ "شہادت" مصنفہ اسٹار کی صفحہ ۵۴۰ طبع سوم۔ ایضاً طبع چہارم صفحات ۸۲۲ - ۸۲۳۔

مستعدی جن کے متعلق وہ جانتا ہو کہ اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا — یہ تمام امور کم و بیش اس کے سچے نہ ہونے کی نشانیاں ہیں۔ برخلاف اس کے بلا لحاظ نتائج۔ سوالات کے جواب دینے پر اس کی آمادگی اور صاف دلی اور خصوصاً معاملے سے متعلق تمام حالات کو بیان کرنے میں اس کی بلا کسی پس و پیش کے آمادگی۔ جس کی وجہ سے اگر اس کی گواہی جھوٹی ہے تو اس کے جھٹلانے کی بہت گنجائش نکل آتی ہے۔ یہ اور اسی قسم کے بہت سے امور اس کے سچے ہونے کی قوی ذاتی علامتیں ہیں۔" لیکن اس بیان کو تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ ایک حال کے مصنف کہتے ہیں کہ "ایک گواہ بہت ہی ایماندار ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس کی وضع قطع اور طرز عمل بعض لحاظ سے قابلِ ملامت اور زجر و توبیخ کا مستحق ہوتا ہے۔ ذہن کی ساخت عادت اور طرز زندگی سے اس کی زبان اور وضع ناشایستہ اور اجڈ ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس کا مطلب کسی کی اہانت یا بیہودگی نہیں ہوتا ہے۔ ایسی بے ادب اور ناشایستہ طبیعت یا وضع کے ساتھ ساتھ سچ کہنے کی عادت۔ جھوٹ سے نفرت اور سچی شہادت دینے کی خواہش اور مستقل ارادہ پائے جا سکتے ہیں ...... گھبراہٹ۔ پریشانی۔ سوالات کے جواب دینے میں پس و پیش کا طرز عمل۔ اور خود متضاد یا مذبذب جوابات بھی لازمی طور پر گواہ کی بے ایمانی کے ثبوت نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ طرز عمل شرم یا بزدلی کے باعث ہو سکتا ہے یا وہ قدرتی اور لازمی نتیجہ ہو سکتا ہے۔ کسی ماہر و مشاق اور شاید بے اصول اڈووکیٹ کے اظہار کا جس کا مقصد اپنے سوالات میں گواہ کو پھانسنا۔ پکڑنا۔ بدحواس کرنا۔ اور اس سے کوئی بات اور ہر بات کہلوانا۔ اور اس کی تردید کروانا ہوتا ہے۔ اظہار دیتے وقت اپنی آنکھوں کو ادھر ادھر گھمانا گواہ کا قابل ملامت طرز عمل سہی۔ لیکن ایک بالکل ہی نئے مجمع میں اس کا یہ طرز عمل شاید خلاف عادت و فطرت بھی نہیں۔ اور بے توجہی اور گھبراہٹ جو ادھر ادھر دیکھنے سے

ال Ram on facts, (یعنی "واقعات" مصنفہ رام صفحات ۱۴۳ تا ۱۴۴ -

پیدا ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کام کے وقت اس کے جلدی سے اور بغیر کافی غور کے جوابات دینے کا باعث ہو۔ لیکن ان سب باتوں میں عدالت سے ۱۴
عمداً بے ادبی مقصود نہیں ہو سکتی ہے۔ اور باوجود ان تمام باتوں کے گواہ بہت ہی ایماندار ہو سکتا ہے۔ نیز کبھی کبھی یہ ہم سب کو پیش آتا ہے۔ کہ ہم بغیر سوچے سمجھے ایک لفظ کے بجائے دوسرا لفظ استعمال کر جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معنی ہمارے مطلب سے بالکل جدا ہو جاتے ہیں۔ بغیر جانے ہوئے ہم وہ کہہ جاتے ہیں جو ہمارا مطلب نہیں ہوتا۔ اسی طرح گواہ بھی نادانستہ خود اپنی تردید کر سکتا ہے۔"

دفعہ (۲۲): کسی شخص کا واقعات کو صحیح بیان کرنا موقوف ہوتا ہے۔

(۱) اس کے ان امور کے جن کو وہ بیان کرتا ہے مشاہدے کے مواقع' نیز (۲) اس کے ادراک و مشاہدے کے قدرتی یا کسوبہ طاقتوں پر۔ اور یہاں یہ دریافت کرنا اہم ہے کہ آیا وہ ایک عقلمند اور سنجیدہ مزاج شخص ہے یا خیالی اور عجیب و غریب امور کا دلدادہ۔ نیز کیا اس کو کوئی تعصب ایسا تو نہیں ہے جس کی وجہ سے اس کی قوت فیصلہ تو متاثر نہیں ہوگئی ہے۔ (۳) اس امر پر کہ کیا جو حالات وہ بیان کر رہا ہے۔ ایسے تھے کہ اس کی توجہ ان کی طرف یا تو ان کے ذاتی اوصاف کی وجہ سے یا ان کے اس سے متعلق ہونے کی وجہ سے ہو سکتی تھی" جہاں ایک ماہر کیمیا یا طبیعیات کو ایک خطرناک زہر نظر آتا ہو وہاں باورچیخانے کی ماما برتنوں میں ایک چھوٹے سے دھبے کے سوائے کچھ نہیں دیکھتی۔ اور باورچن کے نزدیک تو وہ بچہ ان کے خود کھا جانے کی ایک کافی وجہ ہوگی۔ جہاں ماہر نباتیات کو ایک نادر اور شاید بالکل نیا پودا نظر آتا ہو وہاں کاشت کار صرف ساگ پات دیکھتا ہے۔ اور جہاں ایک ماہر معدنیات کو کچی دھاتوں کا ایک نیا مرکب نظر آتا ہے جس میں کوئی بالکل نئی دھات شامل ہو۔ وہاں مزدور کو مٹی کے ڈھیلے کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا کہ اس میں اور دوسرے مٹی کے ڈھیلوں میں کوئی فرق ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ

کچھ زیادہ بھاری اور تکلیف دہ ہو۔[1] (۴) گواہ کے حافظے پر۔ اور یہاں دیکھنا یہ چاہئے کہ کیا وہ معاملہ قدیم ہے یا جدید۔ اور کیا اس نے اپنے حافظے کو کسی تحریر کے معائنے سے یا گفتگو سے تازہ کیا ہے یا نہیں۔

دفعہ (۲۳): ایک ہی امر پر متعدد گواہیوں کی شہادتی وقعت فرداً فرداً ہر گواہی کی شہادتی وقعت کا مرکب نتیجہ ہوتی ہے۔[2] لیکن جب گواہیاں باہم مخالف اور متضاد ہوتی ہیں تو ہم کو چاہئے کہ ان کی اضافی وقعت سے جو بہترین نتیجہ نکال سکتے ہیں نکالیں۔

دفعہ (۲۴): کسی قسم کی بھی گواہی ہو اسے وقعت دیتے وقت دو چیزوں کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ (۱) بیان کے مختلف حصوں کی باہمی موافقت۔ (۲) امور بیان کردہ کا ممکن و قرین قیاس یا ناممکن و بعید از قیاس ہونا۔ امکان یا احتمال امور بیان کردہ کی ایک قسم کی تائیدی یا جوابی شہادت ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں[3] احتمال سے مراد کسی شے کے صحیح ہونے کا قرینہ ہے۔ جو اس امر
کے ہمارے علم۔ مشاہدے اور تجربے سے مطابق ہونے پر مبنی ہوتا ہے۔ جب ص۱۵
کوئی فرضی واقعہ قوانین قدرت کے جن کو اس غرض کے لیے قائم اور غیر متبدل سمجھا جاتا ہے[4] اس قدر خلاف ہوتا ہے کہ کیسی ہی شہادت ہو ہم کو اس کا یقین نہیں ہو سکتا تو اس فرضی واقعے کو ناممکن یا جسمانی طور پر ناممکن کہا جاتا ہے۔

---

[1] "عدالتی شہادت" از بنتھم صفحات ۱۲۴ و ۱۲۵۔

[2] دیکھئے نیچے دفعہ ۳۰، اور نوٹس۔

[3] دیکھئے اوپر دفعہ ۷۔

[4] عصر جدید کی عدالتی کارروائیاں اس مفروضہ پر کی جاتی ہیں کہ قوانین قدرت قائم اور غیر متبدل ہیں خرق عادات کی بے اعتباری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے عملی طور پر شاذ و نادر ہونے کی وجہ سے۔ اور اس وجہ سے کہ اگر ان کے وقوع کو عدالتیں بطور فیصلوں کے ایک اصول کے اختیار کر لیں تو یہ امر سخت خطرناک ہوگا۔

اسی طرح کوئی امر اخلاقی طور پر بھی ناممکن ہوتا ہے اور یہ اخلاقی عدم امکان اعلیٰ درجے کے عدم احتمال ہی کا دوسرا نام ہے۔

دفعہ ۲۵: چونکہ انسانوں کے علم۔ مشاہدے و تجربے میں حد درجہ فرق ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے امکان اور احتمال کے تصورات بھی لازمی طور پر مختلف ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم ہمیشہ یہ دیکھتے ہیں کہ بیان کردہ واقعات کے اعتبار کے متعلق نہ صرف بہت ہی متضاد رائیں قایم کی جاتی ہیں۔ بلکہ کسی واقعے کو جس کو ایک شخص ممکن و قرین قیاس سمجھتا ہے۔ اس کو دوسرا شخص عملاً ناممکن سمجھتا ہے[1]۔ اس قسم کے عدم امکان کے متعلق ہمارے تصورات کم و بیش اتنے ہی صحیح و درست ہوں گے جتنی کہ قوانین قدرت سے ہمیں واقفیت ہوگی۔ کیونکہ بہت سے نادر واقعات کے متعلق جو بظاہر ان قوانین کے خلاف نظر آتے ہیں۔ تحقیق پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دوسرے قوانین کے جو پہلے معلوم نہیں تھے۔ مستقل نتائج ہیں۔ شاہ سیام کے اس قصے کا اکثر ذکر کیا جاتا ہے کہ اس نے یورپ کے متعلق ڈچ کنیفر نے جو کچھ کہا اس کو صحیح باور کر لیا۔ لیکن جب اس نے کہا کہ سرما میں وہاں پانی اتنا جم جاتا ہے کہ اس پر آدمی۔ گھوڑے اور ہاتھی بھی چل سکتے ہیں۔ تو بادشاہ نے اس کو صاف جھوٹ قرار دے دیا[2]۔ ساڑھے تین سو سال پہلے جب کولمبس نے اپنے اس ایقان کو ظاہر کیا کہ مغرب کی جانب جہاز رانی کرتے ہوئے جزائر شرق الہند تک پہنچنا ممکن ہے تو دنیا کے تمام عالم اس کا عملاً ناممکن ہونا

---

[1] اس کے ناممکن ہونے کا اس کو یقین بھی ہو سکتا ہے مثلاً قیاسی شہادت کہ ایک بظاہر لیکن دراصل غلط سلسلے سے ظاہر ہوتا ہے کہ الف نے مقام ب پر ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ ج کو اس کا جرم قرین قیاس نظر آتا ہے لیکن د ذ اور ی جانتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ جرم کے ارتکاب کے وقت وہ مقام ق پر تھے اور انھوں نے الف کو وہاں دیکھا تھا۔

[2] لاک کتاب ۴ باب ۱۵ دفعہ ۵۔

دلیلوں سے ثابت کرنے کو تیار تھے[1]۔ اور ہمارے زمانے میں دخانی جہازوں کے ذریعے سے بحر اوقیانوس کو طے کرنے کے منصوبے کے متعلق اسی قسم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اسی طرح اس دعوے کو کہ انگلستان کو ایک گاڑی میں ساٹھ میل فی گھنٹے کی رفتار سے طے کیا جا سکتا ہے۔ یا اس دعوے کو کہ ایک پیام برقی رفتار سے سمندر کے سیکڑوں میل یا چالیس یا ساٹھ گز کی گہرائی کے نیچے سے پہنچایا جا سکتا ہے ـــــــ بنی نوع انسان کا کم از کم اکثر حصہ قرن ہا قرن تک ایسا صریح جھوٹ سمجھتا تھا کہ جس کی تردید تک کی ضرورت نہیں تھی اور صرف یہ کہنا ہی کہ اسی طرح ایک پیام بحر اوقیانوس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ کسی شخص کو بطور ایک لاعلاج پاگل کے قید کرا دیتا یا اس کو شیطان کا کارندہ قرار دے کر زندہ جلوا دیتا۔ حـ ۱۶
اور آخر میں ملحوظ رکھئے کہ ایک ہی امر کو مختلف اشخاص ممکن یا قرین احتمال بہت ہی مختلف وجوہات کی بنا پر سمجھتے ہیں۔ طیاروں کے ابتدائی زمانے میں بعض جاپانیوں نے سینٹ پیٹرس برگ میں ایک غبارے کو بلند ہوتے ہوئے دیکھا لیکن کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا۔ اور جب ان سے ان کی بے پروائی کا سبب پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ سوائے جادو کے کچھ نہیں۔ اور جاپان میں کثرت سے جادوگر ہوتے ہیں[2]۔

دفعہ ۲۶: اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے یہ کہنا باقی ہے کہ انسانی گواہی میں جھوٹ اکثر غلط بیانی۔ ناقص البیانی یا مبالغے کی شکل میں پایا جاتا

لہ دیکھئے سوانح کولمبس مصنفہ واشنگٹن ایرونگ Life of Columbus, by washington Irving.
جلد ا کتاب ۲ باب ۴ Testimony of Rocks مصنفہ ملر .Miller میں از منہ وسطیٰ میں دنیا کی جو ہیئت سمجھی جاتی تھی۔ اس کے عجیب نقشے کی ایک نقل دی گئی ہے۔

لہ "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ بنتھم کی کتاب عدالتی شہادت کا باب عدم امکان و عدم احتمال گو ایک ایسا خاکہ ہے جو پورا نہیں کیا گیا اور جو غلطیوں سے بھی خالی نہیں ہے تاہم اس کا پڑھنا مفید ہوگا دیکھو کتاب ۵ باب ۱۶۔

ہے نہ کہ کلیتہً دروغ گوئی کی شکل میں "جو شخص پوری طرح سچ نہیں بیان کرتا ہے سچ سے بغاوت کرتا ہے[۱]۔ کوئی جھوٹ کبھی آدھا اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا کہ جب وہ کسی یقینی سچ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور اسی لیے انگریزی عدالتوں کے حلف کے الفاظ بہت ہی جامع ہوتے ہیں۔ کہ اظہار دینے والے گواہ کو "سچ۔ پورا سچ۔ اور سوائے سچ کے کچھ نہیں کہنا چاہئے" اس طرح بہ محض مبالغے سے شر کا ایک بڑا دروازہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ سچ تصویر کا اصل حصہ ہوتا ہے۔ اور من گھڑت تصویر کی آب و تاب۔ اس لیے واقعے کو قصے سے جدا کرنے اور تصویر کو اس کے اصلی رنگ میں دیکھنے۔ اس سے زیادہ صبر و ذہانت کی ضرورت ہے جتنی کہ اکثر آدمیوں میں پائی جاتی ہے۔ یا جتنی کہ وہ استعمال کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ سچ کی آمیزش سے صاف دلوں کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور بادل کے فوری اعتبار کرنے پر صاد ہو جاتا ہے[۲]۔

دفعہ (۲۷) ۔ شہادت کے مختلف اقسام ہیں۔ جو گو ایک حد تک بے قاعدہ ہیں۔ لیکن ان کو ذہن نشین رکھنا مفید ہوگا۔ بس پہلے تو بہ لحاظ اس امر کے کہ اصل واقعہ شہادتی واقعے سے ـــ واقعۂ ثابت شدنی واقعۂ ثابت شدہ سے ـــ یا تو بلا واسطہ متبادر یا بطور نتیجے کے اخذ ہوتا ہے شہادت بلا واسطہ یا بالواسطہ ہوتی ہے۔ لیکن علم اصول قانون میں معمولاً بلا واسطہ شہادت ایک ثانوی مفہوم میں مستعمل ہوتی ہے۔ یعنی ان صورتوں تک محدود سمجھی جاتی ہے۔ جن میں راست اصل واقعہ یعنی واقعۂ ثابت شدنی کی گواہوں۔ اشیا۔ یا دستاویزات کے ذریعے سے گواہی دی جاتی ہے[۳]۔ شہادت بالواسطہ جس کو صـ۱۱

[۱]۔ ۱۱ گگ ۳۳۔ الف۔ 4 Inst. Epil.—

[۲]۔ قانون شہادت از ٹیلر Tayl. Evid. طبع یازدہم دفعہ ۲۰۵۔ اور وہ لکچر جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[۳]۔ تمام شہادت یا تو بلا واسطہ یا بالواسطہ ہے۔ بلا واسطہ جب کہ ہم جس امر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ محدود دستاویزات شہادت میں ہوتا ہے۔ اور بالواسطہ جب کہ جو ہمارا مقصد ہوتا ہے وہ دوسرے

قانونی کارروائیوں میں "قرائنی شہادت" بھی کہتے ہیں[۱]۔ یا تو قطعی ہوتی ہے یا قیاسی۔ قطعی جب کہ اصل اور شہادتی واقعے میں ۔۔۔ یعنی واقعۂ ثابت شدنی اور واقعۂ ثابت شدہ میں ۔ تعلق قوانینِ قدرت کا کوئی ضروری نتیجہ ہو۔ اور قیاسی جب کہ یہ نتیجہ کم و بیش درجے کے احتمال پر مبنی ہو[۲]۔ علادرآمد میں موخرالذکر کو قیاسی شہادت کہتے ہیں ۔۔۔ ظاہر ہے کہ یہ اس لفظ کا ایک ثانوی مفہوم ہے۔ کیونکہ قیاسی شہادت تو شہادت بلاواسطہ ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ گواہوں کی صداقت اور دستاویزات کی صحت کے قیاس پر مبنی ہوتی ہے[۳]۔

دفعہ (۲۸) ۔ نیز شہادت یا تو مادی ہوتی ہے یا شخصی[۴]۔ مادی شہادت سے

بقیہ حاشیہ نمبر (۳) صفحہ گزشتہ۔ دستاویزات یا شہادت سے بطور نتیجہ اخذ ہوتا ہے" Vinnius Jurisp. Contract کتاب ۴ باب ۲۵۔ شہادت مصنفۂ ٹیلر صفحہ ۱۵ طبع سوم اور ایضاً صفحہ ۲۱ طبع چہارم۔

[۱] ۔ اس امر میں شبہہ ہو سکتا ہے کہ کیا یہ دو حدیں صحیح معنی میں مترادف اور ہم معنی ہیں۔ قرائنی شہادت ۔ شہادت بالواسطہ کی وہ نوع ہے جس کو قانون صریح عدالتی تصفیے کی بنیاد قرار دینے کے لیے کافی قریب سمجھتا ہے۔ مثلاً جب فلسفیانہ یا تاریخی صداقتیں نتیجۂ بعید بطور یادواشت پر قیاس کے ذریعے سے حاصل کی جائیں، تو ان صداقتوں کی شہادت کو شہادت بالواسطہ کہینگے۔ لیکن اس کو قرائنی شہادت نہیں کہہ سکتے۔ قرائنی شہادت پر مزید دیکھیے دفعات ۲۹۳-۲۹۵ نیچے نیز دیکھیے مصنف کے فرزند جنش ولس مرحوم کا ایک جامع بیان "قرائنی شہادت" از ولس Wills on Circumstantial Evidence. صفحہ ۳ طبع ششم ۱۹۱۲ء میں دیکھیے۔

[۲] "شہادتیں پہلے ان دو قسموں میں منقسم ہیں۔ کیونکہ بعض شہادتیں ضروری ہوتی ہیں جن کو یونانی ثبوت کہتے ہیں۔ اور دوسری غیر ضروری جن کو وہ علامتیں کہتے ہیں۔ اول الذکر وہ ہیں جو دوسری طرح پر نہیں ہو سکتیں۔ دوسری وہ ہیں جو قطعی نہیں ہوتیں اور جن کو یونانی احتمالی کہتے ہیں Inst Orat ۔ کتاب خطابت از کوئن ٹیلین Quintilian کتاب ۵ باب (۹)۔

[۳] ۔ دیکھیے اوپر دفعہ (۷)۔

[۴] "عدالتی شہادت" از بنتھم صفحہ ۵۳ ۔ جلد ۱ ۔

مراد وہ شہادت ہوتی ہے جس کا ماخذ اشیا ہوتی ہیں۔ اور اشخاص بھی ان کے ان خواص کے لحاظ سے جو ان میں اور اشیا میں مشترک ہوتے ہیں[1] ایسی شہادت یا تو بلا توسط ہوتی ہے جب کہ ہمارے حواس کو اشیا کا شعور ہوتا ہے یا خبری جب کہ اس کے وجود کو دوسرے ہم سے بیان کرتے ہیں۔ شخصی شہادت وہ ہے جو کسی انسان سے یا تو اس کے بیان یا ارادی علامات سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ شہادت جو چہرے، سلوک، طرز عمل کے غیر ارادی تغیرات کے مشاہدے سے فراہم ہوتی ہے مادی شہادت ہی کے تحت آتی ہے[2]

دفعہ (۲۹): شہادت کی تیسری تقسیم خاص توجہ کی محتاج ہے۔ خود اس کی ص ۱۸

ذاتی اہمیت کی وجہ سے بھی۔ اور اس لیے بھی کہ وہ انگریزی قانونی کارروائیوں کے کل نظام میں پائی جاتی ہے[3] اور وہ حسب ذیل ہے: تمام شہادت یا تو ابتدائی ہوتی ہے یا غیر ابتدائی۔ ابتدائی شہادت سے مراد ایسی داخلی یا خارجی شہادت ہوتی ہے۔ جس کی بنفسہٖ کچھ شہادتی وقعت ہو۔ غیر ابتدائی شہادت جس کو مکسوبی۔ خبری یا سماعی شہادت بھی کہتے ہیں وہ ہے جو اپنی قوت کسی دوسری شہادت سے یا اس کے ذریعے سے حاصل کرتی ہے۔ اور اس مکسوبی شہادت کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) جبکہ بیان کردہ زبانی شہادت زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ یہ سنی سنائی یا سماعی شہادت لفظ کے صحیح اور اصلی معنوں میں ہے۔ (۲) جبکہ بیان کردہ تحریری شہادت۔ تحریری شہادت کے ذریعے سے دی جائے (۳) جبکہ بیان کردہ

[1] ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۶۔ یہ قانون روما کی "شے اور واقعے کی شہادت ہے" ثبوت قطعی از ماسکارڈ صفحہ ۸ معنت قانونی از کالون۔ اکانسٹی ٹیوشنل رپورٹس از ہاگرڈ Hagg. Cons. Rep صفحہ ۱۰۵ نیز نیچے دیکھئے دفعات ۹۶ تا ۲۱۴۔ اور مادی شہادت کی تفصیلی بیان کے لیے دیکھئے نیچے ضمیمہ الف۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۵۲-۵۳۔ میں جو تعریف کی گئی ہے ہم اس سے کسی قدر ہٹ گئے ہیں۔

[3] دیکھئے نیچے دفعات ۱۰ تا ۹۲-۲، ۲۰۴ تا ۵۰۵۔

زبانی شہادت۔ تحریری شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۴) جبکہ بیان کردہ تحریری شہادت۔ زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جائے (۵) جبکہ مادی شہادت کی یا تو زبانی یا الفاظ کے ذریعے سے یا اور طرح پر خبر دی جائے۔[۱]

---

[۱] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ [یہ تقسیم جو بنتھم کی ایجاد کردہ کئی تقسیموں میں سے ایک ہے نہ تو بہت صحیح اور نہ مفید ہے۔ بنتھم شروع تو اس کو گواہانہ شہادت کی ایک قسم شمار کرنے سے کرتے ہیں۔ اور ان آخری الفاظ میں وہ ہر شہادتی بیان کو داخل سمجھتے ہیں چاہے وہ زبانی ہو کہ دستاویزی۔ حلفی ہو کہ غیر حلفی۔ اس کے بعد وہ ابتدائی شہادت کی تعریف کرتے ہیں کہ یہ وہ شہادت ہے جس میں ذی ادراک گواہ خود واقعۂ زیر بحث کی عدالت کو اطلاع دیتا ہے۔ غیر ابتدائی شہادت وہ جس میں کہ اس واقعے کی اطلاع کسی دوسرے یا درمیانی شخص کے ذریعے سے دی جاتی ہے (صفحہ ۵۰) یہاں تک تو یہ محض شہادت بلاواسطہ اور سنی سنائی شہادت کا فرق ہوا۔ ایسی غیر ابتدائی شہادت کی پانچ قسمیں ہیں یعنی وہ جن کو بسٹ نے اوپر بیان کیا ہے لیکن ان پانچ قسموں کی تفصیلی مثالیں دیتے وقت وہ اپنے کو ان بیانات تک محدود نہیں رکھتے جو صحیح معنی میں گواہانہ ہیں یعنی خارجی واقعات کے بیانات ہیں۔ بلکہ اس میں ایسی تحریری شہادت کو بھی داخل کرتے ہیں۔ جو اپنی ماہیت میں محض معاہداتی یا تصرفاتی واقعہ ہوتی ہے۔ مثلاً انتقال جائداد کی کوئی دستاویز اس لیے حسب اقسام مذکورۂ بالا نمبر ۲ و ۴ "جب بیان کردہ تحریری شہادت" عدالت میں دوسری تحریری یا زبانی شہادت کے ذریعے سے دی گئی ہو اور یہ بھی دستاویز انتقال کے مضامین پر مثال ہو تو نہ صرف یہ کہ وہ گواہانہ شہادت کی مثال نہیں ہے۔ بلکہ وہ غیر ابتدائی شہادت کی بھی مثال نہیں ہے۔ کیونکہ وہ من وعن خود بنتھم کی ابتدائی شہادت کی تعریف ہے۔ اس لیے کہ اس میں زیر بحث واقعے کی عدالت کو اطلاع خود ذی ادراک گواہ زبانی یا تحریری طور پر دیتا ہے۔ یہی تنقید پانچویں قسم پر بھی ہو سکتی ہے۔ یہاں شہادت چونکہ مادی ہے صاف طور پر گواہانہ نہیں ہو سکتی۔ اور جب عدالت کو اس کی اطلاع زبانی یا اور طریقے پر خود ذی ادراک گواہ دے تو صاف طور پر وہ ابتدائی شہادت ہوگی نہ کہ غیر ابتدائی شہادت۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ بسٹ ابتدائی اور غیر ابتدائی شہادت کی بنتھم سے زیادہ وسیع تعریف کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اول الذکر کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ وہ ایسی شہادت ہے

دفعہ (۴۰): بمقابلۂ ذاتی شہادت کے کسوبی شہادت کی کمزوری تھوڑے سے غور وفکر پر ظاہر ہو جائے گی۔ صاف ترین صورت لیجیے — یعنی جس میں بیان کردہ زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ الف اظہار دیتا ہے کہ ب نے اس سے کہا کہ اس نے ایک واقعہ دیکھا ہے۔ اگر ب خود اظہار دینے والا گواہ ہوتا تو اس کی گواہی صرف دو اعتبار سے غلط ہو سکتی تھی۔ یعنی وہ جو کہتا ہے کہ اس نے دیکھا ہے ممکن ہے کہ اس میں اس کی غلطی ہو یا یہ کہ عمداً جھوٹ بول رہا ہو۔ لیکن جب الف کا بیان ہم تک بواسطۂ ب پہنچے تو اس میں غلطی کے دو اور موقع زیادہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ممکن ہے کہ ب نے الف کے الفاظ کو غلط سمجھا ہو یا یہ کہ ان کو عمداً غلط بیان کر رہا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ وہ جھوٹ یا غلطیوں سے بچ کے ۱۹

بقیہ حاشیہ نمبر (۱) صفحہ گزشتہ۔ جس کی خود کچھ اپنی شہادتی وقعت ہوتی ہے۔ اور موخر الذکر وہ شہادت ہوتی ہے جو اپنی قوت کسی دوسری شہادت کے ذریعے سے حاصل کرتی ہے۔ لیکن اس قسم کی غیر ابتدائی شہادت کی پانچ قسموں کو اختیار کرنا ان کی بھی ایسی ہی لغزش کا باعث ہوتی ہے۔ مثلاً قسم چہارم کے تحت جب کہ مضمون دستاویز کی منقولی شہادت کسی ایسے گواہ کی گواہی پر شامل ہو۔ جس نے دستاویز کو پڑھا ہو تو اس گواہی میں اسی طرح کچھ خود اپنی ذاتی شہادتی وقعت ہوتی ہے جس طرح کسی دوسرے امر واقعہ کے متعلق گواہ کی گواہی میں۔ پس اسی لیے یہ گواہی خود اسی کی تعریف کے لحاظ سے ابتدائی شہادت ہوگی نہ کہ کسوبی۔ اور یہی تنقید زیادہ صاف طور پر قسم پنجم پر بھی ہوتی ہے۔ دراصل ابتدائی اور کسوبی شہادت کی اس پوری تقسیم کو مسٹر گلسن (Gulson) بے قاعدہ اور بے معنی سمجھتے ہیں۔ دیکھیے فلسفۂ ثبوت (Philosophy of Proof) ۲۳۰ تا ۲۴۷۔ ان کی حجت ہے کہ کوئی شہادت دراصل ابتدائی نہیں ہے۔ سوائے اس شہادت کے جس کا ادراک خود عدالت کو ہوا ہو ایسی شہادت کی نسبت کرتے باقی تمام شہادت کم و بیش کسوبی ہے۔ لیکن چونکہ "بقول مل کوئی ایسا راست ادراک نہیں ہے۔ جس میں نتیجے کا کچھ نہ کچھ عنصر نہ ہو۔" یہ ظاہر ہے کہ بلاواسطہ اور مادی شہادت کا بہت تھوڑا حصہ ہی کلیۃً ابتدائی ہوتا ہے بیانات جو ابتدائی شہادت ہیں اور جو سماعی شہادت ہیں ان کے فرق کے لیے دیکھیے دفعہ ۹۵م نیچے۔ راڈیر طبع دوم

ظاہر ہو جانے کا ایک موقع ہے۔ گو یہ کمزور ہوتا ہے۔ مثلاً جب یہ سوال ہو کہ کیا ن کسی خاص مقام پر کسی خاص وقت تھا؟ اور الف وہاں ہو اور اس کو دیکھے لیکن ب کو دھوکا دینے کی نیت سے اس سے کہے کہ ن وہاں نہیں تھا۔ ب اس پر اعتبار کر لے لیکن دھوکا دینے کی نیت سے ج سے کہے کہ الف نے اس سے کہا ہے کہ ن وہاں تھا۔ الف کے اس مبینہ بیان پر جس کی تصدیق ب نے کی ہے بھروسا کرنے سے ج کو سچ معلوم ہو جاتا ہے[1]۔ یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ جتنے واسطوں کے بعد شہادت ہم تک پہنچے اتنا ہی خطرہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر مزید گواہ یا واسطے کے اضافے سے غلطی کے دو نئے مواقع فراہم ہو جاتے ہیں[2]۔

دفعہ (۱۴۱): ہم شہادت کی ایک اور تقسیم کا جس کی وقعت اکثر نظر انداز کر دی گئی ہے ذکر کریں گے شہادت یا تو پہلے سے مقررہ[3] (معینہ)[4] ہوتی ہے یا وقتی اور اتفاقی[5]۔ بنتھم نے پہلے سے مقررہ شہادت کی تعریف ایک جگہ کی ہے کہ جب "کسی دستاویزی شہادت کا تیار کرنا یا محفوظ رکھنا محکمہ جات یا اشخاص کے نزدیک قرین مصلحت ہو۔ کیونکہ بالآخر اس سے کوئی غرض وابستہ ہوتی ہو۔ (یعنی یہ غرض کہ اس سے آیندہ کسی متوقعہ واقعے کے وقوع پر کسی حق کو قایم یا وجوب کو نافذ کیا جائے) تو ایسی تیار یا محفوظ کردہ شہادت پہلے سے مقرر کردہ شہادت ہوتی ہے"[6]۔

---

[1] دیکھئے Calcul des Probabilities (یعنی تخمینۂ احتمالات) از لاکروا (Lacriox) دفعہ ۱۴۲۔

[2] بکھری شہادت کے ذریعے سے تاریخی واقعات کے ثبوت کے لیے دیکھئے نیچے دفعہ ۵۲۔

[3] "پہلے سے مقررہ شہادت" عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۲۰۶، ایضاً صفحہ ۴۲۵۔

[4] "پہلے سے معینہ شہادت" کتاب شہادت از بانئے دفعات، ۱۹۱ و ۱۹۳ طبع دوم اور ... کتاب دوم۔

[5] "اتفاقی شہادت" Rationale of Evidence (یعنی معیار شہادت) از بنتھم ضمیمہ الف باب ۴۔

[6] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۴۲۵۔

ایک دوسری جگہ[1] وہ اس کو تحریری شہادت کہتے ہیں جو اس مقصد سے تیار کی جاتی ہے کہ کسی غیر مصرحہ مقدمے یا کارروائی کے وقوع پر کام آسکے۔ اس عنوان کے تحت سرکاری دستاویزات مثلاً ریکارڈس (یعنی سجلات) رجسٹر وغیرہ بھی آتے ہیں۔ اور مہری دستاویزات۔ وصیت نامے اور دوسری تحریریں بھی جن کا مقصد آیندہ موقعوں پر ثبوت میں سہولت بہم پہنچانا ہوتا ہے۔ اور جن کو خانگی اشخاص یا تو قانون صریح کے احکام کی مطابقت میں تیار کرتے ہیں۔ یا اپنی اور دوسروں کی سہولت کے نقطۂ نظر سے۔ لیکن یہ فرض کرلینا غلطی ہے کہ اس قسم کی شہادت لازمی طور پر تحریری ہونی چاہیے[2] جب کوئی شخص کوئی فعل بالعمد کرنا چاہتا ہو۔ اور خاص اشخاص کو گواہ بنانے کے لیے بلائے تا کہ وہ آیندہ موقعوں پر اس فعل کی گواہی دے سکیں تو ان کی شہادت بھی اسی طرح پہلے سے مقررہ یا معینہ ہوتی ہے۔ جیسے تمام دستاویزات کی جو زبان حال سے کہتی ہیں کہ اپنے مضامین کی گواہی دینے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ اینگلو سیکسن (Anglo-saxon) قوانین میں متعدد مثالیں ایسی ہیں جن میں بیع کا خاص جماعت اشخاص کی موجودگی میں یا خاص مقامات پر ہونا ضروری تھا[3]۔ قانون انسداد فریب۔ ۲۹ چارلس دوم باب ۳[4] کی دفعہ (۵) کی رو سے اراضی کے وصیت نامہ جات پر موصی کے دستخط اور تین گواہوں کی گواہی ضروری ہوتی تھی۔ اسی قانون کی دفعہ ۱۹ کی رو سے "زبانی وصیت" یعنی منقولہ اشیا کی زبانی الفاظ کے ذریعے سے وصیت باطل تھی جب تک کہ موصی "اشخاص موجودہ کو۔ یا ان میں سے بعض کو اس کی ایسی وصیت پر گواہ رہنے کا حکم نہیں دیتا تھا" ۱۸۳۷ء کے قانون وصیت نامہ جات نے

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ا صفحہ ۵۶۔

[2] دیکھیے کتاب شہادت از بانئے طبع دوم دفعات ۲۷۹ و ۳۰۰۔

[3] دیکھیے ان قوانین کو جو گرین لیف کی شہادت جلد اول طبع شانزدہم دفعہ ۲۶۲ نوٹ (۲) میں جمع کئے گئے ہیں۔

[4] یہ حکم قانون وصیت نامہ جات ۱۸۳۷ء کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ (ولیم چہارم اول۔ وکٹوریا باب ۲۶)۔

اس دفعہ کے احکام کو اور قوی کر دیا۔ کیونکہ اس کی رو سے تحریری وصیت نامہ موصی کے دستخط اور کم از کم دو گواہوں کی اس دستخط کے متعلق گواہی ضروری قرار دے دی گئی ہے۔ اور قانون تشریح اعضائے انسانی (اناٹمی ایکٹ) Anatomy Act سنہ ۱۸۳۲ء (۲ و ۳ ولیم چہارم باب ۷۵) کی دفعہ ۸ کی رو سے قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص یا تو بذریعۂ تحریر جو اس کی زندگی میں لکھی گئی ہو یا زبانی طور پر دو یا دو سے زیادہ گواہوں کی موجودگی میں اپنے ایسے مرض کے زمانے میں جس سے اس کا انتقال ہو جائے ہدایت کر سکتا ہے کہ اس کی نعش کا تشریحی تجزیہ وغیرہ کیا جائے[۱]۔

دفعہ (۳۱)۔ (الف) پہلے سے مقررہ شہادت کی سب سے اہم قسم شاید وہ ہے جو ہمارے پارلیمانی قانون کی رو سے پہلے سے مقرر کی جاتی ہے سنہ ۱۸۳۲ء سے پہلے کسی منتخب کنندہ کے حق انتخاب کو ثابت کرنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ جب تک کہ اس پر اعتراض نہ کیا جائے۔ اور بذریعہ انتخاب اس کے حق میں اس کا تصفیہ نہ کر دیا جائے قانون اصلاح Reform Act (ریفارم ایکٹ) سنہ ۱۸۳۲ء کی رو سے ہر حلقے کے حق رائے رکھنے والے انتخاب کنندگان کا فہرستوں میں داخلہ ضروری قرار دیا گیا اور ان کی وقتاً فوقتاً نظر ثانی کے لیے بیرسٹر مقرر کئے گئے۔ اس قانون کی وہ دفعات جن کے تحت یہ داخلے کئے جاتے تھے۔ قانون اندراج حـ ۲۱
رائے دہندگان پارلیمنٹ (۶ و ۷ وکٹوریہ باب ۱۸) کی رو سے منسوخ اور از سر نو بنائے گئے۔ اور پارلیمانی اور بلدی اندراجات کے قواعد اب

---

[۱] متی باب ۱۸ آیت ۱۵ و ۱۶ Matt. xviii. 15, 16. میں جو ہدایت دی گئی ہے وہ صاف طور پر پہلے سے مقررہ غیر مکتوبی شہادت کی ایک مثال ہے۔ "اگر تیرا بھائی تیرے پر زیادتی کرے تو تو جا اور اس سے اس کی زیادتی کا ذکر کر لیکن اگر وہ تیری نہ سنے تو اپنے ساتھ ایک یا دو گواہوں کو لے جا تا کہ ان کے منہ سے ہر حرف ثابت کیا جا سکے۔ نیز دیکھئے "پیدائش"

اسی موخر الذکر قانون اور ان قوانین کے تحت جن کے ذریعے سے اس کی ترمیم کی گئی ہے ہوتے ہیں۔ اور قانون خفیہ رائے دہی (بیالٹ ایکٹ) (Ballot Act) سنہ ۱۸۷۲ء ۳۵ و ۳۶ وکٹوریہ باب ۳۳ دفعہ ۷ میں حکم ہے کہ

"کسی ضلع یا شہر کے کسی انتخاب میں کوئی شخص رائے دینے کا مستحق نہ ہوگا۔ جب تک کہ اس کا نام رائے دہندوں کے حالیہ رجسٹر میں جو ایسے ضلع ۔ یا شہر کے لیے بحکم مرتب ہوا ہو۔ موجود نہ ہو۔ اور ہر شخص جس کا نام ایسے رجسٹر میں ہو مستحق ہوگا کہ رائے دینے کا کاغذ طلب اور حاصل کرے ۔ اور رائے دے۔ لیکن اس دفعہ کے کسی حکم کی رو سے کوئی ایسا شخص رائے دینے کا مستحق نہیں ہوگا ۔ جس کو کسی قانون موضوعۂ پارلیمنٹ کے قانون عمومی کی رو سے رائے دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اور نہ وہ کسی تاوان سے جو رائے دینے پر بطور سزا مقرر کیا گیا ہو محفوظ رہے گا۔"

اس دفعہ کے اثر پر مقدمۂ اسٹو بنام جولیف[۳] Stowe v. Joliffe, میں پوری طرح غور کیا گیا۔ اور قرار دے دیا گیا کہ رجسٹر ناطق ہے۔ وقت انتخاب کے لیے بھی اور انتخاب کے بعد کے لیے بھی۔ اور اسی لیے کسی درخواست متعلق انتخاب کی بنا پر رجسٹر شدہ اشخاص کے نام خارج نہیں کیے جا سکتے۔ سوائے اس کے کہ وہ اس دفعہ کے استثنا کے تحت آتے ہوں۔ یعنی عورتیں[۴]۔ نابالغ غیر ملکی وغیرہ ہوں ۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۵ صفحہ گزشتہ Genesis xxiii, 17, 18, ۲۳ - ۱۷ و ۱۸ -

۱؎ ۔ مثلاً نابالغ ۔ قانون ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۲۵ دفعہ ۷ کی رو سے ۔

۲؎ ۔ مثلاً امرا یا عورتیں ۔ دیکھئے چورلٹن بنام لنگس ۔ لا رپورٹ (۴) کامن پلیس صفحہ ۳۷۴ یا غیر ملکی ۔

۳؎ ۔ نمبر ۲ ۔ سنہ ۱۸۷۴ء لا رپورٹ ۹ کامن پلیس ۱۳۴ ۔ اور ۴۳ لا جرنل کامن پلیس ۲۶۵ ۔ نیز ۳۰ لا ٹائمس ۷۹۵ اور ۲۲ ویکلی رپورٹر ۹۱۱ ۔

۴؎ ۔ پارلیمنٹ اور بلدیہ کے انتخابات میں اناث کی رائے دہی کی بابت اب دیکھئے "قانون نمائندگی

برطانوی نوآبادیات میں بھی ایسے ہی قوانین رائج ہیں[1]۔ لیکن مملکت انڈیانہ Indiana State (ممالک متحدۂ امریکا) میں کوئی رجسٹری ضروری نہیں ہے۔ اور ہر رائے دہندے کا حق۔ اعتراض کئے جانے پر اسی کے حلف سے ثابت کیا جاتا ہے۔ اور اگر اعتراض کرنے والا بھی جواب میں قسم کھاتا ہے۔ تو رائے دہندے کو چاہئے کہ اسی حلقے یا مقام کے کسی معزز شہری کو جو جائداد غیر منقولہ کا مالک ہو پیش کرے تاکہ وہ حلف اٹھا کر کہہ سکے کہ رائے دہندہ کو حق رائے حاصل ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۹ صفحہ گزشتہ۔ عوام سنہ ۱۹۱۰ء۔ (۱ و ۲ جارج پنجم باب ۲۴ دفعہ ۴)۔

لہ۔ دیکھئے مثلاً قانون متعلقہ انتاریو سنہ ۱۸۶۹ء۔ ۳۲ وکٹوریہ باب ۲۱۔ دفعہ ۷، قانون انتخابات صوبہ جات برطانوی کولمبیا۔ ۶۲ وکٹوریہ باب ۶۷ دفعہ ۱۱۔ "قانون انتخابات سنہ ۱۹۰۲ء نیوزی لینڈ نمبر ۲۔ دفعات ۶۲ و ۶۵۔

صـ ۲۲

حصۂ دوم

عدالتی شہادت

صفحات اصل کتاب / صفحات ترجمہ

دفعہ (۳۲): "قدرتی" یا "اخلاقی" شہادت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لیے

ہم نے اب تک مضمون شہادت پر عدالت اور علم اصول قانون سے علیحدہ رہ کر غور کیا ہے۔ اب ہم عدالتی شہادت پر غور کریں گے۔ جو اول الذکر کی ایک نوع ہے۔ تاکہ اس کے اہم فرق اور خصوصیات ظاہر ہو جائیں۔

دفعہ ۳۳: عدالتی شہادت وہ شہادت ہے جس کو عدالت ہائے
انصاف ان واقعات کے ثبوت یا تردید کے لیے جن کے وجود کی ص۲۳
ان کے سامنے بحث ہوتی ہے۔ قبول کرتی ہیں۔ واقعات سے یہاں

مطلب کسی مقدمے یا کارروائی کے اہم واقعات متعلقہ سے ہے جن پر ان کے متعین ہونے کے بعد قانون کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ منطقی طور پر کسی قانون کا وجود یا عدم بھی ایک سوال واقعاتی ہے۔ لیکن قانون داں اور وکلا شاذونادر ہی اس کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور قانون سے یہاں ہماری مراد ہر ملک کے اس قانون عام سے ہے جس کا وہاں کی عدالتوں کو بغیر ثبوت کے علم ہوتا ہے۔ عام طور پر ان کو مقامی رواجات یا ممالک[۱] غیر کے قوانین کا علم نہیں ہوتا۔ اور ان قوانین و رواجات کو ان کے روبرو بطور واقعہ شہادت سے ثابت کرنا ہوتا ہے[۲]۔

دفعہ (۲۴)۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ عدالتی شہادت جنس شہادت کی ایک نوع ہے۔ اور بڑی حد تک قدرتی شہادت ہی ہے۔ جس میں قانون صریح کے قواعد سے ترمیم ہوتی ہے۔ اور قیود عاید کئے جاتے ہیں[۳]۔ یہ قواعد

لہ۔ پانڈکٹس (مجموعۂ قوانین روما) مولفۂ ویٹ voet ad Pand. کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۵ مقدمۂ قانون روما از ہوبیرس Huberus, Prael. Jur. civ. کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲ اصول قانون معاہدہ از وینیس Vinnius Jurisp. - Contr. کتاب ۴ باب ۲۵ کتاب شہادت از بانتھ۔ دفعات ۲ و ۲۳ طبع دوم۔ دیکھئے کک برلٹلٹن co. Litt. ۲۰۳، الف

لہ پانڈکٹس از ہینیکس Heince. ad Pond حصۂ دوم دفعہ (۱۹)۔ ایضاً فقرہ (۱) دفعہ ۱۰۳۔ کک لٹلٹن ۱۱ ب ۱۵، ۱۵ ب ''شہادت'' از ٹیلر دفعہ ۵ طبع یازدہم۔ تصادم قوانین از اسٹوری Story, Confl. Laws, دفعہ ۶۳۷ و ۶۳۸ بعد طبع پنجم ''شہادت'' مصنفۂ فلپ و ایماس صفحہ ۶۲۴ Ph. and Am. Ev.

سہ دیکھئے کلگ بنام بیری۔ ہکبیس ۱۲۲ طربنام ہیبرک ۴ ایضاً ۱۵۲۔ ممالک متحدۂ امریکا میں اگر اس کے خلاف کوئی شہادت نہ ہو تو ملک غیر کے قانون کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے جو ممالک متحدہ میں رائج ہے لیکن جب فرق بیان کیا جاتا ہے تو اس قانون کو بطور واقعہ ثابت کرنا ہوتا ہے'' کلگو بنام بکیے ۴ کنکٹیکٹ ۲۶۲

عہ ''شہادت ایک فعل عدالتی ہے جو امر مشکوک و نزاعی کے متعلق عدالت کو یقین دلاتی ہے''

کچھ تو اپنی ماہیت میں اخراجی ہیں۔ اور ایسے واقعات کو جو بنفسہ قابل لحاظ ہوتے ہیں بطور قانونی شہادت ناقابل ادخال ٹھیراتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جن کو توسیعی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی جو قدرتی شہادت کو مصنوعی وقعت دیتے ہیں اور بعض صورتوں میں تو ایسے واقعات کو بھی شہادت قرار دیتے ہیں جن میں نظری طور پر فی نفسہ کوئی شہادتی وقعت نہیں ہوتی[1]

دفعہ (۳۵) ۔ اور یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قواعد کی ضرورت کیا ہے۔ اور ان سے فائدہ کیا؟ جب قدرتی اور عدالتی شہادت کا موضوع مساوی طور پر مشکوک و نزاعی واقعات ہوتے ہیں۔ اور صداقت ہمیشہ ایک ہی ہوتی ہے تو کیا ایسے قواعد جن سے سچ کی دریافت میں عدالتوں پر

بقیہ حاشیہ نمبر ا صفحہ گزشتہ۔ پانڈکٹس از ہینکس فقرہ ۴ دفعہ ۱۱۵ "شہادت کوئی ایسا واقعہ ہے جس سے ہماری رائے کو مدعی یا مدعی علیہ کے موافق فیصلہ کرنے کے لیے قانونی یقین حاصل ہوتا ہے" تعلیقات بنتھم بحث ت Matth de.Prob باب اول فصل ا۔ نیز دیکھئے مجموعہ قانون روما روم کتاب ۲۲ عنوان ۳ التفت کتاب کا پہلے حوالہ دیا گیا ہے۔ کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۔ "شہادت وہ ذریعہ ہے جس سے ان امور کے متعلق جو عدالتوں میں نزاعی ہوتے ہیں۔ قانونی طریقوں سے یقین حاصل ہوتا ہے۔ اس تعریف سے "قانونی طریقوں" کو حذف نہیں کر سکتے۔ کیونکہ شہادت انھیں متعدد قانونی طریقوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یعنی شہادت گواہوں کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ یا دستاویزات۔ یا واقعۂ شہادتی یا قیاس قانونی۔ یا رائے یا اور بھی متعدد مختلف طریقوں سے۔ اسی لیے قانونی طریقے کہنا بالکل مطابق عقل ہے۔ اور اس لیے بھی کہ جتنے طریقوں سے کوئی امر قانوناً ثابت ہوتا ہے۔ اتنے ہی طریقوں کو شہادت کہتے ہیں۔ اور جب بہ مطابق بیانات عرضی دعویٰ ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ عرضی دعوے کا ثبوت ہوتی ہے۔" "ثبوت" از ماسکارڈس سوال ۲۔ نوٹ ۱۸-۲۱-۲۲-۲۳۔

[1] دیکھئے "شہادت" از فپسن Phipson. Ev. طبع ششم صفحہ ۵۰۔

قیود عاید ہوتے ہیں۔ قانون کا بیکار بلکہ مضر حصہ نہیں ہیں۔ لیکن غور کرنے پر ۲۴
ظاہر ہوگا کہ عدالتی شہادت کا ایک نظام نہ صرف موثر و مفید ہے۔ بلکہ
اس کی قطعی ضرورت بھی ہے۔ انسان ساختہ قانون کی ماہیت اور عدالتوں
کے فرائض کے لحاظ سے اس کی موجودگی ناگزیر ہے۔ اور یہ کہ کچھ ایسا ہی
نظام ہر ملک کے قانونی اداروں میں ــــ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بلا کسی استثنا
کے۔ پایا جاتا ہے۔

دفعہ (۳۶)۔ شہادت جو عدالت ہائے انصاف میں پیش ہوتی ہے

وہ چونکہ علم اصول قانون کی گویا ایک شاخ ہے۔ اس لیے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اس علم ماہیت اور اس کے اصولوں کے مطابق ہوگی مضمون پر نظر غایر ڈالنے سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں وجوہات کا جو قانون صریح کی پیدائش کا باعث ہوئے۔ تقاضا ہے۔ کہ قانون شہادت کو بھی جس کی قانون صریح کے اطلاق میں بہت ضرورت ہوتی ہے۔ منضبط و مرتب کر دیا جائے۔ لیکن اس امر کو اچھی طرح ظاہر کرنے کے لئے ہمیں ایک فرق کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ جس کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے بہت سی غلطیاں یا غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ قدرتی قانون پر لکھنے والے اساتذہ کے قول کے بموجب انصاف یا تو اصلی ہوتا ہے یا عرضی[1]۔ اول الذکر سے ــ جس کو بعض وقت پکا انصاف۔ کامل انصاف۔ یا صحیح معنی میں انصاف بھی کہتے ہیں ــ مراد ایسے انصاف سے ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم دوسرے شخص کے متعلق ایسے فرائض پورے کرتے ہیں۔ جن کا وہ ایک سخت اور کامل وجوب کی

---

[1] اصول قانون قدرت و اجانب از برلاماکوئی Burlamaqui, Principes du Droit
حصہ اول باب ۱۱ دفعہ ۱۱ قانون جنگ و صلح از گروشس de la Nature et des Gens,
کتاب ۱ باب ۱ دفعہ ۔ اکی انصاف لازمی امور کا لحاظ کرتا ہے Grotius, De Jure Belli ac Pac.
[illegible]

بنا پر مستحق ہوتا ہے۔ اور جن کی اگر تعمیل نہ کی جائے تو وہ جبراً کرانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اور نہ خیر الذکر سے ایسے فرایض کی ادائی مراد ہوتی ہے۔ جو ایک غیر مکمل اور غیر لازم وجوب سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جن کی تعمیل اس طرح پر جبراً نہیں کرائی جا سکتی۔ بلکہ ہر شخص کی عزت اور ضمیر پر موقوف رہتی ہے۔ ہمارے ان فرایض کو انسانیت خیرات اور کرم کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ انسان ساختہ علم اصول قانون کے تحت اصلی یا مکمل انصاف سے وہ انصاف مراد لینی چاہئے جس کا بطور ایک صاف قانونی حق کے مطالبہ ہو سکتا ہے۔ اور عرضی یا غیر مکمل انصاف سے وہ انصاف جس کی طرف عدالتیں یا تو توجہ ہی نہیں کرتیں یا اگر کرتی ہیں تو صرف نصفتاً نہ اختیار سماعت کے تحت قانون کی سختی کو روکنے اور اس میں کمی کرنے کی حد تک کرتی ہیں۔

دفعہ (۳۷) ۔ جونہی معاشرے پیدا۔ اور اقتدار اعلیٰ اور ماتحتی کے تعلقات قایم ہوئے۔ ہماری فطرت کی خامیوں نے انسان ساختہ قانون کی ضرورت کو واضح کر دیا۔ انسانی تعلقات کی بے شمار صورتیں ہوتی ہیں۔ ہر صورت میں کامل انصاف کرنا تو ہمہ داں۔ پاک و بے خطا ذات قدوس صفات ہی کا خاص امتیاز ہے۔ کیونکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ نہ صرف آنکھ ایسی ہو کہ جو واقعات کو جس طرح وہ در اصل گزرے ہوں صاف دیکھ لے۔ متنازعین کے دعووں پر فیصلہ ایسا ہو۔ جو کہ اتنا ہی بے خطا ہو۔ جتنا کہ بے لوث۔ بلکہ دور بینی بھی ایسی ہو کہ جو اس فیصلے کے تمام راست نتایج کو اور ان کے بعید سے بعید اثرات کو دیکھ لے۔ متفکرین بنی نوع انسان کو ایسے کمال کے ممکن الحصول ہونے سے ناامیدی بہت پہلے ہی ہو گئی۔ اور چونکہ قدرت کے مشاہدے[۱] نے انھیں سکھلایا تھا کہ اعلیٰ مقاصد عام قوانین　ص ۲۵

۱۔ قانون قدرت کی نقل کرتا ہے" قول ڈانڈ جج جسٹس بہ مقدمہ شیفلڈ بنام راٹکلف ۲ رول رپورٹس
۲۔ "جس امر کو قدرت صحیح قرار نہیں دیتی قانون بھی صحیح قرار نہیں دیتا" کاک برنٹن صفحہ ۲۳۰ ب۔

کے مستقل عمل ہی سے اچھی طرح حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے معاشرے کی حکومت کے لیے عام قواعد بنانے کا خیال کیا۔ یعنی ایسے قواعد مرتب کرنے کا جو اس اصول پر مبنی ہوں کہ زیادہ سے زیادہ صورتوں میں زیادہ سے زیادہ مسرت و صداقت حاصل کرنی چاہئے۔ چاہے ان پر مستقل عمل سے عرضی یا غیر مکمل انصاف کی کتنی ہی خلاف ورزی یا خاص صورتوں میں کتنا ہی نقصان ہو[1]۔ اس مقصد کے لیے حاکم مجاز کی جانب سے ہر ملک میں جو قواعد مقرر ہوتے ہیں۔ ان کو اس ملک کا انسان ساختہ قانون کہتے ہیں۔

دفعہ (۳۷)۔ قانون سازی کے ان اصولوں کو عدالتی شہادت سے متعلق کرنے کے وجوہات اگرچہ کم عیاں ہیں لیکن ویسے ہی اطمینان بخش ہیں۔ جیسے وہ وجوہات جو خود قانون سازی کے ان اصولوں کے باعث تخلیق ہوئے ہیں۔ اس لیے پہلے تو ہم یہ بتائیں گے کہ علت و معلول کے تعلقات بداہتہً بیشمار ہوتے ہیں خاص کر جب ہم ان صورتوں کو بھی شمار کریں۔ جن میں معلول اپنی آخری علت سے بلا واسطہ ماخوذ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ کسی درمیانی علت کا ایک درمیانی نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ "وہی نظام قانون بہترین ہے جو کم سے کم امور عدالت کی صوابدید پر چھوڑتا ہے[2]" لیکن عدالت کے اختیارات

---

[1] اس امر پر قانون عمومی کے دلائل قوی اور اساتذہ متفق ہیں:۔ "جو اصول اکثر صورتوں پر حاوی ہوتا ہے۔ قانون اسی کو اختیار کرتا ہے"۔ کنٹ نیوٹیشن صفحہ ۲۲۸۔ الف ۱۲ انسٹیٹیوٹ ۱۳۸۔ وکلک، ۱۲ اب ۲ کلک، مانف۔ لارڈ زمین پر جدنے ملک بنام باسنہ کاس ہارنگ ورنعامہ ثیرانی ولیورن ریڈنیا۔ ۲۰۳ میں کہا ہے کہ "شاید ہی کوئی قاعدہ ایسا ہوگا۔ جس کی سختی سے پابندی سے کوئی نہ کوئی ممکنہ تکلیف نہ ہوتی یا نہ ہو سکتی ہو۔ پھر بھی قواعد کے معین ہونے کی سہولت جو تمام لحاظات سے بالا ہے۔ ایسی ہے کہ عدالت ہائے انصاف کو ان کے اختیار کرنے پر راغب کر دیا ہے۔ اور وہ کسی خاص تکلیف کا جو طباعی سے بتلایا جا سکتا ہے کہ ان کے اطلاق میں پیش آئے گی لحاظ نہیں کرتے ہیں"۔

[2] Augm. Scient از بیکن کتاب ۸ باب ۳ عنوان ۱ فقرہ ۴۶ دیکھئے نیچے دفعہ ۷۹۔

چاہے ان کو کتنی ہی باریکی سے اصلی قانون کے قواعد کی رو سے متعین کیا جائے۔ بہت جلد فی الحقیقت غیر محدود ہو جاتے ہیں۔ اگر ان پر واقعات کو ثابت شدہ یا غیر ثابت شدہ قرار دیدینے سے روک نہ لگائی جائے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ منظم مملکت کے قوانین کی رو سے ایسے قواعد مقرر ہیں جن سے ایسی شہادت کی جو عدالتی فیصلے کی بنیاد ہو سکے کیفیت اور کبھی کبھی کمیت بھی منضبط ہو جاتی ہے۔ اور اس امر میں انسان ساختہ قانون کے دوسرے حصوں کی اس سے مشابہت پوری پوری ہے۔ کسی عام قاعدے کی بنا پر شہادت کے اخراج سے خاص صورتوں میں سچ بھی خارج ہو سکتی۔ اور اسی وجہ سے ناانصافی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس ضرر کا بے اندازہ معاوضہ اس استحکام سے ص ۳۶
ہو جاتا ہے جو اس قاعدے کے عام نفاذ سے انسانوں کے حقوق کو حاصل ہوتا ہے۔ اور امن کے اس احساس سے جو ان کے قلوب میں اس یقین کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ ان حقوق سے قانون کے تحت ہی محروم کئے جا سکتے ہیں۔ عدالتوں کی مرضی سے محروم نہیں ہو سکتے۔ قانون انگلستان نے اس خصوص میں جو دو بڑے قیود عدالتوں پر لگائے ہیں وہ یہ ہیں کہ پہلے تو ججوں اور اراکین جیوری کو واقعات کا فیصلہ ان کے ذاتی علم کی بنا پر کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اور سوائے ان امور کے جو ان کے سامنے شہادت سے ثابت کئے جائیں۔ ان کو امر نزاعی سے متعلق ہر امر کی بابت گویا ایک قانونی حالت لاعلمی میں کر دیا ہے[۱]۔ اس قانون کا مقولہ ہے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ جج کو علم ہے اگر اس کو شہادت کی بنا پر

---

[۱] ہنری چہارم ۱۴ سطر ۵ پلاوڈن Plowd. ۸۳-۱ لیونارڈ Leon ۱۶۱-۔ نیچے کے نوٹس کے حوالے بھی دیکھئے اور نمبر ۵ دفعہ ۵ بھی کلیسائی فقہا اس امر میں کسی قدر غیر متفق تھے۔ دیکھئے فرامین گریگوری نہم Decret. Greg. IX. کتاب ۵۔ عنوان ۴ سطر ۷ لغت قانونی از کالوت عنوان نوٹوریم Notorium مجموعہ قانون کلیسائی از گلبرٹ Gibert, Corpus jur Canon. مقدمہ۔ آخری حصہ عنوان ۱ باب ۱ فقرہ ۱ و ۳۔ نوشتہ ۱ و ۳ قانون کلیسائی از ڈیوٹ Devot Inst. Jur. Canon.

علم نہ ہو۔[۱] اور یہ اصول کہ "جس امر کی شہادت نہیں اس کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے۔[۲]" "کسی امر کی شہادت نہ ہونا اور اس کا موجود نہ ہونا ایک ہی بات ہے۔[۳]" "جو شہادت سے ظاہر نہیں وہ موجود نہیں ہے۔[۴]" "جس کا یقین نہیں اس کا وجود نہیں ہے۔[۵]" جو فلسفے کی رو سے بہت ہی غلط ہیں لیکن ہمارے علم اصول قانون میں پوری طرح صحیح ہیں۔

اور دوسرے یہ کہ سماعت شہادت ہی کی شرط مقدم قرار دیدی ہے کہ اصل واقعے اور شہادتی واقعے میں صاف وعلانیہ تعلق ہونا چاہئے ـــــ "وہم وخیال پر اعتبار کرنے پر کوئی مجبور نہیں ہے۔[۶]" "شہادت عیاں ہونی چاہئے یعنی صاف اور ایسی جو آسانی سے سمجھ میں آتی ہو۔[۷]" یہ دراصل ایک بڑے اصول کے جو ہمارے تمام قانون پر حاوی ہے۔ مختلف اطلاقات ہیں۔

اور وہ اصول یہ ہے کہ "قانون میں بعید وجہ کا نہیں بلکہ قریب وجہ کا لحاظ ہوتا ہے۔[۸]" اس کی دو ایک مثالیں کافی ہیں۔ اگر ہر امر کا اس کے آخری ماخذوں تک پتا چلایا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ کسی مجرم کی کٹہرے میں موجودگی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کتاب ۳ عنوان ۱۴۔ دفعہ ۱۰۔ نوٹ ۱۔

[۱] ۳ بلسٹرڈ ۵۱۱ "ہم کسی معلوم امر (ذاتی علم) کی بنا پر فیصلہ نہیں کرسکتے۔ جب تک کہ یہ امر ہم کو قانونی کارروائی کے بعد بھی معلوم نہ ہو۔" قول چیف جسٹس ہیرل۔ ہانسارڈ، ایڈورڈ سوم ضمیمہ چہارم صفحہ ۷۔

[۲] ۴ کک ۴۸ الف۔ ۵ کک ۵ ب۔ ۱۲۔ ایضاً ۵۲۔ و ۱۴۴۔ ۳ بلسٹرڈ .Bulst ۱۱۰۔ ہوبارڈ ۲۹۵۔ اٹائیمز رپورٹ ۳۰۲۔ ۷۔ بین وولزلی ۳۴۷۔ ونگہام ۴۷۔ ونگہام ۱۱۳۵ سلسلہ نو۔ ۷ بین وولزلی ۳۴۷۔

[۳] سنٹ از جنکس .Jenk. Cent صفحہ ۵ مقدمہ ۳۶۔

[۴] ۲ انسٹی ٹیوٹ ۴۷۹۔

[۵] ڈیویس .Davys ۲۳۔ اصول متعارفہ قانون از لافٹ .Lofft ۵۵۵۔

[۶] ۴ کک ۲۰ الف اور ۲۲ ب۔ ۱۰ کک ۵۵ الف نیز دیکھئے "مقولات" از بیکن۔ ذیلی اصول ۳۔ لٹلٹن رپورٹس ۱۰۹ اصول متعارفہ قانون از لافٹ ۵۵۹۔

[۷] کک برلٹلٹن ۳۸۲ الف۔

[۸] مقولات قانونی از بیکن۔ قاعدہ اول۔ ۱۲۔ ایسٹ ۲۵۲۔ ۱۴ میسن وولزلی ۳۰۲۔ ۸ اکاس بنچ ۳۲۹

کا بعید مگر بڑا سبب اس کے والدین۔ اس کی تعلیم دوسروں کی مثالیں۔ خود
قانون یا خود وہی جج جس کے سامنے مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ ہوتا ہے۔ مگر صـ۲
عدالت ان تمام امور کا لحاظ نہیں کرتی۔ اور صرف وجہ قریب ــ خود
اس کے فعل ــــ ہی کو دیکھے گی۔ اسی طرح کسی قرضے کی عدم ادائی کی قریبی
وجہ تو مدیون کی غفلت ہے۔ لیکن اس کی آخری وجہ ممکن ہے کہ دوسروں
کا قصور ہو۔ جن کا قانونی یا اخلاقی فرض تھا کہ اس کو روپیہ دیتے۔

دفعہ ۳۹ و ۴۰[۱]۔ یہاں ایک غلط اصول پر غور کرنا چاہیئے جو علم اصول
قانون کے بعض نظام اور بنتھم کی کتاب "عدالتی شہادت" میں ہر جگہ پایا جاتا
ہے۔ یعنی یہ مفروضہ کہ اس انصاف میں جو باپ اپنے خاندان میں کرتا
ہے۔ اور اس انصاف میں جو قانونی عدالتیں انسان اور انسان کے
درمیان کرتی ہیں۔ کامل مشابہت ہے۔ مگر یہ مقولہ ارسطو کے زمانے کا ہے کہ
دولت عامہ یا مملکت کو خاندان سے مخلوط نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ نہیں
سمجھنا چاہیئے کہ ایک بڑا خاندان ایک چھوٹی مملکت سے جدا نہیں ہے[۲]۔
اور بہت تھوڑے سے غور و فکر سے ان کا فرق ظاہر ہو جائے گا۔ باپ اپنے
خاندان میں ایک قسم کا عرضی یا غیر مکمل انصاف کرتا ہے۔ قدرتی اور
انسانی قانون دونوں کی رو سے اس کو اپنے بچوں پر نسبتہً قطعی اختیار حاصل
ہے۔ اور یہ ناگزیر طور پر ایسے اشخاص کے عمل کی رہبری اور تعمیر سیرت
کے لیے ضروری ہے۔ جن میں عقل و تجربہ تقریباً غیر موجود ہوتے ہیں۔ اور
محبت پدری کا احساس اتنا قوی ہوتا ہے کہ یہ اختیار عام طور پر اطمینان
کے ساتھ باپ کو دیا جا سکتا ہے۔ لیکن مقتدر اعلیٰ یا جج کے معاملے میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۱۰ جوریسٹ ۹۹۲۔ وبسٹ واسٹھ ۱۰۰۰۔ ایلین و روور فورڈ رپورٹس ۶۱۔
[۱]۔ ان دفعات میں بنتھم کی تفصیلی تردید تھی سابق اڈیٹر نے ان کو مختصر کر دیا ہے۔
[۲]۔ سیاسیات از ارسطو Aristotle's Politics کتاب ۱۔ باب ۱۔

جو اپنے جیسے پختہ عقل کے انسانوں پر بہبودی عامہ کے لیے حکومت کرتے
ہیں۔ صورتِ حال ہی جدا ہوتی ہے۔ ایک خالص غیر محدود شاہی بلا شبہہ
حکومت کی قدرتی و اصلی شکل ہے۔ لیکن کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ
آج کل بھی بہترین شکل ہے۔ اور تمام دوسری قسم کی حکومتوں کو ختم کر دینا
چاہیئے۔ برخلاف اس کے یہ کتنی فضول بحث ہوگی کہ دستوری شاہی چونکہ کسی
ملک کے لیے بہترین قسم کی حکومت ہے۔ ہر خانگی شخص کو ایک ایسی
حکومت اپنے خاندان میں قایم کرنی چاہیئے۔ ان قضیوں کو بیان کرنا ہی
ان کی تردید کرنا ہے۔ مگر یہ بھی تو اسی قسم کی حجت ہے کہ عام عدالتی تحقیقات
میں پہلے سے مقررہ ضوابط بیکار ہیں۔ کیونکہ وہ خاندانی کارروائیوں
میں بیکار بلکہ اس سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔

دفعہ ۱۴۔ نیز واقعات کی بحث میں عدالت کا فریضہ ان کے
وجود کے نظری سوال تک محدود نہیں ہے۔ کیونکہ گو ٹھیک فیصلے یا یقین
کے لیے مواد پیش ہو یا نہ ہو فیصلہ کرنا چاہیئے۔ جس کے بعد اگر فوراً نہیں تو ص ۲۵۰
بہت جلد اس پر عمل بھی ہونا چاہیئے۔ مملکت کا فائدہ اس میں ہے کہ
مقدمے میں طوالت نہ ہو[1]۔ "مقدمہ بازی بے پایاں نہیں ہونی چاہیئے۔
کیونکہ مقدمہ باز محض فانی ہیں[2]۔" مدعی اور مدعی علیہ عدالت کے سامنے
کھڑے ہوتے ہیں۔ انفرادی اور معاشی مفاد عدالت سے متقاضی ہوتے ہیں
کہ ایک یا دوسرے کے حق میں فیصلہ اور جلد فیصلہ دیا جائے۔ جج کے لیے یہ مناسب نہیں
کہ یہ کہے کہ "یہ امر مشکوک معلوم ہوتا ہے۔ میں اپنا فیصلہ ملتوی رکھتا ہوں"
اور مقدمہ خارج کر دے۔ تاکہ وہ وقتاً فوقتاً غیر معین زمانے تک از سر نو
چلایا جائے۔ مقدمے کی ساری تکلیف اور تلخی باقی رہے۔ ہر فریق کو علانیہ

---

[1] کک شلٹن ۱۰۳ الف ۲۰۳ ب۔ ۶ کک ۹ الف اور ۴۵ الف۔ ۱۱ ایضاً ۲۹ الف۔

[2] علامہ بریکٹن۔ کتاب ۵ عنوان ۱۔ نوٹ ۵۳۔ ۱۱۰ کاسن جج ۴۰ ا فیصلہ جسٹس ڈیس۔

ترغیب ہو کہ پلڑے کو اپنی طرف جھکانے کے لیے جھوٹی شہادت بنائے۔ اور قوم کا نقصان اس کے کم سے کم دو ارکان کی توجہ دوسرے مفید پیشوں سے ہٹانے کی وجہ سے ہو۔ لیکن اغراض انصاف کے لیے مقدمے کو ایک معین مدت کے لیے بڑھا دینا ایک بالکل ہی جدا امر ہے۔[1]

دفعہ ۴۲ - اس لیے مقنن کا فرض اصلی قوانین کے وضع کرنے اور عدالتی کارروائیوں کے ضوابط مقرر کرنے سے پورا نہیں ہو جاتا ہے۔ کامل طور پر انصاف کرنے کے لیے اس کو ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہیے۔ اور چاہیے مقدمے کی نوعیت کچھ ہو۔ اور اصل صداقت کا معلوم کرنا کتنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو۔ امور واقعاتی کے تصفیے میں جو عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ عدالتوں کی رہبری کے لیے قواعد مقرر کرنا چاہیے۔ ایسی مشکل صورتوں میں وحشت وجہالت کے زمانے میں ہر خاص معاملے کا تصفیہ یا تو بے ترتیبی سے کیا جاتا تھا۔ یا خودسرانہ طور پر تمام صورتوں کے لیے ایک ہی سخت قواعد مقرر کیے جاتے تھے۔ یا توہمات سے مدد لی جاتی تھی۔ مثلاً صداقت کی آگ اور پانی سے آزمائشوں کی صورت میں اور یہ قدیم وجدید دونوں زمانوں میں رائج رہے ہیں۔ یا ازمنۂ وسطیٰ کی عدالتی لڑائیوں کی مثال میں۔ جن میں ناپاکی اور دلیری سے خدا سے دعا کی جاتی تھی کہ فریق متعذر کو معجزے کے ذریعے سے بچا لے۔ یا بعض وقت جیسے کلیسائی حلف وجنگ کے ہمارے اسلاف کے پرانے طریقوں میں۔ جن میں بلاوجہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ اس شخص کے حلف سے سچ ظاہر ہو جائیگا۔ جس کو کہ اس کے چھپانے میں گہری دلچسپی ہے۔[2] برخلاف اس کے ان ممالک کے

[1] قواعد عدالت عالیہ حکم ۳۶ قاعدہ ۲۱ R.S.C. ord. xxxvi. Rule 21.

[2] بانتھم نے اپنی کتاب قانون شہادت میں ان کی ایک اچھی تفصیل بیان کی ہے۔ دفعات ۵۱، ۴۷، ۵۰ طبع دوم۔ نیز دیکھئے Blackstone's Commentaries (یعنی شروحات بلاکسٹن) جلد ۴ باب ۲۷

قوانین جہاں علم اصول قانون کے اصول سمجھے جاتے ہیں۔ اس مشکل کو ایسے
قاعدے بنانے سے جن سے بار ثبوت منضبط ہوتا ہے حل کرتے ہیں۔ ان میں
دراصل اکثر بار ثبوت کے قدرتی اصولوں کو مصنوعی وسعت دی جاتی ہے۔ ۲۶
اس کی اچھی توضیح ایک ملک غیر کے قانون داں نے ایک دوسری زبان
(فرنچ) میں کی ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے[1] یہ دریافت کرنا کہ
کس حد تک ایک معلوم امر سے فلاں نامعلوم علت کا وجود عقلاً ممکن
ہوجاتا ہے۔ عام طور پر کلیتہً جج کی سمجھ پر موقوف ہوتا ہے۔ لیکن اہم ترین
صورتوں میں قانون نے چند مواقف کی استواری حاصل کرنے اور چند
مباحث کو ختم کرنے کے لیے قیاسات قایم کیے ہیں۔ جن کی پابندی جج کو
کرنی ہوتی ہے" اور ایک متوفی قابل جج نے ایک مقدمے میں کہا ہے[2] کہ
"واقعات کے قابل یا ناقابل ادخال ہونے کے متعلق قانون شہادت
دو لحاظات پر مبنی ہے۔ یعنی نظری نقطۂ نظر سے امر زیر بحث پر کن واقعات
سے روشنی پڑتی ہے۔ اور کن واقعات کا لحاظ عملی طور پر ممکن ہے۔ شاید
اگر ہم بجائے ساٹھ ستر سال کے ہزار سال زندہ رہتے تو ہر امر نزاعی پر
پوری طرح روشنی پڑتی۔ اگر اس سے تمام ممکنہ طور پر متعلق امور کی فرداً فرداً

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ اور Devotus Institionis juris Cononicae (یعنی اصول قانون
کلیسائی مصنفۂ ڈیوٹس) کتاب ۳۔ عنوان ۹۔ دفعہ ۲۶۔ نوٹ ۳ اور دفعہ ۳۰ نوٹس۔ اور گبن کی
کتاب "زوال و اختتام سلطنت روما" Gibbon's Decline and fall of the Roman
Empire باب ۳۰۔ معجزانہ مداخلت کے متعلق ان دلیرانہ دعاؤں کی ناپاکی اور حماقت کے
علاوہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کے خطرات سے ترکیبوں سے بچا جاتا تھا۔ اور اسی لیے یہ آگ
اور پانی کی آزمائشیں زیادہ تر ظاہری تھے حقیقی نہیں۔

[1] کتاب شہادت از بانٹے دفعہ ۱۰ طبع دوم۔

[2] رولف جج بمقدمہ اٹرنی جنرل بنام ہچکاک (۱۸۴۹) ۱۱ جورسٹ ۴۷۸۔ ۴۷۲ منتخب
مقدمات ۱۔ ایچکر ۹۱۔ ۴۲۔ رسل و ریان B. R. ۵۹۲۔

تحقیق کی جاتی۔ اور اس سے متعلق ہر امر کی صداقت کی تحقیقات مہینوں ہوا کرتی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ بہتر بھی ہوتا۔ لیکن فی الوقت یہ طریقہ ناممکن پایا گیا ہے۔“

دفعہ ۴۳: یہ قانونی قیاسات دو قسم کے ہیں[۱]۔ ان میں سے اکثر میں قانون کسی امر کی موجودگی کو اس وقت تک فرض کر لیتا ہے۔ جب تک اس کی شہادت سے تردید نہ ہو۔ رومی فقہا ان کو قیاس قانونی۔ یا غیر قطعی قیاس قانونی کہتے تھے۔ اور انگریزی قانون داں ان کو غیر قطعی یا قابل تردید قیاسات قانونی کہتے ہیں۔ قیاسات کی دوسری قسم قطعی و ناقابل تردید قیاسات کی ہے۔ گو ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ان کے خلاف کوئی شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی۔ ان کو قطعی قیاس قانونی کہتے ہیں۔ اور یہ صحیح معنی میں قیاس کی ایک قسم ہے۔ ان میں ”قانون کے حکم سے کسی امر کا ایسا قیاس کیا جاتا ہے کہ جس سے وہ امر ثابت اور یقینی قرار پاتا ہے[۲]۔ اسی قسم میں ادائی قیمت کا معاہدہ آتا ہے۔ جس کا قانون خریدی اشیا سے قیاس کرتا ہے۔ ارادۂ قتل یا ضرر شدید پہنچانا جس کا زہر کھلانے یا مہلک ہتھیار استعمال کرنے سے قیاس ہوتا ہے وغیرہ۔ ان میں سے بعض تو عالمی علم اصول قانون کے قیاس قطعی سمجھے جا سکتے ہیں۔ اور ان کی بڑی مثالیں قیاس حقیت ہے۔ جو جائداد کے مسلسل و پُرامن قبضے سے صفحہ ۳۰

۱۔ قیاسات قانونی اور واقعاتی کے لیے پیچھے دیکھئے دفعات ۷ - ۲۷ آگے دیکھئے دفعات ۹۱ تا ۴۷ Thayer Pr. on Tr. Evidence تحریری شہادت پر اصلی کتاب صفحات ۳۱۳ تا ۳۵۲ و ۵۳۹ تا ۵۷۶۔ اور شہادت مصنفہ فیلن طبع ششم صفحہ ۷۶ تا ۸۲۔

۲۔ (de Praesumptionibus) (قیاسات) مصنفہ الکیاٹس (Alciatus—) فقرہ ۲ نوٹ ۳۔ ”قیاسات“ مصنفہ منوچیس Menochius de Praesumptionibus. کتاب ۱ سوال ۲ نوٹ ۱۷ ”شہادت“ مصنفہ پوتھیے جلد ۱ دفعہ ۸۰۷۔

پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ قیاس جو عدالت مجازہ کے فیصلوں کو صحیح ٹھیراتا۔ اور برقرار رکھتا ہے۔ ہم اس مقولے کی طرف پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ "مملکت کا فایدہ اس میں ہے کہ مقدمے میں طوالت نہ ہو"[۱] اس میں اضافہ کرنا چاہیے کہ "قانون ہوشیاروں کی نہ کہ سست آدمیوں کی مدد کرتا ہے"[۲] نیز "طویل مدت گزرنے کے بعد قیاس ہوگا کہ ہر کام باضابطہ کیا گیا تھا"[۳] اگر ایک طویل مدت تک پرامن قبضے کا اثر قطعی نہ ہو تو نہایت قیمتی حقوق نہ صرف مسلسل نزاع کے موضوع بن جائیں گے بلکہ ان کی حقیقت کی اصلی شہادتیں مرورِ زمانہ سے گم یا تلف[۴] ہو جانے پر سلب یا تلف بھی کر دیے جائیں گے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ قدرتی قانون اور اقوام کے صریحی قانون دونوں کے مصنفوں نے ملکیت کے حاصل کرنے کے مختلف طریقوں میں حق قدامت یعنی تھوڑی یا زیادہ مدت کے مسلسل استعمال یا قبضے کو بھی ایک طریقہ تسلیم کیا ہے[۵]۔

۱۔ اوپر دفعہ ۱۴۔

۲۔ ۴ کک ۲۶ ب ۴ ایضاً ۱۰۱۰-۸۲ ب۔ ہابارٹ رپورٹس Hobart Reports ۲۴۴-۲ بوسانکوئے وپلر Bonsauquet and Puller Reports ۲۱۲۔ ۵ کامن بنچ ۴۔

۳۔ کک برٹلٹن ۶ ب۔ جنکنسنٹ جلد ۱۔ مقدمہ ۹۱۔

۴۔ لارڈ پلانکٹ Lord Plunkett. کہتے ہیں کہ "اگر وقت حقیقت کی شہادت تلف کر دیتا ہے تو قوانین نے دانائی و انسانیت سے طویل قبضے کو اس تلف شدہ شہادت کا بدل بنا دیا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ میں کھر پالے کر آتا ہے اور ہمارے حقوق کے اسناد کو کاٹ ڈالتا ہے۔ لیکن قانون ساز نے اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک گھڑیال دے دیا ہے جس سے مسلسل وہ مدتیں عطا کرتا رہتا ہے جن سے اس کی یہ تلف کردہ شہادتیں بیکار ہو جاتی ہیں" تاریخی سوانح مدبران وغیرہ" مصنفہ لارڈ بروہام Lord Brougham's Historical Sketches of Statesmen جلد ۲ صفحہ ۴۹۔ نوٹ سوانح سی جی بش (Life of C. J. Bushe.)

۵۔ "قانون جنگ و صلح" از گروشیس کتاب ۲ باب ۴ "قانون قدرت و اجانب" از پوفنڈارف کتاب ۴ باب ۱۲ ڈائجسٹ Digest. کتاب ۴۱ عنوان ۳۔ مجموعۂ قانون روما Codex. کتاب ۷

دفعہ ۴۴ ۔ اس لیے یہ امر بہت ہی تکلیف اور خرابی کا باعث ہوگا کہ کسی دیوانی یا فوجداری مقدمے کو آخری عدالتِ مجاز کے فیصل کر دینے کے بعد۔ فریقین اپنی مرضی سے اس کو از سرِ نو یا تو مبینہ غلطی یا نئے دلایل یا بہتر شہادت کی تحقیق یا مبینہ دریانت کی بنا پر چلا سکیں۔ بہت تھوڑے سے غور و فکر سے ظاہر ہوگا کہ اگر کوئی ایسی مدت مقرر نہ کی جائے۔ جس پر عدالتی کارروائیاں لازمی طور پر ختم ہو جائیں تو کوئی شخص بھی جان۔ مال و آزادی سے امن و چین کے ساتھ متمتع نہ ہو سکے گا۔ اور غیر منصف مزاج۔ ضدی اور جھگڑالو اشخاص خصوصاً وہ جن کے پاس دولت و اثر ہو سماج کو اپنے رحم و کرم پر سمجھا کریں گے۔ اور اس میں مقدمہ بازی۔ فساد اور کینوں کے مہیب نظارے پیش کر دیں گے۔ عدالتی فیصلہ جات کے خاتم و مختتم ہونے کا اصول اعظم عالمی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اس کو مختلف الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ "امر فیصل شدہ صحیح ہے"[1] "فیصلہ صحیح و درست تصور کیا جاتا ہے"[2] مملکت کا فائدہ اس میں ہے کہ فیصلہ جات کو الٹا نہ دیا جائے[3] "فیصلوں کے منصفانہ ہونے کا قیاس ہوتا ہے"[4] فیصلے　صد ۳۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ عنوان ۴۳۔ شرح عات بلاکسٹن جلد ۲ باب ۷۔ اگک برٹلشن ۱۱۳-۲-۱۱۔ "شہادت" از گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۱۷۔ Grand Coustumier de Normandie باب ۱۲۵ "وجوبات" از پوتھیے .Poth. obl حصہ سوم باب ۵ "مجموعۂ قوانین فرانس" .cod. civil کتاب ۳ عنوان ۲۰۔

[1] "ڈائجسٹ" کتاب ۵۰۔ عنوان ۱۷۔ سطر ۲۰۷۔ "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس بیت ۱۲۳۴ نوٹ ۱۲۔ "شہادت" از پوتھیے جلد ۱۔ حصۂ ۴۔ باب ۳۔ دفعہ ۳۔ فقرہ ۳۔ ضمنی فقرہ ۴۷۔ کک برٹلشن ۲-۱۰۳ الف اور ۲۶۸ الف۔ اور نوٹ ۳ از ہارگریف .Hargr

[2] کک برٹلشن۔ ۳۹ الف ۱۲۸۔ الف۔ ۲۳۶ ب۔ ۲ انسٹی ٹیوٹ ۳۸۰۔

[3] ۲ انسٹی ٹیوٹ ۳۶۰۔

[4] "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس ۱۲۳۷ نوٹ ۲-۳ بلسٹروڈ ۴۲-۴۳۔

سے قانون وضع ہوتا ہے[1]۔ "عدالتی کارروائیوں کا غیر منتہی ہونا بُرا ہے"[2] اور "کسی شخص کو ایک ہی امر میں دوبار تکلیف نہیں دینی چاہئیے"[3] وغیرہ۔

دفعہ ۵۴: ہم صرف ایک مثال اور دیں گے۔ جس سے یہ امر بہت ہی واضح ہو جائے گا۔ اگر یہ نظری سوال کیا جائے کہ "سب سے زیادہ خلافِ انصاف کام کیا ہو سکتا ہے"۔ تو غالباً اس کا جواب یہ ہوگا کہ "کسی شخص کو ایک ایسے قانون کی خلاف ورزی کی بنا پر سزا دینا جس کے وجود سے وہ ناواقف ہو" باوجود اس کے ہر جگہ یہی ہوتا ہے۔ علم اصول قانون کا کوئی اصول اس سے زیادہ عالمگیر نہیں ہے۔ کہ ہر ملک کے ہر شخص کے متعلق یہ قطعی قیاس کر لیا جائے کہ وہ اس ملک کے قوانین کو اس حد تک جانتا ہے کہ اپنے عمل کو ان کے مطابق رکھے گا۔[4] "قانون سے لاعلمی کسی شخص کو نہیں بچا سکتی۔ کیونکہ سمجھا یہ جاتا ہے کہ وہ واقف ہے"[5] یہ اصول سخت ضرور ہے لیکن اس سے بے انتہا زیادہ بڑی خرابیوں کے انسداد کے لیے ناگزیر طور پر ضروری بھی۔ کیونکہ اگر لاعلمی کے عذر کے تحت مجموعۂ تعزیرات یا مجموعۂ قوانین دیوانی کی خلاف ورزیوں کو روا رکھا جائے

---

[1] Ellesm. Postn. صفحہ ۵۵۔

[2] ۲۔انسٹی ٹیوٹ صفحہ ۳۴۰۔۶ کک رپورٹس ۴۵ الف۔ ۸ ایضاً ۱۶۸۔ ب۔ ۱۲ اٹکنز رپورٹس ۲۴۴۔ ہوبارڈ رپورٹس ۱۰۹۔ جنکس سنٹ ۲ مقدمہ ۱۵۔ سینٹ ۴ مقدمہ ۲ اور ۴۲۔ اور سنٹ ۸ مقدمہ ۲۹۔

[3] جنکس سنٹ۔ ۱۔ مقدمہ ۳۰۔ ۵ کک رپورٹس ۶۱ الف "معقولات بروم" Broom's Maxims. طبع ہفتم ۲۹۶۔

[4] "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۶ سطر ۹ جینکس بر پانڈکٹس نقرہ ۴۔ دفعہ ۱۲۶۔ ڈکریٹل سکسٹن Sext. Decretal. کتاب ۵ عنوان ۱۲ De. Reg. Jur. صفحہ ۱۳۔ ڈاکٹر و طالب علم Doctor and Student, مکالمہ ۱ باب ۲۶۔ اور دیکھو نیچے دفعہ ۳۲۶۔

[5] دیکھئے "معقولات بروم"۔

تو اس سے تمام قوانین عملاً بیکار ثابت ہوں گے۔ اگر قانون کے سامنے صرف وہی لوگ جواب دہ قرار دیے جائیں۔ جن کے متعلق ثابت ہو کہ وہ قانون سے واقف تھے۔ تو نہ صرف لاعلمی کا عذر خصوصاً فوجداری مقدمات میں ہمیشہ کیا جائے گا۔ بلکہ قدرتی طور پر لوگ قانون سے واقف ہونے سے گریز بھی کریں گے۔ کیونکہ واقفیت کے نتائج اتنے خطرناک ہوں گے۔

دفعہ ۴۶: لیکن اگر مصنوعی قیاسات کے فائدے ہیں۔ تو اسی طرح ان سے نقصانات بھی۔ ایام جہالت میں یا روشنی حکام عدالت کے ہاتھ میں یہ بہت ہی خطرناک ہتھیار رہوتے ہیں۔ اور بہترین زمانے میں اور بہترین حاکمان عدالت کے ذریعے سے بھی ان کا استعمال دانشمندی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اس قسم کے بعض بہت ہی خلاف عقل اور مضر قیاسات رومنی فقہا[1] کی تصانیف اور عصر جدید کے فرانسیسی[2] قوانین میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور اس ملک میں بھی دادرسی کے بہانے سے ججوں نے اراکین جوری کو اگر حکم نہیں تو مشورہ دیا ہے کہ بدترین خرافات کا قیاس کریں[3]۔ قانون موضوعہ ۲۱ جیمس اول باب ۲۷۔ میں ایک نہایت ہی معروف اور نہایت ہی سخت اور ظالمانہ قیاس کی مثال پائی جاتی ہے اس کی رو سے حکم دیا گیا تھا کہ ہر عورت کے متعلق جس نے کوئی غیر صحیح النسب بچہ جنا ہو۔ اور جو ڈبونے یا چھپا کر گاڑ دینے یا کسی اور طریقے سے اس کی موت کو چھپانے کی کوشش کرے۔ اور اس وجہ سے یہ نہ

---

[1] دیکھئے Syntagma Juris Civilis از اسٹروس Struvius. مطبوعہ Muller شرح نمبر ۲۰۔ دفعہ ۱۴۔ نوٹ ؟ ۔ بارٹولس Bartolus کہتے ہیں کہ "میں یہی کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ہمسایہ کے مکان میں جہاں ایک خوبصورت عورت ہو پکڑا جائے تو یقینی طور پر وہ زانی ثابت ہوتا ہے"۔ وائجسٹ ناول Novel. (فرمان) ۱۱۷ ب حصۂ دوم شرح۔

[2] کتاب شہادت از بانیے۔ دفعہ ۲۵۷۔ اور بعد طبع دوم۔

[3] دیکھئے نیچے دفعہ ۴۷۹۔

ظاہر ہو کہ آیا وہ زندہ پیدا ہوا تھا یا مردہ تو قیاس کر لیا جائے گا کہ اس نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ ثابت کر سکے کہ بچہ مردہ پیدا ہوا تھا۔ یہ ظالمانہ قانون جو ہنری دوم شاہ فرانس کے سنہ ۱۵۵۶ء کے ایک فرمان[1] کی نقل معلوم ہوتا ہے۔ اور جس کا اصول بعض دوسرے ممالک[2] کے قوانین میں بھی پایا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۰۳ء میں ۴۳ جارج سوم باب ۵۸ دفعہ ۳ کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ اسی طرح ملزموں کے اقبال[3] اور عدالتی کارروائیوں سے بچنے کے لیے فرار کی کوششوں کو جو پہلے قطعی اثر دیا جاتا تھا[4]۔ ایسے خلاف عقل قیاسات کی دوسری بہت سی معروف مثالیں ہیں۔

دفعہ ۴۷: مضمون کے اس حصے سے متعلق بعض اخراجی قواعد ہیں۔

جن کی قطعی ضرورت سے انکار کے لیے بہت بے باکی چاہیئے۔ ہمارا مطلب ان صورتوں سے ہے۔ جن میں شہادت اس لیے ناقابل ادخال ٹھیرائی جاتی ہے کہ اس کے پیش ہونے سے بیکار کی تکلیف خرچ اور تاخیر ہوتی ہے[5] تکلیف اور صرف کی مثال ذیل کے مسئلے سے دی گئی ہے[6]۔ کوڑے کے ٹھیلے کو ایک ایسے مقام (ٹولی جوکی کی سڑک) پر کھڑا کرنے کی وجہ سے جہاں اس کو کھڑا

[1] "قوانین دیوانی" از ڈوما - حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶- اور مقدمہ نوٹ - الف - اور ایضاً دفعہ ۴ و دفعہ (۲) نوٹ ب -

[2] شرح شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۱۹۸ -

[3] دیکھئے نیچے دفعہ ۴۵۵ -

[4] دیکھئے نیچے دفعہ ۶۷۴ -

[5] عدالتی شہادت از بنتھم جس میں مصنوعی نظامات شہادت پر باتعال خود حملہ کیا گیا ہے۔ تسلیم کرتی ہے کہ نہایت ہی جائز و مناسب شہادت بھی ان وجوہات کی بنا پر ناقابل ادخال قرار دی جا سکتی ہے۔ گو اس میں ناانصافی کا خوف بھی کیوں نہ ہو۔ دیکھو جلد ا صفحہ ۳۱ جلد ۴ صفحہ ۱۱۵ - اور کتاب ۹ حصہ دوم - ابواب ا تا ۴ -

[6] عدالتی شہادت از بنتھم صفحات ۴۷۰ - ۵۰۴ - جلد ۴ -

نہیں کرنا چاہئیے تھا۔ ٹی ٹی یس پانچ شلنگ جرمانے کا مستوجب ہوتا ہے۔ اس واقعے کو سمپرونیس کے سوا کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ اور بحیثیت مصنف
ص ۳۳ سمپرونیس روزی کمانے کے لیے جزائر شرق الہند چلا گیا ہے۔ ٹی ٹی یس کو اس جرمانے سے بچانے کے امکان کی بنا پر کیا سمپرونیس کو مجبور کرنا چاہئے (اگر وہ مجبور کیا جا سکتا ہو) کہ ان جزایر سے واپس آجائے۔ سمپرونیس کو یہ تکلیف دینے کا کون خیال کرے گا؟ اور کون سمپرونیس یا کسی دوسرے پر ان اخراجات کے عاید کرنے کا خیال کرے گا؟ اور گو ہر فریق مقدمہ کو اپنے مقدمے کی تائید میں شہادت پیش کرنے کی کامل آزادی دینی چاہئیے۔ کیونکہ "شہادت پیش کرنے کی قابلیت پر کوئی بندش نہیں ہونی چاہئیے"[1] لیکن اس آزادی کا ایسا برا استعمال ہو سکتا ہے کہ اس سے عدل گستری ہی ناممکن ہو سکتی ہے۔ اور اسی لئے اس آزادی کو مناسب حدود میں رکھنے کا اختیار تمام عدالتوں کو اپنے فرایض کی مناسب انجام دہی کے لیے ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ قانونی دستاویزات سے حشو زاید کے حذف کر دینے یا پلیڈنگس میں طوالت کو کم کرنے کا اختیار۔[2] قانونی کارروائیوں میں کسی قسم کی طوالت کو سبھی مذموم سمجھتے ہیں۔[3] فرض کیجئے کہ کوئی شخص جس پر قرضے کی یا بہت ہی معمولی اور خفیف خلاف قانون فعل کی نالش کی گئی ہو۔ یہ ادعا کرے کہ اس کو اپنی جوابدہی کے لیے سیکڑوں گواہوں کی جو دنیا کے بہت ہی دور دراز اور مختلف مقامات میں رہتے ہیں۔ شہادت کی ضرورت ہے۔ تو عدالت یقیناً مجبور نہیں ہے کہ اس کے قول پر۔ یا اس کے صداقت کے لیے حلف پر۔ یا اس قول کی نیک نیتی پر بھی اعتبار کرے۔ اسی لیے انگلستان کے عدالتی ضابطے کی رو سے گواہوں کے اظہار کے لیے کوئی کمیشن یا حکمنامہ جاری نہ ہوگا۔ یا فریق درخواست گزار پر قیود عاید کئے جائیں گے۔ اگر جج اپنی دانست میں تصور کریں کہ درخواست کمیشن وغیرہ تکلیف پہنچانے یا تاخیر کرانے

---

[1] ۴ انسٹی ٹیوٹ ۲۷۹۔ نیز دیکھئے مجموعۂ قانون روما۔ کتاب ۱ عنوان ۵ سطر ۱۲۔ آخر میں۔
[2] ۲ انسٹی ٹیوٹ ۱۰۷۔ ۲۳۲۔ ۱۱ مجموعۂ قانون روما ۳۴۔

یا کسی اور نامناسب و ناروا نیت سے کی گئی ہے۔[1] اسی لیے ہر عدالت کو اختیار دیا گیا ہے۔ (جس کا استعمال بلاشبہ احتیاط سے ہونا چاہیئے) کہ ان اغراض کے تحت جو شہادت پیش کی جائے اس کی سماعت سے انکار کرے۔ ڈائجسٹ (Digest) میں مرقوم ہے کہ" اگرچہ بعض قوانین کی رو سے گواہوں کی تعداد مقرر کرنے میں فیاضی سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن اصولاً اس اختیار کو معقول و کافی تعداد میں گواہوں کو طلب کرنے تک محدود رکھنا چاہیئے۔ اور ججوں کو مناسب تعداد ہی میں گواہوں کو طلب کرنے کی اجازت دینی چاہیئے۔
تاکہ ایسا نہ ہو کہ غیر محدود اختیارات کے باعث نامناسب طور پر بہت صـ ۳۴
گواہ طلب کئے جائیں۔ اور اہل مقدمہ کو پریشان کیا جائے"[2] تاہم ان تمام صورتوں میں شہادت پیش کردہ دراصل متعلق اور اہم ہو سکتی اور اس کی نامنظوری سے ناانصافی ہو سکتی ہے۔

[1] پیری بنام آیرن ۔ بنگھام Bingham ۱۴۳ ۔

[2] بمقدمۂ منڈل فنتن بنام کیرلچ ۸۴ لا ٹائمز ۷۷۶ ۔ جہاں اجازت نہیں دی گئی کہ ایک حلفنامے کے گواہ کو جرح کے لیے طلب کیا جائے۔ تاکہ ایک عورت کو جس نے ایک خاص سالیسیٹر کے خدمات حاصل کیے تھے۔ اسی بنا پر نقصان پہنچائے جائے۔ بمقدمۂ ملک بنام ہینیس ۱۹۰۹ء ۔ ا کنگز بنچ ۲۸۵ ۔ ایک سمن کو منسوخ کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ نیک نیتی سے متعلق شہادت حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ ستانے اور تکلیف دینے کے لیے جاری کرایا گیا تھا۔ رپورٹ آیرستانی فوجداری شاہی مقدمات بابت ۱۸۴۳ء میں مدعی علیہم پر باغیانہ سازش کا الزام تھا۔ باغیانہ افعال میں سے ایک فعل یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آیرستان کے مختلف حصوں میں "مہیب جلسے" منعقد کئے گئے تھے۔ یعنی ایسے جلسے جن میں لاکھوں اشخاص شریک تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مقدمے کو کبھی جوری تک نہ جانے دینے کے لیے مدعی علیہم کو مشورہ دیا گیا کہ یہ دکھلانے کے بہانے سے کہ وہ جلسے باغیانہ نہیں تھے۔ ان جلسوں کے ہر شخص کو بطور گواہ طلب کریں۔ جوابدہی کا یہ ذلیل طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ لیکن فرض کرو کہ اختیار کیا جاتا تو کیا عدالت اور جوری اجازت دینے پر مجبور ہوتے۔

[3] "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۵ کالم ۱ ۔ فقرہ ۲ ۔

دفعہ ۴۸ ۔ بعض ممالک کے قانون سازوں سے مذکورۂ بالا جیسے ناشائستہ حرکات کے انسداد کی کوشش میں صریحی بیہودگیاں سرزد ہوئی ہیں ہم اس عمل کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ جس سے ہر امر نزاعی[1] کے ثبوت کے لیے گواہوں کی تعداد بلا لحاظ مقدمے کی نوعیت۔ گواہوں کی راست بازی۔ ان کی شہادت کی کیفیت یا ان کی گواہی دینے کے طریقے کی مقرر کی جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ امور ایسے ہیں کہ ان کی کسی پہلے سے مقرر کردہ قاعدے کی رو سے تعریف نہیں کی جا سکتی۔

دفعہ ۴۹ ۔ دوسری نمایاں خصوصیت جس سے عدالتی ثبوت ثبوت کے دوسرے اقسام سے ممتاز ہے۔ یہ ہے کہ قانون ساز کو جو ثبوت کے قاعدے وضع کرتا ہے۔ ہر مقدمے میں متنازع فریقین سے آگے دیکھنا۔ اور معاشرے پر عدالتی فیصلہ جات کے اثرات کا اندازہ لگاتا ہوتا ہے کیونکہ جو خرابیاں قانون کے قابل مذمت سکوت سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ اتنی بڑی نہیں ہوتی ہیں۔ جتنی کہ وہ جو اس کے غلط عمل سے وجود میں آتی ہیں۔ مثلاً کسی معصوم شخص کو کسی فرضی جرم کا مجرم ٹھیرانا اور سزا دینا۔ اور کسی مجرم کا چھوٹ جانا۔ دونوں فلسفیانہ نقطۂ نظر سے غلط فہمیوں کی صرف قسمیں ہیں جو مساوی طور پر صداقت سے دور ہیں۔ لیکن تھوڑے سے غور و فکر سے

---

[1] ۔ "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۵ صفحہ ۱۲۲۔ "قوانین دیوانی" از ڈوما۔ حصہ اول۔ کتاب ۳۔ عنوان ۶ دفعہ ۳ ذیلی دفعہ ۲ ا۔ نوٹ (X) آخری حصہ۔ "اصول قانون کلیسائی" از ڈیوش۔ کتاب ۳۔ عنوان ۹۔ دفعہ ۹۔ کلیسائی فرامین۔ گریگوری نہم۔ کتاب ۲۔ عنوان (۲۰) باب ۲۷۔ "کسی ایک واقعہ یا سوال کے لیے اسپین کے قانون کی رو سے ۲ گواہ اور فرنچ قانون کی رو سے دس گواہ بلائے جا سکتے تھے۔ کیا یہ دونوں قوانین صحیح ہیں۔ پھر تو ایک فرانسیسی گواہ تین ہسپانوی گواہوں کے برابر ہوا" دیکھیے بنتھم حوالۂ مذکورہ ہیں۔

ظاہر ہوگا کہ بلحاظ نتائج کے اول الذکر بہت زیادہ بڑا شر ہے۔ اور ہر ملک اور ہر زمانے کے قانون سازوں اور مقننوں نے اس اصول کو تسلیم کیا ہے — چاہے عملاً اس کی کتنی ہی خلاف ورزی ہوتی ہو — کہ اگرچہ جرم کی سزا دینے اور معصوم کی حفاظت کا عدل گستری میں عام طور پر مساوی لحاظ ضروری ہے لیکن آخر الذکر ہی کا قانون کو پہلے خیال کرنا چاہئیے۔ اور اسی لیے شبہے کی صورتوں میں مجرم کو چھوڑ دینا سزا دینے سے زیادہ محتاط طریقۂ عمل ہے۔ یہ قابل ذکر امر ہے کہ اگرچہ اس اصول کو رومی و کلیسائی فقہا نے پوری طرح تسلیم کیا تھا۔ لیکن انھوں نے اس کو ان صورتوں ہی میں جن میں معصوم کی حفاظت زیادہ درکار ہوتی ہے۔ الٹ دیا تھا۔ اور ان کا یہ مقولہ کہ ”سنگین معاملات میں خفیف قیاس کافی ہیں اور جج کو قانون کی سختی سے پابندی لازمی نہیں“[1] اس کے واضعوں کی وحشت و ضعیف العقلی کی زندہ یادگار رہے گا۔ اور نہ یہ ازمنۂ ماضیہ ہی کے تصورات ہیں۔ کلیسائی قانون کی ایک جدید کتاب میں ذیل کا فقرہ موجود ہے۔ ”قیاسات دیوانی مقدمات میں فوجداری مقدمات سے زیادہ کارآمد ہوتے ہیں۔ مؤخر الذکر میں محض رائے پر چاہے وہ کیسی ہی قوی ہو کسی شخص کو مجرم نہیں قرار دینا چاہئیے۔ مگر الحاد کی شکل مستثنیٰ ہے۔ اس میں محض رائے پر ملزم کو مجرم قرار دیا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ وہ ہر شبہے کو دور کرنے میں کامیاب ہو“[2] انگریزی قانون اکثر دوسرے ممالک کے قوانین کی بہ نسبت سمت مخالف میں بڑی دور جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے یہ اصول قرار دیا ہے کہ بہت سے مجرموں کا بچ جانا ایک معصوم شخص

ص ۳۵

[1] Beccaria, Dei delitti delle pene دفعہ ۸۔ نوٹ۔ نیز ”ثبوت قطعی“ از باسکارڈس ۲ ۱۳۹۲۔ نوٹ ۱۳۔ ”تعزیرات اسکاٹ لینڈ“ مصنفۂ برنٹ Burnett's Crim. Law of Scotland. صفحہ ۲/۶

[2] اصول کلیسائی از ڈیویش جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۔ پیارس ۱۸۵۲ئ شعبۂ اعلیٰ۔

کے سزا پانے سے بہتر ہے۔[1] اس کا ایک مفید ثمرہ یہ ہے کہ دنیا کے کسی حصے میں مبینہ مجرموں کے خلاف خالص آزاد شہادت اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ جتنی کہ انگلستان میں۔ کیونکہ تمام لوگوں کو یہ یقین ہے کہ اگر مبینہ مجرم دراصل معصوم ہے تو قانون اس کی احتیاط کرے گا کہ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ لیکن جن اصولوں پر یہ شریفانہ و مصلحت آمیز اصول مبنی ہے۔ عام طور پر سمجھے نہیں گئے ہیں۔ اس کا بہترین ثبوت اس واقعے سے ملتا ہے کہ مشہور ڈاکٹر پالی (Docter Paley) نے اپنی کتاب "اخلاقی و سیاسی فلسفہ" Moral and Political Philsophy, (کتاب ۲ باب ۹) میں اس پر باضابطہ حملہ کر دیا ہے۔ اور اس کو ایک عامیانہ مقولہ قرار دیا ہے جس کے قابل لحاظ اثر سے بہت سے ملزم غیر منصفانہ طور پر چھوٹ جاتے ہیں۔ ان کا استدلال ہے کہ "جب فصل خصومات کے لیے بعض قواعد پر عمل کرنا۔ اور اعتبار کے بعض درجات کو قبول کرنا ہے تاکہ ان جرائم کا انسداد ہو۔ جن سے عوام کو ضرر پہنچتا رہتا ہے۔ تو عدالتوں کو خطرے کے ہر شبہے یا معصوم کو مجرم سے مخلوط کر دینے کے محض امکان پر ان قواعد کے اطلاق سے ڈرنا نہیں چاہئیے۔ بلکہ ان کو یوں سمجھنا چاہئیے کہ جو شخص ایک غلط فیصلے کی وجہ سے مرتا ہے۔ وہ اپنے ملک کے لیے مرتا ہے" ظاہر ہے کہ اس مہلک و بیرحمانہ استدلال کے مغالطے کو ظاہر کر دینا مشکل نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مدنی زندگی کا امن و چین تعزیری قوانین کا مقصد اول ہے۔ اور یہ کہ اس امن کی حفاظت زیادہ تر سزا کے خوف سے کی جاتی ہے۔ لیکن یہ ایسی سزا کا خوف ہوتا ہے جو جرم کا نتیجہ ہو۔ نہ کہ ایسی سزا کا جو بلا کسی فرق کے سب کو ملے۔ چاہے ارتکاب جرم کی بنا پر وہ اس کے مستوجب ہوں یا نہ ہوں۔ جب کوئی مجرم بچ جاتا ہے تو قانون صرف اپنے ارادے میں ناکام رہتا ہے۔ لیکن جب کوئی معصوم شخص اس کی بھینٹ چڑھتا ہے۔ تو قانون انھیں اشخاص کو

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل .2 Hale, P.C جلد ۲ صفحہ ۲۸۹۔ شرح و ہدات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۸

ضرر پہنچاتا ہے جن کی وہ حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ اور اسی امن کو برباد کرتا ہے
جس کو قایم رکھنا اس کا مقصد تھا۔ یہی سب کچھ نہیں اور نہ اس قربانی کے
یہ بدترین نتائج ہیں۔ کیونکہ یہ سمجھنا ایک بڑی غلطی ہے کہ معصوم آدمی پر ظلم
وستم ہی غلط فیصلے کے بُرے نتائج ہیں۔ عدل گستری پر اعتماد لازمی طور پر
کھوکلا ہو جاتا ہے۔ جب لوگ سوچتے ہیں اور صحیح سوچتے ہیں کہ ہر شخص
جس کو وہ مستوجب سزا قرار دیا ہوا دیکھتے ہیں۔ حد درجہ بدقسمت ہے۔
قطعاً مجرم نہیں۔ اور اس کی یہ تکلیفیں ایک فرضی مصلحت کی قربانیوں
کے لیے پہنچائی جا رہی ہیں۔ تو ایسے نظام کے تحت بہت ہی کم اشخاص ج
کے خلاف استغاثہ پیش کریں گے۔ اور اور بھی کم اشخاص ملزموں یا ان اشخاص
کے خلاف، جن پر ارتکاب جرم کا شبہ ہو۔ از خود شہادت دینا پسند کریں
قانون اپنی ہیبت سطوت کے ساتھ سخت سے سخت سزائیں سناتا او
خونیں اور ظالمانہ اصولوں پر عمل کرتا ہوا بیٹھا تو رہے گا۔ لیکن عدم ثبوت
اور سماج کے عدم تعاون کی وجہ سے یہ سزائیں بہت جلد حرف غلط ہو جا
ایک سپاہی کی شہادت میں جو اپنے ملک کی مدافعت کرتے ہوئے مرا
اور ایک معصوم شخص کی قربانی میں جس کی گردن انصاف کا نام لے کر
ماری گئی ہو۔ مشابہت دیکھنے تخیل کی نہایت ہی قوی طاقتیں درکار ہ
ایک عزت سے مرتا ہے۔ اس کی یاد عزیز رہتی ہے۔ اس کے بیوی بچہ
کو غالباً وظیفہ بھی کر دیا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے دوسرے کو یہ پر حسر
اطمینان بھی حاصل نہیں ہوتا کہ لوگوں نے اس پر رحم کھایا۔ وہ عوام کی نظ
میں اپنے کو ذلیل پاتا۔ اور اپنے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا دیکھتا ہے۔ ا
وہ اپنے پیچھے ایک ایسا نام چھوڑتا ہے جس سے وحشت و نفرت
سوائے کوئی اور جذبہ پیدا نہیں ہوتا یہاں تک شاید مرور زمانہ سے
کی معصومی ظاہر ہو جائے جس سے صرف یہی ہوتا ہے کہ قوم کے صحیح الد
اشخاص میں اپنی غیر محفوظ حالت کی وجہ سے خوف و بیزارگی پیدا ہو
ہے۔ سر سیمول روملی Sir Samuel Romilly نے اپنی کتاب "تعزیرات صـ۲۷

کے مشاہدات وغیرہ" Observation on the Criminal Law of England etc. میں ــــ جہاں سے اوپر کے بعض اقوال لیے گئے ہیں ــ زور سے پوچھا ہے کہ " کیا اس نہایت ہی بے باک مجرموں کے بچ جانے سے سماج کو اتنا نقصان پہنچا جتنا کہ کیالے (Calas) ڈانگ لیڈ (d'Anglade,) یالی برون (LeBrun) کو سولی دینے سے پہنچا " یہ تین مشہور مقدمات ہیں جو فرانس میں گزرے ہیں۔ اور جن سے وہ خوفناک حالت ظاہر ہوتی ہے جو اس ملک میں نظام حکومت قدیم کے تحت عدل گستری کی ہو گئی تھی۔ لیکن ایک اور شر کا جس تک ڈاکٹر پالی کی نظر گئی ہی نہیں ۔ ذکر کرنا ابھی باقی ہے۔ سر سیمول رومِلی کہتے ہیں کہ " کیالے کے جیسے مقدمے بھی گزرے ہیں۔ جن میں قوانین کو ایک شخص کی قربانی دی گئی تھی۔ حالانکہ قوانین کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی تھی۔ اور جہاں عدالتوں سے دوگونہ غلطی ہوئی تھی کہ انھوں نے جرم کو فرض کر لیا حالانکہ کوئی جرم سرزد نہیں ہوا تھا۔ اور ایک شخص کو مجرم قرار دے دیا۔ درآنحالیکہ کوئی جرم ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ مگر عدالتی غلطیوں کی بہت ہی بڑی اور اسی لیے بہت ہی شاذ مثالیں ہیں۔ اکثر صورتوں میں وقوع جرم یقینی ہوتا ہے۔ صرف مجرم کی دریافت تحقیق طلب رہتی ہے۔ ایسی ہر صورت میں اگر غلط فیصلہ سنایا جائے تو اس سے دو شر پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی مجرم کا بچ جانا اور معصوم شخص کا سزا پانا۔ شاید اس مجمع میں جو سولی کے جلوس میں مجرم کو حیرت سے تکنے جمع ہے۔ اصل قاتل بھی کہیں موجود ہے۔ اور اگر وہ اس بدبخت کی بدنصیبی پر غور کرتا ہے۔ تو ساتھ ہی قانون کی کمزوری پر بھی حقارت سے ہنستا۔ اپنے جرم پر اور زیادہ مضبوط ہو جاتا۔ اور اپنے خطرناک پیشے پر اس کو اور زیادہ اعتماد حاصل ہو جاتا ہے[1]۔

نیز ہر ملک کے قوانین میں بہت سی ایسی شہادت نامنظور کی جاتی

[1] شناخت کی شہادت پر مزید معلومات کے لیے دیکھئے نیچے۔ دفعہ ۵۱۷۔

ہے جو اگرچہ متعلق بلکہ قطعی بھی ہوتی ہے لیکن جس کی منظوری سے نہایت ہی اہم امور جن کا اخفا مصلحت عامہ اور نظم معاشرت کے لیے ضروری ہوتا ہے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مملکت کے راز پیشے کی اعتمادی اطلاعات[1] وغیرہ۔

دفعہ ۵۰: قانونی و تاریخی شہادت میں ایک دوسرا بڑا فرق یہ ہے کہ ان کی سچ کی ضمانتیں جدا جدا ہیں۔ اور ان میں خطرات اور فریب کے ماخذ مختلف۔ آیندہ نسلوں اور زمانۂ مستقبلہ کو اکثر ایک ایسی عدالت کہا جاتا ہے۔ کہ جس کے روبرو حال کے فیصلہ جات سے مرافعہ کیا جاتا ہے۔ اور بطور استعارے کے ایسا کہنا نامناسب نہیں ہے۔ لیکن استعارات کو واقعات نہیں سمجھ لینا چاہئے۔ آیندہ نسلوں کی عدالت باقی تمام عدالتوں سے بہت ہی مختلف ہوتی ہے۔ اس کے عدالتی تحقیقاتی دونوں اختیار سماعت غیر محدود ہیں۔ اس کا اجلاس ہمیشہ ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ تحقیقات میں مصروف اور فیصلے کرتی ہے۔ اس پر کوئی میعاد عارض نہیں۔ کسی امر مانع تقریر مخالف کی وہ پابند نہیں۔ اور نہ وہ کسی اقتدار کے روبرو جواب دہ ہے۔ ماضی کی روایتوں اور تاریخوں کی جو مرور زمانہ سے ہم تک پہنچی ہیں۔ سچائی کی ضمانتیں یہ ہیں کہ ان کا کئی ماخذوں سے پتا چلتا ہے۔ ان اشخاص کی تعداد بہت ہوتی ہے۔ جنھیں ان کو فراموشی اور خرابی سے محفوظ رکھنے میں دلچسپی تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حالات کے مستقل نتائج موجود ہوتے ہیں۔ جو روضوں۔ مقبروں۔ اور مادی شہادت[2] کی دوسری شکلوں میں

---

[1] دیکھئے نیچے دفعات ۵۷۸ - ۵۰۶۔

[2] ذیل کا فقرہ اخبار "اگزامنر" Examiner کے ایک تبصرے سے لیا گیا ہے۔ جو لینگ کی کتاب Laing's 'Descriptive Catalogue "قدیم اسکاٹی مہروں کے نقوش کی مفصل فہرست" of Impression from Antient Scottish seals پر ۲۹ دسمبر ۱۸۵۰ء کو کیا گیا تھا۔ "مہریں ادھر کے یادداشتوں سے بھری ہوئی بوتلیں تصور کی جا سکتی ہیں۔ جن کو سابقہ ملاحوں نے

ص ۳۸ ظاہر ہوتے اور باقی رہتے ہیں۔ نیز رواجات۔ رسومات وغیرہ بھی یادگار رہتے ہیں۔ اور آخر میں یہ امر بھی کہ اصل اشخاص جن پر یہ واقعات گزرے چونکہ فوت ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس لیے شاذونادر ہی انھیں اپنے نظریوں کو تقویت یا اپنے عمل کے جواز کے لیے جعلی شہادت بنانے کا موقع یا دلچسپی باقی رہتی ہے لیکن صحیح معنی میں کسی عدالتی حاکم کے روبرو کسی قانونی تحقیقات میں یہ سب کچھ الٹ جاتا ہے۔ جج یا جوری کو جیسی بھی صورت ہو پیش شدہ شہادت پر ہمیشہ کے لیے تصفیہ کرنا ہوتا ہے۔ واقعات ـــ نزاع کے واقعات متعلقہ بہت ہی کم لوگوں کو معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان میں دلچسپی تو اور بھی کم لوگوں کو ہوتی ہے۔ اور فریقین جنھیں صداقت بہترین طریقے پر معلوم ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں۔ ان کا مفاد زیر تصفیہ ہوتا ہے جس سے انھیں غلط بیانی کی قوی ترین ترغیب ہوتی ہے۔ اسی لیے ظاہر ہے کہ جب تک اس شہادت کی جو عدالت میں پیش ہوتی ہے۔ صداقت و جامعیت کی خاص ضمانتیں نہ ہوں عدالتی حکام کو نزاعی واقعات کی تحقیق میں غلطی کے وہی خطرات پیش ہوں گے جو مورخ کو ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو غلطیوں سے بچنے کے وہ تحفظات حاصل نہیں ہوں گے جو موخر الذکر کو حاصل ہوتے ہیں ـــ مختصر یہ کہ عدالتی شہادت پر غور کرتے وقت قانون ساز پر لازم ہے کہ مخصوص خطرات کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ یعنی یہ وقت میں بعد کے آنے والوں کے فائدے کے لیے پھینکے ہوں۔ ان کے اکثر قلعے، کارخانے اور مینارے مٹ گئے۔ لیکن بہت دنوں بعد بھی یہ تولیں ہمیشہ ملتی رہتی ہیں ..... قدیم مصنفوں کے بہت سے تاریک حوالے۔ ایک منقوش جواہر کی صاف شعاع خاص سے روشن ہو گئے ہیں۔ طالب علم کو ان قیمتی پتھروں میں اکثر درس کے درس ملتے ہیں جو شارحوں کی سخت محنت سے لکھی ہوئی شرحوں سے صفائی اور اختصار میں کہیں بہتر ہوتے ہیں۔ اور وہ اکثر ایک سکے سے صحیح راہ پا جاتا ہے۔ حالانکہ علما اور فضلا سے اس کی رہنمائی نہیں ہوئی تھی"۔

مقابلے کے لیے مخصوص تحفظات وضع کرے۔

دفعہ ۱۵: تاریخی وقانونی شہادت کے اس فرق کی توضیح منسوبی یا بالواسطہ شہادت پر غور کرنے سے کی جاسکتی ہے۔ اس قسم کی شہادت کی کمزوری کو ہم بتا چکے ہیں[1]۔ اور یہ دراصل ایک ایسی بدیہی چیز ہے۔ جس کو ذہن انسانی فوراً قبول کر لیتا ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی مساوی طور پر بدیہی ہے کہ شہادت اپنے ماخذ سے جتنی دور ہوگی اتنی ہی کمزور ہوتی جائے گی۔ اسی لیے سنی سنائی شہادت اتنی ہی زیادہ مشتبہ اور خطرناک ہوتی جائے گی۔ جتنے کہ واسطے زیادہ ہوتے جائیں گے۔ اور وہ ہم تک دوسرے۔ تیسرے۔ چوتھے یا پانچویں واسطے سے پہنچیگی۔ باوجود اس کے زمانہ قدیم کے حالات کی دریافت میں بغیر اس قسم کی شہادت کی مدد کے ایک قدم اٹھانا بھی ممکن نہیں ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ ان پاک دنا پاک حالات کی جو سنہ عیسوی کے پہلے سال ظہور پذیر ہوئے۔ صرف زبانی روایت ہی موجود ہوتی تو ایک نسل کی عمر (۳۰) سال قرار دیتے ہوئے۔ ان حالات کی روایت پچھلی صدی کے ابتدا کے لوگوں کو ساٹھویں واسطے کی سنی سنائی شہادت کے ذریعے سے پہنچتی — اور یہ ایسی شہادت ہوتی۔ جس کی کسی عدالت انصاف میں قدر و قیمت صحیح طور پر صفر یا اس سے بھی کم سمجھی جاتی۔ اور گو اس واقعے سے کہ ان حالات میں سے اکثر کے بیان کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔ صداقت کی ایک بہتر ضمانت حاصل ہوتی۔ تاہم ان دستاویزات کی صحت جن میں یہ واقعات درج ہوئے کم سے کم ایک حد تک زبانی شہادت پر موقوف ہوتی ہے۔ لیکن یہ سمجھنا بڑی غلطی ہے کہ "اس صدی کے واقعات کی جو ہمارے پاس شہادت ہے۔ اس کی حقیقی ثبوتی وقعت اس سے زیادہ نہیں ہے جتنی کہ اس استدلال سے ص ۳۹

---

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۳۰۔

ظاہر ہوتی ہے۔ اس استدلال میں مغالطہ یہ ہے کہ ہر نسل کو ایک واحد شخص تصور کیا گیا ہے۔ جس سے ان واقعات کی ایک ہی روایت دوسری نسل کو کی گئی ہے۔ حالانکہ صحیح طور پر یہ تصور کرنا چاہئے تھا کہ اس میں متعدد اشخاص ہوتے ہیں جنھیں دریافت صداقت میں دلچسپی ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ مستقل یادگاروں اور افعال انسانی کی تائیدی شہادت کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ جیسا کہ ایک جدید مورخ نے اچھی طرح بیان کیا ہے[1] "تاریخی قیاس جس کے آئینے پر اخلاقی شہادت کی منتشر شعاعیں مرتکز ہوتی ہیں۔ ناقابل انکار ہو سکتا ہے۔ جبکہ متفرق افعال سے قانونی قیاس نہ صرف اصطلاحی طور پر بلکہ فی الحقیقت غیر قطعی ہوتا ہے۔"

دفعہ ۵۲ : اسی لیے کسی تاریخی واقعے کو مکسوبی شہادت سے ثابت کرنے کی کوشش سے نامناسب کارروائی کا قلیل ترین قیاس بھی نہیں پیدا ہوتا ہے سوائے اس صورت کے جب کہ یہ شہادت علانیہ طور پر کسی دوسری شہادت کا بدل ہو جو پیش کی جا سکتی تھی۔[2] لیکن مکسوبی شہادت جو عدالت میں جدید حالات کے ثبوت میں کسی فریق کی جانب سے جس کا علانیہ مقصد اپنے موافق فیصلہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ پیش ہوتی ہے۔ اتنے صاف طریقے پر

---

[1] "تاریخ دستور انگلستان" مصنفہ ہالم Hallam's Constitutional History of Enland. جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ طبع ہفتم۔

[2] گبن نے جو قانون داں نہیں تھے۔ اپنی کتاب "زوال و اختتام سلطنت روما" کی چوتھی جلد کے مقدمے میں اپنے خیالات اس طرح ظاہر کئے ہیں کہ "میں نے ہمیشہ اصل سرچشموں سے مستفید ہونے کی کوشش کی ہے۔ میرے تجسس اور احساس فرض نے مجھے ہمیشہ اصل ماخذوں کے مطالعے پر مجبور کیا ہے۔ اور اگر بعض وقت یہ دستیاب نہیں ہوئے ہیں۔ تو میں نے احتیاط سے اس منقولی شہادت کا ذکر کر دیا ہے جس کے اعتبار پر کوئی فقرہ یا کوئی واقعہ مجبوراً موقوف رکھا گیا ہے۔"

فریب پر مبنی نظر آتی ہے کہ اکثر اقوام کے قوانین میں یا تو اسے ناقابل ادخال ٹھیرایا گیا ہے۔ یا اس کو شبہے کی نظروں سے دیکھا گیا ہے[1]۔ انگریزی قانون اس کو عام طور پر ناقابل ادخال ٹھیراتا ہے لیکن اس قاعدے کو ان صورتوں میں الٹ دیتا ہے۔ جن میں امر ثبوت طلب اتنے عرصے پہلے واقع ہوتا ہے کہ اس کی اصلی شہادت علانیہ طور پر ناقابل حصول ہو جاتی ہے۔ اور اس حد تک یہ واقعہ اپنی ماہیت میں مثل ایک تاریخی واقعے کے ہو جاتا ہے[2]۔

دفعہ ۵۳: قانونی شہادت کو فلسفیانہ و تاریخی شہادت سے مخلوط کرنے سے عظیم ترین غلط فہمیاں و غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ اس کی مثال سر والٹر رالے (Sir Walter Raleigh) کے ایک بہت ہی مشہور قصے سے دی جا سکتی ہے۔ جب وہ ٹاور (Tower) میں قید۔ اور تاریخ عالم لکھ رہے تھے۔ ان کے دریچے کے نیچے ایک ہنگامہ ہوا۔ اور جب وہ اس کے اصل وجوہات اس کے متعلق متضاد بیانات کی وجہ سے دریافت نہ کر سکے تو کہا جاتا ہے کہ ان کے منہ سے بے تحاشا نکل گیا کہ ماضی کے حالات پر اعتبار کرنا کتنی بیوقوفی ہے۔ جب کہ ان واقعات کی صداقت دریافت کرنا جو ہمارے ارد گرد ہوتے ہیں۔ اتنا مشکل ہوتا ہے[3]۔ لیکن اس دریافت میں وہ ایک مماثل عدالتی وظیفہ بغیر ان جبری قوتوں کے جو حصول صداقت کے لیے عدالتوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ ادا کر رہے تھے۔ اور قید ہونے سے ان کو مزید دشواری بھی در پیش تھی۔ برخلاف اس کے ماضی کے حالات کی تحقیق میں ان کو تاریخی صداقت کی ضمانتوں کے وہ فواید متن ۴

[1] دیکھئے نیچے دفعات ۱۰۰ تا ۱۲۰ - ۴۹۲ تا ۵۰۵ -

[2] نیچے دفعات ۴۹۲ تا ۵۰۵ -

[3] تاریخ آیرستان مصنفۂ بارو Barrow's History of Ireland جلد ۱ صفحات ۲۵ و ۲۶ -

حاصل تھے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں[1]۔ لیکن کسی جگہ بھی ان دو قسموں کی شہادت کو مخلوط کرنے کے نتائج اتنے ظاہر نہیں ہیں جتنے کہ عدالتی شہادت پر بنتھم کی تصنیف میں۔ بار ثبوت کے قواعد[2] کی ماہیت اور فواید کے متعلق ان کے خیالات سخت غلط تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر امر تنقیح طلب کو جو عدالت میں پیش ہوتا ہے ایک ایسا فلسفیانہ مسئلہ سمجھتے تھے۔ جس کی اصل صداقت کا بہر نہج دریافت کرنا۔ یا اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے متعلق بہترین قیاس پر کوئی فیصلہ کر دینا عدالت کا فریضہ ہوتا ہے۔ مثلاً ان قوانین کا ذکر کرتے ہوئے جن میں بعض صورتوں میں قانون ایک سے زیادہ گواہ ضروری قرار دیتا ہے وہ کہتے ہیں کہ[3] "ہر شخص خارج کیا جاتا ہے —— ہر شخص چاہے وہ کوئی بھی ہو جب تک وہ اپنے ساتھ ایک دوسرے کو نہ لائے۔ یہاں دو قضیے فرض کر لیے جاتے ہیں۔ تمام انسان جھوٹے ہیں اور تمام جج بیوقوف۔ بغیر دوسرے قضیے کو ماننے کے پہلا قضیہ ناکافی ہوگا" اس حجت کا غیر منطقی ہونا ایک ہی نظر میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ ان صورتوں میں قانون جو کچھ کہتا ہے وہ یہ ہے کہ —— گواہ ممکن ہے کہ جھوٹا ہو اور جج ممکن ہے کہ بیوقوف۔ اور وہ خرابی جو ایک کی جھوٹ اور اسی وجہ سے دوسرے کی بیوقوفی سے پیدا ہوتی ہے۔ کسی ایسے فایدے سے جو ان کی متفقہ صداقت و عقلمندی پر مبنی فیصلے سے ہو سکتا ہے۔ اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ بہبودی عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے ہم مقدمے کو روک دیتے ہیں۔

دفعہ ۵۴: انسان ساختہ قانون نے اس شہادت میں جو عدالت ہائے انصاف میں پیش ہوتی ہے۔ صداقت و جامعیت حاصل کرنے کے لیے جو

[1] اوپر دفعات ۵۰ و ۵۱۔

[2] دیکھئے "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۲۶۳۔

[3] "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۵۰۲۔ نیز دیکھئے ایضاً جلد ۵ صفحہ ۴۶۳ و ۴۶۷۔

تحفظات وضع کئے ہیں۔ وہ جیسا کہ توقع کی جاسکتی ہے۔ مختلف ممالک اور مختلف نظام ہائے قانون میں مختلف ہیں۔ انگریزی قانون جن پر زیادہ بھروسا کرتا ہے۔ ان میں سے اکثر مثلاً عدالتی کارروائیوں کا شایع کرنا۔ کھلی عدالت[1] میں گواہوں کی جبری حاضری۔ حق جرح وغیرہ کا ذکر ان کی جگہ کیا جائے گا[2]۔ فی الوقت ہم صرف ان چند تحفظات یا ضمانتوں کی طرف توجہ دلائیں گے جو یا تو اپنی ذاتی وقعت یا مقبولیت عام کی وجہ سے خاص توجہ کی قابل ہیں۔

دفعہ ۵۵: سچ کی ان تین تہدیدات میں جن کا ذکر اس مقدمے کے ابتدائی حصے[3] میں کردیا گیا ہے۔ اکثر اقوام کے قوانین نے ایک اور کا اضافہ کیا ہے۔ جس کو قانونی یا سیاسی تہدید کہہ سکتے ہیں[4]۔ اور جس کی رو سے جھوٹی گواہی دینا ایک جرم قابل دست اندازیٔ انصاف تعزیری ہے۔ اس جرم کی سزا مختلف ازمنہ اور مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ قانون ۵ ایلزبتھ باب ۹ (Eliz. c. 9.) کی رو سے اس کی سزا بیس شلنگ جرمانہ تھی۔ اور جرمانے کی عدم ادائی کی صورت میں پلری[5] (Pillory) یا چوبیخے کی سزا دی جاتی تھی۔ جس میں حکم ہوتا تھا۔ کہ مرتکب کے دونوں کانوں میں کیلے ٹھوکے جائیں۔ اسی قانون کی رو سے مرتکب مستقبل میں ہمیشہ کے لیے شہادت دینے کے ناقابل کردیا گیا تھا۔ اور آدھا جرمانہ فریق متضرر کو دلایا گیا تھا۔ قانون ۷ ولیم چہارم اور ۱ وکٹوریہ باب ۲۳ کی رو سے چوبیخہ موقوف کردیا گیا۔ اور گواہی دینے کی ناقابلیت کے متعلق عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ قانون شہادت ۱۸۴۳ء (۶ و ۷ وکٹوریہ باب ۸۵) کی رو سے منسوخ ہوئی[6]۔ اور خود　۲۱

---

[1] دیکھیے نیچے دفعہ ۱۰۰ تا ۱۰۷۔

[2] دیکھیے اوپر دفعات ۱۲ اور بعد۔

[3] "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۱۹۰ اور ۲۲۱۔

[4] پلری لکڑی کا ایک کٹہرا ہوتا تھا جس میں سر اور ہاتھ ڈال کر سر بازار کھڑا کرکے مجرم کو سزا دیتے تھے۔ مترجم

[5] دیکھیے نیچے دفعہ ۶۲۳ الف۔ ۱۶۷۸ء میں ٹیٹس اوٹس کو کوڑوں وغیرہ کی جو سزا دی گئی اس کے لیے لغت

اصل قانون ۵ ایلزبیتھ باب ۹ بھی آخر کار قانون دروغ حلفی ۱۹۱۱ء (۱ و ۲ جارج پنجم باب ۶۰) کی رو سے منسوخ ہوا۔ اس قانون کا اطلاق اسکاٹ لینڈ یا آیرستان پر نہیں ہوتا ہے۔ لیکن انگلستان میں دروغ حلفی کا پورا قانون آج کل اسی کی رو سے منضبط ہوتا ہے۔ اس قانون کے دفعہ (۱) کی رو سے اس جرم کی سزا قید سخت ہے جو سات سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ یا قید بامشقت یا بلا مشقت ہے جو دو سال سے زیادہ نہیں ہوگی یا جرمانہ ہے۔ یا دونوں یعنی قید سخت اور قید و جرمانہ بھی۔

اسکاٹ لینڈ میں ۱۵۵۵ء کے قانون باب ۲۲ کی رو سے دروغ حلفی کی سزا منقولہ جائداد کی ضبطی اور زبان میں سوراخ کرنے سے دی جاتی تھی۔ اس میں جج سنگین صورتوں میں کسی اور سزا کا جس کی زیر بحث مقدمے میں ضرورت سمجھی جائے اضافہ کر سکتا تھا۔ ایک اور ناقابلیت آیندہ گواہی دینے کی بھی تھی۔ لیکن یہ ۱۵ وکٹوریہ باب ۲۷ دفعہ (۱) کی رو سے دور کر دی گئی۔ اور زبان میں سوراخ کرنے کے بجائے آج کل حبس دوام یا قید کی سزا دی جاتی ہے۔[1] سات سال کے حبس دوام کی انتہائی سزا شاذ و نادر ہی دی جاتی ہے لیکن ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ "قومی سوانح عمری" Dictionary of National Biography. میں اس دروغ گو حلفی کی سوانح دیکھیے۔ جلد ۴۱ عنوان "اوٹس ٹیٹس" (Oates, Titius.)

[1] دیکھیے لغت قانون اسکاٹ لینڈ مصنفہ بلس Bell's Dictionary of the Law of Scotland. ۱۸۳۸ء عنوان دروغ حلفی ۱۵۵۵ء کے قانون کے الفاظ یہ ہیں "یہ قانون ہے اور حکم دیتا ہے کہ جو گواہ جھوٹی قسم کھائے یا کسی شخص یا اشخاص کو جھوٹی گواہی دینے کی ترغیب دیں۔ ان تمام اشخاص کو آیندہ سے سزا دی جائے۔ زبانوں میں سوراخ کرنے اور ان کا تمام سامان بحق ملکہ معظمہ ضبط کر لینے سے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ یہ لوگ آیندہ سے کوئی اعزاز عہدہ یا مرتبہ حاصل کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ اور یہ کہ انھیں مزید سزا ججوں کی صوابدید و عقل اور جرم کی کیفیت کے لحاظ سے دی جائے گی۔"

مشہور مقدمے میں یعنی مقدمۂ ملکہ بنام کاسٹرو یا آرٹن یا سر آر۔ سی۔ ڈی ٹچبورن
Reg. v. Castro, otherwise orton, otherwise Sir R. C. D.
Tichborne, Bart. میں مدعی علیہ کو سات سات سال کے حبس دوام کی
دو سزائیں دی گئیں۔ اور حکم دیا گیا کہ دوسری سزا پہلی کے ختم ہونے پر شروع ہو۔
اس مقدمے میں چالان میں دو الزام تھے کہ دو مختلف موقعوں پر ایک ہی
ص ۴۲ مقصد سے دو وقت دروغ حلفی سے کام لیا گیا۔ اور اس سزا کے صحیح ہونے کو
دارالامرا نے بھی تسلیم کیا۔[۱]

دفعہ ۵۶: بیچ کی دوسری ضمانت نہایت قابل لحاظ ہے۔ اور اس کی
رو سے ضروری ہے کہ عدالت ہائے انصاف میں شہادت حلفیہ دی جائے۔
کیونکہ اصول ہے کہ "عدالتی کارروائیوں میں گواہی پر اعتبار نہیں کیا جاتا ہے
جب تک کہ وہ حلفی نہ ہو۔[۲] لیکن حلف جیسا کہ ہم جانتے ہیں عدالتوں کی خصوصیت
نہیں ہے۔ اور نہ وہ انسان ساختہ قانون کے وضع کردہ ہیں ان کا استعمال معاشرے
کے قیام اور شہروں کے بننے سے پہلے ہوتا تھا۔ اور سیاسی و معاشری زندگی کے
اہم ترین افعال کی حفاظت ان کی تہدید سے ہوتی تھی۔" انسانوں کے درمیان

۱۔ کیا شرو بنام ملکہ ۱۸۸۱ء۔ ۶ مقدمات مرافعہ ۲۲۹۔ ۵۰ لا جرنل کوئنس بنچ ۴۹۷۔
50 L. J. Q.B. 497. اس مقدمے کی تاریخ کے لیے جس میں مدعی علیہ نے ٹچبورن جاگیرات
پر قابض ہو جانے کی نیت سے قسم کھائی تھی کہ وہ سر راجر ڈ ٹچبورن ہے "قانون جاگیرات
ٹچبورن و ڈفٹی "The Tichborne & Doughty Estates Act" ۱۸۶۹ء۔
۳۲ و ۳۳ وکٹوریہ باب ۷) کا مقدمہ دیکھئے۔ نیز نیچے دفعہ ۱۷۵ ب۔ مدعی علیہ پر دروغ حلفی
کا مقدمہ بول Bovil بیرمجلس کے حکم سے چلایا گیا تھا۔ کیونکہ ایک بے دخلی کے مقدمے میں
اس نے گواہی دی تھی کہ وہ جاگیروں کا دعویدار ہے۔

۲۔ کروکس رپورٹس جلد چارلس اول صفحہ ۴۶ Croke's Reports نیز ۲ انسٹی ٹیوٹ ۷۹۔

حلف سے زیادہ کوئی قوی رشتہ نہیں ہے[1]" اور گو جہالت و اوہام کی وجہ سے اس کا کتنا ہی برا اور الٹا استعمال کیا گیا ہو۔ لیکن ہر زمانے میں یہی پایا گیا ہے کہ انسانوں کے ضمیر پر آیندہ کے عمل کی کفالت یا صداقت بیان کی ضمانت بطور حلف کی بڑی قوی گرفت ہوتی ہے۔

دفعہ ۱۷۵: حلف یا قسم مذہبی تہدید کا ایک اطلاق ہے۔ "قسم کھانا خدا کو گواہ کرنا ہے[2]۔ اور وہ ایک فعل عبادت ہے"۔ وہ انسان کے بیان کی تائید میں خدائے تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے[3]۔ اور اسی لیے اپنی صحت کے لیے قسم کھانے والے کے کسی خاص مذہبی عقیدے پر موقوف نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ "رومن شہنشاہ نے ایک عدالتی فیصلہ کر دیا تھا کہ قسم کی پابندی کرنی چاہیئے کیونکہ وہ مناسب مذہبی رسوات کے ساتھ کھائی جاتی ہے[4]"۔ اور لارڈ چیف جسٹس ولس Lord Chief Justice Willes نے مقدمہ امی چند بنام بارکر[5] (Omichund v. Burker) کے مشہور فیصلے میں اپنے خیالات اس طرح ظاہر کئے ہیں کہ "حلف عیسائیت سے پہلے رائج ہوئے ص۴۳

---

[1] چینک سنٹ جلد ۳ مقدمہ ۲ ۵

[2] ۳ انسٹیٹیوٹ صفحہ ۱۶۵۔ بعض ممالک میں گواہوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ روزہ رکھ کر گواہی دیں دیکھئے ڈیوٹس کی تصنیف مذکورہ کتاب ۳ عنوان ۹۔ دفعہ ۱۲۔ نوٹ ۱۔

[3] حلف خدا کو انسان کے کسی بیان کی صداقت کا گواہ بناتا ہے۔ لوگوں کا ایک مدلل پر یقین اس اعتبار کی بنیاد ہوتا ہے اور یہ ہر ملک اور زمانے میں پایا جاتا ہے۔ فیثاغورث کہتے ہیں کہ خود دنیا نے اپنی تخلیق سے پہلے قسم کھائی تھی۔ جس کو خدائے تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ عزیز رکھے گا۔ اور تخلیق کے بعد اس کی تکمیل کر دے گا۔ یہ کیا ہی اچھی توضیح ہے اور ایسی ہی ہے جیسی کہ فلسفے میں دنیا کی بہار یا آغاز ابتدا کے متعلق بعض توضیحات ہیں یعنی خود اس واقعے سے کہ جس کی یہ توضیح کرنے چلے تھے" کتاب شہادت' از بانٹے دفعہ ۳۰۴ طبع دوم۔

[4] ڈائجسٹ کتاب ۱۲ عنوان ۲۔ سطر ۵ دفعہ ۱

[5] امی چند بنام بارکر ۱۷۴۴ء ولس صفحہ ۵۴۸ اور بعد۔ اس مقدمے کی رپورٹ اٹکنسن جلد ۱ صفحہ ۲۱ میں

اس زمانے میں بھی آج کل ہی کے اغراض کے لیے استعمال کئے جاتے تھے۔ حد درجہ ان کی عظمت تھی۔ اور وہ اتنے ہی قدیم ہیں۔ جتنی کہ دنیا۔ ’حلف اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ خدا کو گواہ بنایا جائے‘ اور اسی لیے کسی شخص کو حلف اٹھانے کے قابل بنانے کے لیے خدا پر یقین اور اس عقیدے کے سوا کہ وہ ہم کو ہمارے اعمال کے مطابق سزا یا جزا دے گا کوئی اور امر ضروری نہیں۔ حلف کی شکلیں مختلف ممالک میں مختلف قوانین۔ مذہب اور ان ممالک کے دساتیر کے لحاظ سے مختلف رہی ہیں۔ لیکن ان سب میں اصلیت ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ ان سب میں جو کچھ ہم کہتے ہیں اس کے سچ ہونے پر خدا کو گواہ کیا جاتا ہے۔“

دفعہ ۵: قسموں میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ — ان میں سے اکثر میں ایک برگزیدہ قوت کو گواہ رکھنے کے علاوہ قسم کھانے والے کے منہ سے چند خاص باضابطہ الفاظ کہلائے جاتے ہیں۔ جن کی رو سے وہ اپنے کو اپنی گواہی جھوٹی ہونے کی صورت میں خدائی انتقام کے حوالے کرتا ہے۔ ایک شکل جو قدیم رومنوں میں رائج تھی۔ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ”مشتری کی قسم کھانے والے قسم کھانے سے پہلے چقماق منہ میں پکڑتے اور یہ الفاظ کہتے تھے۔ ”اور اگر میں عمداً جھوٹی گواہی دوں تو مشتری مجھے میرے یہ پتھر پھینکتے ہی میرے ملک کو بغیر نقصان پہنچانے کے جلا وطن کردے“[۱] اور پہلے فرانس میں اپنے لیے بدعا حلف کا ایک جزو ہوتی تھی[۲]۔ خود

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ امی چند بنام بارکر کنام کے تحت بھی ملیگی۔

[۱] Festus, "de Verbor. Signif." کتاب ۱۰ بمقام "Lapidens" اور اس رواج کا سسرو (Cicero) نے بھی اپنے رقعات و مختلفات کتاب۔ دفعہ ۱ میں ذکر کیا ہے نیز آلس گلیس Sulus gellius نے بھی Noct. Attic کتاب ۱ باب ۲۱ میں۔ نیز دیکھئے گرین لیف کی شہادت دفعہ ۳۲۸۔ طبع شانزدہم۔

[۲] ”کتاب شہادت“ از بائنٹ دفعہ ۳۵۲ طبع دوم۔

ہمارے قانون میں بعض ممتاز اساتذہ نے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ قسموں میں لازمی طور پر اپنے لیے بد دعا بھی ہوتی ہے۔ مثلاً ملکۂ کیا رولن Queen Caroline کے مقدمے[1] میں لارڈ چیف جسٹس ابٹ Lord Chief JusticeAbbott نے دارالامرا کے ایک سوال کا ججوں کی جانب سے جواب ادا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اپنی حد تک دوسرے ججوں کو اس کا پابند نہ کرتے ہوئے۔ (گو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بھی یہی جذبات ہیں) میری رائے میں جب گواہ کہتا ہے کہ قسم سے وہ اپنے ضمیر کو پابند سمجھتا ہے تو در اصل وہ یہ بھی کہتا ہے کہ قسم کھانے سے اس نے خدا کو شاہد کیا ہے کہ جو کچھ وہ کہے گا سچ ہوگا۔ اور یہ کہ وہ خدائی انتقام اور لعنت کو اپنے سر پر بھیج لیتا ہے۔ اگر قسم کھانے کے بعد جو کچھ وہ کہے جھوٹ ہو"۔ مقدمۂ ملک بنام وائٹ[2] Rex v. White میں بھی عدالت نے کہا کہ "قسم ایک مذہبی اقرار ہے جس کی رو سے کوئی شخص اگر
صـ ۴۴ وہ سچ نہ بولے تو خدا کے رحم کو ترک کرتا اور خدائی انتقام کی بد دعا کرتا ہے"
لیکن بد دعا قسم کی ماہیت کا کوئی جزو نہیں ہے۔ بلکہ اس پر محض ایک ایسا اضافہ جس کی واجبیت قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے توجہ قسم کے رسومات کے صحیح معنوں سے ہٹ جاتی۔ اور اس کی محض ظاہر ادائی تک محدود ہو جاتی ہے۔ پوفنڈارف[3] کہتے ہیں کہ "قسم ایک مذہبی اقرار ہے

[1] براڈرپ و بنگھام رپورٹس جلد ۲ صفحہ ۲۸۵۔

[2] لیچ کامن لا جلد ا صفحہ ۴۳۰۔

[3] "قانون قدرت و اجانب" کتاب ۴ باب ۲ دفعہ ۲۔ "قسم ایک مقدس وجوب ہے۔ جس سے اگر ہم سچ نہ بولیں تو خدا کے رحم کو ترک کرتے اور خدا کی سزا کے طلب گار ہوتے ہیں۔ کیونکہ جن الفاظ میں قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہی ان کے معنی ہیں۔ اُس پر خدا میری مدد کرے' خدا میرا گواہ رہے' خدا مجھے محفوظ رکھے وغیرہ جملوں پر غور کیجیے سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ کیونکہ جب ایک برتر خدا جسے سزا کا اختیار ہے گواہ بنایا جاتا ہے تو

جس کی رو سے اگر ہم سچ نہ بولیں تو خدا کے رحم کو ترک کرتے۔ اور خدائی انتقام کے طلب گار ہوتے ہیں۔ قسم کے یہی معنی ہونا ان الفاظ سے ظاہر ہے جن میں قسمیں اکثر کھائی جاتی ہیں۔ مثلاً "اس پر خدا میری مدد کرے" "خدا میرا گواہ ہے" "خدا مجھ سے انتقام لے" یا ایسے ہی دوسرے الفاظ جن کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ہم ایک برتر ہستی کو گواہ کرتے ہیں۔ جسے ہم کو سزا دینے کا حق ہے۔ تو ہم اپنے اس فعل سے یہ بھی خواہش کرتے ہیں کہ وہ بے ایمانی کا بدلا لے۔ اور وہ ہستی جو ہر چیز جانتی ہے۔ جرم کی گواہ ہونے کی وجہ سے اس کی منتقم ہوتی ہے۔ نیز خدا کی خوشنودی کا نقصان خود ہی ایک نہایت سخت سزا ہے[ف] ایک جدید کلیسائی قانون داں نے قسم کی تعریف اس طرح کی ہے کہ "وہ ایک مذہبی اقرار ہے۔ جس میں منتقم حقیقی کو اس امر کا گواہ کیا جاتا ہے جس کا اقرار کیا جاتا یا جو بیان کیا جاتا ہے[۱]۔ اور قانون رومانے صحیح طور پر قرار دیا ہے کہ قسم کی خلاف ورزی کا کافی منتقم خدا تعالیٰ ہے[۲]۔

دفعہ ۵۹: حلف گو کسی شکل میں ہو۔ اس کے افادے کے متعلق بہت سے شکوک ظاہر کئے گئے ہیں[۳]۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ نیک۔ آدمی بغیر کسی قسم کے سچ کہتا۔ اور بد آدمی اس کے وجوب کا مضحکہ اڑاتا ہے۔ اس اعتراض کا حسب ذیل جواب دیا گیا ہے[۴]۔ "یہ ماننا چاہئے کہ بہت لوگ بغیر کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اس سے حلفیہ جھوٹ کہنے پر سزا دینے کی بھی دعا کی جاتی ہے۔ اور خدا ہی جو سب کچھ جانتا ہے۔ سزا دینے والا ہے کیونکہ وہ گواہ ہوتا ہے نیز اسی معاملے میں جب رحیم خدا کسی شخص کی مدد نہ کرے تو یہی سخت ترین سزا ہے۔"

[۱] اصول کلیسائی از ڈیوٹس کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ ۲۲

[۲] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱ سطر ۱ و ۔

[۳] علامتی شہادت از منتھم کتاب ۲ باب ۲ ۔

[۴] سکر لطریق اعظم Archbishop secker, کتاب "واقعات" مصنفۂ راسم میں اس کا حوالہ ملے گا۔ دیکھئے صفحات ۲۱۱ و ۲۱۲ ۔

حلف کے سچ بولیں گے۔ اور بہت زیادہ لوگ قسم کھا کر بھی سچ نہیں کہینگے۔ لیکن عام طور پر انسان درمیانی قسم کے ہوتے ہیں۔ نہ اتنے نیک کہ کسی اہم معاملے میں ان کے محض قول پر اطمینان سے بھروسا کیا جاسکے۔ نہ اتنے
۴۵ بدچلن کہ ایک سنجیدہ مذہبی اقرار کی خلاف ورزی کریں۔ اسی لیے ہم تجربے سے پاتے ہیں کہ بہت سے اشخاص جو نڈری سے جوجی میں آئے کہہ ڈالتے ہیں۔ ہرگز یہ سب کچھ قسم کھا کر کہنے کی جرائت نہیں کرتے۔ اور ان دو صورتوں میں یہ لوگ اتنا زیادہ فرق کرتے ہیں۔ کہ دراصل انھیں اتنا زیادہ فرق نہیں کرنا چاہئے۔ تاہم اس سے اہم ترین تحفظ پر اصرار کرنے کی ضرورت ظاہر ہو جاتی ہے۔ جب ایک مرتبہ انسان اس زبردست ذمہ داری کے تحت آجاتے ہیں۔ اور انجیل کے الفاظ میں "اپنی روحوں کو اس اقرار کا پابند کر لیتے ہیں" (Numb ۳۰-۲) تو یہ امر ان کے جذبات میں سکون پیدا کرتا ہے۔ ان کے تعصبات اور مفاد میں توازن قایم کرتا۔ ان کو ان کے اقرار یاد دلاتا رہتا۔ ان سے ان کے بیانات میں بے احتیاطی نہیں ہونے دیتا۔ اور ان سے ہر واقعے کو ٹھیک ٹھیک بیان کراتا ہے۔ اور حالات مقدمہ کے لیے یہ اکثر بہت ہی اہم امور ہوتے ہیں۔ اگر حلف کے مذہبی فعل کا نہایت اہم اثر نہ ہو تو نیک لوگ بھی بہت ہی بے احتیاط ہو سکتے ہیں۔ اور بدوں کو تو اکثر اپنے الفاظ کی پروا بھی نہیں ہوتی۔"

لیکن قسموں کے خلاف بڑے دلایل تو ان کے برے استعمال پر مبنی ہیں۔ ایسا ایک نہایت ہی برا استعمال قسموں کے اثر کو قطعی قرار دینا ہے۔ یہ وہ صورتیں ہیں جن میں قانون کسی شخص سے جس کی جان و مال، و آزادی خطرے میں ہو کہتا ہے کہ ان کو بچانے کے لیے اس کو صرف فلاں امر کی قسم کھانا کافی ہے۔ حلف ونجنگ کے طریقے میں جو قدیم انگلستان میں

لہ شرح معات بلاکسٹن جلد ۳۔ صفحہ ۳۴۲۔

رائج تھا۔ اور کلیسائی قانون کے حلف[1] میں بعینہٖ یہی ہوتا تھا۔ اسی طرح قانون میں بھی فریقین مقدمہ میں سے ہر ایک دوسرے کو قسم کھانے کو کہہ سکتا تھا۔ ایسی قسم کو "فیصلہ کن" قسم کہتے تھے۔ اس سے فریق ثانی مقدمہ ہارنے کی تہدید کے تحت پابند ہو جاتا تھا کہ یا تو قسم کھائے۔ اور اس صورت میں بغیر کسی مزید دشواری کے فیصلہ اس کی موافقت میں ہو جاتا تھا۔ یا اپنے مخالف کو خود قسم کھانے کو کہے۔ اور یہ شخص بھی قسم سے انکار کر کے ایسے ہی خطرے میں پڑتا۔ یا قسم کھا کر ایسا ہی فائدہ حاصل کرتا۔ جج کو بھی (یاد رہے کہ وہاں جوری نہیں تھی) مشکوک معاملات کو قسم کے ذریعے سے تصفیہ کرنے کا اختیار تمیزی حاصل تھا۔ ایسی قسم کو "اتمامی قسم" کہتے تھے۔ اور اسے جج فریقین میں سے کسی کو بھی کھلا سکتا تھا[2]۔ ان قسموں کے متعلق خارجہ ممالک کے اکابر علما میں سے ایک عالم اجل نے جسے مقنن کے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ جج کا عملی تجربہ بھی حاصل تھا اپنے حسب ذیل خیالات ظاہر کئے ہیں[3]۔ "میں ججوں کو ۲۶

[1] اصول قانون کلیسائی مصنفۂ ڈیوٹس کتاب ۲ عنوان ۹ دفعہ ۲۷۔ نوٹ ۳۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۳۶۸۔

[2] حلف پر دیکھئے۔ ڈائجسٹ کتاب ۱۲ عنوان ۲۔ مجموعۂ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۱۔ "قوانین دیوانی" مصنفۂ ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ دفعہ ۶۔ "شہادت" مصنفۂ پوتھیے۔ وجوبات جلد (۱)۔ حصۂ چہارم باب ۳ دفعہ ۳۔ کتاب شہادت مصنفۂ بانئے دفعات ۳۲۰ ـ ۳۴۸۔ طبع دوم لغت قانونی از کانون۔ لفظ "قسم" (Jurmentum "et " jurisjur. Usus") اصول قانون کلیسائی مصنفۂ ڈیوٹس۔ کتاب ۲ عنوان ۹ دفعات ۲۲ و بعد۔

[3] شہادت مصنفۂ پوتھیے۔ جلد ۱ دفعہ ۳۱۳۔ سوائے ان صورتوں کے جن میں مدعی علیہ کو حلف و جنگ کی اجازت تھی۔ اور جس کو قانون ضابطۂ دیوانی ۱۸۳۳ء (۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۲) کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ انگلستان کے قانون عمومی نے جیسا کہ اچھی طرح معلوم و معروف ہے۔ رومن قانون دانوں کے فیصلہ کن اور اتمامی حلفوں کو ہمیشہ مسترد کیا ہے۔ فرانس میں "فیصلہ کن" قسم کی فوجداری مقدمات میں اجازت نہیں تھی۔ کتاب شہادت مصنفۂ بانئے دفعہ ۲۴۳ طبع دوم۔

مشورہ دوں گا کہ بطور احتیاط ایسی قسمیں دینے میں بخالت کریں۔ کیونکہ ان کی وجہ سے بہت سی دروغ حلفیاں سرزد ہوئی ہیں۔ کسی دیانت دار آدمی کو ایسی چیز کے مطالبے سے روکنے کے لیے جو اس کی نہیں ہے۔ یا کسی ذمہ داری کے متعلق جو اس پر واجب ہے نزاع نہ کرنے کے لیے کسی قسم کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ایک بے ایمان آدمی جرم دروغ حلفی کے ارتکاب سے کہیں خائف ہوا ہے۔ اپنے پیشے کی چالیس سال سے زیادہ مدت میں میں نے ایسے حلف کو اکثر ملتوی ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور دو وقت سے زیادہ کا مجھے علم نہیں کہ کوئی شخص حلف کے تقدس کی وجہ سے اپنے پہلے بیان پر اصرار کرنے سے باز رہا ہو[1]۔ سابق میں اس ملک کے نظم مملکت کے ہر حصے میں قسموں کا ایک نظام چاروں طرف پھیلا ہوا تھا اور یہ کہا گیا ہے کہ ایک پونڈ چاء جہاز سے خریدار تک باضابطہ طریقے پر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جب تک کہ نصف درجن قسمیں کھائی نہ جاتی تھیں[2]۔ اور لوگوں کے مجسٹریٹ کے روبرو جانے اور چھوٹے چھوٹے موقعوں پر ازخود قسمیں کھانے سے زیادہ کوئی اور بات معمولی نہیں تھی۔ دورہ کن ججوں کے روبرو ان امور کے متعلق جن کی سماعت کا اختیار نہ ہو قسمیں کھانے کو "قانون اعلانات قانونی" کی دفعہ ۱۳ کی رو سے ممنوع قرار دیا گیا ملحوظ رکھئے کہ ۵ و ۶ ولیم چہارم باب ۶۲ کا یہ چھوٹا نام قانون انتقالات ۱۸۵۱ء کی دفعہ ۶۸ کی رو سے دیا گیا ہے۔ ۱۸۳۵ء کے قانون نے بہت سی کارروائیوں میں جو غیر عدالتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: دفعہ ۳۶۰ میں وہ کہتے ہیں کہ ہم تصور کر سکتے ہیں کہ ان مقدمات میں اس کا استعمال اقوام جدید میں کلیۃً مفقود ہو گیا ہے۔ فرانس میں اور جدید قانون میں دونوں جگہ اتمامی حلف دیوانی مقدمات تک محدود ہے۔ ایضاً دفعہ ۳۰۰ اور ڈیوش کی کتاب مذکورۂ بالا۔ کتاب ۳۔ عنوان ۲۔ دفعہ ۲۶۔

[1] تیز نیچے دفعہ ۱۲۶ دیکھئے۔ جہاں "جے۔ ایم" (مسٹر جسٹس ٹلر مرحوم) کے طویل عدالتی تجربے سے پیدا شدہ یقین کا بھی ایسا ہی ہونا مذکور ہے۔

[2] "اخلاقی و سیاسی فلسفہ" از پالی۔ کتاب ۳ حصۂ اول باب ۱۶۔

نوعیت کے ہوں قسم کے بجائے ذیل کا ایک اعلان مقرر کردیا ہے۔[1]

"میں الف ب سچائی اور ذمہ داری سے اعلان
کرتا ہوں کہ ...... اور یہ میں یہ اہم اعلان ایمان
سے اس کو سچ سمجھتے ہوئے اور قانون اعلانات قانونی
۱۸۳۹ء کے احکام کی وجہ سے کرتا ہوں۔"

اور قانون دروغ حلفی سنہ ۱۹۱۱ء کی دفعہ (۵) کی رو سے مذکورۂ بالا دفعہ کے ایک حصے کو منسوخ کرتے ہوئے قرار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص جان کر اور قصداً کسی ایسے اعلان میں کوئی بیان دے جو کسی اہم امر میں غلط ہو تو وہ ایک خفیف جرم کا مرتکب اور قید باشقت یا بلا مشقت کا مستوجب ہوگا۔ جس کی مدت دو سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ یا اس کو جرمانہ یا یہ دونوں سزائیں قید اور جرمانے کی دی جاسکیں گی۔

ایسے ہی "جرائم خفیف" دفعات ۵ اور ۲۱ کی رو سے بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ اور دفعہ (۲۰) کی رو سے مذکورۂ بالا نمونہ قابل اطلاق قرار دیا گیا ہے۔ سوائے اس صورت کے جس میں کوئی خاص نمونہ مقرر کیا گیا ہو۔ ان "جرائم خفیف" کی چونکہ کوئی سزا صراحۃً مقرر نہیں کی گئی ہے۔ میعادی عدالت دورہ کنندہ کا جج اپنے غیر محدود اختیار تمیزی سے جرمانہ قید۔ یا دونوں سزائیں دے سکتا ہے۔ برخلاف اس کے دروغ حلفی میں جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں جج کا اختیار تمیزی محدود کردیا گیا ہے۔

دفعہ ۶۰: شہادت کے سچ ہونے اور فریب اور دروغ حلفی پر روک رکھنے کی ایک اور ضمانت یہ ہے کہ قانون چند معین ضابطے مقرر کردیتا ہے جن کی پابندی پہلے سے مقررہ شہادت میں ضروری ہوتی ہے۔ ان میں ص۲

[1] عہدی قسموں پر دیکھئے قانون حلف عہدی سنہ ۱۸۶۸ء (۳۱ و ۳۲ وکٹوریہ باب ۷۲) اور ارکان پارلیمنٹ و ارکان جوری کے اقرارات صالح کے لیے دیکھئے "قانون حلف" سنہ ۱۸۸۸ء (۵۱ و ۵۲ وکٹوریہ باب ۴۶)۔

اہم اور نہایت ہی اہم ضابطہ تحریر ہوتی ہے۔ پائداری اور اعتبار کے کئی لحاظ سے مکتوبی شہادت کی زبانی شہادت پر ترجیح بہت ہی قدیم زمانے سے محسوس کی جا چکی تھی۔ لاطینی مقولہ ہے کہ ——— "سنی ہوئی آواز فنا ہو جاتی ہے۔ لکھا ہوا لفظ باقی رہتا ہے" گزرے ہوئے واقعے کا جھوٹا بیان اور در اصل گزرے ہوئے واقعات کے متعلق بھی گواہوں کی ناقص یاد۔ کمزور حافظے۔ اور عمداً دروغ بیانیاں۔ اس پر ان کی موت سے جلد یا دیر شہادت کے اصلی ماخذ کے تلف ہو جانے کا یقین ——— یہ تمام وجوہات ثبوت کے کسی بہتر یا کم سے کم زیادہ پائدار طریقے کے مقرر کرنے کی۔ اُن امور میں جن میں یہ مقرر کیا جا سکتا ہو۔ دانشمندی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور بنفسہٖ اتنے اہم ہیں کہ اس کے حصول کی دقت اور صرف سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں[1]۔ قانون عمومی انگلستان میں مصلحتاً قرار دیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ اور بڑی عدالت ہائے انصاف کی کارروائیوں کو اور بعض دوسرے اہم ودقیع امور عامہ کو تحریر میں محفوظ رکھنا چاہئے۔ نیز خانگی اشخاص کے درمیانی بہت سے افعال بھی دستاویز یا تحریر کے ذریعے سے کئے جانے چاہییں۔ پس کسی جہاز یا اس میں کسی حصے کی بیع یا انتقال کو قانون جہاز رانی تاجران سنہ ۱۸۹۴ء (۵۷ و ۵۸ وکٹوریہ باب ۶۰ دفعہ ۲۴) کی رو سے جس میں منسوخ شدہ قانون جہاز رانی تاجران (۱۷ و ۱۸ وکٹوریہ باب ۱۰۴) کی دفعہ ۵۵ کو دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔ تحریر میں ہونا چاہئے۔ اسی طرح کسی حق تصنیف کی بیع یا انتقال کو بھی[2] اور قابل اجارہ و قابل توریث جائداد غیر منقولہ کے تین سال سے زیادہ کے لیے اجارے بھی دستاویز کے ذریعے سے ہونا چاہییں[3]۔ اسی طرح کسی مدیون کا ایسے قرض کو ادا کرنے کا اقرار جس پر تمادی عارض ہو چکی ہو باطل ہے۔ اگر وہ تحریری نہ ہو۔

---

[1] دیکھئے قوانین دیوانی مصنفہ ڈوما حصہ اول کتاب ۳ عنوان ۶ دفعہ (۲)۔

[2] قانون حق تصنیف سنہ ۱۸۴۲ء (۵ و ۶ وکٹوریہ باب ۴۵)

[3] قانون جائداد اراضی سنہ ۱۸۴۵ء (۸ و ۹ وکٹوریہ باب ۱۰۶ دفعہ ۳۔

اور اس پر اس فریق کے دستخط نہ ہوں۔ جس پر ذمہ داری عاید ہوتی ہو۔[1] اور مشہور قانون انسداد فریب (۲۹ چارلس دوم باب ۳) کی رو سے کسی وصی یا مہتمم ترکہ کا اپنی جائداد سے ہرجے ادا کرنے کا کوئی خاص اقرار۔ یا کسی شخص کا دوسرے شخص کے قرضے۔ اور قرضوں کی عدم ادائی کی جوابدہی کا کوئی خاص اقرار۔ یا کسی شخص کا کوئی اقرار جس کا بدل نکاح ہو۔ یا کسی اراضی۔ یا قابل اجارہ وقابل توریث جائداد غیر منقولہ۔ یا ان میں یا ان سے متعلق کسی حق کا کوئی معاہدہ یا بیع۔ یا کوئی اقرار جس کی تعمیل اس کے کرنے کے ایک سال کے اندر نہیں ہوتی ہے ان سب کو کسی ایسی تحریری یادداشت یا نوٹ کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہئے۔ جس پر اس فریق کے دستخط ہوں گے جس پر ان کی ذمہ داری آتی ہو۔ یا کسی دوسرے شخص کے جس کو اس نے جائز طور پر مجاز گردانا گیا ہو۔[2] اس قانون کی وجہ سے بہت مقدمہ بازی ہوئی ہے ص ۴۸
اور ایک بڑے قانون داں نے دارالعوام کی منتخب کمیٹی کے روبرو کہا ہے کہ یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ اس قانون کے تحت بعض فیصلے نہایت ہی عجیب وغریب ہیں۔ "مثلاً اس فاضل کونسل نے کہا کہ "قانون انسداد فریب منجملہ دوسرے امور کے یہ بھی قرار دیتا ہے کہ نکاح کے کسی اقرار بدل کی بنا پر کوئی نالش نہیں کی جانی چاہئے۔ جب تک کہ یہ اقرار تحریری نہ ہو۔ اس پر دستخط نہ ہوں وغیرہ۔ اس قانون کے نافذ ہونے کے کچھ عرصے بعد ہی خلاف ورزی اقرار نکاح کی بنا پر ایک نالش کی گئی۔ ظاہر ہے کہ اس میں بدل یہ تھا کہ مدعی علیہ کے مدعی سے نکاح کرنے کے اقرار کے بدل میں مدعی نے مدعی علیہ سے نکاح کرنے کا اقرار کیا تھا' اس مقدمے میں یہ اقرار زبانی تھا۔ سوال پیدا ہوا کہ کیا یہ پارلیمنٹ کے اس قانون کے منشا کے تحت آتا ہے اور عدالت نے فیصلہ کر دیا کہ نہیں آتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نالشات

[1] ۹ جارج چہارم باب ۱۴ دفعہ ۱۔

[2] دفعہ ۴۔

ہوتی رہتی ہیں جن سے عوام وقتاً فوقتاً محفوظ ہوتے رہتے ہیں[۱] لیکن ہمیں یہ بتلا دینا چاہیئے کہ گو اکثر ابتدائی نظیریں اس امر پر تھیں کہ یہ اقرار اس قانون کے تحت آتا ہے اور اسی لیے اس کا تحریری ہونا ضروری ہے اور کلپاٹ بنام والٹ[۲] کا مقدمہ تھا جس میں یہ اعتراض کئے جانے پر کہ اس قانون کا مطلب ان اقراروں سے ہے جو نکاح پر رقم دینے سے متعلق ہوتے ہیں۔ نہ کہ نکاح کرنے کے اقراروں سے۔ قرار دیا گیا کہ[۳] یہ اقرار صاف طور پر قانون کے الفاظ کے تحت آجاتا ہے۔ اور اس کے منشا کے باہر بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اقرار یہ ہوتا ہے کہ ایک کے دوسرے سے شادی کرلینے کے بدل کی وجہ سے دوسرا اس سے شادی کریگا۔ اور اسی لیے یہ

---

[۱] دیکھئے شہادت جو مسٹر جوزف براؤن کے سی۔ (Mr. Joseph Brown, K. C.) متوفی نے قوانین پارلیمنٹ پر دارالعوام کی منتخب کمیٹی کے روبرو دی تھی اور جس کی ۱۸۹۵ء میں رپورٹ کی گئی یادداشت ہائے شہادت سوال ۲۰۰۔

[۲] خصوصاً دیکھئے مقدمۂ ہارسن بنام کیچ لارڈ ریمنڈ جلد ۱ صفحہ ۳۸۷۔ جہاں فیصلے کی رپورٹ کے آخر میں جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ایک عورت خلاف ورزی معاہدۂ نکاح کی بنا پر نالش کرسکتی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ "نوٹ۔ نارفوک کے گزشتہ میقات موسم گرما میں۔ وارڈ۔ لارڈ چیف ٹیرن نے یہ قرار دیا ہے کہ قانون انسداد فریب (۲۹ چارلس دوم باب ۳) دفعہ (۴) کی رو سے یہ ضروری نہیں کہ ایسا اقرار تحریری ہو۔ اور مسٹر نارتھی (Mr Northey) (کونسل) نے اجلاس پر کہا تھا کہ قانون کا مطلب صرف ان اقرارات سے تھا جو نکاح پر رقوم وجہیز وغیرہ کے دینے کے متعلق ہوتا تھا۔ اور یہ کہ ہولٹ میر مجلس نے متعدد مرتبہ ایسا قرار دیا ہے۔ اس سے ہولٹ نے انکار نہیں کیا۔" یہی امر بحث کے بعد مقدمۂ کارک بنام بیکر ۱۷۰۳ء۔ اسٹرینج جلد ۱ صفحہ ۳۴ میں بحث کے بعد قرار دیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ جو مقدمہ لیونز (Levinz Reports) جلد سوم میں بیان کیا گیا ہے۔ "وہ بعد کی قراردادوں سے منسوخ ہوچکا ہے۔" اور بلر "نیسی پرئیس رپورٹس (Buller, Nisc prius Reports) طبع ہفتم صفحہ ۲۸۰ میں بھی یہی قرار دیا گیا ہے۔

[۳] کلپاٹ بنام والٹ ۱۶۷۰ء ۲ لیونز ۳۵ منتخب مقدمات۔ اس نام کے تحت۔ کلپاٹ بنام واکلٹ اسکز ۳ ۲۔ از ونڈہام چارلس۔ اور لیونز جسٹس۔ نیز دیکھئے کمن ڈائجسٹ "Comyn Digest," نالش

صـ ۴۹ اقرار نکاح بدل کی وجہ سے ہوتا ہے"۔ لیکن اب یہ مستقل قانون سمجھا جاتا ہے۔ اور ایک جدید مستند تصنیف کی رو[1] سے عرصے سے سمجھا جا رہا ہے کہ ایسے اقرارات کا تحریری ہونا ضروری نہیں اور سوائے پارلیمنٹ کے قانون موضوعہ کے دارالامرا تک سے بھی اس قانون کو بدل دینے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اور جیسا کہ ہم آگے جلد ہی دیکھیں گے۔ نکاح کرنے کے معاہدے کو ثابت کرنے کے لیے خود فریقین کی شہادت عرصے تک ناقابل ادخال رہی ہے۔ اور جب ۱۸۶۹ء میں پارلیمنٹ نے اس کو قابل ادخال ٹھیرایا تو اس کی دوسری شہادت سے تائید کو بھی ضروری قرار دیا۔ لیکن بمتابعت اس ترمیم کے قانون یہ ہے کہ اگرچہ دس شلنگ قیمتی سامان کی بیع کے معاہدے کو ثابت کرنے کے لیے تحریر ضروری ہے۔ مگر نکاح کرنے کا معاہدہ باوجود اس کی خود زوجین اور اشخاص ثالث کے لیے انتہا اہمیت کے زبانی طور پر ہی ثابت کیا جا سکتا ہے ـــــ یہ ایسی حالت ہے جو شاید عوام کے لیے نقصان رساں بھی ہے۔

قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء (۵۶ و ۵۷ وکٹوریہ باب ۷۱) جو مرمّمہ[3] قانون انسداد فریب

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ ہرجہ جسے Assumpsit کہتے تھے بصفحہ ۳۔

[1] شہادت ـــــ بہ دیوانی مقدمات جوری "مصنفہ" راسکو Rosco's Nisc Prius Evid. دیکھیے مثلاً صفحہ ۳۰۴۔ طبع بستہم از پادل ۱۹۳۴ء جس میں "دیوانی مقدمات جوری" از بلر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور کارک بنام بیکر۔ اسٹرینج جلد ۱ صفحہ ۳۴۔ اور ہاریسن بنام کیج لارڈ ریمنڈ رپورٹس جلد ۱ صفحہ ۳۸۶۔

[2] لغو۔ مگر عرصے سے مانے ہوئے فیصلوں کو منسوخ کرنے میں عدالتوں کے پس و پیش کے لیے دیکھیے نوکس بنام بیر ۱۸۸۹ء مقدمات مرافعہ جلد ۹ صفحہ ۶۰۵۔ اور معاہدات مصنفہ جنکس طبع چہاردہم صفحہ ۴۳۰۔ اور "موڈائیجسٹ" مولفہ میوس (Mew's Digest) میں عنوان مقدمات فیصل شدہ بھی دیکھیے۔

[3] دفعہ ۱۷۔ (جسے عام نقول میں دفعہ ۱۷ لکھا گیا ہے)۔ قانون ترمیم قانون انسداد فریب ۱۸۲۸ء (۹ جارج چہارم باب ۱۴) جسے عموماً قانون لارڈ ٹنٹرڈن کہتے ہیں کی دفعہ ۷ کی رو سے دس شلنگ مالیتی کے بجائے "دس شلنگ قیمتی" کر دیے گئے ہیں۔

کی دفعہ ۱۶ کو (جسے عام طور پر دفعہ ۱۷ سمجھتے ہیں) منسوخ کر کے از سر نو وضع کرتا ہے
کے دفعہ (۴) کی رو سے الفاظ کی چند غیر اہم تبدیلیوں کے ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا
ہے کہ

"دس شلنگ یا زیادہ قیمت کے اشیا کی بیع کا معاہدہ نالش کے ذریعے سے قابل نفاذ نہیں ہوگا۔ سوائے اس کے کہ خریدار نے اشیائے مبیعہ کا "ایک جزو قبول" اور وصول کر لیا ہو۔ یا معاہدے کو قابل پابندی کرنے کے لیے کچھ بیعانہ دیا ہو۔ یا قیمت کا کچھ حصہ ادا کیا ہو۔ یا سوائے اس کے کہ معاہدے کا کوئی تحریری نوٹ یا یادداشت لکھی گئی ہو۔ اور اس پر فریق ذمہ دار یا اس کے کارندے کے دستخط ہوں۔"

بہت سی صورتوں میں تحریر کے علاوہ چند اور ضابطے بھی مقرر کئے جاتے ہیں۔ مثلاً دستاویز میں مہر اور حوالگی[1] بہت اہم ہوتے ہیں۔ اور ہم ابھی دیکھیں[2] گے کہ وصیت نامے کے لیے بہت سے ضوابط مقرر ہیں جن کی سختی سے پابندی ضروری ہے۔ یہ احکام ہمارے قانون ہی کی خصوصیت نہیں ہیں۔ کیونکہ یہود۔ رومن۔ اور اینگلوسیکسن اقوام میں پہلے سے مقررہ شہادت کا اصول رائج تھا۔ اور اسی ضمن میں چند افعال کا بذریعۂ تحریر یا خاص طریقے پر کرنا ضروری[3] قرار دے دیا جاتا ہے۔

قانون انسداد فریب کا جس کی رو سے بہت سے معاہدات کا تحریری اور دستخطی فریق ذمہ دار ہونا ضروری ہے۔ ایرستان اور اسکاٹ لینڈ پر اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ قانون اتحاد بہ اسکاٹ لینڈ سنہ ۱۷۰۷ء۔ اور

---

[1] قوانین عمومی مصنفہ فنچ (Finch: Com. Laws) صفحہ ۱۴۲۔ الف۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۲۲۔

[3] دیکھیے "شہادت" مصنفہ گرین لیف جہاں کئی قسم کی مثالیں جمع کی گئی ہیں۔ جلد ا صفحہ ۲۶۲۔ نوٹ ۳۔ طبع شانزدہم صفحہ ۵۰۰۔ اور فرانسیسی قانون کے لیے کتاب شہادت مصنفہ بانئے حصۂ دوم کتاب دوم۔ طبع دوم۔

قانونِ اتحاد بہ ایرستان سنہ ۱۸۰۱ء کے پہلے وضع ہوا تھا۔ لیکن ایرستان کی پارلیمنٹ
نے قانون ۷ ولیم سوم باب ۱۲ وضع کرلیا ہے۔ جو ذیل کے استثناؤں کے سوا عہ
تمام اہم اجزا میں لفظاً بلفظہٖ قانون انسداد فریب ہی ہے۔ اور اب تک
ایرستان میں نافذ بھی ہے۔ وہ استثنائیں حسب ذیل ہیں:۔
(۱) پہلی دفعہ جو تین سال یا زیادہ کے اجاروں کو فاسد قرار دیتی تھی
منسوخ کی گئی۔ اور اس کے بجائے قانون زمیندار و کاشت کار (ایرستان)
سنہ ۱۸۶۰ء (۲۳ و ۲۴ وکٹوریہ باب ۱۵۴) کو نافذ کیا گیا ہے۔ موخر الذکر کی
دفعہ (۴) کی رو سے سال بسال کی مدت سے کم کے پٹے کے لیے دستاویز
یا تحریر ضروری قرار دی گئی ہے۔ اور (۲) دفعہ (۱۳) جو انگریزی قانون
کی دفعہ ۱۷ (یا ۱۶) کے مطابق ہے منسوخ کی گئی ہے۔ اور اس کے بجائے
قانون بیع اشیا سنہ ۱۸۹۳ء کی دفعہ (۴) نافذ کی گئی ہے۔ یہ انگریزی قانون
کل ممالک متحدۂ امریکا میں بھی بہت ہی تھوڑے اختلاف یا استثنیٰ کے ساتھ

لہ۔ دیکھیے گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۲۶۲ "شرحات" مصنفہ کنٹ Kent's Commentaries,
طبع دوازدہم از ہومس Holmes جلد ۲ صفحہ ۴۹۴۔ جہاں بعض اختلافات کا نوٹس میں ذکر کیا گیا ہے۔
اور کہا گیا ہے کہ اس قانون کا اثر ہمارے (ممالک متحدہ کے) دیوانی علم اصول قانون کے ہر حصے میں
پایا جاتا ہے۔ اور یہ کہ تمام وضع شدہ قوانین میں یہ کئی لحاظ سے نہایت جامع۔ باضابطہ اور اہم
قانونی آئین ہے جس سے ہمارے خانگی حقوق کی حفاظت ہوتی ہے اور "جس کا منشا یہ معلوم ہوتا
ہے کہ اس کے احکام تمام معاہدات کے مضامین پر حاوی ہوں" برخلاف اس کے سر تھیرنے اپنی
بہت ہی مشہور کتاب شہادت سنہ ۱۸۹۸ء میں اس کے متعلق کہا ہے۔ (دیکھیے صفحہ ۱۸۰) کہ "وہ نہایت ہی
جامع۔ لیکن عجیب اور بہت ہی غیر انگریزی قانون سازی یعنی قانون انسداد فریب"۔ اور
سنہ ۱۸۸۳ء میں مسٹر ریڈ (Mr Reid), جو بعد میں اٹارنی جنرل اور پھر لارڈ چانسلر ہوئے۔ کے مسودۂ
ترمیم قانون انسداد فریب کی دوسری خواندگی بغیر کسی مباحثے کے منظور ہو گئی۔ لیکن بحث کے بعد
۴۴ آرا بہ مقابلۂ ۷۴ آرا ہونے کی وجہ سے اس کو تیسری خواندگی میں ناکامی ہوئی۔ دیکھیے ہانسارڈ
جلد ۲۸۲۔ صفحہ ۸۶۲۔ مسودہ نمبر ۲۰۲۔ بابت سنہ ۱۸۸۳ء۔ اور سالیسٹر جرنل "بابت ۱۶ر جون سنہ ۱۸۸۳ء مسودے

نافذ ہے۔ نیز تمام انگریزی نوآبادیات میں بھی۔ تمام انگریزی بولنے والے ممالک میں صرف اسکاٹ لینڈ ہی میں یہ قانون یا اس کی کوئی مرمتہ شکل نافذ نہیں ہے۔ اس کے اثر کے متعلق اس کی تمہید میں اعلان ہے کہ اس قانون کے وضع کرنے میں مقننہ کا مقصد یہ رہا ہے۔ کہ "بہت سے فریبانہ اعمال کا انسداد ہو جن کو دروغ حلفی یا ترغیب دروغ حلفی سے جاری رکھنے کی عام طور پر کوشش کی جاتی ہے"۔ ان کے انسداد کے علاوہ اس قانون نے نہایت ہی وافر طریقے پر حافظے کے لازمی نقائص کو پورا کر دیا ہے اور اس کی کوئی ایسی اہم ترمیم جس کی کافی کامیابی کے ساتھ ایک نہایت ہی ذی اثر شخص کی جانب سے ۱۹۰۳ء میں کوشش کی گئی تھی مناسب نہیں معلوم ہوتی[1]۔

دفعہ ۶۱ : عام طور پر جب قانون پہلے سے مقرر کردہ شہادت کے ضابطے مقرر کرتا ہے تو ان کی عدم پابندی معاملے کے لیے مہلک ہوتی ہے اور کل معاملہ کالعدم ہو جاتا ہے "ضابطے کی عدم پابندی کارروائیوں کو کالعدم کر دیتی ہے"[2]، "قانونی ضابطے لازمی ہوتے ہیں"[3]، قانونی ضابطوں کی صلا۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ میں تحریک کی گئی تھی کہ جب کسی معاہدے کا قانون انسداد فریب کی رو سے تحریری ہونا ضروری ہو۔ تو کوئی فریق مقدمہ جس کے خلاف عدم موجودگی تحریر پر اعتماد کیا جائے۔ دوسرے فریق سے دریافت کر سکتا اور جواب مانگ سکتا ہے کہ کیا کوئی تحریر لکھی گئی تھی۔ اور اس کے شرایط کیا تھے۔ اگر ایسے جواب یا اور طور پر ایسے فریق کے اقبال سے ظاہر ہو کہ ایک معاہدہ تھا جو قانوناً کافی تھا۔ تو ایسے معاہدے کو قانوناً کافی سمجھنا چاہئے۔

[1] پچھلا نوٹ دیکھئے۔ اور طومار دیکھیے کہ دفعہ ۴۔ قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء (جو دفعہ ۱ قانون انسداد فریب کو دوبارہ وضع کرتا ہے) کے اس حکم کا اطلاق کہ دس اسٹرلنگ سے زیادہ مالیتی اشیا کی بیع بذریعہ تحریر ہونی چاہئے۔ اسکاٹ لینڈ میں بھی ہوتا ہے۔ اور انگلستان اور آئرستان میں بھی۔

[2] ۵ کک (۲) الف۔ ۱۲۔ کک ۔۔

[3] ۲ کک ۔۔ ۱ الف۔

پابندی کی جانی چاہیئے[1]" بنتھم سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس کو الٹ دینا چاہیئے۔ اور نتیجہ سخت شبہہ نہ کہ بطلان ہونا چاہیئے[2]۔ لیکن وہ تسلیم کرتے ہیں کہ بعض صورتوں میں بطلان واجبی ہوتا ہے[3]۔ اس سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ زیر غور اصول کو فایدے اور واجبیت کے حدود سے آگے بڑھایا جاسکتا ہے اور اکثر بڑھایا گیا ہے۔ اور اس تمام معاملے کی صداقت و معقولیت کے متعلق سر ولیم ڈیویڈ ایوانس (Sir W. D. Evans) کا حسب ذیل مقولہ بہت جامع ہے[4]۔ "عدالتی یقین کے صحیح معیار مقرر کرنے سے مفاد معاشرہ کو بہت مدد ملتی ہے۔ اگر یہ مقصد عام سہولت کے مطالبات میں بہت زیادہ مداخلت کیئے بغیر حاصل ہوتا ہے۔ جب افعال جو عدالتی تنقیح کے موضوع ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہوں کہ ان کے متعلق سوچ سمجھ کر تیاری ہو سکتی ہے۔ اور ان کے اغراض سے ان کے وقوع کی باضابطہ یادداشت رکھنے کی معقولیت ثابت ہو۔ اور خصوصاً جب وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایسے ہوں کہ ان کے متعلق غلطی یا غلط بیانی ہو سکتی ہو تو معقول طور پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ جن لوگوں کو ان کے محفوظ رکھنے میں دلچسپی ہو۔ وہ ان کو پہلے سے مقررہ اور معینہ طریقے پر کریں۔ یا ایسا کرنے میں غفلت کرنے کی صورت میں ان کا خاص مفاد عام یقین کے اعلیٰ مقاصد کے ماتحت سمجھا جائے۔ لیکن یہ بھی یقینی امر ہے کہ احتیاط کے اس نظام پر ایسے سخت ضوابط کے مقرر کرنے سے جو دیوانی معاملات کے آسانی سے وقوع میں مزاحم اور مکلف ہوں ضرورت سے زیادہ اصرار کیا جا سکتا ہے۔ ان اصولوں کے خاص اطلاقات کو تو قوانین کے ذریعے سے منضبط کرنا چاہیئے۔

---

[1] جنک سنٹ جلد ۱ مقدمہ ۲۲۔ اور جلد ۳ مقدمہ ۴۵۔

[2] "عدالتی شہادت" از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۴۶۷-۴۸۷-۵۱۸۔

[3] ایضاً صفحہ ۴۷۰۔

[4] "شہادت" مصنفہ پوتیے۔ جلد ۲ صفحہ ۱۴۲۔

لیکن بطور ایک عام مقولے کے یہ ظاہر ہے کہ کسی خاص نظام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اتنے ہی یقین اور باضابطگی پر اصرار کرے کہ جس سے سہولت عامہ نظر انداز نہ ہو جائے۔ اور خانگی معاملات میں اتنی آسانی فراہم کرے جو عام یقین و باضابطگی کے خلاف نہ ہو۔ یہ بھی کہنا چاہئیے کہ ان اغراض کے لیے ہر قاعدے کو نہایت درجہ واضح اور صاف ہونا چاہیے۔ اور مقررہ ضوابط کو نہایت احتیاط سے پیچیدگی سے بچانا چاہئیے۔ تاکہ ان سے وہ مضامین جن کی وضاحت کے لیے وہ مطلوب تھے پیچیدہ اور پریشان کن نہ ہو جائیں۔ اور وہ انھیں امور کو تباہ نہ کر دیں۔ جن کی حفاظت کے لیے وہ وضع کئے گئے تھے۔"

صـ۵۲ **دفعہ ۶۲**: غلط فیصلوں سے محفوظ رہنے کے لیے اکثر اقوام کے قوانین نے جو ایک اور طریقہ اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ ان اشخاص کو گواہی کے ناقابل ٹھیرایا ہے۔ جن کی گواہی یا تو امر نزاعی میں ذاتی غرض کی وجہ سے یا کسی اور علانیہ سبب سے غالباً ناقابل اعتبار ہوتی ہے۔ یہی رومن قانون دانوں کا "گواہوں پر اعتراض" ہے جو ان کے جج پر اعتراض سے جدا ہے۔ اور جس کو ہمارے قانون میں "ناقابلیت گواہان" کہتے ہیں۔ لیکن عصر جدید میں اس کی مصلحت پر بہت شبہ کیا گیا ہے۔ شدت سے حملے بھی کئے گئے ہیں۔ اور مسئلے کے دونوں پہلوؤں پر بہت کچھ کہا اور لکھا بھی گیا ہے[۱]۔ شاید اس امر کے متعلق صحیح نقطۂ نظر یہ ہے کہ اصول استرداد کو۔ کم سے کم عام طور پر پہلے سے مقرر کردہ شہادت تک محدود رکھنا چاہئیے۔ شہادت کی نامنظوری اور گواہوں کی نامنظوری میں بہت بڑا فرق ہے۔ شہادت بجا طور پر نامنظور کی جا سکتی ہے۔ جب کہ وہ اتنی بعید ہو کہ عدالتوں کو اس پر عمل

لہ۔ عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم جلد ۱ صفحات ۳ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ تا ۲۴۵ اور کتاب ۹ حصۂ سوم "شہادت" مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۳۴۲ تا ۱۳۴۴ "شہادت" مصنفۂ فلپ "ایاس صفحات ۲۴ تا ۲۹" "کتاب شہادت" مصنفۂ باتنے دفعات ۲۲۵ و بعد۔ طبع دوم۔

کرنے کی اجازت دینا۔ انھیں خطرناک اور غیر دستوری اختیارات دینا ہوتا ہے یا جب کہ اس کے بجائے اصلی ہونے کے مکسوبی ہونے کی وجہ سے اس کے پیش کرنے ہی سے ظاہر ہو کہ بہتر شہادت کو فریبانہ پیش نہیں کیا گیا ہے۔ یا جب کہ اس کا افشا مصلحت عامہ کے خلاف ہو۔ لیکن کسی واقعے کے اتفاقی گواہوں کی گواہی ـــــ یعنی ایسے اشخاص کی گواہی جنھوں نے اس کو اتفاقی طور پر دیکھا ہو ـــ ان عنوانات میں سے کسی کے تحت نہیں آتی۔ ایسے گواہ شہادت کے اصلی معدن ہوتے ہیں۔ اور ان کی گواہی کو ناقابل ادخال ٹھیرانا بہت سی صورتوں میں امر نزاعی پر تمام ممکنہ شہادت کو ناقابل ادخال ٹھیرانا۔ اور خوف سزا کو باقی نہ رکھ کر بے ایمانی فریب اور جرم کو فروغ دینا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ امر نزاعی میں ذاتی غرض ہونے۔ یا دیوانگی۔ بے دینی۔ سابقہ بداعمالی وغیرہ کی وجہ سے ان کی شہادت غالباً ناقابل اطمینان ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مضمون کی جو حد بھی مقرر کی جائے وہ لازمی طور پر حد درجہ بے قاعدہ ہوگی۔ یہ ممکن نہیں کہ پیش از پیش ان تمام وجوہات کو شمار کر دیا جائے جو لوگوں کے دلوں کو منحرف یا متعصب کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ سچ کو جھوٹ اور ناقص کر دیتے ہیں۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ ہر انفرادی صورت یا ہر خاص شخص کے معاملے میں ان وجوہات کے اثر کا اندازہ کیا جا سکے۔ لیکن پہلے سے مقرر کردہ شہادت کی بات دوسری ہے۔ اس میں فریقین اپنے گواہ منتخب کر سکتے ہیں۔ ایسے فریقوں سے قانون بجا طور پر کہہ سکتا ہے کہ اس مقصد کے لیے تم ایسے اشخاص منتخب کرو جو اپنی حیثیت۔ پیشہ اور عادات کے لحاظ سے معمول سے زیادہ ذہانت۔ علم و اعتبار کے حامل ہوں۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو تم ہی نتائج کے ذمہ دار ہو گے ـــ یہ سب قدرتی اور منصفانہ ارتقا ہے ایک بڑے اصول کا ـــ جو انگریزی قانون میں بنیادی
ص۵۳ حیثیت رکھتا ہے ـــ اور جس کی رو سے بہترین شہادت کو پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور جو اس لئے بھی بہتر ہے کہ اس سے شاذ و نادر ہی کوئی ضرر یا تکلیف پہنچتی ہے۔[1]

[1] اس مضمون پر دیکھئے نیچے دفعہ ۵۴۔

دفعہ ۶۳ : لیکن قابل اعتبار شہادت حاصل کرنے میں اس طریقے کی حقیقی وقعت گو کچھ ہو۔ اس کے نقصانات بے اندازہ رہے ہیں۔ رومن اور کلیسائی قانون میں ان اشخاص کی فہرست جو شہادت دینے کے ناقابل تھے۔ اتنی طویل تھی کہ اگر قواعد اخراج میں ترمیم نہ ہوتی۔ اور ان سے حیلوں کے ذریعے سے گریز نہیں کیا جاتا۔ تو پھر یہ سمجھنا دشوار ہوتا کہ باوجود فریقین بروہم سوالات کے احتسابی طریقہ اور فیصلہ کن اور اتمامی قسموں کی خطرناک مدد کے دادرسی کس طرح کی جاتی تھی[1]۔ اور انھیں ترمیموں اور حیلوں کی وجہ سے ایک اور بڑی خرابی پیدا ہو گئی جس کا ذکر ہم ابھی کریں گے[2]۔ بعض صورتوں میں پوری جماعتوں کو ناقابل ادائی شہادت کر دیا جاتا تھا۔ اور یہ ان کی صداقت کی کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ مقصد یہ ہوتا تھا کہ یا تو جرایم کی سزا اس طرح بھی دی جائے یا بعض سیاسی اور مذہبی رایوں کی بےحرمتی کی جائے۔ اس کی بہترین مثال یونانی شہنشاہ کے اس مشہور فرمان میں ملے گی جس کی رو سے بت پرستوں۔ شیطان پرستوں۔ اور بعض دوسرے فرقوں کے اراکین کو کسی بھی حالت میں گواہی دینے کے ناقابل ٹھیرایا گیا تھا اور ملحد و یہودی صرف انھیں مقدمات میں گواہی دے سکتے تھے۔ جن میں ملحد و یہودی ہی فریق ہوتے تھے۔ اور یہ لوگ راسخ الاعتقاد عیسائیوں کے خلاف شہادت نہیں دے سکتے تھے۔ سوائے خاص صورتوں کے

---

[1] دیکھیے "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰۔ مقدمۂ قانون روما مصنفہ ہیو بیرس کتاب ۲۲۔ عنوان ۵۔ ہینکس بریا نڈکٹس فقرہ ۵۔ دفعات ۱۳۶ تا ۱۴۰۔ قوانین کلیسا از ڈیوش کتاب ۳۔ عنوان ۹۔ دفعات ۱۲ و مابعد طبع پنجم۔ قوانین پوپ گریگوری نہم۔ کتاب ۲ عنوان ۲۰۔ بائنے اپنی تصنیف کتاب شہادت دفعات ۱۲۵ اور مابعد میں یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ قدیم قانون روما میں گواہوں کو شاذو نادر مسترد کیا جاتا تھا۔ اور یورپ میں جو پیچیدہ نظام قائم ہو گیا تھا۔ وہ زیادہ تر ازمنۂ وسطیٰ میں ہوا تھا۔

[2] دیکھیے نیچے دفعہ ۴۷۔

جن میں ضرورت کی وجہ سے مجبوری ہوتی تھی[1]۔ ایسے ہی اصولوں کی کلیسائی قانون میں بھی حکمرانی تھی[2]۔ اور یہ قانون بھی جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے عیسائی مذہب سے خارج کردہ اشخاص کی گواہی کو نامنظور کرتا تھا۔ کم سے کم جبکہ وہ راسخ الاعتقاد عیسائیوں کے خلاف دی جاتی تھی[3]۔ بعض وقت پوری نسلوں اور قوموں کو بھی اخراج کے دائرے میں لایا گیا ہے۔ مثلاً جزائر غرب الہند[4] اور ممالک متحدۂ امریکا کی بعض مملکتوں[5] میں۔ جہاں ایک حبشی غلام کی شہادت، آزاد شخص کے خلاف ناقابل ادخال تھی۔ اور ہندوستان[6] میں جہاں کسی ہندو کی شہادت مسلمان کے خلاف نہیں سنی جاتی تھی۔ اور مملکت الاباما کے حسب ذیل قانون نے جو سنہ ۱۸۵۲ء جیسے حال کے زمانے میں نافذ ہوا۔ اس معاملے کو اور بہت آگے بڑھا دیا۔ "سب حبشی ملاٹے یا ہندی اور مخلوط نسل کے تمام اشخاص جو تین پشت تک کسی حبشی یا ہندی اسلاف ص۵۲ کے اخلاف ہوں۔ چاہے ہر پشت میں ایک جد۔ غلام یا آزاد۔ سفید آدمی ہو۔ سوائے ایک دوسرے کے مقابلے کے کسی دیوانی یا فوجداری مقدمے میں گواہ نہیں ہو سکیں گے[7]۔ گو اس خصوص میں انگریزی قانون میں کبھی اتنی

---

[1] مجموعۂ قانون روما کتاب ۲۲ عنوان ۵ بسطر ۲۱۔

[2] اصول قانون کلیسائی از لانسی لوٹس کتاب ۳۔ عنوان ۱۴۔ دفعہ ۱۹۔ Ayliffe's Pare gon صفحہ ۴۴۔ اصول قانون کلیسائی کتاب ۳ عنوان ۹۔ دفعہ ۱۳۔ juris Cononici Angliconi,

[3] ایضاً مقام محولہ پر۔

[4] قانون دیوانی از براؤن Browne's Civil Law, جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ نوٹ طبع دوم "سینٹ ونسنٹ کے نوآبادیانہ قواعد عمل مصنفۂ شیپرڈ Shephard's Colonial Practice of St. Vincent صفحہ ۲۹۔

[5] شہادت مصنفۂ ایپل ٹن ضمیمہ ۲۷۱۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ تا ۲۷۸۔

[6] رپورٹس عدالت فوجداری از آربٹ ناٹ صفحہ ۱۔ اور مقدمہ صفحہ ۲۲ "شہادت از گڈایو صفحہ ۱۱۳ (Goodeve, Evid.)

[7] "شہادت" مصنفۂ ایپل ٹن Appleton, Ev ضمیمہ صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶۔

افراط و تفریط نہیں ہوئی ہے جتنی کہ اکثر دیگر ممالک کے قوانین میں ہوئی ہے۔ تاہم پہلے ہمارے قانون میں بھی شہادت دینے کی ناقابلیت کے وجوہات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ عصر جدید میں ججوں کے فیصلہ جات اور مقننہ کی مداخلت سے ان میں بہت کمی کردی گئی ہے[1]۔

دفعہ ۶۴: اس اصول کا ایک نہایت ہی عجیب اور نہایت ہی لغو اطلاق مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی گواہی کو نامنظور یا کم از کم اس کو شبہے کی نظروں سے دیکھنا تھا۔ جوسیفس (Josephus) نے ذیل کے قانون کو حضرت موسیٰ (Moses) سے منسوب کیا ہے: "عورتوں کی گواہی نہ سنو کیونکہ وہ تلون مزاج اور بے باک ہوتی ہیں[2]" یہ ایسا قانون ہے جو توراۃ کے مشکوک حصے کا قانون معلوم ہوتا ہے[3]۔ اور جو اگر صحیح بھی ہو تو عالمی اطلاق نہیں رکھ سکتا۔ دھرم شاستر بھی اگر قطعی طور پر نہیں تو عام طور پر ان کی شہادت نامنظور کرتی تھی[4]۔ اسی طرح شرع شریف بھی زنا کے الزامات اور بعض دوسرے مقدمات[5] میں ان کی گواہی کو مسترد کرتی تھی۔ اور یہ محض ایشیائی خیالات نہیں تھے۔ قدیم قانون روما گو ان کی گواہی کو عام طور پر قبول کرتا تھا لیکن بعض صورتوں میں

---

[1] ناقابلیت گواہان پر دیکھئے نیچے دفعات ۱۳۲ تا ۱۹۵۔

[2] Joseph Antiq. Jadiac. کتاب ۴ باب ۸ نمبر ۱۵۔

[3] توراۃ کی پہلی پانچ کتابوں (Pentatench) کے الہامات۔ اور ان کی اس مضمون پر پُر معنیٰ خاموشی سے بھی قطع نظر اس قانون کا طرز حضرت موسیٰ کے طرز سے بالکل علیحدہ ہے۔

[4] دیکھئے مثلاً Deut (داؤد) ۲۱۔ ۱۸ تا ۲۱ حضرت سلیمان بھی اپنے مشہور فیصلے میں (۱ سلاطین ۳۔ ۱۶۔ اور بعد) عورتوں کی گواہی سننے میں کوئی دشواری پیدا کرتے نظر نہیں آتے ہیں۔

[5] پوتی کا ترجمہ دیکھئے باب ۳ دفعہ ۸۔ جو ہالہڈ کے مجموعۂ دھرم شاستر میں مذکور ہے۔ اور "شہادت" مصنفہ گرلیف، ۸

[6] دیکھئے "تاریخ زوال و اختتام سلطنت روما" مصنفہ گبن باب ۵۰۔ ہدایہ مترجمہ ہاملٹن (Hamilton) جلد ۲ صفحہ ۴۰۲۔ شرع شریف مصنفہ میکناٹن (Macnaghten) ۱۶۔ اور پولیس فوجداری عدالت

اس کو مسترد بھی کرتا تھا[1]۔ از منۂ وسطیٰ کے یورپی ملکی اور کلیسائی قوانین نے ان کی
ناقابلیت میں اور بھی اضافہ کر دیا[2]۔ ماسکارڈس[3] (Mascardes) کہتے ہیں کہ
"عام طور پر عورتوں پر پورا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بے ایمانی۔ فریب
اور مکاری پر آمادہ رہتی ہیں"۔ اور لانسی لوٹس (Lancelottus) نے اصول
قانون کلیسائی[4] (Institution. juris canonici) میں نہایت ہی واضح الفاظ
میں قرار دیا ہے۔ کہ عام قاعدہ یہ ہے کہ عورتیں گواہ نہیں ہو سکتی ہیں۔ اور مـ۵۵
اس نے ورجل (Vergil) کے اس قول کو نقل کیا ہے کہ "عورتیں متلون مزاج
اور بے وفا ہوتی ہیں[5]"— یہ ایک ہی مثال نہیں ہے جس میں شاعری کی مدد
ایسے مقولات اور قوانین کے جواز کے لیے لی گئی ہے۔ جو عقلاً قابل تسلیم
نہیں ہوتے ہیں — یہ امر کہ یہ قواعد بھی ان نظامات کے دوسرے قواعد
کی طرح کافی لچکدار تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کے بہت سے استثنا تھے
آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے[6]۔ لیکن ہمارے زمانے کے ایک قابل فرنچ مقنن
کی تصنیف ذیل کے ایک تراشے سے ظاہر ہو گا کہ یہ اصول کتنے طویل
عرصے تک بر یورپ میں قائم رہا[7]" چارلس ششم (Charles vi) (فرانس)
کے فرمان صادرہ ۱۵ ر نومبر ۱۳۹۴ء کی رو سے عورتوں میں گواہی دینے کی

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ از اربتھ ناٹ (Arbuthnot's Reports of Foujdaree Udalut) صفحہ ۲۔

[1] ۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ سطر ۱۰۔

[2] "ثبوت قلعی" از ماسکارڈس ۳ ۷۶۳ تا ۷۶۵۔ اصول قانون کلیسائی مصنفہ لانسی لوٹس کتاب ۳ عنوان ۱۴۔
دفعات ۱۴ و ۱۵۔ فرامین گرائیشن حصہ ۲۔ وجہ ۳۳۔ سوال ۵۔ فقرہ ۱۱۔ نیز دیکھئے جیکس بر پانڈکٹس حصۂ چہارم دفعہ ۱۲۷ ۔ (۲)

[3] ثبوت قلعی از ماسکارڈس صفحہ ۷۶۳۔ نوٹ ۲ و ۳۔

[4] کتاب ۳ عنوان ۱۴۔ دفعات ۱۴ و ۱۵۔

[5] اینیڈ ۴۔ ۵۶۹ — ۵۷۰۔

[6] دیکھئے ماسکارڈس مقام مذکور۔

[7] کتاب شہادت مصنفہ ہانئے دفعہ ۳۴۳ طبع دوم۔

قابلیت تسلیم کئے جانے کے باوجود ایک طویل عرصے تک ان کی شہادت مردوں کی شہادت کے مساوی نہیں سمجھی گئی۔ برونو (Bruneau) اگرچہ مڈام ڈی سادینی (Mde. Savigné) کا ہم عصر تھا۔ لیکن اسے ۱۶۸۶ء میں یہ لکھتے ہوئے کچھ پس و پیش نہ ہوا کہ تین عورتوں کے اظہار دو مردوں کے مساوی ہوتے ہیں۔ برن (Berne) میں ۱۸۲۱ء تک اور کیانٹن واڈ (Canton of Vaud) میں ۱۸۲۴ء تک ایک مرد کی گواہی کے مقابلے میں دو عورتوں کی گواہی ضروری تھی۔ ہم ان چھوٹے فرقوں کا ذکر نہیں کریں گے۔ جن سے یہ نظام پیچیدہ ہوگیا تھا۔ مثلاً ایک اصول یہ تھا کہ باکرہ بیوہ سے زیادہ اعتبار کی مستحق ہے۔ اصول قانون کلیسائی مصنفہ ڈیوٹس[۱] (Institutiones Canonicae of Devotus) کی اس طباعت میں جو پیاریس میں ۱۸۵۲ء میں ہوئی یہ امر واضح مذکور ہے کہ سوائے چند خاص صورتوں کے عورتیں فوجداری مقدمات میں گواہی دینے کے قابل نہیں ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں بھی اٹھارھویں صدی کی ابتدا تک کثیر التعداد صورتوں[۲] میں جنس لطیف گواہی کے کٹہرے سے خارج کرنے کا سبب اور ۱۸۶۸ء تک دستاویزات کے گواہ بننے کی نااہلیت کا باعث تھی۔ لیکن قانون اجماع حقیت اراضی اسکاٹ لینڈ ۱۸۶۸ء (۳۱ و ۳۲ وکٹوریہ باب ۱۰۱) کی دفعہ ۱۳۹ کی رو سے قرار دیا گیا ہے کہ:-

"ہر عورت جو چودہ سال یا زیادہ کی ہو۔ اور کسی قانونی نااقابلیت کے تابع نہ ہو۔ اس قابل ہوگی کہ کسی دستاویز کی اسی طرح گواہ بنے۔ جس طرح کہ اسی عمر کا کوئی مرد شخص گواہ بن سکتا ہے۔ اگر وہ کسی قانونی نااقابلیت کا تابع نہیں ہوتا اور موجودہ

[۱] کتاب ۳ عنوان ۵ دفعہ ۱۴۔

[۲] "تعزیرات اسکاٹ لینڈ" مصنفہ ہیوم جلد ۲ صفحہ ۳۳۹ و ۳۴۰ "تعزیرات اسکاٹ لینڈ" مصنفہ برنٹ ۳۸۸ و ۳۹۰ "اسٹیٹ ٹرائلس" از ہوول (Howell's State Trials) جلد ۲۰ صفحہ ۴۴ نوٹ۔

قانون باطل کے تحت گواہ بن سکتا ہے۔ اور اس امر کی اجازت
نہیں ہوگی کہ کسی بھی نوعیت کی کوئی سند۔ انتقال نامے تحریریا
دستاویز سے چاہے وہ اس قانون کے پہلے تکمیل پائی ہو یا بعد
اس بنا پر انکار کیا جا سکے کہ اس کی دستاویزی گواہ کوئی عورت تھی"

ہمارے قدیم انگریزی قانون دان عورتوں کی شہادت کو اس بنا پر نا منظور کرتے تھے کہ وہ کمزور ہوتی ہیں[1]۔ سر ایڈورڈ کاک (Sir Edward Coke) نے چارلس اول کے عہد حکومت میں بغیر کسی کے اختلاف کئے یا برا سمجھے کے اس طرح لکھا ہے کہ "بعض صورتوں میں عورتیں کلیۃً شہادت دینے سے محروم کی گئی ہیں۔ مثلاً کسی شخص کو بدمعاش[2] ثابت کرنے کے لیے۔ کیونکہ عورتوں کی شہادت مردوں کی حیثیت قانونی ثابت کرنے کے لیے ناقابل ادخال ہے" بہت ہی قدیم زمانے میں ان کی گواہی کسی بچے کے زندہ پیدا ہونے کو ثابت کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ اور اس امر کے متعلق[3] ان کی گواہی کی وجہ سے کوئی شخص کسی حقیت کا مستحق نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ان کی گواہی سے[4] عدالت دورہ کنندہ کے اجلاس کے لیے جوری کے طلبناموں کو ثابت کیا جا سکتا تھا

صفحہ ۵۶

دفعہ ۶۵ : غلط فیصلوں سے محفوظ رہنے کا ایک بہت ہی صاف

---

[1] مختصر از فٹز ہربرٹ۔ باب جاگیری غلامی Fitz. Abr. villenage. صفحہ ۱۳۔ مختصر از بروک باب گواہی (Bro. Abr. Testmoignes) صفحہ ۳۰۔

[2] کک برٹلٹن صفحہ ۶ ب۔

[3] حسب مختصر مصنفۂ فٹز ہربرٹ باب جاگیری غلامی صفحہ ۳۱۔ مختصر بروک باب گواہی صفحہ ۳۰۔ جو ۱۴ ایڈورڈ اول کے ایک مقدمے کا ذکر کرتے ہیں۔ برٹن باب ۳۱۔ ۱۳ ایڈورڈ سوم میں یارک کی عدالت دورہ کنندہ کا ایک مقدمہ جس کا فٹز ہربرٹ نے جاگیری غلامی میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

[4] کک برٹلٹن از ہارگریف ۲۹ ب نوٹ ۵۔

[5] کک برٹلٹن ۱۵۸ ب۔

وصریح طریقہ یہ ہے کہ تعدد گواہان کو ضروری قرار دیا جائے۔کیونکہ ان کی شہادت کے باہمی اختلافات کی وجہ سے ایک جھوٹے قصے کے جھوٹے ثابت ہونے کا بڑا موقع پیدا ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اگر ان گواہوں پر ہوشیاری سے اور ایک دوسرے کی سماعت سے باہر سوالات کئے جائیں[1]۔ لیکن گو یہ قاعدہ ان ممالک کے لیے جہاں جھوٹ اور دروغ حلفی اتنے عام ہوں کہ شکل سے جرم سمجھے جاتے ہوں[2]۔ اور دوسرے مقامات کے لیے بھی بعض اہم اور خاص نوعیت کے مقدمات میں کتنا ہی مفید و باضابطہ ثابت ہوا ہو۔ وہ یقیناً علم اصول قانون کے کسی اصول پر مبنی نہیں ہے۔ اور جہاں کہیں اس کو ایسا سمجھا گیا ہے۔ اس کے ذیل میں ہزاروں خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں[3]۔

دفعہ ۶۶ : حضرت موسیٰؑ کے قانون (توراۃ) کی رو سے بعض فوجداری

---

[1] اس اصول کا ایک مشہور اطلاق قصۂ سوسنا اور شیوخ ہے۔ جو توراۃ کے مشکوک حصے میں مندرج ہے۔

[2] اس تصویر کو دیکھئے جو سسرو نے فلاکس (Flaccus) کی جانب سے تقریر کرتے ہوئے یونانیوں کی اس امر میں بدکاری کی کھینچی ہے۔ بنتھم "عدالتی شہادت" جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۹ میں کہتے ہیں کہ بعض ممالک میں ہر امر پر گواہی دینے والے گواہوں کے ایک قسم کے داخلہ گھر یا دفاتر اندراج ہوتے تھے۔ اسی طرح جس طرح لندن میں خانگی نوکروں یا مختلف پیشوں کے مزدوروں۔ یا اطالیہ میں قاتلوں کے ہوتے ہیں۔ ایرستان کے متعلق ایک زمانے میں یا تو مذاق سے یا دراصل مشہور تھا کہ وہاں پیشہ ور گواہ ہوتے ہیں جو نشانی کے لیے اپنے جوتوں میں گھاس کے تنکے لگا لیتے ہیں ترکی حکومت میں بھی یہ عام طور پر معلوم تھا کہ گواہی دینے کا پیشہ بھی کم سے کم اتنی ہی مرفہ الحالی کے ساتھ موجود ہے جتنا کہ کوئی اور پیشہ" ازمنۂ وسطیٰ میں یورپ کے اخلاق کا اس امر میں نہایت درجہ خراب ہونا بہت ہی معروف امر ہے۔ اور تمام روایتیں اس امر پر متفق ہیں کہ مشرقی ممالک میں سخت دروغ حلفی اب بھی نہایت عام ہے" ہندوستان کے متعلق 'شہادت' مصنفہ گڈایت صفحہ ۲۳۰ دیکھئے۔

[3] دیکھئے نیچے دفعہ ۶۹ اور بعد۔

مقدمات میں۔ اور انجیل کی رو سے بعض کلیسائی امور میں دو گواہ ضروری تھے۔ اس سے رومن اور کلیسائی فقہا (کم سے کم موخر الذکر) نے یہ نتیجہ نکالا کہ تمام دیوانی اور فوجداری مقدمات میں گواہوں کی یہ تعداد حکم الٰہی کی رو سے ضروری ہے[1]۔ شاہنشاہی مجموعۂ قانون روما کی یہ عبارت تھی کہ "ہم صاف طور پر حکم دیتے ہیں کہ جو جواب کہ ایک گواہ پر موقوف ہو نہ سنا جائے۔ گو عدالت عالیہ میں اس گواہ کی ممتاز حیثیت ہو"[2] "یہ یقینی ہے کہ جو امر صرف ایک گواہ پر موقوف ہو۔ اور دوسرے قانونی امور سے اس کی تصدیق نہ ہوتی ہو کچھ وقعت نہیں رکھتا ہے"[3]۔ اور کلیسائی فرامین کا متن اس طرح حکم فرماتا ہے کہ[4] "اگرچہ بعض مقدمے ایسے ہیں کہ جن میں دو سے زیادہ گواہ ضروری ہوتے ہیں۔ لیکن ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کا صرف ایک کی گواہی پر تصفیہ ہو سکے گو وہ گواہ قابل ہو" بعض وقت دو گواہ بھی ناکافی تھے۔ شہنشاہی قانون کی رو سے بعض رقومات کی ادائیوں کو ثابت کرنے کے لیے پانچ گواہ ضروری تھے[5]۔ اور کلیسائی قانون بعض وقت مکمل ثبوت کے لیے پانچ سات یا اس سے بھی زیادہ گواہوں کو ضروری قرار دیتا تھا[6] اور کلیسائی عہدہ داروں کے خلاف الزاماتِ جرایم ۵۵

[1] دیکھئے نیچے دفعہ ۵۹۶۔
[2] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۹ دفعہ ۱۔
[3] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۴۔ بانئے نے اپنی کتاب شہادت دفعہ ۴۱۳ طبع دوم میں ایک قابلانہ بحث سے ثابت کیا ہے کہ یہ اصول رومن علم اصول قانون میں بعد کی شاہنشاہی تک قایم نہیں ہوا تھا۔ اور یہ کہ اس کا ماخذ شہنشاہ قسطنطین کا ایک فرمان ہے مجموعۂ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۹ دفعہ ۱ کے متعلق بانئے کا خیال ہے کہ اس نے اس امر کو جو پہلے احتیاط اور مشورہ کے لیے مقرر کیا گیا تھا قانون بنا دیا۔ اس مضمون پر نیز دیکھئے مقدمۂ قانون روما کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۔ اور نیچے دفعہ ۵۹۶ از ہیو بیرس۔
[4] کلیسائی فرامین گریگوری نہم کتاب ۲ عنوان ۲۰ باب ۲۳۔
[5] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۱۸۔
[6] ضمیمۂ قانون کلیسائے انگلشیہ" از ولیف Ayl. Par. Jur. Can. Angl. صفحہ ۴۴۲۔ شہادت

کو ثابت کرنے کے لیے جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس پر مشکل سے یقین کیا جا سکتا ہے۔[1] حضرت محمد صلعم کے قانون کی رو سے الزام زنا پر کسی عورت کو چار مردوں کی گواہی سے مجرم قرار دیا جا سکتا تھا۔[2] اور اسی قانون کے متعلق آپ کے خلیفہ حضرت عمر رضؓ نے قرار دیا کہ تمام قرائنی شہادت گو وہ کیسی ہی قوی اور یقینی ہو بے اثر ہے اور یہ کہ چار مرد گواہوں کا اس فعل کو اس کے

ص۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ از گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۲۶۰۔ الف نوٹس طبع شانزدہم۔ مقدمہ ایوانس بنام ایوانس۔ کلیسائی رپورٹس از رابرٹس جلد ۱ صفحہ ۱۷۱۔

[1] فارٹسکیو نے اپنی کتاب "قابل تعریف قوانین انگریزی" Fortescue, Treatise de Land. leg. Angl. باب ۲۲ میں (جو عہد اصلاح سے پہلے لکھی گئی تھی) "مجلس عام کے ایک قانون کا ذکر کیا ہے جس میں احتیاط کی گئی تھی کہ کارڈینلس کو الزام جرائم پر سزا نہ دی جا سکے۔ جب تک کہ بارہ گواہوں کی شہادت ان کے خلاف نہ ہو جائے" واٹرہاؤس (Waterhouse) نے فارٹسکیو کی شرح میں صفحہ ۴۰ پر کہتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے ہیں کہ یہاں کس مجلس کی طرف اشارہ ہے۔ اور نہ وہ اس کو دریافت کر سکے۔ لیکن وہ روما کے عہد سلویسٹر (Sylvester) کی دوسری مجلس جس کا ذکر "مجالس بنی یس" (Concilia of Binius) جلد اول صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۶ میں ذکر ہے حوالہ دیتے ہیں۔ اس کتاب کے باب سوم میں لکھا ہے کہ "اسقف کو سزا نہیں دی جا سکتی جب تک کہ ۷۲ گواہ نہ ہوں۔ اور اسقف اعظم کو تو عدالت میں کھینچا ہی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ تحریر یہی ہے۔ شاگرد اپنے استاد سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ نیز کسی پادری کو مجرم نہیں ٹھیرایا جا سکتا جب تک کہ ۴۴ گواہ نہ ہوں۔ نہ روما کی کسی عدالت اسقف سے تعلق رکھنے والے ڈیکن کو جب تک کہ ۳۶ گواہ نہ ہوں۔ ایک ماتحت ڈیکن۔ اکولایٹ۔ جھاڑ پھونک کرنے والے قاری انجیل یا بیاہے شخص کو جو تبلیغ عیسائیت میں مشغول ہو۔ جب تک کہ (۷) گواہ نہ ہوں۔" نیز قوانین ہنری اول باب ۵ میں ذیل کا فقرہ ہے "اسقف کو مجرم نہیں ٹھیرانا چاہئے جب تک کہ ۷۲ گواہوں کی شہادت نہ ہو۔ اور اسقف اعظم کو عدالت میں کھینچا ہی نہیں جا سکتا۔ بڑے پادری کو سوائے ۴۴ گواہوں کی گواہی کے مجرم نہیں ٹھیرایا جا سکتا۔ اور نہ بڑے ڈیکن کو ۲۶ سے کم گواہوں کی گواہی پر۔ اور نہ ماتحت ڈیکن اور اس سے چھوٹے درجے کے پادریوں کو سات سے کم گواہوں کی گواہی پر۔ اور نہ بڑے درجے کے لوگوں پر نیچے کے درجے کے پادری کوئی الزام لگا سکتے ہیں۔"

[2] تاریخ زوال و انصرام سلطنت روما" باب ۵۰۔ نیز دیکھئے "شہادت" مصنفہ گڈ لیف صفحہ ۱۱۳۔

لغوی معنوں میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے"[1]

دفعہ ۶۷: لیکن شہادت چونکہ بلاواسطہ ہونے کے علاوہ قراینی بھی ہوتی ہے۔ یہ نظام ناقص ہوتا اگر ان قرائن کی بھی جو سزا دہی کے لیے ضروری ہوں ٹھیک ٹھیک صراحت نہیں کردی جاتی۔ اسی لیے رومی قانون کے بعض علما کے نزدیک کم سے کم تین قیاس ضروری تھے۔ لیکن اگر یہ بہت ہی قوی ہوتے تو اس صورت میں دو کافی سمجھے جاتے تھے[2]۔ آسٹریا کی مقننہ نے ۱۸۳۳ء میں ایک قانون کے ذریعے سے قراین کی بنا پر تمام سزاؤں کو ممنوع قرار دیا تھا۔ جب تک کہ کم سے کم تین قراین نہ ہوں۔ یہ قانون اب منسوخ کردیا گیا ہے۔ لیکن بیہودگی کی معراج تو اس مجموعۂ قانون میں ہوئی ہے جو حال حال تک باویریا میں نافذ تھا۔ یہ بیان کرتے ہوئے کہ مجرمانہ قراین تین قسم کے ہوتے ہیں ــــ یعنی فعل سے مقدم مثلاً تیاریاں۔ دھمکیاں وغیرہ فعل کے ہمعصر مثلاً قتل انسان میں جب کہ نعش کے قریب ملزم کا کوئی ہتھیار پایا جائے۔ اور فعل سے متاخر۔ مثلاً انصاف سے فرار۔ اور گواہوں کو جھوٹی شہادت دینے کی ترغیب دینے کی کوشش وغیرہ ــــ باویریا کی مقننہ نے حکم دیا کہ ہر قسم کے بعض قراین ثابت کئے جائیں[3]۔

دفعہ ۶۸: بلاشبہ علم اصول قانون کی کوئی شاخ ایسی نہیں ہے۔ جس کے اصولوں کا اتنا برا استعمال کیا گیا ہو اور ان کو ان کے جائز حدود سے اتنا آگے بڑھایا گیا ہو جتنا کہ عدالتی شہادت کے اصولوں کو خاص کر

---

[1] گبن مقام مذکورہ پر۔

[2] کتاب شہادت مصنفۂ بانئے دفعہ ۲۳، طبع دوم۔

[3] آسٹریا و بیویریا کے قانون سے متعلق جو بیانات یہاں لکھے گئے ہیں وہ بانئے کی کتاب شہادت سے لیے گئے ہیں۔ دفعات ۲۳، ۲۶، ۲۷۔ طبع دوم۔

اس کے اخراجی قواعد کو۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ اگلے زمانے میں یہ قاعدے نسبتاً کم سمجھے گئے تھے ـــ کیونکہ قانون کے اصلی حصے اس کے اضافی حصوں کی نسبت کرتے پہلے کمال کو پہنچ جاتے ہیں ـــ اور کچھ اس لیے کہ شہادت کے مصنوعی قاعدے ان افعال کے لیے جن کا روکنا مقصود نہیں ہوتا۔ لیکن جن کو جائز کردینا غیر محفوظ اور بدنامی کا باعث ہوتا ہے۔ اچھی سپر کا کام دیتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں فعل کو ممنوع قرار دینا۔ لیکن اس کے ثبوت کے لیے ایسی عجیب شہادت کو ضروری قرار دینا جو بلحاظ کمیت یا کیفیت ایسی ہو کہ ثبوت جرم عملاً ناممکن ہو جائے۔ خراب قانون سازی کا آسان حیلہ ہوتا ہے۔ صہ۵۹

اس مقدمے کے دوران میں عدالتی شہادت کے بعض بیجا استعمال کا ذکر کردیا گیا ہے۔ اب ہم صرف دو امور کی جانب توجہ دلائیں گے۔ جو بلحاظ اپنی وسعت۔ رواج اور تمام عدالتوں خصوصاً مستقل نوعیت کی عدالتوں کے لیے خطرہ ہونے کی وجہ سے خاص توجہ کے محتاج ہیں۔

دفعہ ۶۹: ان میں سے پہلے کا ماخذ۔ ذہن انسانی کے ردّعمل اور اپنے پر پلٹ جانے کا وہ رجحان ہے۔ جس کی وجہ سے وہ حصول مقصد کے ذرائع کو خود مقصد سمجھ لیتا ہے۔ زیر غور مضمون سے متعلق اس کا اظہار یقین کے مصنوعی گویا میکانکی نظام کے وضع کرنے میں ہوتا ہے۔ جس میں یقین آلات شہادت کی ایک خاص تعداد پر موقوف ہوتا ہے۔ اور جس کو بانئیر[1] نے اپنی کتاب شہادت (Bonnier, Traite des Preuves) میں نہایت صداقت و قوت کے ساتھ ایسے "نظام" سے موسوم کیا ہے۔ جس میں "بجائے اس توازن کو دیکھنے کے جو جج کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ گواہوں کی تعداد کو دیکھا جاتا ہے"۔ اس کی بہترین مثال

[1] دفعہ ۱۰۰ طبع دوم۔

بر یورپ میں قانون روما اور کلیسائی قانون کے عمل سے ملتی ہے۔ اور اس کو ممتاز فرانسیسی قانون داں نے جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح بیان کیا ہے[1]: "شہادتی ثبوت کے جن فنی قواعد کو ازمنۂ وسطی کے علما نے وضع کیا یا کم سے کم ترقی دی۔ وہ دو قسم کے تھے۔ بعض قانونی یقین کے وجود کے لیے قطعی طور پر یقینی شرائط کو ضروری قرار دیتے تھے اور بعض دوسرے قواعد کو۔ اور بھی زیادہ بیہودہ تھے۔ جو ان صورتوں میں بھی جہاں یقین پیدا نہیں ہو سکتا ہے مصنوعی قانونی یقین پیدا کرنے کا رجحان رکھتے تھے۔" ایک دوسری جگہ وہ کہتے ہیں کہ[2] "اگر ایک گواہ کی گواہی کو نامنظور کرنے کا قاعدہ کامل طور پر معقول نہیں تھا۔ تو ایک دوسرا اصول جو ایک دوسری طرح خطرناک تھا وہ تھا جو ایک مصنوعی قانونی یقین پیدا کرنے کے لیے قرار دیتا تھا کہ ایک ہی امر پر دو غیر مشتبہ گواہوں کی گواہی پر لازمی طور پر سزا دی جانی چاہئے۔ یہاں مجموعۂ قانون روما کے متون کے اطلاق کو بالکل غلط سمجھا گیا۔ کیونکہ ایسی قانونی غلطی کا اقرار نہ روما میں کبھی ہوا۔ اور نہ قسطنطنیہ تک میں۔" لیکن یہ امر بعد کے زیادہ جدید زمانے کی متکلمانہ اور نہایت ہی دقت پسند طبیعت کے بالکل موافق تھا۔ مجموعۂ قانون روما اور کلیسائی فرامین کے متون تحکمی ہونے کی وجہ سے ایک گواہ کی گواہی پر کسی بھی صورت میں عمل نہیں کیا جا سکتا تھا[3]۔ اور یہ کہ دو گواہوں کی گواہی تمام صورتوں میں جہاں قانون نے صراحۃً دو سے زیادہ گواہ ضروری نہیں قرار دیئے تھے[4] کافی تھی قانون روما اور

[1] ۔ "کتاب شہادت" مصنفۂ بانٹے دفعہ ۲۳۹۔

[2] ایضاً دفعہ ۲۴۲ طبع دوم۔ نیز دیکھئے "عدالتی شہادت" مصنفۂ بنتھم صفحہ ۴۰۴ و ۴۱۷ ۔ جلد پنجم

[3] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۲۰ سطر ۹۔ "ایک گواہ کی گواہی ناقابل سماعت ہے۔ چاہے اعلیٰ ترین عدالت میں اس گواہ کی ممتاز حیثیت ہو"۔

[4] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵ سطر ۱۲۔ "جب گواہوں کی کوئی تعداد مقرر نہ کی جائے تو دو گواہ بھی کافی ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو جملہ جمع میں بیان کیا جائے وہ اس تعداد سے بھی پورا ہو جاتا ہے" نیز دیکھئے

۹ کلیسائی قانون کے علما نے زود بازی سے (اپنے خیال میں منطقی طور پر) نتیجہ نکال لیا کہ دو ایسے گواہوں کا اظہار جو تمام اعتراضات سے بالا ہوں ثبوت ہوتا ہے۔ اور اسے کامل ثبوت ــــ "الثبوت الکامل"[1] کہنے لگے۔ اور وہ یہ بھول گئے کہ ثبوت سے مراد وہ یقین ہوتا ہے۔ جو ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی لیے لازمی طور پر وہ آلات شہادت کی تعداد پر موقوف نہیں ہو سکتا بلکہ ان کی قوت اعتبار۔ اور باہمی اتفاق یعنی توافق پر مبنی ہوتا ہے۔ غلطی بس اتنی ہی نہیں تھی۔ اگر دو گواہوں کی گواہی ثبوت کامل ہوتی تھی تو ایک گواہ کی گواہی نصف ثبوت ہوگی۔ اور اس کو انھوں نے "نصف مکمل ثبوت[2]" کہا اور گواہی کی وقعت دریافت کرنے کا یہ حسابی طریقہ جب ایک وقت قایم ہو گیا۔ تو اسے قیاسی شہادت پر بھی تشبیہاً اطلاق دینے لگے۔ اس طرح "پر ثبوت" اور "نصف ثبوت" کی نزاکتیں تمام عدالتی نظام میں پھیل گئیں مثلاً اقبال جو اذیت دے کر کرائے گئے ہوں[3]۔ اندراجات جو تاجروں نے اپنی کتابوں میں دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے کیے ہوں[4] حلف ــ مطالبہ یا جواب دہی کے سچ ہونے کے متعلق جو جج نے مدعی یا مدعی علیہ کو دیا ہو[5]۔ اور بعض وقت شہرت اور افواہ[6] بھی نصف ثبوت تسلیم کیے گئے اور ان میں سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ہینکس برپانڈکٹس حصۂ چہارم دفعہ ۱۴۳۔

۱۔ ایضاً حصۂ چہارم دفعات ۱۱۰ و ۱۴۳۔ "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس بحوالہ الاضمیمۂ قانون کلیسائے انگلشیہ" از الیبیف صفحہ ۴۰ و ۴۳۵۔

۲۔ ماسکارڈس مقام مذکورہ پر۔ قانون کلیسائے انگلشیہ صفحہ ۴۴۴۔

۳۔ "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس صفحہ ۱۴۹۳۔ نیز دیکھیے کتاب "شہادت" از بائنے دفعہ ۱۴۱۔ آخری حصہ طبع دوم

۴۔ ہینکس برپانڈکٹس حصۂ چہارم دفعہ ۲۴۴ "شہادت" مصنفۂ بوتھیے جلد ۱ صفحہ ۷۱۹۔

۵۔ "شہادت" مصنفۂ بوتھیے دفعات ۷۱۹- ۲۹۔ ۸۲۴- ۸۲۴ ہینکس برپانڈکٹس حصہ سوم دفعات ۲۸ و ۲۹۔

۶۔ "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس صفحہ ۷۴- ۷۵۵۔ اصول قانون کلیسائی" از لانسی لوٹس کتاب ۳ عنوان ۱۴۔ دفعات ۱ و ۵۔ ضمیمۂ قانون کلیسائے انگلشیہ" از الیبیف صفحہ ۴۳۴۔

دو کو معمولاً کامل ثبوت سمجھا جاتا تھا۔ بعضے متاخرین نے اس موقف کی لغویت کو محسوس کر کے کہ شہادت کی ثبوتی وقعت کو صفر یکائی یا نصف سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ نصف ثبوت کی ایک اور ذیلی تقسیم ایجاد کی۔ یعنی نصف ثبوت اکبر۔ نصف ثبوت۔ اور نصف ثبوتِ اصغر[1]۔ جس سے غالباً اور زیادہ ابتری پیدا ہوگئی۔ کیونکہ اس سے یہ نظام اور زیادہ فنی ہوگیا۔ اور ایک ایسے ہی قاعدے کا بعض وقت گواہوں کے اعتبار پر بھی اطلاق دیا جاتا تھا۔ بانئے[2] ایک دوسرے فرانسیسی مصنف کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ٹولوس (Toulouse) کی پارلیمنٹ کے پاس اعتراضات کا تصفیہ کرنے کا ایک عجیب طریقہ تھا۔ وہ بعض وقت ان اعتراضات کو ان کی مختلف کیفیت کے لحاظ سے قبول کرتی تھی۔ جن سے گواہ کا اظہار پوری طرح ضائع نہیں ہوجاتا تھا۔ بلکہ آٹھویں چوتھائی۔ نصف تین چوتھائی حد تک
وقیع رہتا تھا۔ اور جو اظہار اس طرح پر وقعت میں کم ہوجائے وہ دوسرے ص ۱۶۱
اظہار کی مدد سے مکمل ہوجاتا تھا۔ مثلاً اگر چار گواہوں کے اظہارات پر اعتراض کئے جانے کی وجہ سے دو اظہار آدھے ہوجائیں تو یہ ایک گواہ ہوں گے۔ اور اگر تیسرا اظہار ربع ہوجائے اور چوتھا تین چوتھائی تو یہ ایک اور گواہ ہوجائیں گے۔ اس طرح پر گواہوں کے ذریعے سے کافی ثبوت حاصل ہوجائے گا۔ اگرچہ کہ تمام گواہوں پر اعتراض کیا گیا تھا۔ اور اعتراضات کی

---

[1] سینکس ریپانڈکٹش حصۂ چہارم دفعہ ۱۱۰ - اصول قانون خاص ہنگری از کلمن Kelemen, Institutiones juris Hungariei Privati, کتاب ۳ دفعات ۹۸ اور ۱۰۰۔

[2] کتاب شہادت' از بانئے دفعہ ۲۴۳ - طبع دوم۔ ٹولوس کی پارلیمنٹ کے عمل کا حوالہ "قانون تعزیرات" (اسکاٹ لینڈ)" مصنفہ ہیوم میں بھی دیا گیا ہے۔ صفحہ ۲۰۸۔ یہ کہنے کی بات ہے کہ اسی مضر اصول کے اثرات ایک زمانے میں موخر الذکر ملک کے جس نے قانون روما سے بہت کچھ لیا ہے علم اصول قانون میں سرایت کر گئے تھے۔ دیکھئے قانونِ تعزیرات اسکاٹ لینڈ" مصنفہ ہیوم جلد ۲ باب ۱۰ صفحہ ۲۹۳ - اور بعد اور ہوول اسٹیٹ ٹرائلس صفحہ ۵۰ نوٹ ۔

وجہ سے ان سب کے اعتبار میں ایک حد تک کمی ہوئی تھی۔"

دفعہ ۷ : فرانس کے قانون میں یہ مفر اصول اتنی مضبوطی سے جاگزیں ہوگیا تھا کہ اس بڑی قانونی اصلاح میں جو پچھلی صدی کی ابتدا میں وہاں عمل میں لائی گئی۔ اس کے دور کرنے کے لیے موثر تدابیر کے اختیار کرنے کو مناسب سمجھا گیا۔ اور اسی مقصد سے نپولین کے مجموعۂ قانون[۱] Code Napoleon, نے حکم دیا کہ جوری کے غور کرنا شروع کرنے سے پہلے ان کے فورمن (صدر) کو ایک قسم کی عام ہدایت پڑھ کر سنانی چاہئے۔ اور اس کو اس کمرے میں جہاں وہ غور کرنے کے لیے جاتے ہیں موٹے حروف میں لکھ کر لگانا چاہئے؛ اس ہدایت کا ایک حصہ حسب ذیل تھا "قانون جوری سے ان ذریعوں کا حساب طلب نہیں کرتا جس سے انھیں یقین حاصل ہوتا ہے۔ اور نہ وہ ایسے قواعد مقرر کرتا ہے جن سے ثبوت کا ٹھیک اور مکمل ہونا ظاہر ہوتا ہو۔ اور نہ وہ ایسے قواعد مقرر کرتا ہے۔ جن کے مطابق وہ تخلیے کی خاموشی میں یا اپنے ضمیر کی گہرائیوں میں اپنے سے سوال کرکے کوئی رائے ملزم کے خلاف پیش کردہ شہادت کی معقولیت یا اس کی جوابدہی کے طریقوں کے متعلق قایم کریں۔ قانون ان سے یہ نہیں کہتا ہے کہ پوری طرح صداقت کی دریافت کے لیے تم کو اتنے یا اتنی تعداد میں گواہوں کو سننا چاہئے۔ اور نہ ان سے یہ کہتا ہے کہ وہ اس کو کافی ثبوت نہ سمجھیں جو ان کے نزدیک زبانی شہادت سے یا اور طور پر گواہوں کے ذریعے سے یا اور تمام دیگر ذرایع سے ثابت سمجھا جا سکتا ہے۔ ان کے نزدیک صرف ایک ہی سوال ہونا چاہئے۔ جو ان کے فرض کا پورا پورا معیار ہے کہ 'کیا ان کو دلی یقین' حاصل ہے؟" ہماری رائے میں یہ دوسری جانب مبالغہ کرنا ہے۔ کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جوری اپنے کو قانونی شہادت

---

[۱] مجموعۂ احکام تعزیرات۔ کتاب ۲ عنوان ۲ باب ۳ دفعہ ۳ ضمن ۲ ۳ ۴۔

پیش شدہ تک محدود نہ رکھے۔ بلکہ امور زیر بحث کے متعلق اپنا فیصلہ ذاتی علم۔ دوسری جگہ سنے ہوئے واقعات اور ظن غالب کے مطابق کرے۔ بہرحال فرانسیسی مجموعۂ قانون دیوانی میں اس کے متعلق کوئی احکام نہیں ہونے کی وجہ سے بانتھم نے (۱۸۴۳ء تا ۱۸۵۲ء) میں یہ ضروری سمجھا کہ اس امر پر غور کیا جائے کہ کیا دیوانی مقدموں میں دو گواہ اب بھی ضروری ہیں۔ اور کیا "دلی یقین" کی اب ضرورت نہیں رہی ہے۔ اور اس نے ان دونوں سوالوں کا جواب نفی میں دیا ہے[1]۔

دفعہ ۷۲ تا ۷۳۔ شہادت کی وقعت کا اندازہ کرتے وقت مشاہدے اور ص۶۲
استدلال کے بجائے علم حساب سے کام لینے کا طریقہ زمانۂ گزشتہ ہی تک محدود نہیں ہے۔ بنتھم نے بھی ایک منصوبہ یا "حرارت نما یقین" تجویز کیا تھا۔ جو اتنا ہی غیر معمولی اور عجیب تھا جتنا کہ رومن فقہا کا کوئی طریقہ ہو سکتا ہے۔ اس کے مغالطے کو ان کے فرنچ مترجم موسیو ڈومان M. Demont, نے قابلیت کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے۔ اور اسی لیے یہاں صرف ان کا حوالہ دے دینا کافی ہے[2]۔

ریاضی میزان احتمالات یا "نظریۂ اتفاقات" جیسا کہ بہت ہی معروف امر ہے۔ بہت سے سیاسی اور معاشی امور میں جن کو بظاہر علوم حسابی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہایت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ خصوصاً جان کے بیمے کے جدید نظام کا وجود ریاضی کی اسی شاخ پر تقریباً تمام تر موقوف

[1] کتاب شہادت مصنفہ بانتھم دفعات ۲۰۱ و ۲۰۲۔ اور طبع دوم دفعات ۲۴۱ و ۲۴۲۔ یہ کہنا آن بہت سے قابل رومن فقہا کے ساتھ انصاف کرنا ہے جنھوں نے بعد کے زمانے میں قانون روما پر شرحیں لکھی ہیں کہ وہ پوری طرح ثبوت اور نصف ثبوت کے نظریے کی لغویت سے واقف تھے۔ دیکھئے "مقدمۂ قانون روما" از سوبیرس کتاب ۲ عنوان ۲۔ نوٹ ۲ ہنیکس بریا تلمکس حصۂ چہارم دفعہ ۱۱۸۔

[2] اس میزان اور اس کی تردید کو اس تصنیف کے سابقہ اڈیشن میں دیکھئے دفعات ۷۱ و ۷۲۔

ہے۔ لیکن اس خصوص میں عدالتی شہادت اور جان کے بیمے یا اسی نوعیت کے دوسرے امور میں کوئی حقیقی مشابہت نہیں ہے۔ مؤخر الذکر میں اعداد و شمار کے سلسلوں سے جو طویل و صحیح مشاہدے سے جمع اور احتیاط سے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ مواد حاصل ہوتا ہے جس پر تجزیے کے ریاضی اصولوں کو اطلاق دیا جا سکتا ہے۔ یہ ایسی شرط ہے جو عدالتی شہادت میں عملی لحاظ سے یعنی ہمارے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنے کی صورت میں کلیۃً مفقود ہوتی ہے۔[1]

دفعہ ۴۷: عدالتی شہادت کا دوسرا بیجا استعمال پہلے سے کم بُرا ہی لیکن اتنا ہی خطرناک ہے۔ اور پھر اس مقام پر یقینی طور پر پایا جائے گا۔ جہاں قواعد شہادت بہت ہی فنی یا مصنوعی ہوتے ہیں۔ اور سوالات واقعاتی کا تصفیہ بجائے جوری یا ایسر ل کے فیصلہ ہونے کے جج کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ کوئی عدالت شہادت کے کسی قاعدے کو گو وہ کتنا ہی لغو اور مضر ہو ہمیشہ نظر انداز کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی — کیونکہ یہ قانون کو ترک کر دینا ہوتا ہے۔ لیکن عدالتیں کبھی کبھی ایسے قاعدے کے اطلاق کو بغیر کسی خطرے کے قابل ستائش طور پر بھی جبکہ اس کا نفاذ عقل سلیم کے خلاف ہو ترک کر سکتے ہیں۔ اور سیدھا آدمی جو بدقسمتی سے جج ہوا ہوا ایسے نظام کے تحت یا تو ان صورتوں میں اس قاعدے کو ترک کر دیتا ہے۔ یا باوجود تمام خطرات کے تمام حالات میں اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے غیر منصف جج قانون کی اسی سختی کو مطلق العنانی کا انجن بنا دیتا ہے۔ اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ من مانے مکمل یا غیر مکمل انصاف

---

[1] یہ ان احتمالات جس بنیادی اصول پر مبنی ہے یہ ہے کہ ہمیں موافق اتفاقات یا صورتوں کا تناسب ان تمام ممکنہ صورتوں کے ساتھ دیکھنا چاہئے جو ہماری دانست میں واقع ہو سکتی ہیں۔

[2] دیکھئے اوپر دفعہ ۹ اور بعد۔

کرے۔ ساری دنیا ظاہری نظام ہی کو دیکھتی ہے۔ اور اس کو شبہہ تک نہیں ہوتا کہ اس کے پیچھے ایک پوشیدہ نظام بھی ہوتا ہے۔ جس سے صرف جاننے والے ہی واقف ہوتے ہیں۔ جب اس قسم کا کوئی قاعدہ کسی ص۶۳ ناپسندیدہ فریق کے خلاف ہوتا ہے تو جج کہتا ہے کہ وہ مجبور ہے کہ جو بھی قانون ہو اس پہ عمل کرے۔ یہ اس کا کام نہیں ہے کہ اس کے پیشروؤں کے فیصلے کو الٹ دے۔ یا مقننہ کی دانشمندی پر اعتراض کرے۔ لیکن جب فریق جس کے خلاف یہ قاعدہ ہوتا ہو پسندیدہ ہوتا ہے تو جج کہتا ہے کہ قوانین انسانوں کے فائدے کے لیے وضع ہوئے ہیں۔ نہ کہ ان کی تباہی کے لیے۔ اصطلاحی اور لفظی اعتراضات کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقدمہ غیر واجبی ہے اور یہ کہ ہر عدالت کا فرض اولین یہ ہوتا ہے کہ بہر صورت انصاف کرے۔

دفعہ ۵۷: مذکورۂ بالا دفعات میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ان اصولوں کی وضاحت کردیں جن پر عدالتی شہادت مبنی ہے۔ اس کے افادے اور ضرورت کو ثابت اور اس کے بڑے بڑے بیجا استعمالات کو ظاہر کردیں۔ ظاہر ہے کہ کسی خاص مقام کا کوئی مخصوص نظام زیادہ تر وہاں کے انسان ساختہ اصلی قانون۔ معاشرے کے رواجات و عادات اور آبادی کے معیار صداقت پر موقوف ہوتا ہے۔ اور اس کی بھی وہی قیمت ہوتی ہے۔ جو عام طور پر قوانین کی ہے جس کے متعلق صحیح طور پر کہا گیا ہے کہ "یہ ایک ابدی قانون ہے کہ کوئی انسانی یا مصری قانون دوامی و ناقابل تبدیل نہیں[1]" "قوانین قدرت نہایت ہی کامل و غیر متبدل ہوتے ہیں۔ انسانی قوانین پیدا ہوتے ہیں۔ نشو و نما پاتے اور فنا ہوجاتے ہیں[2]"

---

[1] مقولات بیکن ضمنی قاعدہ (۱۹)۔

[2] مقدمۂ کالون۔ ۷ کک رپورٹس ۲۵۔ الف۔

دفعہ ۷۶: اب ہم اس تصنیف کے زیادہ قریبی مقصد کا ذکر کریں گے۔ یعنی عدالتی شہادت کے اس نظام کا جو انگلستان میں قانون عمومی کی رو سے اس کی معمولی اور باضابطہ عدالتوں کے استعمال کے لیے قایم ہوا ہے۔ تاکہ وہ اس کے مطابق ان کے روبرو پیش شدہ امور نزاعی کا تصفیہ کر سکیں۔ اور جس کو عملاً "قانونِ شہادت" کے عنوان سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس طرح ٹھیک ٹھیک صراحت کر دینا ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے علم اصول قانون میں اور بھی بہت سی قسموں کی شہادت پائی جاتی ہے۔ مختلف قوانین موضوعہ کی رو سے بھی ثبوت کے خاص طریقے یا تو مقرر کئے گئے ہیں۔ یا بعض کارروائیوں میں ان کی اجازت دی گئی ہے۔

دفعہ ۷۷: قانون شہادت بہترین طریقے پر سمجھ میں آئے گا۔ اگر اس سے ذیل کے چار عنوانات کے تحت بحث کی جائے۔ اسی لیے اس تصنیف کو ذیل کی پانچ کتابوں میں منقسم کیا گیا ہے:۔

(۱) انگریزی قانون شہادت عام طور پر۔

(۲) آلات شہادت۔

(۳) وہ قواعد جن سے شہادت کا قابل ادخال ہونا اور اس کا اثر منضبط ہوتا ہے۔

(۴) عدالتوں کا عمل اور گواہوں کا اظہار لینا۔

صـ ۶۴ (۵) انگریزی قانون شہادت کے مقدم اور ہدایتی قضیے۔

ان سے اسی ترتیب میں بحث کرنے سے پہلے یہ بہتر ہوگا کہ یہاں چند ہدایتی مقولوں کا ذکر کیا جائے جو قانون شہادت پر اطلاق پاتے ہیں[لـه] اور جو حسب ذیل ہیں:۔

"رواج اشیا کا بہترین شارح ہے"۔ دیکھئے نیچے دفعہ ۲۲۸۔) "اس شخص کا اعتبار کرنا چاہیئے جو اپنے فن میں ماہر ہو" (نیچے دفعہ ۵۱۴) مرتکب فعل ناجائز

لـه۔ ان مقولات کا متن میں اضافہ سابق اڈیٹر نے کیا ہے۔

کے خلاف ہر شے کا قیاس ہوتا ہے۔" (دیکھیے دفعات ۱۱۴ تا ۱۱۵) "قیاس یہ ہے کہ ہر شے بجا و باضابطہ طور پر کی گئی ہے۔" (دیکھیے دفعات ۳۵۳ تا ۳۶۵)۔ "غیروں کے درمیانی معاملے سے دوسروں کو ضرر نہیں پہنچنا چاہیئے۔" (دیکھیے دفعات ۱۱۱-۱۱۲ اور (۵۰۶ تا ۵۱۰)۔ "کوئی شخص مجبور نہیں ہے کہ اپنے کو مجرم ظاہر کرے۔" (دیکھیے دفعات ۱۲۶ تا ۱۳۱، ۵۴۰ تا ۵۴۲، ۶۲۲ الف)۔

مذکورۂ بالا حوالجات کے علاوہ ان مقولات کو "قانونی مقولات" مصنفۂ بروم (Broom's Legal Maxims) (طبع ہشتم صفحہ ۱۴ تا ۱۷) میں فائدے کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔

ص ٦٥

کتاب اوّل

انگریزی قانون شہادت پر عام نظر

تقسیم مضمون

دفعہ: اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے میں ہم انگریزی قانون شہادت پر ایک نظر ڈالیں گے۔ اور دوسرے کو اس کی ابتدا۔ اور ترقی کی تاریخ کے لیے وقف کردیں گے۔ نیز اس کی موجودہ حالت اور آیندہ کے توقعات کے متعلق بھی کچھ تبصرہ کیا جائے گا۔

حصۂ اوّل

انگریزی قانون شہادت پر ایک عام نظر

دفعہ ۷: عدالتی شہادت کو قدرتی یا اخلاقی شہادت سے فرق کرتے
ہوئے اس تصنیف کے مقدمے میں بتلایا گیا ہے کہ اول الذکر کی ضرورت ص۶۶
انسان ساختہ قانون کی ماہیت اور عدالتوں کے وظائف کی وجہ سے پیدا
ہوتی ہے۔ واقعات کی تحقیق کرنے والی عدالتوں پر جو بندشیں بجا طور پر اس
قانون کے ذریعے سے عاید کی جا سکتی ہیں۔ ان کا وہاں ذیل کے اصولوں پر
مبنی ہونا دیکھا جا چکا ہے پہلے تو اس مقولے پر کہ "وہی قانون بہترین ہے جو کم سے کم
امور کو عدالت کی صوابدید پر چھوڑتا ہے[1]" یعنی عدالتوں کے اختیارات

[1] "De Augm Scient." مصنفہ بیکن کتاب ۸ باب ۳ عنوان (۱) مقولہ ۴۶ دیکھئے اوپر دفعہ ۳۰۔

غیر محدود ہو جائیں گے۔ اگر ان پر واقعات کو ثابت شدہ یا غیر ثابت شدہ قرار دینے سے روک نہ لگائی جائے۔ دوسرے اس اصول پر کہ عدالتوں کو سریع العمل ہونا چاہئے۔ جس کی وجہ سے قانون ساز کے فرض میں یہ بھی داخل ہو جاتا ہے۔ کہ امور واقعاتی کے تصفیے کے لیے جو عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں قواعد مقرر کرے۔ گو اصل صداقت کا معلوم کرنا کتنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو۔ تیسرے اس اصول پر کہ اگر فیصلوں کے صرف راست نتائج ہی دیکھے جائیں اور ضمنی نتائج کو نظر انداز کیا جائے تو اس سے بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور آخر میں اس اصول پر کہ تاریخی صداقت کی تحقیق میں اور ان واقعات کی تحقیق میں جو عدالتوں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ فرق ہوتا ہے —— اور موخر الذکر کے مخصوص خطرات اس کے متقاضی ہیں کہ ان کے مقابلے کے لیے مخصوص تحفظات وضع کئے جائیں۔ نیز یہ مزید امر بھی بتایا جا چکا ہے کہ گو ان اصولوں کو بھی ان کے جائز حدود سے آگے بڑھایا جا سکتا اور اکثر بڑھایا گیا ہے۔ لیکن عدالتی شہادت کی بحث میں جن بڑی خرابیوں سے بچنے کے لیے قانون ساز کو تحفظات وضع کرنا ہوتا ہے وہ تعداد میں دو ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ خرابی کہ یقین کا ایک فنی و مصنوعی نظام وضع کیا جاتا ہے جو شہادت کی ایک خاص مقدار کی موجودگی پر بلا لحاظ اس کی وقعت و اعتبار کے موقوف ہوتا ہے۔ اور دوسری یہ کہ ایسے سخت قواعد مقرر کئے جاتے ہیں کہ ان کا نفاذ دشوار ہوتا ہے۔ اور اسی لیے ایک غیر متدین اور متعصب عدالت اس قابل ہو جاتی ہے کہ بغیر اپنے کو خطرے میں ڈالے اپنے مفاد۔ خوشی یا وہم کے مطابق ان پر اصرار کرے یا انھیں ترک کردے۔

دفعہ ۸: انگریزی قانون عمومی کی عدالتی شہادت کے نظام کی خاص خصوصیات مثل ہر دوسرے نظام کے اس عدالت کی ساخت سے لازمی طور پر تعلق رکھتی ہیں۔ جو ان کو نافذ کرتی ہے اور جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ تین بڑے اصولوں پر مبنی ہیں:— (۱) شہادت کا قابل ادخال ہونا امر قانونی ہے۔ لیکن شہادت کی وقعت و اعتبار امر واقعاتی ہے۔ (۲) مناسب

ہے کہ امور قانونی جن میں شہادت کا قابل ادخال ہونا بھی داخل ہے۔ ایک مستقل عدالت اور امور واقعاتی ایک اتفاقی عدالت کے لیے تصفیہ پائیں لیکن یہ ایسا اصول ہے۔ جس کو عدالت چانسری (عدالت انصاف) نے پسند نہیں کیا ہے۔ اور کل انگریزی نظام میں اس کا حصہ رفتہ رفتہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ (۳) شہادت کے قابل ادخال ہونے کا تصفیہ کرتے وقت بہترین شہادت کے پیش کیے جانے پر اصرار کرنا چاہیے۔ ہم ان اصولوں پر اسی ترتیب سے غور کریں گے۔
صـ ٦٧ اور بعد میں ہمارے نظام کی دو اور قابل لحاظ خصوصیات کا ذکر کریں گے۔ جو گو کم خصوصی ہیں۔ لیکن سچ کی دریافت اور صحیح فیصلہ حاصل کرانے میں نہایت درجہ اثر رکھتے ہیں۔ یعنی ہماری عدالتوں کا شہادت سماعت کرنے کا طریقہ۔ اور ان کی کارروائیوں کا علانیہ ہونا۔

دفعہ ۱۸: ان تین اصولوں میں سے پہلے اصول کو چند الفاظ میں ختم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ بہت کم غور کرتے ہیں۔ جیسا ظاہر ہوگا کہ کسی شخص کا یہ فعل کتنا لغو ہوگا کہ وہ گواہوں کے اعتبار۔ یا فطرت و افعال انسانی کے گوناگوں تعلقات کے ہر واقعے کا اندازہ لگانے قواعد مقرر کرے[1]۔ اسی لیے گواہوں کے بیانات پر جو اعتبار کیا جا سکتا ہے اور ثابت شدہ واقعات سے جو نتائج نکالے جا سکتے ہیں۔ ان کو

---

[1] ڈائجسٹ کے ذیل کے فقرے کا اس مذکورہ بالا امر کے ثبوت اور مثال کے لیے اکثر ذکر کیا جاتا ہے۔ شاہنشاہ ہیڈرین (Hadrian) نے وائیس وارس Vivius Varus: گورنر Cilicia کو بذریعہ خط ہمایونی جواب لکھ بھیجا تھا کہ گورنر ہی یہ بہتر طور پر جانتا ہے کہ گواہوں پر کتنا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ خط ہمایونی کے الفاظ یہ تھے۔ کہ تم ہی بہتر طور پر جان سکتے ہو کہ گواہوں پر کتنا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ وہ کون ہیں۔ کس حیثیت و مرتبے کے ہیں۔ اور ان گواہوں کے متعلق بھی جو صاف دلی سے بولتے نظر آتے ہیں۔ کیا وہ پہلے سے احتیاط سے سوچی ہوئی شہادت دے رہے ہیں۔ یا جو تم ان سے پوچھتے ہو۔ ان کا فی البدیہہ جواب دے رہے ہیں۔" اسی شاہنشاہ کا گواہوں کا اعتبار ساقط کرنے کے متعلق بھی ایک خط ویلیسیس ویسس (Valesius vesus) کے نام موجود ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔ حقیقت کے ساتھ اس امر کی صراحت نہیں کی جا سکتی کہ ہر معاملے میں

بڑی حد تک عدالتوں کی ذہانت اور زیرکی پر چھوڑنا چاہیئے۔ لیکن باوجود اس کے ان وجوہات کی بنا پر جو بیان کئے جا چکے ہیں۔ کچھ بندشیں ضرور لگانی چاہئیں اور وہی اسباب جو عدل گستری کے لیے مصنوعی قواعد شہادت کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ یہ قواعد جہاں تک ممکن ہو۔ انسان ساختہ قانون کے دوسرے قواعد کے ہم نوعیت ہوں[1]۔ اور چاہے عدالت کی ساخت ص ۹۸
کیسی ہی ہو لیکن خصوصاً جب کہ وہ اس مخلوط شکل کی ہو جس کا ابھی ذکر کیا جائے گا۔ تو صحیح مدیہ معلوم ہوتی ہے کہ عام طور پر اس مضمون کے متعلق قواعد قانون کو شہادت کے قابل ادخال ہونے تک محدود رکھنا چاہیئے۔ اور شہادت کی وقعت کو عدالت کے اندازے پر چھوڑنا چاہیئے۔

دفعہ ۸۲ : دوسرے اصول کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ عدالت چانسری قانون روما کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے امور واقعاتی کا خود بغیر جوری کی مدد کے فیصلہ کیا کرتی تھی۔ سوائے اس وقت کے جب کہ کوئی قانونی حق زیر بحث آ جاتا تھا۔ اور اس وقت وہ قانون عمومی کی عدالت کو "ایک امر تنقیح طلب" بھیجا کرتی تھی۔ نظمائے امن کو بھی ایڈورڈ سوم کے زمانے سے اختیار دیا گیا تھا کہ وہ معمولی جرائم کی صورت میں ملزموں کو سرسری تحقیقات کے بعد یعنی جوری کی امداد کے بغیر سزا دے دیں۔ لیکن تنقیحات واقعاتی کے لیے قانون عمومی کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کس حد تک ان دلائل کو پسند اور کافی سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ گو ہمیشہ نہیں لیکن اکثر صداقت بغیر کسی سرکاری کاغذات کے دریافت ہو جاتی ہے۔ بعض وقت گواہوں کی تعداد بعض وقت ان کی حیثیت اور اثر۔ اور بعض وقت ان کے بیانات میں ایک قسم کے اتفاق سے امر زیر بحث کی صداقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے میں تم کو مختصراً صرف یہ لکھ سکتا ہوں کہ تحقیقات کو صرف ایک قسم کے ثبوت تک محدود نہیں کر دینا چاہیئے۔ بلکہ تم کو اپنی سمجھ کے مطابق یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ تم کس امر پر اعتبار کرتے ہو۔ اور تمہارے نزدیک کیا ناکافی طور پر ثابت ہوا ہے"۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵ - ۱ - ۲ - دفعات ۱ تا ۳ -

[1] پیچھے دفعات ۲۷ و ۳۵ - آگے دفعہ ۴۴ -

معمولی عدالتوں میں ایک یا زیادہ جج ہوتے تھے۔ جو قانون کے عالم اور اس کے اقتدار سے مسلح ہوتے تھے۔ اور ان کی مدد بارہ اشخاص کی ایک جوری سے کی جاتی تھی۔ یہ لوگ قانون سے ناواقف ہوتے تھے۔ اور اس ضلع کے جہاں اجلاس مقرر ہوتا تھا۔ ایسے لوگوں میں سے جن کے پاس ایک معین مالیت کی جائداد ہوتی تھی۔ بلا کسی فرق کے لیے جاتے تھے۔ بہت ہی کم صورتوں میں قانون عمومی کی رو سے عدالت مقدمے کا تصفیہ بغیر امداد جوری اشلہ۔ معائنہ موقع اسناد۔ اور گواہوں کے ذریعے سے کیا کرتی تھی[1]۔ اور جدید قوانین نے فریقین کو بڑی مد تک اجازت دے دی ہے کہ جوری کو ترک کر دیں۔ مثلاً قانون عدالت ہائے اضلاع سنہ ۱۸۸۸ء (۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۳ دفعات ۱۰۰ و ۱۰۱) جو اصلی قانون عدالتہائے اضلاع سنہ ۱۸۴۶ء کے دفعہ ۶۹ کو دوبارہ وضع کرتا ہے۔ عدالتہائے اضلاع کے ججوں کو مجاز گردانتا ہے کہ امور واقعاتی کا تصفیہ بغیر امداد جوری کریں۔ بشرطیکہ فریقین مقدمہ جوری کو طلب کرنے کی خواہش نہ کریں۔ اور قانون ضابطہ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء (۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۱) نے عدالت یا جج کو مقدمات کا فیصلہ بغیر امداد جوری کرنے کا مجاز گردانا ہے۔ بشرطیکہ فریقین تحریری رضامندی کے ذریعے سے اس کی اجازت دیں۔ اور قواعد عالیہ عدالت (حکم ۳۶ قاعدہ (۲) کی رو سے حکم ہے کہ (فریقین کے اس حق کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ بعض صورتوں میں جوری کا وہ مطالبہ کر سکتے ہیں)۔ نالشات یا تو ایک یا زیادہ ججوں کے اجلاس یا ایک جج اور اسیسروں یا ایک جج اور جوری یا ایک حاکم یا خاص حکم کے روبرو چاہیے ان کا اجلاس اسیسروں کے ساتھ یا ان کے بغیر ہو دائر اور سماعت کیے جا سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے تلطائے امن کے اختیار سماعت میں خاص خاص امور کے متعلق قوانین موضوعہ کے ایک سلسلے کے ذریعے سے اضافہ کیا گیا ہے۔ اور قانون تحقیقات سرسری سنہ ۱۸۷۹ء (۴۲ و ۴۳ وکٹوریا) کی رو سے قابل

---

[1] شروحات بلاکسٹن جلد سوم صفحہ ۳۳۰۔

دست اندازی جرایم میں سرسری تحقیقات کے بعد سزا دینے کے اختیار
میں مزید اضافہ کیا گیا ہے ۔

جب مقدمے میں جوری ہو تو فریقین مقدمہ ارکان جوری پر ضروری قابلیتوں کے موجود نہ ہونے اور بعض ایسے اسباب کی موجودگی کی بنا پر جن سے ان کے فیصلے پر داب نامناسب کا اندیشہ ہو۔ اعتراض کر سکتے ہیں۔ نیز ان اشخاص کو جن پر بغاوت یا جرم سنگین کا الزام ہو اجازت ہے کہ جوری کی فہرست میں سے اول الذکر (۳۵) پر۔ اور ثانی الذکر (۲۰) پر کلی طور پر بغیر کوئی سبب بتلائے اعتراض کریں۔ مقدمے کی تمام کارروائیوں کا چلانا عدالت کے ذمے ہوتا ہے۔ وہ قانون و علاررآمد کے تمام سوالات کا ص ۶۹
تصفیہ کرتی ہے۔ جس میں شہادت کی منظوری و نامنظوری بھی داخل ہوتی ہے اور جب مقدمہ فیصلے کے لیے تیار ہو جائے تو وہ اس کا خلاصہ جوری کو سناتی ہے۔ امور نزاعی کو مع اس قانون کے جو ان سے متعلق ہو تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ بار ثبوت کس فریق پر تھا۔ اس کی صراحت کر دیتی ہے۔ اور پوری شہادت کو۔ اپنی مناسب تنقیدات، و شروحات کے ساتھ دہرا دیتی ہے۔ نیز — چونکہ امور واقعاتی کے متعلق فیصلوں کو معقول شہادت پر مبنی ہونا چاہیئے۔ اور جب واقعات شبہے سے باہر ہوں تو یہ فیصلہ کہ کونسی شہادت معقول ہے ایک سوال قانونی ہوتا ہے۔ اور اسی لیے عدالت کے ذمے ہوتا ہے[۱] نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ — یہ عدالت کا فریضہ ہوتا ہے کہ قرار دے بالفرض تمام واقعات جو اس فریق نے جس پر بار ثبوت تھا ثابت کیے ہیں سچ ہیں۔ کیا یہ ایسی شہادت ہے۔ جس کی بنا پر جوری مناسب طور پر — یعنی قانون کی نظر میں غیر معقول طریقے پر عمل نہ کرتے ہوئے۔ اس کے موافق فیصلہ کر سکتی ہے۔ اور اگر شہادت ایسی نہ ہو تو جج کو چاہیئے کہ تصفیے کو جوری پر چھوڑے اور نہ اس سے کوئی سوال کرے۔ بلکہ بار ثبوت

---

[۱] مکمل تمام ولیس ایس و یلزبی (M & W. (Mason & Welsbey) ص ۲۰۵-۲۱۶ از آلاڈر تریخ

اگر مدعی پر تھا تو مقدمے کو عدم حقیت کی بنا پر ختم کر دے۔ یا اگر بار ثبوت مدعی علیہ پر تھا تو مدعی کے حق میں فیصلہ کر دے؟[1] کیا مقدمے میں شہادت ہے؟ یہ سوال جج کے لیے ہوتا ہے۔ اور کیا شہادت کافی ہے جوری کے لیے[2] اس کے برخلاف واقعات تنقیحی کا تصفیہ خالصاً جوری کو کرنا ہوتا ہے۔ اور اس کو اسی لیے شہادت اور اس پر تنقید کو سماعت کرنا۔ گواہوں کی گواہی کی وقعت کا تصفیہ کرنا۔ اور شہادت سے واقعات کے تمام ناگزیر نتائج کو اخذ کرنا چاہئے۔ جج و جوری کے وظائف کی اس تقسیم کو اس مقولے میں یوں ظاہر کیا گیا ہے کہ ”سوالات واقعاتی کا تصفیہ جج نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ سوالات قانونی کا ارکان جوری“[3] مثلاً کینے سے فوجداری کارروائی کرنے کی نالش میں جب مدعی علیہ معقول و ممکن وجہ ثابت کرنے کے لیے شہادت پیش کرے تو جوری کا یہ فرض ہوتا ہے کہ واقعات کا تصفیہ کرے۔ اور جج کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کیا واقعات ثابت شدہ سے معقول و

---

[1] از ولس جسٹس .Willes, j عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے مقدمہ رائیڈر بنام ادمبول ۱۸۶۹ء (لا رپورٹ اسپیکر ۳۲ و ۳۸) میں اور دیکھئے ڈبلن وغیرہ ریلوے کمپنی بنام سلاٹری ۱۸۷۸ء۔ لا رپورٹ ۳ مقدمات مرافعہ ۱۱۵۵۔ اور قانون عمومی کی شہادت پر ابتدائی مقالہ مصنفہ تھیر (Thayer) میں موخر الذکر پر تنقید دیکھئے صفحہ ۲۵۹ و ۲۶۰۔

[2] کارپنٹر کمپنی بنام ہیورڈ۔ ا۔ ڈگلس (Douglas) ۳۷۴-۳۷۵ از لارڈ مینس۔ نیز ”شہادت“ از ٹیلر صفحہ ۴ طبع دہم۔ ملک بنام اسمتھ۔ لیہ اور کیف کامن لا کیسس صفحہ ۶۰۷۔

[3] یہ مقولہ ہماری پرانی کتابوں میں بہت پایا جاتا ہے۔ کک بر لٹلٹن .Co. Litt ۱۵۵ ب۔ ۲۲۶ الف۔ ۲۹۵ ب۔ ۸ کک ۱۵۵ الف۔ ۹ ایضاً ۱۳ الف ایضاً جلد ۱۱ صفحہ ۱۰ ب وان (Vaughan) ۱۴۹۔ وغیرہ وغیرہ لیکن بریورڈ میں بھی یہ عرصہ دراز سے معروف و معلوم امر ہے۔ دیکھئے ”کتاب شہادت“ از بائنے دفعہ ۴۷۔ جج و جوری کے علی الترتیب فرائض کے لیے اور امور قانونی و امور واقعاتی کے فرق کے لیے دیکھئے ”شہادت“ مصنفہ فیپسن طبع ششم صفحات ۱۱ تا ۱۷۔

صٹ

ممکن وجہ ثابت ہوتی ہے[1]۔ لیکن اس مقولے کو قیود ذیل کے ساتھ سمجھنا چاہئے:
(۱) ان واقعات کا جن پر شہادت کا قابل ادخال ہونا موقوف ہوتا ہے جج فیصلہ کرتا ہے نہ کہ جوری[2]۔ مثلاً اس امر کا فیصلہ کہ کیا منقولی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے کافی وجوہات ہیں جج کرتا ہے[3]۔ اور اگر کسی گواہ کی قابلیت کے متعلق کوئی امر نزاعی ہو تو اسی کو اس کا فیصلہ کرنا چاہئے[4]۔ اور اسی طرح اس امر کا کہ کیا کسی فوجداری مقدمے میں کوئی اقبال قابل ادخال شہادت ہے[5]۔ نیز اسی طرح الزام قتل میں کیا متوفی نے بیان وجہ موت اس وقت دیا ہے جب کہ موت کا اندیشہ یقینی تھا۔ کیونکہ ایسا بیان اسی وقت قابل ادخال ہوتا ہے[6]۔ اور قول راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ذیلی سوالات کے تصفیے کے لیے جج نظر کو قانونی شہادت تک محدود نہیں رکھتا ہے[7]۔
(۲) دوسرے یہ کہ جوری بھی اس حد تک ضمنی طور پر قانونی امور کے تصفیے

---

[1] پائٹن بنام ولیمس ۱۸۴۲ء۔ عدالت اسکارکاریا (in Cam. Seac (اسپیکر چیمبر) ۲ کوئنس بنچ ۱۲۹-۱۷۰۔ ۵ رسل وریان ۱۲۱۔ لسٹر بنام پیری مان لارپورٹ ۳ دارالامرا ۵۲۱-۵۲۱۔ ابرات بنام شمال مشرقی ریلوے کمپنی۔ ۱۱ مقدمات مرافعہ ۲۴۷۔ کاکس بنام انگلش۔ اسکاٹش اینڈ آسٹریلین بنک ۱۹۰۵ء مقدمات مرافعہ ۱۶۸۔
[2] بارٹ لٹ بنام اسمتھ ۱۸۴۳ء۔ ۱۱ میسن اور ولزبی ۴۸۳-۴۸۵-۴۸۶۔ فیصلہ پارک جج۔ ۶۳ رسل وریان ۲۶۶۔ کلیٹ بنام جونس۔ ۷ اسپیکر ۱۴۲۔ بی سن بنام جوایسن ۱۲۔ جورسٹ رپورٹس ۴۰۵۔ ڈوڈی جنکنز بنام ڈوڈس ۱۸۴۶ء۔ اکوئنس بنچ ۳۱۴۔ ۴۷ رسل وریان ۲۹۰۔ باٹیل بنام ولیسان ۱۱ اسپیکر ۳۲۰۔
[3] بی سن بنام جوایسن ۱۲ جورسٹ رپورٹس ۴۰۵ فیصلہ آلڈرسن جج۔
[4] بارٹ لٹ بنام اسمتھ ۱۱ میسن و ولزبی ۴۸۳-۴۸۶ فیصلہ پارک جج۔ ۶۳ رسل وریان رپورٹس ۲۶۶۔ ملک بنام ہل ۲ ڈینی سن کامن کیسیس (Den.c. c.) ۲۵۴۔
[5] ملکہ بنام وارنگ ۲ ولنی سن کامن لا کیسس ۲۴۷ نوٹ۔ ۵ جورسٹ ۲۱۶۔ ملکہ بنام تھامپسن ۱۸۹۳ء ۲ کوئنس بنچ ۱۲
[6] ملکہ بنام جنکنز ا کامن کیسس ۱۸۷۔ بارٹ لٹ بنام اسمتھ۔ مقام مذکورہ۔ ممالک متحدہ امریکا کا قانون بھی یہی معلوم ہوتا ہے لیع نہم کتاب ہذا کے دفعہ ۵ کی نوٹیں جن متعدد مقدموں کا حوالہ دیا گیا ہے انہیں دیکھئے۔
[7] ڈیوک آف بوفورٹ بنام کراشے ۱۸۶۶ء لارپورٹ ۱ کامن پلیس (L. R. I. C. P.) ۶۹۹-۷۰۵

کرتی ہے کہ عموماً اس کا فیصلہ عام الفاظ میں کیا جاتا ہے ــــ مجرم ہے۔ یا مجرم نہیں ہے۔ مدعی کے لیے یا مدعی علیہ کے لیے ــــ اور ایسا فیصلہ ظاہر ہے کہ نہ صرف واقعات ہی پر بلکہ ان سے متعلق قانون پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن گو ارکان جوری کو حق ہے کہ ہمیشہ اسی شکل میں فیصلہ سنائیں۔ تاہم اگر انھیں قانون کے متعلق کوئی شبہ ہو۔ یا اس کے اطلاق کے متعلق اپنی قوتوں پر اعتماد نہ ہو تو وہ صرف واقعات ہی کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرسکتے۔ اور عدالت پر چھوڑ سکتے ہیں کہ وہ پورے امور پر قانون کے مطابق اپنا فیصلہ سنائے۔

امور قانونی۔ یا شہادت کی منظوری یا نامنظوری اور کبھی کبھی عملی امور میں عدالت کی غلطیوں کی تصحیح ایک برتر عدالت میں رجوع ہونے سے ہوسکتی ہے۔ پہلے جب شہادت بیجا طور پر منظور یا نامنظور کی جاتی تھی تو مقدمے کو از سر نو چلانے کا حکم دیا جاتا تھا۔ لیکن عالیہ عدالت کے موجودہ قواعد کی رو سے یہ قاعدہ الٹ دیا گیا ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ دیوانی مقدموں میں شہادت کی بیجا منظوری یا نامنظوری کی بنا پر مقدمے کو از سر نو چلانے کا سلہ
حکم نہیں دیا جائے گا بجز اس کے کہ اس عدالت کی رائے میں جس کو درخواست دی گئی ہو مقدمے کی سماعت سے درحقیقت کوئی ضرر پہنچایا گیا ہو۔ یا کوئی خلاف انصاف فعل سرزد ہوا ہو۔ اور فوجداری مقدمات میں گو دوبارہ سماعت کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ لیکن چالانی مقدمات کے احکام سزا کا مرافعہ عدالت مرافعۂ فوجداری میں محض سوالات قانونی پر ہوسکے گا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: سلہ جنرل کامن پلیس ۲۲۲-۴۔ ایف اللہ فورڈ رپورٹس (H. R.) ۴۳۸۔ اور متعدد مقدمات جن کا حوالہ دیا گیا ہے۔

لہ۔ اس مضمون پر بشلن کی دفعات ۲۹۴ تا ۲۹۸ دیکھیے۔ کک برلٹلٹن ۲۲۶ ب اور ۲۲۰ الف۔ دیکھیے کک برلٹلٹن کے صفحہ ۱۵۵ پر ہارگریو کی نوٹ ۵ قانون مصنفہ فنچ (Finch. Law) ۳۹۵-۴ شروحات بلاکسٹن ۲۱۷-۲۱۸ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۳۶۱۔ اور ۲۲ جارج سوم باب ۶۲۰

سلہ قواعد عالیہ عدالت حکم ۳۹ قاعدہ ۶ دیکھیے اینول پریکٹس (Annual Practice)

یا (عدالت مرافعہ فوجداری کی اجازت یا اس جج کے صداقت نامے کی بنا پر جس نے مقدمے کی سماعت کی تھی) صرف سوالات واقعاتی یا مخلوط سوالات قانونی و واقعاتی پر۔ یا کسی اور بنا پر جو عدالت کی رائے میں کافی ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس امر کا جس کے متعلق اعتراض ہو مرافع کے حق میں فیصلہ کرنے کے باوجود بھی عدالت مرافعہ کو ان صورتوں میں خارج کردے گی۔ جن میں فی الحقیقت انصاف کی کوئی اہم خلاف ورزی نہ ہوئی ہو۔[1]

دفعہ ۳۸: "جج دجوری کے ذریعے سے مقدمے کی سماعت" کے

اس مختصر خاکے کے بعد ہم اس مضمون کو یہیں ختم کردیتے۔ اگر جس اصول پر یہ مبنی ہے اس کو صاف طور پر سمجھنا عدالتی شہادت کے قواعد کو سمجھنے کے لیے ضروری نہیں ہوتا۔ مختلف اقسام کی عدالتوں پر جو مختلف ازمنہ وممالک میں رہی ہیں۔ نظر ڈالنے سے ہم ان سب میں یہ فرق پاتے ہیں کہ بعض عدالتیں مستقل ہوتی ہیں۔ اور بعض اتفاقی۔[2] مستقل عدالتوں سے مراد وہ عدالتیں ہوتی ہیں۔ جن کے عہدہ دار یا تو مستقل طور پر۔ یا ایک معین مدت کے لیے معترضہ مقدمات کی سماعت کے لیے مقرر ہوتے ہیں۔ اور یہ اکثر ایسے اشخاص پر مشتمل ہوتی ہیں جنھوں نے قانونی امور کو اپنے مطالعے یا عمل کا مضمون بنالیا ہو "اتفاقی" عدالتیں موقع کے لحاظ سے طلب کی جاتی ہیں۔ اور مقدمے کے فیصلے کے بعد برخاست کردی جاتی ہیں۔ اور صحیح طور پر انھیں ایسے خانگی اشخاص پر مشتمل ہونا چاہیئے جنھیں کوئی خاص قانونی معلومات نہ ہوں۔ ان دو قسم کی عدالتوں میں سے ہر ایک کے فوائد ونقصانات ہیں۔ نظری قانون

---

[1] قانون مرافعہ فوجداری سنہ ۱۹۰۷ء۔ ۷، ایڈورڈ ہفتم باب ۲۳۔ دفعات ۳-۴-(۲۰)۔ مہ خرالذکر قانون کی رو سے قانونی نکات کو اب بھی بمطابعت کراؤن کیس ایکٹ سنہ ۱۸۴۸ء (Crown Cases Act 1848.) (۱۱و ۱۲ وکٹوریا باب ۷۸) محفوظ کیا جاسکتا ہے نیچے ضمیمۂ ب میں اول الذکر قانون کا پورا متن دیا گیا ہے۔

[2] اخلاقی وسیاسی فلسفہ مصنفہ پیلی۔ کتاب ۶ باب ۸۔

کے سوالات کے فیصلے کے لیے مستقل عدالت کا تفوق اتنا ظاہر ہے کہ اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور سوالات واقعاتی کے لیے بھی اعلیٰ تعلیم اور غالباً اعلیٰ درجہ کا دماغ اور عام انسانوں و گواہوں کے حیلوں اور وکلا کی کج بحثیوں سے برسوں کے تجربہ کی بنا پر عملی واقفیت بھی بادی النظر میں مستقل عدالتوں ہی کو تفوق دیتی ہیں۔ لیکن واقعات کے تصفیے کے لیے صحت فیصلہ کے لحاظ سے بھی اتفاقی عدالت ہی بہتر ہوتی ہے۔ ان کے موقف زندگی کے لحاظ سے اس کے ارکان فریقین اور گواہوں کے متعلق زیادہ واقف ہو سکتے ہیں۔ اور اسی لیے وہ ان کے نقطہ ہائے نظر ۶۲
اور وجوہ تحریک کو زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ منصب عدالت کی ندرت کی وجہ سے وہ مقدمے میں ایسی تازگی اور مستعدی سے کام کرتے ہیں کہ ایسی ہی تازگی مسلسل فیصلے لکھانے، تصفیہ کرنے اور سزا دینے کی عادت کی وجہ سے جج میں باقی نہیں رہتی ہے۔ لیکن مستقل عدالت کو بڑا خطرہ تو اس کے ضابطہ پسند اور مصنوعی فیصلوں کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے — یہ ایک قسم کے عادتی فیصلے ہوتے ہیں۔ ان کا ماخذ کلیات بنانے، تصنیف اور فرق کرنے کی وہ قابلیت ہوتی ہے۔ جو محض قانونی سوالات کی تحقیق میں نہایت ہی قیمتی شے ہے۔ مارکوئیس بکاریا Marquis Beccaria, نے اس کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ان کی گواہی اور بھی وقیع ہے۔ کیونکہ وہ ایک اجنبی کی گواہی ہے[1] وہ "میں اس کو بہترین عدالتی نظام سمجھتا ہوں۔ جس میں اصل جج کے ساتھ ایسے اسیسر مقرر کیے جاتے ہیں۔ جو نامزد کردہ نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ جن کا انتخاب بذریعہ قرعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان امور میں جہل جو حس سے فیصلہ کرتا ہے۔ علم سے جو رائے کی بنا پر فیصلہ کرتا ہے۔ بہتر ہوتا ہے۔ جب قانون صاف اور ٹھیک معلوم ہو تو

---

[1] Dei Delittie delle Pene از بکاریا دفعہ ۷۔ ملک بنام پرڈٹ سنہ ۱۸۲۰ء ۔ ۴ بارن و ال ولینڈ من ۱۴۲-۱۴۳-۲۲۴ ۔ رسل و ریان ۱۳۹ ۔ ۵ ۔ ۷ ۔ ۵ ۔ میں لا بینٹ پیر مجلس کے مقولات ۔ اور اخلاق و سیاسی فلسفہ مصنفہ پالی ۔ کتاب ۶ باب ۸

عدالت کا فرض صرف واقعات کے وجود کو دریافت کرنا ہوتا ہے۔ اور گو جرم
کو ثابت کرنے کے لیے قابلیت اور ہوشیاری درکار۔ اور شہادت کو ترتیب
دینے کے لیے صاف بینی و صحیح الدماغی ناگزیر ہوتے ہیں ___ تاہم شہادت
سے نتیجہ نکالنے کے لیے معمولی فہم سلیم سے زیادہ کوئی شے درکار نہیں ہوتی۔
اور بینچ کے تبحر علمی سے جو مجرم ٹھیرانے کی شہادت ڈھونڈھتے رہنے کی عادی
ہوتی ہے۔ کم مغالطہ آمیز ہوتی ہے۔ اور جج تو ہر شے کو ایک مصنوعی نظام
کے تحت جو مطالعے پر قائم ہوتا ہے لاتا رہتا ہے"۔ اور یہاں یہ ملحوظ رکھنا
بہت ضروری ہے کہ اتفاقی عدالت کی غلطیوں کے نتائج بہت ہی کم
ہوتے ہیں۔ ان کی غلطیاں زیادہ تر جذباتی ہوتی ہیں۔ اور ان کے نتائج
تقریباً تمام تر اسی مقدمے تک محدود رہتے ہیں۔ جس میں ان کا ارتکاب
ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے مستقل عدالت کی غلطیاں ایک نظام کی
غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور ان کے اثرات پائدار اور عام ہوتے ہیں۔ اس کے
فیصلے چونکہ ارباب اقتدار سے صادر ہوتے ہیں۔ ان کی رپورٹ کی جاتی ہے
اگر وہ کم سے کم حد تک بھی کسی نکتۂ قانونی کے حامل ہوتے ہیں۔ اور اس سے
بھی بڑھ کر قابل اعتراض بات یہ ہے کہ ان کو بغیر رپورٹ کرنے کے یاد
رکھا جاتا ہے۔ اور وہ نظائر بن جاتے ہیں۔ جن سے مستقبل کی عدالتیں متاثر
ص۳۰ ہوتی ہیں۔ اور یہی سب سے بڑی قباحت نہیں ہے۔ اس جج کو جس کے
سامنے اس کے پیش رو کی بیان کی ہوئی نظیر کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اگر وہ
اس پر عمل کرے تو برا نہیں کہہ سکتے۔ برخلاف اس کے چونکہ وہ دراصل
غلط ہوتی ہے۔ وہ بغیر کسی خطرے کے اس کو ترک بھی کر سکتا ہے۔
اس طرح پر اگر وہ بدچلن یا متعصب ہو تو ثبوت کے صحیح اصولوں
یا سابقہ غلط فیصلے کو اپنا ہادی بنا سکتا ہے۔ اور من مانے مدعی یا
مدعی علیہ کے حق میں فیصلہ کر سکتا ہے۔[1]

[1] مقدمہ دفعہ ۴۰۔

دفعہ ۸۴: لیکن مستقل عدالتوں پر ـــــ یعنی ایسی مستقل عدالتوں پر جن کے سپرد قانون و واقعات دونوں کے فیصلے ہوتے ہیں ـــــ زبردست اعتراض یہ ہے کہ جب امور تنقیح طلب نہایت ہی اہم و وقیع ہوتے ہیں۔ تو ان کو پاک رکھنا اگر ناممکن نہ ہو تو بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ جج کا نام ساری دنیا کو معلوم ہونے کی وجہ سے بدطینت ـــــ مقدمے باز کو وہ شخص معلوم ہوتا ہے جس کو رشوت دی جا سکتی ہے یا جس پر اثر ڈالا جا سکتا ہے۔ اور عاملہ کو ایک خوفناک ترغیب ہوتی ہے۔ کہ کرسی انصاف پر بودے اخلاق یا خائف طبائع کے اشخاص کو بٹھلا کر سیاسی دشمنوں کو مجرم قرار دلایا جائے۔ ہم عام طور پر سنتے ہیں کہ برطانوی عدلیہ کی پاکی پوری طرح یا تقریباً پوری طرح قانون بنا۔ وبست (۱۲ و ۱۳ ولیم سوم باب ۲ اور جارج سوم باب ۲۳) کی وجہ سے ہے۔ جس کی رو سے تاج کو اختیار نہیں رہا کہ ججوں کو اپنی مرضی سے علٰحدہ کر دے۔ لیکن ہم یہ امر بھول جاتے ہیں کہ گویہ قوانین دوسرے وجوہات کی بنا پر کتنے ہی قیمتی ہوں ججوں کا تقرر تو تاج کے ہاتھ میں اب بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ کبھی تھا۔ اور یہ کہ پرانے نظام کے تحت بھی گاسکایں۔ ہیل (Gascoigne, Hale.) وغیرہ ایسے اشخاص بھی ہوتے تھے۔ جو اپنے فرائض منصبی کی ادائی میں تاج کی پروا نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب مقدمے کی قسمت کا آخری فیصلہ ایک ایسی جماعت کرے۔ جس کا ہر رکن مقدمہ دائر ہونے تک معلوم نہ ہو تو سب اعتراض رفع ہو جاتے ہیں۔ لیکن ملحوظ رکھیے کہ عصر جدید میں راست باز شہریوں کو بدچلن یا راشی جج کا خوف نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایسی جوری کا جو نامناسب طور پر جمع کی جاتی ہے۔

دفعہ ۸۵: ہماری عدالت قانون عمومی کی بیان کردہ تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مرکب نوعیت کی ـــــ یعنی جزءً مستقل اور جزءً اتفاقی ـــــ ہوتی ہے۔ اور اس کی ساخت کچھ اس طرح ہوئی ہے کہ اس میں دونوں مخالف نظامات کی تقریباً تمام خوبیاں ہوتی ہیں۔ اور

وہ دونوں کی مخصوص برائیوں یا خطرات سے محفوظ ہوتی ہے[1]۔ قانون و عملدرآمد کے تمام سوالات کے تصفیے کو جج کے سپرد کرنے سے۔ قانون و عملدرآمد جوری کی کسی غلطی یا بدچلنی سے بھی نہیں بدل سکتے۔ شہادت کے قابل ادخال ہونے اور پیش شدہ شہادت کے فیصلے کے لیے کافی قانونی بنیاد ہونے کو امور قانونی تصور کرنے سے جوری کسی شہادت کے بغیر یا ناجائز شہادت پر عمل نہیں کر سکتی۔ اور مقدمے کی کارروائیوں پر عام نظر رکھنا اور شہادت پر تنقید کرنا جج کے ذمے ہونے سے جوری اس کے علم و تجربے سے مستفید ہوتی ہے۔ لیکن واقعات کے اصل فیصلے اور قانون کے ان پر اطلاق دینے کو جج کے ہاتھ سے نکال لینے سے میکانکی فیصلوں کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ ثبوت کے مصنوعی نظام قایم ہونے نہیں پاتے۔ اور اتفاقی عدالت کے دوسرے فایدے حاصل ہو جاتے ہیں۔ علاوہ اس کے جج و جوری میں جو فرق بلحاظ ان کی حیثیت کسب۔ عادات۔ اور نقطہ ہائے نظر کے ہوتا ہے اس سے نہ صرف وہ ایک دوسرے پر بہت ہی مفید اثر ڈالتے ہیں۔ بلکہ ان کے متحدہ عمل کو بہت ہی اخلاقی وقعت اور وزن حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب کسی مجرم کو سزا قانون کے نمایندے اور ایسے متعدد اشخاص جو قوم میں سے بے لوثی سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ دونوں مل کر سناتے ہیں تو اس کا اثر مجرم پر۔ اور قوم کے دوسرے بدطینت ارکان پر اتنا قوی ہوتا ہے کہ اتنا اثر کبھی نہیں ہوتا اگر سزا صرف ایک کے دلایل یا دوسرے کے مشورے ہی پر مبنی ہوتی۔ ان امور میں اس دستوری حفاظت کا بھی اضافہ کرنا چاہئے جو جوری کی موجودگی سے آزاد شہری کو حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اتنا معروف امر ہے کہ بہت وضاحت ضروری نہیں ہے۔ برخلاف اس کے بہت سے ایسے مقدمے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں کسی تربیت یافتہ دماغ کی ان پر غور کرنے اور فیصلہ کرنے کی کمی ہی بڑی کمی ہوتی ہے بہت سے

ع٤

[1] اخلاقی اور سیاسی فلسفہ مصنفہ پالے کتاب ۶ باب ۸۔

مقدمے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں عدالت کا انتخاب خود فریقین ہی پر بجا طور پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ نیز بہت سے فوجداری مقدمے اتنی سادہ نوعیت کے ہوتے ہیں کہ ان کا سرسری فیصلہ ایک مستقل عدالت کے ذریعے سے۔ جس تک آسانی سے رسائی ہو سکتی ہو۔ جوری کے روبرو چالان کے طویل و تکلیف دہ ضابطے سے بہتر ہوتا ہے۔ جدید قوانین کی رو سے حساب کے سوالات کے فیصلے کا اختیار جوری سے لے لیا گیا ہے[1]۔ اور یہ کام ججوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور انھیں اختیار دیا گیا ہے کہ اس مضمون پر قواعد عدالت وضع کریں۔ موجودہ قواعد[2] مقدمے کے طریقے کو بہت کچھ جج کی صوابدید اور فریقین کی پسند پر چھوڑتے ہیں۔ اور گو وہ قرار دیتے ہیں کہ مقدمہ بغیر جوری کے صرف جج کے روبرو پیش ہوگا۔ اگر کوئی فریق بھی اس کے خلاف خواہش ظاہر نہ کرے۔ تاہم ان کی رو سے تمام مقدمات میں کسی فریق کی درخواست پر جوری کے ذریعے سے تنقیح واقعات کا حق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ بجز ان مقدمات کے جن میں حساب فہمی ہو۔ یا جو تعمیل امانت یا اشخاص متوفی کے اہتمام ترکہ سے متعلق ہوں۔ یا انتظامی نوعیت کے دوسرے امور سے تعلق رکھتے ہوں[3]۔ مگر اضلاع کی عدالتوں میں ہر فریق کو جوری کے ذریعے سے کسی سوال واقعاتی کی تنقیح کا حق ہے۔

فوجداری امور میں تمام بڑے جرائم کا تصفیہ جج و جوری کے روبرو چالان ہونے پر کیا جاتا ہے۔ لیکن چھوٹے جرائم کا فیصلہ ایڈورڈ سوم کے زمانے سے ۵۰ء
سرسری سماعت کا اختیار رکھنے والی عدالت کرتی ہے۔ جس میں ایک یا زیادہ نگہبان امن ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت صرف ایک ہی ناظم ہوتا ہے۔

[1] دیکھئے قانون ثالثی ۱۸۸۹ء دفعات ۱۳ و ۱۴ - قانون عدالیہ ۱۸۷۳ء دفعات ۵۶ و ۵۷ بڑی حد تک یہ دفعات اول الذکر قانون کے بجائے ہیں۔

[2] آرڈر ۳۶ قاعدہ ۲ - ۱ -

[3] یہ وہ امور ہیں جو عدالت عالیہ کے اجلاس چانسری سے متعلق کیے گئے تھے۔ دیکھئے قوانین عدالیہ ۱۸۷۳ء دفعہ ۳۴۔

حال حال میں اس عدالت کے اختیار سماعت میں بہت اضافہ کیا گیا ہے۔ نہ صرف خاص جرائم سے متعلق مخصوص قوانین موضوعہ کے ذریعے سے بلکہ کمسن مجرموں اور اقرار جرم کرنے والے نوعمروں سے متعلق عام قوانین موضوعہ کے ذریعے سے بھی یہ اضافہ ہوا ہے۔[1]

دفعہ ۸۶: اب ہم قانون عمومی کے طریق ثبوت کی تیسری بڑی خصوصیت کا ذکر کریں گے —— یعنی ان تمام اصولوں کا جن کے مطابق شہادت کا قابل ادخال ہونا قرار پاتا ہے۔ اور یہاں ہمیں یہ کہنا چاہیئے کہ قواعد شہادت تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) وہ جو شہادت امور نزاعی سے متعلق ہوتے ہیں یعنی اس شہادت سے جو امور نزاعی کے ثابت کرنے کے لیے پیش کی جاتی ہے۔ (۲) وہ جو شہادت ماسوائے امور نزاعی پر موثر ہوتے ہیں یعنی وہ جو صرف ذرائع ثبوت کی صحت کو جانچنے کے لیے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ (۳) عدالتی عمل کے قواعد جو شہادت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ملحوظ رہے کہ بجا طور پر پہلی ہی قسم کو قواعد شہادت کہہ سکتے ہیں —— بہت سی شہادت جو اگر امور نزاعی سے متعلق ہونے کی بنا پر پیش کی جائے تو نامنظور ہو جائے گی لیکن وہ پوری طرح قابل ادخال ہوگی اگر اس کو اس بنا پر پیش کیا جائے کہ وہ امور ماسوائے نزاعی سے متعلق ہے۔ اور بعض ایسے بھی مقدمات ہوتے ہیں۔ جن میں اس قسم کی شہادت کی اہمیت نہیں ہوتی۔ نیز جج کو عدالتی عمل کے قواعد کے متعلق ایک حد تک آزادی حاصل رہتی ہے اور وہ مقدمے کی کسی بھی نوبت پر کسی بھی شکل میں سوالات پوچھ سکتا ہے۔ اور ایک حد تک فریقین یا ان کے وکلا کو بھی اس کی اجازت دے سکتا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی خوشی سے ناجائز شہادت کو قابل ادخال ٹھیرا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسی شہادت جوری کے سامنے پیش ہو جاتی ہے تو

---

[1] قانون تحقیقات سرسری ۱۸۷۹ء، ۱۸۹۹ء و ۱۹۱۴ء قوانین موضوعہ از چٹی Chitty's Statutes. عنوان جسٹس

مقدمہ از سرِ نو چلایا جاتا ہے۔ اگرچہ کہ یہ شہادت ان سوالات کی وجہ سے پیش ہوئی تھی جو جج نے کئے تھے۔ لیکن یہ آزادی یا اختیار اس لیے ضروری ہے کہ ضابطہ پسندی کی وجہ سے انصاف کا خون نہ ہونے پائے۔ ملاحتی شہادت حاصل ہو سکے[1] اور فوجداری مقدمات میں کمیت سزا کے تعین میں مدد ملے۔ اور اس کا استعمال کافی دانشمندی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ " اختیار تمیزی کے معنی یہ ہیں کہ حق بات کا قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔[2] " انتہائی قوت کے ساتھ کم سے کم آزادی کا استعمال کرنا چاہیئے۔[3] جج کا اختیار تمیزی یا صوابدید صداقت اور بطلان۔ سچ اور جھوٹ۔ شے اور سایہ۔ نصفت و نمود و حیل میں فرق کرنے اور اپنی مرضی و ذاتی رجحانات کے مطابق عمل نہ کرنے کا علم و ادراک ہوتا ہے۔[4]

دفعہ ۷۸: امورِ نزاعی کی شہادت کے متعلق اور اسی تک اب ہم اپنی توجہ محدود رکھیں گے ــــ ایک نہایت ہی ممتاز جج نے ایک بہت ہی اہم مقدمے میں کہا ہے کہ " قانون کے عقلا اور ججوں نے قرار دیدیا ہے کہ شہادت کا ایک ہی اصول ہے۔ یعنی مقدمے کی نوعیت کے لحاظ سے بہترین شہادت پیش ہونی چاہیئے[5] اور لارڈ چیف بیرن گلبرٹ (Lord chief Baron Gilbert) جنھوں ہی نے ہمارے قانون شہادت ص ۷۶

---

[1] ملاحتی شہادت کے لیے دیکھئے نیچے دفعہ ۹۳۔

[2] گک برنگش ۲۷، ۲۲ ب، ۱۲ انسٹی ٹیوٹ ۵۰، ۳ ایضاً ۱۴۔ دکونیس نیچ ۷۰۰۔

[3] چوبارڈ ۱۵۹۔

[4] ۵ کک ۱۰۰ الف۔ نیز ۱۰ کک مقدمۂ کالون ۱۴۷ الف۔ اور ۱۰ کک ۱۴۰ الف اور ۱۹ ہو دل اسٹیٹ ٹرائلس ۱۰۸۹۔ ۲ بروز ۲۵۳۹۔

[5] لارڈ ہارڈ ویک چانسلر (Lord Hardwicke, Chancellor, بمقدمۂ اومی چند بنام بارکر ۱۷۴۴ء ۱ اٹکنس رپورٹس ۲۱۔ ۴۹۔ اس اصول کی جو کبھی مشہور تھا لیکن اب متروک ہے۔ تاریخ اور تفصیلی بحث

میں نظام پیدا کر کے ہمیں رہین منت کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ "قانون شہادت سے متعلق پہلا اور مشہور اصول یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے بہترین شہادت ہونی چاہیئے[1]" اور "اس اصول قانون کے نص کی رو سے نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے بہترین شہادت درکار ہوتی ہے صحیح معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی شہادت پیش نہیں ہونی چاہیئے۔ جس سے خود ظاہر ہوتا ہو کہ اس کے علاوہ خود فریق کے قبضہ و اختیار میں اس سے بہتر شہادت موجود ہے[2]" اور ایک قدیم مستند تصنیف میں کہا گیا ہے کہ "شہادت کے متعلق یہ قاعدہ ناقابل انکار ہے کہ اس فریق کو جو کسی امر کو ثابت کرنا چاہیے اس امر کی نوعیت کا لحاظ کرتے جو بہترین شہادت ہو اس کے ذریعے سے اس امر کو ثابت کرنا چاہیئے[3]"۔ ایسے ہی الفاظ ہماری بہت سی جدید کتابوں میں ملیں گے[4]۔

لیکن یہ زیر بحث اصول اکثر غلط سمجھا گیا ہے۔ کچھ تو اس لیے کہ جن الفاظ میں وہ بیان کیا گیا ہے مبہم ہیں اور کچھ اس لیے کہ وہ اکثر ایک ایسی تمثیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جسے خود اصول سمجھ لیا گیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ کے لیے دیکھئے "شہادت کی ابتدائی کتاب" مصنفہ سٹیفن ۲۰۲ - ۵۰۷ 'شہادت' از فپسن طبع ششم ۴۵ تا ۴۴۔

[1] شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۴ طبع چہارم۔

[2] ایضاً صفحہ ۱۶ طبع چہارم۔

[3] خلاصۂ شہادت مصنفہ بیکن (Bac. Abr. Evid.) طبع اول ۱۷۳۶ء۔

[4] شہادت مصنفہ پیک (Peake's Evid.) صفحہ ۸۔ شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ۲ ۱۴۲ - ۱۴۷۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱۔ دفعہ ۸۲۔ طبع شانزدہم شہادت مصنفہ ٹیلر جلد ۱۔ طبع یازدہم دفعات ۳۹۱ - ۳۴۷ شہادت مصنفہ پاول (Powell's Evid.) طبع نہم صفحہ ۱۴۳۔

لارڈ چیف بیرن گلبرٹ کہتے ہیں[۱] کہ "اگر کوئی شخص کسی دستاویز یا وصیت نامے کی نقل پیش کرتا ہے جب کہ اس کو خود دستاویز یا وصیت نامے کو پیش کرنا چاہئے تھا۔ تو اس سے قیاس یہ ہوتا ہے کہ دستاویز یا وصیت نامے میں کچھ اور بھی ہے جو اس فریق کے خلاف ہے۔ وگرنہ وہ ان کو پیش کرتا۔ اور اسی لیے اس مقدمے میں نقل کا ثابت کرنا شہادت نہیں ہے۔" یہ بلا شبہ صحیح ہے۔ لیکن اس کو اس قاعدے کی پوری حد سمجھنا بہت ہی غلط ہوگا۔ "مثالیں قانون کو واضح کرتی ہیں محدود نہیں کرتیں"[۲]۔ نیز بعض وقت اس کو یوں بھی غلط سمجھا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قانون چاہتا ہے کہ ہر مقدمے میں حالات کا لحاظ کرتے ہوئے جو سب سے زیادہ قابل اعتبار اور یقین دلانے والی شہادت ہو پیش کی جانی چاہئے۔ لیکن تمام اساتذہ متفق ہیں کہ اس کے یہ معنی نہیں ہیں[۳]۔ جیسا کہ حسب ذیل مقولوں سے بھی ظاہر ہوگا۔ کہ "زبانی شہادت کے کوئی مدارج نہیں ہیں" اور نہ منقولی شہادت کے کوئی مدارج ہوتے ہیں۔ فرض کرو کہ حملے کے لیے کوئی چالان کیا گیا ہے یا مثال کو قوی بنانے کے لیے فرض کرو کہ چالان قتل کے ارادے سے زخمی کرنے کا ہے۔ (یہ ایسا جرم تھا جس کی سزا ۱۸۶۱ء تک موت تھی اور اب بھی حبس دوام ہے)۔ فریق مضرر گو عدالت میں موجود ہے لیکن بطور گواہ طلب نہیں کیا جاتا ہے۔ اور قصد یہ ہے کہ اس الزام کو ایک ایسے شخص کی گواہی سے ثابت کیا جائے جس نے اس معاملے کو ایک میل کی مسافت سے دیکھا ہو۔ بلکہ دوربین سے دیکھا ہو۔ یہ شہادت قابل ادخال ہوگی۔ کیونکہ امر تنقیح طلب سے متعلق ہوگی ... گواہ کے حواس اس سے متعلق رہ چکے ہیں اور فریق مضرر کا نہ پیش کرنا جس کا پیش کرنا غالباً زیادہ قابل اطمینان امر ہوتا

۱ شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۴ طبع چہارم۔
۲ گک برٹشن ۳۴۲ الف۔
۳ دیکھئے نوٹ ۴ کے حوالے اوپر صفحہ ۱۲۷ پر

محض ایک قابل لحاظ امر ہے۔ جس کا جوری سے ذکر کردینا چاہئے۔ نیز "منقولی شہادت" سے مطلب کسی تحریری دستاویز کے مضامین کی مکسوبی شہادت ہوتا ہے۔ اور یہ ایک اصول ہے کہ ایسی شہادت ناقابل ادخال ہے۔ جب تک کہ اصلی شہادت یعنی خود دستاویز کی عدم موجودگی کو قابل اطمینان طریقے پر ثابت نہ کردیا جائے[1]۔ لیکن جب یہ کردیا جائے تو کسی بھی قسم کی منقولی شہادت (بشرطیکہ وہ بطور منقولی شہادت کے صحیح ہو) قابل ادخال ہوتی ہے - اور اسی لیے کسی گواہ کی زبانی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ حالانکہ دستاویز کی نقل موجود ہوتی ہے - اور یہ امکان کہ وہ حافظے سے زیادہ قابل اعتبار ہے صرف قابل ذکر امر ہوتا ہے[2]

دفعہ ۸۸: اس بنیادی اصول کے صحیح معنی اس کے تین بڑے اطلاقات پر غور کرنے سے سمجھ میں آئیں گے۔ شہادت کے قابل ادخال ہونے کے لئے اس کو مناسب ذرائع سے پیش ہونا چاہئے۔ اس کو عام طور پر اصلی اور قریبی ہونا چاہئے ان میں سے پہلے اطلاق کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ باستثنائے چند امور جن کی یا تو قانون کو اطلاع رہتی ہے۔ یا جو اتنے مشہور ہوتے ہیں کہ ان کو ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جج و جوری کو اپنے ذاتی علم سے واقعات کا تصفیہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور ان کے سامنے جو امر نزاعی پیش ہو اس کے متعلق ان کو پوری طرح قانونی حالت لاعلمی میں رہنا چاہئے[3] جب تک کہ وہ قانونی شہادت یا اس سے جائز استنباط سے ثابت نہ ہوجائے۔ اُس کی کوئی اہمیت نہیں کہ جج جانتا ہے جب تک کہ وہ قانونی طور پر نہ جانتا ہو[4]۔ ظاہر ہے کہ اگر ان کو تاثرات یا اور جگہ کی حاصل کردہ معلومات کی

---

[1] دیکھیے دفعات ۲۷۲، ۳۰۴، ۴۹۱ -

[2] ڈوڈی گلبرٹ بنام راس ہیمن لمیٹڈ لزبی ۵۶۰-۱۰۲ رسل وریان صفحہ ۶۲۹ -

[3] دیکھیے دفعہ ۳۰ - دیکھیے دفعہ ۲۵۲ -

[4] ۲۰۵ بلسٹروڈ صفحہ ۱۱۵ -

بنا پر فیصلہ کرنے کی اجازت دی جائے تو نہ صرف اعلیٰ عدالت فریقین و عوام کے لیے یہ جاننا ناممکن ہو جائے گا کہ فیصلہ کن وجوہات کی بنا پر کیا گیا۔ بلکہ وہ عام افواہ۔ دوسرے اقسام کی شہادت۔ بہترین کے بجائے بدترین شہادت پر مبنی ہو سکتا ہے۔

دفعہ ۸۹ : اس اصول کی دوسری شاخ کی رو سے ابتدائی یا اصلی شہادت ضروری قرار پاتی اور کسوبی شہادت مسترد کی جاتی ہے۔ نیز اس کی رو سے کوئی ایسی شہادت منظور نہیں کی جانی چاہیے جس سے خود ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اپنی قوت کسی دوسری شہادت سے جو پیش نہیں ہوئی حاصل کرتی ہے۔[1] اصل چشمہ کو جانا نہر کو جانے سے بہتر ہوتا ہے۔[2] ہمارے قانون میں "اصلی" و "منقولی" شہادت کے الفاظ تحریری دستاویزات کی اصلی و کسوبی شہادت کے محدود معنوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور موخرالذکر اس وقت قابل ادخال ہوتی ہے۔ جبکہ قابل اعتبار شہادت سے ثابت کیا جائے کہ اصلی شہادت موجود تھی لیکن وہ پیش نہیں ہو سکتی ہے لیکن اصلی شہادت کے دوسرے اشکال کی کسوبی شہادت کلیۃً مسترد کر دی جاتی ہے۔ مثلاً جب کہ بیان کردہ زبانی شہادت۔ زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ یا شہادت کے وہ تمام اقسام جن کو عملاً سنی سنائی شہادت کے ناقص جملے سے ادا کیا جاتا ہے۔[3]

دفعہ ۹۰ : اس بڑے اصول کا تیسرا اطلاق۔ جس کا اب ہم ذکر کریں گے۔

[1] ڈوڈوی و اش بنام لانگ فیلڈ ۱۸۴۶ء ۱۲ میسن و ولزبی ۴۹۷۔۲۔ رسل و ریان ۳ و ۵۹۳ ڈوڈی گلبرٹ بنام راس ۱۸۴۰ء میسن اور ولزبی ۲-۱-۲-۱۰۲-۶ء رسل و ریان رپورٹس ۶۳۹۔ میاکڈونل بنام ایوانز ۱۱ کامن بنچ ۹۳۰۔۴۲ و از ال جسٹس (Maule, j.)

[2] گک برٹلش ۳۰۵۔ ب۔ م گک ۱۱۶ ب۔ ۱۰۱ ایضاً۔ ۱۴۱ الف۔

[3] نیچے دفعات ۴۹۲۔ ۵۰۵۔

اس مقولے پر مبنی نظر آتا ہے کہ "قانون میں سبب بعید کا نہیں بلکہ سبب قریب کا لحاظ کیا جاتا ہے[1]" اور اس کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ شہادت بلا واسطہ ہو کہ قرائنی۔ اس کے قابل ادخال نہ ہونے کی شرط مقدم یہ ہے کہ از روئے قانون اصل اور شہادتی واقعے میں (آخری ہو کہ درمیانی) ایک صاف و علانیہ تعلق ہونا چاہیئے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کوئی لازمی تعلق ہونا چاہیئے ـــــ اس سے تو تمام قیاسی شہادت ناقابل ادخال ہو جائے گی ـــــ بلکہ اس سے ایسا تعلق ہونا مراد ہے کہ جو معقول ہو اور خفی و خیالی نہ ہو۔ اس خصوص میں عدالتی شہادت کی ماہیت بھی اتنی ہی معقول ہو جاتی ہے۔ جتنی کہ بہترین انسان ساختہ قانون کی ہے۔ اور ان لوگوں کے تخیل پر جن کے ہاتھوں میں عنان عدل گستری ہوتی ہے۔ قیود قائم۔ اور بعید قیاسات و خیالی مشابہتوں پر فیصلہ کرنے سے منع کر کے لوگوں کے جان و مال و آزادی کی حفاظت کرتی ہے۔

دفعہ ۹۱: زیر غور اہم اصول کی قدر و قیمت بیان کرنے سے زیادہ آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے۔ قدرتی شہادت میں اصل و شہادتی واقعے کا تعلق وجدان پر چھوڑا جاتا ہے۔ قانونی شہادت میں اس کی جگہ ایک قسم کا قانونی وجدان یا قانونی حاسہ ہوتا ہے۔ جو عمل سے حاصل ہوتا ہے۔
عدہ۹ اور یہ قدیم مقولہ کہ "تم بہت سی چیزیں قواعد کی بہ نسبت عمل سے زیادہ سیکھو گے" پوری طرح صادق آجاتا ہے[2]۔ اس کی چند صورتیں مثالاً بیان کی جا سکتی ہیں۔ کسی فوجداری مقدمے میں ایک شخص ثالث کا جو بطور گواہ پیش نہ کیا گیا ہو اقبال جرم کہ اصل مجرم وہ خود ہے۔ اور ملزم معصوم ہے۔ گو قدرتی وقعت سے یقیناً عاری نہیں ہے۔ لیکن اس کے بعد ملزم سے

[1] مقولات قانونی مصنفہ بیکن۔ قاعدہ (۱)۔

[2] انسٹی ٹیوٹ جلد ۳ صفحہ ۵۰ .

اس کا تعلق نہ ہونے اور سازش وجعلسازی کے علانیہ خطرے کی وجہ سے ناقابل ادخال ہوگا۔[1] اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی ڈائری میں لکھے کہ وہ مجھے پانچ پونڈ دینا ہے۔ تو یہ اس کے خلاف معقول شہادت ہے کہ وہ میری اتنی رقم کا قرضدار ہے۔ حالانکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ اس کو غلطی ہوئی ہو۔ لیکن فرض کیجئے کہ وہ لکھے کہ میں اس کو پانچ پونڈ دینا ہوں تو یہ بیان گو ممکن ہے کہ بالکل صحیح ہو میرے خلاف شہادت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا متعلق نہ ہونا ظاہر ہے۔[2] نیز ملزم کا برا چال چلن یا برا نام اس کے خلاف اگرچہ قوی اخلاقی شہادت ہے۔ لیکن قانونی شہادت نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ اپنے اچھے چال چلن کی شہادت الزام کی جوابدہی میں پیش نہ کرے۔[3] یہ اصول اس معقول مصلحت کی بنا پر ناگزیر ہے کہ بدترین مجرم پر بھی مقدمہ انصاف اور بلا کسی طرفداری کے چلانا چاہیے۔ اسی طرح کسی شخص کی صورت اور اس کا قیافہ۔ اس کے چال چلن اور خصلت کے اکثر اچھے مترجم ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو اس کے خلاف بطور قانونی شہادت کے منظور نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ وہ منظور کئے جاتے ہیں۔ بجز اس کے کہ جب وہ گواہ ہوتا ہے تو اس کے طرز اور ڈھنگ سے اس کے اعتبار پر اثر پڑتا ہے۔[4]

دفعہ ۹۲: لیکن کیا کسی واقعہ کو جس کا اثر امر تنقیح طلب پر بالواسطہ ہو بطور قرائنی شہادت کے منظور کرنا یا خیالی شہادت سمجھ کے مسترد کر دینا چاہئے۔ اکثر نہایت ہی مشکل سوال ہوتا ہے۔ شاید ایک معیار یہ ہو کہ یہ دیکھا جائے کہ شہادت کے متعدد اجزا

---

۱ ملک بنام گرے ایرش سرکٹ رپورٹس (Irish Circuit Reports) ۴۶۔

۲ اشار بنام اسلاٹ دکیا رنگٹن ویلین رپورٹس صفحہ ۱۲۱۔ اسمتھ بنام اینڈرسن ۷ کامن بنچ ۲۱۔

۳ اس مضمون پر پوری طرح غور ملکہ بنام راوٹن میں کیا گیا ہے۔ ۳۴ لا جرنل انگلش مجسٹریٹس کیس ۵۸۔

۴ بعض فرانسیسی قانون دانوں کی رائے تھی کہ ان کو قابل ادخال شہادت قرار دینا چاہئے۔ "ملزم کی بری صورت و شکل اس کی بد نامی و بری شہرت بھی وہ علامات ہوتی ہیں جن کا لحاظ کرنا چاہئے۔ کیونکہ بطور علامت کے ان کی شہادتی وقعت بہت ہوتی ہے" "کتاب شہادت" مصنفہ بانسے دفعہ ۲۶۵۔ گواہ کے طرز

جو پیش ہوئے ہیں وہ فیصلے کی بنیاد ہو سکتے ہیں کیونکہ صحیح قرائنی شہادت کے سلسلے کی یہ خاصیت ہے کہ اس کی ہر کڑی چاہے کتنی ہی غیر قطعی ہو۔ تمام کڑیوں کو ملا کر دیکھنے سے امر تنقیح طلب ثابت ہو جاتا ہے۔ اور اکثر نہایت ہی یقینی طور پر۔ فرض کیجئے کہ تیز ہتھیار سے قتل کے ایک مقدمے میں کوئی عینی مشاہدہ نہ ہو لیکن ملزم کے خلاف مجرمانہ واقعات یہ ظاہر ہوں۔ کہ (۱) کچھ عرصے قبل اس نے متوفی سے جھگڑا کیا تھا۔ (۲) وہ یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ متوفی سے وہ ضرور بدلا لے گا۔ (۳) قتل سے چند روز پہلے ملزم نے ایک تلوار یا چاقو خریدا جو نعش کے پاس پایا گیا۔ (۴) قتل کے کچھ ہی بعد وہ موقع واردات کے پاس اور وہاں سے آتے ہوئے دیکھا گیا۔ (۵) ایسے نشانات جو اس کے جوتوں سے منطبق ہوتے تھے نعش کے قریب پائے گئے۔ (۶) قتل کے بعد اس کے جسم پر خون پایا گیا۔ (۷) اس کے بعد ہی اپنے گھر سے غیر حاضر ہو گیا۔ (۸) اس نے اس امر کے متعلق کہ قتل کے دن وہ کہاں تھا متغائر بیانات دیے۔ ان کڑیوں میں سے ہر کڑی کی کمزوری اگر صرف اسی پر غور کیا جائے تو صاف ثابت ہے۔ لیکن متفقہ طور پر ان سے ملزم کے خلاف نہایت ہی قوی مقدمہ قایم ہو جاتا ہے۔ اب فرض کیجئے کہ مذکورۂ بالا سلسلۂ واقعات کے بجائے ذیل کی شہادت پیش کی جاتی ہے کہ (۱) ملزم بُرے چال چلن کا شخص تھا۔ (۲) وہ ایک ایسی جماعت کا رکن ہے جس کو انسانی زندگی کی پروا نہیں اور جو قتل کی عادی ہے۔ (۳) ایک سابقہ موقع پر وہ ایک دوسرے شخص کے قتل کے الزام میں سزا پاتے پاتے بچ گیا۔ (۴) اس کی قوم میں اور متوفی کی قوم میں بہت ہی حسد و کینہ تھا۔ (۵) موخر الذکر کے ایک شخص کو ایک سال پہلے اسی جگہ اول الذکر کے ایک شخص نے بالکل اسی طرح قتل کیا تھا۔ (۶) قاتل نے متوفی کا سر قلم بھی کیا تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ہد اور ڈھنگ پر دیکھئے نیچے دفعہ ۱۰۰۔

سنہ ۸ یہ لفظ قانون ترمیم قانون تعزیرات میں استعمال ہوا ہے۔ (سنہ ۱۸۹۶ء ۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۳۵ دفعہ ۶)۔

اور ملازم کے متعلق یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ بہت لالچی ہے۔ (۷) نیند میں اس کو ایسے الفاظ کہتے ہوئے سنا گیا۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہی قاتل ہے[۱]۔ (۸) اس کے تمام ہمسایے اسی کو قاتل سمجھتے ہیں یا فرض کیجیے کہ یہ مقدمہ ایسا ہے جس میں کہ عوام کو دلچسپی ہو۔ اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوان بادشاہ کے پاس عرضداشت بھیجے ہوں۔ جن میں اس کو مجرم تصور کر لیا گیا ہو۔ ان اور ان جیسے واقعات سے چاہے ان میں کتنا ہی اضافہ کیا جائے۔ وہ معقول یقین پیدا نہیں ہوتا۔ جس پر عمل کرنے ہی میں سلامتی ہے۔ اور اسی لیے ان میں سے کوئی واقعہ بھی بطور قانونی شہادت کے قبول نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ ۹۳ : یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے اور دراصل بنتھم کی کتاب "عدالتی شہادت" اسی تصور پر مبنی ہے کہ مذکورۂ بالا جیسے اخراجی قواعد سے بہت ہی قیمتی شہادت کلیتہً ضائع ہو جاتی ہے[۲]۔ اگر یہ واقعہ ہو بھی تو واقعات کو ثابت شدہ یا غیر ثابت شدہ قرار دے کر عدالتوں کی صوابدید پر بندشیں لگانے کے دلائل سے جن کو بیان کر دیا جا چکا ہے۔ اس شر کی کافی تلافی ہو جائے گی[۳]۔ لیکن اس امر پر احتیاط سے غور کر لے۔ سے ظاہر ہو گا کہ زیر بحث شہادت کا اغراض انصاف کے لیے تلف ہو جانا ضروری نہیں ہے کیونکہ آخری فیصلے کی بنیاد بطور۔ گو وہ کتنی ہی خطرناک اور ناقابل اطمینان ہو۔ لیکن بطور علامتی شہادت کے وہ اکثر بہت ہی قیمتی ہوتی ہے۔ یعنی بطور ایسی شہادت کے جو بنفسہ قابل ادخال نہیں ہوتی ہے لیکن بہتر شہادت کی علامت ہوتی ہے[۴]۔ مثلاً مسموعی شہادت کو لیجیے۔ جب کوئی گواہ ایسی بات کہنی چاہے جس کو ص ۱۸

---

۱ دیکھیے دفعات ۵۵ تا ۵۶۔

۲ اس کتاب کو دیکھیے۔ مختلف مقامات پر۔

۳ اوپر دفعہ ۹۰ اور مقدمہ دفعہ ۳۰۔

۴ "علامتی شہادت" کے الفاظ کو بنتھم نے اسی معنی میں استعمال کیا ہے۔ دیکھیے عدالتی شہادت جلد ا صفحہ ۱۷۔

اس سے الف نے بیان کیا تھا۔ تو عدالت اس کو روک دے گی۔ تاہم وہ شہادت کے ایک صحیح ماخذ الف کا پتا دیتا ہے۔ جس کی گواہی لی جا سکتی۔ یا جس کو گواہی دینے کے لیے طلب کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جو اقبال جرم۔ وعدۂ رحم۔ یا خوف سزا کی بنا پر حاصل کیا جائے وہ قانوناً ناقابل ادخال ہوتا ہے۔ لیکن جو واقعات اس اقبال جرم کی وجہ سے دریافت ہو جائیں مثلاً مال مسروقہ کی برآمدگی وہ اچھی قانونی شہادت ہوتے ہیں[1]۔ نیز کوئی شخص بھی کسی گمنام خط کو کسی ایسے فریق کے خلاف جس پر اس کے کاتب ہونے کا شبہہ نہ ہو قانونی شہادت نہیں سمجھے گا۔ لیکن ایسے خطوط کے اطلاعات سے کبھی کبھی اہم دریافتیں ہوئی ہیں۔ مرتکبین جرائم کا سراغ لگانے میں بھی خیالی شہادت اکثر بیحد اہم ہوتی ہے۔ اور اس سے نہایت قابل اطمینان ثبوت ملے ہیں۔ جو بعض وقت یقینی ثبوت یا برہان قطعی کی حد تک پہنچ گئے۔ تاہم زیادہ تر تحقیقاتی کارروائیوں ہی میں — مثلاً کرونر کی تحقیقاتِ امواتِ ناگہانی میں یا نظمائے امن کی تحقیقاتی کارروائیوں میں جن کے روبرو چالانات پیش کئے جاتے ہیں۔ اور ایسی ہی دوسری کارروائیوں میں — علامتی شہادت کے فواید بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ گو یہ عدالتیں بھی ان پر عمل نہیں کر سکتی ہیں

دفعہ ۴۹: قواعد شہادت عام طور پر دیوانی اور فوجداری کل کارروائیوں میں ایک ہی ہوتے ہیں[2]۔ اور یکساں طور پر بادشاہ و رعایا چالان کنندہ و ملزم

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اور کتاب ۲ باب ۱۱ دفعہ ۴۔ نیز ان کی کتاب اصول ضابطۂ عدالت وغیرہ ("Principles of judicial Procedure etc.") باب ۱۱ دفعہ ۱۔ اور ۳۔ میں ایک جگہ وہ اس کو "شہادت کی شہادت" کہتے ہیں۔ عدالتی شہادت جلد ۴ صفحہ ۵۵۴۔

[1] ملک بنام لاکہارٹ ۲ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۶۵۸۔ ملک بنام وارک شل۔ ایچ کامن لا ۲۶۳ ملک بنام گولڈ ۹ کیارنگٹن و پین (Carrington and Payne) ۳۶۴

[2] ملک بنام برٹن ۴ بارن ول اور اڈالفس رپورٹس (Barnwall & Adolphus Reports) ۹۵

مدعی و مدعی علیہ۔ وکیل و موکل پر قابل پابندی ہوتے ہیں۔ تاہم چند مستثنیات بھی ہیں مثلاً نظریہ امر مانع تقریر مخالف کا دائرۂ عمل دیوانی کارروائیوں میں زیادہ بڑا ہے[1]۔ اسی طرح ملزم کم سے کم جب اس کی جانب سے کوئی وکیل نہ ہو تو اپنی جوابدہی کو اپنے بے دلیل بیان واقعات پر منحصر رکھ سکتا ہے۔ اور جوری غور کرے گی کہ اس کے بیان کو کیا وقعت دینی چاہئے۔ برخلاف اس کے دیوانی مقدمات میں جوری کے سامنے کوئی ایسا امر بیان نہیں ہونا چاہئے۔ جس کو شہادت سے ثابت کرنے کا ارادہ نہ ہو[2]۔ نیز قیدیوں کے اقبال جرم یا دوسرے مفرد ذات بیانات نامنظور کئے جائیں گے۔ اگر وہ نامناسب وعدۂ رحم یا خوف سزا سے حاصل کئے گئے ہوں[3]۔ لیکن ایسے ہی بیانات کے متعلق دیوانی مقدمات میں کوئی ایسا قاعدہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگرچہ قانون کے ان دونوں شاخوں کے اپنے اپنے قیاسات ہیں۔ تاہم بارثبوت کو منضبط کرنے والے فنی اصولوں پر ان کی تمام باریکیوں کے ساتھ جب کہ وہ ملزمین کے خلاف ہوں عمل نہیں کیا جا سکتا[4]۔ ص۸۲

دفعہ ۹۵: لیکن دیوانی اور فوجداری کارروائیوں میں شہادت کے اثر کے متعلق ایک نمایاں اور مستقل فرق ہے۔ دیوانی کارروائیوں میں بارثبوت کا مناسب لحاظ کرنے کے بعد محض رجحان غالب فیصلے کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ۲۲ رسل دریان ۳۹ ۵۔ از بسٹ جسٹس۔ ملک بنام مرفی ۸ کیار نگٹن و پین ۲۹۷-۳۰۷ پلمر بنام سیمپسن ۱۸۳۹ء ۵ میسن وولزبی ۳۰۹-۳۱۲۔ ۱۵ رسل دریان ۳۰۔ از پارک جج۔ ۲۵ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۱۴-۲۹۔ ایضاً ۱۳۔ ۶۲۔

[1] دیکھئے دفعات ۵۳۲-۶۴۵۔

[2] دیکھئے دفعہ ۶۳۵۔

[3] اسٹیونس بنام و ب ۷ کیار نگٹن و پین ۶۰-۶۱ و ڈکوب بنام ڈانیل ۸ ایضاً ۲۲۲-۲۲۶۔

[4] دیکھئے دفعات ۵۲۲-۵۲۴۔

[5] مقدمہ قانون روم کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۲۔ ار بیسیرس لارڈ چیف جسٹس کینین (Lord Kenyen C.J) کا قول دیکھئے مقدمہ ملک بنام ... فیصلہ ... ۲۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۵۳۔

کافی اساس ہوتا ہے[1]۔ لیکن فوجداری کارروائیوں میں خصوصاً جب کہ جرم جس کا الزام لگایا گیا ہو بغاوت یا "جرم سنگین" ہو تو بہت ہی اعلیٰ درجے کا یقین ضروری ہوتا ہے۔ ملزم و معاشرے کے لیے غلط سزا دینے کے نتائج اہم اور بہ نسبت غلط طور پر بری کر دینے کے کہیں زیادہ بڑے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہر دانشمند و مہذب قوم کے قوانین میں یہ اصول وضع کیا گیا ہے۔ گو عملاً اس کو اکثر بھلا دیا جاتا ہے کہ ملزم کے مجرم ہونے کی جو رائے قائم کی جاتی ہے۔ اس کو اخلاقی یقین کا درجہ حاصل ہونا چاہئے[2]۔ یا جیسا کہ ایک ممتاز جج نے کہا ہے۔ وہ ایسا اخلاقی یقین حاصل ہونا چاہئے۔ جس سے عدالتوں کو بحیثیت عقلمند اشخاص تصدیق قلبی حاصل ہو جائے۔ اور کوئی معقول شک و شبہ باقی نہ رہے[3]۔ یہاں "اخلاقی یقین" کے الفاظ۔ یقین یا صحیح معنوں میں یقین سے فرق کرتے ہوئے استعمال کئے گئے ہیں[4]۔ کیونکہ کسی ملزم شخص کے معصوم ہونے کا امکان ہمیشہ رہتا ہے۔ قوی ترین مثال لیجئے۔ اچھے چال چلن اور نام والے متعدد گواہ گواہی دیتے ہیں کہ انھوں نے ملزم کو اس جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس کا اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ اور ان کی گواہی ہر لحاظ سے باہم متوافق و مضبوط ہے۔ پھر بھی جوری کو اس کے جرم کا یقین دو قیاسات کی بنا پر ہوتا ہے۔ جن میں سے ایک یا دونوں غلط ہو سکتے ہیں یعنی ان قیاسات

[1] پولاڈن ۴۱۲-۲ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد اصفحہ ۱۳- الف طبع شانزدہم۔ "شہادت" مصنفہ میک نالی (Mac Nally's Evidence) ۱۸۰۲ء۔ کوپر بنام سلیٹا۔ مقدمات دارالامرا ۷۷۰۔ از روئے جسٹس (Willes j)

[2] دیکھیے مقدمہ دفعہ ۶۹۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رکن جوری کا نمونۂ حلف مذکورہ بالا فرق کا لحاظ کرکے بنایا گیا ہے۔ دیوانی مقدمات میں اس کو قسم دی جاتی ہے کہ وہ "اچھی طرح اور سچائی سے فریقین کے درمیان جو امر تنقیح طلب ہے اس کو جانچے گا" وغیرہ۔ مگر بغاوت اور جرم سنگین میں اس کا حلف یہ ہوتا ہے کہ وہ "اچھی طرح اور سچائی سے سماعت کرے گا۔ اور ہمارے متعدد والا ملک بادشاہ اور کٹہرے کے قیدی کے درمیان صحیح فیصلہ دے گا" وغیرہ۔

[3] بارک پنج بمقدمۂ ملک بنام اسٹرن۔ اجلاس گرما۔ بمقام سرے ۱۸۲۳ء قلمی نسخہ۔

[4] مقدمہ مذکور۔

پر کہ گواہوں کو نہ خود دھوکا ہوا ہے اور نہ وہ اس کو دھوکا دینا چاہتے ہیں[ل]۔ اور ایسے اقبال جرم بھی جو نہایت جامعیت و آزادی کے ساتھ دیئے گئے تھے کبھی کبھی غلط ثابت ہوئے ہیں[ک]۔ اور اگر خود چوری ہی نے ارتکاب جرم کو دیکھا ہو تب بھی اس شخص کے جس کو انھوں نے ارتکاب جرم کرتے ہوئے دیکھا ہو۔ اور اس شخص کے درمیان جو ان کے روبرو بطور ملزم لایا گیا ہو[ع]۔ شناخت و تعین کا سوال رہ جاتا ہے۔ اور شناخت اشخاص ایک ایسا مضمون ہے جس میں
ع۸۳ بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں[ع]۔ قانون کے ان دانشمندی اور انسانیت پر مبنی مقولات کو کہ بری کرنے میں غلطیاں کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے زیادہ اچھا ہے[ع]۔ اور یہ کہ بہ نسبت ایک معصوم شخص کے سزا پانے کے بہت سے مجرموں کا چھوٹ جانا بہتر ہے[ع]۔ اکثر منقلب کرکے ایسے اشخاص کو بری کردیا جاتا ہے کہ جن کے مجرم ہونے میں کوئی معقول شبہہ نہیں ہوتا ہے۔ قانون کے دوسرے مقولے بھی ہیں جن کو نہیں بھولنا چاہئے "مملکت کا فائدہ اس میں ہے کہ جرایم بغیر سزا کے نہ رہیں[ع]۔ اور یہ کہ جو شخص مجرم کو چھوڑتا ہے معصوم کو خطرے میں ڈالتا ہے[ع]۔"

دفعہ ۹۶: نیز نیت کے نفسیاتی سوال کا جس سے افعال کئے جاتے

[ع] قانون دیوانی مصنفہ ڈوما حصہ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ مقدمہ شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۳۳۲ دیوانی شہادت مصنفہ راسکو (Rose Civ. Evid.) صفحہ ۲۵ طبع نہم۔

[ل] نیچے دفعات ۱۰ھ۔ ۱۳ھ۔

[ک] دیکھئے تلمی نسخہ ۴۹ ہنری ششم ۱۹ ب صفحہ ۲۶۔

[ع] نیچے دفعات ۱۵ الف، ۱۰ھ۔ ج۔

[ع] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔

[ع] ہیل ایضاً صفحہ ۲۸۹ جلد ۲۔ شروحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۸۔

[ع] جنک سنٹ ۱۔ مقدمہ ۵۹۔ نیز دیکھئے لک جلد ۴ صفحہ ۴۵ الف۔

[ع] لک صفحہ ۴۵ الف نیز دیکھئے جنک سنٹ ۳ مقدمہ ۴۵۔

ہیں۔ دائرۂ عمل بہ نسبت دیوانی کارروائیوں کے فوجداری کارروائیوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہ اصول کہ "کوئی فعل مجرمانہ نہیں جب تک کہ مجرمانہ نیت سے نہ کیا جائے"[۱] تمام قانون تعزیرات میں پایا جاتا ہے۔ گو بعض صورتوں میں بعض افعال سے مجرمانہ نیت کا قیاس کر لیا جاتا ہے[۲] برخلاف اس کے دیوانی مقدمات میں ناجائز فعل یا غفلت کی بنا پر ہرجہ حاصل کرنے کے دعووں میں عام طور پر یہ کوئی جوابدہی نہیں ہے کہ مدعی علیہ کی نیت کسی شرارت کی نہیں تھی[۳]۔ "فوجداری مقدمات میں ایسے عذرات اور فروگزاشتوں کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ جن کا دیوانی مقدمات میں کوئی لحاظ نہیں ہوتا"[۴] مگر اس کے مستثنیات بھی ہیں۔ اور دیوانی مقدمات میں بھی یہ امر کہ کیا کوئی فعل جان کر کیا گیا اہم ہوتا ہے[۵]۔ اور بطور ایک عام اصول کے قرار دیا جا سکتا ہے کہ "بشرطیکہ کسی شخص کو کوئی فعل کرنے کا قانونی حق ہو تو نیت جس سے وہ یہ فعل کرے غیر اہم ہوتی ہے[۶]۔ "جو شخص اپنے قانونی حقوق کے

---

۱ کک برٹلش ۲۴۷ ب۔ انسٹی ٹیوٹ جلد ۳ صفحہ ۱۰۷۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس جلد ۴ صفحہ ۱۲۰۳۔ میقات ٹرینٹی از ریمنڈ ۳۲۲۔ ۷ ٹامز ریپورٹ ۵۱۴۔ ایسٹ جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۔ کراؤن کیسیس از ڈینسن جلد ۱ صفحہ ۴۸۹۔ جورسٹ جلد ۵۔ سلسلۂ جدید صفحہ ۶۴۹۔

۲ نیچے دفعات ۳۲۴ تا ۴۲۸۔

۳ میقات مکلمیس (Michalmes Term.) ۱۶ ایڈورڈ چہارم، کامن بنچ صفحہ ۱۸ ۔ قلمی نسخہ ہوبارڈ ۲۳۴۔ میقات ٹرینٹی از ریمنڈ (T. Raym.) ۲۲۴۔ ولس (willes) ۵۸۰۔ ایسٹ (East) جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۔ ۱۶ میسن اور ولزبی ۲۲۴۔

۴ مقولات بیکن۔ قاعدہ ۵۔

۵ کک جلد ۴ صفحہ ۱۰ ب ۵۸ بنام بڈٹ ۱۸۲۶ء کوئنس بنچ ۱۰۱-۲-۷ رسل وریان ۱۰۸۔ جیکسن بنام اسمتھ سن ۱۸۱۶ء۔ ۱۵ میسن اور ولزبی ۵۲۳۔ ۱۷ رسل وریان ۶۴۳۔ کارڈ بنام کیس ۵ کامن بنچ ۶۲۲۔ ٹیسن بنام رابرٹس ۱۲ اسپیلر ۶۹۔ ورتھ بنام گل لنگ ۲ کامن پلیس (۱)۔

۶ اوکس بنام وڈ ۲ میسن اور ولزبی ۷۹۱۔ سمنر بنام للی اسٹون ۸ کسپیکر ۴۳۱۔ رج بنام نیگرسنز ڈاکٹ کمپنی

اندر کوئی فعل کرے اس کے متعلق ناجائز طور پر کرنے کا قیاس نہیں ہوتا۔[1] تمام معاہدے اسی طرح فریقین کے ارادے پر جس کو یا تو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ یا جس کا حالات کے لحاظ سے قانون قیاس کر لیتا ہے۔ منحصر ہوتے ہیں۔

دفعہ ۹۷: اور یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اور کس حد تک ۸۴

قواعد شہادت میں رضامندی سے تخفیف کی جا سکتی ہے۔ فوجداری مقدمات میں کم سے کم بغاوت و جرم سنگین میں جج کا یہ فرض ہے کہ یہ دیکھے کہ ملزم کو سزا قانون کے مطابق دی گئی ہے۔ اور اس قانون کے متعلق جو قواعد شہادت ہیں ان کی رو سے ملزم کا یا اس کے وکیل کا کوئی اقبال قابل ادخال شہادت نہیں ہوگا۔ برخلاف اس کے ان قیدیوں کو جن کی جانب سے کوئی وکیل نہیں ہوتا ہے۔ سوالات کرنے اور بیانات دینے میں بہت سی آسانیاں اگر از روئے قانون نہیں تو فی الواقع دی جاتی ہیں۔ اسی طرح کسی رضامندی سے بھی وہ شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی ہے جو مصلحت عامہ کی بنا پر ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ مثلاً رموز مملکت وغیرہ۔ نیز دوران مقدمہ کے کسی اقبال سے بھی بعض گواہی کردہ دستاویزات کی تکمیل کو ثابت کرنے کی ضرورت رفع نہیں ہو جاتی گو مقدمے سے پہلے خود دستاویز کا اقبال کر لیا جا سکتا ہے۔ تاکہ اس کے ثبوت کی تکلیف اور اخراجات سے بچا جائے۔ بمتابعت ان اور چند دوسری مستثنیات کے، یہ عام اصول کہ "کوئی شخص بھی ایسے حق سے جس کا خود اس کو دعویٰ ہو دست بردار ہو سکتا ہے۔" تراضی طرفین سے غلطی کالعدم ہو جاتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۱۳ ڈالفس و اتیس ۱۷۱۔ ۲۲ رسل دریان ۳۵۲ آر بنام فلا۔ ۱۸۹۵ء مقدمات مرافعہ صفحہ ۔ کوان بنام لیتھم (Quinn v. Leatham). ۱۹۰۱ء مقدمات مرافعہ صفحہ ۵۰۹۔ دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع ہفتم ۱۴۸۔

[1] ڈاجسٹ کتاب ۵۔ عنوان ۱۷، سطر ۵۵۔

[2] دیکھئے دفعات ۵۰ و ۵۲۷۔

[3] بگ برشلش ۲۱۹ الف۔ ۲۶ الف ۲۲۳۔ ب۔ اگک ۱۰۱ الف انٹی ٹیوٹ جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۔ شرح سماعات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۲۱۹۔

ہے [۱] دیوانی مقدمات سے متعلق شہادت پر بھی اطلاق پاتے ہیں۔ اور عملاً بہت سی ناقابل ادخال شہادت منظور ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ وکیل فریق مخالف یا تو اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ یا یہ سمجھتا ہے کہ اس کی منظوری میں اس کے فریق کا فایدہ ہے۔ لیکن یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ جب شہادت کے قابل ادخال ہونے پر کوئی درست اعتراض کیا جائے تو اس کے واپس لینے کی اجازت دینا یا نہ دینا جج کی صوابدید پر منحصر ہے [۲]۔

دفعہ ۹۸ : اس سوال کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا ہے کہ کیا گواہوں کی ناقابلیت کے متعلق قواعد سے رضامندی کی بنا پر اعتراض کیا جاسکتا ہے مقدمۂ پڈلی بنام ولسلی (Pedley V. Wellesley) میں بسٹ چیف جسٹس (Best, c. j.) نے کہا تھا کہ لارڈ مانسفیلڈ (Lord Mansfield) نے ایک مرتبہ اس کی اجازت دی کہ مدعی کا اظہار اس کی رضامندی سے لیا جائے [۳]۔ اور گو بعض ججوں نے اس اجازت کے صحیح ہونے پر شک ظاہر کیا ہے لیکن ان کی رائے میں وہ صحیح ہے [۴] ڈیوڈنے بنام پامر (Dewdney v. Palmer) [۵] میں ایک گواہ کے مدعی کی جانب سے حلف اٹھانے کے بعد تحریک کی گئی کہ شہادت سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ وہ خود اصل مدعی ہے۔ لیکن جج نے

---

[۱] لک برنلشن ۱۳۶-الف -

[۲] بارنٹ بنام آمن، اکسچیکر ۶۰۹ -

[۳] کیا رنگٹن و پین ۵۵۵ - جلد ۳ -

[۴] جس مقدمے کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے - اس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مقدمہ نارڈن بنام ولیمسن (Norden v. Williamson) ہے ٹانٹن (Taunton) جلد ۱ صفحہ ۳۷۸ اور سی - جی مانسفیلڈ کے بجائے غلطی سے لارڈ مانسفیلڈ لکھ دیا گیا ہے دیکھئے قول پارک جج بمقدمۂ باریٹ بنام آمن، اکسچیکر ۶۱۲ -

[۵] میسن و ولزبی ۶۶۳ -

اس کی اجازت نہیں دی۔ اور اس کی قرارداد کو عدالت اکسچیکر نے اس بنا پر برقرار رکھا کہ اعتراض پہلے کرنا چاہیئے تھا یعنی اس وقت جب کہ گواہ کا ابتدائی اظہار اس امر پر لیا جاتا ہے کہ آیا اس کو مقدمے میں ذاتی غرض ہے۔
۸۵ء ٹیلر ایک بعد کے مقدمے جیکبس بنام لے بارن[1] (Jacobs V. Layborn) میں اسی عدالت نے اس قرارداد کو منسوخ کردیا اور قرار دیا کہ گواہ کی قابلیت پر اعتراض مقدمے کی کسی بھی نوبت پر کیا جاسکتا ہے[2]۔

دفعہ ۹۹ : یہ تمام مقدمات قانون شہادت ۱۸۵۱ء (۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹) کی رو سے فریقین مقدمہ کو گواہی دینے کی قابلیت عطا کرنے کے پہلے کے ہیں۔ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد اور قانون ترمیم شہادت ۱۸۵۳ء (۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳) کے پہلے[3] یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا فریقین مقدمہ کی بیویوں میں بھی گواہی دینے کی قابلیت مانی گئی ہے اور کچھ اختلاف رائے کے بعد اس کا جواب نفی میں دیا گیا[4]۔

دفعہ ۱۰۰ : اب ہم انگریزی نظام عدالتی شہادت کے باقی ان دو قابل لحاظ خصوصیات پر غور کریں گے جن کا ذکر اس حصے کی ابتدا میں کیا گیا ہے[5]۔ یعنی گواہوں کا زبانی اظہار اور عدالتی کارروائیوں کا علانیہ

---

[1] ۱۱ ایمن دولزبی ۸۵ اہلکن بالک بنچ کے تبصرے کو مقدمہ پارڈلے بنام آرنالڈ۔ ایمن و ولزبی صفحہ ۸۱ میں دیکھیئے۔
[2] دیکھیئے مقدمہ ملک بنام وائیٹ ہیڈ ۳ لا جرنل مجسٹریٹ کیس (L. J. M. C.) ۹ و ۱۰۔
[3] جس کی رو سے شوہر و زوجہ دیوانی مقدمات میں ایک دوسرے کی جانب سے اور ایک دوسرے کے مقابلے میں گواہی دینے کے قابل ہوگئے دیکھیئے نیچے دفعات ۱۷۹ تا ۱۸۲۔
[4] دیکھیئے اسٹاپلٹن بنام کرافٹس ۱۸ کوئنس بنچ ۳۶۷۔ باربٹ بنام آن ۱۰ اکسچیکر ۱۴۹ اور میاکنیل بنام ایکمن ۱۱ جورسٹ صفحہ ۶۶۱۔
[5] دیکھیے دفعہ (۸۰)۔

ہوتا اور مشتہر کیا جانا۔ ہمارا قانون شہادت دوسرے نظام ہائے شہادت سے صداقت شہادت کے تحفظات اور ضمانتوں میں عام مشابہت رکھتا ہے۔ مثل ان کے اس کی بھی صداقت کی بیاسی تہدیدیں حلف یا اقرار صالح ہیں۔ اس کے بھی پہلے سے مقرر کردہ شہادت کے ضابطے ہیں۔ ناقابلیت گواہان کے متعلق اس کے قواعد ہیں۔ اور بعض صورتوں میں اس کے قواعد کی رو سے بھی تعدد گواہان ضروری ہے۔ لیکن گواہوں کی دروغ اور غلط بیانیوں پر تمام بندشوں میں سب سے زیادہ موثر وہ ہے۔ جس کی رو سے ان کی شہادت زبانی دوسرے فریق کی موجودگی میں جس کے خلاف وہ پیش ہوتے ہیں۔ دی جاتی ہے۔ اور اس فریق کو ان پر "جرح" کی یعنی اپنے حسب صوابدید اپنے مقدمے کے لیے مفید سوالات کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ کسی بیان کے صداقت کے بڑے معیار یہ ہیں کہ اس کے مختلف اجزا میں توافق ہو اور امور بیان کردہ ممکن و اغلب ہوں[1]۔ سرے سے غلط قصے بہت کم کہے جاتے ہیں[2]۔ کسی امر پر جھوٹا رنگ غلط بیانی سے بعض امور کو ترک کرنے اور بعض کو اضافہ کرنے سے چڑھایا جاتا ہے۔ اور صرف اطراف کے حالات کی مکمل اور دوررس تحقیق ہی سے پوری صداقت ظاہر کرائی جا سکتی ہے۔ اور گو جو سوال عدالت کرتی ہے۔ ان سے اکثر بہت ہی قیمتی شہادت حاصل ہوتی ہے۔ اور گو گواہ کے بیان کردہ قصے میں خود کوئی ایسی مغائر یا غیر اغلب بات ہوتی ہے جو کل قصے کے لیے مہلک ثابت ہوتی ہے۔ لیکن ہم جھوٹ کے پکڑنے کے بہترین مواد کے حصول کی زیادہ تر توقع اسی فریق سے کر سکتے ہیں جس کے خلاف گواہی دی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ اسی کو جھوٹ کے ظاہر کرنے میں دلچسپی ہوتی ہے۔ اور واقعات سے جیسا کہ وہ دراصل واقع ہوئے

[1] مقدمہ دفعہ ۲۴۔

[2] ایضاً دفعہ ۲۶۔

تھے۔ وہی سب سے زیادہ واقف بلکہ اکثر صرف وہی واقف ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے چونکہ ایک سوال کے جواب پر اکثر دوسرا سوال سوجھتا ہے۔ کسی جھوٹے گواہ کے لیے یہ امر نہایت ہی دشوار ہوتا ہے کہ وہ اپنے قصے کو ایسا بنا کر لائے کہ وہ ہر سوال کے لیے جو اچانک کیا جائے۔ برابر موزوں ہو۔ صلث

دوسری بڑی روک ہماری عدالتی کارروائیوں کا علانیہ ہوتا ہے —— ہماری عدالت ہائے انصاف سب کے لیے کھلی ہیں۔ اور فوجداری مقدمات میں تو اعلان کے ذریعے سے تماشا بینوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ اگر ملزم سے متعلق ان کے پاس کوئی شہادت ہے تو اس کو پیش کریں۔ اس طریقے کے فواید بہت ہیں۔ ایک ایسے مصنف[۲] جن کا اس کتاب میں باربار حوالہ دیا گیا ہے کہتے ہیں کہ "بہت سی صورتوں میں یا کہیے کہ اکثر صورتوں میں (تمام صورتوں میں سوائے ان صورتوں کے جن میں گواہ جھوٹ پر کمر باندھ کر کامل یقین کے ساتھ ہر اس شخص سے یقیناً واقف ہو جائے۔ جو اس کے مجوزہ بیانات کی ممکنہ طور پر تردید کر سکتا ہو) گواہوں کے اظہار یا بیانات کا علانیہ ہونا جھوٹ اور غلطیوں پر بندش کا کام دیتا ہے۔ وہ چونکہ اپنے کو ہزاروں آنکھوں سے گھرا ہوا دیکھتا ہے۔ اس کو محسوس ہوتا ہے کہ جہاں وہ جھوٹا قصہ کہنے کی جرأت کرے۔ ہزاروں زبانوں سے اس کی مخالفت کی جائے گی۔ بہت سے پہچانت کے چہروں اور ہر اجنبی چہرے میں اس کو پکڑے جانے کا ایک ممکن ماخذ نظر آتا ہے۔ اور اسی وجہ سے جس سچ کو وہ دبانے کی کوشش کرتا ہے کسی غیر معلوم جگہ سے ظاہر ہو جاتی

---

[۱] گواہوں پر سوالات کرنے کے قانون عمومی کے طریقے کے فواید بہ نسبت اس طریقے کے جو قانون روما اور کلیسائی قانون میں اور سابق میں ہمارے بھی کلیسائی و نصفتی عدالتوں وغیرہ میں رائج تھا بنتھم نے اپنی کتاب عدالتی شہادت کی تیسری جلد میں قابلیت سے بتلائے ہیں۔

[۲] بنتھم کی کتاب عدالتی شہادت جلد ۱ صفحہ ۵۵۲ - اسی کی کتاب جلد ۲ باب ۱۰ دفعہ ۲ دیکھیے جس میں عدالتی کارروائیوں کے علانیہ ہونے کے فواید کو نہایت وضاحت سے بتایا گیا ہے۔

اور اس کو حیران و پریشان کر دیتی ہے۔[۱]

جیسا کہ اچھی طرح معلوم ہے اس خصوص میں رومی قانون[۲] اور کلیسائی قانون کا عمل ہمارے عمل سے کلیتہً جدا ہے۔ جج یا کوئی عہدہ دار عدالت گواہوں کا اظہار تنہائی میں لیتا ہے۔ اور ان کے اظہارات کو ترتیب دے کر اس عدالت کو جہاں مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ بھیجدیتا ہے اور یہی نظام چند ترمیمات کے ساتھ ہمارے عدالت ہائے انصاف میں قوانین محکمہ جات عدالتی سے پہلے رائج تھا[۳]۔ ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں رہی ہے۔ جو ہمارے قانون عمومی کے نظام کو بہت برا کہتے ہیں۔ اور استدلال کرتے ہیں کہ تحریری اظہارات راز میں لینا ہی عین انصاف ہے۔ لیکن جب ان کے تمام دلایل کی جانچ کی جاتی ہے تو خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ یہ دانشمندی ہے کہ اتفاقی و استثنائی شر سے بچنے کے لیے یقینی و مستقل خیر کی قربانی کردی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب گواہوں کو اپنے جوابات کی توضیح کرنے کہا جاتا ہے۔ اور ایک سوال کے بعد دوسرا سوال کیا جاتا ہے۔ تو ایک جھوٹا گواہ اپنے جوابات کو حالات کے موافق کر سکتا ہے۔ اسی لیے گواہ کو جسے غلط سمجھا گیا ہو

---

۱ سنہ ۱۹۰۸ء کے دو تعزیراتی قانون۔ قانون جرائم قابل چالان (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲) اور قانون تحقیقات سرسری (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۳) عدالتی کارروائیوں کے مشتہر کیے جانے کے متعلق قابل لحاظ طور پر مختلف ہیں۔ پہلے میں دفعہ ۱۹ کی رو سے حکم ہے کہ وہ مقام جہاں ججا مقدمہ سپرد کرنے سے پہلے ملزم کے خلاف بادی النظری شہادت ہونے کی ابتدائی تحقیقات کرتے ہیں وہ "کھلی عدالت" نہیں ہوگا۔ اور دوسرے کے دفعہ ۱۲ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ مقام جہاں ججا خود سزا سناتے ہیں کھلی عدالت ہوگا۔

۲ سول لا (رومی قانون) سے مراد قانون روما کی وہ شکل ہے جو براعظم یورپ میں صدیوں رائج رہا۔ قدیم رومی عمل کا عمل بڑی حد تک ہمارے عمل سے مشابہ تھا۔ دیکھیے قوانین ۱۵-۱۶۔ "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ سطر ۱۔ دفعات ۳ و ۴ (.Inst orat) مصنفہ کوانٹیلیس کتاب ۵ باب ۷۔ اور ڈیویش کی کتاب اصول قانون کلیسائی جلد ۱ کتاب ۳ عنوان ۷ دفعات ۱۶ و ۱۰ الحق ترجم۔

۳ دیکھیے دفعات ۱۰۲ تا ۱۰۵۔ جہاں ان ترمیمات کو نقل کیا گیا ہے۔

تھی تاکہ وہ عدالت و سوال کنندہ کے روبرو اپنے کو صحیح کر سکے ــــ گویہ
ممکن ہو کہ تمام اشخاص زبان پر قادر نہیں ہوتے۔ اور ہمارے قابل ترین اشخاص
بھی اکثر اپنے خیالات کی ترجمانی صحیح طور پر نہیں کرتے ہیں ــــ نیز ایک ایماندار
کمزور نفس۔ یا کمزور دل کا گواہ اپنے موقع کی ندرت سے اتنا متاثر ہو سکتا ہے
یا اپنے جرح کنندہ سے اتنا دب سکتا ہے کہ گواہی دینے کے قابل نہ رہے۔
یا یہ ہو سکتا ہے کہ خود اس سے اس کی تردید کرائی جائے۔ اسی لیے رومی
دکلیسائی قانون کے عمل کے حامی کہتے ہیں۔ کہ شرم کے اس احساس کو جو لوگوں
میں اس جھوٹ کے کہنے سے اکثر روکتا ہے۔ جس کو وہ بغیر شرمائے خلوت
میں کہہ دیتے ہیں۔ تمام گواہوں کے قلوب سے جو عدالت ہائے انصاف
میں آتے ہیں مٹا دینا چاہیے۔ اور ہم کو اس نامعلوم روشنی کو بھی بند کر دینا چاہیے
جو گواہوں کے طرز عمل سے ہر قسم کی زبانی گواہی پر پڑتی ہے۔ بہت ہی کم
تجربے سے بھی یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ گواہ کہتا ہے وہ بہ نسبت اس کے طرز و
ڈھنگ کے بہت ہی کم اہم ہوتا ہے۔ نیز جب جرح کے صبر آزما ہونے کی
وجہ سے انصاف کو شکست ہوتی ہے تو یہ قصور جج کا ہوتا ہے۔ جس کا فرض
تھا کہ گواہ کا دل بڑھاتا۔ اور اس کو اطمینان دلاتا۔ اس کے علاوہ گواہ کو دبانا
اور ستانا۔ اس کے اعتبار کو ساقط کرنے سے بالکل جدا ہی امر ہیں۔ ہم کو یاد
رکھنا چاہیے کہ جرح۔ جج و جوری کی موجودگی میں کی جاتی ہے۔ جو یہ معلوم کرنے
کے لیے ہوشیار بیٹھے رہتے ہیں کہ آیا گواہ کی گھبراہٹ اور اس کا تذبذب
جھوٹی شرم یا غلطی کی وجہ سے ہے یا جھوٹ کی وجہ سے۔ خلوت میں اظہار
لینے کے اکثر فائدے (اس کے خطرات کے بغیر) گواہوں کا اظہار ایک دوسرے
کی سماعت سے باہر لینے سے حاصل ہو جاتے ہیں ــــ اور یہ ایسا عمل ہے
جس کو قانون عمومی کی عدالتیں جب گواہوں میں سازش کا شبہ ہوتا ہے۔
یا ایک کی گواہی سے دوسروں پر خطرناک اثر پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔
عموماً اختیار کرتی ہیں۔

دفعہ ۱۰۱ : لیکن وہ اصول جس کی رو سے مقدمے کے وقت گواہوں کی

موجودگی ضروری ہوتی ہے۔ گو کتنا ہی قیمتی ہو۔ تمام حالات میں اس پر سختی سے عمل کرنے سے انصاف میں خلل ہوگا۔ خصوصاً یہ خلل ان مقدمات میں واقع ہوگا جن میں گواہ کی سمندر پار غیر حاضری سے اس کی موجودگی عملاً یا بعض وقت قطعاً غیر ممکن ہوتی ہے۔ یا تو اس اصول کی مسلسل متابعت کی برائیوں کی وجہ سے جو گو اول زمانے میں کم محسوس ہوتے تھے یا اس وجہ سے کہ ہمارے قدیم قانون دانوں نے شہادت پر نسبتاً کم توجہ کی۔ یہ یقینی امر ہے کہ قانون عمومی نے اس موضوع پر بہت ہی کم۔ بلکہ کچھ بھی احکام وضع نہیں کئے۔ لیکن جدید قانون سازی کی رو سے بہت اصلاحات ہوئی ہیں۔ اسکاٹ لینڈ سے اتحاد۔ اور ہماری ہندوستانی سلطنت کے کامل قیام کے بعد۔ قدیم نظام کے خامیوں کی برائیاں اتنی زیادہ ہوگئیں کہ ان سے اعراض نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اور قانون ایسٹ انڈیا کمپنی (۱۳ جارج سوم باب ۶۳) میں بہت سے احکام اس مقصد سے وضع کئے گئے پہلے تو یہ قرار دیا گیا[1]۔ کہ جرائم خفیف کے لیے تمام ایسے قابل چالان مقدمات میں جن کا ارتکاب ہندوستان میں کیا گیا ہو۔ اور جو عدالت کنگز بنچ میں رجوع کیے جائیں عدالت مستغیث یا مدعی علیہ کی جانب سے درخواست پر حکمنامہ تحکمی کے ذریعے سے ہندوستان کے چند ججوں کو جن کا ذکر اس حکمنامے میں ہوگا۔ حکم دے گی کہ گواہوں کے اظہار۔ اور ان مقدمات کے چالانات میں لگائے ہوئے الزامات کے متعلق شہادت حاصل کرنے کے لیے عدالت کا ایک اجلاس کرے۔ جس میں گواہوں کا اظہار زبانی ہوگا۔ اور عوام کے سامنے لیا جائے گا۔ اور بعد میں ان اظہارات کو عدالت کا حلف اٹھایا ہوا عہدہ دار لکھے گا اور عدالت کنگز بنچ کو روانہ کرے گا۔ جہاں وہ قابل ادخال شہادت ہوں گے۔ پڑھے جائیں گے۔ اور ان کے متعلق سمجھا جائے گا کہ وہ اتنی ہی اچھی اور قابل ادخال شہادت ہے کہ گویا گواہوں کا اظہار

[1] دفعہ ۴۰۔

عدالت کنگز بنچ ہی میں لیا گیا۔ اور ایک بعد کے دفعہ[1] کی رو سے حکم دیا گیا کہ جب کوئی شخص ملک معظم کی کسی عدالت موقوعۂ ویسٹ منسٹر میں کوئی نالش کرے۔ جس کی بنا ہندوستان میں پیدا ہوئی ہو۔ تو یہ عدالتیں درخواست دیے جانے پر ایسے ہی حکمنامے انھیں ججوں کے نام گواہوں کے "حسب مذکورۂ بالا" اظہار وغیرہ کے لیے جاری کریں گی۔ اور یہ اظہار اسی طرح مقدمے کی اس ملک میں سماعت کے وقت پڑھے وغیرہ جائیں گے۔

ایک دوسرے دفعہ کی رو سے[2] یہ حکم ہے کہ "کوئی ایسے اظہارات جو اس قانون کی متابعت میں لیے اور روانہ کیے جائیں گے۔ کسی ایسے مقدمے میں جس کی سزا موت ہو قابل ادخال شہادت نہیں ہوں گے۔ سوائے ایسے ان مقدمات کے جو پارلیمنٹ میں رجوع کیے گئے ہوں۔"

دفعہ ۱۰۲: ظاہر ہے کہ یہ قانون خامیوں کی اصلاح میں بہت دور رس نہیں تھا۔ اور بہت سے دوسرے قوانین ایسے ہی احکام کے ساتھ۔۔۔ مثلاً ۴۲ جارج سوم باب ۸۵ اور یکم جارج چہارم باب ۱۰۱۔۔۔ وقتاً فوقتاً چند خاص قسم کے مقدمات کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے وضع ہوتے گئے۔ لیکن کوئی عام طور پر موثر احکام۔ قانون شہادت بذریعۂ کمیشن ۱۸۳۱ء (یکم ولیم چہارم باب ۲۲) کے وضع ہونے تک نہیں بنائے گئے۔ اس قانون کا عنوان یہ تھا کہ "قانون جس کی رو سے قانون کی عدالتوں کو سوال بندوں یا اور طریقے سے گواہوں کے اظہار لینے کا اختیار ہوگا۔" پہلے دفعہ کی رو سے حکم دیا گیا کہ گواہوں کے اظہار سے متعلق تمام وہ اختیارات جو قانون ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۷۷۳ء (۱۳ جارج سوم باب ۶۳) کی رو سے حاصل تھے تمام نوآبادیات کو جو خارجہ ممالک میں ملک معظم کی قلمرو میں داخل ہوں۔ عـ۵ـ

[1] دفعہ ۴۴۔

[2] دفعہ ۵۴۔

اور وہاں کی مختلف عدالتوں کے ججوں کو بھی حاصل رہیں گے اور ان تمام نالشات سے متعلق ہوں گے۔ جو ویسٹ منسٹر کی کسی قانونی عدالت میں دائر کئے جائیں گو بنائے دعویٰ کسی ملک میں پیدا ہوئی ہو۔ اور گو وہ اس ملک کی عدالت کے حدِ اختیارِ سماعت کے اندر پیدا ہوئی ہو۔ جس کے ججوں کو کمیشن بھیجا جائے گا یا کہیں اور ــــ مگر یہ ظاہر ہونا ضروری ہے کہ ان امور کے لیے جن کی بابت حکمنامے کی درخواست دی گئی ہو۔ گواہوں کا اظہار بذریعۂ کمیشن اغراض عدل گستری کے لیے ضروری یا مناسب ہے۔

دفعہ ۱۰۳ : قانون شہادت بذریعۂ کمیشن سنہ ۱۸۳۱ء میں اور بھی احکام ہیں۔ جو اس سے زیادہ اہم اور وسیع ہیں۔ دفعہ (۴) کی رو سے عدالتوں اور ججوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ فریقین مقدمہ میں سے کسی کی درخواست پر ناظر عدالت یا کسی اور شخص کے روبرو جس کا ذکر حکمنامے میں ہوگا۔ سوال بندوں یا اور طریقے پر ایسے گواہوں کا جو عدالت کے حدِ اختیار سماعت کے اندر ہوں۔ اظہار حلفی لینے کا حکم دیں یا یہ حکم دیں کہ گواہوں کا اظہار سوال بندوں یا اور طریقے پر لینے کے لیے کوئی کمیشن حدِ اختیار سماعت سے باہر کسی مقام کو بھیجا جائے۔ اور اسی حکم یا بعد کے کسی حکم کے ذریعے سے ایسے اظہار کے وقت مقام۔ اور طریقے کے متعلق ہدایات دیں[1]۔ گواہوں کے اظہار کے متعلق حکم ہے کہ وہ حلفی ہوگا۔ یا ان صورتوں میں جن میں قانون اجازت دیتا ہے۔ اقرار صالح پر مبنی ہوگا۔ اور جو اشخاص جھوٹی شہادت

[1] ۔ اس دفعہ کو اطلاق دیتے وقت عدالت بعض سوال بندوں کو نامنظور کرے گی۔ اگر ان کی وجہ سے اس کی رائے میں کوئی گواہ کمیشن کے روبرو گواہی دینے سے باز رہے گا یا کمیشن کی منظوری کے بعد۔ اور اس کی تعمیل سے پہلے وہ ایسے جوابی سوال بندوں کو بھی نامنظور کرے گی جو اس کی دانست میں نامناسب ہوں اسٹاکس بنام لیس۔ کوئنس بنچ ۴۴ ۵۴ ۔

دیں وہ دروغ حلفی کے مرتکب سمجھے جائیں گے۔[1] لیکن اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گواہوں کے اظہار لینے کے اس اختیار کا بیجا استعمال ہو۔ قانون عموی کے بانضابطہ عمل کو منسوخ کرتے ہوئے قرار دیا گیا ہے[2] کہ کوئی اظہار حلفی جو اس قانون کی متابعت میں لیا جائے کسی مقدمے کی شہادت میں پڑھا نہیں جائے گا۔ بغیر اس فریق کی منظوری کے جس کے خلاف وہ پیش کیا جاتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ (۱) اظہار دینے والا عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہے یا فوت ہو گیا ہے یا دائم المریض ہونے یا کسی مستقل عارضے کی وجہ سے مقدمے کی پیشی پر حاضر نہیں ہو سکتا ہے۔ اور (۲) یہ کہ ملزم اظہار کے وقت موجود تھا۔ اور اس کو اظہار دینے والے پر جرح کا موقع حاصل تھا۔ اور یہ دوسرا حکم ایک طویل اور پیچیدہ ترمیمی قانون[3] کی رو سے اس ترمیم سے محدود کر دیا گیا ہے۔ کہ اگر ملزم کو اظہار کی اطلاع تھی۔ اور جرح کا موقع مل سکتا تھا تو یہ کافی ہو گا۔

دفعہ ۱۰۴: اس خصوص میں اور مزید اصلاحات قانون شہادت صنا
بذریعہ کمیشن ۱۸۵۹ء (۲۲ وکٹوریا باب ۲۰) کی رو سے کی گئیں اور اب عالیہ عدالت کے قواعد کی رو سے[4] یہ حکم دینے کے بعد کہ کسی مقدمے کی سماعت یا کسی ہرجانہ کے تعین کے وقت فریقین میں کسی معاہدے کی عدم موجودگی کی صورت میں گواہوں کا اظہار کھلی عدالت میں زبانی لیا جائے گا۔ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ:۔

"عدالت یا جج کسی وقت کافی وجہ کی بنا پر حکم دے سکتا ہے کہ کوئی خاص

---

[1] دفعہ ۷۔

[2] دفعہ ۱۰۔

[3] ۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۳۵ دفعہ ۶۔

[4] قواعد عالیہ عدالت حکم ۳۷ قاعدہ ۱۔

واقعہ یا واقعات حلف نامے کے ذریعے سے ثابت کئے جائیں یا یہ کہ کسی گواہ کا حلف نامہ کسی مقدمے یا سماعت کی نوبت پر ایسے شرائط کی پابندی کے ساتھ جو عدالت مناسب سمجھے پڑھا جائے۔ یا یہ کہ کسی گواہ کا بیان جس کی عدالت میں حاضری کو عدالت کافی وجوہات کی بنا پر غیر ضروری سمجھے سوال بندوں یا اور طریقے پر کسی کمشنر یا اظہار لینے والے کے روبرو کیا جائے۔ بشرطیکہ جب عدالت یا جج کو یہ معلوم ہو کہ فریق ثانی نیک نیتی سے کسی گواہ کی عدالت میں حاضری جرح کے لیے ضروری سمجھتا ہے۔ تو کوئی حکم ایسے گواہ کا بیان بذریعۂ حلف لینے نہیں دیا جائے گا۔"

دفعہ ۱۰۵ : قدیم قوانین ۱ و ۲ فلپ و میری باب ۱۳ دفعہ ۴۔ اور ۲ و ۳ فلپ و میری باب ۱۰ دفعہ ۲ کی رو سے حکم دیا گیا تھا کہ نظمائے امن کو جن کے روبرو کسی شخص کو جرم سنگین کے الزام پر چالان کیا جائے چاہیئے کہ حراست میں بھیجنے یا ضمانت پر چھوڑنے سے پہلے واقعات اور حالات کے متعلق ملزم کا بیان اور ان لوگوں کی اطلاعیں جو اس کو پیش کریں سنیں۔ اور ان کو یا ان کے اتنے حصے کو جو جرم سنگین کے ثبوت کے لیے اہم ہو۔ ضبط تحریر میں لائیں وغیرہ۔ ۷ جارج چہارم باب ۶۴۔ دفعات ۲ و ۳ کی رو سے یہ قوانین منسوخ کیے گئے۔ انھیں دوبارہ وضع کیا گیا۔ اور ان کے احکام کو جرائم خفیف تک وسعت دی گئی۔ اور یہ موخر الذکر قانون بھی قانون جرائم قابل چالان ۱۸۴۸ء (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲) کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ اور اس میں ترمیم کی گئی اور اس کی رو سے حکم دیا گیا[1] کہ جب کسی شخص پر کسی جرم قابل چالان کا الزام کسی ناظم امن کے روبرو لگایا جائے اور اس کے خلاف گواہوں کا حلف یا اقرار صالح پر مبنی بیان لیا جائے۔ ان کی شہادت کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ ان کے اظہارات کو پڑھ کر سنا دیا جائے۔ اور

---

[1] دفعہ ۱۷۔

ان پیران کے اور اظہار لینے والے جج کے دستخط ہو جائیں" تو کسی ایسے ملزم کے چالان
پر اگر قابل اعتبار گواہوں کے حلف یا اقرار صالح پر مبنی بیان سے ثابت ہو کہ
کوئی گواہ جس کا حسب مذکورۂ بالا اظہار لیا گیا ہو فوت ہو گیا ہے یا اتنا
بیمار ہے کہ سفر نہیں کر سکتا ہے[1] اور اگر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ ایسا اظہار ملزم کی
۹۱ موجودگی میں لیا گیا تھا۔ اور وہ یا اس کے وکیل کو گواہ پر جرح کرنے کا پورا موقع
تھا تو ایسے اظہار پر اس جج کے دستخط ہونے کی صورت میں جس نے یا جس کے
حکم سے وہ اظہار لیا گیا تھا۔ یہ جائز ہو گا کہ ایسے اظہارات کو ایسے چالانات
میں بطور شہادت بغیر مزید ثبوت پڑھا جائے۔ بجز اس کے کہ یہ ثابت
ہو کہ فی الحقیقت ایسے اظہار پر اس جج کے دستخط نہیں ہیں جس کے دستخط
وہ معلوم ہوتے ہیں" قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۹۶۱ء کے دفعہ (۶)
کی رو سے اس قانون کو وسعت دی گئی۔ مگر صرف خطرناک بیماری
کی مد تک۔ اور اس شخص کو جو صرف معذور ہو گیا ہو اور چلنے پھرنے کے
قابل نہ ہو اس کے تحت نہیں لایا گیا[2]۔

دفعہ ۱۰۶ : عدالتی کارروائیوں کے علانیہ ہونے کے ادارے کا مفید

اثر صرف گواہوں ہی تک محدود نہیں جج پر بھی اس کا اثر کم نمایاں نہیں۔
بنتھم[3] کہتے ہیں کہ " وہ اس کی اخلاقی قوتوں پر ایک بندش کا کام دیتا ہے
نعلی طرفداری یا کسی بھی شکل میں بد دیانتی سے اس کو روکتا ہے۔ اس کی

[1] یہ رائے کہ گواہ کی ضعیفی اور گھبراہٹ کی وجہ سے عدالت میں اس کا اظہار لینا مخدوش ہے۔ اس دفعہ کے تحت کافی وجہ اس کے اظہار کے پڑھے جانے کی نہیں ہے ملکہ بنام فاضل ۱۸۹۱ء ۲۲ لا جرنل انگلش مجسٹریٹ کیس ۹۲۔

[2] دیکھئے سالیسٹر جرنل مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۶۱ء بر صفحہ ۳۴۲۔ فرانس کے مجموعۂ احکام تعزیرات دفعہ ۸۳ کی صد حکم ہے کہ جب کبھی کسی عہدہ دار کے صداقت نامے سے ثابت ہو جائے کہ گواہ پر سمن حاضری کی تعمیل نا ممکن ہے تو جج کو گواہ کے مکان پر اس کا اظہار لینا چاہیے۔

[3] عدالتی شہادت جلد ا صفحات ۵۲۳ - ۵۲۵۔

ذہنی قوتوں پر نہ ایک تازیانہ ہوتا ہے۔ انتھک محنت کی عادت پر اس کو
راغب کرتا ہے۔ جس کے بغیر اس کی توجہ کبھی اس کے معیار فرض کے ہم پلہ
نہیں ہو سکتی۔ تاخیر، تکلیف و صرف کے بار گراں میں اضافہ کئے بغیر وہ
خود آزمانے والے جج کی آزمائش کرتا ہے۔ شہرت کی سرپرستی کی وجہ سے
قانون کی عدالت میں ابتدائی مقدمہ اور رائے عامہ کی عدالت میں
اس کا مرافعہ ایک ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ ایک غیر منصف مزاج جج
(نہیں ــ ایک ایسا جج جو بصورت دیگر غیر منصف مزاج ہوتا) جتنے
تماشبینوں کو اپنی عدالت میں دیکھتا ہے۔ اتنوں ہی کو اپنی غیر منصفی کا گواہ
محسوس کرتا ہے۔ اتنے ہی اشخاص کو اپنی تجویز کی مستعدی سے تعمیل کرنے والے
اور سرگرمی سے اس کا اعلان کرنے والا پاتا ہے۔ برخلاف اس کے فرض
کیجئے کہ کارروائی پوری طرح مخفی ہوتی اور عدالت اس موقع پر صرف
ایک جج سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لازماً وہ جج کاہل و خود سر ہو جاتا۔ اس کا
میلان گو کتنا ہی برا ہوتا۔ لیکن اس پر کوئی روک نہیں ہوتی یا کم سے کم کوئی
موثر روک نہیں ہوتی... شہرت کا ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ وہ جج کی
نیک نامی کی (اگر وہ بے قصور ہو) شہادت کو غلط سمجھنے یا نہ سمجھنے کے
حیلے سے جھٹلا دینے کے الزام کے خلاف ضمانت ہوتی ہے۔ اگر یہ تحفظ
نہ ہو تو جج کی نیک نامی تہمتوں کا دائمی شکار رہے گی۔ اور جواب دہی
ممکن ہی نہیں ہوگی ..... ایک اور فائدہ (جو مقصد موجودہ کے لیے تو
ضمنی ہے۔ لیکن اتنا زیادہ اہم ہے کہ بغیر ذکر اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا)
یہ ہے کہ شہرت کی وجہ سے مسند انصاف اپنے وظائف میں ایک ص ۹۲
نہایت ہی اعلیٰ درجے کے مدرسے کا اضافہ کرتا ہے۔ جہاں اخلاقیات کی
اہم ترین شاخیں نہایت ہی موثر طریقے پر سکھائی جاتی رہیں۔ یہ ایک
تھیٹر ہوتا ہے جہاں تخیل کے کھیلوں کے بجائے اصل زندگی کے تماشے
ہوتے ہیں۔ لوگ وہاں محض اپنے تجسس کی وجوہ تحریک کی بنا پر
آتے ہیں اور بغیر ارادے اور بغیر واقف ہونے کے معاشری و تعلیمی

وجہ تحریک یعنی حُبِّ انصاف سے کم و بیش متاثر ہوتے ہیں۔

دفعہ ۱۰۷۔ اکثر یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ عدالتی کارروائیوں کے علانیہ ہونے کے اس اصول کا ایک استثنا ہونا چاہئے۔ یعنی ان صورتوں میں جن میں شہادت پیش شدہ لازمی طور پر فحش قسم کی ہوگی۔ مثلاً عدالتِ طلاق کے مقدمات میں یا زنا بالجبر اور اسی قسم کے دوسرے مقدمات میں۔ مگر یہ استثنا زیادہ تر ان لوگوں کے خیال سے تجویز کیا جاتا ہے۔ جو کارروائیوں کی رپورٹس اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ نہ کہ ان لوگوں کے خیال سے جو شہادت پیش شدہ کو خود سنتے ہیں۔ عدالت طلاق کلیسائی عدالتوں کی مثال پر عمل کرتے ہوئے نکاح کو کالعدم ٹھیرانے کے مقدمات[1]۔ اور ازالۂ حقوق زن و شوئی کی نالشات[2] کو خلوت میں سنا کرتی تھی۔ لیکن فسخ نکاح کے مقدمات کو اس طرح پر سننے کا اس کو اختیار نہیں تھا۔ زنا بالجبر یا ایسے ہی دوسرے جرائم کی سماعت پر عورتوں اور بچوں سے اکثر عدالت سے چلے جانے کہا جاتا ہے۔ لیکن سوائے قوانین موضوعہ کے (مثلاً قانون اطفال ۱۹۰۸ء دفعہ ۱۱۔ یا قانون زنا کاری با اقربائے قریبی ۱۹۰۸ء دفعہ ۵) عوام کو عدالت سے ہٹا دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ بجز ان مقدمات کے جو مجنونوں اور عدالت کے زیر ولایت نابالغوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ یا ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے علانیہ ہونے سے کارروائیوں کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے اسکاٹ بنام اسکاٹ (Scot v. Scot.) ۱۹۱۳ء۔ مقدمات مرافعہ، ۴۱۷)۔ فی الجملہ ہماری رائے میں مقدمات کی مخفی سماعتیں ناانصافی کے

---

[1] سی بنام سی۔ ۲۸ لا جرنل۔ پروبیٹ اینڈ مارج (L. J. P. &M) ۳۷۔

[2] ے بنام ے لا رپورٹ ۲ پروبیٹ ۲۳۰۔

[3] بی بنام سی۔ اوپر کا حوالۂ مذکورہ۔

ی کی وجہ سے جو ان سے پیدا ہوتا ہے۔ اتنی بڑی برائیاں ہیں کہ بہتر ہے کہ
م کو نہ ہٹایا جائے۔ اور یہ کہ مقصد مطلوبہ اخباروں کی رپورٹس پر نگرانی کا نظام
نے سے کافی حد تک حاصل ہو جاتا ہے۔

حصۂ دوم ص۹۳

انگریزی قانون شہادت کے نشو نما و ترقی کی تاریخ۔ اس کی موجودہ حالت اور آیندہ کے توقعات

پہلے بنتے ہیں . . . ۱۰۳-۱۷۳	عدالتی شہادت کا انگریزی نظام فی الجملہ ایک شریفانہ نظام ہے ۱۰۴-۱۷۵
ہمارے جدید نظام قانون شہادت کے قایم ہونے ثانوی اسباب ۱۰۳-۱۷۴	اس نظام کے نقایص ۱۰۴-۱۷۶
	قوانین موضوعہ کی فہرست ۱۰۶-۱۷۹

دفعہ ۱۰۸ : اس حصے میں قصد ہے کہ اس ملک میں قانون شہادت کے نشو نما و ترقی کا پتا چلایا جائے اور آخر میں اس کی موجودہ حالت اور آیندہ کے توقعات کے متعلق چند خیالات کا اظہار کیا جائے[1]۔

دفعہ ۱۰۹ : ان میں سے پہلے موضوع کے متعلق ہمارے جدید تصانیف میں سوائے چند مقولات کے جو ایک دوسرے سے بہت زیادہ متوافق بھی نہیں ہیں۔ کچھ اور نہیں پایا جاتا۔ مقدمۂ ملکہ بنام باشندگان ارسول[2] (R.v. The Inhabitants of Eriswell) میں جو سنہ ۱۷۹۰ء میں فیصل ہوا لارڈ کنیَن میر مجلس (Lord Kenyan, C.J.) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ "قواعد شہادت کی پختگی قرنوں کی دانشمندی کا نتیجہ ہے۔ اور اب ان کی عزت ان کی قدامت اور عقل سلیم کی وجہ سے جس پر وہ مبنی ہیں کی جاتی ہے۔ اور مقدمۂ بویرمان بنام راڈینس[3] (Bauermen v. Radenius) میں جو تقریباً آٹھ سال بعد فیصل ہوا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اٹھارھویں صدی کی ابتدا میں لارڈ ماکلس فیلڈ (Lord Macclesfield) نے کہا تھا کہ تاریخی نشانات کو مٹانے کا نہایت ہی موثر طریقہ قواعد شہادت میں اختراعات کرنا ہے" اور یہی ان کا بھی قول ہے۔ لیکن یہ آج کل کی عام رائے نہیں ہے۔ ص ۹۵

[1] دوسرے ممالک میں شہادت کی تاریخ پر دیکھئے "شہادت پر تاریخی مضمون" مصنفہ لیگا شل مطبوعہ بار ثانی ۱۹۲۳ء

[2] ٹائمز لاء رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۷۰۷-۷۱۲۔

[3] ٹائمز لاء رپورٹ جلد ۷ صفحات ۶۶۳ و ۶۶۷۔

جس کے مطابق ہمارے نظام عدالتی شہادت کو کلیۃً جدید ہی تصور کیا جاتا ہے۔ اور مقدمہ او بنام جولف[1] (Lowe V. Jollffe) میں جو اول الذکر مقدمے کے کم و بیش تیس سال پہلے فیصل ہوا تھا۔ لارڈ مانسفیلڈ چیف جسٹس (Lord Mansfield C. J.) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے سماعت مقدمہ کے وقت اعلان کیا کہ عدالت کا اجلاس وہاں اس وقت اس لیے نہیں ہوا ہے کہ وہ قواعد شہادت کو سڈرفن اور کیبل (Siderfin and Keble) سے سیکھے "سڈرفن کی یہ رپورٹ ان کے اس اعلان سے تقریباً سو سال پہلے شروع ہو چکے تھے۔ سنہ ۱۸۲۰ء میں ملکۂ کارولن (Queen Caroline) کے خلاف کارروائی میں ایبٹ میر مجلس (Abbot C.J.) نے دارالامرا کے ایک سوال کا ججوں کی جانب سے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان کی دانست میں یہ شہادت کا ایک اصول ہے جو اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ انگلستان کے قانون عمومی کا کوئی اور حصہ۔ کہ مضامین دستاویز کو اگر دستاویز موجود ہو تو خود اس کو پیش کر کے ثابت کیا جاتا ہے۔ زبانی شہادت سے ثابت نہیں کیا جا سکتا" برخلاف اس کے فلپس و ایماس (Messrs Phillipps and Amos) کی کتاب شہادت[2] میں سنہ ۱۸۳۸ء میں طبع ہوئی یہ کہا گیا ہے کہ وہ قانون شہادت جس کے مطابق آج کل عدالتوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ تقریباً تمام تر لارڈ ریمنڈ سالکلڈ اور اسٹرینج (Lord Raymond, salkeld and strange.) رپورٹ کنندگان کے زمانے کے بعد بنا ہے۔ یعنی اس زمانے میں جو انقلاب سنہ ۱۶۸۸ء کے کچھ ہی بعد شروع ہوا۔ اور جارج دوم کے عہد حکومت کے بڑے حصے کے

---

[1] ولیم بلیکسٹن جلد ا صفحہ ۳۶۶.

[2] براڈرپ و بنگھام رپورٹس (Broderip & Bingham Reports) جلد ا صفحہ ۲۰۹۔ دیکھو نیچے دفعات ۴۰۷ تا ۴۱۹ -

[3] صفحہ ۳۳۰ -

گزر جانے کے بعد ختم ہوا۔ اور شہادت مصنفہ فلپس (Phillipps on Evidence) کے طبع دہم میں جو ۱۸۵۲ء میں طبع ہوئی۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اہم اصول جو سنی سنائی شہادت کو مسترد کرتا ہے۔ بہت قدیم نہیں ہے[1]۔ اور اول ترین مقدمات میں سے ایک جس میں اس پر عمل کیا گیا وہ سامسن بنام یارڈلے (Samson v Yardley) میقات الیسٹر ۱۹ چارلس دوم ۲ کیبل ۲۲۳) ہے

دفعہ ۱۱۰: صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ گو "قانون شہادت" نسبتہً جدید زمانے کی پیداوار ہے۔ لیکن اکثر بڑے اصول جن پر وہ مبنی ہے قدیم زمانے سے معلوم تھے۔ اور تسلیم کیے جاتے تھے۔ اور نظام قدیم کی ماہیت اور جدید نظام کے فوائد دکھلانے کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ ان اصولوں کی جانچ کی جائے۔

دفعہ ۱۱۱: عدالتی شہادت سے متعلق تمام قواعد کو اصلی و منقولی دو قسموں میں منقسم کیا جاتا ہے۔ اول الذکر اس امر سے متعلق ہوتی ہے۔ جس کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اور موخر الذکر طریقۂ ثبوت یا اس کو ثابت کرنے کے طریقے سے متعلق ہوتی ہے۔ اول الذکر کے قاعدے صرف تین ہیں۔ (۱) شہادت پیش کردہ کلیتہً امور نزاعی سے متعلق ہونی چاہئے۔ (۲) بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو اگر فریقین کی جانب سے شہادت نہ پیش ہو تو مقدمہ ہار جائے گا۔ اور (۳) جس فریق پر بار ثبوت ہو۔ ۹۵
اس کے لیے یہ کافی ہے کہ مغز سخن یا امر تنقیح طلب کو ثابت کرے۔ اغراض عدل گستری کے لیے یہ قواعد اتنے معقول اور ضروری ہیں۔ کہ کسی ایسے نظام کا دریافت کرنا مشکل ہوگا۔ جس میں ان کا کم سے کم

[1] جلد اصفحہ ۱۰۵ اسنی سنائی شہادت کے اصول کی مفصل تاریخ کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ وگمور (Wigmore, Ev.) دفعہ ۱۳۶۴ شہادت کی ابتدائی کتاب مصنفہ تھیر صفحات ۴۹۰ تا ۵۰۶ شہادت مصنفہ ٹیلر طبع ششم صفحہ ۵۰۷ تا ۵۴۲

نظری وجود نہ ہو۔ چاہے مصنوعی اور فنی حجتوں سے کبھی کبھی ان کا اثر کتنا ہی کم یا زیادہ کیا گیا ہو۔ اور اسی لیے ان کو ہمارے نظام میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

منقولی قواعد لازمی طور پر تعداد میں زیادہ ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض اتنے ہی عالی اور ضروری ہیں جتنے کہ اصلی قواعد۔ غالباً کوئی ایسا مجموعۂ قانون کبھی نہیں گزرا ہے جس میں امور مانع تقریر مخالف۔ قیاسات حلف اور صداقت کی دوسری تہاریں نہیں تھیں۔ یا جس نے اس اصول اعظم کے قیام کو جو معاشرے کے امن کے لیے بے حد ضروری ہے۔ فراموش کر دیا تھا کہ امور و دعاوی کو جن کا ایک وقت باضابطہ اور عدالتی طور پر فیصلہ کر دیا گیا ہو فیصل شدہ سمجھا جائے اور دوبارہ ان کے متعلق نزاع نہ ہونے دی جائے۔ اسی طرح ہم ان تمام اصولوں کا اپنی قدیم کتابوں[۲] میں کافی تذکرہ پاتے ہیں۔

[۱] اس امر پر کہ شہادت تنقیحات تک محدود ہونی چاہئے۔ اور اسی لیے شہادت کا قابل ادخال ہونا پلیڈنگس پر موقوف ہوتا ہے۔ دیکھئے قانون عمومی مصنفہ فنچ صفحہ ۶۱۔ اور ایئر بکس (Year Books) سے مقدمات جو مختصر مصنفاروں میں جمع کئے گئے ہیں۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ صفحہ ۵۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۲۴۔ ۲۸ وغیرہ نیز بیامر کہ بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو کسی امر کا وجود بیان کرتا ہے۔ قدیم ترین زمانوں سے قانون کا ایک مسلمہ اصول رہا ہے۔ دیکھئے براکٹن (Bracton) کتاب ۴ باب ۷ صفحہ ۳۰۱ ب۔ فٹز ہربرٹ (Fitsherbert) کی (Natura Brevium) صفحہ ۱۰۶۔ تیقات لیری لنگ برٹیلٹن صفحہ ۶ ب۔ انسٹیٹیوٹ جلد ۲ صفحہ ۶۶۲۔ انسٹی ٹیوٹ جلد ۴ صفحہ ۲۷۹ لیونارڈ رپورٹس (Leonard Rep) جلد ۳ صفحہ ۲۴۔ قاعدہ ۶۰۔ لولڈ بروڈ رپورٹس کنگس بنچ ۲۴۔ قاعدہ ۲۔ ہنری سوم بیلٹن رپورٹس ۳۶۔ اور یہ مقولہ کہ "بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے" زمانۂ سابق سے اچھی طرح معلوم تھا۔ کک جلد ۲ صفحہ ۱۱ ب۔ اور ہوبارڈ رپورٹس ۱۰۳۔ گلنول (Glanville) میں بار ثبوت کے بدلنے کا ایک مقدمہ دیا گیا ہے۔ کتاب ۱۰ باب ۱۲۔ نیز اس امر کے لیے کہ مفز تنقیح ثابت کرنا کافی ہے۔ دیکھئے بیلٹن دفعات ۲۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۵۰۵۔ ۶۰۶ ایڈورڈ سوم ۱۴ بی۔ قاعدہ ۲۲۔ ۱۰۰ ایڈورڈ سوم ۷۰۔ الف قاعدہ ۲۷۔ ہوبارڈ رپورٹس ۱۰۴۔ ۱۰۵ (Tryals Per Pais) صفحہ ۱۴۰ طبع ۱۷۲۵ء کک برٹیلٹن ۲۲۷ الف۔ ۲۸۱ الف۔ ۲۸۲۔ الف وغیرہ

[۲] دیکھئے گلانول کتاب ۲ باب ۲۲۔ جنھوں نے ہنری سوم کے زمانہ میں کتابیں لکھیں۔ عزل مقدمہ کامیشن (Odo de Compton) یادداشت عدالت اسچیکر۔ ۱۲۹۔ ایڈورڈ اول ۷۰ ایڈورڈ سوم

خصوصاً امور مانع تقریر مخالف کا ۔

دفعہ ۱۱۲ : شہادت کے بہت سے دوسرے ثانوی مرتبے کے قواعد ایسے اصولوں پر مبنی ہیں جو گو اتنے ہی مطابق عقل اور کامل عدل گستری کے لیے اتنے ہی درکار ہیں ۔ لیکن بادی النظر میں اتنے ضروری نہیں معلوم ہوتے ہیں ۔ صـ ۹۹ اور جو خاص صورتوں میں ان کے نفاذ کی دشواریوں کے باعث ۔ یا ان کے اطلاق میں بڑی دانشمندی کی ضرورت ہونے کی وجہ سے بعض وقت آسانی سے نظر انداز کر دئے جا سکتے ہیں ۔ انھیں میں اس منصفانہ اصول کا بھی شمار کیا جا سکتا ہے جو قانون روما میں بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ "دو اشخاص کے باہمی معاملے سے کسی تیسرے شخص کو متاثر نہیں ہونا چاہیے[1] ۔۔۔ یعنی کسی شخص کو دوسروں کے افعال یا الفاظ سے جن کا وہ نہ فریق اور نہ شریک تھا ۔ اور اسی وجہ سے نہ ان کو روک سکتا تھا ۔ اور نہ ان پر قابو رکھ سکتا تھا متاثر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- ۵۴ الف ۔ قاعدہ ۳۱ ۔ اور ہماری قدیم کتابوں کے اشاریوں میں عنوان امر مانع تقریر مخالف دیکھئے اور ابتدا ایڈورڈ دوم کے زمانے کی ایر بک سے کیجئے ۔ ہمارے قدیم مصنفوں کے قیاسات یا ادارات قانونی کا ذکر کرنے کی مثالوں کے لیے دیکھئے فلیٹا (Fleta) کتاب ۳ باب ۳۴ ۔ دفعات ۴ ۔ ۵ ۔ براکٹن کتاب ۱ باب ۹ دفعہ ۴ ۔ لٹلٹن دفعات ۹۹ ۔ اور ۱۰۳ ۔ کک بر لٹلٹن ۴۲ الف اور ب ۔ ۴۷ ب ۔ ۸۰ ب ۔ ۹۹ الف ۲۲ ۲ ب ۳۴۲ الف و ب ۔ ۵ کک صفحہ ۹۰ ب ۶ کک ۷۶ الف ۔ ۱۰ کک ۵۶ الف ۔ ۱۲ کک ۴ و ۵ کروک زمانۂ ایلیزبیتھ (Cro. Eliz) ۹۲ قاعدہ ۲ ۔ کروک زمانۂ جیمس ۲۵۲ ۔ قاعدہ ۲ ۔ اور ۵۱ ۴ ۔ قاعدہ ۲۹ ۔ کروک زمانۂ چارلس ۳۱۷ ۔ قاعدہ ۱۲ ۔ ۱ ۔ ۵۵ قاعدہ ۲

یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ از منۂ وسطیٰ میں تمام عیسائی ممالک میں بشمول اس ملک کے حلف کا مسلسل استعمال بلکہ بیجا استعمال کیا جاتا تھا ۔ اور اس ملک میں حلف بر بطور معیار صداقت ہمیشہ اصرار رہا ۔ اور حلف و جنگ کے نام سے اس کے بھی عدالتی حلف کے طریقے تھے ۔ اور قدیم قانون موضوعہ ۴ ہنری چہارم باب ۲۳ ۔ کی رو سے امر فیصل شدہ کے جواز کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ " ہمارے آقائے ولی نعمت بادشاہ کی عدالتوں میں فیصلہ ہو جانے کے بعد فریقین اور ان کے ورثا کو بر امن رہنا چاہئے ۔ جب تک کہ اس فیصلے کی تنسیخ دار الامرا کے ذریعے سے ۔ یا اگر غلطی ہو تو غلطی کی وجہ سے نہ کی جائے ۔ اسی طرح جیسے ہمارے بادشاہ کے آبا و اجداد کے وقت سے ہوتا آیا ہے " ۔ نیز دیکھئے قانون موضوعہ ویسٹ منسٹر ۲ ۔ (۱۳ ۔ ایڈورڈ اول ۔ قانون موضوعہ نمبر ۱ ۔) باب ۵ دفعہ ۲ ۔

[1] دیکھئے مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۶۰ ۔ سطر ۱ و ۲ ۔ موخر الذکر سطر میں اس کو قانون کی مشہور بات کہا گیا ہے

نہیں ہونا چاہیے۔ لوگوں کو اس سے بطور ایک مسلمہ اصول قانون استناد کرتے ہوئے ہم ایڈورڈ دوم کے عہد حکومت جیسے قدیم زمانے میں بھی پاتے ہیں۔ اسی عنوان[1] کے تحت یہ بڑا اصول بھی آتا ہے جس کا سختی سے نفاذ (جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے) انگریزی قانون شہادت کا ایک خاص امتیاز ہے۔ یعنی تمام مکسوبی یا بالواسطہ شہادت کی نامنظوری۔ ہم اس اصول کے اس حصے پر جو تحریری دستاویزات سے متعلق ہے ایبٹ لارڈ چیف جسٹس (Lord Abbot C. J.) کے مقولات دیکھ چکے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے قدیم قانون دانوں کو تمام سنی سنائی یا بالواسطہ شہادت کی کمزوری کا پورا وقوف تھا۔ مثلاً سر ایڈورڈ کک نے سترھویں صدی کی ابتدا میں بطور ایک اصول قانون قرار دیا کہ "ایک رویت کا گواہ سنی سنائی شہادت دینے والے دس گواہوں کے برابر ہے[2]" گواہ رویت تمام گواہوں سے بڑھ کر ہے[3]" اسی طرح مقدمہ ٹامس[4] (Thoma's Case) میں ججوں نے قرار دیا تھا کہ قوانین موضوعہ یکم ایڈورڈ ششم باب ۱۲ دفعہ ۲۲۔ اور ۵ و ۶ ایڈورڈ ششم باب ۱۱ دفعہ ۱۲ کے اس حکم کی کہ غداری یا بغاوت کے لیے کسی شخص کے خلاف بغیر دو جائز الزام لگانے والوں کے حلف کے کارروائی نہ کی جائے تعمیل ہو جائے گی اگر ان میں سے ایک شخص اپنے ذاتی علم کی بنا پر گواہی دے۔ اور دوسرا کسی تیسرے سے خبر پا کر اور وہ کسی ایسے چوتھے شخص سے سن کر جس سے پہلے شخص نے کہا تھا۔ گواہی دے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: نیچے دفعات ۵۰۹ تا ۵۱۰ اس اصول کی تاریخ اور وسعت موجودہ کے لیے دیکھیے فپسن (Phipson) طبع ششم صفحات ۱۵۹ - ۱۶۰ -

[1] مقدمہ دفعہ ۴۹۔ اور پیچھے دفعہ ۸۹۔ دیکھیے نیچے دفعات ۴۷۴ تا ۵۰۵ الف۔

[2] ام دفعہ ۹-۱۔ دیکھیے فلیٹا کتاب ۶ باب ۳۲ عنوان ۱۔ ۲۶ ہبلا فیڈ پورٹس ۲۴۸۔ یہ اصول رومیوں کو بھی معلوم تھا۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۴ سطر ۱۔ کتاب ۲۰ عنوان ۵ سطر ۵۔ مجموعہ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۲۱ سطر ۵-۷-۱۱۔ قانون روما مصنفہ ڈوما حصہ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ دفعہ ۲۔ ذیلی دفعات ۱۰ - ۱۱ -

[3] انسٹیٹیوٹ کتاب ۴ - ۲۷۹ -

[4] مقدمہ ٹامس ڈیر ۹۹۔ ب قاعدہ ۲۰۵۔ میتلاسٹر لٹر یکم مادرج۔

اس کے متعلق سر ایڈورڈ کاک کہتے ہیں کہ "یہ عجیب رائے ہے کہ کوئی شخص سنی سنائی شہادت کی بنا پر الزام لگا سکے"[1] اور کہتے ہیں کہ لارڈ لمبے (Lord Lumby's Case) (میقات ہنری۔ ۴ ایلی زبیتھ) کے مقدمے میں اس نظریے سے ججوں نے کلیتہً انکار کر دیا اور چیف جسٹس ڈائر (C. J. Dyer) کے ہاتھ سے لکھی ہوئی اس کے متعلق رپورٹ[2] انھوں نے خود دیکھی ہے۔ اور سر ماتھیو ہیل (Sir Matthew Hale) نے بھی ذکر کیا ہے کہ ٹامس کا مقدمہ منسوخ کر دیا گیا[3]۔ اور جوں جوں قانونی تاریخ کا زمانہ بڑھتا گیا اساتذہ اس پر متفق ہوتے گئے۔ اور کم سے کم سترھویں صدی کے نصف آخر میں سنی سنائی یا بالواسطہ شہادت کی غیر قطعیت عام طور پر تسلیم کی جانے لگی[4]۔ اس زمانے کے سرکاری چالانات میں اس کی مثالیں ملتی ہیں[5]۔ اور بعض وقت اس پر ایسے اشخاص نے بھی اعتراض کیا تھا جو قانونی پیشے سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ اسقف اعظم لاڈ (Archbishop Laud) نے اپنی جوابدہی میں کہا تھا کہ ان کے خلاف کچھ ایسی بھی شہادت پیش ہوئی ہے جو سنی سنائی شہادت ہے[6]"۔ اور لارڈ ولیم رسل (Lord William Russel) نے

---

[1] انسٹیٹیوٹ کتاب ۳ صفحہ ۲۵۔

[2] ایضاً صفحہ ۲۴۔

[3] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحہ ۳۰۶۔ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۸۷۔ ان اساتذہ کا غالباً یہ مطلب نہیں تھا کہ دوسرے گواہ کی گواہی کو بالواسطہ ہونے کی وجہ سے نامنظور کرنا چاہئے۔ بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ چونکہ وہ پہلے گواہ سے منقول تھی اس لیے وہ صرف اس گواہی کا اعادہ تھی۔ اور اس لیے اس قانون کے تحت ایک دوسرے الزام لگانے والے کی گواہی نہیں سمجھی جا سکتی تھی۔ دیکھئے ہیل مقام مذکور پر۔ اور پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ (Hawk. P. C) ۲۵۔ دفعہ ۱۴۱۔

[4] سامسن بنام یارڈلے ۲ کیبل ۲۲۳ (۵) میقات ایلشر ۱۹ چارلس دوم۔ لٹرل بنام رینل ۱۔ جدید رپورٹس ۲۸۲۔ اور اگلی تین نوٹوں کے حوالے۔

[5] ہوول اسٹیٹ ٹرائلس جلد ۹۔ ۶۰۸۔ ۶۰۸۔ ۸۰۸۔ ۹۲۴۔ ۱۰۱۲۔ ایضاً ۱۲۵۴۔

[6] ۴ ایضاً ۴۱۴۔

جب وہ چالان کئے گئے تو اجلاس پر کہا کہ ان کے خلاف بہت سختی کی گئی ہے۔ کیونکہ ان کے خلاف بہت سی سنی سنائی شہادت پیش کی گئی ہے۔ اور عدالت نے اس اعتراض کو فوراً قبول کر لیا۔ لیکن جس طرح پر اس کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا۔ اس کا ذکر ہم ابھی کریں گے۔ اور متعدد میقات میکلمس (Mich. T.) 19 جیمس اول میں یہ اصول کہ گواہوں کی رائیں قانونی فیصلے کی صحیح بنیاد نہیں ہیں۔ عدالت اسٹار چیمبر (Star Chamber) میں بھی تسلیم کیا گیا۔

دفعہ ۱۱۳: ہم شہادت کے جن اصولوں کو بالکل نئے سمجھنے کے عادی ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد کے ان سے واقف ہونے کی اور بھی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ ثبوت سے متعلق عدالتی عمل کے قواعد بھی ان کو معلوم تھے۔ مثلاً یہ قاعدہ کہ مقدمات میں ان فریقوں کو ابتدا کرنی چاہئیے جن پر بار ثبوت ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ہدایتی سوالات نہیں کرنا چاہئیے۔ وغیرہ

دفعہ ۱۱۴: لیکن گو اس طرح پر قانون شہادت کے اساسی اصولوں کا ہمارے آباؤ اجداد کی کارروائیوں میں پتا چلتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ انھوں نے ان اصولوں کو کسی نظام کی شکل میں مدون کیا تھا۔ یا یہ کہ ان کو واجب التعمیل مانا تھا۔ اور اسی کی مستقلانہ وغیر جانب دارانہ عدل گستری کے لیے ناگزیر ضرورت ہوتی ہے۔ سوائے قیاسات قانونی کے جو قانون کا جزو تھے۔ اور اسی لیے ان پر عمل کرنا صاف طور پر مناسب تھا۔ اور بعض

۱۔ ۱۹ ایضاً ۶۰۔

۲۔ اڈمس بنام کیانن۔ ذیر رپورٹس کے حاشیے پر دیا گیا ہے صفحہ ۳۵۳ ب۔ قاعدہ ۱۱۔

۳۔ غیر موسوم بلسٹن رپورٹس ۳۶۔ ہیڈن بنام اگبریٹ ۲۔ لیونارڈ ۱۶۲۔ قاعدہ ۲۱۱۔ گولڈسبرو رپورٹس (Gouldsb) ۲۳۔ قاعدہ ۲۰۔

۴۔ انسٹیٹیوٹ جلد ۴ صفحہ ۲۷۹۔

دوسری صورتوں میں شہادت کے اصولوں کو صرف ہدایتی تصور کیا جاتا تھا جن پر ججوں اور اہل جوری کا عمل کرنا یا نہ کرنا ان کی صوابدید پر موقوف تھا۔ اس کی بہترین مثال سنی سنائی یا بالواسطہ شہادت کے متعلق عمل میں ملے گی ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہمارے قدیم قانون داں اس کی کمزوری سے پوری طرح واقف
ص۹۸ تھے لیکن وہ نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا نامنظور کرنا ان کے لیے قطعاً ضروری ہے مثلاً رولف بنام ہامپڈن (Rolfe v. Hampden. T. 34. Hen. VIII.) (میقات ٹرینیٹی، ۳۴ ہنری ہشتم) کے مقدمے میں اراضی کے ایک وصیت نامے کو جو (قانون انسداد فریب سے پہلے) ایک قدیم کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ ثابت کرنے کے لیے تین گواہوں کی گواہی منظور کی گئی۔ جن میں سے ایک نے ذاتی علم کی بنا پر گواہی دی تھی۔ اور باقی دو نے دوسروں سے سن کر۔ اور لارڈ چیف جسٹس ڈایر (Lord C. J. Dyer) جنھوں نے اس مقدمے کی روایت کی ہے۔ اس میں کوئی عجیب بات نہیں دیکھی۔ بلکہ کہتے ہیں کہ "جوری نے مذکورۂ بالا گواہی کا کچھ لحاظ نہیں کیا" اور کچھ زمانے بعد عدالتوں کا خیال تھا کہ گو سنی سنائی شہادت صحیح معنی میں شہادت نہیں ہے۔ تاہم وہ با ضابطہ شہادت کی ابتدا۔ وضاحت و تائید کرنے کے لیے استعمال کی جاسکتی ہے[1]۔

دفعہ ۱۱۵ : لیکن انقلاب ۱۶۸۸ء سے پہلے بہت سے ایسے فیصلوں کی مثالیں ملتی ہیں۔ جو مذکورۂ بالا فیصلوں سے بہت زیادہ بڑے تھے اور جن کا راز ایک ایسے امر میں پوشیدہ تھا جس کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جب تک جج یہ سمجھتے تھے کہ شہادت کے اصولوں پر عمل کرنا یا نہ کرنا ان کی

[1] ڈایر رپورٹس صفحہ ۵۳ ب قاعدہ ۱۱۔
[2] پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲۔ صفحہ ۴۲۔ دفعہ ۱۴۔ "خلاصۂ شہادت" از بیکن ماؤنٹیر ملک"۔ ۱۴۳۲ء "ٹرائلس پرپے صفحہ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ا جدید رپورٹس ۲۸۳۔

صوابدید پر موقوف ہے۔ تو لازماً اس زمانے کے اعلیٰ امتیاز شاہی کے تصورات کی وجہ سے۔ اور اس وجہ سے کہ وہ کلیتہً بادشاہ کے دست نگر تھے۔ وہ اپنی صوابدید کو بادشاہ کی طرف داری میں استعمال کرتے تھے۔ اور کوئی ایسے عام قواعد وضع نہیں کرتے تھے۔ جن سے عاملہ کو سرکاری مجرموں کے خلاف چارہ جوئی میں دشواری پیش آتی۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ سولھویں صدی اور ابتدائے سترھویں صدی میں یہ ایک مسلمہ اصول تھا۔ کہ شہادت کے اصول وعملدرآمد۔ بغاوت سنگین اور شاید جرم سنگین کے مقدمات میں بھی معمولی مقدمات میں شہادت کے اصول اور عملدرآمد سے جدا ہیں[1]۔ پس گو قانون عمومی کے قدیم ترین زمانے کے مسلمہ رواج کی رو سے گواہوں کو حلف دیا جاتا تھا۔ اور کھلی عدالت میں ان پر سوالات ابتدائی اور جرح بھی کی جاتی تھی۔ لیکن ججوں نے بغاوت[2] (غداری) کے مقدمات میں ان کی شخصی موجودگی کو لازمی قرار دینے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی وجہ یہ قرار دی کہ ایسا کرنے سے بادشاہ کی ہلاکت کا دروازہ کھول دیا جائے گا[3]۔ وغیرہ۔ اس فرق کے قائم کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قسم کے مقدمات میں نہ صرف نہایت ہی کمزور وخطرناک شہادت منظور کی جاتی تھی۔ بلکہ پوری کارروائی اس طرح پر چلائی جاتی تھی کہ جس سے راستی وانصاف کے ہر اصول کی خلاف ورزی ہوتی تھی۔ مسٹر فلپس (Mr. Phillipps) کہتے ہیں کہ "جمہوریت سے پہلے سرکاری ۹۹

[1] دیکھئے پلیس آف دی کراؤن از ہاکنز جلد ۲ باب ۴۶ دفعہ ۹۔ اور نوٹس مابعد کے حوالے۔

[2] اسٹانڈ ارف پلیس آف دی کراؤن (Staundf. P. C.) صفحہ ۱۶۴۔

[3] مقدمۂ سر والٹر رالیے ۲۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۵ ہالم اپنی تاریخ انگلستان میں ارل آف اسٹرافورڈ کے مقدمے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اصول شہادت جن کا آج اتنی احتیاط سے تعین کیا گیا ہے۔ اس زمانے میں یا تو بہت ہی نامکمل طور پر مانے جاتے تھے۔ یا ان کی مسلسل خلاف ورزی کی جاتی تھی۔

[4] شہادت مصنفۂ فلپس جلد ۱ صفحہ ۱۶۶ طبع دہم۔

مقدمات میں سرے سے لے کر آخر تک بد ترین قسم کی سنی سنائی شہادت منظور کی جاتی تھی۔ مثلاً ایسے گواہوں کے اظہارات قبول کئے جاتے تھے جن کو عدالت میں بطور گواہ طلب کیا جا سکتا تھا۔ یا جن کو کہ سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔ یا جنھوں نے اقبال جرم بد دستخط عہدہ داران حکومت کی موجودگی یا شکنجے کی اذیت کی وجہ سے کئے تھے۔ اسی طرح مقدمہ سر نکولس تھراک مارٹن (Sir Nicholas Throckmorton) میں اصل شہادت ایک ایسے شخص کا اظہار تھا۔ جسے بغاوت کے جرم میں سزا سنائی جا چکی تھی۔ اور جس کا قتل وقتاً فوقتاً اس لیے ملتوی کیا گیا تھا۔ کہ اس کو ملزم کے خلاف شہادت دینے کی ترغیب[1] ہو۔ بادشاہ کی طرف داری اور ملزم کی مخالفت میں قانون کی بہت سی غلط تعبیروں میں سے جن سے یہ مقدمہ بھرا ہوا ہے۔ ایک یہ بھی تھی کہ عدالت نے بغیر فرمائے قرار دیا کہ قانونِ بغاوت ۲۵ ایڈورڈ سوم باب ۲ دفعہ ۵ کے ان الفاظ کے کہ جن اشخاص پر بغاوت کا الزام لگایا جائے "ان کو ان کے جیسے اشخاص کی شہادت پر سزا دینی چاہیئے" معنی یہ ہیں کہ ان کو سزا جوری کے فیصلے پر نہیں بلکہ ایسے اشخاص کی شہادت کی بنا پر دینی چاہیئے جن کو کہ بغاوت کی سزا سنا دی جا چکی ہو۔ اور جو ملزموں کو اپنی بغاوت میں شریک بتلائیں اور اسی وجہ سے وہ "ان کے جیسے لوگ ہوں[2]"۔ عود شاہی کے بعد حالات اصلاح پذیر ہوئے۔ گواہ شخصی طور پر حاضر ہوتے تھے۔ لیکن بالواسطہ شہادت سننے کا عمل جاری رہا۔ جج تسلیم کرتے رہے کہ وہ شہادت نہیں ہے۔ اور یہ کہ وہ جوری پر اس امر کو واضح کر دیں گے[3]

[1] ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۶۹ - جلد ا۔

[2] شہادت مصنفۂ ٹیلر جلد ا صفحہ ۱۷۲ طبع دہم۔

[3] ہوول اسٹیٹ ٹرائلس صفحہ ۸۸۹۔

[4] دیکھئے مقدمۂ لانگ ہارن، ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۴۲۔ لارڈ ولیم رسل کا مقدمہ ۹۰ ایضاً ۶۰۸۔ الگرنان سڈنی کا مقدمہ ایضاً ۸۴ مقدمۂ چارناک ۱۲۔ ایضاً ۴۱۲ اور ۱۲۵۴۔

مثلاً لانگ ہارن[1] (Langhorn) ۱۶۷۹ [?] چارلس دوم کے مقدمے میں اٹکنز جسٹس (Atkins, J.) نے ایک گواہ کے گواہی دیتے وقت بیچ میں دخل دے کر کہا کہ "وہ قیدی کے خلاف شہادت نہیں ہے کیونکہ وہ سنی سنائی شہادت ہے"۔ اور اسکراگس چیف جسٹس (Seroggs, C. J) نے اضافہ فرمایا کہ "وہ سچ کہتے ہیں۔ اور جوری کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ دوسرا شخص کہے وہ ملزم کے خلاف شہادت نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے خلاف کوئی بیان شہادت نہیں ہوتا ہے جب تک کہ وہ گواہ کے ذاتی علم پر مبنی نہ ہو"۔ باوجود ان اقوال کے مسٹر فلپس کہتے ہیں[2] کہ پوپی سازش کے مقدمے میں اصل شہادت مبینہ سازشیوں کے مختلف ممالک میں معاملات کا بیان تھا۔ جو ایک طویل مدت کے بہت سے خطوط سے جمع کیا گیا تھا۔ اور جن کے مضامین کو حافظے سے دہرا دیا گیا تھا ــــ کیونکہ گواہوں نے پڑھتے وقت ان خطوط سے کوئی نوٹ نہیں لیے تھے۔ نہ سالہائے سال سے ان کو پڑھا تھا۔ اور نہ پڑھتے وقت ان کے مضامین کو نوٹ کرنے کی ضرورت تھی۔ اور نہ انھوں نے کوئی ایک خط یا اس کی نقل یا کم سے کم خلاصہ بھی پیش کیا تھا۔

دفعہ ۱۱٦: جس نظام کو "قانون شہادت" کہتے ہیں وہ سترھویں صدی کے وسط سے قایم ہونا شروع ہوا۔ کم سے کم ایک عام تبصرے کے لیے یہ تاریخ کافی حد تک صحیح ہے۔ وہ خاص امتیاز جو اس کو ہمارے قدیم نظام ــ اور اکثر قوموں کے نظام سے جدا کرتا ہے۔ یہ ہے کہ اس کے اصول شہادت ــ

[1] ۷۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۴۲۱ ۔

[2] شہادت مصنفہ فیسن صفحہ ۱۶۶ [?] ۔ طبع دہم۔ مذکورۂ بالا اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قیمتی تصنیف پر جسے "سرکاری مقدمات" کہتے ہیں۔ اس امر کے متعلق بہت بھروسا نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ انقلاب سے پہلے کی انگریزی عدالتوں کے معمولی عمل کی صحیح تصویر کھینچتی ہے۔ اور یہ بھولنا نہیں چاہیئے کہ اس کتاب کے بیان کردہ اکثر مقدمے بغاوت سنگین کے تھے اور سخت جوش کے زمانے میں چلائے گئے تھے۔

اصلی بھی اور منقولی بھی۔ عام طور پر قانون کے اصول ہوتے ہیں۔ جن کو نافذ کرنا یا ترک کرنا۔ ججوں کی صوابدید پر منحصر نہیں ہوتا۔ بلکہ جو عدالت۔ جوری۔ اہل مقدمہ اور گواہوں پر اسی طرح قابل تعمیل ہوتا ہے جس طرح کہ ملک کا باقی قانون عمومی یا قانون موضوعہ۔ اور یہ کہ صرف عدالتی ضابطے کی حد تک جس کی رو سے شہادت کو پیش کرنے کا طریقہ۔ اس کی ترتیب منظوری و نامنظوری منضبط کی جاتی ہے۔ ججوں کو کچھ اختیار تمیزی اور وہ بھی ایک محدود قسم کا دیا گیا ہے۔ اسی لیے کوئی جج اسی طرح ممنوعہ شہادت کو اس بنا پر منظور نہیں کر سکتا۔ کہ اس کی دانست میں کسی خاص مقدمے میں ایسا کرنے سے اغراض معدلت پورے ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ وہ قانون دست مردہ کے اطلاق کو ملتوی کر سکتا۔ یا کسی قانونی وارث کو بید خلی کی نالش میں کامیاب ہونے سے اس بنا پر روک سکتا ہے کہ علاوہ نزاعی اراضی کے بھی اس کے پاس بہت کچھ ہونا ظاہر ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ بڑا اصول دفعۃً قایم ہو گیا۔ اور فی الحقیقت مذکورۂ بالا عہد سے آج تک ہمارے نظام عدالتی شہادت کی تدریجی ترقی کا مطالعہ فایدے و مسرت کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ ان اصلاحات اور تبدیلیوں کا ذکر کرنا جو اس میں وقتاً فوقتاً عدالتوں اور مقننہ کی جانب سے ہوتے رہے اس کی ترقی کے ایک مختصر خاکے کے حدود سے بہت آگے بڑھ جائے گا۔ اسی لیے صرف چند خاص امور پر نظر ڈالنا کافی ہوگا۔ اور ہم پہلے اُس اصول کی اس عہد میں تاریخ کو بیان کریں گے۔ جس کی رو سے سنی سنائی شہادت نامنظور کی جاتی تھی۔

دفعہ ۱۱۱: گو جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں۔ سنی سنائی شہادت کی کمزوری چارلس دوم کے عہد میں عام طور پر تسلیم کی جاتی تھی[1]۔ لیکن سر ماتھیو ھیل نے اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ جب کمسن بچی کے ساتھ زنا بالجبر کیا جائے تو عدالت

---

[1] پیچھے دفعات ۱۱۲ و ۱۱۵۔

بچی کے اس واقعے کے بیان کو جو اس نے اپنی ماں یا دوسرے قرابت داروں سے کیا ہو بطور شہادت کے قبول کر سکتی ہے[1]۔ اٹھارھویں صدی کی ابتدا میں سارجنٹ ہاکنز (Serjeant Hawkins) نے اس اصول کو صرف اس طرح بیان کرنے کی جرأت کر سکتے تھے کہ[2] "یہ امر متفقہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ایک شخص ثالث کو کہتے ہوئے سنا گیا ہو۔ حلف سے پوچھو تو وہ قیدی کے موافق یا خلاف میں شہادت نہیں ہوتا ہے۔" اور اسی قسم کے الفاظ بیکن کی مختصر شہادت
صـ۱۰۱ میں بھی استعمال کئے گئے ہیں[3]۔ لارڈ چیف بیرن گلبرٹ نے بھی اپنی کتاب "قانون شہادت" میں جو تقریباً اسی زمانے میں لکھی گئی تھی۔ اور جس کے متعلق خیال ہے کہ وہ اس مضمون پر پہلی کتاب ہے۔ قرار دیتے ہیں۔ کہ "محض سنی سنائی شہادت کوئی شہادت نہیں ہے[4]۔" لیکن گو سنی سنائی شہادت بطور شہادت بلا واسطے کے قابل ادخال نہیں ہوگی۔ تاہم وہ گواہ کی گواہی کی تائید میں یہ دکھلانے پیش ہو سکتی ہے کہ اس نے دوسرے موقعوں پر بھی یہی کہا تھا۔ اور یہ کہ اس کے بیانات میں یکسانیت ہے[5]۔" اس کے باوجود جب سنہ ۱۷۵۴ء میں ایلی زبیتھ کیاننگ (Elizabeth Canning) پر دروغ حلفی کا مقدمہ چلایا گیا۔ پر تکلف مصنوعی شہادت پیش کی گئی لیکن ججوں نے اس کو منظور نہیں کیا۔ اور اس کی نوعیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنی سنائی شہادت کے خلاف اصول کو عام طور پر قانون پیشہ حضرات اس وقت نہیں سمجھے تھے[6]۔ لیکن اٹھارھویں صدی کے آخر میں اساتذہ

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحات ۶۳۴ و ۶۳۵۔

[2] ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ از ہاکنز جلد ۲ باب ۴۶ دفعہ ۱۴ مطبوعہ ۱۷۱۶ء۔

[3] "مختصر شہادت" از بیکن' اڈیشن ۱۷۳۶ء۔

[4] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۴۹ طبع چہارم۔

[5] ایضاً صفحہ ۱۵۰۔

[6] ہوول۔ اسٹیٹ ٹرائلز جلد ۱۹ صفحات ۲۸۳ - ۶۴۳۔

اس اصول کو طے شدہ کہتے ہیں[1]۔ تاہم گو اس کو واجب العمل تصور کیا جاتا تھا۔ مگر ان تمام صورتوں تک اس کو وسعت نہیں دی گئی تھی۔ جو اس کے تحت آتے ہیں۔ مثلاً سنہ ۱۷۷۹ء میں ایک بہت ہی کمسن بچی پر زنا بالجبر کی نیت سے حملے کے مقدمے میں ہم دیکھتے ہیں کہ بُلر جسٹس (Buller, J.) (جو خود ایسے عدالتہائے دیوانی پرحن میں جوری کی مدد سے مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ایک کتاب کے مصنف ہیں) نے وہی طریقہ اختیار کیا جس کا تقریباً سو سال پہلے ھیل نے مشورہ دیا تھا۔ یعنی اس واقعے کے متعلق ان معلومات کو جو بچی نے جس کا اظہار نہیں لیا گیا تھا۔ دو دوسرے اشخاص سے بیان کیا تھا۔ بطور شہادت منظور کیا۔ اس پر عدالت بالا کے لیے سوال محفوظ کیا گیا۔ جہاں تمام ججوں نے اس طریقے کو ناپسند کیا۔ اور آیندہ کے لیے ایک مستقل اصول بچوں کی گواہی کے متعلق قرار دیا[2]۔ اس کے باوجود یہ کہا گیا ہے کہ جب سنہ ۱۸۰۸ء میں ایک پانچ سالہ بچی پر زنا بالجبر کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تو اسی قسم کی قابل اعتراض شہادت پھر منظور کی گئی۔ لیکن پھر سوال کے محفوظ کیے جانے پر ججوں نے حسب توقع قرار دیا کہ وہ شہادت صاف طور پر ناقابل ادخال تھی[3]۔ اور حال کی ایک مستند کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۷۹۰ء تک بھی مجسٹریٹ کے روبرو اظہار کے متعلق (چاہے وہ فوجداری الزامات پر لیے گئے ہوں یا دوسرے امور پر) سنائی شہادت کے خلاف کوئی طے شدہ اصول نہیں تھا اور یہ کہ اس اصول کے بہت سے مستثنیات جو پہلے تسلیم کیے جاتے تھے۔ انھیں کچھ ہی عرصہ پہلے بہت محدود کر دیا گیا ہے[4]۔ اسی صدی ہی میں جن اساتذہ

---

[1] دیوانی مقدمات جوری از بل Bull N. P. ۲۹۴ "نصفت" مصنفۂ فانبلاک (Fonb. Eq.) جلد ۱ صفحہ ۱۰۔
[2] ملک بنام بریزیہ الیچ۔ کامن لا ۱۹۹۔
[3] ملک بنام مکر قلمی نسخہ جس کا ذکر "شہادت" مصنفۂ فلپس و ایماس صفحہ ۶ میں کیا گیا ہے۔ اور شہادت مصنفۂ فیپسن صفحہ ۱۰ طبع دہم۔
[4] شہادت مصنفۂ فیپسن صفحات جلد ۱۹۵ و ۱۲۶۔ طبع دہم۔ دیکھئے بگہام بنام رجوے سنہ ۱۸۰۸ء۔ ۱۰۔ ایسٹ ۱۰۹۔

نے شہادت پر لکھا ہے۔ سنی سنائی شہادت کو نامنظور کرنے والے اصول کو معروف ومشہور تصور کرتے ہیں۔[1]

دفعہ ۱۱۸ : قانون شہادت کے دوسرے حصے بھی اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں ایسی ہی اصلاحات سے ممتاز ہیں۔ یہ اصلاحات بڑی حد تک قانون نظایر کے ذریعے کی گئیں۔ گو اٹھارھویں صدی میں قانون موضوعہ کے ذریعے سے بھی ہوئیں۔ لیکن زیادہ تر اور نہایت وسیع پیمانے پر انیسویں صدی میں قانون موضوعہ ہی کے ذریعے سے عمل میں لائی گئیں جیسا کہ قوانین موضوعہ کی اس فہرست سے ظاہر ہوگا جس کو ہم ابھی پیش کریں گے۔[2] اور جو شہادت سے عام طور پر یا صرف شہادت ہی سے متعلق ہیں۔ ص ۱۰۲

نصفت کے مقدمات میں حلف ناموں کے ذریعے سے شہادت کی تاریخ کچھ کم عجیب نہیں ہے۔ عدالت چانسری قانون روا کے عملدرآمد کی تتبع کرتے ہوئے مقدمات کو حلف ناموں کی شہادت پر فیصل کرتی رہی جس کے ساتھ کبھی کبھی زبانی جرح بھی ہوا کرتی ہے۔ لیکن سنہ ۱۸۵۲ء میں پارلیمنٹ نے مداخلت کی۔ اور ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۸۶ دفعات ۲۸ و ۳۰ کی رو سے حکم دیا کہ فریقین میں سے کسی کی خواہش پر شہادت زبانی طور پر لی جائے گی۔ سنہ ۱۸۵۲ء میں ایک گشتی[3] نافذ کی گئی۔ جس کی وجہ سے یہ قوانین بڑی حد تک بے اثر ہوگئے۔ سنہ ۱۸۶۰ء میں چانسری کمشنران شہادت نے رپورٹ کی کہ مناسب ہوگا کہ فریقین کے مابین اہم امور نزاعی کی زبانی شہادت کے ذریعے سے سماعت کے لیے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۱۰ ایسٹ ۔ ریان ۲۲۵ ۔ احتمہ لیو ٹمکیس جلد ۲ اور وہ مقدمے جن کا اس میں حوالہ دیا گیا ہے۔

[1] شہادت مصنفہ پوتیے جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳ ۔ اور بہت سی جدید کتابیں۔

[2] دیکھئے دفعہ ۱۲۲ آگے۔

[3] حکم چہارم مشمولہ ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۵۲ء حکم نواز دہم مجموعۂ احکام چانسری سنہ ۱۸۹۱ء قاعدہ سوم۔ اس حکم کی ابتدا ان الفاظ سے کی گئی ہے کہ "کوئی مدعی یا مدعی علیہ بذریعۂ نوٹس یا اور طرح پر خواہش نہیں کرسکے گا کہ

سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ سنہ ۱۸۶۰ء میں عدالت نصفت کے ججوں کو ۲۳ و ۲۴ وکٹوریا باب ۱۲۸ کی رو سے مجاز گردانا گیا کہ وہ اس رپورٹ کی سفارشوں کو جامۂ عمل پہنانے کے لیے قواعد وضع کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسری گشتی جاری کی گئی[1]۔ جن کی رو سے شہادت لینے کے طریقے کو جج کی صوابدید پر چھوڑا گیا۔ اور یہی عمل اس وقت تک رہا۔ جب تک کہ قوانین عدلیہ کی رو سے چانسری عدالت عالیہ انصاف میں ضم نہیں کردی گئی۔ اور عالیہ عدالت کے موجودہ قواعد[2] کی رو سے حکم ہے کہ عام طور پر تمام فریقوں کے سالیسٹروں کے درمیان کوئی تحریری معاہدہ نہ ہونے کی صورت میں کسی بھی مقدمے کی سماعت پر گواہوں کا اظہار کھلی عدالت میں زبانی طور پر لیا جائے گا۔ اس لیے نظری طور پر تو زبانی شہادت عدالت چانسری میں بھی مثل عدالت عالیہ کے دوسرے شعبہ جات کے۔ عام قاعدہ ہے۔ لیکن حلف نامے کے ذریعے سے شہادت دینے کا معاہدہ عملاً اتنی بہت سی صورتوں میں کیا جاتا ہے کہ یہاں زبانی شہادت اب بھی عام قاعدہ نہیں بلکہ اس کی استثنائی شکل ہوتی ہے۔

دفعہ ۱۱۹ : ہمارے علم اصول قانون کی دوسری شاخوں کی بہ نسبت قانون شہادت کی آہستہ ترقی اس عام اصول کا ایک قدرتی نتیجہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر قوم میں قانون کے اصلی قواعد میں اضافی قواعد سے پہلے پختگی پیدا ہوتی ہے۔ ص۲۰۳ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ قواعد جن سے اشخاص یا جائداد کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ شہادت پیش شدنی زبانی ہو۔"

[1] حکم مصدرہ ۵ فروری ۱۸۶۱ء قاعدۂ سوم۔

[2] حکم سی و ہشتم قاعدۂ یکم۔ جب بیان حلفی دینے کی اجازت فریق نے نامناسب طور پر نہیں دی تو لیکن والس چانسلر نے اس فریق کو حکم دیا کہ دوسرے فریق کو جس نے اجازت کی ناکام درخواست کی تھی اس کے اخراجات ادا کرے۔ پیٹرسن بنام [illegible] چانسری ڈویژن ۵۸۶۔

حقوق کی صراحت کی جاتی ہے۔ یا جرائم پیدا۔ اور ان کی سزائیں مقرر کی جاتی ہیں۔ وہ تقریباً معاشرے کے ساتھ ہی عالم وجود میں آتے ہیں۔ برخلاف اس کے ضابطے کو یعنی حقوق کو نافذ کرنے اور تعزیرات کی تہدید کو جامۂ عمل پہنانے کے طریقے کو عام طور پر عرصۂ دراز تک اور ایک حد تک ہمیشہ کے لیے بھی ان اشخاص کی صوابدید پر چھوڑا جاتا ہے۔ جن کے ذمے عدل گستری کی جاتی ہے۔ لیکن شہادت کے ہمارے نظام جدید کا قیام ذیل کے ثانوی اسباب کی بنا پر ہوا ہے۔ (۱) تاج کی ماتحتی سے ججوں کی آزادی۔ قانون بندوبست ۱۲ و ۱۳ ولیم سوم باب ۲ دفعہ ۳ سے شروع ہوئی۔ اور یکم جارج سوم باب ۲۳ سے تکمیل کو پہنچی۔ جس کا قدرتی طور پر بڑا اثر سرکاری نالشات اور دوسری نالشات میں مصنوعی فرق کرنے کے انسداد کی شکل میں ہوا۔ (۲) ان اشخاص کو جن پر بغاوت و جرم سنگین کا الزام ہو بذریعۂ وکیل جواب دہی کی اجازت دینا۔[1] جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق اعتراضات زیادہ ہونے لگے۔ مضمون شہادت پر ججوں کی توجہ زیادہ منعطف کرائی جانے لگی۔ ان کے فیصلے زیادہ غور و فکر کے بعد صادر ہونے لگے۔ اور ان کے فیصلوں کی زیادہ مکمل رپورٹ ہونے اور وہ زیادہ یاد رکھے جانے لگے۔ اور (۳) خصوصاً امور واقعاتی کی سماعت کے لیے عدالت ہائے قانون عمومی کی ساخت میں تدریجی تبدیلی ہونا جیسا کہ سارجنٹ اسٹیفن (Serjeant Stephen) کہتے ہیں۔ ''اس امر کے متعلق نزاع نہیں ہوسکتی کہ قدیم زمانے میں جوری ایسے اشخاص ہوتے تھے۔ جو واقعات کے گواہ ہوتے تھے۔ یا جو کم سے کم واقعات

---

[1] بغاوت میں از روئے قانون ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ دفعہ ۱۔ اور ۲۰ جارج سوم باب ۳۰۔ اور گو اشخاص متہم جرم سنگین کا الزام ہوتا تھا وکیل کے ذریعے سے اپنی کامل جواب دہی قانون مقدمات جرم سنگین ۱۸۳۶ء ۶ و ۷ ولیم چہارم باب ۱۴ تک نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اس قانون سے بہت پہلے وکلا کو اجازت تھی کہ ان کی جانب سے قانونی اعتراضات اور ان پر بحث کریں اور عدالت کے اغراض کی وجہ سے گواہوں پر سوالات ابتدائی اور جرح بھی کرسکتے تھے۔ دیکھئے کتاب ۴ حصہ اول۔

سے ایک حد تک ذاتی طور پر واقف ہوتے تھے۔ اور جو اسی لیے فیصلے میں (مثل آج کل کے) مقدمے میں ثابت شدہ واقعات کی بنا پر اپنی رائے کا نتیجہ نہیں بیان کرتے تھے۔ بلکہ ان واقعات کے متعلق جن کو وہ پہلے سے جانتے تھے۔ اپنی گواہی دیتے تھے[۲]۔ یہ واقعہ جو قانون عمومی کے بہت سے قواعد پلیڈنگ کی کلید ہے ہمارے نظام عدالتی شہادت پر خاص روشنی ڈالتا ہے۔ اس امر میں کوئی نزاع نہیں ہو سکتی کہ ارکان جوری کم سے کم ایڈورڈ اول کے زمانے سے ایک قسم کے گواہ ہوتے تھے۔ اور یہ کہ وہ چارلس دوم کے زمانے یا شاید اس کے بہت پہلے ہی سے ایسے گواہ نہیں رہے۔ اور اس اثنا میں یہ نظام ایک عارضی حالت تغیر میں رہا[۲]۔ اور جب تک یہ حالت قطعی طور پر ختم نہیں ہو گئی اصول شہادت جو بہت کچھ عدالت کے صـ۱۰۲
اجزائے ترکیبی کے وظائف کی صاف صراحت کیے جانے پر موقوف ہوتے ہیں۔ مستقل و متوافق شکل اختیار نہیں کر سکے۔ نظام عدالتی شہادت کے قیام میں اور بھی اسباب کی تائید ہو گی۔ مذکورۂ بالا اسباب دراصل تخمینی و قیاسی ہیں۔

دفعہ ۱۲۰: ہمارے نظام عدالتی شہادت کی گو عمر و ماخذ کچھ ہو وہ ایک شریفانہ نظام ہے۔ اور بلا کسی خوف کے تمام دوسرے نظامات سے

۱۔ "پلیڈنگس" مصنفہ اسٹیفن (Steph. Plead) طبع پنجم ۱۴۵-۱۴۰ اور ضمیمہ نوٹ ۳۲۔ اس مضمون کی تاریخ کے لیے نیز دیکھئے "شہادت" مصنفہ فیپس طبع ششم صفحات ۲۲۲-۲۲۴۔

۲۔ بشل کے مقدمے (وان ۱۳۵) میں وان ہیر مجلس (Vaughan) کے مشہور فیصلے کی وجہ سے آخر سترہویں صدی سے تقریباً وہی عمل ہو گیا۔ جو آج کل ہے۔ (اس بیان کا آخری حصہ قابل ترمیم ہے۔ کیونکہ بشل کے مقدمے نے جوریوں کے اس عمل کو کہ وہ ایسی شہادت پر فیصلہ کریں۔ جو عدالت سے باہر حاصل کی ہوئی ہوتی تھی اور جس کا جج و فریقین کو کچھ بھی علم نہیں ہوتا تھا۔ صراحتہً جائز رکھا ہے۔ اڈیٹر طبع دوازدہم۔)

اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے[1]۔ اس کی اصل خصوصیات قوی و خوبصورت خد و خال میں نمایاں ہیں! اور اسکے بڑے بڑے اصول۔ صداقت و عقل سلیم کے مسلمہ اصولوں پر مبنی ہیں۔ لیکن جدید قانون سازی کی تمام اصلاحات کے بعد بھی اس کو کامل نہیں سمجھنا چاہئیے۔ برخلاف اس کے اس میں اب بھی خامیاں ہیں۔ جن کو اس کے بہی خواہ افسوس سے دیکھتے ہیں۔ اس کے بڑے بڑے اصولوں کا اطلاق بعض وقت غیر ماہرانہ و غیر محتاط ہاتھوں سے ہوا ہے عام خاکہ بعض جگہ بری طرح بھر اگیا ہے۔ خطوط جن کو بنفسہٖ منصفانہ اصولوں کی سرحد پر رہنا چاہئیے اس سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ان صورتوں تک ان کی توسیع سے جن پر وہ قابل اطلاق نہیں ہیں اکثر ناانصافی ہوئی ہے۔ اور کل نظام ہی کو قابل ملامت ٹھیرایا گیا ہے۔ اس میں اس امر کا بھی اضافہ کیجئے کہ اس نظام کی نسبتہً جدید نشوونما کی وجہ سے تمام غلط اصولوں یا صحیح اور اچھے اصولوں کے غلط اطلاقات سے جن کو ہمارے آباؤ اجداد[2] نے قایم کیا یا ازمنۂ وسطیٰ کے رومن، قانون دانوں سے اخذ کیا تھا۔ فوراً پیچھا چھڑانا ناممکن ہوگیا ہے۔

دفعہ ۱۲۱: لیکن علاوہ ان خامیوں کے جن کو شاید اتفاقی سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارے نظام میں زیادہ صریحی قسم کی خامیاں ہیں۔ مثلاً اس کے واضعان نے پہلے سے مقررہ سرکاری شہادت پر کافی توجہ نہیں کی۔ اور گو اس جانب چند قدم اٹھائے گئے ہیں۔ مثلاً ذیل کے قوانین وضع کرنے سے: قانون اندراج پیدائش و اموات۔ اس کے دفعہ ۳۸ کے تحت رجسٹر پیدائش کے اندراج کی نقل مصدقہ اس کے تمام مضامین

---

[1] "قرائنی شہادت" مصنفہ ولس (Wilks on circumstantiel Evidence) سنہ ۱۹۱۲ء میں بھی ایسی ہی تعریف دیکھئے۔ لیکن مسٹر گلسن (Gulson) کی رائے ہے کہ گو انگریزی قانون شہادت کامل کمال کے اعلیٰ درجے کو پہنچ گیا تھا۔ لیکن اس کے متعلق نظریے افسوس ناک حد تک ناکافی تھے"۔ "فلسفۂ شہادت"۔ دفعات ۳ و ۴)

بشمول تاریخ پیدائش کی شہادت ہوتی ہے[۱]۔ اور بعد کے قوانین موضوعہ متعلق
ص ۱۰۵ اندراج پیدائش۔ نکاح و اموات۔ نیز قانون فیصلہ جات سنہ ۱۸۳۶ء ۱ و ۲ وکٹوریا
باب ۱۰۔ دفعہ ۹۔ و ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۱۲ دفعہ ۲۴۔ جن کے تحت دعویٰ
مدعی سے بعد نالش یا قبل نالش اقبال کر کے اقبالی فیصلہ صادر کرانے کے لیے
عدالتی تصدیق ضروری ہوتی ہے۔ اور قانون عدالت پرُوبیٹ بابت سنہ ۱۸۵۷ء
۲۰ و ۲۱۔ وکٹوریا باب ۷۷۔ دفعہ ۹۱۔ جس کے تحت زندہ اشخاص کے
وصیت نامہ جات کو محفوظ رکھنے کے مقامات کا انتظام کیا گیا ہے ـــــ
لیکن اصلاح کی اب بھی گنجائش ہے۔ اور ان مضامین پر جو اصول دوسری
اقوام کے قوانین میں اختیار کیے گئے ہیں۔ انھیں مناسب تحفظات و
احتیاط کے ساتھ یہاں بھی اختیار کرنا مفید ہوگا۔ ہمارے نظام کی ایک
دوسری خامی یہ ہے کہ اس میں کوئی سستا اور فوری طریقہ گواہیوں کو مداومت
دینے یا محفوظ کرنے کا نہیں ہے۔ لیکن مرض کی تشخیص اس کے موزوں
علاج سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ اور اس مضمون کی دشواریوں کو دوسرے
ممالک کے قانون سازوں نے بھی محسوس کیا ہے[۲] اور ہمارے ملک کے
قانون سازوں نے بھی[۳]۔ لیکن ترقی کی جانب قدم۔ قانون استمرار شہادت
سنہ ۱۸۴۲ء۔ ۵ و ۶۔ وکٹوریا باب ۶۹۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات سنہ ۱۸۶۷ء

---

[۱] بمقدمہ گڈرج۔ بین بنام بنٹ سنہ ۱۹۱۰ء پروبیٹ صفحہ ۱۴۰۔ ۷۳ لا جرنل پروبیٹ ۲۳۔ از جی یونی جیس
(Le jeune;) جنھوں نے مقدمہ ونٹل کو ناپسند کیا بنٹ سنہ ۱۸۸۰ء لا رپورٹ ۹ اکویٹی صفحہ ۲۷۳۔ از لارڈ رومیلی
(Lord Romilly) جس میں ملک بنام دیور سنہ ۱۸۵۹ء۔ لا رپورٹ ۲ کراؤن کیسز ۵۵ کا تتبع کیا اور اس مقدمہ کو پسند کیا گیا
عـہ پروبیٹ نقل مصدقہ وصیت نامے کو کہتے ہیں (مترجم)۔
[۲] قوانین دیوانی مصنفہ ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶ دفعہ (۳)۔
[۳] جس کا مقصد محفوظی و استمرار شہادت کے ذرائع کو ان مقدمات میں توسیع دینا تھا جو عزت خطاب
وغیرہ یا ارضی و شخصی جائداد میں حقیت یا مفاد سے متعلق ہوتے تھے۔ اور جن کے متعلق کسی حق یا دعوے
کی وجہ سے کوئی مقدمہ مستقبل کے کسی واقعے کے وقوع سے پہلے نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دیکھیے ویسٹ بنام

۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۲۵[1] - دفعہ ۹ - اور قانون اعلان صحیح النبی سنہ ۱۸۵۸ء ۲۱ و ۲۲ وکٹوریا باب ۹۳ کی روسے اٹھایا گیا۔ مؤخر الذکر قانون کی روسے اشخاص اس کے مجاز کیے گئے کہ اپنی صحیح النبی اور اپنے ماں باپ اور دیگر اسلاف کے نکاح کو ثابت کریں۔ اور اپنے پیدائشی شہری سمجھے جانے کے حق کو بھی۔ اور اب قواعد عالیہ عدالت[2] کی روسے ”کوئی شخص جو اس کے بیان کردہ حالات کے تحت آیندہ کے کسی واقعے کے واقع ہونے پر کسی عزت۔ خطاب۔ رتبے یا عہدے کا یا کسی ارضی یا شخصی جائداد میں کسی حقیت یا مفاد کا مستحق ہوتا ہو۔ اور جس حق یا دعوے کے متعلق کوئی مقدمہ اس واقعے کے وقوع سے پہلے نہیں کیا جا سکتا ہو۔ کسی ایسی شہادت کے استمرار کے لیے جو ایسے حق یا دعوے کے قیام کے لیے اہم ہو نالش کر سکتا ہے۔“

قانون محکمہ جات عدالتی سنہ ۱۸۷۵ء کے دفعہ ۲۰ کی روسے نہ قوانین محکمہ جات عدالتی اور نہ عالیہ عدالت کے قواعد“ بہ استثناء عدالت کے ان اختیارات کے جو خاص وجوہات کی بنا پر اظہارات یا حلف ناموں کے پڑھے جانے کی اجازت دینے سے متعلق ہیں۔ مقدمات جوری میں گواہوں کے زبانی سوالات کے ذریعے سے شہادت دینے کے طریقے پر یا قواعد شہادت پر متاثر ہوں گے“ لیکن جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں حکم سی وہفتم میں حلف ناموں کے ذریعے سے مقدمات عدالت نصفت ص ۱۰۱
میں شہادت دینے کے عمل کی بعض اہم ترمیمات ہیں۔ کیونکہ اس میں ہدایت ہے کہ کسی مقدمے کی سماعت پر شہادت زبانی طور پر لی جائے گی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۔ ساکوں سنہ ۱۹۰۲ء ۲ چانسری ۲۰۰-۷۲، لا جرنل چانسری ۹۴۹ عدالت مرافعہ جس میں کیکوچ جسٹس (Kekewich) کے ایک حکم کو جو اس شہادت کی محفوظی سے متعلق تھا کہ مدعی مدعی علیہ کا بیٹا ہے۔ عدالت مرافعہ نے اس بنا پر منسوخ کر دیا کہ امر نزاعی کا فیصلہ اسی وقت قانون اعلان صحیح النبی کے تحت ہو سکتا تھا۔

[1] جو فوجداری مقدمات میں محفوظی شہادت کے طریقوں میں وسعت پیدا کرنے کے لیے وضع ہوا تھا۔

[2] حکم سی وہفتم قاعدہ ۳۵۔

سوائے اس کے کہ فریقین متفق ہوں کہ وہ بذریعۂ حلف نامجات لی جائے اور حلف نامے اگر داخل کئے جائیں تو "ایسے واقعات تک محدود ہوں گے۔ جن کو گواہ اپنے ذاتی علم سے ثابت کر سکتا ہو۔ لیکن درمیانی درخواستیں مستثنیٰ ہوں گی۔ ان کے متعلق اس کی رائے پر مبنی بیانات اور ان کے وجوہات حلف ناموں کے ذریعے سے قابل ادخال ہوں گے۔ اور حکم سی و ہشتم قاعدہ ۳۸ کی رو سے حکم ہے کہ "جج تمام صورتوں میں کسی فریق یا گواہ کی جرح کے دوران میں ایسے سوالات کئے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا جو اس کو تکلیف دہ معلوم ہوں یا مقدمے یا تنقیح کے کسی ایسے امر سے متعلق معلوم نہ ہوں جن کی تحقیق مناسب ہو"

دفعہ ۱۲۲: قوانین موضوعہ جو شہادت کے ضمنی احکام سے متعلق ہیں

تعداد میں بہت ہیں مسٹر ٹیلر (Mr. Taylor) نے شہادت پر اپنی قیمتی و جامع کتاب کے طبع ششم میں (جو ۱۸۷۲ء میں شایع ہوئی) ساڑھے سات سو سے زیادہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن جو قوانین موضوعہ شہادت سے عام طور پر یا صرف شہادت سے متعلق ہیں وہ تعداد میں نسبتہً بہت کم ہیں جیسا کہ ذیل کی فہرست سے ظاہر ہوگا[1]۔

۱۶۰۹ء، جیمس اول باب ۱۲ (قانون قرضہ جات مندرجۂ کتب دکان ۱۶۰۹ء) تاجروں کے بہی کھاتے نالش سے ایک سال سے زیادہ کے لئے بنفسہٖ شہادت نہیں ہوں گے۔

۱۶۶۶ء۔ ۱۹ چارلس دوم باب ۳۔ اشخاص جن کو معین حیات اجارے دئے گئے ہوں جو سات سال تک مفقود الخبر ہوں اور جنھیں زندہ ثابت نہ کیا جا سکے۔ مر گئے قیاس کئے جاتے ہیں۔

[1] یہ تختہ جز ۶ اس تختے سے لیا گیا ہے۔ جو "قوانین موضوعہ" مصنفہ جیٹی میں عنوان "شہادت" کے تحت دیا گیا ہے۔ بہت سی صورتوں میں مختصر عنوانات وہی ہیں جو قانون عنوانات مختصر ۱۸۹۶ء ۵۹-۶۰ ...

سنہ ۱۶۷۷ء: ۲۹ چارلس دوم باب ۳: (قانون انسداد فریب) اجارے تین سال یا زائد کے لیے حوالجات۔ باز منتقلی اجارہ جات[1]۔ ذاتی ذمہ داری کے متعلق وصی کے اقرارات جن کا بدل نکاح ہو۔ بیع اراضی کے معاہدات اور ایسے اقرارات جن کی تعمیل ایک سال کے اندر نہیں ہوگی۔ تحریری ہوں گے جن پر اس فریق کے دستخط ہوں گے جو ذمہ دار ٹھیرایا جائے گا۔

سنہ ۱۷۰۷ء: ۶ آین باب ۱۸ (قانون معمر لسنہ ۱۷۰۷ء) جب کسی نابالغ یا شادی شدہ قابض حین حیاتی کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اس کی موت کو فریباً چھپایا جا رہا ہے تو مستحق لہ مابعد ایک حکم حاصل کر سکتا ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کے روبرو حاضر کئے جائیں جس کا اس حکمنامے میں ذکر ہو۔ ایسے قابضان حین حیاتی اگر حاضر نہ کئے جائیں تو مستحق لہ مابعد قبضہ حاصل کر سکتا ہے۔ ص ۱۰۷

سنہ ۱۷۷۳ء: ۱۳ جارج سوم باب ۶۳ (ایسٹ انڈیا کمپنی ایکٹ سنہ ۱۷۷۳ء) جو ہندوستان میں گواہوں کے بذریعۂ کمیشن اظہار سے متعلق نافذ ہوا تھا۔

سنہ ۱۸۰۶ء: ۴۶ جارج سوم باب ۳۷: (قانون گواہان سنہ ۱۸۰۶ء) گواہ جواب دینے سے اس بنا پر انکار نہیں کر سکتا کہ جواب دینے سے وہ نالش قرضہ یا ہرجانے کا مستوجب ہوگا۔

سنہ ۱۸۱۴ء: ۵۴ جارج سوم باب ۱۵: (قانون قرضہ جات نیو ساؤتھ ویلز سنہ ۱۸۱۴ء) نیو ساؤتھ ویلز میں قرضہ جات کا ثبوت ایسے حلف نامے کے ذریعے سے جو برطانیۂ عظمیٰ میں کسی مجسٹریٹ کے روبرو داخل کیا جائے۔

سنہ ۱۸۳۱ء: ۱۔ ولیم چہارم باب ۲۲: (قانون شہادت بذریعۂ کمیشن سنہ ۱۸۳۱ء) ملک سے باہر گواہوں کے اظہار بذریعۂ کمیشن سے متعلق۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۸ وکٹوریا باب ۱۲ کی رو سے منسوخ کیے گئے ہیں۔

[1] اس قانون کی اور قانون جائداد اراضی سنہ ۱۸۴۵ء (۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۰۶ دفعہ ۳) کی رو سے یہ اجارے اور تین سال سے زائد کے لیے اجاروں کے حوالجات اور سپردگی اجارہ جات قانوناً کالعدم ہیں جب تک کہ بذریعۂ دستاویز نہ کیے جائیں۔

۱۸۳۵ء: یکم ودوم وکٹوریا باب ۱۰۵ (قانون حلف ۱۸۳۵ء)۔ اشخاص پابند ہوجاتے ہیں اگر حلف ان کو ایسی شکل میں دیا جائے جس کو وہ قابل پابندی سمجھتے ہیں۔

۱۸۴۲ء: ۵ و ۶ وکٹوریا باب ۶۹ (قانون استمرار شہادت ۱۸۴۲ء) ان اشخاص کو جو کسی ایسی جائداد کے مدعی ہوں جو کسی واقعۂ آیندہ سے مشروط ہو۔ کسی ایسی شہادت کی محفوظی کے لیے درخواست پیش کرنے کی اجازت ہے۔ جو ایسے دعووں کے لیے اہم ہو۔ انگلستان کی حد تک یہ قانون قانون تصحیح قوانین موضوعہ۔ اور قانون ضابطہ دیوانی ۱۸۸۳ء — ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۴۹۔ اور اب حکم سی و ہفتم قواعد ۳۵ تا ۳۸ کی رو سے منضبط ہوتا ہے دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۲۱۔

۱۸۴۳ء: ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۲۔ (قانون شہادت بذریعۂ کمیشن ۱۸۴۳ء) انگلستان۔ اسکاٹ لینڈ اور آئرستان کے کمیشنوں کے روبرو گواہوں کی حاضری کو لازم کرنا۔ ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ (قانون شہادت ۱۸۴۳ء) قانون لارڈ ڈنمن) اس قاعدے کی موقوفی جس کی رو سے گواہ ارتکاب جرم یا ذاتی غرض کی بنا پر شہادت دینے کے قابل ہوتے تھے لیکن ریکارڈ (سجلات) کے فریقین کی یہ ناقابلیت باقی رکھی گئی۔

۱۸۴۵ء: ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۱۳: (قانون شہادت ۱۸۴۵ء۔ "قانون لارڈ بروہام نمبر ۱) سرکاری دستاویزات شہادت میں بغیر مہر یا دستخط کے قابل ادخال ہیں عدالتوں کو ججوں کے دستخط کی عدالتی اطلاع رہنی چاہئے —— مقامی و شخصی قوانین کو شاہی مطبع کے نقول سے ثابت کرنا چاہیئے۔

۱۸۵۱ء: ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹۔ (قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ "قانون لارڈ بروہام نمبر ۲۔)" دیوانی کارروائیوں میں فریقین شہادت دینے کے قابل اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں —— خارجہ ممالک اور نوآبادیات کے سرکاری افعال و فیصلہ جات کو نقول مصدقہ کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہیئے —— سزایابی یا براءۃ صداقت نامے کے ذریعے سے

ثابت کئے جائیں گے ـــــ سرکاری دستاویزات کے نقول مصدقہ یا تنقیح
شدہ کا عام طور پر قابل ادخال ہونا ـــــ ہر عدالت جو شہادت
سماعت کرسکتی ہے ۔ حلف بھی دے سکتی ہے ۔

سنہ ۱۸۵۳ء: ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ ۔ (قانون ترمیم شہادت سنہ ۱۸۵۳ء ۔ "قانون
لارڈ بروہام" نمبر ۲) دیوانی کارروائیوں میں فریقین کے زوجہ و شوہر صفحہ ۱۰۸
شہادت دینے کے قابل اور شہادت دینے پر مجبور کئے جاسکتے ہیں ۔
نہ زوجہ اور نہ شوہر ایام ازدواج کے اطلاعات کو ظاہر کرنے پر مجبور
کئے جاسکتے ہیں ۔

سنہ ۱۸۵۴ء: ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۳۴ : (قانون حاضری گواہان سنہ ۱۸۵۴ء) انگلستان ۔
اسکاٹ لینڈ اور آئرستان کی عدالتیں اپنی حد سماعت سے باہر والے
گواہوں کو حاضر ہونے پر مجبور کرنے کے لئے حکمنامے جاری کرسکتی ہیں ۔

۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ ۔ (قانون ضابطہ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء) دفعہ ۲۰ ۔
دیوانی کارروائیوں میں ایسے گواہ جنھیں از روئے ضمیر حلف اٹھانے
سے انکار ہو ۔ اقرار صالح کرسکتے ہیں ـــــ قانون منسوخ کیا گیا ۔ اور
اس کے بجائے قانون حلف سنہ ۱۸۸۸ء وضع ہوا ۔ نیچے دیکھئے ۔

دفعات ۲۱ تا ۲۳ ، عمداً غلط اقرار صالح مثل دروغ حلفی کے قابل سزا ہے ـــــ
فریق خود اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کرسکتا ہے وغیرہ ۔ یہ دفعات قانون ضابطہ
فوجداری سنہ ۱۸۶۵ء ۔ ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ (نیچے دیکھئے) میں دہرائے گئے ۔
اور انگلستان و آئرستان کی تمام عدالت ہائے انصاف تعزیری پر بھی اور
دوسروں پر بھی قابل اطلاق قرار دیے گئے لیکن قانون تصحیح قوانین موضوعہ
سنہ ۱۸۹۲ء ۔ ۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۱۹ کی روسے منسوخ کیے گئے ۔

سنہ ۱۸۵۶ء: ۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۱۱۳ ۔ (قانون شہادت عدالت ہائے ممالک خارجہ)
برطانوی عدالت کا یہ اختیار کہ وزیر خارجہ کے صداقت نامے
پر دیوانی امور کے متعلق جو خارجہ ممالک کے روبرو پیش ہوں اس
ملک میں گواہوں کا اظہار لے ۔

۱۸۵۹ء: ۲۲ وکٹوریا باب ۲۰ - (قانون شہادت بذریعۂ کمیشن ۱۸۵۹ء) برطانیہ اور
نوآبادیات کی عدالتوں کا یہ اختیار کہ ایسے مقدمات کے لیے جو ان کی
حد اختیار سماعت سے باہر رجوع ہوں - اپنے اختیار سماعت کے
تحت گواہوں کے اظہار کا حکم دیں۔ ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۳ -
(قانون تعین قانون برطانیہ ۱۸۵۹ء) - ایسے قانون کا تعین جو
ملک معظم کی قلمرو کے ایک حصے میں رائج ہو - جب کہ اس کو
کسی دوسرے حصے کی عدالت میں پیش کیا جائے ۔

۱۸۶۱ء: ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۱ - (قانون تعین قانون خارجہ ۱۸۶۱ء) یہ
قانون جو برطانوی عدالتوں کو اختیار دیتا ہے کہ ممالک خارجہ کے
قانونی نکات پر مقدمے کو وہاں منتقل کرکے وہاں کی عدالتوں کی
رائے حاصل کریں - اور اسی طرح جو عدالت ہائے ممالک خارجہ
کو اختیار دیتا ہے کہ برطانوی قانون کے نکات کے متعلق برطانوی
عدالتوں کی رائیں حاصل کریں - اس وقت تک قابل نفاذ
نہیں ہوتا ہے - جب تک کہ برطانوی اور خارجی حکومتوں کے
درمیان اس امر کے متعلق ایک معاہدہ نہ ہو - اور چونکہ اب تک
کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا ہے - یہ قانون اب تک کلیۃً قبل از وقت
ثابت ہوا ہے[1]۔

۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۶ : فوجداری کارروائیوں میں ایسا گواہ جسے از روئے
ص ۱۰۹ ضمیر حلف اٹھانے سے انکار ہو - اقرار صالح کر سکتا ہے - قانون
حلف ۱۸۸۸ء کی رو سے یہ قانون منسوخ کیا گیا - اور اس کے
بجائے بھی قانون حلف ۱۸۸۸ء وضع ہوا -

۱۸۶۵ء: ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ - (قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء قانون
مسٹر ڈنمن) دیوانی مقدمات کے قانون شہادت کو فوجداری مقدمات

[1] حکم سی و ہفتم قاعدہ پنجم پر آنیول پراکٹس (Annual Practice) کے نوٹس ۔

کے قانون شہادت کے مطابق حسب احکام قانون ضابطہ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ع
۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ (اوپر) حسب ذیل امور کی اجازت دے کر کر نافذ ہوا۔
فریق خود اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کر سکتا ہے اگر وہ مخالف ثابت ہو۔
مخالف گواہ کے متضاد بیانات کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔
گواہ پر سابقہ تحریری بیانات کے متعلق جرح کرنا۔
گواہ کی سابقہ سزایابی کو ثابت کرنا۔
گواہ حاشیہ کی شہادت کا غیر ضروری ہونا۔ جب کہ قانوناً
دستاویز پر کسی گواہ کی گواہی ضروری نہیں تھی۔
نزاعی خط کا مقابلہ کرنا۔

سنہ ۱۸۶۸ع: ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۳۷: (قانون شہادت دستاویزی سنہ ۱۸۶۸ع) —
احکام کونسل یا احکام عہدہ داران سرکاری کا لندن گزٹ —
مطبع شاہی کے نقول۔ یا نقل مصدقہ کے ذریعے سے ثابت کیا جانا۔

سنہ ۱۸۶۹ع: ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸: (قانون ترمیم مزید قانون شہادت سنہ ۱۸۶۹ع)
— فریقین خلاف ورزی اقرار نکاح گواہی دے سکتے ہیں —
لیکن ان کی گواہی کی تائید دوسری شہادت سے ہونی چاہیئے —
زنا کی بنا پر کسی کارروائی کے فریقین شہادت دے سکتے ہیں۔
اشخاص جنھیں کسی "عدالت" میں حلف اٹھانے سے انکار ہو۔
یا جن پر حلف اٹھانے کے ناقابل ہونے کا اعتراض ہو۔ بیان
دے سکتے ہیں — آخری حصہ منسوخ کیا گیا۔ اور اس کے بجائے
قانون حلف سنہ ۱۸۸۸ع وضع ہوا۔ (نیچے دیکھئے)

سنہ ۱۸۷۰ع: ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۴۹: (قانون ترمیم قانون شہادت سنہ ۱۸۷۰ع)
قانون سنہ ۱۸۶۹ع کے لفظ "عدالت" کو ہر شخص پر جسے حلف دینے
کا اختیار ہو۔ اطلاق دیا گیا۔ یہ بھی قانون حلف سنہ ۱۸۸۸ع کی رو سے
منسوخ اور اسی قانون سے بدل دیا گیا (نیچے دیکھئے)۔

سنہ ۱۸۷۷ع: ۴۰ و ۴۱ وکٹوریا باب ۱۴ (قانون شہادت سنہ ۱۸۷۷ع) مدعی علیہ اور

مدعی علیہ کی زوجہ یا شوہر کسی الزام کی سماعت پر جو صرف کسی دیوانی حق کی تنقیح کے لیے عائد کیا گیا ہو شہادت دے سکتے اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں۔

سنہ ۱۸۷۹ء: ۴۲ و ۴۳ وکٹوریا باب ۱۱۔ (قانون شہادت کتب ہائے بانکر سنہ ۱۸۷۹ء) بانکر کی کتابوں کے اندراجات کی نقل مصدقہ ان اندراجات کی بادی النظر شہادت بطور قبول کی جا سکتی ہے۔ صفحہ ۱۱۰

سنہ ۱۸۸۲ء: ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۹ ۔ (قانون شہادت دستاویزی سنہ ۱۸۸۲ء)۔ سرکاری دستاویزات کو ایسی نقل سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ جس سے ظاہر ہو کہ دفتر صادر کی نگرانی میں طبع ہوئی ہے۔

سنہ ۱۸۸۸ء: ۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۶۔ (قانون حلف سنہ ۱۸۸۸ء) ان اشخاص کو جنھیں حلف لینے پر اعتراض یا تو اس لیے ہو کہ ان کا کوئی مذہبی عقیدہ نہیں ہے۔ یا اس لیے کہ حلف لینا ان کے مذہبی عقیدے کے خلاف ہے اقرار صالح کی اجازت دی گئی۔

سنہ ۱۸۹۲ء: ۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۶۴: (قانون حفاظت گواہان المقدمہ سرکار سنہ ۱۸۹۲ء) ــــــ کسی شخص کو اس کے شاہی کمیشن یا پارلیمنٹ کی کمیٹی یا کسی ایسی تحقیقات میں جو قانون موضوعہ کے حکم سے عمل میں آ رہی ہو۔ شہادت دینے کی وجہ سے نقصان پہنچانے پر سزا مقرر کی گئی۔ [یہ قانون کسی ایسی تحقیقات سے جو کسی عدالت انصاف کی جانب سے عمل میں آ رہی ہو متعلق نہیں ہو گا]

ـــــــ

له یہ قانون بجائے قانون شہادت کتب ہائے بانکر سنہ ۱۸۷۶ء۔ ۳۹ و ۴۰ وکٹوریا باب ۴۸ ہے جس کا وہ تابع ہی ہے۔

له گواہوں کو جنھیں شہادت دینے کا پابند کر دیا گیا ہو کسی طرح بھی شہادت دینے سے روکنا قانون عمومی کی رو سے صرف جرم خفیف تھا۔ دیکھئے "ڈائجسٹ قانون تعزیرات"

سنہ ۱۸۹۸ء: ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ - (قانون شہادت فوجداری سنہ ۱۸۹۸ء)
ملزم یا ملزم کی زوجہ یا شوہر کا جواب دہی کے لیے گواہی
دینے کے قابل ہونا ــــ اس قانون پر مفصل بحث کے لیے
دیکھئے نیچے دفعہ ۱۲۲ الف -

سنہ ۱۹۰۷ء: ایڈورڈ ہفتم باب ۱۶: (قانون شہادت (قوانین موضوعہ
نوآبادیات سنہ ۱۹۰۷ء) قوانین - فرامین - اور قوانین موضوعہ
جن کو کسی برطانوی مقبوضات کی مقننہ نے وضع کیا ہو -
اور وہ احکام و ضوابط جو ان کے تحت بنائے گئے ہوں -
اس ملک میں قابل ادخال شہادت ہوں گے - اگر ان سے
ظاہر ہوتا ہو کہ وہ سرکاری مطبع میں چھپے ہیں -

سنہ ۱۹۰۷ء: ۷ - ایڈورڈ ہفتم باب ۲۳: (قانون مرافعۂ فوجداری سنہ ۱۹۰۷ء)
فوجداری مقدمات کے سوالات قانونی - سوالات واقعاتی -
مخلوط سوالات قانونی و واقعاتی - یا کسی اور کافی وجہ کا مرافعہ
ہو سکے گا - دیکھئے ضمیمہ -

سنہ ۱۹۰۹ء: ۹ ایڈورڈ ہفتم باب ۳۹: (قانون حلف سنہ ۱۹۰۹ء)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: - مولفۂ اسٹیفن (Steph. Dig. Cr. Law.) طبع ششم دفعہ ۱۵۷ -
بر صفحہ ۱۱۳ - جہاں ملک بنام لیڈی لالی سنہ ۱۶۹۷ء - اسٹیٹ ٹرائلز ۴۰۹ کا حوالہ دیا گیا ہے - لیڈی
لالی (Lady Lawley) کو تین سو مارکس کا جرمانہ کیا گیا - اور ایک ماہ کی قید بھی دی گئی
(Dg. Hold.) صفحہ ۱۶۲ - کالنس بنام بلانٹرن سنہ ۱۷۶۷ء - ۲ ولس ۳۴۱ - لیڈنگ کیس
از اسمتھ (Sm. L. C.) طبع دہم ۳۵۵ - جس میں دستاویز قرض پر ایک
نالش میں اس بدل کا کہ ایک دروغ حلفی کے مقدمے میں شہادت نہیں
دی جائے گی ناجائز ہونا کامیابی کے ساتھ بیان کیا گیا - قانون عمومی میں جرم
خفیف کی سزا جرمانہ تھی یا قید یا دونوں اور ان کی کوئی حد نہیں تھی سوائے اس کے
جو عدالت اپنی صوابدید سے مقرر کرے -

انجیل کو گواہ کے اوپر اٹھائے ہوئے ہاتھ میں دے کر حلف دینے کا مجاز کیا گیا۔ اور اس طرح پر انجیل کو بوسہ دینے کے قدیم طریقے کو بدل دیا گیا۔ گو موقوف نہیں کیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۱ء: ۱۱ جارج پنجم باب ۷: (قانون شہادت عدالت تحقیقاتی سنہ ۱۹۲۱ء)۔ پارلیمنٹی عدالتیں جو اہم امور سرکاری کی تحقیقات میں مصروف ہوں۔ گواہوں کی حاضری۔ ان کے اظہار حلفی۔ اور ان سے دستاویزات پیش کرانے کی مجاز ہوں گی۔

ص ۱۱۱

کتاب دوم

آلات شہادت

دفعہ ۱۲۳: ''آلات شہادت'' سے یہاں مراد وہ ذرایع ہیں۔ جن سے ایسے واقعات کی شہادت جو یا تو نزاعی ہیں یا جن کا ثبوت درکار ہے عدالت کو بہم پہنچایا جاتا ہے[1] لیکن لفظ ''آلہ'' (Instruarent)[2] سے ہمارے پاس اور ازمنہ وسطیٰ کے قانون روما کے فقہا کے پاس ایک ثانوی معنی بھی ہیں۔ یعنی ایک خاص قسم کی دستاویز۔[3] یہ آلات شہادت تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

۱۔ گواہان — یعنی وہ اشخاص جو عدالت کو واقعات کی اطلاع دیتے ہیں (نیچے دفعات ۹۵ تا ۱۲۴)

---

[1] آلات کے عنوان کے تحت وہ تمام اشیا آتے ہیں جن سے کوئی مقدمہ ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی لیے دستاویزات و اشخاص بھی آلات سمجھے جاتے ہیں'' ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۴ سطر ا۔

[3] دیکھئے نیچے دفعہ ۲۱۵۔ اور جینکس بر پانڈکٹس۔ حصہ چہارم دفعہ ۱۲۶۔

[2] Instrument

۲ ۔" مادی شہادت" یعنی شہادتِ اشیا۔ نیچے دفعات ۱۹۲۔۔۔۔
۲۱۴۔ اور ضمیمہ الف)

۳ ۔"دستاویزات" یعنی وہ شہادت جو مادی اشیا سے جن پر اشیا کے وجود کا رسمی نشانات یا حروف سے اندراج کیا جاتا ہے بہم پہنچتی ہے۔

گو قدرتی ترتیب کے لحاظ سے مادی شہادت کا مضمون گواہوں سے پہلے آتا ہے۔ لیکن موخر الذکر سے پہلے بحث کرنے میں سہولت ہے۔ کیونکہ قدرتی طور پر گواہوں ہی کے ذریعے سے مادی و دستاویزی دونوں شہادتیں عدالت کے سامنے پیش ہوتی ہیں۔

۱۲۴ س

حصۂ اوّل

گواہان

	صفحہ اصل کتاب	صفحہ ترجمہ
گواہ — کیا ہے	۱۱۲	۱۹۰
تقسیم مضمون	۱۱۲	۱۹۰-۱۹۱

دفعہ ۱۲۴: گواہ وہ شخص ہے جو عدالت میں گواہی دیتا ہے۔ یہ لفظ بعض وقت گواہی کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے[1]۔ مثلاً جب گواہ کو کہتے ہیں کہ وہ کسی فریق کے مال یا ماعلیہ "شہادت" ہے۔ یہ محاورہ متروک ہوتا جا رہا ہے اور شاذ و نادر ہی استعمال ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ جب کسی مجرم کو اس کے شریک جرم اشخاص کے خلاف گواہی دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ تو اس وقت "سرکاری گواہ" کہتے ہیں۔ اس مضمون کی بحث میں ہم امور ذیل پر غور کرنا چاہتے ہیں:۔

---

[1] لفظ 'Witness' سیکسن ماخذ کا لفظ ہے۔ اور 'Weten' سے نکلا ہے۔ جس کے معنی جاننے کے ہیں۔ ہم اب بھی "To wit" جاننے کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

۱۔کن اشخاص کو گواہی دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔
۲۔ناقابلیت گواہان۔یا کن اشخاص کو گواہی دینے کے ناقابل
یا گیا ہے۔
۳۔گواہی پر شبہے کے وجوہات۔

باب اول

کن اشخاص کو شہادت دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے

دفعہ ۱۲۵: قانون شہادت کو پیش نہ کرنے کے کسی عذر کو جائز نہیں رکھتا جب کہ وہ ان امور نزاعی سے جو اس کی عدالتوں میں زیر بحث ہوتے ہیں۔ متعلق ہوتی ہے۔ اور قانونی مصلحت کے کسی اصول کی بنا پر فاش کئے جانے سے محفوظ نہیں کی گئی ہے۔ اسی لیے جو شخص بغیر کسی جائز وجہ کے کسی ایسی سماعت مقدمہ سے غیر حاضر ہوتا ہے جس کو کہ باضابطہ طور پر بحیثیت گواہ طلب کیا گیا تھا۔

یا جو گواہ شہادت دینے سے انکار کرتا۔ یا ایسے سوالات کے جواب دینے سے انکار کرتا ہے۔جن کو عدالت مناسب قرار دیتی ہے ـــــ وہ اہانت عدالت کی بنا پر مستوجب سزا ہوتا ہے[۱]۔ گو سمن کی ایسے وقت پر تعمیل جب کہ میقات حاضرہ میں مقدمے کی سماعت کا امکان نہیں ہوتا ہے عدالتی چارۂ کار کا بیجا استعمال کرنا ہے۔اور اس کو بے اثر قرار دیا جائے گا[۲]۔ مقتدر اعلیٰ یا بادشاہ کی صورت مستثنیٰ ہے[۳]۔ جس کے خلاف ظاہر ہے کہ کسی قسم کا کوئی جبری چارۂ کار استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

---

[۱]۔ اس اصول کی عالمیت کی مثال ذیل کے فرضی مقدمے سے دی گئی ہے۔ ”اگر پرنس آف ویلز۔ اسقف اعظم کنٹربری۔اور لارڈ ہائی چانسلر (.Lord High Chancellor) ایک ہی گاڑی میں جا رہے ہوں۔ اور ان کے روبرو ایک مشعلچی اور ٹھیلے والی عورت دھیلے کی سیپیوں کے لیے جھگڑا کریں۔ اور مشعلچی اور یہ عورت ان حضرات کو اپنے لیے گواہی میں طلب کرنا چاہیں تو کیا وہ انکار کر سکتے ہیں ؟ نہیں یقیناً نہیں“ ”مسودہ مجموعۂ قانون برائے تنظیم محکمہ جات بہ فرانس“ از بنتھم ("Bentham's Draft of a Code for the Organisation of the Judicial Establishmentin France.") سنہ ۱۷۹۰ء باب ۱ عنوان ۱۔ ایک قانونی رسالے میں ایک صاحب لکھتے ہیں کہ ”ہمیں ایک استغاثہ یاد پڑتا ہے جو اہانت مذہب کی بنا پر پیش ہوا تھا۔ اور جس میں مدعی علیہ نے مذہبی مضامین پر اختلاف آرا دکھلانے تمام مذہبی فرقوں کے جن سے وہ واقف تھا بزرگوں کو فی الواقع بطور گواہ طلب کرایا تھا۔ اور جب سماعت مقدمہ کا دن آیا تو ان تمام بزرگوں نے اپنے کو حجرۂ انتظار میں یکجا جمع دیکھا۔ ان میں کنٹربری کے اسقف اعظم۔ اور یہودیوں کے حبر معظم بھی شریک تھے“۔ لا میگزین جلد ۲۵۔ صفحہ ۳۴۳۔ جب شاہنشاہ نپولین اول عرشۂ جہاز بیلروفن (Bellerophon) پر انگریزی سمندر میں تھے تو کوشش کی گئی کہ ان کو اس ملک میں ایک مقدمے میں گواہی دینے کے لیے روکا جائے۔ لیکن سمن کی تعمیل ناممکن ثابت ہوئی۔ سوانح عمری نپولین مصنفہ اسکاٹ (Scott's Life of Napoleon)

[۲]۔ لندن اینڈ گلوب فنانس کارپوریشن بنام کاوف ان سنہ ۱۸۹۹ء ۱۹۹ لا جرنل چانسری ۱۱۷۔ مسٹر جسٹس نارتھ Per North, J

[۳]۔ پیچھے دیکھیے ۱۸۳۔

دفعہ ۱۲۶ : گواہ کے خلاف کوئی نالش اس کی شہادت کی بنا پر نہیں کی جا سکتی۔ مقدمے کے متعلق جو کچھ وہ بحیثیت گواہ کہے۔ گو کتنے ہی کینے سہی۔ اس کے متعلق اس کو قطعی امتیاز حاصل ہے۔ اس اصول کو دارالا نے مقدمۂ ڈاکنز بنام لارڈ روکبی[1] (Dawkins v. Lord Rokeby) میں قرار دیا ہے۔ جہاں اس اصول کو ایسی شہادت پر اطلاق دیا گیا جو ایک فو تحقیقاتی عدالت کے روبرو دی گئی تھی۔ اور عدالت اکسچیکر چیمبر نے مقدمۂ ہینڈرسن بنام بروم ہڈ[2] (Henderson v. Broomhead) میں بھی یہی قرا اس مقدمے میں اس اصول کو ایک ایسے حلف نامے پر اطلاق دیا گیا جو ایا مقدمۂ اتلاف میں دریافت خاص واقعات کے سمن کی تائید میں دیا گیا تھا اور عدالت مرافعہ نے بھی مقدمۂ سیمان بنام نیدر کلفٹ[3] (Seaman v. Nether-clift.) میں ایسا ہی قرار دیا۔ اس مقدمے میں اس اصول کو ایک ماہر فن شناخت دستخط کی شہادت پر جو مجسٹریٹ روبرو ایک جعلسازی کے مقدمے میں دی گئی تھی اطلاق دیا گیا۔ او قرار دیا گیا کہ کوئی بیان جو گواہ کے اعتبار پر اعتراض کے جواب میں د وہ الزام سے "متعلق" ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے گواہ کو امتیاز کا کر دیتا ہے۔ اس مقدمے میں ماہر نے ایک پروبیٹ کے مقدمہ ۱۱۴

---

[1] ڈاکنز بنام لارڈ روکبی ۱۸۷۵ء لا رپورٹ، دارالامرا ۷۴۴، ۴۵ لا جرنل کوئنس بنچ ۸۔

[2] ہینڈرسن بنام بروم ہڈ ۲۸ لا جرنل اکسچیکر ۳۶۰۔

[3] سیمان بنام نیدر کلفٹ ۱۸۷۶ء ۲ کامن پلیس ڈویژن ۵۳۔ عدالت مرافعہ جس میں اکا ڈویژن ۵۳ کی تصدیق کی گئی۔ فیصلہ لارڈ کولرج چیف جسٹس (Coleridge C.J.) (جو معرالذکر مقدمے کی بھی سماعت کی تھی) اور برٹ جسٹس لیکن ممالک متحدہ امریکہ میں قرار د کہ گواہ کو اس کی شہادت کے متعلق صرف مشروط امتیاز حاصل ہے۔ اس کا بیان کینے پر مبن ہونا چاہیے اور بدانست خود گواہ کے فرائض کی ادائی میں دیا جانا چاہیے۔ شہادت مصنفہ وارٹن (Ev دفعہ ۴۹۷ وائٹ بنام کارول ۴۲ نیویارک ۱۶۱۔ شاؤن بنام میاک ایلوی ۱۴ مٹمسی ریپورٹس (.mn

رائے ظاہر کی تھی کہ وصیت نامہ جعلی ہے۔ لیکن جوری نے وصیت نامے کو صحیح قرار دیا تھا۔ اور جج نے ماہر پر سختی سے تنقید کی تھی۔ ایک دوسری دستاویز کی جعلسازی کے الزام میں اسی ماہر کو اس دستاویز کا صحیح ہونا ثابت کرنے طلب کیا گیا تھا۔ جرح میں اس سے پوچھا گیا کہ کیا اس نے پروبیٹ کے مقدمے میں شہادت نہیں دی تھی اور جج کی تنقید کو نہیں پڑھا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ " ہاں " اور کونسل نے کچھ اور نہیں پوچھا۔ لیکن ماہر نے باوجود مجسٹریٹ کے اس کو پروبیٹ کے مقدمے کے متعلق خاموش رہنے کے لیے کہنے کے یہ کہنے پر مصر رہا کہ " میں سمجھتا ہوں کہ وہ وصیت نامہ کھلی جعلسازی پر مبنی تھا اور مرے دم تک یہی سمجھتا رہوں گا۔" گواہان حاشیہ میں سے ایک نے اس پر ازالۂ حیثیت عرفی زبانی کی نالش کردی اور جوری نے فیصلہ کردیا کہ کینہ ثابت ہے اور ہرجانہ (پچاس) پونڈ ہوگا۔ لیکن گولارڈ کولرج چیف جسٹس اصولاً مدعی کے موافق نقطۂ نظر کے حامی تھے مگر انھوں نے اعلان کردیا کہ لارڈ ڈگ کے زمانے سے نظائر کے ایک سلسلے نے اس کے خلاف قرار دے دیا ہے۔ اور عدالت مرافعہ میں کابرن چیف جسٹس نے فرمایا کہ اس امر پر بے اندازہ نظائر ہیں کہ گواہ کو اظہار میں جو کچھ وہ کہے اس کے متعلق امتیاز حاصل ہے۔ اور اس کا یہ امتیاز جو کچھ وہ کہے اس کے متعلق یا غیر متعلق ہونے سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا فیصلہ کرنا پڑے گا کہ کون امر متعلق ہے اور کونسا نہیں۔ نیز یہ امتیاز صرف اس شہادت سے متعلق نہیں ہے جو عدالت میں دی گئی۔ بلکہ
اس معلومات پر بھی حاوی ہے جو سالیسیٹر کو شہادت کی تیاری یا اور طرح ص۱۱۵
پر قانونی کارروائیوں کو چلانے کے لیے دی جائیں۔[1]

بہت سے امور جو مصلحت عامہ کی عام بنا پر فاش نہیں کیے جا سکتے اس کتاب کے ایک دوسرے حصے میں

---

[1] واٹسن بنام میاک ایون ۱۹۰۵ء مقدمات مرافعہ ۴۸۰۔

بیان کئے گئے ہیں[1]۔ لیکن ان کے علاوہ قانون گواہ کو ایک شخصی امتیاز دیتا کہ وہ خاص سوالات کے جواب دینے سے انکار کرسکتا ہے ــــ یہ امتی اس اصول پر مبنی ہے کہ لوگوں کو جہاں تک ہوسکے شہادت دینے کی سے کسی نقصان یا بیکار رد کئے جانے سے بچایا جائے۔ تاکہ ان عدالت ہائے انصاف میں آکر شہادت دینے کی ترغیب ہو۔ اسی یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ کسی گواہ کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ ایسے سوال کا جواب دے۔ جس کی وجہ سے وہ کسی فوجداری یا تاوانی کسی حقیت یا مفاد کی ضبطی کی کارروائی کا مستوجب ہوتا ہے "کوئی اپنے کو ملزم ٹھیرانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا"[2] اور "نہ کوئی شخص اپنے مجرم قرار دلوانے پر مجبور کیا جاسکتا ہے"[3]۔ یہ ہماری تمام کتابوں میں قـ دے دیا گیا ہے[4]۔ یہی عدالتوں کا مستقل عمل ہے۔ اور اس کو قانو گواہان سنہ ۱۸۰۶ء ۴۶ جارج سوم باب ۳۷[5] اور دوسرے قوانین میں تسلیم کی ہے۔ قوانین شہادت بذریعۂ کمیشن سنہ ۱۸۳۱ء و سنہ ۱۸۴۳ء۔ (۱) ولیم چہارم باب دفعہ ۵ اور ۶ و ۷۔ وکٹوریا باب ۸۲ دفعہ ۷۔ کی رو سے کوئی گواہ جس اظہار بذریعۂ کمیشن لیا جائے ایسی تحریر یا دستاویز کے پیش کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ جس کے پیش کرنے پر وہ سماعت مقدمہ پر مجبور نہیں کیا وغیرہ۔ اور قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ جو د (۲) کی رو سے فریقین مقدمہ کو عدالت کے عمل کے مطابق شہادت

---

[1] نیچے دفعات ۲،۵۔ تا ۸،۵۔

[2] ارڈلس رپورٹس (Hard) ۱۳۹۔ معقولات ونگیٹ (Wing. Max.) ۴۸۶۔ معقولات لاٹس صفحہ ۳۶۱۔

[3] بلسٹروڈ (Bulst.) جلد ۳ صفحہ ۵۰۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۹۶-۳۔ ماکناٹن و گارڈن (Macnoughten & Garden) ۲۱۲--۱۱ ایجیکر ۹۳-۲۔ ڈینی سن کراؤن کیسس ۱۴۳۔

[4] شہادت مصنفہ فلپس و آرنس ۹۱۳-۹۱۲-۹۱۲۔ شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۲۵۴-۱۲۶۳-۱۴۴۔ شہادت مصنفہ ٹیلر ۲۰۴ طبع چہارم۔

[5] اس قانون موضوعہ گواہ پر دفعہ ۱۲۲ میں دیکھیے۔

دینے کے قابل اور شہادت دینے پر مجبور کرتا ہے۔ دفعہ (۳) کی رو سے صراحۃً قرار دیتا ہے کہ "اس قانون میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے جس کی رو سے کوئی شخص کسی ایسے سوال کے دینے پر مجبور رہوگا۔ جس سے کہ وہ مجرم ٹھیرتا ہے[1]" اور قانون شہادت عدالت ہائے ممالک خارجہ ۱۸۵۶ء۔ ۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۱۱۳ دفعہ ۵ ــــ جو ان امور کے متعلق جو ممالک خارجہ کی عدالتوں میں پیش ہوں۔ یہاں شہادت لینے کی بابت ہے ــــ قرار دیتا ہے کہ ہر شخص کو جس کا اس کے تحت اظہار لیا جائے" ایسے سوالات کے جواب دینے سے جن سے وہ مجرم ہوتا ہے انکار کا حق ہے نیز ایسے اور سوالات کے جواب دینے سے بھی جن سے کہ دوسرے گواہ کو کسی دوسرے مقدمے میں انکار کا حق ہوتا ہے۔" اور ایک ایسا ہی حکم قانون شہادت بذریعۂ ص ۱۱۶ کمیشن ۱۸۵۹ء۔ ۲۲ وکٹوریا باب ۲۰ دفعہ ۴ میں (جو ان کارروائیوں میں شہادت لینے سے متعلق ہے جو شاہی نوآبادیات کی عدالتوں میں ان کے اختیار سماعت سے باہر رجوع ہوتی ہیں) ان اشخاص کے متعلق ہے۔ جن کا اظہار اس قانون کے تحت لیا جائے۔ اور آخر میں ملحوظ رکھیے کہ قانونِ ترمیم مزید قانونِ شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ "ان کارروائیوں میں جو زنا کی بنا پر کی جائیں فریقین شہادت دینے کے قابل ہوں گے۔ لیکن کسی ایسی کارروائی میں کوئی گواہ۔ چاہے وہ فریق ہو یا نہیں کسی ایسے سوال کے جواب دینے پر مجبور نہیں ہوگا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ (مرد یا عورت) زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ بجز اس کے کہ وہ گواہ اسی مقدمے میں اپنے مبینہ زنا کی تردید میں شہادت دے چکا ہو[2]"

[1] اس دفعہ کے مخصوص الفاظ سے سوال پیدا ہو گیا ہے کہ جب کسی فریق مقدمہ کا بطور گواہ اظہار لیا جائے تو کیا اس کا امتیاز دوسرے گواہوں سے کم اور صرف ایسے سوالات تک محدود نہیں ہے جن کا جواب مجرم گردانتا ہے۔ شہادت مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۴۴۹ نوٹ۔ مئی بنام ہاکنس ۱۱ ایکسچکر ۲۱۰۔ اجورسٹ سلسلۂ نو ۲۰۰

[2] ایوانس بنام ایوانس ۱۹۰۴ء پروبیٹ ۳۷۸۔ اور دیکھو شہادت مصنفۂ فیپسن طبع ششم دفعات ۲۱۶-۲۱۷

شوہر و زوجہ ایسے سوالات کے جواب دینے پر مجبور نہیں ہیں جن سے زوجہ یا شوہر مجرم ظاہر ہوتے ہوں۔ لیکن اس امر پر نظائر مختلف ہیں[1]۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرانے قانون کے تحت بھی جس کی رو سے فریقین اور ان کے شوہر یا زوجہ گواہی دینے کے ناقابل تھے۔ زوجہ ایسے امور کے ثابت کرنے کی ناقابل نہیں تھی جن سے اس کا شوہر مجرم ظاہر ہوتا ہو"۔ لیکن یہ نظائر" یہ نہیں طے کرتے ہیں کہ اگر زوجہ جواب نہ دینے کا استحقاق طلب کرے تو اس کو مجبور کیا جا سکے گا۔ بلکہ ایک حد تک ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا[2]"۔

دفعہ ۱۲۷ : گواہ کو کسی سوال کے جواب دینے سے انکار کا اس بنا پر مستحق کرنے کے لئے کہ جواب سے وہ مجرم ظاہر ہوتا ہے۔ سوال کی نوعیت کا ایسا ہونا ضروری نہیں کہ اس کا جواب خود اس کے خلاف الزام جرم کی شہادت ہو۔ یہ کافی ہوگا کہ جواب سے سلسلۂ شہادت کی ایک کڑی فراہم ہوتی ہو جس سے وہ جرم اس پر عائد ہو جاتا ہو[3] ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ مقننہ نے اس اصول کو بہت سے دوسرے مواقع پر بھی تسلیم کیا ہے۔ یا تو خاص گواہوں کو اس استحقاق سے محروم کرنے یا قانوناً بری کر دینے سے جس کی وجہ سے یہ استحقاق ان کے لیے بے معنی ہو جاتا ہے۔ شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۴۵۵۔ جہاں مختلف مثالیں جمع کی گئی ہیں۔

[1] ملک بنام باشندگان کلیو بگرو ٹائمز رپورٹ ۲۲۳۔ ملک بنام باشندگان آل سینٹس ورسٹر ۲۔ مال وسلوان (Maule & Sylwn) ۱۹۴۔ ۲۰۰۔ از ملی جسٹس۔ کارٹ رائٹ بنام گرین وولیسی ۵۔ ۴۔ ۷۔ رسل وریان ۹۹۔ ملک بنام بالیڈے بلیوی ریپورٹس (Bell.) ۲۵۷۔

[2] مجموعۂ شہادت مصنفہ اسٹیفن دفعہ ۱۲۰۔ نوٹ۔ شہادت مصنفہ ٹیلر۔ طبع یازدہم دفعہ ۱۳۶۰۔

[3] از بلاکبرن جسٹس بمقدمۂ ملک بنام بیوم۔ لا رپورٹ ۵ کوئنس بنچ ۳۷۷۔ ۳۸۴ اور دیکھئے فشر بنام رونالڈس ۱۲ کامن بنچ ۷۶۵۔ از مال جسٹس۔ آسمرن بنام لندن ڈاک کمپنی ۱۰ ایکسچیکر ۷۰۱۔ از آلڈرسن بنچ۔ پاکستن بنام ڈگلاس ۱۹ ویسی ۲۲۶۔ ۱۲۔ رسل وریان ۱۶۵۔

مقدمے[1] میں تو پالک چیف جج (Pollock, C. B.) اس سے آگے
بڑھ گئے اور ضمنی طور پر ـــــــ کیونکہ امر تصفیہ طلب کے فیصلے کے لیے
اس کے متعلق قرارداد غیر ضروری تھی ـــــــ قرار دیا کہ جس گواہ کو جواب
نہ دینے کا امتیاز یا استحقاق حاصل ہو اور وہ جواب نہ دے تو اس سے
ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ لازمی طور پر کسی جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ اور یہ کہ
آدمی ارتکاب جرم سے متعلق ایسے حالات میں گرفتار ہو سکتا ہے کہ اگر
صـ۱۱۱ وہ آن کو ظاہر کرے تو سننے والے اسی کو مجرم سمجھ سکتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ
وہ ان حالات کی توضیح نہ کر سکتا ہو۔ اس لیے یہ اصول ہمیشہ جرم کی سپر
نہیں ہوتا ـــــــ بلکہ یہ ممکن ہے کہ اس سے معصومی کی حفاظت ہوتی ہو۔
ان سے زیادہ صاف دلیل کی عدم موجودگی میں یہ کہنا آسان نہیں کہ
کیا مذکورۂ بالا تصور صحیح بھی ہے۔ ممکن ہے کہ ایسی صورتیں ذیل کے
دونوں یا ان میں سے کسی ایک اصول کے تحت آتی ہوں کہ "کوئی
شخص اپنے کو ملزم ٹھیرانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا[2]" اور "نہ کوئی شخص اپنے
کو نقصان و خطرے میں ڈالنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے[3]"۔ ان میں سے موخر الذکر
اصول کے تحت قرار بھی دیا گیا ہے کہ ایک فریق جسے اراضی کے متعلق
سلسل ادعا کرنا ضروری تھا۔ اراضی کے اس سے زیادہ قریب جانے پر
مجبور نہیں تھا۔ جتنا کہ وہ اپنی حفاظت کے ساتھ جا سکتا تھا[4]۔

دفعہ ۱۲۸: جب امتیاز یا استحقاق کے وجوہات عدالت کے سامنے

---

[1] آڈس بنام لائیڈ ۲ ہرسٹ سلائڈ نو ۳۰۲ و منتخب مقدمات ۲ ہرسٹن نارمن (H. & N=Hursltone & Norman)
-۳۶۳
[2] دیکھیے اوپر دفعہ ۱۲۶۔
[3] کک برٹلٹن ۲۵۳ ب۔
[4] شلٹن دفعہ ۲۱۹ اور بعد۔

پیش ہوں کو ان کے کافی ہونے کا فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے[1]۔ نہ کہ گواہ یا اس فریق کا جس پر سوالات کئے گئے ہوں۔ لیکن اس امر کے متعلق بہت اختلاف رائے ظاہر کیا گیا کہ اگر گواہ یا فریق جس پر کوئی سوال کیا گیا ہو۔ اس کا جواب دینے سے انکار کرے۔ اور حلفی بیان دے کہ جواب سے وہ فوجداری کارروائیوں یا تاوان یا ضبطی جائداد کا مستوجب ہوگا تو کیا عدالت مجبور ہے کہ اس سوال کو نامنظور کرے۔ باوجود اس کے کہ اس پر ظاہر نہ ہو کہ کس طرح پر اس کے جواب کا یہ اثر ہو سکتا ہے۔ یہ سوال مقدمہ ملکہ[2] بنام گاربٹ (Rv. Garbett) میں پیدا ہوا۔ جو اجلاس کامل کے غور کے لیے بھیجا بھی گیا۔ لیکن آخرکار اس کا فیصلہ ایک دوسری بنا پر کر دیا گیا۔ بعد میں مقدمہ فشر بنام رونالڈس[3] (Fisher v. Ronalds) میں جروس چیف جسٹس (Jervis, C. J.) و مال جسٹس (Maule, J.) نے نہایت ہی واضح الفاظ میں قرار دے دیا کہ عدالت گواہ کے حلفیہ بیان کی پابندی پر مجبور ہے۔ اور بالک چیف جج نے مقدمہ آڈمس بنام لائیڈ[4] (Adams v. Lloyd) میں اس قرارداد کا پسندیدگی سے ذکر کیا لیکن اس ترمیم کے ساتھ کہ جج کو کامل طور پر یقین ہونا چاہئے کہ گواہ عدالت کی بے وقری تو نہیں کر رہا ہے۔ اور اس اصول قانون سے فائدہ اٹھا کر صداقت کو چھپا تو نہیں رہا ہے۔ اور اصلیت یہ ہے کہ اس کو استحقاق طلب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے

[1] مقدمہ میکسیکی و جنوبی امریکی کمپنی بر بنائے درخواست آسٹن (In Re The Mexican and South American Co., Ex Parte, Aseton.) ۲۷ بیون ۲۴۲ - جسے مرافعہ میں کامل رکھا گیا - ۴ ڈی گیکس و جونس (De Gex & J.) رپورٹس ۳۲۰ - بر بنائے درخواست فرنامنڈ

[1] کامن بنچ سلسلۂ نو ۳ - ۴ - از ولس جسٹس -

[2] ڈینی سن کراؤن کیسس جلد ۱ - ۳۶ - ۲ - ۲ کیا زنگٹن و کرون رپورٹس ۲۷۲ -

[3] سنہ ۱۸۵۵ء ۱۲ کامن بنچ ۷۶۲ - ۲۲ لا جرنل سلسلۂ نو کامن پلیس ۲۲ - ۱ محمد سٹ ۳۹۳ -

[4] ۳ ہرسٹن و نارمن ۳۵۱ - ۳۶۲ - ۲۷ لا جرنل سلسلۂ نو - ایکسچیکر ۴۹۹ - ۴ جورسٹ سلسلۂ نو ۵۹ -

لیکن اس نظریے ہی سے پارک جج اوسبورن بنام لندن ڈاک کمپنی[1]
(Osborn v. London Dock Co.) میں ۔ اور اسٹورٹ وائس چانسلر
(Stuart, V. C.) نے سائیڈ باٹم بنام اڈکنس (Sidebottom v. Adkins.)
میں صاف طور پر انکار کردیا ۔ آخرالذکر مقدمہ اس مضمون پر صریحی فیصلہ
ہے ۔ کیونکہ باقی دوسرے مقدمات میں اس اصول کے متعلق جو کچھ کہا گیا
برسبیل تذکرہ کہا گیا تھا ۔ اور اصل فیصلے دوسرے امور پر تھے ۔ صرف گواہ ص۱۱۱
یا فریق مسؤل عنہ ہی کو حق حاصل ہونے کی تائید میں کہا گیا ہے کہ چونکہ صرف
وہی جان سکتا ہے کہ کسی سوال کا اس پر کیا اثر پڑتا ہے اس سے کہنا کہ
اس کی وضاحت عدالت سے بھی کردے دراصل اس کے استحقاق سے
انکار کرنا ہوگا ۔ کیونکہ استقرائی طور پر یہ کہنا ناممکن ہے کہ ایک واقعہ کسی بھی
ممکنہ حالات میں کسی دوسرے واقعے کی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر شہادت
نہیں ہوسکتا ہے ۔ اور یہ کہ جس طرح اس گواہ کو جسے دستاویزات پیش
کرنے طلب نامۂ پیشی دستاویزات کے ذریعے سے بلایا جاتا ہے ۔
عدالت ہمیشہ اس کے اس حلفیہ عذر کی بنا پر معاف رکھتی ہے[2] ۔ کہ وہ
دستاویزات اس کے اسناد ملکیت ہیں ۔ اسی طرح یہاں بھی کسی گواہ سے
جس کو معمولی طلب نامے کے ذریعے سے بلایا گیا ہو ایسے سوالات
پوچھے جائیں ۔ جن کا جواب اس کے لیے مساوی طور پر بلکہ زیادہ
نقصان رساں ہو تو ایسا ہی قاعدہ ہونا چاہیئے ۔ لیکن اس کے برخلاف
یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ منظوری شہادت کے متعلق تمام سوالات کا فیصلہ
کرنے والا صحیح شخص مجاز جج ہی ہوتا ہے ۔ اور اسی لیے اس کو اس امر کا
بھی فیصلہ کرنا چاہیئے کہ کیا تمام حالات پر غور کرنے کے بعد جن میں
استحقاق طلب کرنے والے شخص کا ڈھنگ اور طرز عمل بھی داخل ہے
کسی خاص سوال کا جواب لینا ضروری ہے یا نہیں[3] ۔ اور یہ کہ گواہ فریق

[1] ۱۰ اسپیکر ۷۰۲ - ۱ جیورسٹ سلسلۂ نو صفحہ ۹۳ -
[2] ۲ جیورسٹ سلسلۂ نو ۹۳۱ - ۹۳۲ -
[3] دیکھیے شہادت مصنفہ ٹیلر طبع ہشتم صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۰ -
[4] ڈی مِل بنام ماتھر ۳ وینڈل (Wend.) رپورٹس ۲۲۹-۲۵۲ -

مسئول عنہ کو زیر بحث حق بلا شرکت غیرے دینے سے نہ صرف قانون شہادت میں ایک بے ضابطگی پیدا کرنا ہوگا۔ بلکہ ہر گواہ کو جو ناجائز خواہشات کا بندہ ہو سکتا ہے۔ اور جسے اپنے نام کا خیال نہیں ہوتا ہے۔ اس قابل کرنا بھی کہ وہ آسانی سے اور بغیر کسی خوف سزا کے شہادت دینے ہی سے بچ جائے۔ یہ کہنا کہ گواہ یا فریق مسئول عنہ کو یہ بتانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ سوال سے اس کو ٹھیک کس طرح نقصان پہنچے گا گو کتنا ہی صحیح ہو لیکن اس کی رو سے یہ تو قرار نہیں پاتا ہے کہ گواہ ہی کو تنہا جج ہونا چاہیئے۔ نہ صرف نقصان رساں واقعات کے وجود کا بلکہ قانونی نقطۂ نظر سے ان واقعات کے اثر کا بھی۔ علاوہ اس کے یہ سمجھنا بھی غلطی ہے کہ ہر بے بنیاد اعتراض جو گواہ کسی سوال کی نسبت کرے لازمی طور پر بے ایمانی پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ بے وجہ خوف یا شکوک کی وجہ سے ہو۔ جن کا لحاظ کرنا قانون کے اس مسلّمہ اصول کی خلاف ورزی کرنا ہوگا کہ جس خوف کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اس کو بے بنیاد نہیں۔ بلکہ معقول ہونا چاہیئے۔ یعنی ایسا ہونا چاہیئے" جو کسی بھی مستقل مزاج شخص کو ہو سکتا ہے[1]" یہ اصول کہ گواہ کو ایسے دستاویزات کی پیشی پر مجبور نہیں کریں گے جن کے متعلق وہ حلف اٹھاتا ہے کہ وہ اس کے اسناد ملکیت ہیں۔ بڑی حد تک ضرورت کا پیدا کردہ ہے۔ کیونکہ وہ اس فوری و ناقابل تلافی نقصان کے خیال پر مبنی ہے۔ جو جج کے ان ص ۱۱۹
دستاویزات کی نوعیت کے متعلق غلط فیصلے سے پیدا ہوتا ہے۔ باوجود اس کے ہماری دانست میں اگر یہ اچھی طرح ثابت کیا جائے کہ ان کی نوعیت کے متعلق گواہ کا بیان غلط تھا تو جج ان کے پیش کرنے پر گواہ کو مجبور کرے گا۔

دفعہ ۱۲۸: (الف) یہ کل سوال آخر کار عدالت کو کس بنچ کے روبرو

[1] گلگ بر ثلثن ۲ ۵۰۲ ب منقولات لانفٹ صفحہ ۴۰۴۔ نیز دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۵ عنوان ۱۷۔ سطر ۴ ۱۰۔

مقدمۂ ملکہ بنام بائیش (Reg v. Boyes) میں پیش ہوا۔ جہاں اس عدالت کے ایک متفقہ فیصلے کی رو سے مقدمۂ فشر بنام رونالڈس (Fisher v. Ronalds) کے اقوال عدالتی صاف طور پر منسوخ کردیے گئے۔ وہ مقدمہ ارکان پارلیمنٹ کے ایک انتخاب کے موقع پر رشوت ستانی کی ایسی اطلاع کی بنا پر پیش ہوا تھا جو اٹرنی جنرل نے دارالعوام کی ایک قرارداد کی متابعت میں عدالت کو دی تھی۔ اور سماعت مقدمہ پر مارٹن بیج (Martin B.) نے قرار دیا کہ اس گواہ کو جو اس معاملے میں شریک تھا۔ لیکن جس کو معافی دے دی گئی تھی۔ اس معاملے سے متعلق سوالات کے جوابات دینا چاہیئے۔ جب اس قرارداد کے متعلق اعتراض عدالت کوئنس بنچ (Queen's Bench) میں جس میں کاکبرن چیف جسٹس وٹمان۔ کرامپٹن اور بلاکبرن جسٹس (Cockburn, C. J. Witman, Cromptn and Blackburn JJ.) شامل تھے پیش ہوا تو بحث کی گئی کہ گواہ جواب دینے پر مجبور کئے جانے کی وجہ سے خطرے میں ہے۔ کیونکہ گو تاج اپنے سے متعلق جرایم کو معاف کرسکتا ہے۔ لیکن گواہ پر دارالعوام کی جانب سے مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔ اور اس مقدمے میں قانون بند و بست دفعہ ۱۲ و ۱۳ ولیم سوم باب ۲ دفعہ ۳ کی رو سے بادشاہ کی کوئی معافی بطور جوابدہی پیش نہیں کی جاسکتی۔ عدالت کا سوچا ہوا فیصلہ حسب ذیل ہوا:۔

"بحث یہ کی گئی تھی کہ قانونی خطرے کے محض امکان ہی سے گواہ کو حفاظت کا استحقاق پیدا ہوجاتا ہے نہیں بلکہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ گواہ ہی اس امر کا تنہا جج ہے کہ کیا اس کی شہادت اس کو قانونی خطرے میں ڈالے گی۔ اور یہ کہ اس کی اس رائے کے بیان کو اگر وہ علانیہ طور پر بے ایمانی پر مبنی نہ ہو تو قطعی سمجھنا چاہئے۔ آخر الذکر قضیے سے ہم کسی طرح اتفاق نہیں کرسکتے۔ بنظر پر غور

۱؎ ملکہ بنام بائیس ۱۸۶۱ء ۳۰ لا جرنل کوئینس بنچ ۳۰۱-۵ لا ٹائمز ۱۴۷-۹ ویکلی رپورٹر ۶۹۰- جسے عدالت مرافعہ نے بمقدمہ رینالڈس برقرار رکھا۔ یہ درخواست رینالڈس ۱۸۸۱ء ۲۰ چانسری ڈویژن ۲۹۴ یہ بھی اسی طریقہ پر رینالڈ درخواست فرنانڈس فیصل کیا گیا۔ اکا من بنچ سلسلۂ نو ۲۹-۳۰ لا جرنل کامن پلیس ۱۴۷- ۱۸۶۱ء

کرنے کے بعد ہماری صاف رائے یہ ہے کہ قانون کے متعلق جو نقطۂ نظر لارڈ وینسلی ڈیل (Lord Wensleydale نے اوسبورن بنام لندن ڈاک کمپنی Osborn. V. London Dock Company. میں اختیار کیا۔ اور جس پر وائس چانسلر اسٹوورٹ نے سامٹ بنام اڈکنس میں عمل کیا۔ وہ صحیح ہے۔ اور یہ کہ کسی شخص کو جسے بطور گواہ طلب کیا گیا ہو امتیاز خاموشی کا مستحق کرنے کیلئے ضروری ہے کہ حالات مقدمہ اور نوعیت شہادت مطلوبہ کی بنا پر عدالت کی رائے ہو کہ گواہ کو جواب دینے پر مجبور کرنے میں معقول طور پر خطرہ نظر آتا ہے۔ ہم اس سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں کہ جب گواہ کے خطرے میں ہونے کا واقعہ ایک مرتبہ ظاہر ہو جائے تو پھر گواہ کو کسی خاص سوال کے اثر کا اندازہ لگانے میں بہت آزادی جائے گی کیونکہ اس میں شبہ نہیں ہے جیسا کہ آلڈرسن جج نے اوسبورن بنام لندن ڈاک کمپنی میں کہا ہے کہ ایک سوال جو بادی النظر میں بہت ہی بے ضرر معلوم ہوتا ہے سلسلۂ شہادت کی ایک کڑی بن جانے سے جواب دینے والے فریق کے خلاف ثبوت جرم کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس قید کی ملحوظی کے ساتھ ہماری رائے میں جج کو گواہ کے جواب دینے پر اصرار کرنا چاہیے بجز اس کے کہ اس کو سن ۱۲

اطمینان ہو کہ جواب سے گواہ خطرے میں پڑ جائے گا۔ نیز یہ بھی ہماری رائے ہے کہ جس خطرے کا خوف ہو اس کو معمولی حالات میں قانون کے معمولی عمل کا لحاظ کرتے ہوئے حقیقی و قابل لحاظ ہونا چاہئے ــــ اس کو خیالی غیر حقیقی قسم کا ایسا غیر اغلب خطرہ نہیں ہونا چاہئے کہ جس کا کوئی معقول آدمی اپنے کاروبار میں لحاظ نہ کرے۔ ہماری دانست میں ایک بعید خیالی امکان کو جو قانون کے معمولی دائرے سے باہر ہو۔ اور ایسا ہو کہ اس سے کوئی معمولی آدمی متاثر نہ ہوتا ہو عدل گستری کی راہ میں خلل انداز ہونے نہیں دینا چاہئے۔ قانون کا مقصد یہ ہے کہ اس شخص کو جسے دوسروں کی کارروائی میں گواہی دینے بلایا گیا ہو اس امر سے محفوظ رکھا جائے کہ وہ اپنی ہی گواہی کی بنا پر قانون کے دائرۂ سزا میں آ جائے لیکن یہ ایک مفید حفاظت کا بیجا استعمال ہو گا۔ اگر یہ قرار دیا جائے کہ خطرے کا محض خیالی امکان گو کتنا ہی بعید و غیر اغلب ہو اغراض انصاف کے لیے ناگزیر شہادت کے روکنے کی کافی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ا۔ بسٹ اینڈ اسمتھ (B. & S.) ۳۱۱ - (۲۷ مئی ۱۸۶۱ء)۔
لے ۱۱ ایکسچیکر ۶۹۰-۱-۷۔
لے جورسٹ سلسلۂ نو ۱۶۲۔

دجائز وجہ ہے۔ اس موجودہ مقدمے میں کوئی بھی سنجیدگی سے نہیں کہہ سکتا کہ گواہ کو دارالعوام کی جانب سے مواخذے کا قلیل ترین خوف بھی ہے۔ ایسی کارروائی کی ایک بھی مثال رشوت ستانی کی ان بدقسمتی سے کثیر التعداد صورتوں میں جن پر دارالعوام نے توجہ کی نہیں ملتی۔ اور نہ جہاں تک ہم واقف ہیں کبھی سوچی بھی گئی۔ یہ سمجھنا کہ اس گواہ کے خلاف ایسی کارروائی کی جائے گی مضحکہ انگیز ہے۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ دارالعوام کی ہدایت ہی کی بنا پر اٹرنی جنرل نے اطلاع کے ذریعے سے یہ کارروائی شروع کی ہے۔ اور اسی لیے یہ کلیۃً انصاف کی خلاف ورزی ہوگی کہ چالان کے مفاد کے لیے اس گواہ کی گواہی حاصل کرنے جو معافی دی گئی ہے اس کو کالعدم سمجھا جائے اور گواہ کے خلاف مواخذے کے ذریعے سے کارروائی کی جائے۔ اس لیے ہماری دانست میں اس مقدمے میں گواہ شہادت مطلوبہ کی بنا پر معقول نقطۂ نظر سے قلیل ترین حد تک بھی کسی واقعی خطرے میں نہیں تھا۔ کیونکہ معافی سے اس کو تمام معمولی قانونی کارروائیوں سے محفوظ کر دیا گیا تھا۔ اسی لیے عدالت تحت کا فرض تھا کہ اس کو جواب دینے پر مجبور کرتی۔"

مقدمہ بربنائے درخواست فرنانڈز[1] ,Ex Parte Fernandez میں گواہ فرنانڈز کو اجلاس میقاتی عدالت دورہ کنندہ منعقدۂ یارک سے ہل جسٹس (Hill, J.) نے چھ مہینے کی قید اور پانچ سو پونڈ کا جرمانہ۔ اور عدم ادائی جرمانہ کی صورت میں تا ادائی مزید قید کی سزا۔ چارلس ورتھ (Charlesworth) کے خلاف رشوت کی ایک فوجداری اطلاع کے مقدمے میں اس سوال کا جواب دینے سے انکار کرنے کی وجہ سے دی کہ "کیا تم نے مسٹر چارلس ورتھ کے لیے کچھ رقم حاصل کی"۔ اس نے جواب دینے سے انکار کیا تھا۔ اگرچہ کہ اس کو صداقت نامۂ براءۃ دفعات ۹-۱۰ قانون کمشنران انتخاب ۱۵و۱۶ وکٹوریا باب ۵۷ (جس کے بجائے اب دفعہ ۵۹ قانون انسداد عمل ہائے ناجائز و ناشائستہ سنہ ۱۸۸۳ء۔ ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۵۱ وضع ہوا ہے) کے تحت عطا کر دیا گیا تھا۔ اور عذر یہ کیا تھا کہ دارالعوام کی جانب سے اس پر مواخذے کی

[1] بربنائے درخواست فرنانڈز (۳ مئی سنہ ۱۸۶۱ء) ۳۰ لا جرنل کامن پلیس ۳۲۱۔

کارروائی کی جا سکتی ہے۔ فرنانڈز نے اپنی حراست کو ناجائز بتلا کر طلبنامۂ احضار محبوس کو جاری کرانا چاہا۔ لیکن عدالت نے اس کی درخواست منظور نہیں کی۔ یہ مقدمہ نہایت اہم ہے۔ کیونکہ غالباً یہ ایک ہی مقدمہ ہے۔ جس میں ایک بڑی عدالت کے جج نے محض جواب دینے سے انکار کرنے پر گواہ کو سزا دی ہے۔

۱۲۱ **دفعہ ۱۲۸ا**: ب لیکن تین قوانین بھی ہیں جو نظمائے امن کو مجاز کرتے ہیں کہ گواہوں کو جواب دینے سے انکار کرنے پر سزا دیں۔ یہ قوانین حسب ذیل ہیں: قانون جرائم قابل چالان ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲۔ اس کی رو سے نظما ان اشخاص کو جن پر جرائم قابل چالان کے الزام ہوں چالان کر سکتے ہیں۔ قانون سماعت سرسری ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۳۔ اس کی رو سے جرائم خفیفہ کے لیے سماعت سرسری کا ضابطہ مقرر کر دیا گیا ہے اور قانون پولیس متعینہ پائے تخت ۱۸۳۹ء ۲ و ۳ وکٹوریا باب ۷۱، جو لندن میں عام اختیار سماعت عطا کرتا ہے۔ یہ تمام قوانین ان صورتوں سے متعلق ہیں۔ جن میں گواہ کو صراحۃً طلب کیا گیا تھا۔ ان گواہوں سے نہیں جو از خود حاضر عدالت ہوئے تھے۔ دفعہ ۱۶ قانون جرائم قابل چالان ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲ کی رو سے حکم ہے کہ:-

> "اگر کسی ناظم امن کو کسی قابل اعتبار شخص کے حلف یا اقرار صالح سے ظاہر ہو کہ اس جج کے حد اختیار سماعت میں کوئی ایسا شخص ہے جو چالان کی جانب سے اہم شہادت دے سکتا ہے۔ اور گواہی دینے از خود حاضر نہیں ہوگا .... تو ایسا ناظم ایسے شخص کی حاضری کے لیے سمن جاری کر سکتا ہے اور مع ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ جاری کرے گا ..... اور اگر یہ شخص جو اس طرح طلب کیا گیا ہو نہ آئے یا آنے سے انکار کرے ...... اور نہ آنے یا آنے سے انکار کی کوئی جائز وجہ نہ بتلائی جائے تو .... ناظم کے لیے جائز ہوگا کہ ..... اپنے سامنے ایسے شخص کو لانے اور موجود کرنے کے لیے وارنٹ جاری کر دے۔"

"اور اگر ایسے شخص کے حاضر ہونے کے بعد وہ اظہار دینے سے انکار کرے .....یا.....
ایسے سوالات کے جواب دینے سے انکار کرے جو تفصیلات سے متعلق اس سے پوچھے
جائیں۔ اور اس انکار کی کوئی جائز وجہ نہ بتلائے تو کوئی ناظم امن جو وہاں موجود اور
اختیار سماعت رکھتا ہو۔ اپنے دستخطی و تحریری وارنٹ کے ذریعے سے ایسے
شخص کو ضلع بتعلقہ تحصیل۔ آزادی۔ شہر۔ یا اور مقام جہاں اس طرح پر ایسا انکار
کرنے والا شخص ہو۔ کسی بھی مدت کے لیے جو سات دن سے زیادہ نہ ہو قید
کئے جانے اور رکھے جانے کا حکم دے گا۔ سوائے اس کے کہ وہ اس اثنا میں اظہار دینے
اور تفصیلات سے متعلق جواب دینے پر رضامندی ظاہر کر دے۔"

قانون تحقیقات سرسری سنہ ۱۸۴۸ء۔ ۱۱ و ۱۲۔ وکٹوریا باب ۴۲ کی
دفعہ ۷، فی الجملہ مذکورۂ بالا دفعہ کے مساوی ہے۔ دفعہ ۲۲۔ قانون پولس
متعینۂ پایۂ تخت سنہ ۱۸۳۹ء۔ زیادہ اختصار کے ساتھ مجسٹریٹ کو مجاز کرتا
ہے کہ وہ کسی شخص کو جو اس کے سامنے آئے یا لایا جائے اور جو شہادت
دینے سے انکار کرے قید کر دے۔ جس کی مدت (۱۴) دن سے زیادہ نہ
ہوگی۔ سوائے اس کے کہ وہ شخص اس مدت کے اندر اظہار دینے پر
آمادہ ہو جائے۔ اور انکار کی جائز وجہ کے متعلق استثنا کو حذف کر دیا ہے[1]

دفعہ ۱۲۹: پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ گواہ جو اس قسم کے سوالات کا جواب
نہ دینے کے استحقاق کو طلب کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ مجبور ہے کہ فوراً ہی
صفحہ ۱۲ اس استحقاق کو طلب کرے۔ اور یہ کہ اگر وہ کسی مجرم بنانے والے بیان
کو جس سے وہ انکار کر سکتا تھا شروع کر دے تو اس کے ختم کرنے پر اس کو
مجبور کیا جا سکے گا ——— یہ اصول غالباً اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ گواہ
اس استحقاق کو جو قانون نے ان کی حفاظت کے لیے دیا تھا۔ کسی ایک

[1] اس قانون کے تحت دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء میں لندن پولس کے ایک مجسٹریٹ نے کلیسائے انگلستان کے
ایک پادری کو سات دن کے لیے اس بنا پر قید کر دیا کہ اس نے ان امور کے ظاہر کرنے سے انکار کیا جو

فریق کے قائمہ کا ذریعہ استحقاق کو اس وقت طلب کرنے سے جب کہ ان کی گواہی اس فریق کے خلاف ہونے لگے نہ بنا دیں۔ لیکن مقدمہ ملک بنام گاربٹ[1] میں ججوں کی اکثریت نے اس قدیم تصور کو برقرار نہیں رکھا۔ اور قرار دیا کہ گواہ استحقاق کو مقدمے کی کسی بھی نوبت پر طلب کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۳۰: قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۱ء سے پہلے گو یہ طے شدہ امر تھا کہ گواہ کو ایسے سوالات کے جواب دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے جن سے کہ اس کی اہانت ہوتی ہے۔ مثلاً اس سوال کے جواب پر کہ کیا ایسے کبھی کسی جرم کے ارتکاب کی بنا پر سزا دی گئی ہے۔ بشرطیکہ یہ سوالات امر تنقیح طلب سے متعلق ہوں[2]۔ لیکن اس امر کے متعلق بہت شک تھا کہ کیا اس کو ایسے سوالات کے جواب پر بھی مجبور کیا جا سکتا ہے۔ جو ضمنی امور سے متعلق ہوں۔ اور جو اس کے اعتبار کو آزمانے کے لئے گئے ہوں۔

قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۱ء دفعات ۲۵ و ۱۰۳ (جواب منسوخ شدہ ہیں) کی رو سے دیوانی مقدمے میں گواہ سے پوچھا جا سکتا تھا کہ کیا اس کو کسی جرم سنگین یا جرم خفیف کی بنا پر سزا دی گئی ہے۔ اور اگر وہ اس واقعے سے انکار کرتا۔ یا جواب دینے سے انکار کرتا تو فریق مخالف اس کی سزا یابی کو ثابت کر سکتا تھا۔ اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعہ ۶ جو مذکورۂ بالا قانون کی جگہ نافذ ہوا۔ اور جو ''تمام عدالتوں پر (فوجداری بھی اور دوسری بھی) اور تمام اشخاص پر جو یا تو قانوناً یا فریقین کی رضامندی سے شہادت کے سننے منظور کرنے اور جانچنے کے مجاز ہوتے ہیں'' قابل اطلاق ہوتا ہے۔ قرار دیتا ہے ــــــ کہ گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا اس کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اس کو طلبی اقبال میں رکھے گئے تھے۔ اس امر پر دیکھئے نیچے دفعہ ۵۰۲۔

[1] مثنوی من کراؤن کیس ۲۲۰-۲ کیار نگٹن و کروین (Cor. & K.) ۵۹۵م۔

[2] شہادت سنڈ ٹیلس جلد ۲ صفحہ ۷۹۲۔ طبع دہم ٹیلس دا ایاس کی شہادت صفحہ ۹۱۶ و ۹۱۷۔ کے دفعہ ۱۔

جرم سنگین یا جرم خفیف کی بنا پر سزا دی گئی۔ اور اگر وہ انکار کرے یا اس واقعے کو قبول نہ کرے یا جواب دینے سے انکار کرے تو فریق جرح کنندہ سزایابی کو ثابت کر سکتا ہے۔

ان قوانین سے بھی ان شبہات کا حل نہیں ہوتا ہے جو ان سوالات کے متعلق ہوتے ہیں۔ جن کا ان قوانین میں ذکر نہیں ہے۔ مثلاً آیا گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کبھی اس نے خلاف عزت کوئی فعل کیا ہے؟ قول راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے سوالات کئے جا سکتے ہیں۔ اور اگر صدر نشین جج چاہے تو ان کا جواب دینا ضروری بھی ہوتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ جیسا کہ ملکہ بنام کاسٹرو (R. V. Castro) مقدمۂ تجبورن) میں دیکھا گیا کہ استغاثہ دروغ حلفی کے ایک گواہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ ارتکاب زنا کا اقبال کرے[1]۔ اس موضوع پر تین امور ملحوظ رکھئے[2]

دفعہ ۱۳۲ (۱)۔ عام طور پر فریق جرح کنندہ کا مطلب سوال کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کی خاموشی جس پر منہ در منہ کسی جرم یا خلاف عزت فعل کا الزام لگایا جائے۔ بہت سی صورتوں میں اقبال جرم کے مساوی ہوتی ہے۔

(۲)۔ ایسی صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ جن میں جج اپنے اختیار تمیزی کے استعمال میں گواہ کو بے ضروری اور ناشائستہ ایذا رسانی سے بچانے کے لیے مداخلت کر سکتا ہے۔ مثلاً ایسے بیہودہ ناشائستہ حرکات سے متعلق سوالات کے جواب دینے سے جو کوئی حقیقی بنا اس مفروضے کی نہیں ہوتے ہیں کہ جو گواہ ان کا مرتکب ہو وہ سچا شخص نہیں ہو سکتا ہے۔ اور قواعد عالیہ عدالت (حکم ۳۶ قاعدہ ۳۸) میں صراحتاً حکم دیا گیا ہے کہ "جج تمام صورتوں میں کسی

[1] دیکھئے ملکہ بنام کاسٹرو جلد ۲ صفحہ ۱۹، مطبوعہ سویٹ ۱۸۷۵ء میں الزام عائد کردہ کا کیرن پر مجلس اور نیچے دفعہ ۱۹۵ ب۔ مجموعۂ شہادت مصنفۂ اسٹفن دفعہ ۱۲۹۔ اور نوٹ ۵۶۔ ایم انس بنام ایوانس ۱۹۰۴ء پروبیٹ ۳۷۰

[2] دیکھئے ٹیلر دفعات ۲۲۳۔ اور ۱۴۳۹۔

فریق یا گواہ پر جرح کے ایسے سوالات کو نامنظور کر سکتا ہے جن کو وہ ایذا رساں سمجھے۔ اور جو مقدمے یا کارروائی کے کسی ایسے امر سے متعلق نہ ہوں جس کی دریافت اور تنقیح ضروری ہو۔

(۳) جب کسی گواہ سے کوئی ایسا سوال پوچھا جائے جو اس کے اعتبار کو ساقط کرنے یا اس کو ذلیل کرنے کی غرض سے کیا گیا ہو۔ اور وہ اس کا جواب دے دے تو عام طور پر جرح کنندہ اس جواب کا پابند ہوگا۔ کیونکہ سوال صرف اس کے اعتبار سے متعلق تھا۔ جو ایک ضمنی امر ہے۔ اور اسی لیے اس کی تردید کے لیے شہادت منظور کرنا۔ ایک ایسے سوال کی سماعت کرنا ہے جو امر تنقیح طلب سے متعلق نہیں ہوتا ہے[1]۔

۱۸۹۲ء کی ابتدا میں بٹ جسٹس (But, J.) کے اجلاس کے ایک ازدواجی مقدمۂ رسل بنام رسل (Russell v. Russell.) اور اجلاس ڈنمن جسٹس (Denman, J.) کے زبانی ازالۂ حیثیت عرفی کے مقدمۂ اوسبورن بنام ہارگریف اور زوجہ (Osborne v. Hargrave & Wife) میں ہر مقدمے کے مدعی علیہ سے چند سوالات کئے گئے تھے ان کے متعلق ایک کافی بڑا مباحثہ پیدا ہوا۔ جو جرح کنندہ کونسل کے حدود و صوابدید سے متعلق تھا۔ دونوں صورتوں میں جج نے ان سوالات کو روکنے جن پر اعتراض کیا گیا تھا۔ مداخلت نہیں کی اور ان میں سے صرف ایک میں گواہ نے جواب دینے میں پس و پیش کیا تھا اس مباحثے کا جو زیادہ تر "اخبار ٹائمز" کے صفحات پر کیا گیا تھا۔ عملاً کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ لیکن اس سے ظاہر ہوا کہ خلاف اخلاق حرکات کی بنا پر جرح کر کے اعتبار ساقط کرنے سے تمام مباحثے میں حصہ لینے والوں کو سخت نفرت تھی۔

[1] دیکھئے ملک بنام ہوس ۱۸ رپورٹ اکامن کیس ۳۳۲۔ ملک بنام ہاجسن۔ رسل و ریان ۲۱۱۔ ملک بنام کاک کرافٹ ۱۱ کاکس کامن کیس ۴۱۰۔ ملک بنام کلارک ۲ اسٹارکی ۲۴۱۔ جس کی رو سے ملک بنام روبنز ۲ موڈی و رابنسن ۵۱۲۔ منسوخ کیا گیا۔

اس امر پر قانون شہادت ہند ۱۸۷۲ء میں مکمل احکام ہیں۔ اس قانون کو سر جیمس اسٹیفن (Sir James stepson) نے جب وہ ہندوستان کی اعلیٰ کونسل کے رکن تھے وضع کیا تھا۔ اس قانون کے دفعہ ۱۴۸ کی رو سے جب جرح میں گواہ سے کوئی ایسا سوال پوچھا جائے جو بجز اس کے اعتبار کے اور طرح پر متعلق نہ ہو تو عدالت کا فرض ہے کہ فیصلہ کرے کہ کیا گواہ کو جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا یا نہیں۔ اور وہ گواہ کو خبردار کر سکتی ہے کہ جواب دینا ضروری نہیں ص ۱۲۴
اس صوابدید کے استعمال میں عدالت امور ذیل کو ملحوظ رکھے گی:۔۔۔

"۱ ایسے سوالات مناسب ہیں جو اس نوعیت کے ہیں کہ ان سے جو الزام عائد ہوتا ہے اس سے عدالت کی رائے میں اس گواہ کے اس معاملے کے متعلق اعتبار پر جس کی وہ گواہی دیتا ہے کافی اثر پڑتا ہے۔ ایسے سوالات نامناسب ہیں جن سے گواہ کے چال چلن کے متعلق جو الزام عاید ہوتا ہے وہ ایسے زمانۂ بعید اور ایسے حالات سے متعلق ہے کہ اس سے عدالت کی رائے گواہ کے اس معاملۂ خاص میں اعتبار کے متعلق جس کی کہ وہ گواہی دیتا ہے یا تو متاثر ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ یا نہایت ہی قلیل حد تک متاثر ہوتی ہے۔
" ایسے سوالات نامناسب ہیں کہ جن سے گواہ کے چال چلن کے متعلق جو الزام عاید ہوتا ہے وہ گواہ کی اہمیت شہادت کی نسبت کہیں بہت بڑا ہوتا ہے
" عدالت اگر مناسب سمجھے تو گواہ کے جواب دینے پر انکار کرنے سے یہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ اگر وہ جواب دیتا تو وہ اس کے موافق نہیں ہوتا۔"

دفعہ ۱۴۹ کی رو سے مذکورۂ بالا سوالات کو ان کے باور کرنے کی معقول وجہ ہونے کے بغیر نہیں کرنا چاہئیے۔ اور دفعہ (۱۵۰) کی رو سے اگر یہ سوالات کسی پیشے والے شخص سے پوچھے جائیں تو عدالت ان حالات کی اطلاع اس حاکم کو کر سکتی ہے جس کا کہ وہ شخص اپنے پیشے کے کاروبار میں ماتحت ہو۔ اور دفعہ (۱۵۱) کی رو سے بعض حالات میں عدالت فحش یا ایسے سوالات جن سے کسی کی توہین ہوتی ہو ممنوع قرار دے سکتی ہے۔ اور دفعہ ۱۵۲ کی رو سے

"عدالت کسی ایسے سوال کو منع کر سکتی ہے جو اس کی رائے میں تکلیف دینے یا توہین کرنے کیا گیا ہے یا جو گو بنفسہٖ مناسب ہے لیکن عدالت کی رائے میں غیر ضروری طور پر اشتعال طبع دلانے والے الفاظ میں کہا گیا ہو۔

دفعہ ۱۳۱: پہلے یہ ایک نزاعی مسئلہ تھا کہ کیا گواہوں کو ایسے سوالات کے جواب دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے جن سے وہ کسی دیوانی کارروائی کے مستوجب ہوتے ہیں[1]۔ اس کا تصفیہ کرنے قانون گواہان ۱۸۰۶ء ۴۶ جارج سوم باب ۳۷ نافذ کیا گیا۔ اور جو اس مضمون کے متعلق موجودہ شکوک کو بیان کر کے اعلان کیا اور قرار دیا کہ

> "کوئی گواہ کسی ایسے سوال کے جواب دینے سے قانوناً انکار نہیں کر سکتا ہے۔ جو امر تنقیح طلب سے متعلق ہے۔ اور جس کے جواب سے اس پر کوئی الزام عاید ہوتا ہے۔ اور نہ وہ کسی قسم کے کوئی تاوان یا ضبطی یا جائداد کا مستوجب ہوتا ہے[2]۔ صرف اس وجہ سے یا صرف اس بنا پر کہ ایسے سوال کے جواب دینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک قرض دینا ہے۔ یا اور طرح پر کسی دیوانی کارروائی کا مستوجب ہوتا ہے۔

---

[1] "شہادت" مصنفہ فلپس جلد ۲ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - طبع دہم۔ "شہادت" مصنفہ اسٹارکی ۲۰۴ - ۲۰۳ - طبع چہارم۔

[2] جس ضبطی جایداد کا ذکر کیا گیا۔ اس کی نوعیت اور وسعت پر دیکھئے پائی فیلڈ بنام بٹر فیلڈ ۵ بسٹ رینڈ اسمتھ ۲۶ ۸۔ اور وہ مقدمات جن کا ذکر وہاں کیا گیا۔

صہ ۱۲۵

باب دوم

ناقابلیت گواہان

دفعہ ۱۳۲ :- چونکہ عدالتہائے انصاف کی جانب سے گواہوں کے بیانات کی منظوری اور ان پر اعتبار اس قدرتی بلکہ طبعی عقیدے پر مبنی ہوتا ہے جو انسانی گواہی کے سچ ہونے کی بابت خصوصاً جب کہ وہ تہدید حلف کے تحت دی گئی ہو ذہن انسانی میں جاگزین ہوتا ہے[1]۔ اس لیے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام گواہی کو جو ایسی تہدید کے تحت دی جائے اور شاید اس کو بھی جو ایسی تہدید کے تحت نہ دی گئی ہو سننا اور اس پر یقین کرنا چاہئیے۔ سوائے اس کے کہ شک یا بدگمانی کی کوئی خاص وجہ موجود ہو۔ اور یہاں ایک اہم فرق پیدا ہوتا ہے جو اس ملک اور اکثر دوسرے ممالک کی تمام عدالتی شہادت میں پایا جاتا ہے یعنی بعض صورتوں میں یہ خاص وجہ اتنی ظاہر ہوتی ہے کہ قانون گواہ کی گواہی کو نامنظور کر دینا ہی بہتر سمجھتا ہے۔ اور بعض دوسری صورتوں میں وہ گواہ کو بیان دینے کی اجازت دیتا ہے اور اس کی وقعت کا اندازہ کرنا عدالت پر چھوڑتا ہے[2]۔ یہی فرق ہے جو ہماری کتابوں میں گواہوں کی قابلیت اور ان کے اعتبار

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۵۔

[2] "یہ ایک نہایت ہی اہم اصول ہے کہ گواہوں کو یا تو مسترد کر دیا جاتا ہے یا انہیں صرف ناپسند کیا جاتا ہے۔ وہ جو سنے ہی نہیں جاتے ہیں مسترد کئے جاتے ہیں۔ اور وہ جو سنے تو جاتے ہیں لیکن جن پر اعتبار کم کرنے والا کوئی اعتراض ہوتا ہے وہ ناپسند کئے جاتے ہیں۔" مقدمۂ قانون روما مصنفہ ہیوبرس کتاب ۲۲ عنوان۔ نوٹ ۱۔ دیکھئے پلیس آف دی کراؤن از ہیل صفحہ ۶۳۵۔ جلد ۱۔ ایضاً جلد ۲۔ صفحہ ۲۷۶-۲۷۷

کے درمیان کیا جاتا ہے۔ گواہ کو شہادت دینے کے ناقابل اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ جج از روئے قانون اس کی گواہی کو یا تو عام طور پر یا کسی خاص مضمون کے متعلق مسترد کر دینے پر مجبور ہوتا ہے۔ باقی تمام صورتوں میں اس کی گواہی سنی جاتی ہے۔ اور جوری اس کی وقعت کا اندازہ کرتی ہے۔ یہ باب ناقابلیت گواہان تک محدود رہے گا۔

دفعہ ۱۳۳: گواہ کی ناقابلیت کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔ اس کی ناقابلیت کا سوال اعتراض کئے جانے پر پیدا ہوتا ہے۔ اور جن واقعات پر وہ مبنی ہوں۔ اگر ان کے متعلق نزاع کی جائے تو مثل دوسرے ضمنی[1] واقعات کے جج کو ان کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے[2]۔ اور جج مشتبہ کی صورتوں میں ہمیشہ گواہ کو سن لینے اور اعتراض کو گواہ کی وقعت نہ کہ اس کی قابلیت سے متعلق کرنے کا رجحان رکھتا ہے۔ بہت سی صورتوں میں ناقابلیت کے اسباب کو جج علانیہ محسوس کرتا ہے۔ مثلاً جب کہ گواہ حالت نشہ میں پیش ہوتا ہے[3]۔ یا جب وہ علانیہ پاگل ہوتا ہے[4]۔ یا اتنی کم عمر کا ہوتا ہے کہ جج اس کے مذہبی عقیدے کو پہلے دریافت کر لینا لازمی سمجھتا ہے[5]۔ وقس علیٰ ذالک۔ سابق میں گواہ کی قابلیت کا تعین ایک ابتدائی اظہار قابلیت[6] کے ذریعے سے کیا جاتا تھا۔

---

[1] دیکھئے دفعہ ۳۲۔

[2] بارٹمٹ بنام سمتھ سنہ ۱۸۴۳ء ۱۱ میسن و ولسبی ۴۸۳-۴۸۴۔ رسل و دیان ۴۶۲ و ملکہ بنام ہل ۲ ڈینی سن کراؤن کیسس ۲۵۴۔

[3] دیکھئے فیصلۂ مقدمۂ ماشل بنام ملکۂ معظمہ وبل کراؤن کیسس ریزیوڈ ۵۴۰۴ "ایسے گواہ کی حالت سکر جبکہ شہادت دے اس کے چہرے سے ثابت ہوتی ہے"۔ ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۹۷۸ نوٹ ۵ و بعد۔

[4] نیچے۔

[5] نیچے۔

[6] ابتدائی اظہار قابلیت voir dire کا ترجمہ ہے۔ اس کے لغوی معنی سچ کہنے کے ہیں (سچ voir نارمن فرنچ لفظ ہے آج کل کے vrai کے لئے۔

جس کو جج قلم بند کرتا تھا۔ اس میں گواہ سے خواہش کی جاتی تھی کہ جو سوالات اس سے کئے جائیں۔ ان کے متعلق سچ کہے۔ اور اگر اس کے جوابات سے اس کی ناقابلیت ظاہر ہوتی تو اس کو مسترد کر دیا جاتا تھا۔ اور اگر اس کے جوابات قابل اطمینان بھی ہوتے۔ تو بھی جج دوسری شہادت ان کی تردید یا دوسرے ایسے واقعات کے ثبوت کے لیے جن سے اس کی ناقابلیت ظاہر ہوتی ہو سن سکتا تھا[1]۔ لیکن اب گواہوں کی قابلیت کے متعلق سوالات بغیر حلف دینے کے کئے جاتے ہیں۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ گواہ کی ناقابلیت حلف اٹھانے۔ اور اس کا اظہار بہت کچھ ہو جانے یا شاید ختم ہو جانے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔ ان حالات میں جج کو اس گواہ کی شہادت کو اپنے نوٹس سے ص۱۲۳
حذف کر دینا۔ اور جوری سے کہہ دینا چاہئیے کہ اس پر کوئی توجہ نہ کریں[2]۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ گو قاعدہ کی رو سے تو گواہ کا ابتدائی اظہار قابلیت اس کے سوالات ابتدائی سے پہلے ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی وجہ ناقابلیت اس طرح پر اچانک معلوم ہو جاتی ہے تو جج کو چاہئیے کہ کارروائی کو روک دے۔ اور ناقابلیت کی تحقیق کے لیے پہلے ابتدائی اظہار قابلیت لے[3]۔

دفعہ ۱۳۴ و ۱۳۵[5]: جن وجوہات کی بنا پر کسی گواہ کی شہادت بغیر سنے کے

---

[1] ہارڈے بنام آرنالڈ ۱۰ ایسٹ ووڈ لزلی ۱۴۱ جیکبز بنام لے بارن ۱۱ ایسٹ ووڈ لزلی ۲۸۵۔ ڈووڈی نارٹن بنام ویسٹر ۱۲ اڈالفس۔ ۷ ایلس ۴۴۲۔

[2] ہارٹلٹ بنام اسمتھ ۱۸۴۲ء ۱۱ ایسٹ ووڈ لزلی ۲۸۳۔ ۳ رسل و ریان ۲۶۴۔ کلیف بنام ونس ۱۱ ایسچکر ۱۲۱۔

[3] دیکھئے جیکبز بنام لے بارن اور نظائر جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے ملک بنام وائٹ ہڈ۔ لارپورٹ اکامن بیس ۲۰ ملاکس کامن بیس ۲۳۲۔

[4] از رولف بمقدمۂ جیکبز بنام لے بارن۔ نیز مقدمۂ ملکہ میں ججوں کی قرارداد اور دیکھئے ۱۸۲۴ء ۲ براڈ رب ونگھام رپورٹس ۲۸۲۔ ۲۲ رسل و ریان ۲۶۲۔

[5] دفعات ۱۳۴ و ۱۳۵ کو سابق اڈیٹر نے مختصر کرکے ایک کر دیا ہے۔

معقول طور پر نا منظور کی جا سکتی ہے صرف چار ہوتے ہیں:- (۱) اس میں اتنی سمجھ نہیں ہے کہ وہ امور نزاعی کو معقول طور پر بیان کر سکے۔ (۲) وہ اپنے صداقت بیانات کی ضمانت تہدید حلف یا ایسی تہدید سے جو قانون اس کے مساوی سمجھتا ہے نہیں دے سکتا یا دینا نہیں چاہتا ہے۔ (۳) وہ کسی جرم یا حرکت ناشایستہ کا مرتکب ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایسا شخص ہے کہ جس کی صداقت پر بھروسا کرنا بیجا ہوگا۔ (۴) اسے کسی ایک فریق مقدمہ کی کامیابی یا ناکامی میں ذاتی غرض ہے۔ مختصر یہ کہ اس کا مسترد کرنا ایسے معقول خوف پر جو حالات سے پیدا ہوتا ہو مبنی ہونا چاہئے کہ اس کی شہادت سے عدالت گمراہ ہو سکتی اور اسی لیے غلط فیصلہ کر سکتی ہے۔ لیکن رومن اور ہمارے قدیم فقہا مختلف جماعت ہائے اشخاص کو ایک دوسری ہی وجہ سے مسترد کر دیتے تھے۔ یعنی وہ یہ تصور کرتے تھے کہ عدالت انصاف میں شہادت دینا ایک فرض نہیں بلکہ ایک حق و امتیاز ہے۔ اور اسی لیے شہادت دینے کی ناقابلیت ایسے امور کی مناسب سزا ہے جو قانون کی نظر میں سخت مذموم و ناپسندیدہ ہیں۔ اور گو یہ رائے اس وقت بھی مغالطہ آمیز و کوتاہ اندیشانہ ہوگی جب کہ یہ ناپسندیدہ امور کسی قدرتی یا انسان ساختہ قانون کی سنگین خلاف ورزی ہوں۔ لیکن قدما کا عمل تو اس سے بھی بہت آگے بڑھ گیا تھا۔ اور داغ ناقابلیت غلط یا غیر محمود عقاید پر لگا دیتا تھا۔ اور اس طرح پر نہ صرف خاطی کو سزا دیتا تھا۔ بلکہ مدعی۔ مدعا علیہ۔ مستغیث و ملزم کو بھی تباہ کر ڈالتا تھا۔ حالانکہ ان کی جان مال۔ و آبرو ایسے مسترد کردہ گواہ کی شہادت سے بچ سکتی تھی۔ جس کے مذہبی عقاید کو قدما نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ شر انگیز اصول قانون روما سے لیا گیا تھا۔ یا زیادہ صحت کے ساتھ دیکھیں تو قانون روما کے ان اشکال سے جو شاہنشاہیت کو چاک اور ازمنہ وسطیٰ میں رائج تھے۔[1] اس موضوع پر اکثر احکام "مجموعۂ قانون روما" کتاب ۱ عنوان ۵ میں پائے جاتے ہیں۔ جس کے

[1] کتاب شہادت مصنفہ بائیٹے دفعہ ۱۰۵۔ اور بعد۔

اکیسویں فرمان بابت ۵۲۲ھ کی رو سے عام طور پر مرتد اشخاص اور یہودیوں کو راسخ العقیدہ عیسائیوں کے خلاف شہادت دینے کے ناقابل کر دیا گیا تھا۔ ہمارے قانون میں بھی سر ایڈورڈ کک نے اپنے ''فرسٹ انسٹیٹیوٹ'' (First Institute) میں عام طور پر قرار دے دیا ہے کہ ایک لامذہب یا کافر شخص گواہ نہیں ہو سکتا ہے[1]۔ لیکن اس کی انھوں نے کوئی سند یا دلیل نہیں دی ہے۔ اور اپنے ''سکنڈ انسٹیٹیوٹ''[2] (Second Institute) میں وہ کہتے ہیں کہ براکٹن (Bracton) کے اس فقرے کا مطلب جس میں وہ کہتے ہیں کہ وہ شخص جو غیر ملک میں پیدا ہوا ہو گواہ نہیں ہو سکتا ایک اجنبی کافر سے ہے۔ اس میں شبہ ہو سکتا ہے کہ کیا کک نے اپنے زمانے کے تعصب کو بھی مبالغے سے نہیں ظاہر کیا ہے۔ لیکن اتنا تو یقینی امر ہے کہ ان کی وفات سے (۵۰) سال کے اندر بہت ہی مختلف تصورات پیدا ہو گئے۔ اور یہ کل مضمون اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔ اگر ہم لارڈ چیف جسٹس ولس (L. C. J. Willes) کا فیصلہ مقدمہ امی چند بنام بارکر[3] (Omvchund v. Barker) میں پڑھیں۔ جہاں انھوں نے کک کے نقطہ ہائے نظر کے مغالطوں کو اچھی طرح ظاہر کر دیا ہے۔ اس مقدمے میں عدالت چانسری نے مشرقی ہند میں بعض گواہوں کا اظہار لینے ایک کمیشن جاری کیا تھا۔ کمشنروں نے تصدیق کی تھی کہ انھوں نے ہندو مذہب کے متعدد اشخاص کا اظہار لیا تھا۔ جن کی شہادت حلفیہ دی گئی تھی۔ اور جنھیں حلف معمولی اور اس اہم طریقے پر دیا گیا تھا جو کہ ہندو مذہب کے لوگوں کو حلف دینے ہمیشہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہی طریقہ تھا جس کے مطابق حلف ان عدالت ہائے انصاف میں جو کلکتے میں بذریعۂ منشور شاہی قایم کی گئی ہیں دیئے جاتے ہیں اس مقدمے کی اہمیت کی وجہ سے لارڈ چانسلر ہارڈوک (Lord Chancellor Hardwicke) کے ساتھ

[1] کک برلٹلٹن صفحہ ۶ ب
[2] انسٹیٹیوٹ حصہ چہارم صفحہ ۲۷۹ -
[3] ولس صفحہ ۵۴۲ -

چیف جسٹس لی (.Lee, C. J) چیف جسٹس ولّس (.Willes, C. J) اور پارکر چیف بیرن (Parker, C. B) نے بھی اس مقدمے کی سماعت کی۔ اور جب ان لوگوں میں سے ایک کا اظہار بطور شہادت پڑھا جانے لگا تو مدعی علیہ کے کونسل نے اعتراض کیا کہ کسی شخص کو گواہی کے قابل بنانے کے لیے اس کو انجیل پر معمولی طریقے کے مطابق قسم کھانا چاہئیے۔ اور یہ کہ قانون انگلستان میں حلف کا کوئی اور طریقہ تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ اس امر پر جانبین سے قابلانہ مباحث کئے گئے۔ اور نظائر پر پوری طرح غور کیا۔ اور ہر ایک جج نے ایک قابلانہ و جامع فیصلہ سنایا جن میں انھوں نے صاف طور پر ثابت کیا کہ حلف عیسائی مذہب کے لیے مخصوص نہیں ہیں کیونکہ ان کا مسلسل استعمال نہ صرف قدیم دنیا بلکہ ہر زمانے کے لوگوں میں رہا ہے۔ اور یہ کہ حلف کا اہم جزو تمام صورتوں میں ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک برتر طاقت سے دعا کی جاتی ہے کہ اس شخص کے بیانات کی صداقت پر گواہ رہے۔ دروغ گو سے بدلہ لینے کی اس کی فوری آمادگی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور بعض صورتوں میں اس کے اس انتقام کی دعا کی جاتی ہے۔ اس لیے حلف کا طریقہ۔ حلف کا جزو اہم نہیں ہے۔ اور اس میں گواہ کی ضمیر کے مطابق تبدیلی کرنی چاہیئے۔
۱۲۹ لیکن ججوں نے اتفاق کیا کہ بے دین و کافر شخص جو خدا پر یا سزا و جزا پر عقیدہ نہیں رکھتے ہیں۔ گواہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور گو اس مقدمے کے بعض جملوں اور دوسری کتابوں سے بھی یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ گواہ کا مستقبل کی ایک حالت سزا و جزا پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ لیکن قول راجح یہ ہے کہ باطل کے منتقم پر عقیدہ کافی ہے۔ اور سزا کا وقت و مقام حالات پر

لہ مقدمہ فاکینا بنام سابین (Fachina V. Sabine) میں کونسل کے روبرو ۱۲ سٹروڈ (Straud) صفحہ ۴۔ ۱۱ دسمبر ۱۷۳۸ء میں پیش ہوا۔ ایک مغربی افریقہ کے مسلمان کو قرآن شریف پر حلف دیا گیا اور بکلس ... میں ایک گواہ کو جس نے انجیل کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے سے انکار کیا۔ اجازت دی گئی کہ اس کو سامنے رکھ کر اور اپنا سیدھا ہاتھ اٹھا کر حلف لے۔ کولٹ بنام ڈٹن ۲ سڈفرن (Sidifrin) صفحہ ۲۔
سلہ شہادت مصنفہ شیلر طبع یازدہم دفعہ ۲ و ۱۳ "شہادت بہ دیوانی مقدمات جوری"

موقوف ہیں۔

دفعہ ۱۳۶: اِن چند بنام پارکر میں جو اصول قرار دیے گئے وہ نہ صرف پوری طرح ہمارے قانون اور عدالتوں کے عملدرآمد[1] میں اختیار کر لیے گئے بلکہ قانون حلف ۱۸۴۳ء ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۵-۱ میں بھی تسلیم کیے گئے جس کی رو سے حکم ہے کہ "تمام صورتوں میں جن میں کسی شخص کو یا تو ممالک متحدہ کی کسی عدالت قانون یا نصفت کی کسی دیوانی یا فوجداری کارروائی میں بطور رکن جوری یا گواہ یا اظہار دہندہ۔ یا کسی عہدے یا نوکری پر تقرر کے وقت یا کسی اور موقع پر بطور جائز حلف دیا جا سکتا یا دیا گیا ہو تو یہ شخص اس حلف کا پابند ہوگا۔ اور ایسے ہر شخص کو عمداً جھوٹی قسم کھانے پر اسی طرح دروغ حلفی کی سزا دی جائے گی جس طرح کہ اگر حلف اس شکل میں اور ان رسومات کے ساتھ دیا جاتا جو زیادہ تر اختیار کیے جاتے ہیں۔

دفعہ ۱۳۷: ناقابلیت کے متعلق ہمارے قانون عمومی کے اصول غالباً قانون روما سے لیے گئے ہیں۔ اور فی الحقیقت ہمارے اسلاف پر یہ امر جو بنفسہ ظاہر بھی ہے۔ واضح تھا کہ گو مشتبہ شہادت کا فراخدلی سے ممنوع قرار دینا۔ ایک ایسے نظام میں جس میں سوالات قانونی و واقعاتی کا فیصلہ ایک ہی جج کرتا ہو مفید ہو سکتا ہے یہ ایک ایسے ملک میں بے محل و

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: مصنفہ راسکو (Roscoe's Nisi Prius Evidence) عنوان "
"ناقابلیت گواہان۔ ناقابلیت بربنائے عقیدۂ مذہبی" شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۳۶۸
[illegible] اساتذہ میں اس مضمون پر اختلاف کے لیے دیکھیے "شہادت" مصنفہ ایلیٹ ۲۲-۲۳-
۲۶ [illegible] رشید حوالہ مذکورہ پر نوٹ (۱)۔ حلف پر مزید دیکھیے مقدمہ۔ دفعہ ۵۶ اور بعد۔
[1] [illegible] بنام [illegible] سلا۱۷ء ۳ لا جرنل اکسچیکر ۱۱۰۔ ہرسٹن و نارمن صفحہ ۳۲۰۔ ملر بنام سالومن،
[illegible] کی بنا پر تصدیق کی گئی۔ بابت [illegible] ۲ لا جرنل اکسچیکر ۱۶۹-۱۰ اکسچیکر ۸ ۷۷-

نامناسب ہوگا۔ جہاں جج کو جوری کی بھی تائید یا تو واقعات کے جج کی حیثیت سے جیسا کہ آج کل ہوتا ہے۔ یا بطور گواہوں کے جیسا کہ پہلے[1] ہوتا تھا حاصل ہوتی ہے۔ اور عدالت کوئنس بنچ نے لارڈ ڈکن ین کے زمانے میں مستقبل کے ایک صاف اور یقینی اصول بطور قرار دے دیا کہ کسی گواہ کو ذاتی غرض کی بنا پر ناقابل بنانے کے لیے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ وہ یا تو مقدمے کے نتیجے میں راست دلچسپی رکھتا ہے۔ یا وہ مقدمے کے فیصلے سے فائدہ ۱۳۰[2]
اٹھا سکتا۔ اور اس کو آئندہ کے کسی موقع پر اپنے دعوے کی تائید میں بطور شہادت استعمال کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۳۸ تا ۱۴۱[3]: اس اصول کی فی الحقیقت اچھی طرح صراحت کی گئی تھی۔ اور فی الجملہ وہ اتنا ہی اچھا تھا جتنا کہ اس مضمون پر کوئی اصول ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے اطلاق کے اختلافات اور اس کی غیر مشتبہ شہادت حاصل کرنے کے اپنے مبینہ مقصد میں ناکامی بھی ظاہر تھی۔ پہلے سے وضع کردہ کسی اصول سے اس اثر کا دریافت کرنا دشوار ہوتا ہے جو مقدمہ یا مقدمے کے نتیجے میں ذاتی غرض ہونے کی وجہ سے کسی شخص کے دل پر ہوتا ہے۔ بعض قلوب پر بہت ہی تھوڑی غرض بھی اتنا اثر کرتی ہے کہ ان سے دروغ حلفی سرزد ہو جاتی ہے۔ اور دوسروں پر نہایت ہی بڑی غرض بھی بے اثر ہوتی ہے نیز چونکہ ان متعدد طریقوں کو دریافت کرنا بھی جن سے اشخاص کو کسی خاص واقعے میں غرض ہو سکتی ہے مساوی طور پر ناممکن تھا۔ اصول اخراج کو نتیجۂ مقدمہ کی قانونی غرض تک محدود کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے اشخاص گواہی دینے کے اکثر قابل رہے جن کو سچ کے بدل دینے میں قوی سے قوی

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۱۹۔
[2] بنٹ بنام بیکر ۳ ٹائمز رپورٹ ۲۷۔
[3] ان چار دفعات ۱۳۸-۱۴۱ کو سابق اڈیٹر نے ایک کر دیا۔

اخلاقی غرض ہوتی تھی۔ مثلاً ایک بہت بڑی جاگیر کا وارث اکبر ایک ایسی نالش بیدخلی میں جو پدر قابض پر کسی شخص غیر نے کی ہو اپنے باپ کی جانب سے گواہی دینے کے قابل تھا۔ لیکن قابض حین حیاتی پر ایسی ہی بے دخلی کی نالش کی صورت میں ایک وارث مابعد جس کی غرض قانونی مملکت کے سنگین ترین سکے کے مساوی ہوتی تھی۔ مدعی علیہ کی جانب سے شہادت دینے کے قابل نہیں ہوتا تھا۔ اخراج کا یہ اصول مختلف صورتوں میں مختلف ہوتا تھا۔ بعض صورتوں میں مثلاً جب کہ گواہ کو دروغ حلفی جعلسازی وغیرہ کے لیے سزا دی گئی ہو ـــــ یہ کم سے کم ایک حد تک اس تصور پر مبنی تھا کہ اس کی گواہی غالباً جھوٹی ہوگی۔ لیکن اس اصول کی وسعت سے ظاہر ہے کہ اس قسم کی ناقابلیت مثل اس ناقابلیت کے جو مذہبی عقاید کی بنا پر ہوتی تھی۔ کبھی کبھی بطور سزا عاید کی جاتی تھی۔ تاکہ گواہ کو عدالت انصاف میں شہادت دینے کے ناقابل کرنے سے وہ سوسائٹی میں انگشت نما ہو جائے اس امر کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ قانون عمومی میں معافی۔ دروغ حلفی تک کے لیے معافی سے گواہ کو قابلیت دوبارہ حاصل ہو جاتی تھی۔ اور وہ اس کو ایک نیا شخص بنا دیتی تھی[1]۔ لیکن گو وجہ کچھ ہو اصول قانون تو
صا۱۲۱ یہ تھا کہ "بدنام شخص کا حلف قابل قبول نہیں ہوتا ہے"[2] اور اس امر کا تعین کرنے کے لیے کہ کن جرایم کو موجب بدنامی سمجھنا چاہیئے ایک مصنوعی

۱؎ شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۱۹ و بعد۔

۲؎ ہم نے کہا کہ قانون عمومی میں کیونکہ ناقابلیت دوامی ہوتی اگر دروغ حلفی کی سزا قانون ۵ ایلیزبتھ باب ۹ کے تحت دی جاتی۔ اس قانون کو ۲ جیمس اول باب ۲۰ دفعہ ۲ نے دوامی کر دیا لیکن قانون دروغ حلفی سنہ ۱۹۱۱ء (دیکھیے پیچھے دفعہ ۵۵) کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ فرق یہ ہے کہ اول الذکر صورت میں ناقابلیت صرف فیصلے کا نتیجہ ہوتی تھی لیکن آخر الذکر صورت میں وہ قانون موضوعہ کی رو سے سزا کا جزو کر دی گئی تھی۔ اس مضمون کی مکمل تحقیق کے لیے دیکھیے (Jurid Argum) مصنفہ ہارگریو (Hargrave) جلد ۲۔ ۲۱۰ مملکت برنلشن ۱۵۰ الف وتس ۶۶۷۔

فرق قایم کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے کل نظام بہت ہی غیر مساویانہ طور پر عمل کرتا تھا۔ ہم اس فرق کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ جو ''قانونی بدنامی'' اور ''واقعی بدنامی'' میں کیا جاتا تھا۔ یعنی کسی جرم کی بنفسہٖ بدنامی میں اور اس بدنامی میں جو مصنوعی طور پر قانون کسی جرم سے متعلق کرتا تھا[1]۔ کیونکہ ایک اصول یہ تھا کہ بعض جرایم ''بلحاظ جرم چھوٹے'' ہوتے تھے۔ لیکن ''بلحاظ بدنامی بڑے'' ہوتے تھے[2]۔ ان جرایم کو تفصیل سے شمار کرنا جن کو قانون موجب بدنامی سمجھتا تھا۔ تضیع اوقات ہوگا۔ یہ کہنا کافی ہے کہ بغاوت و جرم سنگین ان کے سر فہرست تھے۔ گو ۳۱ جارج سوم باب ۳۵ کی رو سے سرقۂ صغیر کو اس کے اور سرقۂ کبیر کے درمیانی فرق کو مٹا دینے سے پہلے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا[3]۔ جرم خفیف کی بنا پر سزایابی سے عام طور پر گواہ ناقابل نہیں ہوجاتا تھا۔ لیکن اس کا عام استثنا وہ جرایم تھے۔ جو ''جرایم دروغ'' کی تعریف میں آتے ہیں ـــــ مثلاً جعلی سکّے بنانا۔ دروغ حلفی و ترغیب دروغ حلفی۔ مختلف اقسام کی سازشیں وغیرہ[4]۔ مگر ہر جرم کا جو جھوٹ یا فریب پر مبنی ہوتا تھا۔ یہ اثر نہیں تھا۔

دفعہ ۱۴۲ و ۱۴۳: اس موضوع پر قانون کی یہ حالت قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کے نفاذ کے وقت تھی۔ اس قانون کی رو سے یہ بیان کرنے کے بعد کہ عدالت ہائے انصاف میں سچ کی دریافت میں موجودہ قانون کی ناقابلیتوں کی وجہ سے اکثر رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اور یہ مناسب ہے کہ دیوانی و فوجداری دونوں مقدمات میں امور تنقیح طلب کے متعلق مکمل معلومات ان اشخاص کے سامنے پیش ہوں جو ان کے فیصلے کے لیے مقرر کئے گئے ہیں۔

۱۔ شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۱۴۔
۲۔ کک برٹلٹن ۶ ب۔
۳۔ شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۱۷۔
۴۔ ایضاً۔

اور یہ لوگ پیش شدہ گواہوں کے اعتبار اور ان کی گواہی کی صداقت کی نسبت اپنی رائے قایم کریں۔ یہ قرار دیا گیا کہ کوئی شخص جو بطور گواہ پیش کیا گیا ہو جرم یا ذاتی غرض کی بنا پر شہادت دینے سے باز نہ رکھا جائے۔ لیکن اس کے بعد تین مستثنیات بھی بیان کئے گئے جو یہ تھے کہ (۱) کوئی فریق مقدمہ یا فریق مقدمہ کی زوجہ یا شوہر گواہی دینے کے قابل نہ ہوگا۔ (۲) قانون وصیت نامہ جات ۱۸۳۷ء۔ ولیم چہارم اور اوکٹوریا باب ۲۶ پر اس قانون موضوعہ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور (۳) سوائے منصفانہ مستثنیات کے عدالت ہائے نصفت میں مدعی علیہ کا مدعی یا کسی شریک مدعی علیہ کی جانب سے بطور گواہ اظہار لیا جاسکیگا۔ اور کوئی ذاتی غرض جو ایسے مدعی علیہ کو جس کا ایسا اظہار لیا گیا ہو مقدمہ یا مقدمے کے امور تنقیح طلب میں ہو۔ اس کی گواہی پر جائز اعتراض نہیں سمجھی جائیگی۔ ۱۳۲
بلکہ صرف اس کی گواہی کی وقعت پر موثر ہوگی یا موثر ہونے کا رجحان رکھے گی۔ ان تین مستثنیات میں سے پہلا استثنا جہاں تک اس کا دیوانی کارروائیوں سے تعلق تھا۔ قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ (۱) کی رو سے منسوخ کیا گیا۔ اور جہاں تک اس کا فریق مقدمہ کی زوجہ یا شوہر سے تعلق تھا۔ قانون ترمیم شہادت ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ دفعہ (۲) کی رو سے فوجداری کارروائیوں کے متعلق اب دیکھئے قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء جس کا پورا متن ضمیمے میں دیا گیا ہے۔

دفعہ ۱۴۴ : نہ صرف زمانہ حال کے ججوں اور قانون سازوں کا رجحان گواہوں کی شہادت کو منظور کرنا اور اس کی وقعت کو اندازہ کرنے کے لیے جوری پر چھوڑنے کا ہے۔ بلکہ ”ناقابلیت گواہان“ کے عنوان کو ہمارے علم اصول قانون سے نکال دینے کی واجبیت کو قوت و قابلیت کے ساتھ پیش کیا گیا اور صفائی اور اعتدال کے ساتھ اس کی

ا دیکھئے فہرست قوانین موضوعہ ضمیمہ دفعہ ۱۲۲۔

حمایت بھی کی گئی ہے[1]۔ ان وجوہات کی بنا پر جو اس کتاب کے مقدمے میں بیان کئے گئے ہیں[2]۔ کم سے کم عام اغراض کے لیے اصول ناقابلیت کو اتفاقی شہادت سے فرق کرتے ہوئے پہلے سے مقررہ شہادت تک محدود کرنا چاہئیے۔ اور کچھ عرصے سے مقننہ اسی رائے کی طرف مائل ہے۔ ایک طرف تو اس نے تقریباً ان تمام اصولوں کو منسوخ کر دیا ہے جو اتفاقی گواہوں کو ناقابل قرار دیتے تھے۔ اور دوسری طرف اس نے بعض ایسے قواعد بنا کر مداخلت کی ہے جن کی رو سے پہلے سے مقررہ شہادت کے بعض اہم اقسام کے لیے مخصوص طریقے کی گواہی ضروری قرار دی گئی ہے۔ مثلاً قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ ـــ جو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں قابلیت سے متعلق ذاتی غرض کی بنا پر تمام اعتراضات کو اکثر صورتوں میں اور بدنامی کی بنا پر تمام صورتوں میں دور کر دیا ہے ـــ میں ایک صریحی استثنا ہے کہ اس قانون کے کسی حکم کی رو سے قانون وصیت نامہ جات ۱۸۳۷ء، ولیم چہارم اور ۱۔ وکٹوریا باب ۲۶ منسوخ نہیں ہوگا جس کی رو سے تمام وصیتیں تحریری ہونگی۔ اور ان پر دو یا زیادہ گواہوں کی گواہی ہوگی۔ اور اسی قانون کے دفعہ ۱۵ کی رو سے حکم ہے کہ اگر کسی وصیت نامے میں کسی گواہ حاشیہ کے لیے کوئی وصیت ہبہ بالوصیت یا ہبہ کیا گیا ہے تو وہ باطل ہوگا تا کہ وہ گواہ تکمیل وصیت نامہ کی گواہی دے سکے۔ اور قانون مدیونان ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۲ دفعہ ۲۴ کی رو سے حکم ہے کہ اقبالی فیصلہ صادر کرانے دعوی مدعی سے قبل نالش۔ یا بعد نالش جو اقبال کیا جائے۔ اس پر کسی اٹرنی (Attorney) کے دستخط ہوں گے جو اس فریق کی جانب سے کارپرداز ہو جس نے ان دستاویزات کی تکمیل کی ہو۔ اور جس نے اس کو صراحۃً نامزد کیا ہو۔

دفعہ ۱۴۵: اب ہم زیادہ تفصیل کے ساتھ ناقابلیت کے ان تین

[1] مقدمہ دفعہ ۶۲۔

[2] ایضاً

اسباب پر غور کریں گے جواب تک ہمارے قانون میں تسلیم کئے جاتے ہیں یعنی (۱) ناقابلیت بربنائے قصور عقل و فہم۔ (۲) ناقابلیت بربنائے قصور مذہب۔ اور (۳) ناقابلیت بربنائے غرض۔

دفعہ ۱۴۶: ناقابلیت بربنائے قصور عقل و فہم۔ اس ناقابلیت ص ۱۴۳
کے دو وجوہات ہیں :۔ قصور فہم اور فہم کا غیر پختہ ہونا۔ گواہ کی قابلیت پر پہلی وجہ کی بنا پر اعتراض بہت کم کیا جاتا ہے اور اگر یہ اس کے اظہار کے دوران میں ظاہر ہو تو جوری سے اس کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۴۷: ہماری کتابوں میں عام طور پر قرار دے دیا گیا ہے کہ "غیر سیانے حافظے" کے اشخاص اور وہ اشخاص جو عقل کا استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ شہادت نہیں دے سکتے ہیں[1]۔ لیکن اس کے سبب کے متعلق ان میں پوری طرح اتفاق نہیں ہے — بعض اس کو اس وجہ پر مبنی کرتے ہیں کہ ایسے اشخاص کو حلف کے وجوب کا احساس نہیں ہوتا ہے[2]۔ اور بعض دوسرے زیادہ انصاف کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ ناقابلیت اس وجہ سے ہے کہ تمام اشخاص کو جن کا بطور گواہ اظہار لیا جائے صاحب فہم ہونا چاہیئے یعنی ایسی فہم والے کہ جن واقعات کو انھوں نے دیکھا ہے ان کو یاد رکھ سکیں اور سچ اور جھوٹ کی تمیز رکھتے ہوں[3]۔ غالباً دونوں وجوہات کا اثر رہا ہے[4]۔ قانون روما کی رو سے تو "مجنون شخص غیر حاضر سمجھا جاتا ہے[5]۔"

---

[1] ڈائجسٹ مصنفہ کمن باب گواہی صفحہ الف الثلث مصنفہ گلک ۲ ب شہادت مصنفہ ظیپس و ایاس صفحہ ۴
[2] شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۳۶۵۔
[3] شہادت مصنفہ بیک صفحہ ۱۲۲ طبع پنجم۔
[4] شہادت مصنفہ فلیپس و ایاس صفحہ ۴۔
[5] ڈائجسٹ کتاب ۵۔ عنوان ۱۰۔ ۱۲۴۔ دفعہ ۱۔ نیز دیکھئے ہیگ صفحہ ۱۲۵ ب ۱۲۶ الف۔

دفعہ ۱۴۸ : لیکن کن اشخاص کو اس طرح پر خارج کیا جاتا ہے؟ اس اصول کی وسعت کیا ہے "غیر سیانے حافظے" کے شخص کی تعریف لٹلٹن (Littleton) نے اس طرح کی ہے کہ "یہ وہ شخص ہے۔ جس کا دماغ ٹھیک نہیں ہوتا ہے[1]"۔ اس کی تائید سر ایڈورڈ کک اپنی شرح میں کرتے ہیں[2]۔ اور یہ کہتے ہیں کہ "بسا اوقات مثلاً اس وقت لاطینی لفظ سے صحیح معنی ظاہر ہوتے ہیں۔ لٹلٹن یہاں اس کو سیانہ۔ دیوانہ۔ مجنون۔ پاگل۔ مخبوط۔ بدحواس وغیرہ نہیں کہتے ہیں۔ کیونکہ غیر صحیح الدماغ نہایت ہی یقینی و قانونی لفظ ہے"۔ اس کے آگے وہ کہتے ہیں کہ وہ شخص جس کا دماغ ٹھیک نہیں ہوتا ہے چار قسم کا ہوتا ہے ۱۔ پاگل شخص جو اپنی پیدائش سے دائمی عارضہ کی وجہ سے صحیح الدماغ نہیں ہوتا ہے۔ (۲) مجنون شخص جس میں بعض وقت سمجھ ہوتی ہے اور بعض وقت نہیں جس کو سمجھ کے وقفے حاصل ہوتے ہیں"۔ اور اسی لیے اس کو مجنون اس وقت کہتے ہیں جب اس کو سمجھ نہیں ہوتی ہے۔ (۳) وہ شخص جس کا فہم و حافظہ بیماری۔ رنج یا کسی دوسرے حادثے کی وجہ سے کلیتہً گم ہو جاتا ہے۔ اور (۴) آخر میں وہ شخص جو خود اپنے فعل بد سے عارضی طور پر اپنے فہم و حافظے سے محروم ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ شخص جو خوب پی لیتا ہے۔ کچھ ایسا ہی تصنیف و تقسیم شہادت کی جدید کتابوں میں پائی جاتی ہے[3]۔ یہ چار قسم کے اشخاص اس وقت تک
۱۳۲۱ء ناقابل گواہ ہوتے ہیں جب تک کہ ان کی ناقابلیت کا سبب دور نہیں ہو جاتا ہے۔ مثلاً گو ایک شخص کے متعلق جو پیدائشی گونگا۔ بہرا ہو۔ قانوناً بیوقوف ہونے کا قیاس ہوتا ہے[4]۔ لیکن اگر اس سے اشاروں اور علامتوں[5] یا تحریر[6] کے ذریعے

[1] لٹلٹن دفعہ ۴۰۵۔

[2] لٹلٹن مصنفۂ کک ۲۴۷ ب۔

[3] شہادت مصنفۂ فلپس و ایاس صفحہ ۴۔ شہادت مصنفۂ گرین لیف دفعہ ۳۶۵۔ طبع شانزدہم۔

[4] پلیس آف دی کراؤن از ہیل صفحہ ۳۴۔ جلد ا۔

[5] شہادت مصنفۂ فلپس جلد ا صفحہ ۷۔ طبع دہم ملک بنام رسٹن ۱۸۴۶ء ۱ کامن لا انرپیع صفحہ ۲۰۴۔ ۲۰۴ رسل رہان ۵۰۵

[6] شہادت از فلپس جلد ا صفحہ ۷ طبع دہم ماریسن بنام لنارڈ ۳۔ کیا رنگٹن و پین ۱۲۷۔

سے گفتگو ہو سکتی ہو۔ اور یہ ظاہر ہو کہ وہ ذہین ہے۔ اور حلف کی نوعیت کو سمجھتا ہے[1] تو بطور گواہ اس کا اظہار لیا جا سکتا ہے۔ ایک مقدمے میں جب یہ معلوم ہوا کہ ایسا شخص لکھ سکتا ہے تو بسٹ چیف جسٹس نے شک ظاہر کیا[2] کہ کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ اس کی شہادت بجائے اشاروں۔ علامتوں کے بذریعہ تحریر لی جائے لیکن گو اس میں سہولت بہت ہے۔ تاہم اس کو قانون کا ایک اصول قرار دینا دشوار ہو گا۔ شہادت دینے کے یہ دونوں طریقے ایک دوسرے سے اخذ یا مستنبط نہیں کئے گئے ہیں۔ علاوہ اس کے یہ ممکن ہے کہ ایک گونگا بہرا شخص اشارے کرنے اور سمجھنے میں بہت ہوشیار اور ماہر ہو۔ لیکن تحریر کے ذریعے سے اپنے خیالات بہت ہی ناقص طور پر ادا کر سکتا ہو۔ ایک اس سے بہت زیادہ جدید مقدمے میں جو لارڈ کیمبل کے اجلاس پر فیصلا ہے جانے کا تھا عورت گونگی۔ بہری تھی۔ لیکن لکھتی اچھا تھی۔ اور اس کے مدعی علیہ کے نام دو خط شہادت میں پیش کئے گئے تھے۔ لیکن اس کا اظہار عدالت میں زیادہ تر اشاروں کے ذریعے سے لیا گیا۔ اور کبھی کبھی جب اشارے نہیں سمجھے گئے تو بذریعۂ تحریر[3]۔ اسی طرح ایک مجنون شخص۔ سیانپن کے وقفوں میں گواہی دینے کے قابل ہوتا ہے[4]۔

---

[1] طبع دوم کے اڈیٹر نے شرح ذیل لکھی ہے "موجودہ اڈیٹر نے مصنف کے اصلی الفاظ دوبارہ لکھ دیئے ہیں سابق اڈیٹر نے قانون ترمیم مزید شہادت سنہ ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۴ کا حوالہ دے کر تحریر کیا تھا کہ گواہ سچ اور جھوٹ کا فرق سمجھ سکے لیکن ہماری عرض ہے کہ یہ قانون تو گونگے اور بہرے کی ایسی استثنائی شکل سے متعلق ہے جس میں وہ حلف لینے سے انکار کرے یا جس پر اعتراض کیا جائے کہ وہ حلف اٹھانے کے قابل نہیں ہے"۔

[2] مارلیسن بنام لینارڈ۔ ۳ کیرنگٹن و پین ۱۲۷۔

[3] بارتھولومیو بنام جارج کینٹ اجلاس خصوصی سنہ ۱۸۳۱ء قلمی نسخہ۔ ایک ایسے مقدمے کے لیے جس میں جوری کو اس لیے حلف دیا گیا تھا کہ وہ اس امر کا فیصلہ کرے کہ ایک گونگا اور بہرا ملزم جو جوابدہی کرنے کے لیے کہے جانے کے باوجود کوئی جواب نہیں دیتا تھا کینہ سے خاموش کھڑا ہے یا خدا کے فعل کی وجہ سے۔ دیکھئے ملک بنام کونل کیمبرج اجلاس سی ای مرافعہ سنہ ۱۹۱۰ء جسٹس آف دی پیس ۵۰-۲۔

[4] ڈائجسٹ مصنفہ کمن عنوان گواہی صفحہ الف ا۔ شہادت مصنفہ فلپس و ارناس صفحہ ۵۔

لیکن یہ امر کہ کیا کسی ایک خبطی شخص کی شہادت جو صرف ایک امر پر دیوانہ ہو۔ ان امور پر جو اس کی دیوانگی سے متعلق نہ ہوں۔ قابل سماعت ہے۔ اسوقت تک طے شدہ نہیں تھا جب تک ملکہ بنام ہل کی رو سے ۱۸۵۱ء میں عدالت تصفیہ کنندہ محفوظ کردہ مقدمات تاج نے اس کا فیصلہ نہیں کر دیا۔

دفعہ ۱۴۹: ملکہ بنام ہل[1] (R. V. Hill.) میں ملزم پاگل خانہ میں ایک مریض کا خدمتی تھا۔ اور اس پر الزام تھا کہ اس نے اپنے زیر نگرانی مریضوں میں سے ایک کو بے احتیاطی سے مار ڈال کر قتل انسان مستلزم سزا کا مستوجب ہوا ہے۔ یہ مقدمہ صدر عدالت فوجداری میں کولرج اور کرسول حکام

ص ۱۳۵ (Coleridge & Cresswell JJ.) کے روبرو پیش ہوا۔ اور ججان کے اس بیان پر کہ ایک گواہ ڈونل لی (Donelly) کو جو متوفی کے ساتھ اسی حجرہ میں ایک مریض تھا۔ بطور گواہ طلب کیا جائے گا۔ اس کی قابلیت کی موافقت و مخالفت میں جانبین سے شہادت پیش ہوئی۔ ایک گواہ نے بیان دیا کہ ڈونل لی کو یہ خبط ہے کہ متعدد ارواح اس کے اطراف اس سے ہمیشہ گفتگو کرتی رہتی ہیں۔ اور یہ کہ یہی اس کا خبط ہے۔ اور دو طبی گواہوں نے بیان حلفی دیا کہ وہ تمام امور پر جو اس سے متعلق نہ ہوں بالکل سیانہ ہے۔ اور ایک نے یہ بھی کہا کہ وہ کسی معاملے کو جو اس کے سامنے گزرے بیان کرنے کا پوری طرح اہل ہے۔ اس پر ڈونل لی کو بطور گواہ طلب کیا گیا۔ اور حلف دینے سے پہلے قیدی کے کونسل نے اس پر سوالات کئے۔ اس نے کہا کہ "میں اچھی طرح واقف ہوں کہ میں ایک روح رکھتا ہوں۔ اور بیس ہزار بھی۔ وہ سب میرے جیسی ہیں۔ اس کی مجھے تحقیق کرنی چاہئے۔ اور میں اس کی تحقیق کر سکتا ہوں۔ اور یہ جانتا ہوں کہ کتنے میرے ہیں۔ وہ جو میرے پیٹ سے میرے سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ اور وہ جو میرے کانوں میں

[1] ملکہ بنام ہل ۲ کراؤن کیسس ریزروڈ۔ از ڈینی سن ۲۵۴۔

رہتے ہیں۔ میں یہ نہیں جانتا کہ یہ کتنے ہیں۔ جسم انسانی۔ اعصاب کی حرکت سے ارواح پیدا کرتا ہے۔ اور گشیا بالی بھی۔ اس وقت یہ تمام ارواح میرے جسم میں اور میرے سر کے اطراف ہیں۔ وہ مجھ سے مسلسل گفتگو کرتے ہیں —— خصوصاً رات میں۔ یہ ارواح غیر فانی ہیں۔ میرے مذہب نے مجھے بچپن سے سکھایا ہے۔ چاہے اب ایمان کچھ ہو۔ یہ سب میری موت کے بعد زندہ رہتی ہیں۔

وہ بھی جو میری ہیں۔ اور وہ بھی جو میری نہیں ہیں۔ اسی طرح زندہ خدا بھی زندہ رہتا ہے۔ اسی قسم کی اور بجواس کے بعد اس نے کہا کہ وہ مجھ سے مسلسل بولتے ہیں وہ اب بھی بول رہے ہیں۔ وہ مجھ سے علیحدہ نہیں ہیں۔ وہ میرے اطراف ہیں اور مجھ سے بول رہے ہیں۔ لیکن میں خود روح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں خاکی ہوں۔ وہ دیواروں اور۔ اور مقامات سے آتے جاتے ہیں جو میں نہیں کر سکتا۔ میں مروں گا وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ مجھ میں میرے ماں باپ سے مختلف ایک کمال ہو۔ جس سے میں واقف نہیں۔ میری موت کے بعد میری روح یا تو جنت کو جائے گی۔ یا دوزخ میں رہے گی۔ میں دوزخ کو ثابت کر سکتا ہوں۔ میں رومن کیتھولک ہوں میں مورفیلڈس (Moorfields) اور چلسیا (Chelsea) کے گرجے اور لندن کے اطراف اور بہت سے گرجوں کو گیا ہوں مجھے دوزخ کا عقیدہ ہے۔ یہ مجھے بچپن اور طفولیت میں سکھایا گیا ہے۔ میں حلف لینے کے معنی سمجھتا ہوں میرے مذہبی سوال وجواب نے طفولیت میں مجھے سکھلایا ہے کہ قسم کھانا کب جائز ہے۔ وہ جائز ہے جب خدا کی عزت یا اپنا یا اپنے ہمسایہ کا بھلا اس کے متقاضی ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص قسم کھاتا ہے تو وہ کتاب دعا پر اپنے ہمسایہ یا کسی وجوب کو صحیح ظاہر کرنے کھاتا ہے۔ میں بات کرتے وقت میری قابلیت مفقود ہو جاتی ہے۔ کیونکہ روح میرے سر پر چڑھ جاتی ہے۔ جب میں قسم کھاتا ہوں۔ تو میں ہمہ تواں خدا سے التجا کرتا ہوں جائز قسم کا توڑنا یا ناجائز قسم کا کھانا دروغ حلفی ہے۔ جو ایسا کرے گا ابدالآباد جہنم میں رہے گا۔" اس کے بعد اس کو حلف دیا گیا۔ اور رپورٹ سے

ظاہر ہے کہ اس نے اس معاملے کا ایک نہایت ہی مربوط و معقول بیان دیا۔ اور اس کے متعلق کہا کہ وہ اس کا چشم دید ہے۔ اس کو ہفتہ کے اس دن کے متعلق کچھ شک تھا جب وہ واقع ہوا۔ اور جرح کئے جانے پر کہا کہ "یہ مخلوق اصرار کرتی ہے کہ وہ منگل کی رات کو ہوا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ پیر کے دن ہوا"۔ اس پر اس سے پوچھا گیا کہ "یہ بیان جو تم نے دیا۔ تم سے ارواح کا کہا ہوا ہے۔ یا وہ خود تم کو ارواح کی مدد کے بغیر یاد ہے"؟ اور اس نے جواب دیا کہ "نہیں ارواح تو مجھے صرف تاریخ کے متعلق مدد دیتے ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ پیر کا دن تھا۔ اور وہ کہتی ہیں کہ وہ کرسمس کی رات ہے — یعنی منگل۔ لیکن میں تو عینی شاہد۔ آنکھوں سے دیکھنے والا تھا"۔ عدالت نے اس کی شہادت کو منظور کر لیا۔ اور اس کی قابلیت کے سوال کو عدالت مرافعہ فوجداری کے لیے محفوظ کر دیا۔ ملزم کو سزا سنا دئے جانے پر مقدمے کی سماعت لارڈ کیمپبل چیف جسٹس (Lord Campbell C. J.) کولرج و ٹالفورڈ ججس (Coleridge & Talfourd JJ.) اور آلڈرسن و پلاٹ ججوں (Alderson & Platt B.B.) کے اجلاس پر ہوئی۔ اور ملزم کے کونسل نے بحث کی کہ ڈونل لی صحیح الدماغ نہیں ہے۔ بلکہ مجنون کی قانونی تعریف کے مطابق مجنون ہے۔ اور یہ کہ جونہی گواہ کی کسی دماغی خرابی کا علم ہو جائے اس کو فوراً بطور گواہ مسترد کر دینا ضروری ہے۔ اور کونسل نے دوسرے حوالوں کے ساتھ ڈائجسٹ مصنفہ کمن (عنوان گواہی الف ا (Com. Dig. Testimoigne A.1.)-کا بھی حوالہ دیا۔ لیکن عدالت نے فریق ثانی کے کونسل کی بحث سماعت کئے بغیر فیصلۂ سزا کو بحال رکھا۔ لارڈ کیمپبل نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ "یہ سوال اہم ہے۔ اور اب تک بحث کے بعد اس کا فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن مجھے کوئی شبہ نہیں ہے کہ پارک جج نے اس مقدمے کی سماعت کے بعد اصول کو صحیح طور پر قرار دیا ہے اور یہ قرار دینا جج کا فریضہ ہے کہ کیا شخص مجنون کو حس مذہبی تھا۔ اور کیا وہ حلف کی نوعیت و تہدید کو سمجھتا تھا اور اس کے بعد یہ جوری کا فرض ہے کہ اس کی شہادت کی وقعت و اعتبار کا

فیصلہ کریں۔ ان نظائر کے متعلق جن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان میں الفاظ "غیر صحیح الدماغ" کن معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ کوئی شخص ایک معنی کر کے غیر صحیح الدماغ ہو سکتا ہے۔ لیکن تاہم وہ حلف کی نوعیت و تہدید کو سمجھ بھی سکتا ہے۔ اس خاص مقدمے میں جو عدالت میں پیش تھا میری دانست میں جج نے اس گواہ کی شہادت کو صحیح طور پر منظور کیا۔ میں بھی یقیناً ایسا ہی کرتا۔۔۔۔ بحث یہ کی جاتی ہے کہ کوئی خاص خبط جیسے عام طور پر خبط واحد کہتے ہیں۔ کسی شخص کو ناقابل کر دیتا ہے۔ اس سے بہت سی صورتوں میں جرم یا معصومی کے ثبوت میں سخت دشواریاں پیش آئیں گی۔ اسی لیے میری یہ رائے ہے کہ تمام صورتوں میں جج کو قابلیت کا اور جوری کو وقعت کا تصفیہ کرنا چاہئے۔ شخص مجنون پر اس کے حلف لینے سے پہلے جرح کی جا سکتی ہے۔ اور ان حالات کے ثابت کرنے کے لیے جن سے وہ مسترد ہو سکتا ہے۔ گواہوں کو طلب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسے ثبوت کی عدم موجودگی میں اس کو بادی النظری طور پر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ اور جوری کو چاہئے کہ اس کی شہادت کو مناسب وقعت دیں۔ ٹالفورڈ جسٹس نے کہا کہ "یہ بڑی خرابی کی بات ہوگی اگر محض خبط کی بنا پر گواہوں کو مسترد کیا جا سکے۔ کیونکہ بنی نوع انسان کے بعض اعظم و بزرگ ترین اشخاص کو بھی خاص خاص خبط تھے۔" اور لارڈ کیمبل نے یہ بھی کہا ہے کہ "جس اصول کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اس کی رو سے تو سقراط کی گواہی بھی ناقابل ادخال ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کے ساتھ بھی ہمیشہ ایک روح رہتی تھی۔ جو اس کو سکھایا کرتی تھی۔" ۱۲۳ش

دفعہ ۱۵۰ : لیکن گو ہماری کتابوں سے دماغی خرابی کے وہ مختلف اسباب ظاہر ہوتے ہیں جو شہادت دینے کے ناقابل بنا دیتے ہیں۔ لیکن ان سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ اس مقصد کے لیے کتنی دماغی خرابی دیکھی جاتی ہے

لہ وارنگ بنام وارنگ ۶ موڈی پریوی کونسل کیس ۳۴۱۔

دراصل قانون میں دماغی خرابی کے دو (اگر اس سے زیادہ نہیں) معیار ہیں۔ پہلا تو وہ جو الزام جرم سے بری کرنے کافی ہے۔ اور اس کے متعلق یہ امر تصفیہ شدہ ہے کہ دماغ کی معمولی خرابی کافی نہیں —— بلکہ یہ اتنی ہونی چاہئے کہ ملزم ارتکاب فعل کے وقت یہ نہ جانتا ہو کہ وہ ایسے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے جو قانوناً ممنوع ہے[1]۔ دوسرا معیار یہ ہے کہ جنون اس درجہ کا ہونا چاہئے کہ کمیشن جنون جاری کیا جا سکے۔ لارڈ ایلڈن (Lord Eldon) کے زمانے میں عدالت چانسری نے کمیشن جنون جاری کرنے کے اختیار کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یا یوں کہو کہ غصب کر لیا۔ کمیشن جنون ایسے اشخاص کے متعلق جاری کیا جاتا تھا "جو صحیح الدماغ" نہیں ہوتے تھے۔ یعنی ایسی دماغی حالت والے ہوتے تھے جو مجنونوں اور پاگلوں کی دماغی حالت سے جدا ہوتی تھی۔ لیکن یہ ضعف عقل و نا اہلیت کی وہ دماغی حالت ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے امور کو انجام نہیں دے سکتے تھے[2]۔ تیسرا معیار خرابی دماغ کے ان مدارج سے متعلق تھا جن کی بنا پر معاہدات دستاویزات اور وصیت نامجات وغیرہ کالعدم قرار دیے جاتے تھے۔ اور جس کی جگہ ان دونوں کے درمیان تھی[3]۔ خاموشی سے غور کرنے پر یقین آ جائے گا۔ کہ اگر ہمارے قانون میں خرابی دماغ کو ناقابلیت کے سبب بطور باقی رکھنا ہے تو اس کو ان صورتوں تک محدود کرنا چاہئے۔ جن میں گواہ سے صحیح معنی میں گفتگو نہ ہو سکتی۔ اور اس کو یہ نہیں سمجھایا جا سکتا ہو کہ وہ عدالت انصاف میں ہے۔ اور اس سے سچ کہنے کی توقع کی جاتی ہے۔

[1] دارالامرا کو ججوں کا جواب ۱۰ اسکاٹ۔ رپورٹ نو۔ ۹۰۵۔ اکیا رگلش وکرون ۱۳۰۔ ملک بنام ہگنسن ایضاً ۱۲۹۔ ملک بنام دان۔ فوجداری مقدمات مولفہ کاکس۔ جلد ۱۔ مقدمہ ۸۰

[2] سلفورڈ بر جنون صفحہ ۲۳۵-۱ طبع دوم۔

[3] وصیت نامہ کو باطل کرنے کس درجہ کا جنون ضروری ہے؟ اس کے متعلق اب طے شدہ قانون یہ ہے کہ موصی کا ایسا خبط جس سے اس کی عام قوتیں اور حواس بحال رہتے ہیں۔ وصیت نامہ کو باطل نہیں کرتا۔ بجز اس کے کہ وہ خبط ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے موصی نے وصیت نامہ تحریر کیا ہو۔ بانکس بنام گڈفیلو ۱۸۷۰ء ۵ کوئینس بنچ

کسی شخص کی دماغی صحت کے دوسرے انحرافات اور اس کی دوسری دیوانگیوں کا جو اس سے کم ہوں صرف یہ اثر ہونا چاہئے کہ جوری سے کہدیا جائے کہ اس کی گواہی پر کتنا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ اور یہاں ہمیشہ کے لیے یہ کہدینا بہت اہم ہے کہ ہم کو ہمارے قدیم قانون دانوں نے جو کچھ جنون پر لکھا ہے۔ پڑھتے وقت یہ نہیں فراموش کرنا چاہئے کہ ان کے زمانے میں یہ مضمون کتنا کم سمجھا گیا تھا۔ اور مجنونوں کے ساتھ برتاؤ میں ان دنوں کتنی بڑی غلطیاں عام طور پر کی جاتی تھیں۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ ”ان کے جنون کے تصورات پاگل خانوں کے ایسے بدنصیب ساکنوں کے مشاہدے پر مبنی تھے۔ جن میں تازیانوں۔ زنجیروں۔ سردی اور غلاظت کی وجہ سے ص۱۳۸
پاگلوں کی حماقت یا شیطانوں کا غیظ وغضب پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن جدید ماہرین علم اجسام کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ جنون ایک ایسا عارضہ نہیں ہے جو راست آسمان سے نازل ہوتا ہے بلکہ ایک جسمانی بیماری ہے جس کا اکثر پوری طرح علاج ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہ دماغ اور تخیل کی بیماریوں اور عارضوں کے بہت سے کم درجے کے اشکال بھی ہوتے ہیں۔ جن سے ان اشخاص کے افعال بھی متاثر ہوتے ہیں جو باقی تمام لحاظات سے اپنی خبرگیری کے قابل اور امور زندگی کی انجام دہی کے ہر طرح اہل ہوتے ہیں؎ بعض تو اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۹۴۹ء میں نے وانگٹنام وارنگ اسمتھ بنام شب برڈ ۲۶ لا رپورٹ پروبیٹ وڈیورس۔ جلد ا صفحہ ۲۹۰ کے اقوال عدالتی کو منسوخ کردیا۔

لہ اس مضمون کو علم امراض جسمانی کی روشنی میں دیکھتے ہوئے ڈاکٹر بک (Dr. Beck) نے اپنے ”طبی علم اصول قانون“ (Medical Jurisprudence) (باب ۱۲۔ طبع ہفتم) میں دماغی خرابی کے حسب ذیل اقسام بیان کئے ہیں: ۱۔ Mania خبط ۲۔ Monomania خبط واحد جس میں melancholy اداسی بھی داخل ہے۔ ۳۔ Dementia جنون ۴۔ Incoherent madness دیوانہ پن (اس کی جگہ خبط اور جنون کے درمیان ہے) ۵۔ Congenital idiotism

ایک ایسی بیماری بھی ہوتی ہے۔ جس کو وہ "اخلاقی جنون" کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا کوئی خبط نہیں ہوتا۔ لیکن مریض کے اخلاقی کردار میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اس سے اس کی مرضی کے خلاف کسی نہ رکنے والے جذبے کی بنا پر تشدد و جرم کے افعال سرزد کراتا ہے[1]۔ گو اس دماغی حالت کو ہمارے علم اصول قانون میں تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ اور اس کا فی الواقع وجود بہت ہی مشکوک ہے۔ تاہم مذکورۂ بالا دریافتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مضمون کے جو بھی حدود قانون کی جانب سے مقرر کئے جائیں گے وہ لازمی طور پر بہت ہی ناقص اور ادھورے ہوں گے۔ اور جیسا کہ زمانۂ حال کے ایک ممتاز اہل قلم نے لکھا ہے کہ "نہ رکنے والے طوفانی جذبات کا عارضۂ جنون میں بدل جانا۔ کسی جبلی میں ایسی سخت غصّہ کی ذہنی حالت پیدا ہونا جو جنون سے کم نہیں ہے۔ اور یہ امر کہ اس کے ان افعال کو کس نوعیت کا سمجھا جائے جو اس سے اس وقت سرزد ہوئے ہوں جب وہ جنون و کینے کی متبدل سرحد کے قریب ہو۔ ان تمام امور نے دنیا کے دانشمندوں و تجربے کاروں کو حیران کر رکھا ہے[2]۔"

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ پیدائشی پاگل پن۔ علاوہ ان کی مختلف ذیلی قسموں کے وہ (صفحہ ۲۰۸ اور مابعد میں) مرض کے بعض اشکال بیان کرتے ہیں۔ جو جزئی یا عارضی طور پر جنون سے بہت مشابہت رکھتے ہیں یعنی ہذیان یا Delirium of fever خلل دماغ (hypochondriasis) سودا (Delirium tremens) ہولناک ہذیان (nostalgia) گھر کی یاد epilepsy مرگی Hallucination وغیرہ۔

[1] "طبی علم اصول قانون" مصنفۂ بک ۴۳۹۔ ۴۴۸ طبع ہفتم۔ ڈاکٹر ونسلو Dr. F. Winslow کا مضمون جوریڈیکل سوسائٹی کے کاغذات میں دیکھئے۔ جلد ا صفحہ ۵۹ وغیرہ۔

[2] "تاریخ انگلستان" از سر جیمس ماکنٹوش (Sir J. Mackintosh's Hist. Eng.) جلد ۳ صفحہ ۳ مستاخت۔ بیں رومن فقہا کا عام اصول جس کے متعدد استثنا بھی تھے یہ تھا کہ بچے جن کی عمر بلوغ سے کم ہو گواہی دینے کے ناقابل تھے (مقدمۂ قانون روما مصنفۂ ہیو پیرس کتاب ۲۲ عنوان ۵ نوٹ ۲ ضمیمہ)

دفعہ ۱۵۱: اب ہم بچوں کی شہادت کے متعلق غور کریں گے۔ ظاہر ہے کہ فہم کی غیر پختگی بھی ناقابلیت کی اسی طرح وجہ ہوتی ہے۔ جس طرح کہ فہم کا قدرتی نقص یا اس سے بعد میں محرومی۔ لیکن اس مضمون کی بحث میں ایک دوسری دشواری بھی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی بچے کی سمجھ اتنی پختہ ہو کہ وہ جو کچھ دیکھے یا سنے اس کو اچھی طرح بیان کر سکے۔ لیکن وہ حلف کے وجوب یا سچ کہنے کے واجب ہونے سے ناواقف ہو۔ اور گو ایک بالغ گواہ کی صورت میں ابتدائی مذہبی تعلیم کی کمی۔ تجربہ اور غور و فکر سے پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن کمسن بچے کی شکل میں اس کی توقع بیکار ہوگی۔ ان وجوہات کی بنا پر بچوں کی گواہی عدالتوں کے لیے ہمیشہ پریشانی کا باعث رہی ہے۔ اور اکثر اقوام کے قوانین نے جب بچہ ایک معین عمر سے کم ہو تو اس کی گواہی کو سرے سے نامنظور کر کے اس گرہ کو کھولنے کے بجائے کاٹ ہی دیا ہے[۲]۔ یہ طریقۂ عمل کئی وجوہات سے قابل اعتراض ہے۔ خصوصاً اس لیے کہ اس کی وجہ سے ۱۲۹

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: (۲) ثبوت قطعی از اسکارڈس ۱۲۵۳ ان کے بعض اساتذہ کا قول ہے کہ ۲۰ سال سے کم عمر والے نابالغ فوجداری مقدموں میں گواہی نہیں دے سکتے تھے۔ ثبوت قطعی از اسکارڈس صفحہ ۱۲۲۰۔ نوٹ ۹ اور بعد ازیں صفحہ ۱۲۵۲۔ نوٹ ۲۔ ایضاً اصول ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ دفعہ ۲۰ ضمن (۱) کے ان الفاظ سے بھی نظر آتا ہے کہ "اشخاص جن کی عمر بلوغ سے کم ہو شہری فرائض میں حصہ نہیں لیں گے"۔ اور حامی کر کتاب ۲۲ عنوان ۵ دفعہ ۳ (۵) کے ان الفاظ سے کہ "تشدد کے متعلق قانون جولیا (julian Law) کی رو سے حکم ہے کہ مدعا علیہ کے خلاف کوئی ایسا شخص گواہی نہیں دے سکے گا جو اس سے یا اس کے باپ سے علاحدہ ہوا ہو۔ یا جو نابالغ ہو" یہ اس وقت کی نہایت ہی مکروہ سا اس ہوئی کہ قدیم روما کے علم اصول قانون میں نابالغوں کی گواہی عام طور پر نامنظور ہوتی تھی کیونکہ یہ قانون نابالغوں کی گواہی کو عام تشدد کے صرف چند ایسے جرائم میں نامنظور کرتا تھا جن کی سزا موت ہوتی تھی اور ایک امر کا بیان دوسرے کی نفی ہوتا ہے اور ہمارے پاس کو نٹلین کی صریحی شہادت بھی موجود ہے کہ اس کے زمانے میں بہت ہی کمسن بچوں کی گواہی بھی بعض وقت لی جاتی تھی یا کم سے کم بطور ایک عادتی امر کے نامنظور نہیں کی جاتی تھی۔ دیکھئے کتاب خطابات کنٹلین باب ۷ آخری حصہ۔ دھرم شاستر کی رو سے ۱۵ سال سے کم عمر والے نابالغوں کی شہادت نامنظور کی جاتی تھی۔ اس آیت کی وجہ کہ ۱۵ سال غالباً ہمارے ملک کے ۲۱-۲۲ سال کے برابر ہوتے ہیں۔ ترجمہ پونی باب ۳ دفعہ ۳ جس کا ذکر مجموعۂ دھرم شاستر مصنفہ مال ہڈین کیا گیا ہے۔

بچوں کی ذات کے خلاف بعض اہم قسم کے جرائم کے لیے گویا اعلان ہو جاتا ہے کہ وہ بلا خوف سزا کیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ واقعے کے متعلق ان کے بیان بغیر ان جرائم کا ثبوت تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ہی عمر کے لڑکے مشاہدے و حافظے کی قوتوں میں اتنے مختلف ہوتے ہیں کہ سب کے لیے ایک اصول جو تقریباً بھی صحیح ہو وضع نہیں کیا جا سکتا۔ کم سے کم اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ "فطرت زیرکی و ہوشیاری کے ان نظامات کا مضحکہ اڑاتی ہے۔ جن کے ذریعے سے انسانی محنت انسانی کمزوریوں کے بڑے بڑے عنوانات مقرر کر کے ان کو محدود و مقید کرنے کی کوشش کرتی ہے[1]۔"

دفعہ ۱۵۲: اس مضمون پر قدیم قانون: ہمارے اسلاف نے اس اصول کو تسلیم کیا تھا کہ "نابالغ قسم کھانے کے قابل نہیں[2]۔" لیکن اس کے بعض استثنا بھی تھے مثلاً بارہ سال کی عمر کے نابالغ کو وفاشعاری وغیرہ کا حلف دیا جا سکتا تھا[3]۔ اور گو جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے بچوں کی شہادت اکثر مسترد کی جاتی تھی۔ لیکن وہ صرف ان کی حلف لینے کی مبینہ ناقابلیت کی بنا پر نہیں کی جاتی تھی۔ کیونکہ اسی قسم کی ایک دشواری ان کی اس عمر کے معین کرنے کے متعلق بھی محسوس کی گئی تھی جب کہ ان کو قانون تعزیرات کے تحت ذمہ دار قرار دینا چاہیے — یہ امر اب حسب ذیل (سنہ ۱۸۶۰) طریقے پر پوری طرح طے شدہ ہے کہ قانون تعزیرات کے تحت ذمہ دار کرنے پوری عمر بہ چند استثنا چودہ سال ہے۔ سات سال اور چودہ سال کے درمیان نابالغ کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ ناقابل ارتکاب جرم ہے۔ لیکن اس قیاس کی تردید کی جا سکتی ہے لیکن سات سال سے کم عمر والے بچے کے متعلق (صحیح ہو کر غلط) یہ قطعی قیاس قانونی ہوتا ہے کہ اس کی نیت مجرمانہ

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۳۰۴۔

[2] کوک بر لٹلٹن صفحہ ۱۷۲ ب۔

[3] لٹلٹن از کوک صفحہ ۲۰ ب۔ ۸۰ ب۔ ۱۷۲ ب۔

نہیں ہو سکتی ہے[1]

دفعہ ۱۵۳: سر ایڈورڈ کک نے اپنی کتاب فرسٹ انسٹیٹیوٹ[2] میں بیان کیا ہے کہ عام طور پر جس شخص میں "اختیار تمیزی نہ ہو" وہ گواہ نہیں ہو سکتا۔ اور اسی کتاب کے ایک دوسرے حصے[3] میں انھوں نے "سِنِ رُشد" کی تعریف اس طرح کی ہے کہ وہ چودہ سال کی عمر ہوتی ہے۔ تقریباً نصف صدی بعد سر میتھیو ہیل نے اپنی کتاب پلیس آف دی کراؤن[4] میں قرار دیا ہے کہ چودہ سال سے کم عمر کے نابالغ کا ہمیشہ بطور گواہ اظہار نہیں لینا چاہئے۔ تاہم اس کی جسمانی حالت مثلاً اس کے ذہین ہونے یا نوعیت واقعہ کے لحاظ سے اس سے کم عمر نابالغ کا بھی اظہار لیا جا سکتا ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عدالت نے بعض وقت اپنی معلومات کے لیے ان کا بیان بغیر حلف کے بھی سنا ہے۔ اور جس کی دوسری شہادت سے تائید ہونے کی وجہ سے غالباً کچھ وقعت بھی ہو سکتی ہے[5]۔ مقدمہ ینگ بنام سلاٹر فورڈ (Young V. Slaughterford) میں جو سنہ ۱۷۰۹ء کا ایک مرافعۂ قتل تھا۔ اور جس کی سماعت عدالت کے اجلاس کامل کے روبرو ہوئی تھی۔ لارڈ چیف جسٹس ہولٹ (L. C. J. Holt.) نے قرار دیا کہ بارہ سال سے کم عمر نابالغ بطور گواہ پیش ہو سکتا ہے۔ اگر وہ حلف کی ذمہ داری سے واقف ہو۔ اور چونکہ اس کا واقف ہونا ظاہر تھا۔ بطور گواہ اس کو پیش کیا گیا۔ لیکن مقدمہ شاہ بنام ٹریورس (R. V. Travers.)[6] میں جو اجلاس موسم بہار سنہ ۱۷۲۶ء کنگسٹن

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ا صفحہ ۲۰ و بعد اور نیچے دفعہ ۲۳۸۔
[2] تشریح مصنفہ کک صفحہ ۶ ب۔
[3] ایضاً صفحہ ۲۴۷ ب۔
[4] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ا صفحہ ۳۰۲۔ ۳۰۴ و ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۷۹۔
[5] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۴۔
[6] ۱۱ موڈی ۲۴۲۔
[7] اسٹرینج جلد ا صفحہ ۷۰۰۔

میں پیش ہوا تھا۔ اور جس میں سات سال سے کم عمر کی بچی کے ساتھ زنا بالجبر کرنے کا
الزام تھا۔ لارڈ چیف جج گلبرٹ نے اس بچی کی شہادت کو نامنظور اور ملزم کو
بری کردیا۔ اس کے بعد ملزم کو دوبارہ زنا بالجبر کی نیت سے حملے کی بنا پر چالان
کیا گیا۔ اور اس کی سماعت لارڈ چیف جسٹس ریمنڈ (L. C. J. Raymond)
کے اجلاس پر ہوئی۔ اس اثنا میں بچی سات برس کی ہوگئی تھی۔ اور جب
اس کی شہادت پر اس بنا پر اعتراض کیا گیا کہ چھ سات برس کے بچے کی
اغراض شہادت کے لیے وہی حالت ہوتی ہے۔ جو مجنون یا دیوانے کی ہے۔
اس کے جواب میں چالان کے کونسل نے ایک ۱۶۹۸ء کے مقدمے کا حوالہ
دیا جو اولڈ بیلی (Old Bailey) میں دائر ہوا تھا۔ اور جس میں چیف جج وارڈ
(C. B. Ward) نے دس سال سے کم عمر کے ایک ایسے بچے کی شہادت
سنی تھی جس سے حلف کی ماہیت کے متعلق سوال کئے گئے تھے اور جس کی
اس نے معقول توضیح کی تھی۔ لیکن اس بحث کے بعد ہی لارڈ چیف جسٹس
نے اس کمسن لڑکی کی شہادت کو نامنظور کیا۔ اور ایک شخص اسٹی ورڈ
(Steward) کا حوالہ دیا جو اولڈ بیلی میں دو بچوں کے ساتھ زنا بالجبر کے
الزام میں سنہ ۱۷۰۰ء میں پیش ہوا تھا۔ ایک بچی تو دس سال کی تھی۔ لیکن
اس کی شہادت اس وقت تک منظور نہیں کی گئی۔ جب تک دوسری
ایسی شہادت پیش نہیں ہوئی۔ جس سے مدعی علیہ کا جرم قوی طور پر ظاہر
ص ۱۴۱ ہوتا تھا۔ اور بچی نے بھی ماہیت حلف کے متعلق قابل اطمینان بیان نہیں
دیا تھا۔ دوسری بچی چھ سات سال کی تھی اور متفقہ طور پر قرار دیا گیا کہ اتنی
کمسن بچی کی شہادت پیش نہیں ہوسکتی۔ اور اسی لیے اس کو مسترد کردیا گیا۔
لیکن گو لارڈ چیف بیرن گلبرٹ نے ملک بنام ٹریورس کے پہلے مقدمے
میں بچی کی شہادت کو نامنظور کردیا۔ لیکن غالباً وہ اس بنا پر تھا کہ بچی ماہیت
حلف سے ناواقف تھی۔ یا اس لیے کہ وہ کم فہم تھی۔ کیونکہ انھوں نے اپنی کتاب شہادت[1]

[1] شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۱۲۲۔ طبع چہارم۔

میں اصول یہ قرار دیا ہے کہ "چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کی شہادت پابندی سے نہیں سنی جاتی ہے۔ تاہم بارہ برس کی عمر میں ان کو عدالت لیٹ(عہ) میں وفاشعاری کا حلف دیا جاتا تھا۔ کوئی ایسی عمر مقرر نہیں ہے جس سے کم ہونے پر ان کی شہادت نامنظور کی جاتی تھی۔ لیکن ان کی شہادت کی صحت و معقولیت ان سوالات سے جو ان سے کئے جائیں اور ان کے جوابات سے ظاہر ہونی چاہیئے۔" اور آخر میں ملحوظ رکھئے کہ مقدمہ امی چند بنام بارکر ۱۷۴۴ء[۱] کی بحث میں لارڈ چیف جسٹس لی نے کونسل سے جو سر ماتھیو ہیل کے مذکورۂ بالا ایک فقرے سے استناد کر رہا تھا کہا کہ اولڈ بیلی میں نہایت غور و فکر کے بعد قرار دیا گیا ہے کہ حلف دئے بغیر بچے کی شہادت نہیں سنی جانی چاہیئے۔ اور لارڈ چیف بنچ بارکر نے کہا کہ اجلاس کنگس بنچ پر لارڈ ریمنڈ کے روبرو بھی یہی قرار دیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۴: ان تمام متغائر بیانیوں اور خلط مبحث میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ دو اصول آہستہ آہستہ قائم ہوتے جا رہے تھے۔ (۱) اگر کمسن بچوں کی شہادت منظور کرنا ہی ہے تو اسے خود کمسن بچے ہی سے سننا چاہیئے نہ کہ ایک ایسے بیان کے ذریعے سے جس میں دوسرے شخص کا بھی کچھ حصہ ہو۔ (۲) گواہ کا کمسن بچہ ہونا اس اصول میں تخفیف کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ "عدالتی کارروائیوں میں بغیر حلف کے کسی کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔" آخر کار ۱۷۷۹ء[۲] میں ان دونوں اصولوں پر ملک بنام بریسیر[۳] (R. V. Brasier) کے مقدمے میں عدالتی مہر کر دی گئی۔ اور

عہ فوجی جاگیر تحصیل وغیرہ کی عدالت جس میں معمولی جرائم کی سماعت ہوتی تھی۔ مترجم

۱؎ ۱۰ اٹکنس صفحہ ۲۹۔

۲؎ کروک عہد چارلس صفحہ ۳۲۔

۳؎ کراؤن لا مصنفہ لیچ ("Leach's Crown Law.") جلد ا صفحہ ۱۹۹ پلیس آف دی کراؤن ایسٹ جلد ا صفحہ ۴۴۳۔ یہ کہنا چاہیئے کہ چند سال قبل گولڈ جسٹس نے چھ سات سال کی بچی کے ساتھ زنا بالجبر کے مقدمے میں ایسی ہی رائے ظاہر کی تھی۔ جب ملزم کو بچی کی غیر حلفی گواہی پر بری کر دیا گیا تو جج نے اس کا ذکر دوسرے

اسی لیے اس مضمون پر یہ ہدایتی مقدمہ ہے۔ ملزم پر ایک سات سال سے کم عمر بچی پر زنا بالجبر کی نیت سے حملے کا الزام تھا۔ اور بچی کا بطور گواہ اظہار نہیں لیا گیا تھا۔ اور چالان کی اہم شہادت بچی کا وہ بیان تھا جو اس واقعے کے متعلق اس نے دو اور اشخاص سے کیا تھا۔ ملزم کو سزا سنا دی گئی لیکن دوسری نوبت پر ججوں نے اس پر غور کیا اور قرار دیا کہ سزا غلط طور پر (ط۱۴۲) سنائی گئی تھی اور انھوں نے متفقہ طور پر قرار دیا کہ "کوئی گواہی بھی قانوناً بغیر حلف سنی نہیں جا سکتی۔ اور سات سال سے کم عمر کے بچے کو بھی فوجداری مقدمے میں حلف دیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ عدالت کے اچھی طرح سوالات کرنے کے بعد ظاہر ہو کہ بچے کو حلف کی ماہیت اور نتائج کے کافی معلومات ہیں۔ کیونکہ اس عمر کے متعلق جس کے اندر بچوں کی شہادت کو نامنظور کیا جائیگا کوئی مستقل یا معین اصول نہیں ہے۔ ان کی شہادت کا قابل ادخال ہونا جھوٹ کے خطرات اور اس کی ناپاکی کے متعلق ان کی عقل اور سمجھ پر موقوف ہوتا ہے۔ اور اس کے متعلق اطمینان ان سوالات کے جوابات کے ذریعے سے کیا جاتا ہے جو عدالت ان پر کرتی ہے۔ اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ حلف لینے کے قابل نہیں ہیں تو ان کی شہادت ناقابل ادخال ہوتی ہے"۔

دفعہ ۱۵۵: بریسے بیسر کے مقدمے نے بچوں کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق جدید قانون اور عمل کو طے کر دیا ہے۔ جس طرح تعزیرات میں "کینے سے عمر کی کمی پوری ہو جاتی ہے"۔ اسی طرح یہاں کلیسائی فقہا کے اس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ججوں سے کیا۔ اور ان میں سے اکثر نے اس کے ساتھ اتفاق کیا۔

ملک بنام پاول کراؤن لا مصنفہ لیچ جلد ۱ صفحہ ۱۱۰۔

ملحظہ ہو صفحہ ۱۰۲۔ ب۔ پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحہ ۲۶۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۲۳-۲۱۲۔

اصول پر عمل کیا گیا کہ "عقل سے عمر کی کمی پوری ہو جاتی ہے"[1] اور آلڈرسن[2] نے اس اصول کو ان الفاظ میں وضع کیا ہے کہ "یہ یقیناً قانون نہیں ہے کہ سات سال سے کم عمر بچے کا بطور گواہ اظہار نہیں لیا جا سکتا۔ اگر سوالات کے بعد اس میں کافی قابلیت نظر آئے تو جج اس کو حلف لینے کی اجازت دے گا"[3] اور گو قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۵ء اور بعد کے قوانین کی رو سے کمسن بچوں کو بطور گواہ قابل بنانے اب یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر صورت میں حلف کی ماہیت و وجوب سے واقف ہوں۔ تاہم چونکہ ان کی شہادت اب بھی نا قابل ادخال ہو گی۔ اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ سچ اور جھوٹ کا فرق نہیں سمجھتے ہیں[4] — نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جیسا کہ عدالت نے برسے ہیر کے مقدمے میں کہا تھا۔ ان کا قابل ادخال ہونا اب بھی موقوف ہوتا ہے۔ "جھوٹ کے خطرات اور اس کی ناپاکی کے متعلق ان کی عقل اور سمجھ پر۔ جس کے متعلق اطمینان ان سوالات کے جوابات سے کیا جاتا ہے جو عدالت ان پر کرتی ہے۔" یہ ایک امر نزاعی بنا دیا گیا ہے کہ کیا بچے کی شہادت قابل ادخال ہو گی اگر "جھوٹ کے خطرات اور اس کی ناپاکی"، بچے کو مقدمے کے لیے تیار کرنے کے لیے سکھلا دئے گئے ہوں۔ اور اس کی عام مذہبی تعلیم کا نتیجہ نہ ہو۔ ملک بنام ولیمس (R.v. Williams) میں جو ایک قتل کا مقدمہ تھا۔ ایک آٹھ سال کی بچی کو بطور گواہ طلب کیا گیا تھا۔ متوفی کی موت تک بچی نے خدا کا نام یا مستقبل کی حالت صـ۱۲۳
سزا یا جزا کا ذکر تک نہیں سنا تھا۔ کبھی دعا نہیں کی تھی۔ اور حلف کی ماہیت سے واقف نہیں تھی۔ اس کے بعد دو مرتبہ ایک پادری اس سے

---

[1] لانس لائش: اصول قانون کلیسائی۔ کتاب ۲ عنوان ۱۰ دفعہ ۵۔

[2] ملک بنام برکنس کراؤن کیسیز مصنفہ موڈی (Mudy) ۱۳۹۔

[3] دیکھیے نیچے دفعہ ۱۵۶۔

[4] کیا رنگٹن و رین صفحہ ۳۲۰۔ جلد ۱۔

ملا تھا۔ اور حلف کی ماہیت اور اس کے وجوب کے متعلق اس کو کچھ تعلیم دی تھی۔ لیکن اس نے عدالت میں اس کے متعلق بہت ہی پریشان بیان دیا۔ اور رپورٹ کے الفاظ میں اس کو "مذہب یا حیات آیندہ کے متعلق کچھ معلومات نہیں تھے"۔ اس کی گواہی پر اس لیے اعتراض کیا گیا کہ اگر یہ کافی ہو کر گواہ ماہیت حلف سے سکھلانے کی بنا پر واقف ہو جائے تو گواہ کو سکھلانے کے لیے جب وہ اظہار دینے کے لیے کٹہرے میں جائے ہمیشہ ایک پادری طلب کر لیا جا سکتا ہے۔ اور جالان کے کونسل نے ملکہ بنام ویڈ (R. V. Wade) (۱-کراؤن کیسس از موڈی صفحہ ۸۶) کا حوالہ دیا پاٹیسن جج (Patteson, J.) نے کہا کہ "مجھے اس امر کا اطمینان ہونا چاہیے کہ بچی وجوب حلف سے اپنی عام مذہبی تعلیم کی بنا پر واقف ہے۔ بچی کی ضمیر پر حلف کا اثر مستقل نوعیت کے مذہبی احساسات کی بنا پر ہونا چاہیے۔ اور ایسی تعلیم کی بنا پر نہیں ہونا چاہیے جو حال حال میں اغراض مقدمہ کے لیے صرف ماہیت حلف کے متعلق دی گئی ہو۔ اور چونکہ یہ ظاہر ہے کہ ان حالات کے واقع ہونے سے پہلے جن کے متعلق یہ گواہ گواہی دینے آیا ہے اس کو کچھ بھی مذہبی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ اور اس نے حالت آیندہ کے متعلق کچھ بھی نہیں سنا تھا۔ اور اب بھی وہ اس مضمون کو حقیقی طور پر سمجھتی نہیں ہے۔ میری دانست میں مجھے اس کی گواہی مسترد کر دینی چاہیے" لیکن گو مذکورۂ بالا مقدمے میں فیصلے کے صحیح ہونے کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس امر کے متعلق شبہ ہو سکتا ہے کہ بچی کے حلف اٹھانے کی قابلیت کا تصفیہ کرتے وقت جج کو اس واقعے پر بھی غور کرنا تھا کہ بچی کو ماہیت حلف کے متعلق اس وقت تعلیم دی گئی جب کہ ارتکاب جرم ہو چکا تھا۔ تاہم یہ اصول —— اگر دراصل پاٹیسن جج کا ارادہ اس کو قرار دینا تھا کہ بچی حلف اٹھانے کے ناقابل تھی۔ کیونکہ وجوب حلف کے متعلق اس کا احساس اس کی عام مذہبی تعلیم کا نتیجہ نہیں تھا۔ دوسرے تنازیر کے مغایر اور

لہ۔ شہادت مصنفہ فپس طبع ششم ۲۵۲-۲۵۳۔ شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۳۷۷۔ نیز ان مقدمات کو

اصولاً ناقابلِ حمایت ہے۔

دفعہ ۱۵۶ : جب کسی فوجداری مقدمے کا کوئی اہم گواہ ایک کمسن بچہ[1] ہو تو عمل یہ رہا ہے کہ جج اس پر اس مقصد سے سوالات کرتے ہیں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کیا وہ حلف کی ماہیت و وجوب اور دروغ حلفی کے نتائج سے واقف ہے۔ اور اگر سماعت مقدمہ سے پہلے ظاہر ہو کہ اہم گواہ کمسن اور مذہبی معلومات سے عاری ہے۔ تو عدالت اپنی صوابدید کے لحاظ سے مقدمے کو ملتوی کر سکتی۔ اور حکم دے سکتی ہے کہ اس اثنا میں اس کو اس مضمون پر مناسب تعلیم دی جائے[2]۔ لیکن ایک حال کے مقدمے میں ایک باپ پر اپنی بارہ سالہ لڑکی کی عصمت دری کا الزام تھا آلڈرسن بنچ نے مقدمے کو ملتوی کرنے سے انکار کیا۔ تاکہ اس کو ماہیت حلف کے متعلق تعلیم دی جائے۔ اور یہ کہا کہ تمام ججوں کی رائے میں یہ کارروائی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کسی خاص غرض کے لیے گواہ کو سکھانے پڑھانے کی کارروائی کے مشابہ ہے۔ اور اسی بنا پر سخت قابلِ اعتراض تھی[3]۔ اگر اس مقدمے کی رپورٹ صحیح طور پر دی گئی ہے تو نہ صرف وہ سابقہ نظائر کے ایک سلسلے کے خلاف ہے[4] بلکہ جیسا کہ اس کتاب میں جس میں کہ اس مقدمے کا ص۱۴۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ دیکھئے جن کا نیچے حوالہ دیا گیا ہے۔

[1] اس مقصد کے لئے کتنی عمر کو کمسنی سمجھا جائے کہیں اس کی صراحت نہیں کی گئی ہے۔ گو نابالغیت سے متعلق عام قانون کی تشبیہ پر ۱۴ سال کی عمر میں ضروری مذہبی معلومات کا قیاس کرنا چاہئے۔ لیکن عدالت کو شبہ ہو تو جوان شخص کے مذہبی معلومات کی بھی تحقیق کر سکتی ہے۔ نیچے دیکھئے۔

[2] شہادت مصنفہ اسٹارکی صفحہ ۱۱۱ طبع چہارم۔ شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۹۔ طبع دہم۔ شہادت مصنفہ گلبرٹ طبع ششم صفحہ ۱۴۴۔ ۵۳۔ ۴۔ کامن لا' ارتیج جلد ۱ صفحہ ۳۰۲۔ نوٹ۔ الف۔ ملک بنام نکولس ۱۴۔ کیار نگٹن و کرچان صفحہ ۲۴۲۔ ملک بنام جیلیر ۴ کراؤن کیسس انڈ کاکس ۲۳۔

[3] شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱۔ صفحہ ۱۰ طبع دہم۔

[4] دیکھئے اوپر نوٹ ۲

ذکر کیا گیا ہے کہا گیا ہے کہ "اگر اس اصول کا سختی سے اطلاق کیا جائے تو ایک باپ اپنی بچی کی تعلیم کا اخلاقی فرض فراموش کرکے اس کے خلاف ایک سخت زبون جرم کے ارتکاب کی آزادی حاصل کرلے گا"[۱]۔

مسٹر جسٹس اسٹیفن (Mr. Justice Stephen) کے ڈائجسٹ متعلق قانون شہادت (Digest of the Law of Evidence) کی نوٹ (۴۰) میں خوب ہی بتایا گیا ہے کہ "بچے کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے لیے آخرت میں جھوٹ کی سزا کے متعلق اس کے عقیدے پر اصرار کرنے سے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جن سے مذہب یا عدل گستری کی عزت وعظمت میں اضافہ نہیں ہوسکتا۔ اور اس قابل مصنف نے بچے کی ناقابلیت کے وجوہ میں سے مذہبی عقیدے کی کمی کو حذف کردیا ہے دفعہ ۱۰۷ میں وہ قرار دیتے ہیں کہ "گواہ ناقابل ہوتا ہے اگر جج کی رائے میں وہ نہایت کمسن ہونے یا عارضۂ دماغ یا اسی قسم کی کوئی اور وجہ سے ان امور کو جن کے متعلق وہ گواہی دیتا ہو یاد نہ کرسکے۔ اس سے جو سوالات کئے جائیں ان کو سمجھ نہ سکے یا ان کے معقول جواب نہ دے سکے۔ یا یہ نہ جان سکے کہ اس کو سچ کہنا چاہئے" نیز ان کی یہ بھی رائے ہے کہ قانون ترمیم مزید قانون شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸۔ جس کی رو سے گواہ کو اجازت ہے کہ "اگر اسے حلف اٹھانے سے انکار ہے یا اس کے حلف لینے کے قابل ہونے پر اعتراض کیا جائے تو بجائے حلف کے وہ اقرار کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ صدر نشین جج کو اطمینان ہو کہ قسم کی پابندی کرنے کا کوئی اثر اس کی ضمیر پر نہ ہوگا۔ بچے سے بھی اس وجہ سے متعلق ہے کہ "جب وہ شخص جو عمداً و قصداً۔ خدا و آخرت پر ہر عقیدے سے انکار کرتا ہو۔ قابل گواہ ہوسکتا ہے۔ تو یہ طریق اولیٰ بچے کو بھی جسے اس مضمون پر کوئی تعلیم نہ ملی ہو قابل گواہ ہونا چاہئے" اس قابل مصنف کی پوری تعظیم کے ساتھ ہمیں یہ کہنا چاہئے

---

[۱] شہادت مصنفہ فلپس جلد ا صفحہ ۱۰۔ نوٹ ۳۔ طبع دہم۔

ط (۱۲۹) کہ مذکورۂ بالا قانون موضوعہ کے متعلق یہ رائے عملاً اختیار نہیں کی گئی ہے۔ نہ کسی اور مصنف کو سوجھی نہ اس کو کسی اور نے اختیار کیا ہے۔ اور گو اس کے متعلق قابل لحاظ طور پر بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن در اصل وہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بچہ اس امر سے انکار نہیں کر سکتا جس کی ماہیت سے مسلہ طور پر وہ واقف نہ ہو اور گو نحوی طور پر "اعتراض ہے" کے الفاظ کے تحت بچہ بھی آجاتا ہے۔ لیکن ان کی ترتیب کے لحاظ سے وہ صرف جوان شخص کے لیے ہی لئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کی بہت ضرورت ہے کہ اس امر پر صریحی قانون سازی ہونی چاہیئے کہ یہ قانون ان تمام بچوں سے بھی متعلق ہو جائے۔ جن پر اس کا اطلاق عدالت کی رائے میں مناسب ہو۔

اس خصوص میں قانون شہادت کی ایک اہم گو جزوی ترمیم قانونِ ترمیم تعزیرات ۱۸۸۵ء۔ ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ دفعہ (۴) کی رو سے کی گئی ہے۔ اس دفعہ کی رو سے جو ۱۳ سال سے کم عمر کی لڑکی کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کو جرم سنگین اور اس کے اقدام کو جرم خفیف قرار دیتا ہے۔ حکم ہوا ہے کہ جب لڑکی جس کے ساتھ اس جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو۔ یا کوئی اور کمسن بچی (یا بچہ) جو بطور گواہ پیش ہو۔ عدالت کی رائے میں حلف کی ماہیت سے واقف نہ ہو تو ایسی لڑکی یا ایسے دوسرے بچے کی شہادت بغیر حلف دینے کے لی جا سکتی ہے۔ اگر عدالت کی دانست میں یہ بچے اتنے ہوشیار اور ذہین ہوں ان کی شہادت سنا جائز ہو سکے۔ اور وہ سچ کہنے کے فرض سے واقف ہوں" لیکن یہ شرط بھی اضافہ کی گئی ہے۔ کہ ایسی شہادت پر کسی شخص کو سزا نہیں دی جائے گی جب تک کہ اس کی تائید ملزم کے خلاف کسی دوسری اہم شہادت سے نہ ہو۔ اسی طرح کی ایک دوسری اہم ترمیم دفعہ (۳۰) قانون اطفال ۱۹۰۸ء۔ ۸ ایڈورڈ ہفتم باب ۶۷ کی رو سے کی گئی ہے جس کی رو سے حکم ہے کہ اس قانون اور بعض دوسرے قوانین کے تحت کارروائیوں میں کمسن بچوں کی غیر حلفی شہادت قابل ادخال ہوگی۔ اگر عدالت کو اطمینان ہو کہ گو وہ حلف کی ماہیت سے واقف نہیں ہیں۔ لیکن ان میں

اتنی کافی سمجھ ہے کہ ان کی شہادت سنی جانی چاہئے۔ اور یہ کہ وہ سچ کہنے کے فرض کو سمجھتے ہیں۔ اسی قانون کے دفعہ ۲۰و ۲۱ کی روسے نکلائے امن کو بچے کا اظہار حلفی لینے کے متعلق سہولتیں دی گئی ہیں۔ جب کہ ان کو اطمینان ہو کہ بچے کی عدالت میں حاضری سے اس کی صحت وجان کے لیے اہم خطرہ ہو۔ اور دفعہ (۴۱) کی روسے ایسے اظہار کے اس شخص کے خلاف شہادت میں پڑھے جانے کی اجازت ہے۔ جس پر اس قانون کے تحت کسی الزام جرم کی بنا پر مقدمہ دائر ہو۔ بشرطیکہ اظہار حلفی پر جج کے دستخط ہوں۔ اور اس کے شہادت میں پیش کرنے کے ارادے کی اطلاع اور جرح کا موقع ملزم کو دیا گیا ہو۔ اس قانون کے دفعہ (۳۰) میں مزید اضافہ قانون عدل گستری فوجداری ۱۹۱۴ء دفعہ ۲۰ کی روسے کیا گیا ہے۔

مد ۱۴۶ **دفعہ ۱۵۱:** قتل کے مقدمات میں قانون کے اس عام اصول میں جس کی روسے بالواسطہ یا سنی سنائی شہادت مسترد کی جاتی ہے۔ اس حد تک کمی کی گئی ہے کہ متوفی کی وجہ موت کے متعلق بیانات قابل ادخال کئے گئے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ایسی حالت میں دیے گئے ہوں جب کہ اس کو یقین تھا کہ موت اب آرہی ہے۔ یہ استثنا کچھ تو ضرورۃً۔ اور کچھ اس بنا پر کیا گیا ہے کہ مناسب طور پر متوفی کی حالت ایسی سمجھی جاسکتی ہے کہ اس پر ایک ایسی تہدید کا اثر ہے جو حلف کی تہدید کے مساوی ہے۔ اور کچھ اس لیے کہ ایسے موقعوں پر گواہ کو شاذ و نادر ہی فریب دینے میں کچھ دلچسپی ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ جب کمسن بچوں کا بطور گواہ اظہار لیا جاتا ہے تو عدالت کو ان کی ذہانت و مذہبی معلومات کی تحقیق کا موقع رہتا ہے۔ اس لیے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ برخلاف جوانوں کے بچوں کے بیانات قبل مرگ کو بادی النظر میں ناقابل ادخال قرار دینا چاہئے۔ کیونکہ جوانوں کے بھی ایسے بیانات

لہ دیکھئے دفعہ مذکورہ نیچے۔

ناقابل ادخال ہوتے ہیں۔ اگر یہ ظاہر ہو کہ مستوفی ایسا شخص تھا جو جہالت یا کسی اور وجہ سے اپنی فوری آنے والی موت کے مذہبی خوف سے متاثر نہیں ہو سکتا تھا[1]۔ مقدمۂ ملک بنام پائک[2] (R. V. Pike,) میں دو ملزموں پر ایک چار سالہ بچی کے قتل کا الزام تھا۔ شہادت میں بچی کے ایک ایسے بیان کو پیش کرنے کی اجازت مانگی گئی جو اس نے اپنی ماں سے اس وقت کیا تھا۔ جب وہ سمجھتی تھی کہ وہ جلد ہی مر جائے گی۔ اور جو اس برتاؤ کے متعلق تھا۔ جو ملزموں نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ پارک جسٹس (Park, J.) نے (پارک بیج (Parke, B.) کے اتفاق سے) اس بیان کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ "چونکہ یہ بچی صرف چار سال کی تھی یہ بالکل ناممکن ہے کہ گو اس کا دماغ کتنا ہی قبل از وقت ترقی یافتہ ہو اس کو آخرت کا کچھ خیال ہو۔ اور یہی امر تو اس کے بیان کو قابل ادخال کرنے ضروری تھا۔ . . . . . . در اصل میری رائے میں ہم اس کی عمر کی وجہ سے یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اس کو اس قسم کا کوئی خیال نہیں تھا۔" لیکن اس فیصلے کی صحت پر کچھ بھی اعتراض کئے بغیر ہم اچھی طرح شبہ کر سکتے ہیں کہ کیا مذکورۂ بالا قول عدالتی صحیح ہے؟ اس امر پر یقیناً کوئی قطعی قیاس قانونی نہیں ہے۔ اور گو یہ امر کتنا ہی غیر متوقع ہو کہ ایک چار سالہ بچے کو مذہب اور خدا کی جانب سے جھوٹ کہنے کی سزا دئے جانے کے متعلق صاف تصورات ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب ان واقعات کو ثابت کر دیا جائے تو اس کا بیان قبل مرگ قابل ادخال ہونا چاہئے۔ مقدمۂ ملک بنام پرکنس[3] (R. V. Perkins) میں ججوں نے ایک محفوظ کردہ سوال کی بنا پر قرار دیا کہ ان حالات میں ایک دس سالہ بچے کا بیان قبل مرگ قابل ادخال ہے۔ لیکن پھر بھی سوال رہ جاتا ہے کہ کس عمر پر سمجھ کے فقدان اور مذہبی مضامین سے لاعلمی کا قیاس موقوف ہو جاتا ہے

---

[1] دیکھئے دفعہ ۵۰ نیچے۔

[2] ۲ کیار گلٹن ایپن (۵۹۲)۔

[3] کراؤن کیس از میوڈی صفحہ ۱۲۵۔ جلد ۲

اوراسی وجہ سے ان امور کے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے ؟ قیاس کی بنا پر چودہ سال کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس امر پر عدالتی فیصلے خاموش ہیں۔

طے ۱۴ **دفعہ ۱۵ا**: بچوں کی شہادت جب منظور ہوتی ہے تو اس کا اثر کیا ہوتا ہے ؟ ایک مستند کتاب میں لکھا ہے[1] کہ " تہدید حلف کے بغیر بھی۔ بچوں کی گواہی، ان پر جرح کئے جانے کے بعد اتنی ہی وقعت کی مستحق ہے۔ جتنی کہ جوان اشخاص کی گواہی۔ اور ذہنی قوتوں میں کامل نشو و نما نہ ہونے کی تلافی فریب دینے کے وجوہ تحریک کے فقدان سے ہو جاتی ہے[2]۔ یہ صاف امر ہے کہ کسی شخص کو صرف ایسی شہادت یا دوسری شہادت سے اس کی تائید پر قانوناً سزا دی جا سکتی ہے۔ اور یہ سوال کہ کیا بچے کی شہادت کی کسی جزو میں تائید ہونی چاہئے اور کس حد تک ہونی چاہئے خالصاً جوری کے لیے ہوتا ہے۔ کہ وہ مقدمے کے تمام حالات اور خصوصاً بچے کی شہادت دینے کے طریقے پر غور کر کے تصفیہ کریں "۔ کوین ٹلین (Quintilian) " بچوں کی شہادت کو جن میں سے بعض خیالی گھوڑے نہیں دوڑاتے ہیں۔ اور بعض قوت فیصلہ استعمال کر کے شہادت نہیں دیتے ہیں[3] "۔ مشکوک شہادتوں میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن اس مقولے کو بہت سختی سے نہیں جانچنا چاہئے کیونکہ

[1] شہادت مصنفۂ فلپس وا یاس صفحہ ۱۔

[2] ان (یعنی بچوں) کے لیے یہ امر موجب دلچسپی ہوتا ہے کہ بعینہٖ ان الفاظ پر خاص توجہ کریں جو لوگ ان کی موجودگی میں کہتے ہیں۔ وہ معمولاً دوسرے اشخاص کے تصورات اور ان کی طرز ادا کو خاموشی سے قبول کرتے رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے ایک بڑا شخص جب وہ کوئی بیان سنتا ہے تو صرف مغز سخن یاد رکھنے اور اس میں ترمیم کرنے کا رجحان رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے بعد میں اپنے تصورات کے اصل تاثرات کا پتا چلانے میں ناکام رہتا ہے۔ " Ames, Great Oyer of Poisoning'' صفحہ ۲۰۰۔

[3] (lust orat.) کتاب ۵ باب ۷۔ آخر میں۔

بعض بچوں کو خیالی گھوڑے دوڑانے کی عادت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ان حالات کو بطور واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جن کا وجود سوائے ان کے تخیل میں ہونے کے کہیں اور نہیں ہوتا ہے۔ اور کچھ ایسا ہی نتیجہ بچوں میں اکثر بڑوں کے کہنے یا دھمکیاں دینے اور ان کے خوف اور غیر پختہ ذہن پر اثر ڈالنے سے پیدا ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۵۹: (۲) ناقابلیت کے دوسرے سبب کو "ناقابلیت بربنائے فقدان مذہب" کہہ سکتے ہیں۔ ایک انسان کے دوسرے سچ بیانات کرنے کی قدرتی اور اخلاقی تہدیدوں میں "حلف"[1] کی تہدید سے اضافہ کرنے کا رواج اکثر ممالک و ازمنہ میں (اگر سب میں نہیں) رہا ہے۔ یعنی بیان دینے والے کا ایک ایسی غائب و برتر ہستی کی موجودگی کو تسلیم کرنا جو سچ سے کسی انحراف کی سزا دینے کے لیے تیار اور آمادہ رہتی ہے۔ اور اس ہستی کو جو کچھ کہا جا رہا ہے اس کی صداقت پر گواہ رکھنا۔ اور بعض صورتوں میں۔ یہ اگر جھوٹ ہو تو اس کے انتقام کو طلب بھی کرنا۔ اسی اصول پر اکثر اقوام کی عدالتیں حلف کو شہادت کی منظوری کی شرط مقدم قرار دیتے ہیں۔ اور خصوصًا ہماری قوم میں یہ اصول کہ "عدالتی کارروائیوں میں گواہی پر اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ حلفیہ نہ ہو۔ قدیم ترین زمانے سے قانون کا ایک مسلمہ اصول تھا۔ پس قانون عمومی کی رو سے صـ۱۴۸
ایسے گواہ کی شہادت کو مسترد کر دیا جاتا تھا۔ جو یا تو ایسی برتر ہستی کے وجود سے لاعلم۔ یا اس کا منکر تھا۔ یا جو صداقت شہادت کی مطلوبہ ضمانت دینے سے انکار کرتا تھا۔ اور اسی لیے ناقابلیت کے اس سبب پر تین عنوانوں کے تحت غور کیا جائے گا۔ (الف) مذہبی معلومات کی کمی۔

---

[1] حلف پر دیکھئے پیچھے دفعہ ۶۵ و بعد۔

[2] کروک جلد چہارم صفحہ ۲۴۲۔

(ب) مذہبی عقیدے کی کمی۔ اور (ج) مذہبی ضابطوں کی پابندی سے انکار۔

دفعہ ۱۶۰: ان میں سے پہلے عنوان کو ایک جملے میں ختم کیا جا سکتا ہے مذہبی معلومات کی کمی اکثر بچوں میں پائی جاتی ہے۔ جن کی قابلیت کے متعلق غور کر لیا گیا ہے[1]۔ لیکن انھیں اصولوں کا اطلاق اس وقت بھی ہوتا ہے جب ایک ایسا جوان شخص بطور گواہ پیش ہوتا ہے جس میں مطلوبہ مذہبی معلومات کی کمی ہوتی ہے[2]۔

دفعہ ۱۶۱: (ب) مذہبی عقیدے کی کمی کی وجہ سے ناقابلیت۔ اس باب کے ایک پچھلے حصے میں اس پر بڑی حد تک بحث ہو چکی ہے[3]۔ جہاں ہم نے غلط عقائد یا ایسے برے حرکات کی بنا پر جن سے گواہ کی صداقت متاثر نہیں ہو سکتی۔ ناقابلیت عائد کرنے کے قدیم عمل کی ناانصافی اور لغویت کو دکھلایا تھا۔ اس مضمون پر ہماری قانونی تاریخ کی وہاں چھان بین کی گئی تھی ــــــ کہ کس طرح آہستہ آہستہ یہ بڑا اور صحیح اصول قایم ہوا کہ عدالت ہائے انصاف مذاہب دینیات نہیں ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ قانون کا مقصد حلف کے ضروری قرار دینے میں یہ ہوتا ہے کہ گواہ کی ضمیر پر قابو پا کر امر نزاعی کے متعلق سچ کو معلوم کر سکے۔ اور اسی لیے ہر اس شخص کو گواہی کے قابل قرار دینا چاہیئے جو ایک ایسی برتر ہستی پر عقیدہ رکھتا ہے۔ جو انسانوں کی دروغ گوئی و دروغ حلفی کا انتقام لینے والی ہے۔ اور جو اس امر پر راضی ہے کہ کسی پابندی عاید کرنے والی رسم

---

[1] اوپر دفعہ ۱۵۱۔ و بعد۔

[2] ملکہ بنام وایٹ کاکس لاء انسیج جلد ۱ صفحہ ۴۲۰۔ ملکہ بنام ڈیڈ کرادن کیسس از موڈی ۸۶۔ جلد ۱

[3] اوپر دفعات ۴۳ اور بعد۔

پر عمل کرکے اس طاقت کو اپنے اظہار صداقت پر گواہ رکھے۔ لیکن ان امور کے متعلق کسی چشم نظر گواہ کی ذہنی حالت کیسے دریافت کی جائے؟ یہ بات صاف ہے کہ خدائے تعالیٰ کے وجود اور اس کی اخلاقی حکومت سے بدعقیدگی کا قیاس نہیں کیا جاتا ہے۔[1] ایسی بدعقیدگی ایک نفسیاتی واقعہ ہے اور اسی لیے خود اس شخص کے اقرار یا حالات سے نتیجہ نکالنے کے سوائے اس کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔[2] ہمارے اکثر اہل قلم و اساتذہ کے نزدیک اور عادتی عمل کے لحاظ سے مستقل و مناسب طریقہ خود گواہ پر سوالات کرنا
ص۱۲۹ ہے۔[3] اور بعض اساتذہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہی ایک طریقہ ہے۔[4] برخلاف اس کے پروفیسر کرسچین (Professor Christian) کہتے ہیں کہ انھوں نے دیوانی عدالت مقدمات جوری میں ایک قابل جج کو کہتے ہوئے سنا کہ ججوں نے قرار دے دیا ہے کہ وہ گواہوں پر خدا و آخرت کے متعلق سوالات کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔[5] اور وہ یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ "غالباً یہی زیادہ قرین انصاف ہے کہ اس کا اس وقت تک قیاس کر لیا جائے جب تک اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔ اور سوال کرنے ہی سے جو بدنمائی ہوتی ہے۔ اس سے مذہبی سے مذہبی گواہ کی توہین ہوتی ہے۔" یہ آخری دلیل عجیب سی ہے۔ کیونکہ معزز سے معزز گواہ کی ان سوالات سے اہانت ہو سکتی ہے۔ جن سے اس پر کسی بھی جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا جاتا ہے۔

[1] وگمک ۲۰۰الف۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱ طبع شانز دہم۔ دفعات ۳۷۰ اور ۳۷۳
[2] مقدمہ۔ حصہ اول دفعہ (۱۲)۔
[3] شہادت مصنفہ فلپ و میری (Ph. & M. Evid.) صفحہ ۱۲۔ مقدمہ کلکسن ۲۵۱۵ء ۲ براڈرپ وبنگہام ۳۰۴۔ ۲۲ رسل و ریان ۲۶۲۔ ملک بنام ٹیلر پیک جلد ۱ صفحہ ۱۱۔ ملک بنام وایٹ کامن لا مصنفہ لیچ جلد ۱ صفحہ ۳۰۴ ملک بنام سروا۔ ۲ کیارنگٹن و کرودن ۵۶۔ نیز دیکھیے اور ۲ وکٹوریا باب ۱۰۵۔
[4] شہادت مصنفہ ٹیلس و ایاس صفحہ ۱۲۔ "تعزیراتی شہادت" مصنفہ راسکو صفحہ ۱۱۱ طبع یازدہم۔
[5] کرسچین بر بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۳۶۹۔ نوٹ ۱۴۔ (Christ. Blakst)

باوجود اس کے ایسے سوالات گئے جا سکتے اور اکثر کئے جاتے ہیں۔ اور اغراض انصاف کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ ایسے سوالات کرنے کا حق حاصل رہے بعض امریکی اساتذہ پروفیسر گرینیف کی رائے کو اختیار کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے وجوہات کی بنا پر۔ وہ کہتے ہیں کہ گواہوں پر ان کے مذہبی عقیدے کے متعلق سوالات کی اجازت نہیں۔ اس لیے نہیں کہ ان سے ان کی اہانت ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس لیے کہ یہ ان کے ایمان و ضمیر کی ایک شخصی جانچ پڑتال ہوتی ہے۔ جو ایک آزاد ملک کے اداروں کے لیے مناسب نہیں۔ کیونکہ ان میں کسی شخص کو اپنے عقیدے کے اعتراف پر مجبور نہیں کیا جاتا ہے[1] بعض دوسرے اساتذہ اس کا سبب یہ قرار دیتے ہیں کہ "گواہوں کو جو کچھ ان کی حلف لینے کی قابلیت کے متعلق کہا جائے اس کے اقرار یا انکار کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ یہ بہت ہی نامناسب و ناموزوں امر ہوگا کہ کسی شخص کو اس کے حلف لینے کی قابلیت معلوم کرنے کے لیے حلف دیا جائے"[2] لیکن یقیناً ان رایوں میں بہت مبالغہ ہے۔ ایک طرف تو یہ بات ہے کہ اگر گواہ سے اس کے مذہبی آرا کے متعلق سوالات کئے جاتے ہیں تو اس مفروضے کی بنا پر کئے جاتے ہیں کہ ان کے متعلق معلومات سے عدالت کو کسی نہ کسی طرح مدد ملے گی۔ اس صورت میں وہ امور تنقیح طلب ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے متعلق ہر جائز شہادت کو منظور کرنا چاہیئے۔ گواہ کے ان مضامین کے متعلق جوابات پر عدالت کے یقین نہ کرنے کے لیے بلاشبہہ بہت ہی قوی شہادت درکار ہوگی۔ کیونکہ سوال یہ نہیں ہوتا ہے کہ کسی گزرے ہوئے زمانے میں اس کے عقاید کیا تھے۔ بلکہ یہ کہ اس گھڑی جب کہ وہ کٹہرے میں کھڑا ہوا ہے۔ اس کا مذہبی عقیدہ کیسا ہے۔

---

[1] شہادت مصنفۂ گرینلیف طبع شانزدہم دفعہ ۳۷۰۔

[2] شہادت از آیلیٹ صفحہ ۲۶ و ۲۷۔

دوسرے یہ مدنی و مذہبی آزادی کے بڑے اصولوں کا بیجا استعمال ہوگا کہ ایسے
سوالات پر یہ اعتراض کیا جائے کہ وہ جبری و محتسبانہ ہیں۔ ان کا مقصد
گواہ کے افکار و آرا کی بیجا کھوج کرنا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ عدالت کو اس
قابل بنانا کہ وہ اس کے اعتبار کا اندازہ لگا سکے ـــــ اسی وجہ سے یہ
پوری طرح قرار دیدیا گیا ہے۔ کہ اس پر کسی خاص مذہبی عقاید کے متعلق
سوال نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے یہ بھی دریافت نہیں کیا جا سکتا کہ
اس کو انجیل پر عقیدہ ہے یا توراۃ پر۔ اس کے سوا اس پر کوئی سوال
نہیں کیا جا سکتا کہ کیا اس کو جھوٹ کے انتقام لینے والے خدا پر عقیدہ (۱۵۰
ہے۔ اور وہ حلف کا کوئی ایسا طریقہ بتا سکتا ہے جو اس کی ضمیر پر قابل
پابندی ہو[1]۔ اور اگر وہ ان امور کی تکمیل کر دیتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھا
جا سکتا کہ کیا اس کے نزدیک کوئی اور زیادہ پابندی عاید کرنے والا طریقہ
ہے۔ کیونکہ ایسا سوال غیر ضروری اور غیر متعلق ہے[2]۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ
گو ایسے سوالات کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن گواہ اگر اس کی تربیت مثل ایک
عیسائی کے ہوئی ہے ان کے جوابات دینے پر مجبور نہیں ہے۔ چاہے
دراصل وہ دہریہ ہو یا خدا پر یقین رکھتا ہو۔ کیونکہ جواب دینے سے ممکن
ہے کہ اس کو اب تک غیر منسوخ شدہ قانون ۹ و ۱۰ ولیم سوم باب ۳۲ کے
تحت (جس کو عام طور پر قانون توہین مذہب کہتے ہیں) اور شاید
قانون عمومی کے تحت بھی چالان کر دیا جائے۔ اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے
کہ کوئی شخص اپنے کو مجرم قرار دینے پر مجبور نہیں ہے[3]۔

---

[1] دیکھئے ماؤن بنام کیا ناتاک ۱۸۷۱ء، ہرسٹن و ناہمن پورٹس ۳۹۰-۳۱- لاجرنل اکسچیکر صفحہ ۱۱۸ و لا ٹائمز ۲۰۰۔ جورسٹ سلسلۂ نو ۱۱۰۰-۱۰۰ ویکلی رپورٹر ۱۱۲۔

[2] مقدمہ ملکہ ۱۸۲۹ء براڈرپ ونگھام ۳۰۲- جس میں ججوں نے یہی قرار دیا۔ ۲۲ رسل و ریان ۶۶۲۔

[3] اس قانون موضوعہ پر مقدمہ کودن بنام لیبرن ۱۸۲۵ء لا رپورٹ ۲ اکسچیکر صفحہ ۳۰۲ فیصلہ بیرن برامول جج (Bramwell) دیکھئے

[4] پیچھے دیکھئے دفعات ۱۲۶ و بعد۔

دفعہ ۱۶۲: انگریزی عدالتوں میں حلف کی معمولی شکل اب قانون حلف سنہ ۱۹۰۹ء ایڈورڈ ہفتم باب ۳۹ دفعہ ۲ کی رو سے منضبط ہوتی ہے جس کی رو سے حکم ہے کہ:۔

(۱) حلف ذیل کے طریقے پر لیا اور دیا جائے گا۔ حلف لینے والا شخص انجیل کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہاتھ میں لے گا۔ یا اگر وہ یہودی ہے تو توراۃ کو اور قسم دینے والے عہدہ دار کے بعد کہے گا یا دہرائے گا "میں خدائے قادر وتوانا کی قسم کھاتا ہوں کہ.........جس کے بعد حلف کے وہ الفاظ ہوں گے جو قانوناً مقرر ہیں۔

(۲) عہدہ دار (بجز اس کے کہ حلف لینے والا شخص از خود اعتراض کرے یا عملاً حلف لینے کے ناقابل ہو) کوئی سوال کئے بغیر مذکورۂ بالا شکل وطریقے پر حلف دیگا۔ یا بہ استثنا کہ کسی ایسے شخص کی صورت میں جو نہ عیسائی ہو نہ یہودی حلف۔ کسی دوسرے طریقے پر جو جائز ہے دیا جائے گا۔

باقی الفاظ جن کو گواہ کہتا یا دہراتا ہے نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔

فوجداری مقدمات میں جب ملزم زیر حراست ہوتا ہے۔ حلف کی شکل حسب ذیل ہوتی ہے:۔

"وہ شہادت جو میں عدالت وجوری کے روبرو دوں گا۔ اور جو مابین مالک اعلیحضرت بادشاہ سلامت وحاضر اجلاس قیدی کے درمیانی معاملے کے تصفیے کے لیے ہوگی۔ وہ سچ ہوگی۔ پوری سچ اور سچ کے سوائے کچھ اور نہیں ہوگی۔"

جب ملزم زیر حراست نہ ہو تو شکل یہی رہیگی بجز اس کے کہ اس کو مدعی علیہ کہا جاتا ہے۔

دیوانی مقدمات میں شکل حسب ذیل ہوتی ہے:۔

"وہ شہادت جو میں عدالت وجوری کے روبرو متنازعہ امور کے

متعلق دوں گا وہ سچ۔ پورا سچ اور سوائے سچ کے کچھ نہیں ہوگی"

ط (۱۵۱) "انجیل کو چومنے کی پرانی شکل[1] اگر خود گواہ کو نئے طریقے پر اعتراض ہو تو اب بھی اختیاری ہے۔ اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ انگلستان میں یہ ڈیڑھ سو برس سے زیادہ پرانی نہیں ہے۔ اور یہ کہ سترھویں صدی کے آخر میں انگلستان کا معمولی و مقررہ طریقہ یہ تھا کہ وہ انجیل پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتا تھا۔ نیز یہ کہ انجیل کو چومنے کا طریقہ انگلستان کے لیے مخصوص ہے۔ اور کسی اور ملک میں نہیں پایا جاتا ہے[2]۔

قانون حلف ۱۸۳۸ء ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۱۰۵ دفعہ (۱) کی رو سے حکم ہے کہ وہ حلف قابل پابندی ہیں جو اس شکل میں اور ان رسومات کے ساتھ دئے جاتے ہیں۔ جن کو گواہ قابل پابندی سمجھتا ہے۔ اور قانون حلف ۱۸۸۸ء (۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۶ دفعہ ۵) کی رو سے حکم ہے کہ

"وہ شخص جس کو حلف دیا جا رہا ہو۔ اگر چاہے کہ وہ ہاتھ اوپر اٹھا کر اس شکل اور طریقے پر حلف لے۔ جس طرح پر کہ اسکاٹ لینڈ میں اکثر حلف

---

[1] سختی سے پوچھو تو یہ انجیل کا وہ حصہ ہونا چاہئے جس کو چار مبشروں (Evangelists) نے لکھا ہے۔ لیکن عملاً اس فرق کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ انجیل کو ہاتھ میں لے کر حلف لینے کی وجہ سے اس حلف کو بعض وقت "حلف جسمانی" کہا جاتا ہے۔

[2] دیکھئے مسٹر فرانسس اسٹرنگر (Mr. Francis Strainger) کا "ٹائمز" کے نام خط مورخہ ۴ اپریل ۱۸۹۵ء مصدرہ "صدر دفتر عالیہ عدالت" [اس تاریخ کا کوئی خط نہیں ملتا ہے جس خط کا حوالہ دیا گیا ہے وہ غالباً وہ ہے جو ۱۰ اپریل ۱۸۹۵ء کو ٹائمز میں شائع ہوا تھا۔ اور جس کے بعد ۱۱ اپریل کو اسی مصنف کا ایک اور خط بھی لکھا گیا تھا۔ مزید تحقیق سے مسٹر اسٹرنگر کا دعوی بالکل غلط ثابت ہوا ہے کہ انجیل کو چومنے کا عمل ایک جدید اختراع ہے۔ برخلاف اس کے ان تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے کہ کم سے کم گیارویں صدی میں رائج تھا۔ "کن ٹیمپری ریویو" (Contemporary Review") میں جسٹس پاری (Parry. J.) کا اس موضوع پر ایک مضمون دیکھئے۔ اور اس کے بعض حصوں کا جواب سالیسٹر جرنل میں جواب صفحہ ۴۰، [اڈیٹر طبع دوازدہم]۔

دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہوگی۔ اور بغیر کسی مزید سوال کے اس کو حلف اسی شکل و طریقے پر دیا جائے گا۔"

کمشنر حلف کی صورت میں ذیل کے طریقے پر عمل ہونا چاہیئے۔
حلف نامہ داخل کرنے والے سے پوچھنا چاہئے کہ کیا حلف نامے کے نیچے نام اس کا ہے۔ اور اس کا تحریری ہے۔ اگر وہ اثبات میں جواب دے تو انجیل کو اوپر اٹھائے ہوئے ہاتھ میں لے کر کمشنر کے بعد اس کو کہنا یا دہرانا چاہئے کہ "میں خدائے قادر و توانا کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے اس حلف نامے کے مضامین صحیح ہیں۔"[1]

ایک مستند کتاب میں حلف کی حسب ذیل اسکاچی شکل دی گئی ہے:۔

"میں خدائے قادر و توانا کی قسم کھاتا ہوں (کیونکہ مجھے حشر کے دن خدا کو جواب دینا ہے) کہ میں سچ کہوں گا۔ پورا سچ اور سوائے سچ کے کچھ نہیں کہوں گا"[2]

اسکاٹ لینڈ میں گواہ کو یہ حلف خود جج دیتا ہے[3]۔ انگلستان میں عدالت کے صـ ۱۵۲
ایک عہدہ دار کو قانون حلف ۱۸۸۹ء ۵۲ و ۵۳ وکٹوریا باب ۱۰ کی رو سے یہ اختیار دیا گیا ہے اور حکم ہے کہ "ہر شخص جو کسی عدالت کا عہدہ دار ہو یا عدالت سے متعلق کوئی فرائض ادا کرتا ہو۔ اور جس کو وقتی طور پر کسی عدالت کے جج نے یا ضابطۂ عدالت کے کوئی قواعد و احکام نے مجاز کیا ہو۔ اور وہ شخص جس کو عالیہ عدالت میں کسی مقدمے یا امر کے متعلق

[1] دیکھئے "سالیسٹرز جرنل" مورخہ ۸ راپریل ۱۹۲۳ء (جلد ۶۷ صفحہ ۴۰۲)۔ جہاں کہا گیا ہے کہ کونسل آف دی انکارپوریٹڈ لا سوسائٹی (Council of the Incorporated Law Society) نے اس شکل کو پیش کیا ہے۔ نیز دیکھئے "حلف" مصنفہ اسٹرنگر طبع سوم صفحہ ۹۱۔

[2] حلف از اسٹرنگر۔ جہاں کہا گیا ہے کہ قوسین کے الفاظ کو اسکاٹ لینڈ کی عدالتیں حلف دیتے وقت اکثر حذف کر دیتے ہیں" (دیکھئے طبع سوم صفحہ ۹۲)

[3] زیادہ تفصیل کے لیئے دیکھیے اسٹرنگر صفحات ۸۵-۸۸۔

اظہار لینے کا حکم ہو حلف دینے یا اپنے فرائض سے متعلق کسی امر کے لیے حلف نامہ کی تصدیق کرنے کا مجاز ہو گا۔[1]

جب گواہ بغیر اعتراض کے کسی بھی شکل میں حلف اٹھاتا ہے تو اس کی شہادت جھوٹی نکلنے کی صورت میں اس پر دروغ حلفی کا مقدمہ چلایا جا سکے گا۔[2]

دفعہ ۱۹۳ : ہماری کتابوں میں اس اصول کے اطلاق کے متعدد مثالیں ملیں گی کہ گواہوں کو اس طریقے پر حلف دینا چاہئے جس کو کہ وہ اپنی ضمیروں پر قابل پابندی سمجھتے ہیں۔ کلیسائے اسکاٹ لینڈ کے ارکان[3] اور دوسرے اشخاص کو جنھیں انجیل کو چومنے یا چھونے پر اعتراض ہو۔ اس طرح پر حلف دیا گیا ہے کہ انجیل ان کے سامنے کھلی ہوتی ہے اور یہ لوگ ایک ہاتھ اوپر اٹھاتے ہیں۔ اور اوپر ہاتھ اٹھا کر حلف لینے کے اسکاچی طریقے کی انگلستان و آئرستان میں بھی قانون حلف ۱۸۸۸ء ۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۴۶ دفعہ ۵ کی رو سے اجازت ہے۔ اور حکم ہے کہ جو شخص اس طرح پر حلف لینا چاہے۔ اس کو اسی طریقے پر "بغیر کسی مزید سوال" کے حلف دینا چاہئے۔ آئرستان میں رومن کیتھولک عیسائیوں کو ایسی انجیل پر جس کی جلد پر صلیب کا نشان بنایا ہوا ہوتا ہے حلف دیا جاتا ہے (یا کم سے کم دیا جاتا تھا)[4] یہودیوں کو توراۃ سر پر دے کر حلف دیا جاتا ہے۔ اور حلف کے الفاظ "اس پر خدا تمھاری مدد کرے" کو بدل کر یوں کہتے ہیں کہ "وہ اس پر (Jehovah) (خدا) تمھاری مدد کرے"[5] مسلمانوں کو قرآن شریف پر

---

[1] قانون حلف ۱۹۰۹ء کے دفعہ ۲ کی رو سے اس قانون کے لفظ "عہدہ دار" میں ہر وہ شخص داخل ہے جس کو حلف دینے کا باقاعدہ طور پر مجاز کیا گیا ہو۔

[2] سلس بنام ہور (Sells v. Hoare) ۳ براڈرپ وبنگھام رپورٹس ۲۳۲۔ ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۱۰۵۔

[3] ی بنام ریڈ ۱۸۸۲ء ایپیک صفحہ ۲۳۔ ۳ رسل درباب جرم ۹۔

[4] کورٹ بنام ڈٹن ۲ سٹرینج صفحہ ۹۔ مقدمۂ ملڈرون کا من لا رپورٹس جلد ۱۲ ص ۱۲ جلد ۱۔ مقدمۂ ڈاکر ایضاً ۹۴۔

[5] "شہادت" مصنفۂ اکنل ۹۷۔

حلف دیا جاتا ہے۔ اور اس کا طریقہ جو مقدمۂ ملکہ بنام مارگن[1] (R. V. Morgan) میں اختیار کیا گیا۔ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف لایا گیا۔ اس پر گواہ نے پنجہ رکھا۔ اور دوسرا ہاتھ پیشانی پر۔ اور پیشانی کا اوپر کا حصہ جھکا کر قرآن شریف کو سر سے چھوا۔ اور تھوڑی دیر تک اس کو گھورتا رہا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس رسم کا اس پر کیا اثر ہوا۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس پر سچ کہنا لازم ہو گیا۔ ایک بعد کے مقدمے میں دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا۔ عہدہ دار عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ کس طریقہ[2]
ص۱۵۲ حلف کو وہ اپنے ضمیر پر قابل پابندی سمجھتا ہے۔ اور اس نے حلف کا وہی معمولی طریقہ بتلایا بشرطیکہ اس کو قرآن شریف پر حلف دیا جائے۔ اور اس کو قرآن شریف پر حلف دیا گیا۔ ایک دوسرے مقدمے میں ایک پارسی گواہ سے بھی ایسا ہی سوال کیا گیا۔ اور اس کو بھی اسی طرح حلف دیا گیا۔ بجز اس کے کہ بجائے قرآن شریف کے اس نے ایک ایسی کتاب پر حلف لیا جس کو وہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ مقدمۂ امی چند بنام بارکر[3] کی رپورٹ کے مطابق کسی ہندو کو حلف دینے کی رسم کا ایک حصہ برہمن کے قدم چومنا بھی ہے۔ یا اگر حلف لینے والا خود پجاری ہو تو برہمن کا ہاتھ چومنا۔ لیکن اگر یہ حصہ ان کے مذہب کی رو سے حلف کی صحت کے لیے ناگزیر سمجھا جائے تو یہ ظاہر ہے کہ ہندوؤں کو ان ممالک میں حلف نہیں دیا جا سکتا۔ جہاں برہمن نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے حلف کا یہی ایک طریقہ نہیں ہے[4]۔ ہندوستان کے بعض علاقوں میں وہاں کے

[1] کامن لا مصنفہ ریلیج - جلد ۱

[2] یہ بیانات مسٹر کولمان (Mr. Coleman) مرحوم کی سند سے لکھے گئے ہیں۔ جو مرحوم لارڈ چیف جج پالک (L.C.B. Pollok.) کے سینئر کلارک تھے۔

[3] سنہ ۱۷۴۴ء۔ ۱۔ اٹکنز ۲۱۔ امی چند بنام بارکر کے نام کے تحت وِٹنس دیکھئے صفحہ ۵۴۳۔

[4] شہادت مصنفہ گڈ ایف ۶۰۔ ۶۶ ہندو لا جلد ۱۔ مصنفہ اسٹرینج صفحہ ۳۱۱۔

باشندوں کو تعویز سے گنگا جل پر حلف دیا جاتا ہے[1]۔ ایک چینی گواہ کو اس طرح حلف دیا گیا[2]۔ کٹہرے میں داخل ہونے کے بعد وہ گھٹنوں کے بل جھک گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چینی کی طشتری دی گئی۔ جس کو اس نے کٹہرے کے پیتلی سلاخوں سے مار کر توڑ ڈالا۔ عہدہ دار عدالت نے اس کے بعد اس کو ان الفاظ میں حلف دیا۔ اور مترجم نے چینی زبان میں ترجمہ بھی کر دیا۔ "تم سچ اور پوری سچ کہو گے۔ طشتری توڑی گئی ہے۔ اور اگر تم سچ نہیں کہو گے تو تمھاری روح بھی اسی طرح پھوٹ جائے گی جیسے طشتری[3]۔"

کم سے کم وفاقی ممالک مالیا (Federated Malay States) کی دو مملکتوں پیراک (Perak) اور نگری سمبلانس (Negri Sembilans) میں اقرار صالح کا حسب ذیل طریقہ ہے:۔

"میں اقرار صالح کرتا ہوں کہ اس معاملے میں امر نزاعی سے متعلق میں جو شہادت دونگا۔ وہ سچ۔ پوری سچ اور سوائے سچ کے کچھ نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں اپنے ایمان۔ عزت وجذبات خیر کا پابند ہوں اور دفعہ ۱۸۱ مجموعۂ تعزیرات مجھے یاد ہے[4]۔"

دفعہ ۱۶۴: کیا گواہوں کی ضمیر کا یہ لحاظ اس حد تک کیا جائے گا کہ حلف کے ایسے اشکال کی بھی اجازت دی جائے گی جن میں ایسے رسومات بھی ہوں

---

[1] دیکھئے اخبار لا ٹائمز مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء بر صفحہ ۵۹۲۔

[2] ملک بنام انٹریہمان ۱۸۲۳ء (R. V. Entrehmen) کیا نگٹن و مارشمان رپورٹس ۴۲۰۔ ۲۶ رسل و دریان بر صفحہ ۸۶۴۔

[3] ایک اخباری اطلاع کے بموجب اس شکل کی اجلاس ڈلسکس پر مقدمہ ملک بنام سیچو (مورخہ ۲ اپریل ۱۸۵۵ء) میں پیروی کی گئی۔ اس اضافے کے ساتھ کہ طشتری میں نمک بھرا ہوا تھا شہادت از فلپس صفحات ۵۹۷۔۶۰ طبع ششم۔

[4] جس دفعہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ دروغ حلفی سے متعلق ہے۔

جو ہمارے رواج کے لحاظ سے نامناسب یا فحش ہوں۔ مثلاً کسی جانور کی
قربانی جو قدیم زمانے میں اکثر اور عہد جدید[1] میں کبھی کبھی کی جاتی تھی۔ یا حلف صفحہ ۱۵۴
لینے والے کا حلف دینے والے کے چوتڑوں کے نیچے ہاتھ رکھنا جیسا کہ
پدرسری زمانے میں رائج تھا[2]۔ ــــــ طے شدہ امر نہیں ہے۔ ایسی تمام
صورتوں میں اہم سوال یہ ہوگا کہ کیا رسم مجوزہ بنفسہٖ بُری ہے۔ اور گواہ
نے کسی اور طریقے پر حلف لینے کے متعلق شبہات نیک نیتی سے ظاہر
کیے ہیں۔ یا ان کا بہانہ حلف کے وجوب سے بچنے اور عدل گستری کا
مضحکہ اڑانے کے لیے کیا ہے۔

دفعہ ۱۶۵: دہریت و کفر کے دوسرے اقسام جو سچ کی جزا اور جھوٹ کی سزا

دینے کے متعلق خدائی طاقت کے منکر ہوں۔ ای جی۔ بنام بارکر کے مقدمے اور
مذکورۂ بالا دوسرے مقدمات سے غیر متاثر اور ناقابلیت کے اسباب
سمجھے جاتے تھے[3]۔ لیکن اس امر کے متعلق بہت سخت شبہہ محسوس کیے جانے لگا
کہ کیا قانون کی اس حالت کو کم سے کم اتفاقی شہادت کی حد تک باقی رکھنا
چاہیے۔ اور یہ سوال اٹھایا گیا کہ کیا یہ عقلمندی ہوگی کہ ہر شخص کو جس کا سینہ ایسی
شہادت کا جو اس کے ساتھی شہریوں کی جان و مال پر موثر ہوتی ہے خزانہ
شاید واحد خزانہ ہوتا ہے یہ اختیار دیا جائے کہ مذہب کے متعلق غلط خیالات
رکھ کر اس شہادت کو دبا دے۔ اور فرض کیجیے کہ دہریت و لذاتیت

---

[1] دیکھیے انجیل۔ پیدائش۔ ۱۵۔ آیت ۹۔ اور بعد۔ قانون جنگ و صلح مصنفہ گروٹیس کتاب ۲ باب ۱۳۔ دفعہ ۱۰۔ ریوی کتاب ۱ باب ۲۲ کہتے ہیں کہ جزیرہ ہانگ کانگ میں جب سے کہ وہ برطانوی قبضے میں آیا ہے۔ چینی گواہ کو حلف دینے کی رسم کا ایک حصہ ایک زندہ مرغ یا مرغی کا سر کاٹ ڈالنا ہے۔ دیکھیے "سفر چین" مصنفہ برن کاسل (Berncastle's Voyage to China.)۔

[2] پیدائش باب ۲۴۔ آیت ۲۔ باب ۴۷۔ آیت ۲۹۔

[3] اوڈن بنام کیاسٹاک ۱۸۲۱ء برسٹش دنارمن صفحہ ۱۳۶۔ ۳۱ لا جرنل اکسچیکر ۱۱۸۔

(خوش بسری) پر اعتقاد کتنا ہی سچا اور غیر مصنوعی ہو۔ پھر بھی کیا اس کی بنا پر اعتراض دراصل گواہ کی قابلیت کے بجائے اس کے اعتبار پر نہیں ہوتا ہے ــــ کیونکہ اس کا اثر صرف اتنا ہوتا ہے کہ سچ کی چار تہدیدوں میں سے ایک کا گواہ کے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے[1]۔ جیسا کہ خوب کہا گیا ہے کہ ایک ہی صورت جس میں "سوء مذہب" یا بد مذہبی گواہی کے اخراج کی جائز وجہ ہو سکتی ہے وہ ہے۔ جس میں کوئی شخص کسی ایسے مذہب کا امتی ہو جس کے خدا نے دروغ حلفی کا حکم دیا ہو[2]۔ اور وہ مذہبی دیوانہ جس کے مذہب کی رو سے خانگی حیثیت میں جھوٹ اور سرکاری موقعوں پر دروغ حلفی روا ہو[3]۔ کٹہرے میں کسی
صفحہ ۱۵۹ دوسری قسم کے کافر سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ جیسا کہ لارڈ بیکن نے

---

[1] عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم جلد ۵ صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ نیز پیچھے دیکھئے دفعہ ۱۶ اور بعد اور دفعہ ۵۵۔

[2] ایضاً کتاب ۹ حصہ سوم باب ۵ دفعہ ۲۔

[3] تمام معلوم مذہبی مجموعہ ہائے قوانین میں دھرم شاستر ہی ایک ایسا مجموعہ ہے۔ جس میں متن ہی میں اگر روایت صحیح ہے تو عدالتی موقع یا عدالتی اغراض کے لیے جھوٹی گواہی کی صراحۃً رخصت دی گئی ہے بعض عدالتی اور بعض غیر عدالتی مقدمات فی الجملہ گوناگوں اور کافی تفصیلات کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں جن میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی کو صراحۃً جائز قرار دیا گیا ہے۔ (۱) بری کرنے کا رجحان رکھنے والی جھوٹی گواہی ایسے شخص کی جانب سے جس پر کسی ایسے جرم کا الزام ہو جس کی سزا موت ہو۔ مگر اس کے تین مستثنیات (الف) جب کہ جرم کسی برہمن کا قتل ہو۔ یا (ب) جو ایک ہی بات ہے) قتل گائے کا ہو۔ یا (ج) جرم شراب نوشی ہو اور مرتکب اس آخری صورت میں برہمن ہو۔ دوسرے مقدمات کے بیان میں ایک لفظ بھی بغیر غلط بیانی کے خطرے کے ادا نہیں جا سکتا۔ لفظاً بلفظٍ وہ حسب ذیل ہیں: ــ اگر کسی شخص کا نکاح جھوٹ کہنے سے ہو جاتا ہے تو ایسی جھوٹ کہی جا سکتی ہے۔ مثلاً نکاح کے دن اگر نکاح بعض اشیا کے نہیں دیے جانے کی وجہ سے نامکمل ہوتا ہے تو تین یا چار جھوٹ کہے جا سکتے ہیں۔ اور ان میں مضائقہ نہیں۔ یا نکاح کے دن کوئی شخص اپنی بیٹی کو بہت سے زیورات دینے کا اقرار کرے اور دینے کے قابل نہ ہو تو ایسے جھوٹ اگر نکاح کرانے میں ممد و معاون ہوں تو جائز ہیں۔ اگر کوئی شخص شہوت کے زیر اثر کسی عورت سے جھوٹ کہے۔ یا اگر خود اس کی جان جھوٹ نہیں کہنے کی وجہ سے ضائع ہو جائے گی۔ یا اگر اس کے گھر کا

سچ کہا ہے[1] "دہریت کے باوجود بھی انسان میں سمجھ فلسفہ، قدرتی تقویٰ، پابندی قوانین اور پاس شہرت ہو سکتے ہیں۔ اور یہ سب بظاہر تو اخلاقی خوبیوں کی نشانیاں ہوتی ہیں۔ گو مذہب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن توہم پرستی سے یہ سب خوبیاں مفقود ہو جاتی ہیں اور اس کی انسانوں کے دلوں پر خود مختار بادشاہی قایم ہو جاتی ہے"۔ اور گو قبل ازیں زیر غور ناقابلیت کی موافقت میں کچھ بھی کہا جا سکتا ہو لیکن اب اس کو باقی رکھنا یکسانیت کے خلاف عمل کرنا ہوگا۔ کیونکہ قانون شہادت (نو آبادیات) سنہ ۱۸۴۳ء[2] ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۲۲ کی رو سے برطانوی نو آبادیات میں بعض وحشی و غیر متمدن اقوام کے ارکان کی غیر حلفی گواہی کو قابل ادخال قرار دیا گیا ہے۔ ان کے متعلق اس قانون میں (چاہے وہ صحیح ہو کہ غلط ہماری موجودہ غرض کے لیے یہ امر غیر اہم ہے) کہا گیا ہے کہ "وہ خدا کی معرفت اور مذہبی عقیدے سے کورے ہوتے ہیں"۔ اور قانون کی کچھ ایسی ہی تبدیلی ممالک متحدۂ امریکا کی ملکتوں میں جدید قانون سازی کی رو سے کی گئی ہے۔ اور قرار دیا گیا ہے کہ مذہبی عقیدے کی کمی سے گواہ کا اعتبار نہ کہ اس کی قابلیت قابل اعتراض ہو جاتی ہے[3]۔ اور آخر کار جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ تمام سامان تباہ ہو جائے گا۔ یا اگر اس میں کسی برہمن کا فائدہ ہو تو ایسے امور میں جھوٹ کہی جا سکتی ہے" عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ا صفحہ ۲۲۶-۲۳۶۔ مذکورۂ بالا فقرات پولی کے ترجمہ باب ۳ دفعہ ۹ جلد ا میں جو کہ ذکر مجموعۂ دھرم شاستر موسومہ بہ لقۂ ہالہیڈ میں ہے ملیں گے۔ نیز اس مضمون پر مزید دیکھئے شہادت مصنفہ گرینلیف صفحات ۱۱۴-۱۱۷۔ اور احکام منو باب ۸ دفعہ ۱۱۲ ترجمہ سر ولیم جونس (Ordinances of Manu, translated by Sir William Jones) ماسکارڈس قرار دیتے ہیں کہ اگر کسی پادری کا بطور گواہ اظہار اس لیے لیا جائے کہ وہ ان امور کو ثابت کرے جو اس سے اقبال مذہبی میں کہے گئے ہیں تو وہ کہہ سکتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا کیونکہ جو کچھ وہ جانتا ہے خدا کی حیثیت سے جانتا ہے۔ اور جب وہ گواہ بنایا جاتا ہے تو چونکہ اس کی حیثیت خدا کی نہیں بلکہ انسان کی ہوتی ہے۔ اس لیے اس حیثیت میں وہ زیر بحث امر سے لاعلم ہوتا ہے"۔ شہادت از ماسکارڈس سوال ۵۔ نوٹ ۵۔ دیکھو شہادت مذکور گرینلیف جلد اول ۲۴۷ طبع شانزدہم۔

[1] بیکن کا مضمون توہم پرستی۔

[3] شہادت مصنفہ اپلٹن ۲۷۲-۲۷۷-۲۷۸۔

خود ہماری مقننہ نے بھی ان نقطہ ہائے نظر کو اختیار کر لیا۔[۱]

دفعہ ۱۶۶: تیسری وجہ کا ذکر باقی ہے: یعنی اس شخص کا جس کو بطور گواہ طلب کیا گیا ہو مذہبی ضابطوں کی پابندی سے انکار کرنا —— یا بالفاظ دیگر اپنی گواہی کی صداقت کی کسی بھی شکل میں حلف کے[۲] ضمانت دینے سے انکار کرنا۔ ضد کے ساتھ حلف لینے سے انکار کرنا توہین عدالت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن عصر جدید میں اس واقعہ کی وجہ سے بڑی دشواری پیدا ہو گئی ہے۔ کہ عیسائیوں کے بعض فرقے اور بعض دوسرے فرقوں کے چند اراکین حلف لینے پر از روئے ضمیر معترض ہوئے ہیں۔ اور ان کی حجت انجیل کا یہ حکم ہے کہ "قسم ہرگز نہ کھاؤ[۲]" اور انھوں نے کلیسائے انگلستان کی اس تفسیر کو قبول نہیں کیا ہے کہ یہ حکم "خود ستائی دز دو بازی سے حلف اٹھانے" کے متعلق ہے[۳]۔ بعض صورتوں میں ص ۱۵۶
مقننہ نے اس اطمینان کے بعد کہ یہ اعتراضات نیک نیتی پر مبنی ہیں۔ دانشمندی سے ان کو تسلیم کر لیا۔ اور ان لوگوں کی سہولت کے لیے حلف کے بجائے اقرار یا اعلان صالح کو ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن جھوٹے اقرار یا اعلان صالح کو مثل دروغ حلفی کے قابل سزا بھی قرار دیا ہے۔ پہلے پہلے اس موضوع پر قوانین

صرف فرنڈس (Friends)[۴] کویکرس (Quakers) موریونس (Moravians)

[۱] دیکھئے قانون ترمیم مزید شہادت ۱۸۶۹ء دفعہ ۴ جس کو قانون حلف ۱۸۷۳ء کی رو سے منسوخ کیا گیا نیچے دفعہ ۱۶۶۔

[۲] متھیو ۵-۳۴۔

[۳] دفعہ ۲۹ کی رو سے اعلان کیا گیا ہے کہ "چونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ خود ستائی پر مبنی اور زود بازانہ حلف کو ہمارے آقا عیسیٰ مسیح نے عیسائیوں کو منع کیا ہے۔ اس لیے ہم قرار دیتے ہیں کہ عیسائی مذہب کسی شخص کو مجسٹریٹ کے حکم پر کسی ایمان و دیانت کے امور کی بابت حلف لینے سے منع نہیں کرتا ہے۔ اس لیے انصاف، فیصلہ و صداقت کے ساتھ حلف لئے جا سکتے ہیں۔ خط کشیدہ الفاظ کی شاید یہ تعبیر کی جا سکتی ہے کہ جس معاملے میں گواہ طلب ہوتا ہے اس کی صداقت کے متعلق اطمینان کر لینا چاہیئے۔ دیکھئے سابق اڈیٹر کا ایک خط موسومہ "لا جرنل" مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۴۴۔

[۴] ۲ و ۳ ولیم چہارم باب ۴۹ دفعہ ۲۔

[۵] ایضاً

سپریٹسٹ (Separatists)[1] اور ان لوگوں سے متعلق تھے جو پہلے ان فرقوں کے اراکین تھے۔ لیکن بعد میں نہیں رہے۔ مگر اب بھی ضمیر کی بنا پر حلف لینے پر معترض تھے[2]۔ ان قوانین موضوعہ کی رو سے اقرار صالح کے جو اشکال قرار دیے گئے ہیں ان کا باہمی فرق کچھ عجیب ہی ہے۔ کویکرس اور موریوینز کے لیے اقرار صالح حسب ذیل قرار دیا گیا ہے۔

"میں الف و ب فرقۂ کویکرس کا ایک رکن ہونے کی وجہ سے (یا ان اشخاص کا ہم عقیدہ ہونے کی وجہ سے جنھیں کویکرس کہتے ہیں۔ یا اس جماعت برادران متحدہ میں سے ہونے کی وجہ سے جن کو موریوینز کہتے ہیں جیسی بھی صورت ہو) سنجیدگی۔ خلوص وصداقت سے اقرار و اعلان صالح کرتا ہوں کہ وغیرہ"

سپریٹسٹ کے لیے اقرار صالح کی شکل حسب ذیل ہے:۔

"میں الف و ب ہمہ تو اں خدا کی موجودگی میں سنجیدگی۔ خلوص۔ وصداقت سے اقرار و اعلان صالح کرتا ہوں کہ میں فرقۂ سپریٹسٹ کا ایک رکن ہوں اور یہ کہ حلف لینا میری ضمیر اور میرے فرقے کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اور میں اسی سنجیدگی کے ساتھ اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ" وغیرہ

باقی دو صورتوں میں اقرار صالح کی شکل حسب ذیل ہے:۔

"میں الف و ب چونکہ سابق میں فرقۂ کویکرس کا ایک رکن رہ چکا ہوں (یا ان اشخاص کا ہم عقیدہ رہ چکا ہوں جنھیں کویکرس کہتے ہیں۔ یا اس جماعتِ برادران متحدہ کا رکن رہ چکا ہوں جن کو موریوینز کہتے ہیں۔ جیسی بھی صورت ہو)

---

[1] ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۸۲۔

[2] ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۷۷۔

اورچونکہ مجھے حلف لینے پر از روئے ضمیر اعتراض ہیں۔ اس لیے
سنجیدگی، خلوص و صداقت کے ساتھ اقرار و اعلان کرتا
ہوں کہ" وغیرہ

دوسرے عیسائی فرقوں کے ارکان جن کے مذہبی عقاید کی رو سے حلف جائز (صفحہ ۱۵۷)
تھے۔ فوجداری مقدمات میں حلف لینے پر مجبور کئے جا سکتے تھے۔ لیکن دیوانی مقدمات
میں قانون ضابطۂ قانونِ عمومی ۱۸۵۴ء (۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۲۰) کی
رو سے حکم دیا گیا کہ اگر کوئی شخص جسے بطور گواہ طلب کیا گیا ہو حلف لینے سے
اس لیے انکار یا نارضامندی ظاہر کرے کہ حلف لینا اس کی ضمیر کے خلاف ہے
تو عدالت یا جج وغیرہ ایسے اعتراض کی سچائی کا اطمینان کرکے ایسے شخص کو بجائے
حلف دینے کے حسبِ ذیل اقرار صالح کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں کہ:۔
"میں الف و ب سنجیدگی خلوص و صداقت سے اقرار و اعلان کرتا ہوں
کہ حلف لینا میرے (مذہبی) عقیدے کی رو سے ناجائز ہے۔ اس لیے میں سنجیدگی
خلوص و صداقت سے اقرار کرتا ہوں کہ وغیرہ"۔ اس قانون کو ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا
باب ۶۶ کی رو سے فوجداری مقدمات سے بھی متعلق کیا گیا۔ لیکن کویکرس
موریونیز اور سپرٹیسٹ سے متعلق جو مخصوص قوانین تھے۔ انھیں منسوخ نہیں کیا گیا
اور نہ یہ قانون حلف ۱۸۸۸ء کی رو سے جس کا نیچے ذکر کیا گیا ہے منسوخ ہوئے
(گو ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۶۶ اس کی رو سے منسوخ ہوا) اور یہ اب تک نافذ
ہیں۔ کیونکہ "قوانین نظر ثانی قانون موضوعہ" نے ایک سے زیادہ مرتبہ
ان سے اعراض کیا۔[1]
لیکن مذکورۂ بالا قوانین صاف طور پر ان اشخاص سے متعلق تھے۔
جنھیں مذہبی وجوہات کی بنا پر حلف لینے پر اعتراض تھا۔ اور وہ دہریوں
سے متعلق نہیں تھے۔ جو حلف لینے سے انکار لامذہبی کی بنا پر کر سکتے تھے۔ کیونکہ
مذہب نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ یا ان کی گواہی دینے

---

[1] دیکھیے مثلاً قانون نمبر ۲، نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۹۳ء ۵۶ و ۵۷ وکٹوریا باب ۵۱۔

کی قابلیت پر ان وجوہات کی بنا پر اعتراض کیا جا سکتا تھا۔ جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں[1]۔ دہریے کے متعلق پہلی دفعہ احکام۔ قانون ترمیم مزید شہادت سنہ ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۴ کی رو سے دیے گئے۔ جو ہر اس شخص سے متعلق تھا۔ جو شہادت دینے کسی عدالت انصاف میں طلب کیا جائے۔ چاہے مقدمہ دیوانی ہو کہ فوجداری۔ اور جو حلف لینے سے انکار کرے یا جس کی حلف لینے کی قابلیت پر اعتراض کیا جائے۔ اور حکم دیا گیا کہ ایسا شخص اگر صدر نشین جج کو اطمینان ہو کہ حلف کا اثر اس کی ضمیر پر کچھ نہیں ہوگا تو حسب ذیل اقرار کر سکتا ہے کہ "میں سنجیدگی سے اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ جو شہادت میں عدالت میں دونگا۔ وہ سچ پوری سچ اور سوائے سچ کے کچھ اور نہیں ہوگی"[2]

لیکن چونکہ یہ قانون شہادتی حلف وفاشعاری سے جو پارلیمنٹ کے صفحہ ۱۵۸
اراکین کو اپنی نشستوں پر بیٹھنے سے پہلے لینا پڑتا ہے متعلق نہیں تھا۔ ایک مشہور دہریے کو رکن بننے کے بعد بڑی مشکل پیش آئی۔ وہ اقرار صالح نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اقرار صالح تو صرف وہی لوگ کر سکتے تھے جو ان صریحی استثناؤں کے تحت آتے تھے جو کو یکرس سے متعلق تھے۔ اور نہ وہ حلف لے سکتا تھا۔ کیونکہ قانون عمومی کی رو سے وہ حلف لینے کے ناقابل تھا۔ یہ غیر متوقعہ صورت حال کی وجہ سے دارالعوام اور مسٹر براڈلا اس کے ایک رکن کے درمیان ایک طویل و تکلیف دہ مباحثہ پیدا ہوا۔ جس کو عام قانون حلف سنہ ۱۸۸۸ء ۵۱ و ۵۲

---

[1] دیکھئے دفعہ ۱۶۵ پیچھے۔

[2] مذکورۂ بالا قانون میں لفظ "عدالت ہائے انصاف" و "صدر نشین جج" کے معنی و وسعت کے متعلق شکوک پیدا ہونے پر قانون ترمیم مزید شہادت سنہ ۱۸۷۰ء ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۴۹ کی رو سے (جو قانون حلف سنہ ۱۸۸۸ء سے منسوخ ہوا) حکم دیا گیا کہ ان الفاظ کے مفہوم میں ہر وہ شخص یا اشخاص داخل ہیں جو شہادت قلمبند کرنے کے لیے قانوناً حلف دینے کے مجاز ہیں۔"

[3] کلارک بنام براڈلا سنہ ۱۸۸۱ء ۷ کوئنس بنچ ڈویژن ۳۸۔ عدالت مرافعہ جس کو دارالامرا نے بحال نہیں رکھا۔ لیکن صرف اس امر کی حد تک کہ ایک عام مخبر اس تاوان کے لیے نالش نہیں کر سکتا جو

وکٹوریا باب ۴۹ کو وضع کرکے ختم کیا گیا۔ اس قانون کی رو سے ۱۹٦۹ء کے قانون اور آٹھ دوسرے قوانین کو منسوخ کرکے قرار دیا گیا کہ[1] "ہر شخص کو جسے حلف لینے پر اعتراض ہو اور جو اپنے ایسے اعتراض کی وجہ یا تو یہ بتائے کہ اس کو کوئی مذہبی عقیدہ نہیں ہے۔ یا یہ کہ حلف لینا اس کے مذہبی عقیدے کے خلاف ہے۔ بجائے حلف کے اقرار صالح کرنے کی اجازت تمام موقعوں پر اور تمام اغراض کے لیے جہاں حلف ضروری ہو دی جائے گی۔ اور اس اقرار صالح کا وہی اثر اور قوت ہوگی جو حلف کی ہوتی ہے ---- یعنی ظاہر ہے کہ جھوٹے اقرار صالح کرنے والے اشخاص کی سزا بھی وہی ہوگی جو دروغ حلفی کی ہوتی ہے۔ دفعہ ۲ کی رو سے " ایسا ہر اقرار صالح حسب ذیل ہوگا کہ" میں الف و ب سنجیدگی خلوص و صداقت سے اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ اور اس کے بعد حلف کے وہی الفاظ ہوں گے جو قانوناً مقرر ہیں۔ لیکن بد دعا یا خدا کو شاہد کرنے کے الفاظ ترک کردیے جائیں گے۔"

اسی قانون کے دفعہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ جب حلف حسب ضابطہ دیا اور لیا گیا ہو تو یہ واقعہ کہ اُس شخص کا جس کو کہ حلف دیا گیا تھا حلف لیتے وقت کوئی مذہبی عقیدہ نہیں تھا صحت حلف پر کسی غرض کے لیے بھی موثر نہیں ہوگا۔

لیکن قانون حلف سے متعلق چند عملی دشواریاں ہیں۔ جیسا کہ مقدمۂ ملکہ بنام مور وغیرہ (Rex v. Moore) سے ظاہر ہوا۔[2] یہ مقدمہ عدالت مرافعہ فوجداری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- قانون حلف دارالشوریٰ (پارلیمنٹ) ۱۸٦٦ء۔ مقدمات مرافعہ ۴ ۲۵ کی رو سے مقرر ہے۔

[1] منسوخ شدہ قوانین حسب ذیل ہیں:- ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۲۰۔ ۱۹ و ۲۰ وکٹوریا باب ۱۰۲ (آئرستان) دفعات ۲۱ و ۲۳۔ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ٦٦۔ ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۹ (اسکاٹ لینڈ) ۳۰ و ۳۱ وکٹوریا باب ۳۵ دفعہ ۸۔ ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۳۹ (اسکاچ جیوریس)۔ ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۷۵ (آئرش جیوریس) دفعہ ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۸ دفعہ ۴۔ اور ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۴۹۔

[2] ملکہ بنام مور اور ایک دوسرا شخص ۱۹۱۲ء۔ ۹۱ لا جرنل رپورٹس مجسٹریٹ کیس سلسلہ نو۔ ۱۰۶۔ ۹۲ لا ٹائمز ۱۲۵۔

میں اوائل سنہ۱۹۶۰ء میں پیش ہوا تھا۔ اس میں ایک ہندوستانی کو جو گواہی دینے کے قابل تھا۔ ایک عہدہ دار نے اقرار صالح کرنے دیا تھا۔ اور جب جرح میں اس کی حلف لینے کی قابلیت ظاہر ہوئی تو حکم سزا جو اس کی شہادت پر سنایا گیا تھا۔ منسوخ کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ امر صاف طور پر ظاہر تھا کہ جن شرائط پر قانون۔ حلف کے بجائے اقرار صالح کی اجازت دیتا ہے —
ص ۱۰۹ یعنی گواہ کا اعتراض کرنا اور کہنا کہ یا تو اس کو مذہبی عقیدہ نہیں ہے یا یہ کہ حلف لینا اس کے مذہبی عقیدے کے خلاف ہے —— ان کی تکمیل نہیں ہوئی تھی۔ دوسری مشکلات بھی بیجا اعتراض کرنے والے شکی۔ یا ناراض گواہوں کے عمل سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور اس امر پر غور کیا جا سکتا ہے کہ کیا یہ دانشمندی نہیں ہوگی کہ اس قانون کی اس طرح ترمیم کی جائے کہ کوئی گواہ بھی بغیر وجہ بتلائے صرف خواہش ظاہر کر کے بجائے حلف کے اقرار صالح کر سکے یہ بھی اگر حلف کو باقی رکھنا ہی مناسب سمجھا جائے[1]۔

دفعہ ۱۶۷: (۳) ناقابلیت بربنائے غرض۔ قانون شہادت ۱۸۷۲ء

۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کی رو سے امر نزاعی میں ذاتی غرض کی بنا پر ناقابلیت گواہان کی موقوفی کا ذکر ہم نے کر دیا ہے[2]۔ اور گو اس قانون اور بعد کے قوانین کی رو سے قابلیت عام قاعدہ اور ناقابلیت استثنائی شکل ہے۔ تاہم یہ

---

[1] جے۔ یم۔ (جو غالباً جسٹس ملر (Mellor, J.) آنجہانی ہیں) نے لکھا ہے کہ ایک طویل عدالتی تجربے کی وجہ سے عام طور پر حلف کے محض بیکار ہونے کے متعلق کامل طور پر یقین ہو جانے سے میں حلف کی بطور معیار صداقت موقوفی کا حامی ہو گیا ہوں"۔ کیا بہترین راہ یہ نہ ہوگی کہ ہر صورت میں بجائے حلف اقرار صالح کو ضروری کر دیا جائے۔ اور ہر سمن یا طلب نامے پر دروغ حلفی کی سزا لکھدی جائے۔ اور گواہ کے اقرار صالح کرنے سے پہلے دروغ حلفی کی سزا کو ایک دفعہ اور دہرا دیا جائے۔ وفاقی ممالک مالیا میں اقرار صالح کی مروجہ شکل ملاحظہ کیجیے پیچھے دفعہ ۱۶۲ میں نیز دیکھئے دفعہ ۵۵ ب پیچھے۔

[2] اوپر دفعہ ۱۶۳۔

مناسب ہوگا کہ ناقابلیت بربنائے غرض کے پورے مضمون کو جیسا کہ وہ قانون عمومی میں تھا بیان کیا جائے۔ اور پھر قانون موضوعہ کی رو سے اس میں جس حد تک ترمیم ہوئی ہے۔ اس کا ذکر کیا جائے۔

دفعہ ۱۶۸: پہلے فریقین مقدمہ پر غور کیجئے۔ قدیم قانون کا اصول تھا کہ "کوئی شخص اپنے مقدمے میں گواہ نہیں[1] ہوسکتا" یہ اصول دیوانی اور فوجداری کارروائیوں پر یکساں قابل اطلاق تھا[2]۔ اور اس کی واحد بنیاد بہترین اساتذہ کے نزدیک وہ ذاتی غرض تھی جو فریقین مقدمہ کو مقدمے کی بابت ہوتی تھی[3] اس لئے جب یہ ظاہر ہوتا تھا کہ انھیں کوئی غرض نہیں ہے۔ یا یہ کہ جو غرض انھیں کبھی تھی وہ اب نہیں رہی ہے۔ تو ان کی شہادت قابل ادخال ہوجاتی تھی۔ مثلاً جب متعدد مدعی علیہم میں سے ایک نے غیر حاضر رہ کر فیصلہ ہوجانے دیا ہو۔ یا اس کے متعلق مدعی نے مثل میں لکھ دیا ہو کہ اس کے خلاف کوئی دادرسی نہیں چاہی جائے گی۔ اور اس لیے وہ اس کے ساتھیوں اور مدعی کی درمیانی نزاع کے نتیجے سے بے پروا ہوگیا ہو۔ وغیرہ۔ اسی لئے جب دوران مقدمہ میں عدالت پر ظاہر ہوتا تھا کہ بعض یا متعدد مدعی علیہم میں سے کسی ایک کے خلاف کوئی شہادت نہیں ہے تو وہ اپنی سوابدید بموجب ص ۱۶۰ اس کے یا ان کے لیے دوسروں کی جوابدہی سے پہلے جوری سے فیصلہ کرا سکتی تھی[4] کیونکہ وگرنہ بہت سی صورتوں میں مدعی یا چالان کنندہ تمام ان گواہوں کو

[1] ملٹن مصنفہ گک صفحہ ۲ ب۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ دفعہ ۱۰۔ مقدمہ قانون رومانہ پوتھیر کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ نوٹ ۲۔

[2] ملک بنام چپن لا رپورٹ مقدمات فوجداری جلد ۱۔ صفحہ ۳۴۹۔

[3] شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۱۳۰۔ طبع چہارم۔ شہادت مصنفہ فلپس و ایامس صفحہ ۴۷۔ وارل بنام جونس بنگھام ۳۹۵۔ پائیپ بنام اسٹیل ۲ کوئنس بنچ ۷۳۳۔

[4] مقدمہ کر سوک۔ کلیمفن رپورٹس صفحہ ۲۷ قاعدہ ۱۴۵۔ بے نام۔ ماڈرن رپورٹس جلد ۱ صفحہ ۱۱۔ قاعدہ ۲۴۲

جو اس کے اصل مخالف کی طرف سے شہادت دے سکتے تھے مدعی علیہم بنا کر غیر منصفانہ فیصلہ حاصل کر سکتا تھا۔[1]

دفعہ ۱۶۹: زیر بحث اصول کے اس حصے کے متعلق قانون عمومی میں متعدد استثنا تھے۔ ہم پہلے جس استثنیٰ کا ذکر کریں گے وہ حقیقی نہیں بلکہ ظاہری تھا۔ یعنی یہ کہ چالان پیش کروانے یا فوجداری اطلاع دینے والا یا چالان کنندہ عام طور پر ملزم کے خلاف گواہ ہو سکتا تھا۔[2] اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون کی نظر میں ایسا مقدمہ سرکاری مقدمہ ہوتا تھا۔ اور اس لیے نہیں چلایا جاتا تھا کہ اس شخص کے ضرر کی تلافی ہو جائے جس نے چارہ جوئی شروع کی۔ بلکہ اس لیے کہ خاطی کو امن شاہی و نظم معاشرت میں خلل ڈالنے کی سزا دی جائے۔ اسی لیے الزام جرم سنگین کی کارروائی میں جب تک اس کا رواج رہا الزام دہندہ ملزم کے خلاف گواہی نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ اس صورت میں مقدمہ اس کا ہوتا تھا۔[3] چالان کرنے والے مستغیث وغیرہ کو عام طور پر مقدمے کے نتیجے میں کوئی راست مالی غرض نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ گو بعض قوانین موضوعہ کی رو سے اس کو اخراجات مقدمہ دلائے جا سکتے تھے۔ لیکن یہ امر بھی جج کی صوابدید پر منحصر تھا۔ اور فیصلہ سزا کا لازمی نتیجہ نہیں ہوتا تھا۔ اور جیسا کہ ایک کتاب میں جو قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کے وضع ہونے سے پہلے شائع

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ وائٹ بنام ہل ۶ کوینس بنچ ۴۸۷۔ ڈیکمان بنام لنڈسے ۱۴ کوینس بنچ صفحہ ۶۲۵۔ اور وہ حوالے جو اگلی نوٹ میں دیے گئے ہیں۔

[1] پیر اسٹاریم جلد ۱۲ صفحہ ۱۱ و ۱۲۔ مقدمہ ڈائنوک۔ سادیسی رپورٹس صفحہ ۴۳۔ قاعدہ ۱۰۸۔ نیلو بنام ہالی ۲ کیارنگٹن و کروان صفحہ ۷۱۰۔

[2] ایسی شہادت بادشاہ کے لیے قبول کی جاتی تھی۔ پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ ہڈ رف کتاب ۳ باب ۲ صفحہ ۱۲۳۔ الف۔

[3] پلیس آف دی کراؤن از ہیلس صفحہ ۲۸۱ - ۲۸۲ - جلد ۲

[4] شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۶۶۔

ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ اگرچہ عام طور پر چالان کنندہ یا فریق متضرر کو نتیجۂ چالان میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے اور اسی لیے وہ قابل گواہ ہوتا ہے لیکن بہت سے مقدمات ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں کسی قانون موضوعہ کی وجہ سے ملزم کو سزا دلانے پر وہ کسی خاص نفع یا فائدے کا مستحق ہوتا ہے۔ ان مقدمات میں سزا دلانے پر چونکہ گواہ کو فوراً یہ نفع ملتا ہے۔ اس لیے وہ ناقابل گواہ ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ قانون کے عام اصول کا اس صورت میں یا تو کسی قانون موضوعہ کی رو سے یا مصلحت عامہ کے کسی اصول کی بنا پر لحاظ نہ رکھا جائے اور اس کی
ص ۱۶۱ شہادت قابل ادخال قرار دی جائے"[1] اس آخری استثنا کی بہت ہی اہم مثال سرقہ بالجبر یا سرقے کے چالانات کی ہے۔ جس میں فریق متضرر قابل گواہ متصور ہوتا تھا۔ باوجودیکہ خاطی کو سزا ملتے ہی اس کو مال مسروقہ واپس کیا جاتا تھا۔

دفعہ ۱۶۰: قانون عمومی کے اس اصول کا جس کی رو سے امر نزاعی یا مقدمے کے نتیجے میں ذاتی غرض رکھنے والے فریقین کی شہادت نامنظور کی جاتی تھی۔ ایک نمایاں استثنیٰ پرانے نظام میں ان اشخاص کا پایا جاتا ہے۔ جس کی رو سے بغاوت یا جرم سنگین کے الزام میں انھیں سرکاری گواہ بننے دیا جاتا تھا۔ اور جس کے بجائے آج کل شریک جرم ——— رومی فقہا کے شرکاء و معاونین ——— کی شہادت قبول کرنے کا عمل ہو گیا ہے۔ اس قسم کی شہادت قبول کرنے کی ضرورت کو تمام ممالک کے قوانین نے تسلیم کیا ہے۔ اور خود ہمارے قانون میں یہ عمل نہایت ہی قدیم ہے[2]۔ اس کے وجوہات کی ایک نہایت ہی قابل جج نے ایک اہم موقع پر اس طرح توضیح کی تھی[3] کہ "اگر عدل گستری میں کبھی یہ اصول

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس و ایاس صفحہ ۶۷۔

[2] بادشاہی گواہوں کا ذکر ایک قدیم کتاب میں موجود ہے جس کا نام "مقالات سکاریو" ("Dialogus de Scaccario,") [illegible] نیز دیکھئے ۱۱۔ ایڈورڈ چہارم ۱-ب قاعدہ ۲۲۔ ہنری ششم ۲-الف-قاعدہ ۸۔

[3] کمیشن [illegible] مورخہ ۶ مارچ [illegible] میں لارڈ چیف جسٹس ایبٹ کا گرانڈ جوری (Grand jury) کو خطبہ

قرار دیا جائے کہ شرکائے جرم کی شہادت کو ناقابل اعتبار سمجھ کر نامنظور کیا جائے گا تو
اس کے لازمی طور پر نہایت ہی برے نتائج پیدا ہوں گے۔ کیونکہ نہ صرف
بہت سے نہایت ہی ہولناک جرائم کی کوئی سزا نہیں دی جا سکے گی۔ بلکہ
بداشخاص کے دلوں سے اپنے شرکاء کے ذریعے سے انکشاف و سزا کا خوف
دور ہونے سے انھیں بڑی ترغیب مل جائے گی۔ ان میں عام طور پر باہمی
اعتماد قایم ہو جائے گا۔ اور وہ باہمی بے اعتباری باقی نہیں رہیگی جو برے اغراض
میں مصروف اشخاص میں قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ اور جو ان جرائم کے
ارتکاب پر جن کے لیے متعدد اشخاص کا اتفاق ضروری ہوتا ہے۔ نہایت ہی
موثر روک ہوتی ہے۔ کوئی ایسا اصول قانون انگلستان یا کسی دوسرے ملک
کے قانون کی رو سے قرار نہیں دیا گیا ہے۔" بادی النظر میں یہ قیاس ہو سکتا
ہے کہ قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ سے پہلے ایسے اشخاص
کی گواہی پر اعتراض برے چال چلن کے عنوان کے تحت ہوتا ہوگا لیکن چونکہ اس
قسم کے اعتراض کی تائید صرف کسی جرم کی بنا پر سزا یابی اور اس کے متعلق
عدالتی فیصلے کے ثبوت سے ہو سکتی تھی۔ نتیجہ یہ تھا کہ کسی گواہ کا اقبال جرم
گو وہ کتنے ہی برے چال چلن کے متعلق ہو صرف اس کے اعتبار کے خلاف
موثر ہوتا تھا۔ اسی لیے سرکاری گواہ یا شرکائے جرم کی گواہی پر اعتراض کی
صحیح بنا مقدمے میں وہ صاف غرض تھی جو ملزم کو جس کے خلاف وہ پیش
ہوتے تھے سزا دلا کر اپنے کو سزا سے بچانے کے متعلق ان لوگوں کو ہوتی تھی
سرکاری گواہوں کے قدیم قانون اور شرکائے جرم کی شہادت کو منظور دفعہ ۱۶۳
کرنے کے جدید عمل کو لارڈ مانسفیلڈ (Lord Mansfield) نے مقدمہ ملک
بنام رڈ[1] (R V. Rudd) میں وضاحت و جامعیت کے ساتھ
بیان کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ تیزر ۲۲ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۰۹ سلہ نیچے دفعہ ۲۲۔
[1] ملک بنام رڈ ۱۷۷۵ء کوپ ۱۳۳۔

"سرکاری گواہ بن جانے کا قانون جس پر قیاس کرکے یہ دوسرا عملدرآمد (یعنی شریک کے جرم کی شہادت منظور کرنے کا عملدرآمد) اختیار کیا گیا۔ اور اس طرح بنایا گیا ہے کہ اس میں زیادہ سہولت دی گئی ہے۔ اب بھی نافذ اور بہت اہم ہے۔ جو شخص سرکاری گواہ بننا چاہتا ہے وہ ایسا ہونا چاہئے کہ اسی جرم کی بنا پر اس کا چالان ہوا ہو۔ اور وہ زیرِ حراست لیا گیا ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اقبالِ جرم کرے اور اپنے شریکائے جرم پر الزام لگانے پر آمادہ ہو۔ اسی طرح حلفیہ طور پر اس کو صرف اسی جرم کو ظاہر کرنا چاہئے جس کی بنا پر وہ چالان کیا گیا ہو۔ بلکہ ان تمام بغاوتوں اور جرم ہائے سنگین کو جن سے کہ وہ واقف ہو۔ اور ان سب امور کے بعد بھی یہ امر عدالت کی صوابدید پر منحصر ہے کہ اس کے لیے کوئی کمشنر مقرر کرکے اس کو بطور سرکاری گواہ قبول کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ اگر اس کے اقبالِ جرم سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اصل مجرم ہے اور دوسروں کو ورغلاتا ہے تو عدالت اس کے سرکاری گواہ بننے سے انکار اور اس کو نامنظور کرسکتی ہے۔ اس کے سرکاری گواہ بن جانے کے بعد یہ ظاہر ہونا چاہئے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہ کہ اس نے پوری صداقت کو ظاہر کردیا ہے۔ اس مقصد سے کمشنر اس کی درخواست کو ترتیب دیتا ہے۔ اور جب قیدی عدالت میں دوبارہ لایا جاتا ہے۔ تو خود اس کو اپنی درخواست کو دوبارہ بغیر عدالت یا کسی تماش بین کی مدد کے دہرانا چاہئے۔ اور اس امر پر قانون اتنا نازک ہے کہ اگر وہ کسی ایک واقعے کے متعلق بھی مختلف البیان ہوتا ہے تو اس کا کل بیان بیکار ہو جاتا ہے اور اس کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اگر اس کو گھوڑے کا رنگ یا وقت یاد نہیں رہتا ہے تو قانون اس قدر سخت ہے کہ اس کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اہم امور میں اختلاف کا تو ذکر ہی کیا ہے یہی سزا دی جاتی ہے اگر وہ پوری صداقت کو ظاہر نہیں کرتا ہے۔ اور ان تمام صورتوں میں سرکاری گواہ کو سزا خود اس کے اقبالی جرم کی بنا پر دی جاتی ہے۔ اس نظریے کی تفصیل کے لیے دیکھئے پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۲ صفحات ۲۲۶ تا ۲۲۴

پلیس آف دی کراؤن مصنفہ اسٹان فورڈ (Staunforde's Pleas of the Crown) کتاب ۲ باب ۵۲ تا باب ۵۵۔ انسٹیٹیوٹ حصۂ سوم صفحہ ۱۲۹۔ ایک مزید سخت شرط یہ ہے کہ خود سرکاری گواہ کی سلامتی کے لیے یہ ضروری ہے کہ جوری اس پر یقین کرے۔ کیونکہ اگر اس کے شریکِ جرم کو سزا نہیں دی جاتی ہے تو خود سرکاری گواہ کو پھانسی دے دی جاتی ہے۔ سرکاری گواہی کے اس عملدرآمد کی وجہ سے بہت دشواریاں پیدا ہوئیں۔ بلا شبہ اگر مشہور مجرموں کے خلاف قانون کی تکمیل کے لیے یہ ضروری نہ ہوتا کہ شریکِ جرم کی شہادت قابلِ منظوری ہونی چاہیئے تو اس عملدرآمد پر بہت اعتراض ہو سکتے تھے۔ اور گو اس عملدرآمد کی وجہ سے وہ قابل گواہ ہوتے ہیں لیکن جوری کے نزدیک صرف ان کی گواہی کی شاذ و نادر ہی اتنی وقعت ہوتی ہے کہ مجرموں کو اس کی بنا پر سزا دی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر دوسرے پر الزام لگانے سے خود کا بچاؤ ہوتا ہے تو یہ امر ایک شخص کے لیے دروغ حلفی کے ارتکاب کی قوی وجہ ہوتا ہے۔ سرکاری گواہی کے اس عملدرآمد کے بجائے اب کیا ہوتا ہے؟ ایک قسم کی امید کہ شرکائے جرم اگر راست بازی سے معاملہ کریں اور پوری صداقت ظاہر اور دوسروں کو انصاف کے حوالے کر دیں تو خود ان کو سزا نہیں دی جائے گی۔ اور وہ معاف کئے جائیں گے۔ یہ اپنی ماہیت میں مثل سفارش رحم کے ہے ...... شریکِ جرم کو معافی کا یقین نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ اپنی شہادت "پا بہ زنجیر" حالت حراست میں دیتا ہے۔ اور اس کا معاف کیا جانا یا پھانسی پانا اس کے اس استحقاق پر مبنی ہوتا ہے۔ جو اس کے عمل و برتاؤ کی وجہ سے اس کو حاصل ہو۔"

دفعہ ۱۷۱ - لیکن گو سختی سے تو (بجز ان صورتوں کے۔ جن میں قانوناً دو گواہ ضروری ہیں) جوری صرف شریکِ جرم کی گواہی پر سزا[1] دے سکتی ہے لیکن یہ ایک عام

---

[1] اس مضمون پر مروجہ قانون کے عملدرآمد کے لیے دیکھئے "ثبوت قطعی" مصنفہ ماسکارڈس صفحہ ۱۰۵

اور معمولی عملدرآمد کا اصول ہے کہ ـــــ اور اب اس پر اتنی پابندی سے عمل ہوتا ہے کہ اس کو تقریباً قانون کی قوت حاصل ہے ـــ جج جوری کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ صرف شریک جرم کی شہادت پر کسی شخص کو مجرم نہ ٹھیرائیں[1]۔ لیکن جرم کی ہر شرکت سے کوئی شخص شریکِ جرم نہیں ہوجاتا اور نہ اس کی شہادت کی تصدیق ضروری نہیں ہوجاتی ہے[2]۔ اور ظاہر ہے کہ ہر صورت میں تصدیق کی نوعیت بڑی حد تک حالات مقدمہ پر موقوف ہوتی ہے۔ لیکن چند عام اصول بیان کئے جاسکتے ہیں۔ پہلے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ شریکِ جرم کے قصے کی ہر جزو میں جو وہ شہادت میں بیان کرتا ہے تائید ہونی چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ ضروری ہو تو پھر اس کو شہادت میں طلب کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی[3]۔ نیز باوجود چند پرانے مقدمات کے اس کے خلاف ہونے کے اب یہ طے شدہ امر ہے کہ تائیدی شہادت صرف نفس جرم کی نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ ملزم کی شناخت کے متعلق حالات بھی بیان ہونے چاہییں جن سے ملزم کی جرم میں شرکت ظاہر ہوتی ہو[4]۔ لارڈ ابنگر (Lord Abinger) کہتے ہیں کہ "جو شخص خود جرم کا مرتکب ہو واقعات جرم کو بیان کرسکتا ہے۔ اور اگر تصدیق صرف قصے کی صداقت کی بابت ہو اور اس سے اشخاص کی شناخت نہ ہوسکے تو

---

[1] مقدمۂ ملک بنام باسکرول ۱۹۱۶ء ۲ کنگس بنچ ۶۵۸۔ ملک بنام ٹیٹ ۱۹۰۸ء ۲ کنگس بنچ ۶۸۰۔ ملک بنام بالڈس ۱۔ اسٹیٹ ٹرائلس ۳۱۱۔ ۳۲۰۔ از وٹمان جسٹس (Whightman, J.) ممالکِ متحدہ امریکا میں شریک جرم کی گواہی کے متعلق عام اصول یہ ہے کہ جوری کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ جب تک مزید شہادت سے تائید نہ ہو ملزم کو مجرم نہ ٹھیرائیں۔ لیکن یہ صرف ایک اصول عملدرآمد ہے۔ کوئی اصول قانون نہیں ہے۔"

[2] ملک بنام ہارگریو ۵ کیا رنگٹن اینڈ پین صفحہ ۱۷۰۔ ملک بنام جارویس ۲ موڈی و راجنسن صفحہ ۴۰۔ ملک بنام ٹیٹ۔ اوپر ملک بنام کرکھام۔ ۵ ٹائمز لا رپورٹ ۶۵۶۔

[3] ۱۳ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس صفحہ ۲۸۰۔

[4] ملک بنام فارلر ۸ کیا رنگٹن اینڈ پین ۱۰۶۔ ملک بنام آڈمس۔ ۴ کیا رنگٹن اینڈ پین صفحہ ۶۰۰۔ ملک بنام ولکس ۷ ایضاً ۲۷۰۔ ملک بنام ڈائیک ۸۔ ایضاً ۲۶۱۔ ملک بنام اسٹبز ۱۔ ڈرسلی کراؤن کیس ۵۵۵۔

یہ دراصل کوئی تائیدی شہادت نہیں ہوگی[1]" شریک جرم کی بیوی کی تصدیقی شہادت کافی نہیں سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ اس غرض کے لیے ان کو ایک شخص سمجھنا چاہئیے۔ اور نہ چوری کو متعدد شرکائے جرم کی گواہی سے جو ایک دوسرے کی تائید میں گواہی دیں مطمئن ہونا چاہئیے[2]۔

دفعہ ۱۷۲: جب کوئی امر تنقیح طلب تصفیہ کے لیے عدالت چانسری سے قانون کی عدالت میں بھیجا جاتا تھا۔ تو اکثر اس حکم کا ایک جزو یہ بھی ہوتا تھا کہ مدعی یا مدعی علیہ کی بھی بطور گواہ شہادت لی جائے۔ اور جب کوئی امر عدالت قانون سے سپرد ثالثی کیا جاتا تھا۔ تو معمولاً اس قاعدے کا ایک جزو یہ بھی ہوتا تھا کہ ثالث فریقین کی گواہی لینے کا مجاز ہوگا۔

دفعہ ۱۷۳: فریقین مقدمہ کو گواہی کے ناقابل سمجھنے کے اصول کا پہلا عام استثنیٰ منسوخ شدہ قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۴۶ء ۹ و ۱۰ وکٹوریا باب صفحہ ۱۶۴
۹۵ میں پایا جاتا ہے۔ اس قانون نے۔ عدالت ہائے اضلاع کو از سر نو بنانے اور ان کے اختیارات کو وسیع کرنے کے بعد۔ دفعہ تراسی کی رو سے حکم دیا کہ۔

> "اس قانون کے تحت کسی نالش یا کسی اور کارروائی کی سماعت پر فریقین مقدمہ۔ ان کی زوجگان اور تمام دوسرے اشخاص کا مدعی یا مدعی علیہ کی جانب سے حلف یا اقرار صالح کے ساتھ اظہار لیا جاسکتا ہے۔ اقرار صالح ان صورتوں میں کیا جائے گا۔ جن میں اشخاص کو عدالت کے

[1] ملک بنام فارلر، کیارنگٹن پی صفحہ ۱۰۸۔

[2] ملک بنام نیل، ایضاً ۱۲۱۔

[3] ۳۰ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۱۱۲۲-۱۱۲۳۔ ملک بنام نوکس و کیارنگٹن اینڈ پین ۳۲۴۔ ملک بنام ہاگل اینڈ برش سرکوٹ رپورٹس ۲۱۰۔ ملک بنام گے۔ ۲۔ رپورٹ مقدمات مرافعہ ۲۲۷۔

عہدہ دار کے روبرو قانوناً بجائے حلف اقرار صالح کرنے کی اجازت حاصل ہے۔"

لیکن اس قانون کو جو عام قانون کا ایک جزو بن جانے کی وجہ سے قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۴۶ء میں دہرایا نہیں گیا ہے۔ کوئی ایسی ایجاد نہیں سمجھنا چاہئے جو پہلی دفعہ ہوئی ہے۔ کیونکہ عدالت ہائے ضمیر اور عدالت ہائے معروضات میں ایسے ہی احکام تھے۔

دفعہ ۱۷۴: فریقین مقدمہ یا کارروائی کی شہادت کو خارج کرنے والے اصول کے متعدد مستثنیات جدید قوانین موضوعہ کی رو سے وضع کئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ جہاں تک دیوانی کارروائیوں کا تعلق ہے الفاظ "ناقابلیت فریقین" قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی رو سے تقریباً موقوف کردیئے گئے۔ اس قانون موضوعہ نے پہلے اپنی دفعہ اول کی رو سے قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کے استثنا کو جو شہادت فریقین مقدمہ کے اخراج کو باقی رکھا تھا۔ منسوخ کرکے دفعہ دوم کی رو سے قرار دیا ہے کہ

"کسی امر نزاعی یا کسی اور امر یا سوال یا کسی اور امر تحقیق طلب کی جو کسی مقدمہ، نالش یا کارروائی میں پیدا ہو کسی عدالت انصاف یا کسی اور شخص نے، و برو جو قانوناً یا رضامندی فریقین سے سماعت منظوری و تنقیح شہادت کا مجاز ہو سماعت، فریقین یا اور اشخاص جن کی جانب سے کوئی ایسا مقدمہ، نالش یا اور کارروائی کی گئی ہو سوائے ان استثنائی شکلوں کے جن کا بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ شہادت دینے کے قابل ہونگے اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکیں گے۔ یا تو زبانی طور پر یا حسب عملدرآمد عدالت مذکورہ بالا مقدمے یا کوئی اور کارروائی کے فریقین یا کسی فریق کی جانب سے بذریعہ اظہار حلفی"۔

دفعہ ۳ کی رو سے فوجداری کارروائیاں مستثنیٰ کی گئیں۔ دفعہ ۴ کی رو سے وہ کارروائیاں [illegible] جو زنا یا خلاف ورزی اقرار نکاح کی وجہ سے پیدا ہوں

اور دفعہ ۹ کی رو سے قانون وصیت نامجات سنہ ۱۸۳۷ء بھی مستثنیٰ کئے گئے۔

دفعہ ۱۷۵: دوسرے اشخاص جو اس اصول اخراج سے متاثر ہوتے تھے وہ فریقین مقدمہ یا کارروائی کے زوجہ یا شوہر ہوتے تھے۔ ہماری کتابیں ناطق ہیں کہ "شوہر و زوجہ قانون میں ایک ہی شخص سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کی ہمدردیاں اور مفاد بھی ایک ہی ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے یہ ایک عام اصول قرار دے دیا گیا ہے کہ شوہر زوجہ کی مخالفت یا موافقت میں گواہی نہیں دے سکتا۔ اور نہ زوجہ شوہر کے موافق یا مخالف گواہ ہو سکتی ہے نیز اس وجہ سے بھی کہ اس سے سخت جھگڑے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور ایسے طرفدار اشخاص کی گواہی میں دروغ حلفی کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ اور اس
۱۶۵ معاملے میں نہایت درجہ سختی بھی ہوتی ہے[1]" یہ اصول صرف انہیں اطلاعات کو جو ازدواجی اعتماد کی وجہ سے دیے گئے ہوں یا انہیں واقعات کو جن کا علم رشتۂ زناشوئی کی وجہ سے ہوا ہو۔ فاش ہونے سے محدود کرنے تک محدود نہیں تھا۔ بلکہ شوہر یا زوجہ سے متعلق کسی بھی واقعے کی۔ اور چاہے اس کا علم کسی بھی طرح حاصل ہوا ہو۔ گواہی دینے سے قطعاً منع کرتا تھا۔ لیکن یہ اصول صرف اسی وقت اطلاق پاتا تھا۔ جب کہ شوہر یا زوجہ اس مقدمے یا کارروائی کے فریق ہوں جس میں دوسرے کو بطور گواہ طلب کیا گیا ہے۔ اور ان ضمنی کارروائیوں سے جن میں اشخاص ثالث فریق ہوں متعلق نہیں تھا۔ ان کارروائیوں میں شوہر و زوجہ کا بطور گواہ اظہار لیا جا سکتا تھا۔ گو ایک کی گواہی کا رجحان دوسرے کی گواہی کی تصدیق یا تردید کا ہو[2]۔ اور زوجہ کے اعلانات

---

[1] مختصر شہادت از ٹیکن۔ الف۔ ا۔ نیز دیکھئے ڈیوس بنام ڈن وڈی (Davis v. Dinwoody) ۴ ٹائمز رپورٹ ۶۷۸، ہاکس ورتھ بنام شا، لر ۲، بین وولز لی ۵۴۴۔ اوکونر بنام مارجوری بنکس ۴ مانگ وگرانگر ۵۳۴ ہاربٹ بنام آسن ۱۰ بچیکر ۹۰۶۔

[2] شہادت از ٹیلر صفحہ ۲ جلد اول طبع دہم۔ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۹۰۹--۹۱۰۔

جب کہ اس کی حیثیت شوہر کے جائز طور پر مقرر کئے ہوئے کارندے کی ہوتی تھی اس کے خلاف اسی طرح قابل ادخال ہوتے تھے۔ جس طرح کسی اور جائز طور پر مقرر کئے ہوئے کارندے کے بیانات ہوتے ہیں[1]۔ اس موضوع پر موجودہ قانون کے لیے دیکھئے نیچے دفعہ (۱۸۰)۔

دفعہ ۱۷۶: اس شاخ میں بھی مستثنیات کی کمی نہیں تھی۔ جب متناکحین میں سے ایک نے دوسرے کو زدوکوب کی یا اس کی دھمکی دی ہو تو قانون شوہر و زوجہ کی فرضی وحدت کے اصول سے اس زیادہ اہم اصول کو معطل نہیں ہونے دیتا تھا کہ مملکت کا فرض ہے کہ اپنے شہریوں کی جان و اعضا کی حفاظت کرے[2]۔ مثلاً کسی شوہر کے زوجہ پر حملہ کرنے یا اس کے برعکس الزام میں فریق متضرر ہمیشہ قابل گواہ ہوتا تھا[3]۔ اور شوہر و زوجہ پر امن طریقے پر ل کر بسر کرنے کے متعلق قسم کھا سکتے تھے[4]۔ اسی طرح کسی زوجہ پر زنا بالجبر کے الزام میں شوہر دوسرے درجے کا اصل خاطی ہو سکتا تھا۔ اس صورت میں بیوی اس کے خلاف قابل گواہ ہوتی تھی[5]۔ لیکن وہ اول درجے کا اصل خاطی ان وجوہات کی بنا پر جو صاف ظاہر ہیں نہیں ہو سکتا تھا[6]۔

دفعہ ۱۷۷: ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کی صورت

---

[1] جار پر شہادات مصنفہ ٹیلر جلد ا۔ صفحہ ۸۰۷ و ۸۰۸ طبع دہم

[2] پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ باب ۴۶ دفعہ ۱۶۔ نیز یہ قوانین موضوعہ جو قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء کے ... میں شامل کئے گئے ہیں۔ دیکھئے نیچے ضمیمہ ب۔

[3] نیسی پریس از آلبرٹ صفحہ ۲۰۷۔ ملک بنام آوز ۱-۱۔ اسٹرینج ۶۳۳۔

[4] بنام ۱۲ ماڈرن رپورٹس (Modern Reports.) ۴۵۴ نیسی پریس از ایلبرٹ ۲۸۷۔

[5] شہادات مصنفہ فلپس جلد ا صفحہ ۸ طبع دہم۔ ۲ پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس باب ۴۶۔ دفعہ ۱۲۔ مقدمہ لارڈ آڈلے ۳۔ ہاول اسٹیٹ ٹرائلس ۴۰۲۔ ۱۲ اسٹن رپورٹس ۱۱۵-۱۱۶۔

[6] پلیس آف دی کراؤن جلد ا صفحہ ۶۲۹۔

میں چند دشواریاں پیش آئی ہیں۔ پہلی زوجہ یا شوہر جیسی بھی صورت ہو ملزم کے خلاف حال حال تک قابل گواہ نہیں تھے۔ اور دفعہ ۴۔ قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ نے جس کی رو سے بہت سی صورتوں میں زوجہ یا شوہر کو ایک دوسرے کے خلاف شہادت دینے کی اجازت دی گئی۔ اس صورت میں قانون نے کچھ تبدیلی نہیں کی۔ کیونکہ ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کا جرم قانون جرائم شخصی ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ کے ان سات دفعات (۴۸ تا ۵۵) کے تحت نہیں آتا ہے جو ۱۸۹۸ء کے تحت قانون کا ضمیمہ بنائے گئے ہیں۔ بلکہ وہ دفعہ ۵۷ کے تحت جرم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہماری کتابوں کی رو سے دوسری زوجہ یا شوہر پہلی شادی کے ثبوت کے بعد قابل گواہ ہیں کیونکہ اس ثبوت کے بعد دوسرا نکاح کالعدم ہو جاتا ہے[1]۔ اور عملدرآمد اسی کے مطابق رہا ہے۔ مگر حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے[2]۔ ان مقدمات میں دوسری زوجہ کو ملزم کے خلاف کسی بھی نوبت پر قابل گواہ تصور کرنا چاہئے۔ اور یہ انہیں وجوہات کی بنا پر جن پر کہ پھسلائے جانے کے مقدمات میں زوجہ کی شہادت قانون ۳ ہنری ہشتم باب ۲۔ و ۹ جارج چہارم باب ۳۱۔ و قانون جرائم شخصی ۱۸۶۱ء کے تحت منظور کی جاتی ہے[3]۔ یہ اصول مسلمہ ہے کہ عورت پر ایسے شخص کے خلاف گواہ اس کا شوہر ہی کیوں نہ ہو گواہی دینے کے قابل ہے جس نے کہ اس کے جسم کے خلاف حقیقی یا معنوی ناجائز زبردستی کی ہو۔ اور علاوہ اس کے ایک زوج کی زندگی میں دوسرا نکاح کرنے کے فوجداری مقدمے میں متضرر عورت کی قابلیت پر اس بنا پر اعتراض کرنا کہ وہ ملزم کی زوجہ ہے۔ اقتراح المسئول یعنے بلا ثبوت اس کو بیوی تسلیم کر لینا ہے۔ کیونکہ کیا وہ اس کی جائز زوجہ ہے یا یہ کہ اس نے اس کو زوجہ بنانے کے　دفعہ ۱۶۲

[1] دیکھئے نیچے دفعہ ۶۲۲ - الف -

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۳۶۵-

[3] اوپر دفعہ ۱۰۶-

بہانے سے قانون شکنی کی ہے۔ یہی تو امر تنقیح طلب ہوتا ہے۔ اسی لیے یہ کتنی عجیب بات ہو گی کہ جب کوئی شخص جھوٹ فریب و دغا بازی سے کسی عورت کے جسم جائیداد و شاید محبت پر بھی قبضہ کر لے تو اس کا منہ اس شخص کے خلاف اس بنا پر بند کر دیا جائے کہ ظاہرا وہ اس کی زوجہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دوسری دلیل دوسرے شوہر کو قابل گواہ بنانے جب الزام کسی عورت پر یہ ہو کہ اس نے ایک شوہر کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کر لیا ہے۔ اتنی قوی نہیں ہوتی ہے لیکن پہلی دلیل یعنی یہ کہ نکاح کا جائز یا ناجائز ہونا خود امر تنقیح طلب ہوتا ہے۔ اس صورت میں بھی اتنی ہی قوی ہوتی ہے۔ یہ بے قاعدگی اب قانون عدل گستری فوجداری ۱۹۱۵ء ۴ و ۵ جارج پنجم باب ۵۸ کی رو سے دور کر دی گئی ہے۔ اس کی دفعہ ۲۸ کی رو سے قرار دیا گیا ہے کہ جس شخص پر ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کا الزام ہو اس کی زوجہ یا شوہر کو چالان یا جوابدہی کی جانب سے بلا رضامندی ملزم بطور گواہ طلب کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۱۷۸: اس موضوع پر بغاوت سنگین کے مقدمات میں کیا اصول ہے

ایک مشتبہ امر ہے۔ بہت سے ممتاز اساتذہ قرار دیتے ہیں کہ ان صورتوں میں متناکحین کی شہادت ایک دوسرے کے خلاف قابل منظوری ہے[۱]۔ کیونکہ یہ جرم نہایت درجہ برا ہے اور بادشاہ سے وفا شعاری کے تعلقات اور نظم معاشرت کو برقرار رکھنے کا وجوب شوہر و زوجہ کے تعلقات سے زیادہ اہم ہے۔ اور قانون کی نظر میں اس کو کسی اور وجوب سے بڑھ کر سمجھنا چاہیے ۱۷۸
اس میں اس امر کا بھی اضافہ کر سکتے ہیں کہ اگرچہ نکاح قانون قدرت کا ادارہ ہے اور اسی لیے تمام قسم کی حکومتوں بلکہ خود تنظیم تمدن سے پرانا ہے[۲]۔ لیکن شوہر و زوجہ

[۱] مقدمہ میری گرگس (۲)، عدالت نے اس طرح پر کہا (لیکن فیصلہ نہیں کیا کیونکہ یہ امر تنقیح طلب نہیں تھا) ہیئات بنکلس ۱۲ چارلس دوم - ڈی - ریمنڈ صفحہ ۱۔ اسی امر پر دیکھئے شہادت مصنفہ گلبرٹ - ۱۳۴۔ طبع چہارم نسی پریس آنر ... صفحہ ۹۹ و شہادت مصنفہ پر ... جلد ۲ - صفحہ ۱۱۔

[۲] قانون قدرت و اقوام مصنفہ پوفنڈارف کتاب ۲ باب ۱۔

کی شخصیت کی مکمل وحدت ایک فرضی شے ہے۔ جس کو قانون ان صورتوں میں جہاں اغراض انصاف اس کے متقاضی ہوں نظر انداز کرتا ہے[1]۔ لیکن نہایت ہی راجح دلائل اس کی مخالف ہیں[2]۔ اور اکثر جدید اہل قلم اساتذہ ایسی شہادت کو ناقابل منظوری سمجھتے ہیں[3]۔ ان کی حجت ہے کہ جب زوجہ پر فرض نہیں ہے کہ اپنے شوہر کی بغاوت کو ظاہر کردے۔ تو مساوی دلیل کی بنا پر وہ اس کے ثابت کرنے کے لیے گواہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ ایک وجہ جس کی بنا پر زوجہ کو ایسی صورت میں ذمہ دار نہیں کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس پر شوہر سے ایک قسم کی وفا شعاری فرض ہے۔ اور یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس کے جبر و اختیار میں ہوتی ہے۔ —— گو ہمیں اس کا علم نہیں ہے کہ شوہر اگر وہ اپنی زوجہ کی بغاوت کو چھپائے تو جرم اخفائے بغاوت سے معاف رکھا جا سکتا ہے۔ اس ملک میں قدیم جاگیری قانون کے تحت جب اسامی اپنے جاگیردار سے وفا شعاری کا حلف اٹھاتا تھا۔ تو صراحۃً اس وفا شعاری کو مستثنیٰ کر دیتا تھا۔ جو اس کو اس کے آقائے ولی نعمت بادشاہ سے ہوتی تھی[5]۔ اور یہ غالباً اس اصول پر جس کو لارڈ چیف بیرن گلبرٹ نے بیان کیا ہے کہ "بادشاہ سے ہماری وفا شعاری ہماری حفاظت کے فائدے پر مبنی ہے اور اس کو ہمارے جاگیری مفاد پر جو صرف ہماری بہبودی سے متعلق ہوتا ہے۔ ترجیح ہونی چاہیے[6]"

[1] دیکھیے اوپر دفعات ۱۷۲ – ۱۷۷۔

[2] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل صفحہ ۳۰۱ نیز دیکھیے صفحہ ۴۸۔

[3] شہادت مصنفہ فلیپس و ایامس جلد ۱ صفحہ ۱۶۱۔ شہادت از فلیپس جلد ۱ صفحہ ۷۲ طبع دہم۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۳۴۵۔ طبع چہاردہم۔ شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم۔ دفعہ ۱۳۷۲۔

[4] کہ بے ام۔ میثاقات ایشر۔ اجیس اول۔ براڈ فلو و گولڈس برو رپورٹس صفحہ ۷۴ "Tryals per Pais" صفحہ ۳۷۱۔ لیکن دیکھیے پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۱ صفحہ ۴۸۔

[5] شلٹن دفعات ۸۵ تا ۹۶۔

[6] شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۱۳۴۔ طبع چہارم۔

لیکن یہ سوال پریشان کن ہے۔ قارئین کرام کو خود اپنی رائے قائم کرنی چاہیئے۔

دفعہ ۱۷۹: اس اصول کے قانون موضوعہ کی رو سے اب کثیر التعداد استثنا میں ہیں جیمس اول کے زمانے ہی میں ۲۱ جیمس اول باب ۱۹ دفعہ ۶ کی رو سے کمشنران دیوالگی (افلاس) کو مجاز گردانا گیا۔ کہ وہ دیوالیے کی زوجہ کا اظہار حلفی لیں تاکہ دیوالیے کی جائداد۔ سامان۔ اور اشیا جو اس نے رکھی یا منتقل کی ہوں معلوم و دریافت ہو سکیں اور اس حکم کو فی الجملہ قانون دیوالگی (یا قانون افلاس) سنہ ۱۸۹۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۷۱ دفعات ۹۹ و ۹۷۔ اور بعد میں قانون دیوالگی (افلاس) سنہ ۱۸۸۳ء ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۵۲ میں دوبارہ وضع کیا گیا۔

دفعہ ۱۸۰: یہ منسوخ شدہ قانون عدالت ہائے اضلاع ۹ و ۱۰ وکٹوریا باب ۹۵ کا وہ فقرہ جس نے ان عدالتوں میں فریقین مقدمہ کو قابل گواہ بنایا تھا۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ اُن کی زوجگان اور تمام دوسرے اشخاص سے بھی متعلق تھا[1]۔ لیکن اعلیٰ عدالتوں میں بعد کے قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ نے گو خود فریقین مقدمہ سے تقریباً تمام صورتوں[2] میں ناقابلیت کو رفع کر دیا۔ لیکن دفعہ (۳) کی رو سے صراحتہً حکم دیا کہ اس قانون کے کسی حکم کی رو سے "کسی فوجداری کارروائی میں کوئی شوہر اپنی زوجہ کے مالہ یا ماعلیہ شہادت دینے کے نہ قابل ہوگا اور نہ مجبور کیا جا سکے گا۔ اور نہ کوئی زوجہ اپنے شوہر کے موافق یا مخالف شہادت دینے کے قابل ہوگی اور مجبور کی جا سکے گی" ــــ یہ ایسے الفاظ تھے کہ ان کی وجہ سے شبہہ پیدا ہوا کہ کیا ان سے معنوی طور پر دیوانی کارروائیوں میں شوہر و زوجگان ایک دوسرے کی

ص ۱۶۸

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۱۷۳۔

[2] اوپر دفعہ ۱۷۴۔

موافقت اور مخالفت میں گواہی دینے کے قابل نہیں کئے گئے ہیں۔ اور کیا وہ شہادت دینے پر مجبور نہیں کئے جا سکیں گے۔ کچھ اختلاف رائے کے بعد اس کا تصفیہ نفی میں کیا گیا[۱]۔ لیکن اس کی صحت یا عدم صحت پر اب غور کرنا فضول ہے۔ کیونکہ قانون ترمیم شہادت سنہ ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ دفعہ (۴) کی رو سے۔ قانون شہادت سنہ ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ کا استثنیٰ جس کی رو سے فریقین مقدمہ کی زوجگان و شوہران کی ناقابلیت کو جاری رکھا گیا تھا۔ منسوخ کیا گیا۔ اور ذیل کے احکام وضع کئے گئے :-

دفعہ (۱) کسی امر نزاعی یا کسی اور امر یا سوال یا کسی اور امر تحقیق طلب کی۔ جو کسی مقدمے۔ نالش یا کارروائی میں پیدا ہو کسی عدالت انصاف یا کسی اور شخص کے روبرو جو قانوناً یا رضامندی فریقین سے سماعت منظوری و تنقیح شہادت کا مجاز ہو سماعت پر۔ فریقین کی زوجگان و شوہران۔ اور اُن کی زوجگان و شوہران جن کی جانب سے کوئی ایسا مقدمہ یا نالش یا کارروائی یا اس کی مخالفت یا جوابدہی کی گئی ہو۔ سوائے ان استثنائی شکلوں کے جن کا بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ شہادت دینے کے قابل ہوں گے۔ اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکیں گے۔ یا تو زبانی طور پر مذکورۂ بالا مقدمے نالش یا کوئی اور کارروائی کے فریقین یا کسی ایک فریق کی جانب سے حسب عملدرآمد بذریعۂ اظہار حلفی۔"

دفعہ (۲) "اس قانون کا کوئی حکم کسی فوجداری کارروائی یا کسی ایسی کارروائی میں جو زنا کی بنا پر چلائی گئی ہو کسی شوہر کو اپنی زوجہ کی مخالفت یا موافقت میں شہادت دینے کے قابل نہیں بنائے گا۔ اور نہ اس کی وجہ سے وہ اس پر مجبور کیا جا سکے گا۔ اسی طرح کسی زوجہ کو بھی اپنے شوہر کی موافقت یا مخالفت میں شہادت دینے کے قابل نہیں بنائے گا۔ اور نہ اس کی رو سے وہ اس پر مجبور کی جا سکے گی۔"

---

[۱] اسٹیپلٹن بنام کرافٹس ۱۸ اکوئینس بنچ ۳۶۷۔ بارٹ بنام آلن ۱۰ کیمبرج ۶-۹۔ کینیل بنام آکنسن ۱۷ بمبئی صفحہ ۲۱۔

دفعہ (۳) کسی شوہر کو ایسی اطلاع کے فاش کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ جو اس کی بیوی نے اس کو دوران ازدواج میں دی ہو۔ اور نہ کسی زوجہ کو کسی ایسی اطلاع کے فاش کرنے پر مجبور کیا جاسکے گا جو اس کے شوہر نے اس کو دوران ازدواج میں دی ہو۔"

اور اب قانون ترمیم مزید شہادت سنہ ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ کی روسے حکم دیا گیا ہے کہ

"دفعہ (۲): فریقین نالش خلاف ورزی اقرار نکاح ایسی نالش میں شہادت دینے کے قابل ہوں گے لیکن ہمیشہ اس استثنا کے ساتھ کہ کوئی مدعی ایسی نالش خلاف ورزی نکاح اپنے حق میں فیصلے کا مستحق نہیں ہوگا۔ جب تک اس مرد یا عورت کی شہادت کی تائید اس اقرار کی موافقت میں کسی اہم شہادت[1] سے نہ ہوئی ہو۔

دفعہ (۳) کسی ایسی کارروائی کے فریقین جو زنا کی بنا پر چلائی گئی ہو اور ان فریقین کے شوہر و زوجگان ان کارروائیوں میں گواہی دینے کے قابل ہونگے۔ ص ۱۶۹

بایں استثنا کہ کسی کارروائی میں کسی گواہ سے گو وہ فریق مقدمہ ہو یا نہیں یہ سوال پوچھا جائے گا اور نہ وہ اس کے جواب دینے پر مجبور ہوگا کہ کیا وہ زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ سوائے اس کے کہ ایسا گواہ (مرد ہو یا کہ عورت) ایسی کارروائی میں اپنے مبینہ زنا کی تردید میں شہادت دے چکا ہو۔"

دفعہ ۱۸۱ : جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں[2]۔ قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۴ کی روسے ان تمام کارروائیوں میں جو زنا کی بنا پر چلائے جائیں[3] مدعی اور مدعی علیہ کی ناقابلیت باقی رکھی گئی ہے۔ اور دفعہ ۴۸ قانون مقدمات ازدواجی سنہ ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۸۵ کی روسے جہاں طلاق و مقدمات ازدواجی کی عدالت قائم کی گئی وہاں یہ بھی حکم دیا گیا کہ جن قواعد شہادت پر قانون عمومی کی اعلیٰ عدالتیں موقوعہ ویسٹ منسٹر (Westminster) پر عمل کیا جاتا ہے۔ انھیں پر اس عدالت طلاق میں تمام امور واقعاتی کی سماعت کے وقت عمل ہوگا اور انھیں کا اطلاق کیا جائیگا اسی لئے قانون ترمیم

---

[1] اس امر پر کہ تائید کے لیے کونسی شہادت اہم ہے نیچے دیکھو دفعہ ۶۲۱۔

[2] اوپر دفعہ ۱۷۴۔

[3] لیکن ایک درخواست اعادہ حقوق زناشوئی کو جس کے جواب میں زنا کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس قانون کے تحت نہیں قرار دیا گیا۔ بلاکبورن بنام بلاکبورن اپرو بیٹ و ڈیورس ۵۲۳۔

مزید شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ (۳)[1] کا اثر یہ ہے کہ اس عدالت میں زنا کی بنا پر جو کارروائیاں چلائی جائیں۔ ان کے فریقین اور فریقین کی زوجہ یا شوہر قابل گواہ ہوگئے ہیں۔

قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۹ء ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۱ دفعہ ۶ کی رو سے حکم ہے کہ "جب کوئی درخواست کسی زوجہ کی جانب سے اس استدعا کے ساتھ دی جائے کہ اس کا نکاح فسخ کر دیا جائے۔ کیونکہ اس کا شوہر زنا دبلجگی یا زنا و ترک معاشرت کا مرتکب ہوا ہے۔ تو ایسی بے رحمی و ترک معاشرت کے متعلق شوہر و زوجہ شہادت دینے کے قابل ہوں گے اور شہادت دینے پر مجبور کئے جا سکیں گے" اور یہ قرار دیا گیا کہ عدالت چانسری کے درخواست گزار یا مدعی علیہ پر جس کا اس دفعہ۔ کی تحت بے رحمی یا ترک معاشرت کی تنقیح کے متعلق اظہار لیا گیا ہو۔ زنا کے متعلق جرح کی جا سکتی ہے[2]۔ لیکن قانون ترمیم۔ مزید شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۳ کے بعد سے کسی گواہ پر ہرجے کو کم کرنے بھی سوال زنا سے متعلق جرح نہیں کی جا سکتی۔ جب تک کہ اس پر سوال ابتدائی نہ کئے گئے ہوں ـــــ اس دفعہ کے الفاظ یہ ہیں کہ "کسی گواہ سے کسی کارروائی میں (یعنی جو زنا کی وجہ سے چلائی گئی ہو) یہ سوال نہیں پوچھا جائے گا۔ اور نہ وہ اس کا جواب دینے پر مجبور ہوگا کہ کیا وہ زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ بجز اس کے کہ ایسا گواہ اسی کارروائی میں اپنے بینۂ زنا کی تردید میں شہادت دے چکا ہو[3]۔

۱۸۰۵ **دفعہ ۱۸۲**: ہم دیکھ چکے ہیں کہ قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ نے اپنے دفعہ دوم کی رو سے عام طور پر فریقین کی ناقابلیت کو دور کر کے

[1] دیکھیے اوپر دفعہ ۱۸۰۔

[2] بورڈمان بنام بورڈمان۔ لا رپورٹ اپروبیٹ و ڈیورس صفحہ ۲۳۳۔

[3] بلیچ بنام بلیچ لا رپورٹ اپروبیٹ و ڈیورس صفحہ ۲۲۲۔ ایوانس بنام ایوانس ۱۹۰۴ء پروبیٹ صفحہ ۳۷۸۔

اپنے دفعہ سوم کی رو سے اس شخص کی ناقابلیت کو باقی رکھا جس پر کسی فوجداری کارروائی میں کوئی الزام لگایا گیا ہو۔ قانون کی یہ حالت تھی جب ۱۸۵۵ء میں اٹرنی جنرل بنام راڈلاف[1] (Attorney v. Radloff) کا مقدمہ پیش ہوا۔ جو اکسچیکر کو اٹرنی جنرل کی جانب سے بہ خلاف ورزی قوانین مالگزاری کے متعلق ایک اطلاع تھی اور جس میں یہ سوال پیدا کیا گیا کہ کیا مدعی علیہ قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی رو سے قابل گواہ ہے۔ اور کیا مال کی کارروائیاں اس قانون کی تحت فوجداری کارروائیاں سمجھی جا سکتی ہیں۔ پالک چیف بیرن نے مقدمے کی سماعت کی۔ اور قرار دیا کہ یہ شہادت ناقابل ادخال ہے۔ اور فیصلہ سرکار کے حق میں کر دیا۔ لیکن مقدمے کو ازسرنو چلانے کا حکم (اعلیٰ عدالت سے) اس بنا پر دیا گیا کہ شہادت بیجا طور پر نامنظور ہوئی تھی۔ بحث و غور کے لیے وقت لینے کے بعد بیرنس (Barons) ججوں نے جو مختلف الرائے تھے۔ علیحدہ علیحدہ فیصلے سنائے۔ پالک چیف بیرن (Pollock, C. B.) اور پارک بیرن (Parke, B.) نے قرار دیا کہ گواہ کو بجا طور پر لوٹا دیا گیا۔ اور پلاٹ اور مارٹن بیرنس (Platt & Martin BB.) نے کہ بیجا طور پر۔ اسی وجہ سے ازسرنو مقدمہ چلانے کا حکم سوخت ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد اس موضوع پر قانون کو طے کرنے بہت سے قوانین وضع ہوئے[2]۔ اور سب سے آخر دفعہ ۴۳ قانون مقدمات تاج ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۰۴ وضع ہوا۔ اس کی رو سے ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعات ۲ و ۳ و ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳۔ اب پوری طرح مال کی کارروائیوں سے بھی متعلق ہیں۔

اصلی فوجداری کارروائیوں کا استثنیٰ جس کو اتنی احتیاط سے ۱۸۵۱ء و ۱۸۵۳ء کے قوانین موضوعہ کی رو سے باقی رکھا گیا تھا۔ ۱۸۷۲ء و ۱۸۹۳ء کے درمیان متعدد مخصوص قوانین موضوعہ کی رو سے اس سے اختلاف کرنے کے بعد قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء۔ ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ کی رو سے منسوخ کر دیا گیا۔

[1] ۱۰ اکسچیکر صفحہ ۹۴۔
[2] صفحہ ۲۰۹ کا نوٹ (۱) ملاحظہ کیجئے۔

ایک اگلے باب میں ہم اس پر غور کریں گے۔[۱]

دفعہ ۱۸۳: اب ہم بعض ان اشخاص کا ذکر کریں گے۔ جو اپنے مخصوص رتبہ و وظایف کی وجہ سے ناقابل ادائی شہادت سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان میں سب سے نمایاں ہستی بادشاہ کی ہے۔ یہ ایک مسئلہ بنادیا گیا ہے۔ کہ کیا اس کا ہمارے عدالت ہائے انصاف میں بطور گواہ اظہار لیا جاسکتا ہے اور اگر لیا جاسکتا ہے تو یہ اظہار حسب معمول حلفی ہوگا۔ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ اس کی شہادت حاصل کرنے کے لیے کوئی جبری احکام صادر نہیں کئے جاسکتے
ص ۱۶۱ ان دونوں سوالات کے جواب اثبات میں دینا چاہئیے۔ اور جدید اہل قلم[۲] اساتذہ کی یہی رائے ہے[۳]۔ اعتراض کیا گیا ہے کہ چونکہ عدالتیں بادشاہ کی نمایندہ ہوتی ہیں۔ اسی لیے یہ ایک لغویت ہے کہ بادشاہ خود اپنے سامنے شہادت دے۔ لیکن یہ تو اس کے اپنے سامنے استغاثہ کرنے کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہے۔ جو باوجود اس کے تمام فوجداری مقدمات میں ہوتا ہے۔ جن میں ایک معنی کرتے بادشاہ کی نمایندگی عدالت کرتی ہے۔ اور دوسرے معنی کرتے اٹرنی جنرل یا اس کی جانب سے دوسرے وکلا۔ مختصر رول (Rolle's Abridgement) جلد ۲ صفحہ ۶۸۶۔ میقات ہلیری (Hilary Term) صفحہ ۱۔ میں ذیل کا فقرہ پایا جاتا ہے۔ کہ "ہماری رائے میں بادشاہ اپنے مقدمے میں اپنے مہری خطوط کے ذریعے سے شہادت نہیں دے سکتا۔ اس کے برخلاف ہوبارڈ رپورٹ (Hob-ard Reports)

---

[۱] "پہلی دو کوششیں مسودہ بنانے والوں میں مہارت نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہیں (۷ و ۸ وکٹوریا باب ۱۲۲۔ دفعہ ۱۵۔ ۱۰ و ۱۹ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۳۶) لیکن تیسری (۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۶۲ دفعہ ۱۲) صرف ایک حد تک کامیاب رہی" شہادت مصنفہ ٹیلر طبع ہشتم دفعہ ۱۲۵۹۔ [۲] دیکھیے دفعہ ۱۲۲ الف اور دفعات ۵۵ تا ۵۸۔
[۳] "شہادت" از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۳۰۱۔ دیکھئے شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۵۔

کے صفحہ ۲۰۱ پر مقدمہ ابنی بنام کلفٹن (Abignye v. Clifton) میں مرقوم ہے کہ "عدالت چانسری نے اس کو روا رکھا ہے"۔ لیکن مقدمہ[1] امی چند بنام بارکر میں لارڈ چیف جسٹس ولس (L. C. J. Willes) نے کہا ہے کہ "کسی امر واقعاتی کے متعلق خود بادشاہ کے بھی دستخطی صداقت نامہ کو (بجز چانسری کے ایک قدیم مقدمہ ہوبارڈ صفحہ ۲۱۳ کے) ہمیشہ قبول کرنے سے انکار کردیا گیا ہے" ان کتابوں میں جس مقدمے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ عہد چارلس اول کا مقدمہ ابنی بنام کلفٹن ہے۔ اس میں سوال اراضی سے متعلق ایک اقرار کا تھا۔ جو مدعی سمجھتا تھا کہ اس کی بیوی سے اس کے نکاح کے وقت جو لارڈ کلفٹن اور ان کی بیوی کی صاحبزادی تھی۔ کیا گیا تھا۔ رپورٹ میں لکھا ہے کہ "بادشاہ نے اپنے دستخطی خطوط کے ذریعے سے مرحوم لارڈ چانسلر کو لکھا کہ وہ اس اقرار کی تصدیق کرتے ہیں۔ نیز اس اقرار کے مفہوم و طریقے کی بھی جو ان سے کیا گیا تھا جس کی بابت انھوں نے لارڈ ابنی کو اٹھارہ ہزار پونڈ سالانہ۔ ہزار پونڈ کی اراضی کے بجائے جس کا کہ لارڈ ابنی نے اقرار کیا تھا۔ عطا کیے۔ اور یہ صداقت نامہ بلا اعتراض بجائے شہادت منظور کیا گیا"۔ یہ مقدمہ اس نوعیت کا واحد مقدمہ ہے۔ اور اس کی اہمیت کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ (۱) شہادت اعتراض نہ ہونے کی وجہ سے منظور کی گئی۔ اور (۲) اغلب یہ ہے کہ شاہی خط کے قابل ادخال ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ بادشاہ کی عزت و توقیر کی وجہ سے بادشاہ کا بطور گواہ اظہار نہیں لیا جاسکتا بلکہ بادشاہ کے صداقت نامہ اور اسقف وغیرہ کے صداقت نامۂ نکاح میں مشابہت تسلیم کی گئی تھی۔ اور اس نقطۂ نظر کی کچھ تصدیق اس واقعے سے ہوتی ہے۔ کہ اسی عہد حکومت کے مقدمۂ آل ساپ بنام بوٹرل (Alsop v. Bowtrell) میں عدالت کنگس بنچ نے ایک ایسے صداقت نامے کو اٹرخٹ (Utrecht) میں منعقدہ ایک نکاح کا کافی ثبوت

[1] امی چند بنام بارکر سنہ ۱۷۴۴ء۔ ولس پر صفحہ (۵۵۰)۔

[2] کروک عہد جیمس صفحہ ۱۴۵۔

قرار دیا۔ جس پر وہاں کے ایک وزیر اور اس شہر کی مہر ثبت تھی۔ اور جس سے
ظاہر ہوتا تھا کہ متناکحین کا وہاں نکاح ہوا تھا۔ اور وہ دو سال تک وہاں
مثل شوہر و زوجہ کے رہے تھے۔ اس فیصلے کو ولس چیف جسٹس (Willes, C. J.)
نے مقدمہ امی چند بنام بارکر میں ناپسند کیا۔ اور صاف طور پر یہ آج کل قانون
نہیں ہے۔ نیز چونکہ ایبنی بنام کلنٹن میں صداقت نامہ عطائے رقم سے
متعلق تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ عدالت نے اس کو منشور شاہی سمجھا ہو۔
صہ ۱۷۲ بہرحال کسی بھی نقطۂ نظر سے یہ مقدمہ عدالتی طور پر یہ قرار نہیں دیتا ہے کہ پادشاہ
کی شہادت عام طور پر بغیر حلف منظور کی جاسکتی ہے۔ سر ماتھیو ہیل کی رائے
بھی اس کے خلاف تھی۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ[1] اگر کسی شخص پر بغاوت سنگین کا
الزام ہو تو پادشاہ اپنی مہر اعظم کے ذریعے سے یا زبانی طور پر شہادت نہیں
دے سکتا کہ وہ مجرم ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اپنے مقدمے میں شہادت
دیگا۔ نیز گو پادشاہ بنفس نفیس عدالت کنگس بنچ میں نشست کرسکتا ہے۔ لیکن
بغاوت کے مقدمے میں فیصلہ نہیں سنا سکتا۔ بلکہ فیصلہ سینیر جج سنائے گا۔ کیونکہ
اپنے مقدمے میں جس طرح وہ گواہ نہیں ہوسکتا اسی طرح جج بھی نہیں بن سکتا۔
اور جرم سنگین کے لیے بھی یہی قانون اسی وجہ سے ہے۔ لیکن بعض صورتوں
میں پادشاہ کی مہر اعظم کے ذریعے سے گواہی جائز ہے۔ مثلاً معافی برینائے کارشاہی
کا عذر عدالت میں کسی خاص دن حاضر نہ ہونے کے لیے کافی عذر ہوتا ہے۔"
اگر ہر صورت میں پادشاہ ناقابل گواہ ہو تو یہ کل فقرہ بے معنی و غیر متعلق
ہوجاتا ہے۔ لیکن ہیل نے جن نظائر و اسناد کو یہ ثابت کرنے بیان کیا ہے کہ
فوجداری مقدمات میں بھی پادشاہ گواہ نہیں ہوسکتا ہے۔ وہ عہد ایڈورڈ سوم
کے ان موت و ضبطی جائداد کی سزاؤں کی پارلیمینٹ میں منسوخی کے قدیم ریکارڈس (سجلات)
ہیں جو عہد سابق میں ارل لانکسٹر و مارٹیمرس (Earl of Lancaster and Mortimers)[2]

---

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۸۲۔

[2] یہ ریکارڈس تفصیل سے علی الترتیب پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۱ صفحہ ۲۴۴۔ اور ایضاً جلد ۲

کو دی گئی تھیں۔ اور جن سے یقیناً اس اصول کی تائید نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ ان فیصلہ جات کی منسوخی کے وجوہات خود ان سجلات سے یہ ظاہر ہوتے ہیں کہ ملزموں پر حسب ضابطۂ قانون ان کے ہم رتبہ اشخاص کے روبرو الزام لگایا گیا تھا نہ انھیں چالان کیا گیا تھا۔ بلکہ بادشاہ کا ان کو مجرم کہنا قطعی سمجھا گیا تھا۔ ٹیلر کی شہادت[1] میں "سوانح چانسلر" مصنفہ لارڈ کیمبل (Lord Campbell) کی سند پر کہا گیا ہے کہ "یہ سوال عہد چارلس اول میں پیدا ہوا۔ جب کہ ارل آف برسٹول (Earl of Bristol) نے جس پر بغاوت کبیر کا الزام لگایا گیا تھا۔ بادشاہ کو اس گفتگو کو ثابت کرنے جو اس کے اور بادشاہ کے درمیان چند مواقع پر ہوئی تھی شہادت میں طلب کرنا چاہا۔ اس سوال کو ججوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ لیکن انھوں نے بادشاہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس پر کسی اظہار رائے سے حذر کیا۔ اور اب تک یہ سوال طے شدہ نہیں ہے۔" مقدمۂ اٹرنی جنرل بنام راڈلوف[2] (Attorney-General v. Radloff) میں بارک بیچ نے ضمنی طور پر۔ کیونکہ مقدمے کے فیصلے کے لیے اس کی قطعاً ضرورت نہیں تھی کہا کہ "یہ امر صاف ہے کہ بادشاہ گواہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس کو حاضری پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ صفحہ ۲۱۱ میں بیان کئے گئے ہیں۔

[1] عہد ایڈورڈ دوم کی عام بے آئینی اس صدر جہ بے ضابطگی کی ناکافی توجیہ سمجھی جائے تو اس کا ایک حل ازمنۂ وسطیٰ کے نقطۂ نظر میں ملے گا۔ مثلاً آٹھویں صدی کی ابتدا میں قوانین وہٹ روڈ (Whitroed) شاہ کنٹ کے دفعہ ۱۶ میں ہم پڑھتے ہیں کہ "اسقف و بادشاہ کا قول بغیر حلف کے ناقابل تردید ہوگا"۔ اس کے متعلق دیکھئے قانون قدرت و واجبات مصنفۂ پوفنڈارف کتاب ۴ باب ۲ دفعہ ۴۔ آخر میں۔ اصول قانون کلیسائی مصنفۂ ڈیوٹس کتاب ۳ عنوان ۹۔ دفعہ ۱۲ نوٹ ۱۔ طبع پنجم۔

[2] دفعہ ۱۲۴۳۔ طبع چہارم۔

[3] ۱۰ ایکچیکر ۸۴–۹۴۔

مجبور کرنے کے کوئی ذرائع نہیں ہیں"۔ لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ یہ قول عدالتی صـ ۱۷۳
بجز اس کے کہ اس کو بادشاہ کے حاضر عدالت ہونے پر مجبور کرنے تک
محدود کریں صحیح قانون نہیں ہے۔ اور بادشاہ شہادت دینے کے قابل
ہے گو حلف اٹھانے کے بعد۔ مقدمہ برکلے پیریج[1] (Berkeley Peerage)
کا یہ فیصلہ کہ شہادت میں جارج چہارم کا ایک ایسا خط منظور نہ کیا جائے۔
جس پر اس نے اپنی زندگی میں دستخط کئے تھے۔ اس سوال پر موثر نہیں ہے۔
اب صرف یہ کہنا رہ جاتا ہے کہ بادشاہ پر گولیاں چلانے اور پتھر وغیرہ
پھینکنے کے ان متعدد مقدمات میں جو وقتاً فوقتاً پیش آتے رہے ہیں[2]۔
بادشاہ کو بطور گواہ طلب نہ کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کیونکہ حملہ
یا ضرر شخصی کی دوسری کارروائیوں میں قانوناً یہ ضروری نہیں ہے کہ فریق
متضرر کو خانۂ شہادت میں بلایا جائے۔ اس کی غیر حاضری پر صرف توجہ
دلائی جا سکتی ہے۔ اور بادشاہ کی صورت میں اس کی پوری توجیہ اس
تکلیف سے ہو جائے گی جو ایسے گواہ کو دوسری قابل اطمینان شہادت
کی موجودگی میں بلانے سے ہوگی۔

دفعہ ۱۸۴: دوسرے اشخاص جن کی طرف ہم نے اشارا کیا تھا کہ وہ
بادی النظر میں شہادت دینے کے قابل نہیں ہوتے ہیں وہ کسی مقدمے کے
کونسل اور سالیسٹر ہوتے ہیں۔ نیز وہ جج و جوری بھی جو اس مقدمے کی سماعت
کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کے متعلق کوئی دشواری نہیں ہے۔ کیونکہ
یہ طے شدہ قانون اور روزانہ کا عملدرآمد ہے کہ سالیسٹر اپنے موکل کی
موافقت و مخالفت میں گواہی دینے کی قابلیت رکھتا ہے۔ گو نہ
سالیسٹر اور نہ کونسل کو اجازت ہوگی کہ بغیر منظوری موکل ان امور کو فاش کردیں

[1] دیکھئے اخبار لا جرنل مورخہ ۴ جولائی ۱۸۹۱ء
[2] دیکھئے مقدمہ ہاڈفیلڈ ۱۸۰۰ء - ۲۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس - ۱۲۸۲ - اور مقدمہ کالنس ۱۸۳۲ء ملک اینڈ گمٹس

جن کی اطلاع انھیں بہ راز داری پیشہ دی گئی ہو[1]۔ لیکن سابق میں اس سوال کے متعلق شبہ تھا کہ کیا کونسل یعنی وکلائے مقدمہ میں گواہی کی قابلیت ہوتی ہے۔ مقدمہ اسٹونس بنام بیرن (Stones v. Byron) میں جو ایک شریف کے سامنے سنا گیا تھا۔ مدعی اپنے مختار کے ذریعے سے جو اس کے وکیل کا کام کرتا تھا۔ حاضر ہوا تھا۔ اور جس نے دونوں جانب کے گواہوں کے اظہار لیے جانے کے بعد جواب میں ایک تقریر کی۔ اور جوابدہی کی تردید میں اپنے کو بطور گواہ پیش کرنا چاہا۔ اس پر اعتراض کیا گیا۔ لیکن شریف نے اس کی منظوری دے دی۔ اور مقدمے کو از سر نو چلانے کی اجازت کا حکم اظہار وجہ اس بنا پر حاصل کر لینے کے بعد کہ اس شہادت کو نامنظور کرنا چاہئے تھا۔ یہ مقدمہ عدالت ضمانت میں پاٹیسن جج (Patteson, J.) کے سامنے بحث کے لیے پیش ہوا۔ اور حکم اظہار وجہ کی تائید میں بحث کی گئی کہ یہ عملدرآمد نہایت خطرناک نتائج کا حامل ہوگا۔ اگر کسی مختار یا کسی اور شخص کو جو بحیثیت وکیل کسی شخص کی جانب سے کام کر رہا ہو اجازت دی جائے کہ وہ بعد میں ان بیانات کی تائید میں جو اس نے اپنی تقریر میں کئے ہوں اپنے کو بطور گواہ جوری کے روبرو پیش کرے۔ وکیل و گواہ کی حیثیتوں کو سختی کے ساتھ الگ رکھنا چاہئے۔ ص ۱۷۴
ایک تو وہ شخص ہوتا ہے جو سرگرمی و جوش سے اپنے موکل کے مفاد کی حمایت کرتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو حلف دیا جاتا ہے۔ کہ انصاف و غیر جانبداری سے۔ فریقین کے ساتھ کسی تعصب یا طرف داری کے بغیر جو کچھ اس نے دیکھا یا سنا ہو وہ سچ سچ کہہ دے۔ جوری کو کافی دشواری آن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۰۰ بین صفحہ ۲۰۵۔ نیز مقدمہ ارل آف اکسفورڈ ۱۸۴۱ء ۹ ایضاً ۲۰۵ وغیرہ۔

[1] دیکھو دفعہ ۱۲۶۔

[2] ۱۸۴۲ء ۳ ڈاؤلنگ ملانڈرس رپورٹس (D & L, ie Dowling & Lownde's Reports).
۲۹۴-۱۹ لا جرنل کوئنس بنچ ۲۲-۵ ء رسل دریان ۱۸۸۔

بیانات کو علٰحدہ کرنے میں پیش آئے گی۔ جو انھوں نے وکیل سے بحیثیت وکیل اور پھر اسی شخص سے بحیثیت گواہ سنے ہوں۔ جن اسناد کا حوالہ دیا گیا وہ صرف سر تھامس مور (Sir Thomas More) کے مقدمے کی تنظیر تھی[1]۔ جس میں اس وقت کے سالیسٹر جنرل نے جو چالان کی طرف سے پیروی کر رہے تھے۔ وکلا کی جگہ چھوڑی اور تلج کی جانب سے گواہی دی۔ اس فعل کے متعلق مقدمۂ اسٹو نش بنام بیرن کے کونسل نے لارڈ کیمبل کے الفاظ کو ان کی سوانح چانسلری سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ "یہ اس عدالت کی ابدی ذلت ہے جس نے شایستگی کو اس حد تک ترک کر دیا" اور عدالت کنگس بنچ کے مقدمات ملک بنام برایس[2] (R. V. Brice) میں ارشادات جن کی رو سے قرار دیا گیا کہ کسی چالان کے مستغیث کو جوری کو مخاطب کرنے اور ان سے مقدمے کے حالات بیان کرنے کی اجازت منجملہ دیگر وجوہات کے اس وجہ سے نہیں کہ "مستغیث عام طور پر گواہ ہو سکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ گواہ ہو۔ اور یہ امر نامناسب ہے۔ کہ اس کو جوری سے ان امور کو حلف لیے بغیر بیان کرنے کی اجازت دی جائے۔ جن کو وہ بعد میں حلفیہ طور پر بیان کرے گا۔" لیکن ملک بنام ملنی (R. V. Milne) کے مقدمے میں جس کی رپورٹ ملک بنام برایس کی ایک نوٹ کے ساتھ کی گئی ہے۔ لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) نے قرار دیا کہ ایسے مستغیث کو بھی جوری کو مخاطب کرنے کی اجازت نہیں۔ جس نے کہ شہادت دینے کے اپنے حق سے دست برداری کر لی ہو۔ اس عملدرآمد کی صحیح وجہ بلاشبہ یہ ہے کہ قانون کی نظر میں ایسا مقدمہ سرکاری مقدمہ ہوتا ہے۔ اور مستغیث کو اس میں کسی دوسرے گواہ سے زیادہ غرض نہیں ہوتی ہے[3]۔ زیر غور مقدمے میں

---

[1] جوول اسٹیٹ ٹرائلس ۳۸۶-۳۹۰ - جلد ا

[2] ملک بنام برایس ۱۸۱۸ء ۲ بارن وال اور اڈالفس صفحہ ۶۰۶۔

[3] مختصر بول - جلد ۲ صفحہ ۵۵۰ "گواہیاں" صفحہ ۵ - ملک بنام برایس ۲ بارن وال و اڈالفس صفحہ ۶۰۶۔

پائیس جج نے مدعی علیہ کے کونسل کی رائے کو اختیار کر لیا۔ اور مقدمے کو ازسرنو چلانے کے حکم اظہار وجہ کو قطعی کر دیا۔ اور یہ کہا کہ ان کی رائے میں سماعت مقدمہ میں جو طریق کارروائی اختیار کیا گیا۔ وہ اغراض عدل گستری کے لیے نامناسب تھا۔ اور یہ کہ مختار کی شہادت کو منظور نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور چونکہ وہ منظور کی گئی تھی۔ اس لیے دوبارہ سماعت ہونی چاہیے۔ اور عدالت ضمانت ہی میں ایک بعد کے مقدمہ ڈان بنام پاکؔ ووڈ (Dann v. Packwood) میں دوبارہ سماعت کے لیے حکم اظہار وجہ کی درخواست اس بنا پر دی گئی کہ مدعی کے مختار نے اس مقدمے میں بحیثیت کونسل کام کیا اور پھر بے ضابطگی سے بحیثیت گواہ گواہی دی۔ بحث میں مقدمہ اسٹونس بنام پیرنس کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن اس کو اس بنا پر ممیز کرنے کی کوشش کی گئی کہ زیر بحث مقدمے میں مختار نے صرف اپنے موکل کا مقدمہ بیان کیا۔ اور اس کے بعد ہی اپنے کو بطور گواہ پیش کیا۔ اور فریق ثانی کی شہادت پر کوئی تنقید نہیں کی۔ جس طرح کہ مختار نے مقدمہ اسٹونس بنام پیرنس میں کی تھی۔ لیکن ارل جسٹس (Erle, J.) نے مقدمے کو ازسرنو چلانے کے حکم اظہار وجہ کو قطعی کر دیا اور یہ کہا کہ "میری دانست میں یہ نہایت ہی قابل اعتراض عمل ہے کہ مختار اس مقدمے میں شہادت دے جس میں کہ وہ بحیثیت وکیل کام کر رہا ہو"۔ اور عدالت ضمانت کی رپورٹس کی رو سے انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس اصول پر مرحوم لارڈ ٹن ٹر ڈن (Lord Tenterden) نے بھی عمل کیا تھا۔ اور میری دانست میں وہ صحیح ہے"۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہ دونوں مقدمات واحد ججوں کے فیصلے ہیں۔ اور ان کے الفاظ سے بطور ایک عالی اصول کے قرار نہیں دیا جا سکتا کہ کسی بھی حالت میں کسی کونسل یا اڈوکیٹ کا اس مقدمے میں جس میں کہ یہ لوگ

مد ۱۷۵

لے ڈان بنام پاک ووڈ ۱۸۴۵ء ۱۱ جورسٹ ۲۴۲ مقدمات منتخبہ۔ مقدمہ ڈین بنام میاک ووڈ اونگ لاڈنس ۲۹۵۔ نوٹ ب۔ ۵ ارمل میریاں ۲۰۸۔ نوٹ۔

اس حیثیت سے کام کر رہے ہوں بطور گواہ اظہار نہیں لیا جاسکتا۔ ہماری دانست میں کسی ایسے موقف کی مدافعت دشوار ہوگی۔ کیونکہ بعض مقدمات ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں اڈوکیٹ ہی نہایت اہم شہادت کا واحد حامل ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اگر وہ اس واقعے سے واقف تھا۔ تو اس کو اس مقدمے میں بحیثیت کونسل کام نہیں کرنا چاہئیے تھا۔ کیونکہ اکثر خصوصاً فوجداری مقدمات میں واقع ہوتا رہتا ہے کہ امر تنقیح طلب سے متعلق واقعات کا علم دوران مقدمہ میں ہوتا ہے۔ گو ابتدا میں ان کے متعلق ہونے کو محسوس کرنا ناممکن تھا۔ فرض کرو کہ مقام الف پر قتل کا ایک الزام لگایا گیا ہے۔ جس کی جوابدہی ایک جھوٹے عذر عدم موجودگی سے کی جاتی ہے ——— مثلاً اس عذر سے کہ ملزم اس دن اور اس گھنٹہ ایک دوسرے مکان کے ایک حجرہ مقام ب میں تھا۔ اور ممکن ہے کہ کونسل منجانب چالان اس دن اور اس گھنٹہ اس حجرے میں تنہا ہو۔ اور اپنے ذاتی علم کی بنا پر جانتا ہو کہ ملزم اس وقت وہاں نہیں تھا تو کیا اس کی شہادت کو ناقابل ادخال ٹھیرایا جائے گا؟

اسٹونس بنام بیرن۔ اور ڈان بنام پایک دنز کے مقدمات سے زیادہ سے زیادہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کونسل اپنے موکل کی جانب سے گواہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اور ان سے یہ سوال تشنہ رہ جاتا ہے کہ کیا وہ فریق ثانی کی جانب سے بھی قابل گواہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ملحوظ رکھئے کہ یہ امر نہایت ہی خطرناک ہوگا کہ کسی فریق کو جو جانتا ہو کہ اس کے خلاف اہم۔ اور شاید واحد طور پر اہم شہادت کوئی اڈوکیٹ دے سکتا ہے۔ اجازت ہو کہ اس کا منہ اس کو وکیل بنا کر بند کردے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ کسی کونسل کو ان حالات کے تحت وکالت منظور نہیں کرنی چاہئیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سوال یہ نہیں ہے کہ عزت وکلا کس امر کی متقاضی ہے۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ قانون کس امر کی اجازت دیتا ہے۔ پیشہ وری استحقاقات کا بیجا استعمال ہوسکتا ہے۔ اور ایک ایسے پیشے کے ہر رکن کی معصومی جس میں

کثیر التعداد لوگ ہوں۔ قانون سازی کی غیر محفوظ بنیاد ہے۔ اس کے علاوہ یہ بتا دینا مناسب ہے کہ قانون شہادت ۱۸۴۳ء (۶ و ۷، وکٹوریہ باب ۸۵) کے پہلے۔ پرانے قانون کے تحت جب کسی گواہ کی نامنظوری کا سبب نتیجہ مقدمہ میں غرض ہوتی تھی۔ تو اس اصول کا اطلاق ایسی صورت میں نہیں ہوتا تھا جس میں کہ یہ غرض قریبا نہ طور پر نا قابلیت پیدا کرنے کے لیے پیدا کی جاتی تھی۔[1]

دفعہ ۱۸۵: بات یہ بھی نہیں، ہے کہ اس امر پر نظائر و اسناد اتنے کم ہیں جتنے کہ عدالت ضمانت کے فیصل کردہ دو مقدمات میں تصور کر لیا گیا ہے مختصر شہادت مصنفہ بیکن صفحہ الف ۳ میں مرقوم ہے کہ "یہ بہت بڑی تکلیف ہوگی کہ کونسل کو بطور گواہ استعمال ہی نہ کیا جا سکتا ہو۔ کیونکہ اس طریقے پر ہر ایسے شخص کی گواہی فیس دینے سے روک دی جا سکتی ہے۔" مقدمہ کٹس بنام پکرنگ[2] (Cuts v. Pickering) میں عدالت نے بطور قول عدالتی قرار دیا کہ گواہی دینے کی قابلیت کے متعلق قانون کونسل یا مختار کے لیے بھی ایک ہی ہے اور سر جان ہالس (Sir John Hawles) جیمس دوم[3] کے سرکاری مقدمے پر اپنے تبصرے میں کہتے ہیں کہ "ہر شخص جانتا ہے کہ کونسل کو اپنے موکل کے خلاف شہادت دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ موکل کی جانب سے کوئی راز کی اطلاع نہ ہو۔"[4] اور یہی اس کتاب میں بھی مرقوم ہے جس کا نام "مقدمات[5] جوری" ہے۔ اور مقدمات والڈرن بنام وارڈ (Waldron v. Ward) ص ۱۷۶

---

[1] فلپس و ایماس صفحہ ۱۰۴۔

[2] ونٹرس رپورٹس (Ventri's Reports,) جلد ۱ صفحہ ۱۹۷۔

[3] ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۱۰۴۹۔ جلد ۱۱۔

[4] صفحہ ۲۰۸۔

[5] اسٹائلس رپورٹس (Styles Reports) ۴۴۹۔

اور اسپارک بنام مڈلٹن[1] (Sparke v. Middleton) میں ایک فریق کے کونسل کا اظہار لیا گیا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ کسی مقدمے کے کونسل کو بطور گواہ طلب کرنا سخت قابل اعتراض امر ہے۔ اور جہاں کہیں ممکن ہو ایسا نہیں کرنا چاہئیے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ قانوناً جج کو اس کے نامنظور کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ گو تمام حالات پر غور کرنے کے بعد اگر عدالت بالادست کی رائے ہو کہ ایسے گواہ کو منظور کرنے سے کوئی عملی خرابی ہوئی ہے تو وہ اپنی صوابدید کے مطابق از سر نو سماعت مقدمے کا حکم اگر بطور استحقاق نہیں تو اختیار تمیزی سے دیگی۔

دفعہ ۱۸۶: ان نقطہ ہائے نظر کی توثیق مقدمہ کابٹ بنام ہڈسن (Cobbet v. Hudson) سے ہوگئی[2]۔ قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی رو سے فریقین مقدمے کے گواہ بننے کو جائز رکھنے کے بعد چونکہ تمام اشخاص جو کسی عدالت انصاف میں دعویٰ یا جوابدہی کرتے ہیں اگر چاہیں تو بغیر قانونی مدد کے خود اپنا مقدمہ چلا سکتے ہیں۔ یہ امر صاف ہوگیا کہ یہ سوال کہ کیا جو شخص اس طرح پر خود اپنا مقدمہ چلائے شہادت بھی دے سکے گا بہت جلد فیصلے کے لیے پیش آئے گا۔ اور آخرکار یہ سوال مقدمۂ مذکورۂ بالا میں پیش ہوا۔ لارڈ کیمبل چیف جسٹس کے اجلاس پر مدعی جو بصیغۂ مفلسی نالش کر رہا تھا۔ اپنا مقدمہ خود چلایا۔ لارڈ چیف جسٹس نے اس سے کہا کہ اگر وہ جوری کو بحیثیت وکیل کے مخاطب کرے گا تو بطور گواہ شہادت نہیں دے سکے گا۔ مدعی نے صرف بحیثیت وکیل کام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور فیصلہ بحق مدعی علیہ کر دیا گیا۔ اس پر مقدمے کو از سر نو چلانے کی اجازت کے لیے حکم اظہار وجہ اس بنا پر مانگا گیا کہ مذکورۂ بالا حکم صحیح نہیں ہے۔ اور اس حکم کو

[1] ایکیل رپورٹس ۵۰۵۔ نیز دیکھئے ہاچ رپورٹس ۴۳۔ قاعدہ ۱۳۶۔

[2] کابٹ بنام ہڈسن ۱۸۵۲ء۔ ایلس و بلاکبرن ۱۱۔ ۲۲ لا جرنل کوئینس بنچ ۱۱۔

عدالت کو بنچ (لارڈ کیمبل چیف جسٹس۔ کولرج (Coleridge) وٹمان (Wightman) اور ارل جسٹس (Erle, J. J.) نے قطعی کردیا۔ لیکن ایک ۱۷۷
مدلل فیصلے میں خود مدعی کے اڈوکیٹ وگواہ دونوں ہونے کو سخت ناپسند کیا۔

لیکن کونسل (یا اڈوکیٹ کی حیثیت میں سالیسٹر) کے اسی عدالت کے روبرو جس کے سامنے وہ بطور وکیل کام کر رہا ہو۔ اپنے موکل کے موافق یا مخالف شہادت دینے کے متعلق گو قانون کچھ ہو۔ لیکن اس میں تو شبہ معلوم نہیں ہوتا کہ ایسی شہادت ایک دوسری عدالت کے سامنے سابقہ مقدمے میں جو کچھ گزرا ہو۔ اس کی توضیح کرنے کے لیے دی جاسکتی ہے۔ یہ صاف قانون ہے کہ جب موکل کی کونسل کو دی ہوئی صاف ہدایات پر کہ مقدمے میں صلح کرلی جائے کونسل کوئی صلح غلطی سے کرلیتا ہے۔ مثلاً ایک امر پر راضی ہونے کے بجائے وہ نادانستگی سے دوسرے امر پر راضی ہوجاتا ہے۔ یا جب فریقین کے وکلا متفق نہیں ہوتے ہیں۔ تو نہ کونسل اور نہ موکل اس صلحنامے کے پابند ہوتے ہیں۔ اور عدالت اس کو منسوخ کردیگی۔ عدالت مرافعہ نے اس اصول پر مقدمۂ ہکمان بنام بیرنس[1] (Hickman v. Berens) میں عمل کیا۔ اس میں اور دو جدید مقدمات[2] میں عدالت نے کونسل کے بیانات پر عمل کیا۔ لیکن ایسی شہادت لینے کے طریقے مختلف رہے ہیں۔ ہکمان بنام بیرنس میں کونسل نے وکالت نامہ داخل کیا تھا اور اس نے ایک بیان دیا جس پر اس سے سوالات نہیں کئے گئے۔ کیمپ شل بنام ہالینڈ[3] (Kempshall v. Holland)

---

[1] ہکمان بنام برنس ۱۸۹۵ء ۲ چانسری ۶۳۰-۲۰، ۲۲ لا ٹائمز ۲۲۳ - عدالت مرافعہ کیکیوچ جسٹس کے فیصلے کو منسوخ کرتے ہوئے۔ اور کیمپ شل بنام ہالینڈ کے مقدمے کے متعلق دیکھئے اخبار لا ٹائمز مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۵ء - ۱۰۰ لا ٹائمز ۴۰۹ - یہ ایک خلاف ورزی اقرار نکاح کا مقدمہ تھا۔ اور اس کا سمجھوتہ ان شرائط پر کیا گیا تھا۔ کہ مدعیہ کو ہزار پونڈ اور اس کے سالیسٹر کو دو سو پونڈ اخراجات کی بابت دئے جائیں گے۔ اور مدعیہ یہ اقرار کریگی کہ وہ مدعی علیہ کو نہیں چھیڑیگی اور اس کے خطوط واپس کردے گی۔

[2] کیمپ شل بنام ہالینڈ ۱۸۹۵ء ۱۴ آر (Rie, Rawle's Reports) ۳۲۶ - عدالت مرافعہ اور

میں کونسل عدالت میں ایک تحریری بیان لے کر آیا تھا۔ جس کے متعلق اس پر حلف دینے کے بغیر سوالات کئے گئے۔ اور مقدمہ وولڈنگ بنام سانڈرسن (Wilding v. Sanderson) میں گو برن جسٹس (Byrne J.) غیر حلفی بیانات منظور کر لینے پر آمادہ تھے۔ لیکن کونسل مدعی کے یہ کہنے پر کہ اگر مقدمہ عدالت بالا دست تک گیا تو ان کی غیر حلفی شہادت نامنظور ہو گی۔ کونسل کو حلف دیا گیا۔ اور اس نے اپنا اظہار اپنے مقام پر اپنے جُبّہ میں کھڑے ہو کر دیا۔ مقدمۂ کیمپ شل بنام ہالینڈ میں لارڈ ایشر (Lord Esher) کے اس قول کے متعلق کہ ان صورتوں میں عدالت کبھی حلف نامہ طلب نہیں کرے گی۔ بلکہ کونسل کی عزت پر اعتماد رکھے گی۔ ہماری یہ عرض ہے کہ عام طور پر غیر حلفی بیان کافی ہے۔ لیکن اکثر صورتوں میں ایسے بیان کا تحریری ہونا اور کونسل کا عدالت میں اس کو پڑھ کر سنانا ضروری ہے۔ اور چند صورتوں میں (جن کا تصفیہ سماعتِ مقدمہ پر عدالت کرے گی) ایسا بیان حلفی ہی ہو گا۔

دفعہ ۱۸۷: اب ارکان جوری کے متعلق غور کیجئے۔ یہ امر پوری طرح طے شدہ ہے کہ ایک رکن جوری اس مقدمے کے کسی فریق کی جانب سے جس کی کہ وہ سماعت کر رہا ہو گواہ ہو سکتا ہے[1]۔ ایسا ہونا ناگزیر ہے۔ صہ ۱۷۸

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ مقدمۂ وولڈنگ بنام سانڈرسن ۱۸۹۷ء، ۲ لا ٹائمز ۴۳۲ ۔ (برن جسٹس)

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفۂ ہاکنز جلد ۲ - باب ۴۶ دفعہ ۱۱- ملک بنام ریڈنگ، ہوول اسٹیٹ ٹرائیس ۲۶۷ - ملک بنام ریڈنگ، ہوول اسٹیٹ ٹرائیس، ۲۶ ملک بنام سمتھ ۱۵۔ ایضاً ۱۲۳- جنٹ بنام دی ہنڈرڈ آف ہارٹفرڈ (Bennet v. The Hundred of Hartford). اسٹائلس ۲۳۳- ملک بنام راسر، ۷ کیارنگٹن وپین ۶۴۸- مانلی بنام شا۔ کیارنگٹن و مارشمن (Car & M.) ۳۶۱ - امریکا میں بھی یہی قانون ہے۔ ڈنبار بنام پارکس ٹائیلر (Tyler Rep.) ۲۱۷- اسٹیٹ بنام پاول ۲ ہالسٹڈ (Halsted) نیوجرسی لا رپورٹس (N. J.) ۲۲۴- ہاسر بنام دولت عامرہ پین سلوانیہ اسٹیٹ

کیونکہ بصورت دیگر وہ اشخاص جو قیمتی شہادت دے سکتے ہیں جوری میں شریک کئے جانے کی وجہ سے محروم ہو جائیں گے۔ بلکہ ان کی شہادت کو خارج کرانے کی غرض سے وہ قریبانہ طور پر جوری میں شریک کرا دئے جائیں گے۔ لیکن یہاں ایک اہم فرق ملحوظ رکھنا چاہیئے یعنی عام معلومات اور خاص ذاتی علم کا فرق۔ اس مضمون کے ایک مصنف نے اصول کو یوں بیان کیا ہے[1] کہ "اب یہ پوری طرح طے شدہ ہے کہ کوئی رکن جوری اپنے ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ کیا فیصلہ شہادت کے مطابق تھا یا اس کے مخالف۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ یقین کے خانگی وجوہات قانونی شہادت کی حد تک نہ پہنچتے ہوں۔ اور اگر ایسی شہادت خانگی طور پر ایک رکن باقی دوسروں کو بیان کرے تو اس میں تہارۂ حلف کی کمی ہوگی۔ اور اس پر جرح بھی نہیں ہو سکے گی۔ اسی لیے اگر کسی رکن جوری کو امر تنقیح طلب سے متعلق کوئی اہم شہادت معلوم ہو تو اس کو بطور گواہ حلف دینا چاہیئے۔ اور اس پر جرح ہونی چاہیئے۔ اور اگر وہ خانگی طور پر ایسے واقعات بیان کرے تو یہ مقدمہ کی دوبارہ سماعت کی بنا ہوگی۔" ذیل[2] کے مقدمات سے اس فرق کی اچھی توضیح ہوگی۔ مقدمۂ ملک بنام راسّر (R. V. Rosser) میں ملزم پر ایک مکان مسکونہ سے ایک گھڑی اور بہ ہیں مالیتی سات پونڈ کے سرقہ کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور چالان کے ایک گواہ کے حلف اٹھانے کے بعد کہ اس کی رائے میں وہ مال اس قیمت کا ہے جج نے مقدمے کا خلاصہ جوری کو سنا دیا۔ اس کے بعد جوری نے دریافت کیا کہ کیا وہ خود بھی اس مال کی کوئی قیمت لگا سکتے ہیں۔ وان جسٹس (Vaughan, J.) نے جواب دیا کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ رپورٹس ۳۲۲ (Pa. St.) ملک کین بنام لاف ۴ ہل سلکٹ کیس (Hill S. C.) ۵۰۶۔ وصیت نامہ فاسٹر ۳۴ مچیگن رپورٹس (Mich. Rep.) ۲۱۔

[1] شہادت مصنفۂ اسٹارکی طبع چہارم ۱۲ ۔

[2] ملک بنام راسر ۱۸۳۶ء، کیا رنگٹن و پیس ۶۴۸۔

اگر تمھیں اس کے متعلق شہادت پر شبہہ کرنے کی کوئی وجہ نظر آتی ہے۔ تو تم ایسا کر سکتے ہو۔ اس مضمون سے متعلق اگر تمھیں کچھ معلومات ہوں تو تم ان کو استعمال کر سکتے ہو۔ تم میں سے بعض غالباً اس کی تجارت کرتے ہوں گے۔ اور پارک بیچ (Parke, B.) نے اضافہ کیا کہ "اگر کوئی صاحب اس کی تجارت کرتے ہیں تو ان کو بطور گواہ کے حلف دیا جانا چاہیئے۔ عام معلومات جو کوئی شخص بھی اس مضمون کے متعلق رکھتا ہے وہ بغیر حلف استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ معلومات اس تجارت کے علم کی وجہ سے ہیں تو ان صاحب کو حلف دیا جائے گا"۔ اور مقدمہ مانلی بنام شا[1] (Manley v. Shaw) میں دعویٰ ایک ہنڈی کے قبول کنندہ کے خلاف تھا۔ اور مدعی علیہ کے دستخط کے ثبوت کے بعد ایک رکن جوری نے ہنڈی کو دیکھ کر کہا کہ اس کا اسٹامپ جعلی ہے۔ اور عدالت سے بیان کیا کہ بہت سے معزز گھرانوں میں بڑی مقدار میں جعلی اسٹامپ پائے جاتے ہیں۔ اس پر
صفحہ ۱۷۹ ٹنڈل چیف جسٹس (Tindal, C. J.) نے فرمایا کہ "ان رکن جوری کو جو کہتے ہیں کہ اسٹامپ جعلی ہے بطور گواہ حلف دیا جائے تاکہ وہ اپنے ساتھی دوسرے ارکان جوری کے روبرو قبل اس کے کہ وہ ان کی رائے پر عمل کریں شہادت دیں"۔ اور ان صاحب سے کہا کہ اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو ان کا اظہار بطور گواہ حلف دینے کے بعد جعل ثابت کرنے لیا جائے گا۔ اس رکن جوری نے اس سے انکار کیا۔ اور کوئی اور شہادت نہ ہونے کی وجہ سے جج نے مدعی کے لیے فیصلے کی ہدایت کر دی۔

دفعہ ۱۸۸ : اب آخر میں ججوں کے متعلق غور کیجیئے۔ باوجود ان الفاظ کے جو گاسکائین چیف جسٹس[2] (Gascoigne, C. J.) سے متعلق کئے جاتے ہیں

---

[1] کیمارنگٹن و ہارفسان صفحہ ۲۱۱۔

[2] ہنری کا چہارم ۱۴۱۰ الف۔ یہقات السیٹر جنرل دیکھئے پلوڈن ۲۰۴۔

یہ امر صاف ظاہر ہے کہ کسی گواہ کی قابلیت پر یہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ جس منشور کے ذریعے سے کوئی عدالت قایم ہوئی ہو۔ اس میں وہ بھی ایک جج مقرر ہوا ہو[1]۔ لیکن اگر اسی کے اجلاس پر مقدمہ سماعت کے لیے پیش[2] ہو تو فرق کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۶۶۰ء میں بادشاہ کے قاتلوں میں سے ایک پر جب مقدمہ ایک خاص کمیشن کے روبرو سماعت کیا جا رہا تھا۔ تو اس کمیشن کے دو ججوں نے اجلاس سے اتر کر شہادت دی۔ اور جب تک[3] مقدمہ ختم نہیں ہو گیا۔ اجلاس پر پھر نہیں گئے۔ لیکن شاید یہ شائستگی کی وجہ سے ہو۔ جب کسی امیر پر مقدمے کی دار الامرا سماعت کرتا ہے تو ہر امیر قابل گواہ ہوتا ہے[4]۔ لیکن ایسے موقعوں پر تو ہر امیر بحیثیت جج و جوری نشست کرتا ہے۔ مقدمے کی سماعت کرنے والے جج کی گواہی دینے کی قابلیت پر اعتراض اگر ہو سکتا ہے تو وہ اس بنا پر تو نہیں ہو سکتا۔ کہ اسی کو مقدمے پر رائے قایم کرنی ہوتی ہے ـــــ اس حجت سے تو ارکان جوری بھی خارج ہو جائیں گے۔ لیکن وہ کچھ ایسے ہی وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے جیسے کہ کونسل کی قابلیت پر کئے جاتے ہیں یعنی اس دشواری کی بنا پر جو جوری کو اس کی گواہی۔ اور امور قانونی کے متعلق اس کی ہدایت اور دوسرے گواہوں کی شہادت پر اس کی تنقید میں فرق کرنے میں پیش آئے گی۔ اور اس کا جواب بھی یہی ہوگا کہ ممکن ہے کہ صدر نشین جج بھی اہم شہادت کا واحد حامل ہو۔ اور امر منقیح طلب سے

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفۂ ہاکنز باب ۴۶ دفعہ ۱۷۔ مختصر شہادت مصنفۂ بیکن الف ۲۔ ملک بنام ہاکر۔ جے کیلینگ رپورٹس (J. Kely. Rep.) ۱۲ تبصرہ سرجان ہالس پر مقدمۂ ۱۱۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۴۵۹۔
[2] شہادت مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۹۳۰۔ شہادت مصنفۂ گرین لیف جلد ا دفعہ ۳۶۴۔ طبع چہاردہم۔
[3] ملک بنام ہاکر۔ جے کیلنگ رپورٹس ۱۲۔
[4] مقدمہ لارڈ اسٹافورڈ، ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۳۰۲ ۔ ۱۴۰۰ ۔ ۱۴۵۵ ۔ ۱۵۵۲ ۔ مقدمہ ارل آف ماکلس فیلڈ ۱۲ ایضاً ۱۲۵۲ ۔ ۱۳۹۱ ۔

اس شہادت کے متعلق ہونے کا اس وقت تک شبہ بھی نہ ہو سکتا ہو۔
جب تک کہ مقدمہ اچھی طرح نہ چل جائے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ملحوظ رکھئے
کہ فریقین مقدمے کو انتخاب جج میں کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ اس پر
کوئی اعتراض تحکمی طور پر یا وجہ ظاہر کرکے نہیں کر سکتے ہیں۔

اس جج کے متعلق جو نہ مقدمے کی سماعت کر رہا ہو۔ اور نہ کمیشن
میں اس کا نام ہو۔ کہا گیا ہے کہ یہ امر مشکوک ہے کہ کیا اس کو اس امر
کے متعلق شہادت دینے پر مجبور کیا جا سکے گا جس کا اس کو بحیثیت جج
علم ہوا ہو[1]۔ لیکن غالباً وہ گواہی دینے کے قابل ہے۔ گو اس کے متعلق بھی صفحہ ۱۸۰
شک کیا گیا ہے۔ یہ کہنا شاید ہی ضروری ہو کہ ان امور کے متعلق جن کا
علم اس کو بحیثیت جج کے نہ ہو جج گواہی کے قابل اور گواہی دینے پر
اسی طرح مجبور کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح کوئی اور گواہ حال حال میں کم سے کم

---

[1] ڈائجسٹ مصنفہ اسٹیفن بحوالہ مقدمہ ملک بنام گیازرڈ۔ ۸ کیا رنگٹن وپیں ۵۹۵۔ اس مقدمے
میں پاٹیسن جج نے بڑی جوری کو مشورہ دیا کہ اجلاس سہ ماہی کے صدر نشین کا اس امر کے متعلق
جو کسی شخص نے اس کی عدالت میں سماعت مقدمے کے وقت گواہی میں بیان کیا ہو اظہار
نہ لیں۔" ان اشخاص کے متعلق جو عہدۂ جج پر فائز ہوتے ہیں یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ان کے
عمل کو جرح و تنقید کا موضوع بنانے کے متعلق اہم اعتراضات ہیں۔ اور چونکہ ہر امر جس کو یہ
لوگ ثابت کر سکتے ہیں دوسروں کے ذریعے سے بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ قانون کی عدالتیں
ناپسند کرتی ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ منع کرتی ہیں کہ ان لوگوں کا اظہار
نہ لیا جائے"۔ از کلیسبی بیرن (Cleasby B.) بمقدمہ ڈیوک آف بک لیوک بنام مٹروپالیٹن
بورڈ آف ورکس۔ نیچے۔ نیز دیکھئے مقدمہ ملک بنام ہارڈی ۲۴ کاکس مقدمات فوجداری صفحہ ۱۰۲
جہاں بائلس جج نے کہا کہ "اگر انہیں اپنے نوٹس پیش کرنے کے لیے بہ ذریعۂ طلب نامہ تعزیری
(دستی) طلب کیا جائے تو وہ جانے سے انکار کریں گے۔ لیکن عدالت ہائے تحت کے ججوں کے متعلق
یہ اعتراض نہیں عائد ہوتا"۔ کسی جج کو خود اس کی عدالت سے بلا لینے کی تکلیف عامہ۔ اس کو
زبانی شہادت دینے پر مجبور نہ کرنے کی ایک قوی حجت معلوم ہوتی ہے۔ مقدمہ اگر دیوانی ہو تو ممکن

عدالت عالیہ[1] کے چھ جج بطور گواہ پیش ہوئے ہیں۔
یہ امر طے شدہ ہے۔ اور اب اس پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ ایک حکم یا ثالث اس مقدمے میں جو اس کے فیصلے کو نافذ کرانے کیا گیا ہو بطور گواہ طلب کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اس کے سامنے کیا گزرا۔ اور کون سے امور اس کے غور کرنے کے لیے پیش کئے گئے تھے۔ لیکن اس سے یہ نہیں پوچھا جا سکتا۔ کہ ان امور کے متعلق جو اس کے سامنے پیش ہوئے تھے۔ اپنا اختیار تمیزی استعمال کرتے وقت اس کے ذہن میں کیا خیالات گزرے تھے[2]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ہے کہ حکم سی ہینتھم قاعدہ اول کا اطلاق ہے۔ اس کی رو سے کسی گواہ کا جس کی عدالت میں حاضری کسی کافی وجہ کی بنا پر معاف کی جاتی ہے۔ سوال بندوں کے ذریعے سے اظہار لیا جا سکتا ہے۔

[1] کوارٹ چیف جسٹس جب کہ وہ رجلس انگلستان تھے بر ۱۸۸۱ء میں کمشٹ (سپرد) کرنے والے ججوں کے سامنے فرد فریب کے مقدمے میں بطور گواہ آئے تھے۔ جسٹس ماسٹر آف رولس (Jessel, M. R.) ڈینمان جسٹس۔ ہاکنس جسٹس لوپیس جسٹس (Lopes, J.) اور ڈین جسٹس (Deane. J.) اور دیکھئے "لاجرنل" مورخہ ۱۴ مئی ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۹۸ ۔

[2] ڈیوک آف بکلیو بنام میٹروپالیٹن بورڈ آف ورکس ۱۸۷۲ء (Duke of Buccleuh v. Metropolitan Board of Works) لارپورٹ دارالامرا ۵ ۴۱۸ - ۴۱ لاجرنل ایکسچیکر ۱۳۷ - ۲۴ ۔ دارالامرا کے اس فیصلے نے (ججوں کو طلب کرنے کے بعد جن میں سے چھ دارالامرا میں حاضر ہوئے) عدالت ایکسچیکر چیمبر کے فیصلے کو جو چار ججوں کی موافقت اور تین کے اختلاف کے ساتھ دیا گیا تھا۔ منسوخ کر دیا۔ اور عدالت ایکسچیکر کے متفقہ فیصلے کو بحال کر دیا۔ اس مقدمے میں قانون حصول اراضی کے تحت ایک ثالثی کا مقدمہ تھا۔ ایک حکم (مسٹر ماتھیوس کیوسی Mr Mattnews Q.c جو بعد میں لارڈ للانڈرات (Llandaff) ہوئے) نے ڈیوک کو اس نقصان کے معاوضے میں جو ٹیمز کے بند کی تعمیر کی وجہ سے مانٹیگو ہاؤس کو ٹیمز کے سامنے نہ رہنے اور خلوت و تنہائی باقی نہ رہنے۔ نیز گرد و آواز کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہوا تھا۔ آٹھ ہزار تین سو پچیس پونڈ دلایا تھا۔

صـ ۱۸۱

باب سوم

گواہی پر شبہہ کرنے کے وجوہات

صفحہ اصل کتاب صفحہ ترجمہ

دفعہ ۱۸۹: سر متھیو ہیل[1] کہتے ہیں کہ گواہ کے اعتبار پر اعتراضات اس کو حلف اٹھانے کے بالکل نا قابل نہیں کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی گواہی کی وقعت کو کم کر دیتے ہیں۔ اور ایسی صورت میں گواہ کو گواہی دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کی گواہی کے اعتبار کو جوری پر چھوڑا جاتا ہے۔ جو واقعات کے جج ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح گواہ اور اس کی گواہی کے اغلب یا غیر اغلب۔ قابل اعتبار یا نا قابل اعتبار ہونے کے بھی۔ اور

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۲ صفحات ۲۷۶ - ۲۷۷۔

یہ اعتراضات اتنے بہت سے اقسام کے اور اتنی کثرت سے ہوتے ہیں۔ کہ ان کو آسانی سے اصولوں یا مثالوں کے تحت نہیں لایا جا سکتا۔" ان میں قابل لحاظ اضافہ قوانین شہادت ۱۸۴۳ء، ۱۸۵۱ء اور ۱۸۵۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ - ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ اور ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ کی رو سے ہوا ہے۔ کیونکہ نتیجۂ مقدمہ میں غرض اور چال چلن کی بدنامی جو ان قوانین سے پہلے گواہ کی قابلیت پر اعتراضات تھے۔ اب جوری کے سامنے گواہ کے اعتبار پر اعتراضات کی شکل میں پیش کئے جا سکتے ہیں[۱]۔

دفعہ ۱۹۰: سر ایڈورڈ کاک (Sir Edward Coke) کہتے ہیں[۲]۔ کہ

"گواہوں کو حلف اٹھانے کے لیے بغیر سیکھے پڑھے آنا چاہئے اور ان کو اسی فریق کی کامیابی مطلوب ہونی چاہئے۔ جو حق پر ہو۔ اور انھیں انصاف رسانی کا متمنی ہونا اور دل سے کہنا چاہئے کہ" میں نہ سکھایا گیا ہوں۔ نہ پڑھایا۔ نہ میں کامیابی کا متمنی ہوں۔ میں صرف چاہتا ہوں کہ انصاف کیا جائے[۳]" لیکن یہ اچھی ذہنیت بہت کم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ کوئی ایسی ممکنہ وجہ تحریک یا غرض نہیں ہے جو بعض حالات میں انسانی گواہی میں کذب یا غلط بیانی کی آمیزش نہ کر دے۔ ظاہر ہے کہ بہت کچھ گواہ کی جسمانی ساخت۔ اس کے اخلاقی و مذہبی کردار پر موقوف ہوتا ہے۔ بعض اشخاص کسی بھی درجے کی تحریص سے بالا ہوتے ہیں۔ بعض جو بہت دیر تک مستقل رہتے ہیں۔ آخر میں شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض تھوڑے ہی دباؤ پر جھوٹ کہہ دیتے ہیں۔ اور بعض مشکل سے کسی تحریص ۱۸۲
کا انتظار کرتے ہیں۔ ان اغراض یا وجوہاتِ تحریک کو شمار کرنا فعل انسانی

[۱] انسانی گواہی کی عام طور پر وقعت کے لیے دیکھئے دفعات ۲۱ تا ۲۶۔

[۲] انسٹیٹیوٹ حصۂ چہارم صفحہ ۲۷۹۔

[۳] دیکھئے اصول قانون کلیسائی مصنفۂ ڈیوش کتاب ۲۔ عنوان ۹۔ دفعہ ۱۱ طبع پنجم۔ اڈیٹر۔

کے سرچشموں کو شمار کرنا ہوگا[1]۔ لیکن ذیل کے اغراض یا وجوہات تحریک اپنی اہمیت کے لحاظ سے قابل ذکر ہیں:-

دفعہ ۱۹۱: سب سے پہلے مالی غرض کو لیجئے۔ جو بہت ہی ظاہر ہے۔ یہ پہلے ناقابلیت کی وجہ تھی[2]۔ اور اس کی وقعت کا اندازہ لگانے گواہ کے حالات زندگی اور اس کی حیثیت کو اگر ممکن ہو تو دریافت اور ان پر غور کرنا چاہئے۔ افلاس کی وجہ سے جو دروغ حلفی کی ترغیب ہوتی ہے وہ کسی تنقید کی محتاج نہیں۔

"غریب شخص کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ قوانین
ساموتھریشینز (Samothracian) ہمارے مندروں۔
بادل کی گرجوں اور" "خداؤں کو حقارت کی نظر سے
دیکھتا ہے۔ اور خود دیوتا بھی اس سے اعراض کرجاتے ہیں[3]"
"سخت غریبی میں سخت ایمانداری نہیں ہوتی[4]"

مگر ایسے جملوں کو اگر لغوی معنوں میں سمجھا جائے تو وہ فطرت انسانی کے ازالۂ حیثیت عرفی ہیں۔ اور امیر و غریب سبھی اپنے اپنے ہوا و حرص کے بندے ہوتے ہیں[5]۔

دفعہ ۱۹۲: ثانیاً جھوٹی گواہی کا ایک بڑا ماخذ عورت و مرد کے باہمی تعلقات میں ملے گا۔ قانون شہادت ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ کے

---

[1] اس مضمون پر مزید دیکھئے عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۵ کتاب ۱۰ باب ۲ و بعد۔

[2] اوپر دفعہ ۱۳۴ و بعد۔

[3] جوینال Juvenal ۳-۵۵ صفحہ ۱۴۴ و بعد

[4] "کتاب شہادت" از ہانئے دفعات ۱۹۰ و ۲۲۰۔

[5] ہنچ۔

پہلے بہت سے دیوانی مقدمات میں شوہر و زوجہ ایک دوسرے کی موافقت یا مخالفت میں گواہی دینے کے ناقابل تھے۔ جیسا کہ وہ اب بھی بعض فوجداری مقدمات میں ہیں۔ ان کا یہ اخراج ان کی باہمی محبت پر اتنا مبنی نہیں تھا۔ جتنا کہ ان کی شخصیت کی معنوی وحدت پر جو مصلحتِ قانونی کی بنا پر قائم کی گئی تھی۔ لیکن اسی قسم کے اور تعلق کی موجودگی ——— مثلاً اس تعلق کی جو کسی مرد اور اس کی داشتہ میں ہوتا ہے۔ وغیرہ صرف گواہ کے اعتبار پر موثر ہوتی ہے۔ یہ سوال کہ کیا کسی شخص کی زوجہ یا اس کی داشتہ اس کے لیے جھوٹی گواہی دیں گے حالات پر موقوف ہوتا ہے۔ زوجہ کی صورت میں تو قانوناً ایک ناقابل تقسیم وحدتِ شخصیت ہے جس کے ساتھ اکثر وحدت مفاد بھی ہوتی ہے۔ لیکن تاہم اس میں ممکن ہے کہ محبت ہو یا نہ ہو۔ اور داشتہ کی صورت میں تعلق کم سے کم مرد کی جانب سے غالباً کچھ محبت کی وجہ سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن وہ کسی بھی گھڑی اس کو ختم کر سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سی صورتوں میں عورتوں کے ذرایع معاش جاتے رہتے ہیں۔ اور ان کی نیک نامی تو ضایع ہو ہی چکی تھی۔

دفعہ ۱۹۳: ثالثاً۔ وہ غرض ہے جو گھریلو اور دوسرے معاشری تعلقات سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا ماخذ یا تو محبت یا خواہش انتقام ہوتی ہے ۱۸۳
یا خوف ظلم و زیادتی۔ بعض ممالک کے قوانین میں خونی قرابت چند درجوں کے اندر ناقابلیت کی ایک وجہ قرار دی گئی ہے[۲]۔ اور کسی ایک فریق مقدمہ سے دوستی یا دشمنی کی وجہ سے انصافاً شہادت پر شبہہ کیا جا سکتا ہے[۳]۔ لیکن

۱؎ دیکھئے پیچھے دفعات ۱۷۵ تا ۱۸۲۔

۲؎ "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ دفعہ ۴ و ۵۔ "قوانین روما" از ڈوما۔ حصہ اول کتاب ۳ عنوان ۶ دفعہ ۳ ذیلی دفعہ (۱)۔

۳؎ "ڈائجسٹ" کتاب ۲۲ عنوان ۵۔ دفعہ ۳۔ کتاب ۴۸ عنوان ۱۸۔ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۲۴ و ۲۵۔ ڈوما کی

شاید یہ بھی دروغ کے عظیم ترین وجوہ تحریک نہیں ہیں۔ کیونکہ کوئی پدر خاندان۔ فوجی کلیسائی۔ سرکاری یا جاگیری برتر شخص اکثر بغیر اپنے کو خطرے میں ڈالے یا خود شرمندہ ہوئے تقریباً غیر محدود ضرر ان لوگوں کو پہنچا سکتا ہے جو اس کے زیر اقتدار ہوتے ہیں۔ "وہ اشخاص گواہی کے نا قابل ہوتے ہیں جن پر گواہ بننے کے لیے اثر ڈالا جا سکتا ہے"۔ قانون روما کا مقولہ تھا۔ مگر ہمارے قانون میں یہ امر صرف گواہ کے اعتبار کے خلاف موثر ہے۔

دفعہ ۱۹۴: رابعاً۔ دروغ حلفی کا ارتکاب اکثر قسم کھانے والے کی نیک نامی کو محفوظ کرنے کیا جاتا ہے اس کی ایک مثال ان صورتوں میں ملے گی جو اکثر پیش آتے ہیں۔ اور جن میں کسی شخص سے اس کو بطور گواہ طلب کر کے اس کے کسی سابقہ موقعہ پہ دئے ہوئے بیانات کے متعلق سوالات کئے جاتے ہیں تو وہ ان بیانات کو واپس لینے ڈرتا اور شرماتا ہے۔

دفعہ ۱۹۵: خامساً تعصب کے جس آخری ماخذ کا ہم ذکر کریں گے وہ دوسروں سے دلچسپی یا ان سے محبت کے جذبے پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک شخص جو کسی جماعت میں شریک ہوتا ہے۔ یا جو کسی خفیہ انجمن کا رکن ہوتا ہے جس کے قوانین سے بنی نوع انسان عموماً ناواقف ہوتی ہے۔ عدالت میں دوسروں کے جذبات سے لدا ہوا آتا ہے۔ اور ان پر طرہ خود اس کے جذبات بھی ہوتے ہیں۔ اس عنوان کے تحت وہ صورتیں آتی ہیں جن میں جھوٹی گواہی ہمدردی کی وجہ سے جو زندگی میں ہم حیثیت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کتاب مقام مذکورہ۔ ذیلی دفعہ ۱۱ و ۱۲۔

لے ڈائجسٹ کتاب ۲۲۔ عنوان ۵۔ دفعہ ۶۔

سے پیچھے دفعہ ۲۰۔

ہونے یا معاشری۔ سیاسی یا مذہبی آرا وغیرہ کے ایک سے ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ دی جاتی ہے۔ یہ صورتیں اکثر ان گواہوں میں پائی جاتی ہیں جو سماج کے اعلیٰ درجوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور فریق ثانی کے اڈوکیٹ کو ایسے گواہوں پر سوالات کرنا آسان نہیں ہوتا ہے ــــــ کیونکہ گو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عدالت کو گمراہ کر رہے ہیں۔ لیکن ان کا رتبہ اور وجاہت دونوں ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے یہ کہنا مفید نہیں ہوتا ہے کہ وہ دروغ حلفی کے مرتکب ہو رہے ہیں[1]۔

---

[1] اگر تمہارا مخالف کم گواہ طلب کرے تو تم کو ان کی قلت پر حملہ کرنا چاہئے۔ اگر وہ بہت گواہ طلب کرے تو ان کی سازش پر۔ اگر وہ ادنیٰ درجہ کے گواہ طلب کرے تو ان کی غیر اہمیت پر۔ اور اگر وہ طاقتور گواہوں کو لائے تو ان کے داب تاجائز پر" کوئنٹیلین Inst. orat. یعنی کتاب خطابت۔ کتاب ۵ باب ۷۔

صـ۱۸۴

حصۂ دوم

مادی شہادت

دفعہ ۱۹۶: "مادی شہادت" یا رومی فقہا کی شہادتِ اشیاء و واقعات[1] سے مراد وہ شہادت ہے جس کا ماخذ قسم اشیا سے کوئی شے ہوتی ہے۔ نیز اشخاص بھی ان خواص کے لحاظ سے جو ان میں اور اشیا میں مشترک ہوتے اس میں داخل ہیں[2]۔ مثلاً جب کسی جرم یا توہین کا عدالت کی موجودگی میں ارتکاب کیا جاتا ہے۔ تو عدالت کو اس واقعے کی بلا واسطہ مادی شہادت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح سابق میں کسی

---

[1] شہادت، مصنفہ اسکارڈس سوال م۔ لغت قانونی مصنفہ کالون۔ اور فیصلہ لارڈ اسٹوول بمقدمہ ایوانس بنام ایوانس۔ ماگزوا کنسٹری رپورٹس جلد ۱ صفحہ ۱۰۵۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۲۲ ۔ ایضاً جلد ۱ صفحہ ۳ ۔ [مادی شہادت کی مفصل تحقیق اور بنتھم بسٹ گلسن، جیمبرلین وغیرہ کی آرا کی تنقید کے لیے نیچے ضمیمہ الف دیکھیے]۔

استغاثۂ جرم قطع و برید اعضا میں بعض وقت عدالت زخم کا معاینہ کرتی تھی۔ تاکہ یہ دیکھے کہ کیا وہ جرم قطع و برید اعضا ہے یا نہیں[1] اور اگر یہ جرم صاف ظاہر ہو۔ مثلاً جب کسی شخص کا ہاتھ اڑا دیا جائے تو ایسی صورت میں شہادت مادی
ص ۱۸۵ وبلا واسطہ ہوتی ہے۔ لیکن اکثر صورتوں میں مادی شہادت اپنی ماہیت کے لحاظ سے قرائنی ہوتی ہے[2]۔ یعنی ایسی شہادت ہوتی ہے۔ جس سے اصل واقعے کے وجود کا نتیجہ تعقل کے ذریعے سے نکالا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۹۷ : مادی شہادت یا تو بلا واسطہ ہوتی ہے یا خبری[3]۔ بلا واسطہ مادی شہادت وہ ہے۔ جس میں وہ شے جو ماخذ شہادت ہوتی ہے۔ جو اس عدالت کے سامنے موجود ہوتی ہے[4] اور تمام شہادت میں یہ سب سے زیادہ قابل اطمینان ویقین آفریں ہوتی ہے ــــــ ”جب شہادت اشیا موجود ہو تو پھر الفاظ کی کیا ضرورت ہے[5]“ لیکن جیسا کہ

---

[1] ۲۰ ہنری سٹاریم قاعدہ ۵۰۔ ۲۲ ایضاً قاعدہ ۹۹۔ ۲۷ ایضاً قاعدہ ۹۔ ”شہادت“ مصنفہ ماسکارڈس سوال ۰۔ نوٹ ۱۰۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ا صفحہ ۵۵۔ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۳۲۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۳۔ (کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں یہی تقسیم شخصی و مادی شہادت سے بھی متعلق نہ کی جائے۔ دیکھئے ضمیمہ الف۔)

[4] اگر کھلی عدالت میں مادی شہادت کے پیش کرنے میں ناشائستگی ہوتی ہو تو جج خلوت میں اس کا معاینہ کر سکتی ہے۔ جیسا کہ لارڈ ہیل کے سامنے ایک مقدمے میں ہوا تھا۔ جس میں ایک شخص نے الزام زنا بالجبر کی کامیاب جواب دہی کی۔ کیونکہ اس نے دکھلا دیا کہ اس کو ایک خوفناک زخم تھا۔ پلیس آف دی کراون جلد ا مصنفہ ہیل صفحہ ۶۳۳-۶۳۶۔ نیز دیکھئے کتاب شہادت از بانئے۔ دفعہ ۷۷۔

[5] بلیکسٹون جلد ۲ صفحہ ۳۰۳۔ اس موضوع پر ماسکارڈس (شہادت۔ سوال ۰۔ نوٹ ۲۰) اور بانئے (کتاب شہادت دفعہ ۱۵) آرس پوئٹیکا مصنفہ ہوریس (Ars Poetica of Horace) کی مشہور بیت نقل کرتے ہیں کہ ”جو کچھ ہم کانوں سے سنتے ہیں وہ دل میں پریشانی پیدا کرتا ہے۔ لیکن جو چیزیں

کہا گیا ہے یہ شاذونادر ہی پائی جاتی ہے۔ کم سے کم اصل واقعات کی حد تک اور قانون اس کی اہمیت فائق سے اتنا واقف ہے کہ بعض صورتوں میں بعض قسم کی مادی شہادت ہی کو پیش کرنا حکمی طور پر لازمی قرار دے دیا ہے۔ اور اس کے تمام عوضوں کو ناقابل ادخال کر دیا ہے۔ مثلاً یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ملزم کو قتل کی سزا نہیں دی جا سکتی" جب تک کہ اس واقعے کا ارتکاب ثابت نہ ہو یا کم سے کم جب تک کہ نعش نہ پائی گئی ہو۔ اسی طرح کارونر (Coroner) کی تحقیقات وجہ موت۔ جو کسی ایسے شخص کی وجہ موت دریافت کرنے کی جاتی ہے۔ جس کا اچانک انتقال ہو گیا ہو۔ نعش پر یعنی نعش کو دیکھتے ہوئے ہونا ضروری ہوتا ہے۔[۲] اسی طرح جب عدالت میں کوئی صلح نامہ لکھا جاتا تھا۔ تو قدیم قانون ۱۸۔ ایڈورڈ اول فقرہ ۱۔ "طریق صلح نامہ جات" کی رو سے ضروری تھا۔ کہ فریقین ججوں کے سامنے اصالتاً حاضر ہوں تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ کیا وہ پوری عمر اور اچھے حافظہ وغیرہ کے ہیں[۳] اور یہی حال مجلکہ لینے یعنی اس تحریری معاہدہ کا تھا جو عدالت سے کیا جاتا تھا[۴]۔ اور جو ہمیشہ اس وقت کیا جاتا تھا۔ جب کہ فریق خود اصالتاً اس جسٹس کے سامنے حاضر ہوتا تھا جس سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ان کا یقین آجاتا ہے"۔

[۱] پلیس آف دی کراون از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔ اس امر پر کہ "واقعہ" کے ارتکاب کے ثبوت کے لیے کیا امر کافی ہوگا تاکہ نعش کے پائے جانے کو ثابت کرنا ضروری نہ رہے۔ دیکھئے مقدمہ ملک بنام ہنڈماکرشن۔ لیچ جلد ۲ صفحہ ۶۶۹۔

[۲] قانون کارونر مجریہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۴۔ ملک بنام ٹرانڈ سکٹنٹ سارنوال معالڈرمن جلد ۳ صفحہ ۳۶۰۔ ۲۲ رسل دریان ۴۳۔

[۳] اسی بنا پر جو صلح کسی مجنون یا پاگل وغیرہ نے عدالت میں کی ہو وہ جائز تصور کی جاتی تھی کیونکہ قیاس کیا جاتا تھا کہ جج اس کو صلح کرنے نہیں دیتا جب تک کہ اس کا صحیح الدماغ ہونا ظاہر نہیں ہوتا۔ دیکھئے مقدمہ بیورلی سنگ جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ ب۔ مقدمہ مانسفیلڈ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۲۴۔ اور مقدمہ مولش بنام کاکرس ۲۔ اکسچیکر ۲۴۴۔ کی بحث۔

[۴] مقدمہ بیورلی سنگ جلد ۴ صفحہ ۱۲۴ الف۔ رائے بارک سج بمقدمہ مولش بنام کاکرس ۲۔ اکسچیکر ۴۳۔ ۲۴۲۔

صـ ۱۸۶ یہ معاہدہ کیا جاتا تھا۔ بڑی حد تک اسی اصول پر انگریزی عدالت[1] کا وہ منصفانہ و صحیح قاعدہ مبنی ہے جس کی رو سے عام طور پر گواہوں کا اصالتًا عدالت میں حاضر ہو کر گواہی دینا ضروری ہے ـــــ کیونکہ ان کے طرز اور ڈھنگ سے جو مادی شہادت حاصل ہوتی ہے۔ وہ دروغ حلفی و فریب کے خلاف نہایت ہی قوی تحفظات میں سے ایک تحفظ ہوتی ہے۔

اسی طرح اور بھی صورتیں ہیں جن میں مادی شہادت کا پیش کرنا ازروئے عملدرآمد ضروری ہے مثلاً سرقے کے الزام میں جب مال مسروقہ برآمد کیا جائے تو عدالت معمولاً اس کو جوری کے روبرو دلائے جانے پر اصرار کرتی ہے۔ گو جب مال مسروقہ تلف ہونے والا ہو تو یہ اکثر ناممکن ہوتا ہے۔ اور نہ اس کے پیش کئے جانے کا حکم دیا جائے گا اگر یہ ظاہر ہو کہ غالباً وہ تکلیف دہ یا ناگوار ثابت ہوگا۔ مثلاً جب گوشت چرایا گیا ہو اور وہ بہت کچھ سڑ گیا ہو۔ وغیرہ۔[2] لیکن مقدمات میں مادی شہادت اکثر پیش ہوتی ہے۔ حالانکہ نہ تو قانون کے کسی اصول اور نہ عملدرآمد کی رو سے اس کا پیش ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس قسم کی قیمتی شہادت بعض وقت صحیح و مصدقہ نمونہ جات یا جن کو کسی اصطلاح میں "معاینہ موقع" کہا جاتا ہے کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ یعنی ان میں جوری بذات خود مقام واردات کا معاینہ کرتی ہے ـــــ اور یہ ایسی کارروائی ہے جس کی بعض فوجداری و نیز دیوانی کارروائیوں میں قانون عمومی کی رو سے اجازت تھی۔[3] اور اس میں ذیل کے قوانین کی رو سے بہت وسعت بھی پیدا کی گئی ہے۔ قانون ۴ این (Anne) باب ۱۶ دفعہ ۸۔ قانون جوری ۱۸۲۵ء ۶ جارج چہارم

---

[1] فرانس کا بھی یہی قانون ہے۔ دیکھئے کتاب شہادت مصنفۂ بانئے دفعہ ۵۵۔

[2] ملکہ بنام مارٹن ۱۸۷۲ء ۱۲ ایرل مجسٹریٹ کیس ۱۱۳۔

[3] Natura Brevium ازفز ہربرٹ .Fitzhérbert ۱۲۳ (ج) ۱۲۸ ب ۱۰۴ و ساکٹہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۵۔ ولیم ساٹڈرس (Wms. Saund. ie. William's Notes to Saunder's Reports.)

باب ۵۰۔ دفعہ ۲۲۳۔ قانون ضابطہ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۲ء ۔ ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب
۷۶ دفعہ ۱۱۴۔ اور قانون ضابطہ عمومی سنہ ۱۸۵۴ء ۔ ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔
دفعہ ۵۸۔ ان قوانین کی رو سے عدالت یا جج کو مجاز کیا گیا ہے کہ فریقین مقدمہ
میں سے کسی کی درخواست پر جوری۔ یا خود اپنے یا گواہوں کے
کسی ایسی ارضی یا شخصی جایداد کے معاینہ کا حکم یا منظوری دے جس کا معاینہ
امر نزاعی کے تصفیہ مناسب کے لیے اہم ہو۔ اور اب قواعد عالیہ عدالت[1]
کی رو سے عدالت یا جج۔ فریقین مقدمہ یا کارروائی میں سے کسی کی درخواست
پر اور ان شرائط کے ساتھ جو منصفانہ ہوں کسی جائداد یا مقدمہ یا کارروائی
کی زیر بحث شے یا ایسی شے جس کے متعلق کوئی نزاع ہو سکتی ہے۔ کے حبس۔
حفاظت یا معاینہ کے لیے حکم دے سکتا ہے۔ اور مذکورۂ بالا تمام یا بعض
اغراض کے لیے کسی شخص یا اشخاص کو مجاز کر سکتا ہے۔ کہ کسی اراضی یا عمارت
میں جو کسی فریق مقدمہ یا کارروائی کے قبضے میں ہوں۔ داخل ہوں۔ یا
کوئی ایسے نمونے لیں یا تجربے کریں جو مکمل معلومات حاصل کرنے یا شہادت
بہم پہنچانے کے لیے ضروری یا مبنی بر مصلحت ہوں۔

دفعہ ۱۹۸: خبری مادی شہادت وہ ہے۔ جس میں ماخذ شہادت کا
علم عدالت کو راست حواس کے ذریعے سے نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی
موجودگی کا علم گواہوں یا دستاویزات کے ذریعے سے ہوتا ہے[2]۔ اس قسم ۱۵۱
کی شہادت اپنی ماہیت ہی کے لحاظ سے بہ نسبت بلا واسطہ مادی شہادت
کے کم یقین پیدا کرنے والی ہوتی ہے۔ ''خبر دہندہ گواہ کے نزدیک اگر
اس کی خبر صحیح ہو تو وہ دراصل بلا واسطہ و خالص مادی شہادت ہوتی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: جلد ۲ صفحہ ۴۴۔ الف نوٹ ۴۔

[1] قواعد عالیہ عدالت حکم ۵۰۔ قاعدہ ۳۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۳۔

لیکن عدالت کے نزدیک تو وہ خبری مادی شہادت ہوتی ہے۔ یہ فرق محض نظری نہیں ہے۔ بلکہ عملدرآمد میں بھی اس کا لحاظ ضروری ہوجاتا ہے۔ خبری مادی شہادت سنی سنائی شہادت کے مشابہ ہے۔ اور اس میں کم و بیش ساری کمزوریاں اس مرتمہ شخصی شہادت کی ہوتی ہیں جو شخصی شہادت و بلاواسطہ شہادت سے مرکب ہوتی ہے ـــــ یعنی مادی شہادت و معمولی شخصی شہادت (شہادت جو بذریعۂ گفتگو دی جاتی ہے) سے مرکب ہوتی ہے۔ اور ان دونوں کی کمزوریاں اس میں ہوتی ہیں۔ مادی شہادت سے جو روشنی حاصل ہوتی یا ہوسکتی ہے۔ وہ ان واسطوں کی وجہ سے جن میں سے وہ گزرتی ہے کمزور ہوجاسکتی۔ اور اس کے رنگ میں فرق آجاسکتا ہے[1]۔

دفعہ ۱۹۹: قراینی مادی شہادت اس حد تک تمام دوسری قراینی شہادت کی ہم ماہیت ہوتی ہے کہ اس سے جو ظن حاصل یا جو نتایج مستخرج ہوتے ہیں۔ وہ بعض وقت لازمی اور بعض وقت صرف قیاسی ہوتے ہیں۔ اور چونکہ اس طریق ثبوت کے قواید و خطرات فوجداری کارروائیوں ہی میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم اس باب کے باقی حصے میں انھیں کارروائیوں میں اس کی شہادتی وقعت اور اس کے مضعف مفروضات پر غور کریں گے "مضعف واقعہ" یا مفروضہ سے مراد کوئی واقعہ یا مفروضہ ہے جو گو کسی اصل واقعے کی تردید یا اس کے غیر اغلب ہونے کو ثابت کرنے کے لیے بنفسہٖ ناکافی ہوتا ہے۔ لیکن اصل واقعے کے کسی شہادتی واقعہ یا اس کی شہادتی وقعت کو کمزور کرنے کا رجحان رکھتا ہے[2]۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۴۳۔
[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۱۴۔

دفعہ ۲۰۰ : صیح معنی میں لازمی نتائج کے متعلق کوئی مضعف واقعات یا مفروضات نہیں ہوسکتے۔ مثلاً جب ایک عورت ایک حجرے میں مردہ پائی گئی۔ اور سارے علامات سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ قتل کی گئی تھی تو موقعۂ واردات پر ایک دوسرے شخص کی موجودگی۔ مقتولہ کے بائیں بازو پر بائیں ہاتھ کے خونی نشانات سے قطعی طور پر ثابت کردی گئی تھی[1] اور جب ایک شخص گولی سے مرا ہوا پایا گیا۔ اور اس کے بازو ایک پھٹا پایا ہوا تھا۔ تو اس کے اس نتیجے سے خودکشی کرنے کے مفروضے کی نفی اس ثبوت سے ہوگئی کہ جس گولی سے وہ مرا اس نتیجے کے لیے بہت بڑی تھی۔[1]

دفعہ ۲۰۱ : اس قسم کے مقدمات شاذونادر واقع ہوتے ہیں۔ اور جب وہ پیش آتے ہی ہیں۔ تو واقعات اتنے صاف ہوتے ہیں کہ کسی شرح کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن اکثر صورتوں میں کسی قرائنی مادی شہادت سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ صرف اغلب یا قیاسی ہوتا ہے۔ مثلاً قتل کے الزامات میں۔ اس ہتھیار کی نوعیت جس سے ہلاک ضرب لگائی گئی ہو کیفیت کے وجود یا اس کے قیاس کرنے کے لیے بہت اہم ہوتی ہے۔ زنا بالجبر کے الزامات میں اس بیّنہ زیادتی کے وقت عورت نے جو کپڑے پہنے ہوں۔ اوران کا پھٹا ہوا۔ اوران پر دھبے پائے جانا یا ان کا پھٹا ہوا نہ ہونا اوران پر دھبے نہ پائے جانا۔ الزام کے ثبوت یا تردید میں قوی قیاس پیدا کرتے ہیں۔ مادی انطباقات یا عدم مشابہات سے جو اکثر نہایت ہی

---

[1] مقدمہ نارکوٹ یفیہ ہم۔ ہارگریف اسٹیٹ ٹرائلس جلد ۱ ضمیمہ نمبر ۲ صفحہ ۲۹۔ ملک بنام اوکمان ۱۲۰ اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۰۰۔ اوراس نام کے دوسرے مقدمات۔ قرائنی شہادت مصنفہ ولس۔ طبع ششم صفحہ ۱۴۰-۱۴۱۔

[2] نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ مقدمہ ۲ قرائنی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم صفحہ ۱۴۰۔

عجیب و غریب ہوتے ہیں بسا اوقات مرتکبین جرایم کا پتا چل جاتا ہے۔ یا معصوم اشخاص کی بمن پر غلط الزام لگایا گیا تھا معصومیت ظاہر ہوجاتی ہے۔ "قانون شہادت" مصنفۂ اسٹارکی (Starkie) میں اول الذکر کی متعدد مثالیں دی گئی ہیں[۱]۔ مثلاً نقب زنی کے ایک مقدمے میں — جس میں چور ایک گھر میں ایک کھڑکی چاقو سے کھول کر داخل ہوا تھا۔ اور اس کوشش میں چاقو ٹوٹ گیا تھا — چاقو کے پھل کا ایک حصہ کھڑکی کے فریم میں پایا گیا۔ اور ایک ٹوٹا ہوا چاقو جس کا باقی پھل اس پھل سے جڑتا تھا جو کھڑکی کی چوکھٹ میں ملا تھا۔ ملزم کے جیب میں پایا گیا۔ اسی طرح ایک اور مقدمے میں ایک شخص تپنچے کی گولی سے ہلاک ہوا تھا۔ اس کے زخم میں بھرا ہوا نظم کا ایک حصہ ملا۔ اور اس نظم کا باقی حصہ ملزم کے جیب میں پایا گیا۔ قتل کے ایک دوسرے مقدمے میں ملزم کے پائجامہ (بریچیس) کا ایک پیوند زمین کے اس نقش کے مطابق نکلا جو مقتول کی نعش کے پاس پایا گیا تھا۔ ایک سرقہ بالجبر کے مقدمے میں مستغیث نے جب اس پر حملہ کیا گیا تو سارق کے منھ پر ایک کنجی سے مارا تھا۔ اور ملزم کے منھ پر کنجی کے نشانات کے مطابق نشان پائے گئے تھے۔ ماسکارڈس (Mascardus) ایک اور مثال بیان کرتے ہیں۔ ایک چار دیواری میں جہاں میوے کے درخت تھے۔ رات میں نقب لگائی گئی۔ اور بہت سے پھل کھائے گئے جن کے ٹکڑے اور چھلکے پڑے ہوئے پائے گئے۔ ان کے دیکھنے سے ظاہر ہوا کہ ان کو ایک ایسے شخص نے کترا تھا جس کے سامنے کے دو دانت ضایع ہو گئے تھے۔ اور اسی وجہ سے شبہہ محلے کے ایک ایسے شخص پر ہوا جس کے سامنے کے دو دانت ضایع تھے۔ اور اس نے چوری کا الزام لگانے پر اقبال جرم کر لیا۔ بعض صورتوں میں

[۱] قانون شہادت مصنفۂ اسٹارکی صفحہ ۵۶۲۔ طبع سوم صفحہ ۸۴۳ طبع چہارم جلد ۱

[۲] شہادت مصنفۂ ماسکارڈس سوال ۵۔ نوٹ ۲۰۔

لازم ہے بائیں ہاتھ والا (ڈکورا) ہوتا اس کے خلاف تائیدی شہادت بہم پہنچاتا ہے یعنی جب جرم کے حالات سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس کا مرتکب کوئی ڈکورا شخص ہونا چاہیئے۔ جعلی دستاویزات بنانے کے جرم کی دریافت میں ۱۸۹ آنو ڈامینی واٹر مارک (Anno Domini water mark) سے زیادہ شاید ہی کسی اور شے نے مدد کی ہو۔ اور ایک پرانے مقدمے میں ایک مجرمانہ منصوبے کا اس طرح پتا چل گیا کہ خط جو وینس (Venice) سے لکھا ہوا ظاہر ہوتا تھا وہ انگلستان کے بنے ہوئے کاغذ پر لکھا گیا تھا۔

اس قسم کے انطباقات اور عدم مشابہتیں گو بلاشبہ بہت قوی ہوتے ہیں لیکن جب وہ تنہا ہوں تو انھیں قطعی وقعت دینے میں ذہین احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جن اشخاص کے قبضے میں لوٹا ہوا مال ہو اور نظم بالجبر پایا گیا۔ خصوصاً موخرالذکر شخص ممکن ہے اصل مجرموں کے ان کو پھینکنے کے بعد اٹھا لیا ہو۔ اور وہ شخص جس کے گھٹنے کا نشان مقتول کی نعش کے پاس پایا گیا تھا ممکن ہے کہ کوئی راستہ چلنے والا ہو جو گھٹنے کے بل یہ دیکھنے جھکا ہو کہ کیا روح واقعی پرواز کر گئی ہے۔ یا ابھی مقتول کو امداد کی ضرورت ہے۔ اور سامنے کے دانتوں کا ضائع ہونا۔ یا بائیں ہاتھ والا ہونا غیر معمولی امور نہیں ہیں۔ اور اس میں اس امر کا بھی اضافہ کیجیئے کہ بعض اشخاص ''دودستی'' ہوتے ہیں۔ یعنی دونوں ہاتھ آسانی سے چلا سکتے ہیں۔ اور کاغذ کے آنو ڈامینی واٹر مارک میں بھی غلطی ہو سکتی ہے کیونکہ کاغذ بنانے والے اکثر سنین آیندہ کو نقش کر دیتے ہیں۔ اور

ا دیکھئے مقدمۂ لیم ریچرڈسن ضمیمہ نمبر ۱۔ اور مقدمۂ پانچ 'طبی علم اصول قانون' از بک صفحہ ۲۰۸ طبع ہفتم۔ سلہ مور صفحہ ۱۷۱۔

۲ طبی علم اصول قانون مصنفۂ ٹیلر (Tayler Medical Jurisprudence.) صفحہ ۲۲۰ طبع سوم۔

۳ قرائنی شہادت مصنفۂ ولس طبع ششم ص ۴۵-۶۰-۱۲۴-۲۲۱-۲۴۲۔

کم سے کم آج کل کی دنیا میں کسی شخص کا ونس میں انگلستان سے لائے یا درآمد کئے ہوئے کاغذ پر لکھنا کوئی غیر اغلب امر نہیں ہو سکتا۔ اور قینچی کا نشان بھی جو چہرے پر پایا گیا تھا ممکن ہے کہ اُسی یا اس جیسی قینچی سے کسی اور وقت مارنے کی وجہ سے ہوا ہو۔ یا ممکن ہے کہ وہ ایک قدرتی نشان ہو۔[1] واقعات کو منطبق کرنے کے رجحان پر نظر احتیاط رکھنے کی ایک نہایت ہی اچھی مثال ایک شخص فٹر (Fitter) کے مقدمے سے ملتی ہے جس پر سنہ ۱۸۳۲ء کے اجلاس واروک (Warwick Assizes) میں ایک عورت کو قتل کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ یہ شخص ایک موچی تھا۔ اور اس کے چمڑے کے پیشبند پر بہت سے گول نشانات چھیلنے اور کاٹ ڈالنے کے تھے۔ جن کے متعلق سمجھا گیا کہ وہ خون کے نشانات کو چھیلنے کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کی جانب سے جوابدہی میں یہ امر قابل اطمینان طریقے پر ثابت کیا گیا کہ اس نے ان کو ایک ہمسائے کے لیے پٹی بنانے کا کاٹا تھا۔[2]

مادی انطباقات اور عدم مشابہتیں زیادہ ترجیب دوسری شہادت کے ساتھ پائے جائیں تو قابل وقعت ہوتے ہیں۔ اور وہ مجرم کے خلاف خوفناک طریقے پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان کی موجودگی سزادہی کے لیے قوی دلیل ہوتی ہے تو ان کی عدم موجودگی بھی برأت کے لیے کم سے کم مساوی طور پر قوی دلیل ہوتی ہے۔ سر ماتھیو ہیل ایک شخص کی ایک عجیب مثال دیتے ہیں کہ اس نے زنا بالجبر کے الزام کی تردید یہ دکھلانے سے کی اسے ایک خوفناک زخم تھا جس کے باعث عورت سے جماع کرنا اگر قطعاً نہیں تو تقریباً ناممکن تھا۔[3] منوا

[1] شہادت مصنفہ گذ ایف ۳۹۔
[2] قرائنی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم صفحہ ۲۶۰۔
[3] پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ا صفحہ ۶۳۵-۶۳۶۔

مگر یہ ایک پرانا مقدمہ ہے۔ اور اگر اب کوئی ایسا ہی مقدمہ آئے تو زخموں کے باندھنے میں جو کمال پٹیاں باندھنے والوں نے پیدا کیا ہے ایک ایسا مضعف واقعہ ہوگا۔ جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔

دفعہ ۲۰۲: مادی شہادت سے متعلق مضعف مفروضات کا مضمون

اتنا اہم مضمون ہے کہ اس کو سرسری ذکر کے بعد نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نظری طور پر مادی شہادت جو بادی النظری طور پر جرم کی علامت ہوتی ہے۔ اپنی مجرمانہ شکل کے لیے۔ اتفاق۔ جعل۔ یا ملزم کے کسی فعل جائز کی ممنون ہوتی ہے۔ یہاں ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ بعض وقت نہایت ہی معصوم شخص بھی اس کو مجرم بنانے والے واقعات کی توضیح یا کچھ بھی توجیہ نہیں کر سکتا۔ اور تقریباً ہر شخص کے تجربے میں ایسے غیر معمولی واقعات آئے ہوں گے جن کا سبب کم سے کم اس کی حد تک کلیتہً ایک راز دعمی ہوتا ہے۔

۱۔ اتفاق۔ ملزم یا مشتبہ شخص کے کپڑوں پر خون کے دھبے پائے جانے کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اندھیرے میں کسی خون بہتے ہوئے جسم سے قریب ہوا یا ملا ہو۔ اسی عنوان کے تحت وہ مقدمات بھی آتے ہیں جن میں خون کی موجودگی کسی غیر ذمے دار عامل کی وجہ سے ہوتی ہے۔

---

[1] دیکھئے مقدمہ جوناتھن براڈفرڈ۔ نظریۂ ثبوتِ قیاسی ضمیمہ مقدمہ ۱)۔ نیز اڈنبرا جرنل ہولڈ چیمبر (Chamber's Edinburgh Journal.) مورخہ ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۳۲ء میں بھی ایک مقدمہ ہے۔ جس میں ایک شخص کے خلاف جس پر قتل کا الزام تھا۔ شہادت کا ایک جزو یہ تھا کہ اس کے شب خوابی کے کپڑوں پر خون کے دھبے تھے۔ اور جس کی توجیہ سے اس نے اپنی ناقابلیت ظاہر کر دی تھی۔ اور جن کے متعلق بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ اس شخص کے ساتھ سونے والے شخص کے زخم سے جس سے وہ ناواقف تھا لگے تھے۔

مثلاً جب وہ ایسا فعل ہو جس کو سوتے میں کسی شخص نے کیا ہو[1]۔ یا جیسا کہ فرانس کے اس بدقسمت شخص کی صورت میں ہوا۔ جس کو چور قرار دے کر اس بنا پر قتل کر دیا گیا کہ چاندی کی چند چیزیں ایک ایسی جگہ پائی گئیں جہاں صرف وہی جاتا تھا لیکن جن کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ وہاں ایک مینا نے لا رکھے تھے[2]۔

دفعہ ۲۰۲: عدالتی شہادت کے پرانے بیان میں کوئی مضمون ایسا نہیں ہے۔ جو مادی شہادت کے جعلی بنانے سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے

حاشیہ ۱۹۱ یہ ایک حد تک شخصی شہادت کو جھوٹا بنانے کے مشابہ ہے۔ کیونکہ یہ اشیا یا مادی اشیا کی ماہیت کو بدل دینا اور منقلب کر دینا ہوتا ہے تاکہ وہ زبان حال سے جھوٹ بولنے لگیں[3]۔ مادی شہادت کو جعلی بنانے سے جو قیاس جرم پیدا ہوتا ہے وہ ایک دوسرا مضمون ہے۔ اور اس مقولے پر مبنی ہے کہ "مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر چیز

---

[1] اس قسم کے مقدمات ہوئے ہیں۔ دیکھئے طبی علم اصول قانون متعلق جنون۔ مصنفۂ رے۔ دفعات ۲۹۵-و۲۹۶۔ مقدمۂ قانون تعزیرات از ماتھیو باب ۲ دفعہ ۱۳ (Matth. de Criminib) اور طبی علم اصول قانون مصنفۂ ٹیلر ۹م ۷ ،۹۰-۷ ۔ طبع چہارم۔ دو شخص جدلنا میں شکار کر رہے تھے رات میں یکجا سوئے۔ ان میں سے ایک نے خواب میں پھر شکار کرنا شروع کیا۔ اور سمجھ کر کہ وہ ہرن کی موت کے وقت موجود ہے پکار اٹھا کہ "میں اس کو مار ڈالوں گا۔ میں اُس کو مار ڈالوں گا" دوسرا شخص اس کی یہ آوازیں سن کر بچھونے سے اٹھ گیا۔ اور چاندنی میں دیکھا کہ سونے والے نے بچھونے کے اس حصے پر جس کو اس کے ساتھی نے ابھی چھوڑا تھا۔ چاقو سے کئی ضرب لگائے (شبانہ تفکرات مصنفہ ہاروی Hervey's Meditations on the Night.) فرض کیجئے کہ اس طرح پر لگائی ہوئی کوئی ضرب مہلک ہوتی۔ اور یہ ظاہر ہوتا کہ سونے سے پہلے اتفاق دونوں نے جھگڑا کیا تھا

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۴۹ ۔ کتاب شہادت مصنفۂ بلسٹے دفعہ ۲۴۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۵۰۔

کا قیاس ہوتا ہے"[1] اور صرف اس کی وقعت بطور ایک مادی شہادت کو تقویت دینے والے مفروضے کے ہی اس وقت زیرِ بحث ہے۔

دفعہ ۲۰۴: مادی شہادت کو جعلی بنانے کا ماخذ ذیل کے اسباب میں سے کوئی ایک سبب ہو سکتا ہے۔ (الف) اپنے کو بری کرنے کا خیال۔ (ب) ملزم یا کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچانے کا ارادہ جو کینے پر مبنی ہوتا ہے۔ (ج) کھیل یا کسی اخلاقی مقصد کے حصول کا خیال۔

دفعہ ۲۰۵: (الف) اپنے کو بری کرنے کے خیال سے مادی شہادت کو جعلی بنانا۔ اس ماخذ سے خطرے کی ایک بہترین مثال سر ماتھیو ہیل نے ایک فقرے میں بیان کی ہے۔ جس کو اکثر نقل کیا جاتا ہے۔ یہ کہنے کے بعد کہ مالِ مسروقہ کے جدید و غیر توضیح شدہ قبضے سے سرقے کا قوی قیاس پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک مقدمے کا ذکر کرتے ہیں جو بقول ان کے ایک نہایت ہی قابل و محتاط جج کے روبرو پیش ہوا تھا۔ اور جس میں ایک شخص کو گھوڑا چرانے کے الزام پر سزا سنائی اور سولی دے دی گئی تھی۔ کیونکہ وہ اسی دن گھوڑے پر سوار پایا گیا تھا۔ لیکن جس کا معصوم ہونا بعد میں اصل چور کے اقبالِ جرم سے ظاہر ہو گیا کہ اس نے یہ دیکھ کر کہ اس کا تعاقب سرگرمی سے کیا جا رہا ہے۔ اس بدقسمت شخص سے درخواست کی تھی کہ اس کے گھوڑے پر تھوڑی دیر جب تک کہ وہ رفع حاجت کر لے سوار رہے۔ اور اس طرح پر وہ خود بچ گیا تھا۔[2] اس قسم کا جعل صرف مجرموں ہی تک محدود نہیں۔ بعض وقت

---

[1] دیکھیے دفعہ ۱۰۰۔ نیچے دفعہ ۲۱۱ تا ۲۱۵۔

[2] پلیس آف دی کراؤن ارہیل جلد ۲ صفحہ ۲۰۹۔ ۱۸۳۰ء میں ایک ایسا ہی مقدمہ سرے (Surrey) میں واقع ہوا لیکن نوبت سولی تک نہیں پہنچی ملک بنام گل۔ قرائنی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم صفحہ ۴۹ نیز دیکھئے مقدمہ جان جنکس نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ مقدمہ (۱) اور مقدمہ ڈومولان (Du Moulin)

ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی معصوم شخص گو بے خطا ہوتا ہے۔ لیکن حالات کو اپنے خلاف پاکر۔ اور شہادت کو ناجائز طور پر دبا دینے کے اقدام میں پکڑے جانے کے خطرے کو مناسب وقعت نہ دے کر مادی شہادت کو اس طرح ضایع کر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ شبہ اس پر نہ ہو یا کسی دوسرے پر ہو جائے۔ اس کی ایک نہایت ہی موزوں مثال الف لیلیٰ میں ملتی ہے جس میں ایک شخص کی نعش کو جو اتفاق سے ایک ہمسائے کے گھر میں مرا تھا۔ اس کے ہمسائے نے ــــــ اس خوف کی وجہ سے کہ اس پر قتل کا شبہ ہوگا اگر نعش اس کے گھر میں پائی جائے گی ــــــ دوسرے ہمسائے کے صہ ۱۹۲
گھر پہنچا دی۔ اور وہ بھی اس کو اپنے گھر میں پاکر اسی خوف سے اس کو ایک تیسرے ہمسائے کے گھر میں پہنچا دیا۔ اس نے نعش کو ایک چوتھے ہمسائے کے گھر رکھ دیا۔ اور یہاں وہ عہدے داران عدالت کے ہاتھ لگی۔

دفعہ ۲۰۶: (ب) یہ ہو سکتا ہے کہ مادی شہادت کو جعلی اس کمینہ تر مقصد کی وجہ سے بنایا گیا ہو کہ کسی معصوم شخص پر مصیبت ڈھائی جائے۔ اس کی نہایت ہی بدیہی مثال وہ صورت ہے (اور جو اس سے زیادہ کثیر الوقوع ہے جتنی کہ سمجھی جاتی ہے) جس میں مال مسروقہ کو چھپا کر کسی معصوم شخص کے گھر حجرے یا صندوق میں رکھ دیا جاتا ہے تاکہ اس پر سرقے کا شبہ ہو۔ اور اسی طرح قتل کا شبہ خونیں ہتھیار کے چھپانے سے پیدا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: روزنامچہ اڈنبرا۔ از جیمبر مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۳۷ء۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۶ ۔ جس قصے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مشہور کوزہ پشت کا قصہ ہے

[2] سٹراسپٹ ناٹ کی رپورٹس عدالت فوجداری مدراس۔ مدراس ۱۸۵۱ء کے دیباچے کے صفحہ ۵۲ پر ذیل کا فقرہ ملے گا: "اس ملک کے انصاف تعزیری کی تاریخ میں مادی شہادت کے اس قسم کے جعل کی مثالیں کم نہیں ہیں۔ اور یہ ایک مشہور بات ہے کہ پولس کے دیسی عہدے دار ملزموں کے گھر میں

کیا جا سکتا ہے۔ لی برون[1] (Le Brun) کے مقدمے میں ملزم پر ایک معزز خاتون کو جس کا وہ ملازم تھا قتل کرڈالنے کا الزام تھا۔ انصاف کے عہدے داروں پر اس کے وکلا کی جانب سے الزام تھا کہ انھوں نے ایک معمولی کنجی کو جو اس کے قبضے میں پائی گئی تھی۔ ایک بڑی کنجی سے بدل دیا تاکہ سماعت مقدمے کے وقت ظاہر ہو کہ اسے ارتکاب قتل کا موقعہ حاصل تھا۔ حالانکہ ایسی کوئی کنجی اس کے پاس نہیں تھی۔ مسٹر اربٹ ناٹ (Mr. Arbuthnot) اپنی کتاب "رپورٹس عدالت فوجداری مدراس"[2] کے دیباچے[3] میں کہتے ہیں کہ "ایک دوسری عجیب مثال اس رپورٹ میں ملتی ہے جو کولمبو (سیلون) کے ویلیکڈ جیل (Wellicade Jail) کے متعلق حال میں شایع ہوئی ہے۔ ایک شخص مسمی سلپا چٹی نے جو نٹا کوٹی ذات والا تھا۔ اور جس کے متعلق مشہور تھا کہ بہت دولت مند ہے۔ اور بڑی تجارت کرتا ہے۔ اپنے ہمسائے پر ایک ملا بار کے تلی کے قتل کا الزام لگایا کہ اس نے اس کو جلا کر اور اس کے ساتھ اور طرح برا برتاؤ کرکے قتل کرڈالا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ شخص قدرتی موت مرا تھا۔ اور جالان کنندہ نے ایک قرابت دار اور نوکر کو لے کر نعش کو کئی جگہ جلانے کے بعد ملزم کے احاطہ میں رکھدیا تھا۔ اور پولس کو اطلاع دے کر اس معصوم شخص پر قتل کا الزام لگایا تھا۔ جرم صاف ظاہر تھا۔ اور ملزم پر قتل کا مقدمہ چلایا جاتا۔ اگر ڈاکٹر تحقیقات توجہ موت میں جلے ہوئے حصوں کی غیر معمولی وضع سے ص۱۹۳

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: مال مسروقہ رکھدیتے ہیں تاکہ الزام سرقہ پر سزا دلانے میں آسانی ہو۔ نیز پولس کا ملزم کے بتلائے ہوئے مکانات سے مال کو مسروقہ بتلاکر برآمد کرنا حالانکہ وہ دراصل ملزموں کا مال ہوتا ہے۔ اور بھی زیادہ پایا جاتا ہے۔

[1] نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ مقدمہ ۱۰۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۶۰۔

[3] صفحات ۵۱ و ۵۲۔

فتنہ نہ ہو جاتے۔ اور آخرکار دریافت نہیں کر لیتے کہ تمام زخم موت کے بعد لگائے گئے تھے"۔ وہ متعدد مقدمات جن میں لوگوں نے اپنے پر زخم لگا لیے[1] بسا اوقات سخت قسم کے ـــــ بعض صورتوں میں ان لوگوں پر الزام لگانے کے قابل ہونے جن سے ان کو نفرت[2] تھی۔ اور بعض صورتوں میں محض جنون کی وجہ سے[3]۔ ـــــ عدالتوں کے لیے خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں۔ کیونکہ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جعلی مادّی شہادت کے متعلق بہت ہوشیار اور باخبر رہنا ضروری ہے۔ اس قسم کے جعل کا حسب ذیل اطلاق ان ممالک میں کیا جا سکتا ہے جہاں شہادت کے صحیح اصول یا تو اچھی طرح سمجھے نہیں گئے ہیں۔ یا ان کی پابندی نہیں کی جاتی ہے۔ ہمارا اشارا اس حیلے کی طرف ہے۔ جس میں اس شخص کو جسے نقصان پہنچانا مقصود ہو خطوط بھیجے جاتے ہیں جن میں یا تو کسی جرم کے طریق ارتکاب سے بحث کی جاتی ہے یا ایک فرضی جرم کی طرف جس کا ارتکاب ہو چکا ہے۔ اشارا کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس شخص کو ایسے حالات میں گرفتار کرایا جاتا ہے کہ یہ خطوط اس کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ مثلاً "میرے پیارے دوست فلاں موقع پر (اس کا نام لیا جاتا ہے) تم اپنی مہم میں ناکام رہے۔ اور اس مہم کی تفصیل سرقہ

---

[1] طبی علم اصول قانون مصنفہ ٹیلر صفحہ ۴۴۵ ۔ ۲ ۔ اور بعد۔ طبع سوم۔ طبی علم اصول قانون مصنفہ بک صفحہ ۴۳۲ و بعد طبع ہفتم۔

[2] ٹیلر بمقام مذکورہ۔ اخبار ٹائمز مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۲۷ء میں ریڈنگ (Reading) کی ایک لڑکی کا مقدمہ ملے گا۔ جس نے ایک شخص کے اس کے ساتھ رہنا چھوڑنے پر سخت غصہ ہو کر اپنا حلق بری طرح کاٹ لیا۔ اور پھر اس پر اقدام قتل کا الزام لگایا۔

[3] دیکھئے مثلاً مقدمہ بروکس (Brooks) جس کا اپنے اعضا کی قطع و برید کرنا۔ اور دو معصوم اشخاص کے خلاف جھوٹا الزام لگانا اسٹافورڈ سے سنہ ۱۸۸۰ء میں ان دو اشخاص کو دس سال کے لیے حبس دوام میں بھجوا دیا۔ اس کو تفصیل سے نیچے دفعہ (۵۰۰) میں بیان کیا گیا ہے۔

سرقہ بالجبر، قتل، بغاوت وغیرہ کے حالات سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ "فلاں دن ایسا ایسا کرو۔ اور تم کو کامیابی ہوگی"[1]۔ اس طرح پر اگر مجرم بنانے والی شہادت کا قبضہ جرم ہے تو یہ ہر شخص کے اختیار میں ہے کہ جرم کی قرائنی شہادت کسی بھی شکل میں کسی دوسرے شخص کے خلاف مہیا کر دے[2]۔

دفعہ ۲۰۷: بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ مادی شہادت اس دوگونہ مقصد سے جعلی بنائی جاتی ہے کہ اپنے کو بچا لیا جائے۔ اور کسی دوسرے شخص پر جس سے نفرت ہے شبہہ پیدا کر دیا جائے[3]۔ اور آخر میں ملحوظ رکھئے کہ اس قسم کا جعل جبر سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور فریب سے بھی۔ مثلاً تین اشخاص ایک معصوم شخص کے خلاف سازش کر سکتے ہیں۔ ایک شخص اس کے ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔ دوسرا اس کے جیب میں کوئی مال مسروقہ رکھ دیتا ہے۔ اور تیسرا گویا اتفاق سے اس جھگڑے کے وقت ادھر سے گزرتا ہے۔ اور اس شخص کو چوری کے الزام میں عدالت انصاف کے حوالے کر دیتا ہے[4]۔

دفعہ ۲۰۸: (الف) بعض وقت مادی شہادت محض فریب دینے کے لیے جعلی بنائی جاتی ہے۔ مثلاً ملکہ بنام ویرونس[5] (Reg v. Vreones) کے

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۴۴ - جلد ۳

[2] ایضاً۔

[3] دیکھئے "پانچ مشہور مقدمات" صفحہ ۲۴۴۔ اڈیٹر رچرڈ۔ مطبوعہ اسٹرڈم ۱۸۲۳ء میں معتمد مدیر فلیش پارین۔

[4] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۹۔

[5] ملکہ بنام ویرونس ۱۸۹۱ء۔ اکوئینس بنچ صفحہ ۳۶۰۔ اس میں اناج کی صفت یا کیفیت کے متعلق نزاع تھی۔ اور اس کے صحیح نمونوں کو تھیلوں میں ڈال کر مہر کر دی گئی تھی۔ مدعی علیہ نے ان تھیلوں کو

مقدمے میں جو ایک نہایت ہی سخت مقدمہ ہے۔ کیونکہ اس میں جعلی شہادت ص۱۹۴
کی محض تیاری کو قانون عمومی کی رو سے جرم خفیف قرار دیا گیا ہے۔ اس میں "ثالثی کے نمونہ" اناج کو بدل دیا گیا تھا۔ لیکن ثالثوں نے اس اناج کو فی الواقع استعمال ہی نہیں کیا۔ اور فریب نہیں کھایا تھا۔

دفعہ ۲۰۸: (ج) مادی شہادت کا جعلی بنانا کھیل یا کسی اخلاقی مقصد کے حصول کے خیال سے۔ اس کی مثال یوسف علیہ السلام کے اس قصے سے دی جا سکتی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنے خطا کار بھائیوں کے دل میں اپنے ساتھ لڑکپن میں ان کی حرکت کے متعلق خوف و تاسف پیدا کرنے کے لیے ان کے ایک تھیلے میں چاندی کا ایک پیالہ چھپا کر رکھوا دیا۔ اور جب وہ تھوڑی دور سفر کر چکے تو بطور چوروں کے ان کو پکڑوا بلوایا[1]۔

دفعہ ۲۰۹: (د) مادی شہادت سے متعلق آخری مقصف مفروضے کا ذکر باقی ہے۔ یعنی جو فعل بظاہر مجرمانہ نظر آتا ہے اس کو ملزم کسی جائز بلکہ قابل تعریف ارادے سے کرتا ہے۔ اس کی بہترین مثال سرقے کے ان مقدمات سے ملتی ہے۔ جن میں مال مسروقہ ایک ایسے شخص کے قبضے میں ملتا ہے جو یہ جان کر یا اس شبہے سے کہ یہ مال مسروقہ ہے۔ اس کو اپنے قبضے میں اس خیال سے لیتا ہے کہ اصل مالک کو تلاش کر کے واپس کر دے گا۔ یا چور کو انصاف کے حوالے کرے گا۔ لیکن اس کے اس خیال کے پورے ہونے سے پہلے مال مسروقہ کے اس کے قبضے میں پائے جانے یا اس کے خلاف مخبری ہونے کی وجہ سے خود اس پر شبہہ ہونے لگتا ہے[2]۔ نیز ان مقدمات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کمول کران میں زیادہ اچھا اناج بھر دیا تھا۔

[1] پیدائش ۴۴-۱-۲ و بعد۔ عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۱، ۵۲۔

[2] مصنف کو ذیل کے دورے کے مقدمے کا کچھ خیال سا ہے کہ ایک گھڑی والا ایک شراب خانے میں

میں جن میں قتل کا شبہہ ہوتا ہے۔ ملزم یا مشتبہہ شخص کے جسم یا لباس پر خون کے دھبے بہت سے وجوہات سے پڑ سکتے ہیں[1]۔ مثلاً کسی جانور کے ذبح کرنے یا نکسیر پھوٹنے یا کسی عمل جراحی[2] سے وغیرہ۔

دفعہ ۱۲: مادی شہادت گو عام طور پر صحیح معنی میں جرم کی شہادت ہوتی ہے۔ لیکن کیفیت جرم کے متعلق مغالطہ آمیز ہو سکتی ہے۔ مثلاً مال مسروقے کا جدید قبضہ۔ سرقے کی۔ نہ کہ ملزم کے مال مسروقے کو مسروقہ جان کر لینے کی قیاسی شہادت سمجھا جاتا ہے[3]۔ اور اس میں شبہہ نہیں ہو سکتا کہ بہت سے اشخاص کو اول الذکر جرم کی سزا دی گئی ہے۔ حالانکہ ان کا جرم موخر الذکر قسم کا تھا۔ اور برخلاف اس کے بسا اوقات انصاف کو اس کے برعکس طریقے پر بھی ناکامی ہوئی ہے۔ یعنی اس شخص کو جو مال مسروقے کو مسروقہ جان کر لیا ہو سرقے کے الزام میں چالان کیا گیا ہے[4]۔ ہمارے قانون تعزیرات کی ۱۹۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: پی کر مدہوش ہوگیا۔ اور ایک شخص جو وہاں موجود تھا اس گھڑی کو لے لیا تاکہ اس کے نشہ کے اتر جانے کے بعد وہ گھڑی اس کے حوالے کر دے۔ اس کے اس نیک ارادے کا صلہ یہ ملا کہ سرقے کا الزام اس پر لگایا گیا۔

[1] گرائینلیس کتاب ۵ باب ۱۲۔

[2] ایضاً کتاب ۵۔ باب ۹۔

[3] ولیم شا کے مقدمے میں جو بمقام اڈنبرا ۱۷۲۱ء میں اپنی لڑکی کے مس نے کر در اصل خودکشی کی تھی ترمی قتل کی بنا پر پھانسی پر چڑھایا گیا۔ ایک واقعہ جو اس کے بہت خلاف تھا یہ تھا کہ اس کا قمیص خونی تھا۔ لیکن یہ اس وجہ سے تھا کہ مقتولہ نے فصد کھلوایا تھا اور ہاتھ سے زخمی ہوگیا تھا۔ اور پٹی کھل گئی تھی۔ نظریہ ثبوت قیاسی ضمیمہ۔ مقدمہ ۵۔

[4] ملک بنام ڈنسلی (Densley). ۶ کیرل اینڈ پین ۳۹۹ - ملک بنام آڈی - ۲ ڈینی سن کراون کیسیس ۲۷۲ - از اللہ آباد ہائی کورٹ - دیکھئے ملک بنام لانگ میڈ - لیہ و کیف (L. & C.) (Leigh & Cave Crown Cases.) ۴۲۷ - ۴۲۹

[5] ملک بنام کو ٹیریم جورسٹ ۳۰۲۔

اس خامی کی قانون ضابطۂ فوجداری سنہ ۱۸۴۸ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۶ دفعہ ۳۔ اور قانون سرقہ سنہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۶ دفعہ ۹۲ کی روسے اصلاح کی گئی۔ اور اجازت دی گئی کہ چالان میں سرقے کے فقرات کے ساتھ مال مسروقہ جان کر لینے کے فقرات بڑھائے جا سکتے ہیں[1]۔ اسی طرح جب کوئی شخص مقتول پایا جائے۔ اور اس کا سامان بھی لوٹ لیا گیا ہو تو اس سامان کے کچھ حصے کے قبضے سے کسی شخص کے خلاف قتل کا شبہہ پیدا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ اس کا اصل جرم صرف سرقہ بالجبر ہو[2]۔

دفعہ ۲۱۱: مادی شہادت کی ایک نوع ایسی ہے جو خاص توجہ کی محتاج ہے۔ یعنی سرقے کا قیاس جو ملزم کے کل یا جزو مال مسروقہ کے قبضے سے پیدا ہوتا ہے۔ سرقے کی یہ قیاسی شہادت نہ صرف دوسرے حالات کی شہادت کے ساتھ بلکہ بنفسہٖ بھی اتنی قوی تصور کی جاتی ہے کہ بہت سی صورتوں میں اس کی وجہ سے ملزم پر اس امر کا بار ثبوت عاید ہو جاتا ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ مال مسروقہ اس کے قبضے میں جائز طور پر آیا تھا۔ اور اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکے تو جوری اس کو سارق قرار دے سکتی ہے۔ یہ قیاس نہ صرف ان تمام مضعف مفروضات کے تحت ہوتا ہے جو عام طور پر مادی شہادت پر موثر ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کی ضرورت مسلسل پیش آنے اور اس پر اندھا دھند عمل کرنے میں

---

[1] دیکھئے قانون ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعہ ۱۲۔ اور قانون چالانات سنہ ۱۹۱۵ء ۵ و ۶ جارج پنجم باب ۵۰ دفعہ ۴۔ جس کی روسے ایک سے زیادہ جرم سنگین یا جرم خفیف یا دونوں جرم سنگین و سنگین ایک ہی چالان میں ساتھ ساتھ لگائے جا سکتے ہیں۔ قانون سرقہ سنہ ۱۸۶۱ء کا دفعہ ۹۲ (جس کا متن میں ذکر کیا گیا ہے) قانون سرقہ سنہ ۱۹۱۶ء کی روسے منسوخ کیا گیا دیکھئے نیچے دفعہ ۲۵۵۔

[2] دیکھئے ملک بنام ڈاوننگ قرائنی شہادت مصنفہ ولس طبع ششم ۲۸۹۔ ۲۹۱۔

علانیہ خطرہ ہونے کی وجہ سے ججوں کی توجہ اس طرف منعطف ہوگئی ہے
اور انھوں نے اس کے عمل پر چند عملی قیود لگانے کی کوشش کی ہے۔
خصوصاً جب ملزم کے خلاف صرف وہی ایک شہادت ہوتی ہے۔
اور اس خصوص میں سب سے پہلے یہ صاف طور پر طے شدہ امر ہے کہ
ملزم پر جوابدہی کا بارڈ النے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مال مسروقہ پر
اس کا قبضہ جدید ہو[1]۔ گو کس قبضے کو جدید سمجھا جائے گا۔ اس کا تصفیہ
نوعیتِ اشیائے مسروقہ کے لحاظ سے کیا جائے گا۔ یعنی یہ دیکھا جائے گا کہ صـــ۱۹۶
کیا وہ اس نوعیت کے ہیں کہ جلد جلد دست بدست منتقل ہوتے ہیں۔ یا
ایسے ہیں کہ ملزم جائز طور پر اپنے موقف زندگی یا پیشے کے لحاظ سے
ان کا قبضہ پا سکتا تھا[2]۔ مثلاً ایک غریب آدمی سے چاندی کے برتن۔
جواہرات یا نادر کتابوں کے قبضے کے متعلق نسبتاً زیادہ مدت کے بعد
بھی توجیہ طلب کی جائے گی۔ لیکن اگر اشیائے مسروقہ اس کے حسب حیثیت
یا اغذیہ۔ یا آلات ہوں۔ تو سرقے کی اتنی ہی مدت بعد اس سے
توجیہ طلب نہیں کی جاسکے گی۔ اس مضمون پر پہلے مقدمے میں جس کی رپورٹ
کی گئی ہے۔ بیلی جسٹس (Bayley, J.) نے بری کر دینے کی ہدایت کی۔
کیونکہ ملزم کے خلاف صرف یہی شہادت تھی کہ مال مسروقہ (جس کی
نوعیت رپورٹ میں بیان نہیں کی گئی ہے) اس کے قبضے میں سرقے کے
سولہ مہینوں کے بعد پایا گیا تھا۔ لیکن جب سٹر بکرے ۱۸ر جون کو ایک
چراگاہ میں چھوڑے گئے۔ لیکن نومبر تک ان کا گم ہوتا معلوم نہ ہوا۔ اور

---

[1] شہادت مصنفہ اسٹارکی۔ جلد ۲ طبع سوم ۔ ۵ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۶۵۷۔ ملک بنام کاکن ۔ "کراون کیسس" از لیون (Lewin, C. C. ie, Crown Cases.) ۲۲۹ اور وہ مقدمات جو بعد کے نوٹس میں دئے گئے ہیں۔

[2] ملک بنام پارٹریج۔ ۷ کیرا ئنگٹن و پین ۵۵۱۔ ملک بنام کاکن "کراون کیسس" از لیون ۲۲۵ ۔ نوٹ جلد ۲۔

[3] بے نام ۔ ۲ کیرا ئنگٹن و پین ۴۵۹۔

ں میں سے چار اکتوبر میں ملزم کے قبضے میں تھے۔ اور مزید ۱۹ ر ۲۳ ر نومبر کو۔
ی جج نے ان دونوں کے قبضے کی شہادت پیش کرنے کی اجازت دی
۔ ایک بعد کے مقدمے ملک بنام اڈمس (R. V. Adams) میں ملزم کا
ان ایک کلہاڑی۔ آرے۔ اور رندے وغیرہ کے سرقے کے الزام میں
لیا تھا۔ اور شہادت صرف یہی تھی کہ وہ ان کے قبضے میں گم ہونے کے
ں مہینوں کے بعد پائے گئے تھے۔ پارک جج (Parke. B.) نے بری
ینے کی ہدایت کی۔ اور ملک بنام کرٹن ڈن (R. V. Cruttenden) کے
، وہ جدید مقدمے میں ایک بیلچہ چوری جانے کے چھ سات مہینوں بعد
م کے مکان میں جب وہ گھر میں نہیں تھا۔ پایا گیا تھا۔ گرنی جج
(Gurney, نے قرار دیا کہ صرف اسی شہادت پر ملزم سے جوابدہی
ں کروائی جائے گی لیکن ملک بنام پارٹرج (R. V. Partridge) کے
ے میں ملزم پر الزام اونی کپڑوں کے دو تھان (تقریباً بیس بیس گز کے)
چرانے کا تھا۔ اور جو اس کے قبضے میں سرقے کے دو مہینوں کے بعد
ئے گئے تھے۔ بہت مدت گزر جانے کا اعتراض کیا گیا۔ لیکن پاٹیسن
(Patteson, J.) نے اس کو نامنظور کر دیا۔ اور ملزم کو سزا سنا دی گئی۔
ـد میں ملک بنام ہیولٹ (R. V. Hewlett) کے مقدمے میں ملزم پر
زام تین چادروں کے چرانے کا تھا۔ اور اس کے خلاف شہادت صرف
تھی کہ وہ اس کے بچھونے پر سرقے سے تین مہینے بعد پائے گئے۔ اس کے
ں نے اعتراض کیا کہ ملک بنام آڈمس کی نظیر کے لحاظ سے ملزم سے

ملک بنام ڈیو ہرسٹ۔ شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۶۱۴۔ نوٹ۔ ٥ طبع سوم۔
یا رنگٹن ومین صفحہ ۶۰۰۔ جلد ۳۔
۱ جورسٹ ۲۷۔ اور نسخۂ اجلاس خصوصی عدالت میعادی (کنٹ) ۱۸۴۲ء۔
کیا رنگٹن ومین ۵۱ ٥۔ جلد ۷۔
سالپ اجلاس موسم بہار (Salop Spring Ass.) ۱۸۴۳ء۔

جواب دہی بھی طلب نہیں کی جانی چاہیے۔ لیکن وٹمان جسٹس نے کہا کہ کوئی مستقل اصول اس عرصے کے متعلق جس کے اندر ملزم سے مال مسروقہ کے قبضے کی توجیہ طلب کی جائے گی قرار دینا ناممکن ہے۔ اور گو اس مقدمے میں شہادت بہت کم ہے۔ لیکن جوری کو اس کا تصفیہ کرنا چاہیئے کہ اس کی کیا وقعت ہے۔ ملزم کو بری کر دیا گیا۔ ملکہ بنام کوپر[1] (R. V. Cooper) کے مقدمے میں ایک گھوڑی جو ۱۰ دسمبر کو کھو گئی تھی۔ اگلے سال کے بیس جون اور بائیس جولائی کو پائی گئی۔ اس کے خلاف کوئی اور شہادت نہیں تھی۔ مال جسٹس نے قرار دیا کہ قبضہ اتنا جدید نہیں ہے کہ ملزم کی جواب دہی ضروری ہو۔ اس بحث میں یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جرم کا احتمال زیادہ ہو جاتا ہے۔ اگر اشیائے مسروقہ کی تعداد۔ اور ان اشیاء کی تعداد میں جو ملزم کے قبضے سے برآمد ہوتی ہیں۔ تعلق زیادہ ہوتا ہے ـــ بہت سے اشیاء مسروقہ میں سے ایک کا قبضہ بہ نسبت سب کے قبضے کے آسانی سے اتفاق یا جعل پر محمول کیا جا سکتا ہے[2]۔ صفحہ ۱۹۱

دفعہ ۲۱۲: لیکن اس قیاس کے پیدا ہونے کے لیے مال مسروقہ کا قبضہ نہ صرف جدید ہی ہونا چاہیئے بلکہ بلا شرکت غیرے بھی۔ مثلاً اگر مال مسروقہ خود ملزم کے جسم یا اس کے مقفل مکان یا حجرہ یا ایسے صندوق میں سے جس کی کنجی اس کے پاس ہو برآمد ہو تو اس سے جواب طلب کرنے کی انصافاً وجہ ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ اشیا کسی ایسے مکان یا حجرے سے برآمد ہوں جہاں وہ دوسروں کے ساتھ رہتا ہو۔ اور جو سب مساوی طور پر چوری کرنے کے قابل ہوں۔ یا اگر وہ کسی ایسے صندوق

---

[1] ۲ کیرنگٹن و کیروان۔ ۳۱۸۔

[2] "جرائم" از رسل جلد ۲ صفحہ ۲۷۰۔ طبع پنجم۔ ملکہ بنام براون۔ نسو۱ اجلاس گریکنٹ سنہ ۱۸۵۱ء۔ از ارل جسٹس۔

میں ملیں جس تک دوسروں کی بھی رسائی ہو تو اس سے جرم کا کوئی مستقل قیاس پیدا نہیں ہوتا ہے[1]۔ لیکن اس کا ایک استثنیٰ بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی جب ملزم اس مکان کا قابض ہو جس میں مال مسروقہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ بحث کی جاتی ہے کہ یہ قیاس کر لینا چاہئے کہ اس کی مکان پر ایسی نگرانی تھی کہ کوئی شے بغیر اس کی اجازت کے مکان میں لائی یا باہر لے جائی نہیں جا سکتی تھی۔ دیوانی ذمے داری کی اساس بطور حجت صحیح ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ نتیجہ نکالنا کہ مالک مکان جرم سنگین کا مرتکب اس دوگونہ قیاس کی وجہ سے ہے کہ (۱) مال مسروقہ جو اس کے مکان سے برآمد ہوا اس کا رکھا ہوا تھا۔ یا اس کے اعراض کی وجہ سے وہاں لایا گیا تھا۔ نیز (۲) یہ بھی فرض کرتے ہوئے کہ ایسا ہوا تھا۔ باوجود کسی تائیدی شہادت کے نہ ہونے کے یہ بھی قیاس کرنا کہ چور بھی وہی تھا۔ یقیناً مصنوعی یقین پر عمل کرنے سے زیادہ نہ ہوگا[2]۔

صـ ۱۹۸ **دفعہ ۲۱۳**: دراصل اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ عملدرآمد میں اس قیاس کے حدود جائز سے بعض وقت تجاوز کیا گیا ہے۔ بنتھم کہتے ہیں کہ "قبضے سے زیادہ یقین دلانے والا کوئی اور امر نہیں ہوتا ہے۔ اگر اس کی تائید مجرم کرنے والے دوسرے حالات سے ہوتی ہے۔ اور اس سے زیادہ کوئی امر غیر قطعی نہیں ہوتا ہے اگر صرف قبضہ ہی ہوتا ہے ظروف ایک کے اندر ایک ہو سکتے ہیں۔ مثلاً چور صندوقوں کی شکل میں۔

[1] شہادت مصنفہ اسٹارکی۔ جلد ۲۔ صفحہ ۶۱۴۔ طبع سوم۔ نوٹ (جی)
[2] یہ ایک سخت ناانصافی ہوگی کہ اس شخص کو مجرم سمجھیں جس کے مکان میں کوئی مال دیکھا یا پایا جائے۔ روما تک میں یہ جنایت کے دیوانی تاوان کی وجہ سمجھی جاتی تھی۔ جرم کا قیاس ایسے حالات کی بنا پر کرنا جو اتفاقی ہو سکتے ہیں ایک بہت بڑا قدم اٹھانا ہے۔ جو قانون فوجداری کی طفولیت ہی میں اٹھایا جا سکتا ہے۔" کتاب شہادت مصنفہ بائنے دفعہ ۲۷۵۔ نیز دیکھئے قانون تعزیرات

یا جواہر ڈبیہ میں ہو سکتا ہے۔ ڈبیہ صندوقچہ میں۔ صندوقچہ خانہ میں۔ خانہ میز میں۔ میز حجرے میں۔ حجرہ مکان میں۔ مکان کسی کھیت میں۔ اس طرح پر جواہر۔ کا واقعی قبضہ ایک ہی وقت میں چھ مختلف اشخاص کو حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس سے پیشتر کے قبضے کے متعلق تو یکے بعد دیگرے ممکنہ قابضین کی تعداد غیر محدود ہو سکتی ہے[1]۔ واقعۂ قبضے کا حقیقی فایدہ یہ ہے۔ اور اپنی اسی نوعیت کے لحاظ سے وہ قابل غور ہے کہ وہ دوسرے مجرم بنانے والے قراین کے ساتھ ایک قرینہ ہوتا ہے گو وہ بار بار ہو کر قدیم مشترک ہو کہ بلا شرکت غیرے۔ لیکن گو شہادت کسی قسم کی ہو۔ جوری کو ملزم کے مجرم ہونے کا اخلاقی یقین ہونا چاہئے اور ملزم کو کسی مصنوعی قیاس یا حجت کی بنا پر چاہے وہ نظری طور پر کتنی ہی مکمل و منصفانہ ہو سزا نہیں سنانی چاہئے۔

دفعہ ۲۱۴: جب ملزم کے خلاف مقدمہ اتنا قوی نظر آئے کہ اس سے جواب طلب کیا جا سکے۔ تو مال مسروقہ کے اس کے قبضے میں آنے کی جو توجیہ وہ کرے۔ چاہے اس کی تائید شہادت سے ہوتی ہو یا نہیں۔ جوری ہی کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ بہت سے مقدمات میں ایسے اقوال عدالتی پائے جاتے ہیں۔ جن کی رو سے صداقتِ توجیہ کو ثابت کرنے کا بارِ ثبوت ملزم پر ہوتا ہے۔ لیکن مقدمۂ ملک بنام شاما[2] (R. V. Schama) میں۔ جج۔ اب اس امر پر ہدایتی مقدمہ ہے قرار دیا گیا کہ ملزم کو یہ ثابت کرنا نہیں ہوتا ہے کہ مال اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: اسکاٹ لینڈ از ہیوم جلد ا صفحہ ۱۱۱۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۳۹ و ۴۰۔

[2] ۲۴ لا جرنل کنگس بنچ ۲۹۶-۱۱۲- لا ٹائمز ۸۰۴ - ۱۱ رپورٹ مقدمات مرافعہ ۴۵ دیکھئے شہادت مصنفہ فپسن طبع ششم صفحہ ۲۵ و ۱۳۵۔

قبضے میں جائز طور پر آیا۔ بلکہ چالان کو اس کے برعکس ثابت کرنا ہوتا ہے اور جب ملزم کوئی ایسا توجیہی بیان دیتا ہے جس کو ارکان جوری سچ سمجھ سکتے ہیں ـــــ گو ان کو اس کے سچ ہونے کا یقین نہ ہو۔ تو ان کو چاہیئے کہ ملزم کو بری کر دیں۔ کیونکہ اصلی بارِ ثبوت (یعنی جرم کو اس حد تک ثابت کرنے کا بارِ ثبوت کہ اس کے بعد کوئی معقول شبہہ نہ رہے) مقدمے کے کل دوران میں چالان پر رہتا ہے۔ اور اس صورت میں وہ پورا نہیں ہوگا۔

حصۂ سوم ۱۹۹

دستاویزات

باب اول

دستاویزی شہادت عام طور پر

دفعہ ۲۱۵: شہادت کے باقی "آلات" دستاویزات ہیں۔ اور اس لفظ کے مفہوم میں صحیح طور پر تمام وہ مادی اشیا آتے ہیں۔ جن پر انسانوں کے خیالات تحریر یا کسی اور قسم کے رسمی نشان یا علامت سے ظاہر کئے جاتے ہیں[1]۔ مثلاً لکڑی کے تختیاں جس پر نان بائی یا گولی وغیرہ لکیروں کے ذریعے سے روٹیوں کی تعداد یا دودھ کی مقدار جو گاہکوں کو مہیا کی گئی ہو ظاہر کرتے ہیں۔ یا ایکسچیکر (خزانہ) کی قدیم دندانہ دار لکڑیاں[2] وغیرہ —— بھی اسی طرح دستاویزات ہیں جس طرح نہایت ہی اعلیٰ درجے کے بیع نامے صفحہ ۲۰۰

[1] ملک بنام ڈے سنہ ۱۹۰۲ء ۲ کنگس بنچ ۲۲۲ - ڈارلنگ جسٹس (Darling, J.) نے دستاویز کی تعریف اس طرح کی ہے کہ "کوئی تحریر یا چھاپہ جو شہادت ہو سکتا ہو۔ چاہے وہ کسی بھی شے پر منقوش ہو۔"

[2] یہ دندانے دار لکڑیاں سرکاری قرضوں کی ادائی بطور رسید اور بعض دوسرے اغراض کے لیے استعمال کئے جاتے تھے۔ دو فیٹ لامبی لکڑی کو ایک خاص کھردری شکل میں کاٹا جاتا تھا۔ اور اس پر چھوٹے بڑے مختلف لکیریں مختلف سکوں کو ظاہر کرنے کی جاتی تھیں سب سے بڑی لکیر ہزار ہا پونڈس (£) کو ظاہر کرتی تھی۔ جن سے سو۔ دس۔ اور ایک پونڈ کا مفہوم ادا ہوتا تھا۔ اور ان کے بعد اور بھی چھوٹی لکیریں شلنگ اور پنس کو ظاہر کرنے ہوتی تھیں۔ اس لکڑی کو بعد میں بیچ میں سے اس طرح کاٹا جاتا تھا کہ لکیریں بیچ میں سے کٹتی تھیں۔ ایک ٹکڑے کو محاسب وغیرہ کو دیا جاتا تھا۔ اور اس کو دندانہ دار لکڑی کہتے تھے اور دوسرے کو جیمبرلین رکھ لیتا تھا اور اس کو "سٹنی" کہتے تھے دندانے دار لکڑی کے کھردرے ہونے۔ و نیز لکڑی کے قدرتی ریشوں کی وجہ سے جعلی بنانا سخت مشکل ہوتا تھا۔ قانون ۲۳ جارج سوم باب ۸۲۔ اور ۴ و ۵ ولیم چہارم باب ۱۵۔ کی رو سے دندانے دار لکڑیاں

یا رہن نامے وغیرہ ۔ بلا شبہ بعض صورتوں میں دستاویزی و مادی شہادت میں فرق بہت کم ہوتا ہے ۔ مثلاً نقوش پا وغیرہ کے چونے سے بنے ہوئے نمونہ جات یا دلتی تصاویر کی صورت میں جو صاف طور پر مادی شہادت ہوتے ہیں ۔ لیکن زیر بحث دستاویزی شہادت سے وہ اس طرح پر فرق کئے جا سکتے ہیں کہ ان سے امور شہادتی کی واقعی نہ کہ علاماتی نمایندگی ہوتی ہے ۔

دفعہ ۲۱۶: دستاویزات چونکہ غیر ذی روح اشیا ہوتے ہیں۔ اس لیے ان سے عدالت انسانی گواہی کے ذریعے سے واقف ہوتی ہے ۔ اسی وجہ سے بعض قدیم اساتذہ ان کو "مردہ شہادت" کہتے ہیں ۔ بمقابل گواہوں کے جن کو "زندہ شہادت" کہا جاتا ہے[۱]۔ جب مطلوبہ دستاویزات فریق مخالف کے قبضے میں ہوں۔ تو ان کے پیش کرنے کی اطلاع پیشی سے کافی پہلے اس کو دینی چاہئیے ۔ اور اگر وہ ان کو پیش نہ کرے تو ان کے مضامین کی نقول یا جیسا کہ اس کو اصطلاحی طور پر کہتے ہیں "منقولی" شہادت دی جا سکتی ہے ۔ اور جب دستاویزات شخص ثالث کے قبضے میں ہوں ۔ تو اس کو طلب نامۂ حاضری و پیشی دستاویزات بھیجا جاتا ہے ۔ یعنی مقدمے میں بطور گواہ حاضر ہونے اور دستاویزات اپنے ساتھ لانے کے سمن بھیجے جاتے ہیں۔ شخص ثالث جس کو ایسا سمن ملے تعمیل پر مجبور ہوتا ہے ۔ یعنی پیشی پر حاضر ہونے اور دستاویزات کو اپنے ساتھ لانے کی حد تک لیکن ان اصولوں پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: موقوف کی گئیں ۔ اور ان کے بجائے رسائد مقرر کئے گئے ۔ اور ان لکڑیوں کو مذکورۃ الذکر قانون کے تحت جلانے سے اس وقت کے ایوان پارلیمنٹ بھی اتفاقاً جل گئے ۔

[۱] براکٹن (Bracton) کتاب ۵ صفحہ ۴۰۰ ب لٹلٹن مصنفہ کک صفحہ ۶ (ب) ۔

قیاس کرتے ہوئے جن کو بیان کیا جا چکا ہے[1]۔ اس کو پیش کرنے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر ان کے فاش ہونے سے وہ کسی جرم۔ تاوان یا ضبطی جائداد کا مستوجب ہوتا ہے[2]۔ اسی طرح کوئی فریق اپنے اراضی کے اسناد پیش کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا[3]۔ اور نہ اس کا ساتھی شخص جس کے سپرد وہ کئے جاتے ہیں[4]۔ اور دونوں صورتوں میں ان کے مضامین کی منقولی شہادت پیش ۲۰
ہو سکے گی[5]۔

دستاویزات کا شہادت میں قابل ادخال ہونا۔ اور تمام[6] وہ ابتدائی سوالات واقعاتی جن پر ان کا قابل ادخال ہونا موقوف ہوتا ہے۔ اور پیش ہونے کے بعد ان کی قانونی تعبیر۔ ان سب کا تصفیہ جج کو کرنا ہوتا ہے۔ ان کے متعلق سوالات کا تصفیہ جوری کرتی ہے۔

دفعہ ۲۱۷: گو دستاویزی شہادت اکثر تحریری شکل میں پیش ہوتی ہے لیکن الفاظ "تحریر" و "تحریری شہادت" کے قانون میں ایک محدود و قانونی معنی ہو گئے ہیں۔ جن میں وہ گو ہمیشہ نہیں لیکن اکثر استعمال ہوتے ہیں۔ اور ان محدود یا الفاظ کے اس طرح پر ذو معنی ہونے کی وجہ سے بہت کچھ پریشانی لاحق ہوئی ہے۔ اس امر کو ایک نہایت ہی ممتاز انگریزی قانون دان کے حسب ذیل فقرے سے زیادہ وضاحت کے ساتھ

---

[1] دیکھیے دفعہ ۱۲۶ تا ۱۳۱۔

[2] [illegible] ۱۵۔ انعقادات مرافعہ ۲۶۹۔ اور پوری تفصیل کے لئے دیکھئے شہادت مصنفہ فپسن طبع ششم صفحہ ۲۰۹-۲۱۰۔

[3] جمپرو بنام [illegible] ۲۔ ایجیکرا ۱۔ ۶۷۔ رسل دریان ۴۴ ۴۔ ۵۶۔ رسل دریان ۲۲۹۔ ڈوڈی گلبرٹ بنام وارس [illegible] ۱۰۲۔ ولاث بنام سوپر ۳۔ کامن بنچ ۲۳۱۔ برسل بنام ٹرنر ۱۰ کوئنس بنچ ڈویژن ۱۔

[4] ملک بنام لیتھام ۳ ایلس ۸۵۸۔ ۶۶۸ کالکرافٹ بنام گسٹ اکوئنس بنچ ۵۹۔

[5] عدالت مرافعہ۔

[6] دیکھیے دفعہ ۳ اور نوٹ۔

نہیں بیان کیا جا سکتا۔" تحریری شہادت کی قوت اس میں ہوتی ہے کہ انسان اس امر پر متفق ہوتے ہیں کہ گزرے ہوئے امور کی یاد کو جن کو وہ یا تو اپنی ہدایت کے اصولوں یا اپنی تحریر کی مستقل شہادت بطور یاد رکھنا چاہتے ہیں محفوظ کر دیں۔ اس طرح پر معاہدے ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں تاکہ جو کچھ معاہدین نے اپنے لیے مقرر کر دیا ہو۔ اس کی یاد محفوظ ہو جائے اور جو معاہدہ ہوا ہو۔ نہ ان کے لیے ایک معین و ناقابل تبدیل قانون بن جائے۔ اسی طرح وصیت نامے لکھے جاتے ہیں تاکہ جو کچھ کہ اس شخص نے جس کو اپنی جائداد پر تصرف کا حق تھا۔ حکم دیا ہو۔ یاد رہے۔ اور اس کے وارث اور موصی لہم کے لیے قاعدہ بن جائے۔ یہی حال تحریری احکام سزا ڈگریات۔ فرامین۔ احکام وغیرہ کا ہے۔ جن کے متعلق مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ سند یا قانون کا اثر رکھیں...... تحریر بلا کسی تبدیلی کے جو کچھ اس کے حوالے کیا جاتا ہے محفوظ رکھتی ہے۔ اور فریقین کے ارادے کو ان کی گواہی سے بھی ثابت کرتی ہے[1]۔" پس ملحوظ رکھئے کہ ہماری کتابوں میں مذکورۂ بالا جیسے دستاویزات کے متعلق ہی "تحریر" یا "تحریری شہادت" کے الفاظ عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ رومن و کلیسائی فقہا ایسے سب
۲۰۲ ص دستاویزات یا تحریرات کو "انسٹرومنٹس" ("Instruments") یعنی

[1] قانون روما مصنفۂ ڈوما۔ حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶ دفعہ ۲۔ اور مقدمہ حصۂ دوم دفعہ ۶۰ میں اصل دیکھئے۔ اسی لیے دستاویزات میں عام طور پر لکھا جاتا ہے کہ "اب یہ تحریری معاہدہ شاہد ہے کہ" وغیرہ۔ اور وہ ختم ہوتے ہیں "جس کی گواہی کر لیے" وغیرہ اور اقرارات میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "بذریعہ ہذا اقرار کیا جاتا ہے کہ" وغیرہ۔ لفظ "تحریر"[2] (Writing) اور نارمن فرنچ لفظ "تسق" (escript) اسی معنی میں قدیم سے استعمال ہوتے ہیں۔ دیکھئے لٹلٹن دفعہ ۳۶۵۔ لٹلٹن مصنفۂ کک ۳۵۲ الف۔ کک جلد ۵ صفحہ ۲۶ الف اسی طرح ۲۔ ایڈورڈ چہارم ۳۔ اے دبلی (A+B)

دستاویزات کے عام نام سے موسوم کرتے تھے[1]۔ لیکن ہماری زبان میں یہ لفظ سرکاری تحریرات کے لیے معمولاً نہیں بولا جاتا ہے۔ انسٹرومنٹ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ دو یا زیادہ فریقوں کے درمیاں ہو۔ وہ یک جنبی بھی ہوسکتا ہے۔ اور دو یا زیادہ فریقون کے درمیان بھی۔ مثلاً مہری دستاویز یک جنبی۔ یا وصیت نامہ بھی اسی طرح ایک "انسٹرومنٹ" ہے۔ جس طرح کہ کوئی نہایت ہی پیچیدہ متعدد فریق والی دستاویز[2]۔

دفعہ ۱۲ : اس معنی میں "تحریر" کے دو اقسام ہیں۔ "سرکاری"۔ و "خانگی"۔ اول الذکر کے تحت تمام قوانین پارلیمنٹ فیصلے جات اور افعال عدالت۔ چاہے وہ اختیاری یا نزاعی اختیار سماعت کے ہوں اعلانات۔ سرکاری کتب وغیرہ آتے ہیں۔ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ "عدالتی" و "غیر عدالتی" و نیز "سجلاتی تحریرات" و "غیر سجلاتی تحریرات"[3]۔ لارڈ چیف بیرن گلبرٹ کہتے ہیں کہ "سجلات (ریکارڈس) مقننہ و بادشاہ کی عدالت ہائے انصاف کی یادداشتیں ہوتے ہیں۔ اور اتنے مستند کہ ان کی کسی قسم کی کوئی تردید نہیں ہوسکتی[4]۔ ان کو "صداقت" کی یادگاریں اور قدیم نشانات[5] کہتے ہیں۔ نیز شاہی

---

[1] ہینکلس بر پانڈکٹس (Heiner. ad Pand) حصہ چہارم دفعات ۱۲۶-۱۲۷ نیز دیکھیے قانون اصول کلیسائی مصنفہ ڈیوٹس (Devot. Inst. Canon.) کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ ۲۰۔

[2] ہینکلس بر پانڈکٹس حصہ چہارم دفعہ ۱۲۰۔

[3] دیکھو نوٹ (۱۲) شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۱ طبع دہم۔

[4] شہادت مصنفہ فلپس جلد ۲ صفحہ (۱) ۔ طبع دہم

[5] شہادت مصنفہ گلبرٹ صفحہ ۷ طبع چہارم۔ نیز دیکھیے ہاوڈن ؛ ۴ م بنلش مصنفہ کک صفحہ ۲۶۰ الف۔ کک جلد ۳، ۱۱ الف قانونات مصنفہ نج ۲۲۱۔ الیسٹ جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ ۔ بارن وال و اڈلفس جلد ۱ صفحہ ۳۶۷۔

[6] تنتش مصنفہ کک صفحہ ۱۱۰ الف ۲۹۲ ب ۔ رولس کورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶۔

خزانہ بھی[1]۔ لیکن فیصلے جاتِ عدالت عام طور پر ان اشخاص کے خلاف جو ان کے فریق یا قایم مقام فریق نہ ہوں۔ شہادت میں قابل ادخال نہیں ہوتے ہیں گو بعض صورتوں میں قانون مصلحت کی وجہ سے ان کو تمام دنیا پر قابل پابندی قرار دیتا ہے۔ مثلاً فیصلہ جات بالتعمیم کی شکل میں[2]۔ عدالتی نوعیت کے سرکاری دستاویزات میں جو از قسم سجلات (ریکارڈ) نہیں ہوتے ہیں۔ مختلف قسم کی عدالتی تحقیقات میں اظہارات سوالات ابتدائی جیسے وغیرہ حکمنامجات۔ پلیڈنگس وغیرہ داخل ہیں۔ اور غیر عدالتی سرکاری دستاویزات[3] میں ایوان ہائے پارلیمنٹ کے روز نامجات۔ بنک انگلستان کی کتابیں۔ پیدائش۔ نکاح و موت کے رجسٹر۔ شخصیوں کی کتابیں۔ ہیرالڈ کے ورود کی کتابیں۔ مختلف چھوٹے بڑے پادریوں کی کتابیں وغیرہ۔

دفعہ ۲۱۹: سرکاری تحریرات کے قابل ادخال ہونے کے اصول کو شہادت مصنفۂ اسٹارکی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

"سرکاری نوعیت و اقتدار کے دستاویزات عام طور پر قابل ادخال ہوتے ہیں۔ گو ان کی توثیق صداقت کے معمولی و عادتی معیاروں سے نہیں ہوتی ہے یعنی ان اشخاص کو جن کی سند پر دستاویز کی صداقت موقوف ہوتی ہے نہ حلف دیا جاتا ہے۔ اور نہ ان پر جرح کی جاتی ہے۔ ایسے دستاویزات پر یہ غیر معمولی اعتبار زیادہ تر اس واقعے

---

[1] ۱۱ ایڈورڈ چہارم۔ ۱۔

[2] نیچے دفعات ۵۸۸ تا ۵۹۵۔

[3] ان پر دیکھئے مقدمہ اسٹرلا بنام فرکیا (Sturla v. Freccia.) ۵ مقدمات مرافعہ ۶۲۳۔ از لارڈ بلاکبرن۔ اور مرسر بنام ڈن (Mercer v. Denne) (۱۹۰۵ء) ۲ چانسری ۵۳۸۔ عدالت مرافعہ۔

۲۰۳ پر مبنی ہوتا ہے کہ وہ ایسے اشخاص کے ذریعے سے تیار کیے جاتے ہیں جو اس مقصد کے لیے مجاز و مختار کیے جاتے ہیں۔ اور کچھ اس لیے کہ جس موضوع سے وہ متعلق ہوتی ہیں وہ مشہور ہوتا ہے۔ اور بعض صورتوں میں اس لیے بھی کہ وہ قدیم ہوتے ہیں۔ جب خاص واقعات کی تحقیق کی جاتی ہے اور عوام کے فایدے کے لیے ان کو ریکارڈ کیا جاتا ہے (یعنی ان کے سجل بنائے جاتے ہیں) تو وہ اشخاص جن کو ایسی تحقیقات اور یادداشتیں مرتب کرنے کا مجاز کیا جاتا ہے تمام افرادِ عوام کے کارندے ہوتے ہیں اور قوم کے ہر رکن کے متعلق قیاس کیا جاسکتا ہے کہ وہ اس تحقیقات کا فریق تھا۔ اس لیے اس اعتبار کی وجہ سے جو اس طرح پر مجاز کیے ہوئے کارندوں پر ہوتا ہے اور خود ان واقعات کی سرکاری نوعیت کی وجہ سے یہ دستاویزات غیر معمولی اعتماد کے مستحق ہوتے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کی توثیق سچ کے معمولی معیاروں سے کی جائے۔ یا یہ کہ ان کے لیے ان کی تہدید ہو۔ نیز سرکاری نوعیت کے واقعات کو گواہوں کے بیانات حلفی کے ذریعے سے ثابت کرنا نہ صرف مشکل بلکہ قطعاً ناممکن ہوگا۔[1]

اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہئے کہ سرکاری تحریرات کے مضامین ہر غرض کے لیے شہادت میں قابل ادخال ہیں۔ ہر سرکاری دستاویز صرف انھیں امور کو ثابت کرنے قابل ادخال ہوتی ہے۔ جن کی یاد کو محفوظ کرنے

[1] شہادت مصنفہ اسٹارکی ۲۷۲-۲۷۳، ۲۱۱ اسی پر دیکھیے ٹرک بنام ویلی۔ ۸ سلاانص و ایس۔ ۱۷۰۔ ۲۴ ربل ہوا ۵۲۴۔ ڈوڈلسی فراس بنام ہینڈریوس۔ ۱۵ کوئینس بینچ ۷۵۹۔ از ارل جسٹس ہینکس بر یانڈ کیٹس حصہ چہارم دفعات ۱۲۷-۱۲۹۔ اور اصول قانون کلیسائی کتاب ۳۔ عنوان ۹۔ دفعہ (۲۰)۔

وہ عالم وجود میں لائی گئی تھی۔ بعض سرکاری تحریرات مثل ریکارڈ کے ہوتی ہیں یعنی ساری دنیا پر قابل پابندی۔ لیکن عام طور پر وہ اس نوعیت کے نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ معمولاً وہ صرف اسی وقت تک صحیح ہوتے ہیں۔ جب تک کہ ان کی تردید نہ کی جائے۔

دفعہ ۲۲۰: خانگی دستاویزات میں۔ دستاویزات مہری اہم ترین ہوتے ہیں۔ یہ وہ تحریریں ہیں "جو مہری ہوتے اور حوالے کئے جاتے ہیں"[1] اور ان میں اور کم درجے کی دوسری دستاویزات میں فرق یہ ہے کہ مہری دستاویزات کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ بدل کی بنا پر لکھی گئی ہیں۔ اور اس قیاس کی تردید نہیں ہوسکتی[2] بجز اس کے کہ اعتراض یہ ہو کہ وہ فریب پر مبنی ہیں[3] برخلاف اس کے معاہدات غیر مہری میں بدل کو بیان کرکے ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے[4]۔ ازمنہ ماضیہ میں دستاویزات مہری پر شاذونادر ہی دستخط کئے جاتے تھے۔ ان کی اصل خصوصیت یہ تھی اور اب بھی یہی ہے کہ ان پر مہر کی جاتی اور وہ حوالے کئے جاتے ہیں۔ قدیم ترین زمانے سے یہ اصول چلا آتا ہے کہ

> "معاہدات معمولاً شے۔ الفاظ۔ تحریر۔ تراضیٔ طرفین و حوالگی، اور ان تمام ضوابط کے ساتھ کئے جاتے ہیں[5]"

---

[1] شلش مصنفہ کک ۱، ۱ ب۔ قانون مصنفہ فنچ صفحہ ۱۰۸۔

[2] پلوڈن صفحہ ۳۰۹۔ "شہادت" از اسٹارکی صفحہ ۳۹۰۔ طبع سوم۔ ایضاً صفحہ ۴۰۲۔ طبع چہارم نیچے دفعہ ۴۲۹ لیکن دیکھئے شہادت از فیپسن طبع ششم صفحات ۵۸۶-۵۸۷۔

[3] ایضاً

[4] "معاہدات" از چٹی ("Chitty on Contracts") طبع چہاردہم بحوالہ رَان بنام ہیوس ۱۷۷۸ء۔ ٹائمز رپورٹ ۳۲۰۔ نوٹ اور دوسرے مقدمات۔

[5] براکٹن کتاب ۲ باب ۵ صفحہ ۱۲ ب پلوڈن ۱۶۱ ب۔ شلش از کک ۳۲ الف۔

"کسی دستاویز مہری منشور۔ یا تحریر میں دستاویز مہری کی قوت نہیں ہوتی
جب تک کہ اس پر مہر[1] نہ ہو" اور "حوالگی دستاویز مہری کو گویا کردیتی ہے[2]" ۲۰۴
دستاویز مہری کے شاہد اکثر گواہ حاشیہ ہوتے ہیں جو اس پر اپنا نام لکھ دیتے
ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ دستاویز مہری کی تکمیل ان کی موجودگی میں ہوئی[3]۔ قدیم
زمانے میں گواہوں کی تعداد زمانۂ حال سے زیادہ ہوتی تھی۔ اور جب
کسی دستاویز مہری کی تکمیل کو امر تنقیح طلب بنایا جاتا تھا تو گواہان حاشیہ کو
طلب کیا جاتا تھا جو عدالت میں حاضر ہونے کے بعد بعض لحاظات سے
جوری کے فرائض ادا کرتے تھے[4]۔ اگر وہ سب فوت ہو گئے ہوتے تو اس کا
تصفیہ جوری کرتی تھی۔ "جب گواہ (حاشیہ) مر چکے ہوں تو دستاویز مہری کی
صحت کا فیصلہ ضرورۃً جوری کو کرنا چاہئیے[5]" جدید عملدرآمد کی رو سے
دستاویز مہری کی تکمیل کم سے کم ایک گواہ حاشیہ کی گواہی سے ثابت
کی جانی چاہئیے[6]۔ اگر سب گواہان حاشیہ فوت یا مجنوں ہو گئے ہوں۔ یا
عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہوں یا مستعدی سے ڈھونڈھنے پر
بھی نہ ملتے ہوں تو ان کے دستخط ثابت کئے جا سکتے ہیں[7]۔ لیکن اشخاص ثالث
کی گواہی گو یہ لوگ تکمیل دستاویز کے وقت موجود بھی ہوں ثبوت دستاویز
کے لیے ناقابل ادخال تھی۔ لیکن گواہان حاشیہ کی گواہی کی تردید کے لیے

[1] انسٹیٹیوٹ حصہ سوم صفحہ ۱۹۹۔

[2] کاک جلد ۵ صفحہ ۱۔ الف۔ "مقولات" از لانٹ ۱۵۹-۱۸۸۔

[3] شرح شروحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۳۰۷۔

[4] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ و ۳۰۸ یشلش مصنفہ کاک صفحہ ۶ ب۔

[5] شلش مصنفہ کاک صفحہ ۶ ب۔

[6] نیچے دفعہ ۵۲۷۔

[7] ان مقدمات کو دیکھئے جو شہادت مصنفہ ارشار کی میں صفحہ ۵۱۲ تا ۵۱۴ میں جمع کئے گئے ہیں۔ اور
شہادت مصنفہ فلپس جلد ۲ صفحہ ۲۵۴ و بعد۔ طبع دہم۔

ان کی شہادت سنی جا سکتی تھی[1]۔ گو پہلے اس کے متعلق بھی شبہہ تھا[2]۔ اور اس اصول کو یہاں تک بڑھایا گیا تھا کہ فریق کے تکمیل دستاویز سے اقبال کے باوجود بھی عام طور پر گواہان حاشیہ کے ذریعے سے ثبوت دستاویز ضروری ہوتا تھا[3]۔ لیکن جب دستاویز تیس سال یا اس سے زیادہ قدیم ہوتی، اور غیر مشتبہ حفاظت سے پیش ہوتی۔ تو گواہ حاشیہ کو طلب کرنا۔ یا کوئی گواہی بھی دلانا ضروری نہیں ہوتا تھا۔ سوائے اس کے کہ شاید دستاویز میں کوئی حروف مٹائے جاتے یا کوئی اور خامی اس کے کسی اہم جزو کے متعلق ہوتی[4]۔

دفعہ ۲۲۱ :غیر مہری دستاویزات پر بھی بعض وقت گواہوں کی گواہی ہوتی ہے۔ ان صورتوں کے متعلق قرار دیا گیا تھا کہ مثل مہری دستاویز کے گواہ حاشیہ کو طلب کرنا یا اس کے دستخط کو ثابت کرنا ضروری ہوتا تھا[5]۔ لیکن قانون ضابطہ قانون عمومی ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعہ ۲۶۔ اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۷ اور ۸ ص ۲۰۵
کے بعد سے نہ دیوانی اور نہ فوجداری کارروائیوں میں گواہ حاشیہ کے ذریعے سے کسی ایسی دستاویز کو ثابت کرنا ضروری ہے۔ جس کی صحت کے لیے گواہوں کی گواہی ضرور قرار نہیں دی گئی ہے۔ اور ایسی دستاویز کو سولے

---

[1] بلرٹن بنام ٹون (Blurton v. Toon.) ہولٹ ۲۹۰۔ مقدمۂ ہڈسن اسکنر رپورٹ ۵۹۔ لو بنام جولف۔ ولیم بلاکسٹن ۳۶۶ جلد ۱۔ ہایک بنام ہاڈمیرنگ جس کا اسٹرینج جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۶ میں حوالہ دیا گیا ہے۔ جیکس بنام تھیوماس ۱۔ بسٹ واسمتھ ۵۵۴۔

[2] از آلڈرسن جج بمقدمۂ وایمان بنام گارتھ ۱۸ ایکیکر ۱۰۳۔

[3] نیچے دفعہ ۵۲۷۔

[4] شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ طبع دہم۔

[5] ارل آف فالمتھ بنام رابرٹس ۱۸۴۲ء ۔ ۹ میسن وولزبی ۴۶۹۔ ۲ رسل دریان ۶۹۰۔

یکطرفہ کارروائیوں کی صورت[1] کے بذریعۂ اقبال یا اور طرح پر اسی طرح ثابت کیا جاسکتا ہے۔ جیسے کہ کوئی گواہ حاشیہ نہ ہونے کی صورت میں ثابت کیا جاتا۔ اور اسی طرح قانون جہاز رانی تاجران ۱۸۹۴ء ۵۷، ۵۸ وکٹوریا باب ۶۰ دفعہ ۶۹۴ (جس میں ۱۸۵۴ء کے منسوخ شدہ قانون کے دفعہ ۵۲۶ کو دہرایا گیا ہے) کی رو سے کوئی دستاویز جس کے متعلق اس قانون میں حکم ہے کہ اس کی تکمیل یا اس کی گواہی حاشیہ کسی گواہ یا گواہوں کے ذریعے سے کی جانی چاہیے کسی ایسے شخص کی شہادت سے ثابت کی جاسکتی ہے جو مطلوبہ واقعات کی گواہی دینے کے قابل ہو۔ اور گواہ یا گواہان حاشیہ کو یا ان میں سے کسی کو طلب کرنا ضروری نہیں رہتا ہے۔

جب کوئی گواہ حاشیہ نہیں ہوتا ہے تو ثبوت دستاویز کا معمولی طریقہ فریق کے دستخط ثابت کرنا ہوتا ہے۔ دستخط کا ثبوت اس قدر مخصوص اور اہم ہے کہ اس پر علٰحدہ غور کیا جائے گا[2]۔

دفعہ ۲۲۲: اب وصیت ناموں کو لیجئے۔ قانون عمومی کی رو سے (سوائے خاص رواج کے) اراضی کی وصیت نہیں کی جاسکتی تھی۔ ہنری ہشتم کے قانون وصیت ناموں (۳۲ ہنری ہشتم باب ۱) نے جس کی رو سے اراضی پہلی مرتبہ عام طور پر قابل وصیت ہوئی تحریر ضروری قرار دی تھی۔ دستخط کو ضروری نہیں گردانا تھا۔ دستخط اور کم سے کم تین قابل اعتبار گواہوں کی گواہی کو پہلی دفعہ قانون انسداد فریب ۲۹ چارلس دوم باب ۳ کی رو سے ضروری قرار دیا گیا۔ اس قانون کے تحت شخصی جائداد کے وصیت ناموں کی وہی حالت رہی جو قانون عمومی کے تحت تھی۔ اور ان کے لیے کسی گواہ کی ضرورت نہیں تھی۔ اور دفعہ ۲۲ (جس کو سر لیولن جنکنز (Sir Leoline Jenkins)

[1] بہ درخواست رایس۔ ۲۲ چانسری ڈیویژن ۳۵۔
[2] دیکھئے دفعات ۲۳۲ تا ۲۴۴ ۔ آگے۔

ردی قانون سے لیا) کی رو سے صراحتاً قرار دیا گیا کہ یہ قانون جائداد منقولہ
ت۔ اور شخصی جائداد کے تصرف کی حد تک اِن سپاہیوں کے وصیت
ت۔ سے جو میدانِ جنگ پر ہوں۔ یا اُن ملاحوں کے وصیت ناموں
جو سمندر پر ہوں۔ متعلق نہیں ہوگا۔ لیکن قانون وصیت ناموں
۱۸۳۷ء ولیم چہارم۔ اور ۱ و ۲ وکٹوریا باب ۲۶ کی رو سے قانون انسداد فریب
حصہ منسوخ کیا گیا۔ اور دفعہ ۹ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ "کوئی وصیت نامہ
نہیں ہوگا جب تک وہ تحریری نہ ہو۔ اور اس طریقے پر تکمیل نہ پایا ہو جو
میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اِس کے نیچے یا آخر میں موصی یا موصی کی موجودگی
اس کی ہدایت سے کسی اور شخص کے دستخط ہوں گے۔ اور ایسے دستخط
قت واحد میں دو یا زیادہ گواہوں کی موجودگی میں موصی خود کرے گا
لیم کرے گا۔ اور ایسے گواہ موصی کی موجودگی میں ایسے وصیت نامے پر
کریں گے اور گواہی ثبت کریں گے لیکن اس حاشیہ کی گواہی کی کوئی
شکل ضروری نہیں ہوگی۔" باوجود اس قانون اور اس کی ترمیم کرنے والے
ن ۱۸۵۲ء کے عدالت مرافعہ نے مشہور۔ نادر و عجیب مقدمہ سگڈن
لارڈ سینٹ لیونارڈس (Sugden v. Lord St. Leonards) میں اقرار
دیا کہ ایک گم شدہ وصیت نامے کو اس کے مضامین کی منقولی شہادت
ذریعے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ سگڈن کے اس مقدمے میں سابق
چانسلر لارڈ سینٹ لیونارڈ کے گم شدہ مکمل وصیت نامے کو صرف

صفحہ ۲۰۶

س وصیت نامے سے متعلق متعدد ضمیمہ جات عدالت کے سامنے پیش تھے۔ مس سگڈن سالہا سال
ر وہ موصی کے ساتھ رہتی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تمام مواقع پر جب کہ متوفی نے
تے کے کاغذات دیکھے اور تصرفات کیے ان کے ساتھ تھیں۔

سگڈن بنام لارڈ سینٹ لیونارڈس ۱۸۷۶ء۔ ایچ بیٹ ڈویژن ۱۵۴۱۔ عدالت مرافعہ اور دیکھیے
بنام ہیلکس ۲ پربیٹ ڈویژن ۱۔ وڈورڈ بنام گولسٹن ۱۸۶۸ء۔ ۱۱ مقدمات مرافعہ ۴۶۹۔
یں دارالامرا نے عدالت مرافعہ کے ایک فیصلے کی جو بٹ جسٹس کے اس فیصلے کو منسوخ کرتا تھا کہ

ان کی صاحبزادی کے ذریعے سے ثابت کیا گیا تھا ہانن جسٹس (Hannen, J.) نے اس مقدمے کی سماعت بلا شرکت جوری کی تھی۔ اور انھوں نے اس صاحبزادی کے متعلق کہا تھا کہ وصیت نامے کو اسی شکل میں ثابت کرنے میں جو اس کے بیان کے بموجب اس کی اصل شکل تھی۔ "اسے بہت دلچسپی تھی"۔

بہت سے وصیت نامجات جو باقی تمام لحاظات سے درست اور حسب ضابطہ تھے۔ نادانستہ طور پر قانون ۱۸۳۷ء کے ضابطے کی پابندی نہ ہونے سے بے اثر قرار دئے گئے۔ اس کی اصلاح کے لیے قانون ترمیم قانون وصیت نامجات ۱۸۵۲ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۲۴ دفعہ ۱ نافذ کیا گیا اور جس نے پہلے قانون ۱۸۳۷ء کے دفعہ (۹) کو دہرانے کے بعد نہایت ہی جامع و مکمل طریقے پر قرار دیا کہ "ہر وصیت نامہ بہ لحاظ موصی کے دستخط کے مقام کے صحیح سمجھا جائے گا۔ چاہے دستخط وصیت نامے کی عبارت کے نیچے برابر۔ مقابل۔ بعد میں یا اس کی آخری سطر کے سرے میں کئے جائیں بشرطیکہ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ موصی ایسے دستخط سے اس تحریر کو بطور اپنے وصیت نامے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: گم شدہ وصیت نامے کی نقل مصدقہ اس کے مضامین کی زبانی شہادت دیگر حاصل کی جا سکتی ہے توثیق کی تھی۔ اور اسی مقدمے میں دارالامرا نے سگڈن بنام لارڈ سینٹ لیونارڈس کے مقدمہ (جس کو ابھی دارالامرا کو منسوخ کرنا ہے) کے اصل فیصلے پر تو کچھ شکوک ظاہر نہیں کئے لیکن جو وجوہات اس فیصلے کے بیان کئے تھے ان پر بہت شکوک ظاہر کئے تھے۔ سگڈن والے مقدمے کی صحت پر اعتراض کے وجوہات کے لیے دیکھو "شہادت" از فپسن طبع ششم صفحہ ۳۲۴-۳۲۵۔ نیز دیکھو وہرم بنام وہرم (Wharram v. Wharram) ۱۸۶۴ء ۳۳ لا جرنل خلیہ دیری بر صفحہ ۷۵۔ از وائلڈ جسٹس (Wilde, J.) (جو بعد میں لارڈ پنزانس (Lord Penzance) ہوئے) جہاں بتایا گیا ہے کہ نفاذ کا رجحان قانون وصیت نامجات کے بعد بھی بغیر اس کا کچھ لحاظ کرنے کے حسب سابق رہا۔" اور یقیناً اس امر کی بابت اس کے اثر پر تو کچھ بہت زیادہ اختلاف نہیں رہا۔"

کے موثر ٹھیرانا چاہتا ہے۔ اور کوئی ایسا وصیت نامہ اس وجہ سے بے اثر نہیں ہوگا کہ دستخط وصیت نامے کی عبارت ختم ہوتے ہی۔ یا بالکل اس کے بعد ہی[1]۔ وغیرہ نہیں کیے گئے تھے[2]۔

لیکن فوجی مہم پر گئے ہوئے سپاہیوں (جن میں فوجی عہدے دار بھی شامل تھے) کی وصیتیں اب بھی (مثل قانون سنہ ۱۸۳۷ء سے پہلے کے) ایسی تحریر کے ذریعے سے جس پر کوئی گواہی ثبت نہ ہوئی ہو یا کافی گواہوں کی موجودگی میں زبانی طور پر ثابت کی جاسکتی تھیں (اور اس طرح کی وصیت کو "زبانی وصیت" کہتے تھے) اور قانون سنہ ۱۸۳۷ء کے دفعہ ۱۱ کی رو سے قانون انسدادِ فریب کے مذکورۂ بالا دفعہ ۲۳ کو دہراتے ہوئے قرار دیا گیا کہ "کوئی سپاہی جو واقعی فوجی خدمت پر ہو یا کوئی بحری سپاہی یا ملاح جو سمندر پر ہو اپنی شخصی جائداد کو اسی طرح منتقل کرسکتا ہے جس طرح کہ مت ۲۰۷
وہ اس قانون کے وضع ہونے سے پہلے کرسکتا تھا۔" اس قسم کے وصیت نامے کی جو دستخطی ہوتا تھا لیکن جس پر گواہی ثبت نہیں ہوتی تھی۔ نقل مصدقہ بغیر دستخط کو ثابت کرنے کے نہیں دی جاسکتی تھی۔ جیسا کہ اس مقدمے سے ظاہر ہوا۔ جس میں رایل انجینیرس (Royal Engineers) کے ایک لفٹنٹ نے اپنے ہاتھ سے ایک وصیت نامہ لکھا تھا۔ جس کی تاریخ سنہ ۱۸۵۵ء کیمپ روبروے "سیباسٹاپول" (Sebastopol) تھی۔ اور جس کی صحت کے لیے دو غیر جانب دار اشخاص کا حلف نامہ دستخط کے ثبوت کے لیے ضروری قرار دیا گیا[3]۔ بارکس میں نوکری کے لیے جانے سے کوئی شخص فوجی نوکری کے استثنا کے تحت آجاتا ہے[4]۔

---

[1] دیکھیے ہنٹ بنام ہنٹ۔ لا رپورٹ ۱ پروبیٹ وڈیورس ۲۰۹۔
[2] دیکھیے مقدمہ ان دی گڈس آف ڈٹن لا رپورٹ ۲ پروبیٹ وڈیورس صفحہ ۱۵۹۔
[3] ان دی گڈس آف نیول ۲۰ لا جرنل ظلپ ومیری ۶۲۔
[4] ان دی گڈس آف ہسلاک سنہ ۱۹۲۲ء پروبیٹ ۱۰۔

دفعہ ۲۲۳: گو دستاویزات عدالت کے سامنے لازمی طور پر زبانی شہادت کے ذریعے سے پیش ہوتے ہیں لیکن ضرور ہے کہ اس شہادت کے ذریعے سے صرف ایسی عام تفصیل بیان کی جائے جو شناخت دستاویز کے لیے کافی ہو۔ اور اس کی ظاہری حالت کی مادی شہادت تک محدود ہو مثلاً محافظ ریکارڈس (سجلات) ان کی حالت کو بیان کر سکتا ہے لیکن ان کے مضامین کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا[1]۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ "زبانی شہادت تحریری شہادت سے کمتر (یا ثانوی) درجے کی ہوتی ہے" اور یہ کہ "تحریری شہادت زبانی سے بہتر ہوتی ہے[2]" وغیرہ لیکن ان اصول ہائے متعارفہ کو بہت ترمیم و تخفیف کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔ بطور ایک عام اصول کے اس امر کی تائید نہیں کی جا سکتی کہ صحیح معنی میں تحریری شہادت زبانی شہادت سے زیادہ قابل اطمینان ہوتی ہے۔ فرض کیجئے کہ کوئی شخص کسی معاملے کو دیکھنے اور گھر جانے کے بعد اس کو ضبط تحریر میں لاتا۔ اور اس کاغذ پر اپنی مہر کر دیتا اور پچاس اشخاص کو گواہ بھی بنا دیتا ہے۔ تب بھی یہ سوال کیا اس کا حافظہ یا وہ کاغذ اس معاملے کی زیادہ قابل اعتبار شہادت ہے۔ حالات پر موقوف ہوگا۔ یعنی مثلاً اس کے حافظے کی قدرتی قوت پر۔ نیز اس امر پر کہ کیا وہ معاملہ اس نوعیت کا تھا کہ اس کے دل پر نقش چھوڑ سکتا تھا۔ اور اس مدت پر جو اس کے وقوع کے بعد گزری ہو وغیرہ۔ یہ صحیح ہے کہ تحریر کو یہ فوقیت حاصل ہوتی ہے کہ وہ دوامی ہوتی ہے۔ اس کو مثل گواہ کے حافظے کے جلد زوال نہیں ــــــ "سنی ہوئی بات فنا ہو جاتی ہے۔ مکتوبی لفظ باقی رہتا ہے"۔ لیکن برخلاف اس کے گواہ پر جرح ہو سکتی ہے۔ اور اس کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ جو کچھ اس نے سنا یا دیکھا ہو اس کو تفصیل سے بیان کرے۔ اور تحریر صرف اسی امر کو محفوظ رکھتی ہے۔ جو پہلے مرتبہ اس کے

[1] لیٹن بنام لیٹن (Leighton v. Leighton). اسٹرینج جلد ا صفحہ ۲۱۰۔

[2] "تحریری شہادت کے مقابلے میں مکتوبی شہادت کی کچھ وقعت نہیں ہوتی ہے۔" مجموعۂ قانون روما کتاب ۴

حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اس میں اضافہ یا اس کی توضیح نہیں ہو سکتی ــــــ " بے اعتباری کم ہوتی ہے جہاں دستخط کرنے والے کم ہوتے ہیں[۱]" "اعتبار گواہوں کے اوصاف پر ہونا چاہیئے نہ کہ محض ان کے الفاظ پر[۲]" ان میں اس امر کا بھی اضافہ کیجیئے کہ گواہ کی شہادت تعدیہ یا حلف کے تحت دی جاتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۲۰۸
محض شہادتی قوت کے لحاظ سے تو جج کے وہ نوٹس جو اس نے دوران سماعت میں لیے ہوں۔ اجلاس پر گزرے ہوئے واقعات کی بہترین شہادت ہو سکتے ہیں لیکن وہ شہادت میں قابل ادخال تک نہیں ہیں۔ (بجز اس کے کہ ان پر اس وقت غور کیا جاتا ہے جب دیکھنا یہ ہو کہ کیا مقدمے کو از سر نو چلانے کا حکم دیا جا سکتا ہے یا نہیں)۔ عدالت عالیہ کا جج صرف اپنی ذاتی سہولت کے لیے نوٹس لیتا ہے۔ کسی قانون کی رو سے اس کو ایسا کرنا ضروری نہیں ہے[۳]۔ (اگو دفعہ ۱۲۰۔ قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۸۸ء جس میں دفعہ ۶ قانون عدالت ہائے اضلاع ۱۸۴۶ء کا اعادہ کیا گیا ہے۔ کی رو سے عدالت ہائے اضلاع کے ججوں پر لازم ہے کہ سوالات قانونی و واقعاتی کے نوٹس ان مقدمات میں لیں جن میں حق مرافعہ ہوتا ہے اور فریقین میں سے کسی نے اس کی خواہش ظاہر کی ہو)۔ در اصل زمانہ ماضی میں۔ جج یا تو نوٹس لیتے ہی نہیں تھے یا آج کل کی نسبت کہیں مختصر نوٹس لیتے تھے۔ اور خصوصاً پراٹ چیف جسٹس (Pratt, C. J.) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے کبھی کوئی نوٹس نہیں لیے[۴]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ عنوان ۲۰ دفعہ ۱۔

[۱] کوانٹلین Inst. orat. کتاب ۵ باب ۷۔

[۲] مقالہ جن تعزیرات اسکاٹ لینڈ مصنفہ برنٹ (Burnett's Crim. Law of Scotland) صفحہ ۴۹۵

[۳] از لارڈ ابنگر چیف بیرن - بعد مقدمہ بنام سیمن ۱۸۳۹ء۔ ۵ میسن و ولزبی ۳۰۹-۳۱۱- ۲ مورسل و ریان ۳۰ ۔

[۴] ۱۰ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیں صفحہ ۲۰۲ نوٹ

عام طور پر جب کوئی تحریری معاہدہ ہوتا ہے تو معاہدے کے وقت متعاہدین کی درمیانی زبانی گفتگو قابل ادخال شہادت نہیں ہوتی ہے جیسا کہ ابھی طرح ان فیصلے جات سے ظاہر ہے جو قانون[1] سفاتج (ہنڈیات) (The Bills of Exchange Act سنہ ۱۸۸۲ء سے پہلے کے ہیں۔ اور ان سے بھی جو اس قانون کے بعد کے ہیں[2]۔ اور جن میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہنڈی کو لکھتے وقت اس کو دوبارہ تازہ کرنے کا زبانی معاہدہ ناقابل ادخال شہادت ہے۔ اس موضوع پر جو اصول ہیں ان کے ایک سے زیادہ اطلاقات ہیں۔ (۱) ریکارڈس اور دوسرے دستاویزات کی جن کے متعلق قانون نے مطلقاً تحریر اور دوسرے ضوابط ضروری قرار دیے ہیں کوئی کسوٹی اور اسی لیے کوئی نقلی یا دوسری زبانی شہادت پیش نہیں ہو سکتی[3]۔ جب تک کہ اصل تحریر کی موجودگی کو ثابت نہ کیا جائے۔ اور نہ عام طور پر ان کے مضامین کی تبدیلی۔ تردید۔ اضافہ یا اخراج کے متعلق کوئی زبانی یا خارجی شہادت پیش ہو سکتی ہے۔ (۲) ایسا ہی قاعدہ ان صورتوں میں بھی ہے جن میں قانوناً تو تحریر ضروری نہیں ہوتی ہے۔ لیکن فریقین اس کو زیادہ اہمیت و تحفظ کی خاطر اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی شخص ادائی رقم کے لیے دستاویز لکھ دیتا ہے۔ حالانکہ اس امر کے لیے ایسی تحریر بھی کافی ہوتی جس پر گواہوں کی گواہی ثبت نہیں ہوتی۔ یا جب کوئی معاہدہ دس پونڈ سے کم مالیت کی اشیا کا (اور اسی لیے وہ قانون انسداد فریب

---

[1] ینگ بنام آسٹن لا رپورٹ ۴ کامن پلیس ۵۵۳۔

[2] نیولنڈن کریڈٹ سنڈیکیٹ بنام نیل سنہ ۱۸۹۶ء ۲ کوینس بنچ ۴۸۷۔ عدالت مرافعہ۔

[3] یہی ایک مثال اس امر کی نہیں ہے کہ جس میں ہمارے (انگریزی) قانون میں لفظ "زبانی" (Parol) "نقلی" (Verbal) "یا تقریری" (Oral) سے سوا معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً غیر مہری تحریری معاہدات بھی "زبانی معاہدات" کہے جاتے ہیں۔ دیکھو روان بنام ہیوس سنہ ۱۸۷۲ء ۶ ٹائمز رپورٹ ۳۵۰-۳۵۱۔ نوٹ۔ دیکھئے شہادت مصنفہ فپسن طبع ششم صفحہ ۵۶۶-۵۶۵۔

کے تحت نہیں ہوتا ہے) ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے۔ وغیرہ[1]۔ (۳) جب کسی ۲۰۹
دستاویز کے مضامین یا تو راست امر تنقیح طلب ہونے یا ذیلی اصل واقعہ
ہونے کی وجہ سے زیر نزاع ہوں تو خود دستاویز ہی اپنے مضامین کی
صحیح شہادت ہوتی ہے۔ لیکن جب کوئی تحریر یا کسی قسم کی کوئی دستاویز
خود امر تنقیح طلب نہ ہو۔ بلکہ صرف کسی فعل کے ثابت کرنے کے لیے بطور
شہادت پیش کی جائے تو اس کے مضامین کی دوسری شہادت بھی پیش
ہوسکتی ہے مثلاً کوادائی رقم کی بابت رسید دے دی گئی ہو۔ لیکن واقعۂ ادائی
کو کسی ایسے شخص کی شہادت سے بھی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ جس نے اس کو
دیکھا ہو[2]۔ یا فرض کیجیے کہ کسی شخص نے دستاویز یا ریکارڈ کے ذریعہ سے۔
اگر ایسا ہوسکتا ہے ـــــ کسی دوسرے شخص کو قتل کر ڈالنے یا اس کے
سرقہ بالجبر کرنے کا ارادہ ظاہر کردیا ہو تو اس کی وجہ سے یہ زبانی شہادت
ناقابل ادخال نہیں ہوجائے گی کہ اس نے ایسا ہی ارادہ زبانی طور پر بھی
ظاہر کیا تھا۔ اسی طرح جب کسی سیاہے کے مضامین زیر تنقیح ہوں تو ان کی
زبانی یا کوئی اور شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی ہے۔ لیکن واقعۂ نکاح
کو کسی ایسے شخص کی شہادت سے ثابت کیا جاسکتا ہے جو نکاح کے وقت
موجود رہا ہو۔ اس فرق کی بہترین تمثیل مقدمۂ ہارن بنام نول[4]
(Horn v. Noel) میں مل سکے گی۔ اس مقدمے میں مدعی علیہ[5] ہوا بہ...

---

[1] مقدمۂ بلامی وکاکس صفحہ ۲۰۰ تنقیحی فرق "دستاویزات بربنائے قانون اور دستاویزات ... کے دور اندیشی انسان" میں کیا گیا ہے ملاحظہ ہو نیز دیکھیے ۱۲ ہنری ہشتم صفحہ ۵ ب۔ فقرہ ۲۔ ... بنام کارنش ... امین دولزلی ۲۲۶۳۔ ۶۷ رسل وریان ۳۸ ۳ ایش بنام ہاربر ۱۶ ایضاً ۲۲۔ اور ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۴ دفعہ ۴ و ۵۔

[2] دیکھیے دفعات ۴۷۴ تا ۴۹۱۔

[3] رامبرٹ بنام کوہن ۱۸۰۳ء ۴ اسپیناس ریپورٹس ۲۱۳۔ ۲ رسل وریان صفحہ ۵۵۔

[4] ہارن بنام نول۔ کیمبل ریپورٹس ۶۱۔

یہ تھی کہ نکاح ہوا ہے۔ اور اس کی تائید دو گواہوں کی گواہی سے کرنے کی اجازت چاہی گئی۔ ان گواہوں نے اپنے اظہار میں کہا کہ وہ کنیسے میں جہاں مدعی علیہ کی ایچ۔ین (H. N.) سے شادی ہوئی تھی۔ موجود تھے۔ مدعی کے کونسل کی بحث تھی کہ یہ شہادت ناکافی ہے۔ مدعی علیہ کو یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ نکاح یہودیوں کے رسومات کے مطابق ہوا۔ اور یہ کہ یہودیوں کے رسومات کے مطابق کنیسے میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ایک سابقہ تحریری معاہدے کی توثیق ہوتی ہے۔ اور چونکہ صحت نکاح کے لیے یہ معاہدہ ضروری ہے۔ اس کو پیش کرنا اور ثابت کرنا چاہئے[۱]۔ جسپر وہ عبرانی معاہدہ پیش کیا گیا۔ اور مترجم کے ذریعے سے اس کا ترجمہ کرایا گیا اور مدعی کے متعلق فیصلہ کر دیا گیا کہ اسے کوئی حق نہیں ہے۔

دفعہ ۲۲۴: لیکن دستاویزی شہادت حلف یا اس کی مساوی تصدیق کے نہ ہونے۔ یا اس کے اس فریق سے تعلق ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے جس کے خلاف وہ پیش کی جاتی ہے۔ عدالت میں قابل منظوری نہ ہو۔ لیکن اس کے دوام کے فوائد انصاف کے لیے ہمیشہ ضائع نہیں ہوجاتے ہیں۔ مثلاً گواہ جس نے کوئی تحریری بیان ضبط تحریر میں لایا ہو۔ یا کسی معاملہ یا امر کی تحریری یادداشت تیار کی ہو۔ اظہار دیتے وقت ان سے اپنا حافظہ تازہ کر سکتا ہے۔ اس امر پر ایک اہم دعوی فوجداری متعلق صفحہ ۲۱۰

---

[۱] ملک بنام انتھوسن ۱۱ اکاکس ۶۳۰۔ اور اس مضمون پر دیکھئے قانون کلیسائی مصنفہ روجرس (Roger's Eccl. Law) صفحہ ۱۵۹۔ طبع دوم۔

[۲] ہگبام بنام جابرڈ ۱۸۳۳ء ۱۰ ہامن وال ۔ دکرسول ریورٹس صفحہ ۱۴۔ ۳۲ رسل وریان ریورٹس ۲۲۸۔ ڈوڈی چرچ بنام پرکنس ۳ ٹائمز ریورٹ ۷۴۹۔ برٹن بنام پلمر ۱۸۳۵ء ۲ اڈالفس وایلس ۳۴۱۔ ۱۲ رسل وریان ۵۰۴۔ سیج بنام جونس ۵ کامن بنچ ۶۹۶۔ اسمتھ بنام مارگن ۲ موڈی ورابسن ۲۵۷۔ ڈائر بنام بسٹ ۴ ہرلسٹون وکولمانس ریورٹس ۱۸۹۔ اور دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع ششم ۲۹ ہتا

ملکہ بنام لانگٹن (Reg v. Laugton) کا ہے۔ اس میں قیدی ایک کوئلوں کی کمپنی کا محافظ وقت اور محاسب کا منشی تھا۔ ہر پندرہ روز کو قیدی کا فریضہ تھا کہ مزدوروں کی مزدوری کی تعداد ایام کو ایک منشی کے سامنے پیش کرے جو اس کو اور ان کی مزدوری کو ایک کتاب میں درج کرتا تھا۔ اجرت کے دن قیدی کا فرض تھا کہ محاسب کے سامنے ہر مزدور کے ایام اجرت کو پڑھے۔ جن کے مطابق محاسب اجرت تقسیم کرتا تھا۔ اور قیدی کے ان کو پڑھتے وقت محاسب اس کتاب کے اندراجات کو دیکھتا جاتا تھا۔ ملزم پر دغا سے روپیہ حاصل کرنے کی بنا پر مقدمہ چلایا جانے کی بنا پر قرار دیا گیا کہ محاسب ان رقومات کے ثابت کرنے کے لیے جو اس نے مزدوروں کو دئے تھے۔ اس کتاب کے اندراجات کو دیکھ کر اپنا حافظہ تازہ کرسکتا ہے۔ اس مقدمے اور دوسرے مقدمات سے ظاہر ہے کہ یادداشت کا گواہ کے خط میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ اس کے سامنے لکھی گئی ہو۔ یا وہ اس کو اس وقت جب کہ واقعات اس کے حافظے میں تازہ ہوں صحیح تسلیم کرلیا ہو[2]۔ لیکن گواہ ایسی یادداشت کی نقل سے اپنا حافظہ تازہ نہیں کرسکتا۔ بجز اس کے کہ اس نے نقل اس وقت لی۔ یا اس کی مطابقت کرلی ہو جب کہ واقعات اس کے حافظے میں تازہ ہوں۔ یا سوائے اس کے کہ اصل تلف یا گم ہو اور نقل کو صحیح ثابت کیا گیا ہو[3]۔

دفعہ ۲۲۵: اس موضوع سے متعلق اس اصول متعارفہ کا بھی

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ: ۲۷۳۔ نیز وہ مقدمات جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[1] ملکہ بنام لانگٹن ۱۸۷۶ء ۲ کوئینس بینچ ڈیویژن ۲۹۶۔ کراؤن کیسس ریزرو ڈ

[2] شہادت مصنفۂ فپسن طبع ششم صفحات ۴۶۹۔۔۴۷۰۔

[3] جونس بنام اسٹروڈ ۲ کیار نگٹن و پین ۱۹۶۔ ٹاپھام بنام اگ گریگر ۱ کیار نگٹن و کروون ریورٹس ۳۲۰۔

ذکر کر دینا چاہئے کہ "کوئی امر قدرتی انصاف سے اتنا مطابق نہیں ہے
بتنا یہ امر کہ ہر معاہدے کو انھیں ذرایع سے فسخ کرنا چاہئے جن سے وہ
کیا گیا تھا[1]" اور اسی لیے قانونِ عمومی میں دستاویز کو دستاویز ہی کے ذریعے سے فسخ
کیا جاتا تھا۔ زبانی طور پر یا غیر مہری معاہدے کے ذریعے سے بھی فسخ
نہیں کیا جا سکتا تھا[4]۔ لیکن نصفت کا یہ اصول نہیں تھا[5]۔ اور کسی بھی صورت
کے لیے یہ اصول نہیں ہے[6]۔

دفعہ ۲۲۶: ہم کہہ بھی چکے ہیں[7]۔ اور دراصل زیر بحث اصول کی
یہ ایک بدیہی شاخ بھی ہے کہ "زبانی"۔ یا جسے یہاں زیادہ صحت
کے ساتھ "خارجی شہادت" کہہ سکتے ہیں عام طور پر تحریری دستاویزات
کی تردید تبدیل اضافہ یا اخراج کے لیے قابل ادخال شہادت نہیں ہوتی
ہے۔ ہماری ایک قدیم کتاب میں لکھا ہے کہ "یہ امر بہت ہی تکلیف دہ
ہوگا کہ وہ امور جو مشورہ و غور کے بعد ضبط تحریر میں لائے گئے ہوں۔ ص ۲۱۱
اور جو مختتمہ طور پر فریقین کے معاہدے کے متعلق یقینی صداقت کے حامل
ہوں۔ فریقین کے زبانی بیانات سے متاثر ہو سکیں۔ اور ناپائدار حافظے

---

[1] انسٹیٹیوٹ کتاب ۲ صفحات ۳۶۔ ۳، ۵۔ ایضاً کتاب ۴ حصّہ ۲۰۔ ۲ آلک ۳ ۵ ۱ الف
۳ ایضاً ۵ ب۔ ۵ ایضاً ۲۶ الف — ۶ ایضاً ۲۲ ب۔ جنک سنٹ ۳۔ مقدمہ ۲۵۔

[3] "اصول متعارفہ قانون" از بروم طبع ہفتم ۶۶۲۔

[4] کے بنام واگمار ان ۱۸۵۲ء اٹانٹن ۳۲۸۔

[5] ر بنام ہیوٹ ۱۸۵۱ء کے اجانس رپورٹس ۳۲۸۔

[6] اشیدس بنام اشیدس ۱۸۸۷ء ۲۰ کوینس بنچ ڈیویژن ۵۳۷۔ از ہڈلسٹن بیچ وولس جسٹس (Huddleston, B, & Wills, J.)
جہاں قانون عمومی کے اصول کو کلیتہً ضابطہ پسندی کا نتیجہ کہا گیا ہے جس میں قانون بخوبی یا انصاف
ذرہ برابر بھی نہیں ہے"

[7] اوپر دفعہ ۲۲۳

کی غیر یقینی گواہی سے ثابت کیے جا سکیں[1]۔ لیکن بہت سی صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں ایسی شہادت کی نامنظوری معراج ناانصافی بلکہ لغو بھی ہوگی۔

(۱) سابق میں دستاویزات کی تعبیر کے متعلق دو اصول رائج تھے۔ "الفاظ کے ابہام جلی کو شہادت سے دور نہیں کیا جا سکتا[2]"، "الفاظ کے ابہام خفی کی شہادت سے توضیح کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جو ابہام خارجی واقعات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے انھیں سے دور کیا جا سکتا ہے" اور موخر الذکر اصول پر لارڈ بیکن کی حسب ذیل توضیح اس مضمون سے متعلق قانون کی مسلمہ بنیاد سمجھی جاتی تھی[3]۔

"الفاظ کے ابہام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابہام جلی اور دوسرا ابہام خفی جلی وہ جس میں ابہام خود دستاویز مہری یا دستاویز میں ہوتا ہے۔ خفی وہ جس میں جہاں تک دستاویز مہری یا دستاویز کا تعلق ہے کوئی ابہام نہیں ہوتا ہے۔ لیکن دستاویز سے باہر کوئی ضمنی امر ایسا ہوتا ہے جس سے ابہام پیدا ہوتا ہے" لیکن عرصہ ہوا کہ یہ اصول اور فرق تعبیر دستاویزات میں شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق کوئی قابل اعتبار معیار نہیں رہے ہیں۔ اور تعبیر دستاویزات کے مضمون پر دوسری کتابوں میں اتنے مقدمات ہیں کہ ان پر تفصیلی بحث اس کتاب کے دائرے سے باہر ہے[4]۔

دفعہ ۲۲۷: اس اصول کے جس سے تحریری دستاویزات سے متعلق خارجی شہادت نامنظور ہوتی ہے۔ اور بھی بعض مستثنیات ہیں۔ ان میں

---

[1] ہڈگ ۲۶ الف

[2] اصول متعارفہ قانون مصنفہ لانٹ ۲۴۹۔

[3] اصول متعارفہ قانون مصنفہ بیکن قاعدہ ۲۳۰

[4] دیکھئے تفصیل سے "شہادت" از ٹیلر طبع ششم ۶۰۵ - ۶۶۵ - تعبیر وصیت ناموں میں خارجی شہادت" مصنفہ وگرام طبع چہارم ("Extrinsic Evidence in the Interpractation of Wills by Wigram.")

سب سے پہلی وہ صورتیں ہیں۔ جن میں تحریری دستاویزات پر اعتراض اس بنا پر کئے جاتے ہیں کہ وہ جبر[1]۔ دھمکی[2]۔ فریب خفیہ معاہدہ یا سازش کی بنا پر حاصل کیے گیے ہیں۔ اور جن کے متعلق اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ تمام افعال[3] خواہ وہ کتنی ہی سنجیدگی و اہمیت سے کیوں نہ کئے گئے ہوں۔ بلکہ عدالتی بھی[4] کیوں نہ ہوں بے اثر اور کالعدم کر دیتے ہیں۔" جو شخص دھمکیوں کے تحت کوئی[5] تبدیلی کرتا ہے۔ رضامندی سے نہیں کرتا ہے[6]" "دھوکا اور فریب کسی کو محفوظ نہیں کرتے[7]" "حق و ناحق کبھی ایک نہیں ہوتے[8]" "جو شخص فریبانہ عمل کرتا ہے۔ بے کار کرتا ہے[9]" "فریب پیچیدہ طریقوں سے رفع نہیں ہوجاتا[10]" ایسی صورتوں میں زبانی یا دوسری خارجی شہادت کو نامنظور کرنا زیر بحث اصول کو ایسی غرض کے لیے استعمال کرنا ہوگا جو ہرگز مقصود نہیں تھی۔ اور اس سے ایسی حرکات کی حفاظت کرنا ہوگا۔ جن کو مسدود کرنا قانون کا مقصد ہوتا ہے۔ لیکن فریق دستاویز

---

۱ ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷ دفعہ ۱۱۲۔ پرکنس (Perkins) دفعہ ۱۲۔ اصول متعارفۂ قانون ازبیکن قاعدہ [illegible]

۲۔ مقدمات دارالامرا۔ ۴۴۔۴۵۔ ۱۱ کومنس بینچ ۱۱۲۔ ۲ اسپیکر ۳۹۵۔ ۱۰ اسپیکر ۷۶۔

۳ ڈائجسٹ حوالہ مذکورۂ بالا۔ اصول متعارفۂ قانون ازبیکن۔ قاعدہ ۲۲۔ چیمبر دیٹج اسٹون ۲۱۔ ۱۱۔ اڈالفس وایلس ۹۹۰۔ ۶ کومنس بینچ ۲۸۰۔

۴ ڈائجسٹ کتاب ۴۴ عنوان ۴۔ مقدمہ مجموعۂ قانون کلیسائی از گلبرٹ۔ حصۂ آخری۔ صفحات ۲۷ و ۲۸۔

۵ اس امر کے متعلق کہ عدالتی افعال پر فریب کی بنا پر اعتراض کئے جاسکتے ہیں: دیکھیے نیچے دفعہ ۶۹۵۔

۶ اصول متعارفۂ قانون ازبیکن قاعدہ ۲۲۔

۷ میقات ہکلس ۳۰ ایڈورڈ سوم ۳۲۔ ۱۴ ہنری ہشتم صفحہ ۸۔ الف۔ ۲۹ ہنری ششم ۵۰۔ قاعدہ ۱۵۔ اپیل رپورٹس ۵۴۶۔

۸ ۱۰ الکن ۵۴ الف۔

۹ ۲ مدلس رپورٹس ۱۴۔

۱۰ اصول متعارفۂ قانون ازبیکن قاعدہ (۱)۔

خود اپنے فریب کو پیش کرکے دستاویز کو بے اثر امر مانع تقریر مخالف کی وجہ سے نہیں کرسکتا[1]۔ اور نہ وہ لوگ کروا سکتے ہیں جو اس کے ذریعے سے دعویدار ہوتے ہیں۔ اور جبر یا دھمکیوں کی شکل میں بھی یہی اصول[2] ہے۔ ہمارے قانون کے علاوہ دوسرے ممالک کے قوانین میں بھی یہی اصول پائے جاتے ہیں[3]۔

کوئی قانون اس سے زیادہ منصفانہ نہیں کہ جرائم پیشہ خود اپنے افعال ہی سے ہلاک ہوجائیں۔

دفعہ ۲۲۸: ایک دوسرا استثنیٰ رواج کی شہادت کا قابل ادخال ہوتا ہے۔ "رواج سے تمام معاملات کی توضیح ہوتی ہے[4]"۔ "رواج معاملات کا بہترین ہادی ہوتا ہے[5]"۔ "مقامی رواج کی پابندی کرنی چاہئے[6]"۔ "اس موضوع کے اکثر مقدمات اصول متعارفہ قانون مصنفہ بروم[7] میں یکجا ملیں گے۔ اور وہ عام اصول جن کی بنا پر یہ قابل ادخال ہے وضاحت کے ساتھ

---

[1] "شہادت" مصنفہ فلیس جلد ۲ صفحہ ۲۰۳۔ تیچے دفعات ۴۵۳ تا ۴۵۶۔

[2] براکٹن کتاب ۲ باب ۵ صفحہ ۱۵ ب۔ ڈایر صفحہ ۳۴۳ ب۔ قاعدہ ۵۶۔ بلوڈن صفحہ ۱۹۔ شیپرڈ ٹچ اسٹون ۶۱ تا ۶۰ الی بنام ہاک ہارس ۳ میسن و ولزلی صفحہ ۲۰۵۔ از پارک جج۔

[3] ڈائجسٹ کتاب ۴ عنوان ۲۔ مجموعہ قانون روما کتاب ۸ عنوان ۳۸ دفعہ ۲۰۔ اصول قانون کلیسائی از لانسی لوٹس کتاب ۲۔ عنوان ۲۵۔ دفعہ ۱۳۔ قانون روما اندڈ حصہ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ دفعہ ۲ ضمن ۵ مجموعہ قانون فرانس کتاب ۳۔ عنوان ۳ باب ۶ دفعہ ۳۔ (۲) فقرہ ۱۳۵۲۔ کتاب شہادت از بانیٹے دفعہ ۲۴۲ وغیرہ۔

[4] ہنری بلاکسٹن جلد ۱ صفحہ ۵۵۔

[5] انسٹیٹیوٹ کتاب ۲ صفحہ ۲۸۲ اصول متعارفہ قانون طبع ہفتم صفحہ ۹۹۰۔ مصنفہ بروم

[6] شلفش از کک صفحہ ۲۲۹۔ ب

[7] ککک ۷۰۔ الف، ایضاً ۱۰۰ الف، ایضاً ۱۴۰۔ الف۔

[8] صفحات ۸۴۲۔ ۹۶۰۔ طبع چہارم۔

شہادت مصنفۂ فلپس (Phillips) میں اس طرح قرار دیے گئے ہیں:-

"تحریری دستاویزات کی تعبیر کے لیے رواج کی شہادت قابل ادخال قرار دی گئی ہے۔ یہ شہادت ان الفاظ کی توضیح یا تکمیل کے لیے منظور کی جاتی ہے۔ جو تجارتی معاہدات یا دستاویزات بیمہ۔ دستاویزات قابل بیع و شرئی یا اسی قسم کی دوسری تحریرات میں مستعمل ہوتے ہیں ——— اور جن کو فریقین اور وہ تمام اشخاص جو تجارتی معاملات میں ان پر عمل کرتے ہیں اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن جو ایک عام شخص کے لیے ناقابل فہم اور بعض وقت تو ایک غیر زبان معلوم ہوتے ہیں۔ جن پر فریقین کا عمل کرنا فرض کیا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح پر تعبیر کئے جانے کے بعد الفاظ کے جو معنی ہوتے ہیں انھیں کو وہ صحیح و مناسب معنی سمجھنا چاہئے جو فریقین کے مقصود تھے"[1]

لیکن رواج کے قابل ادخال ہونے کے اصول کو ہمیشہ اس ترمیم کے ساتھ قبول کرنا چاہئے کہ اس کی شہادت تحریری معاہدے کے مغایر یا مخالف نہیں ہے۔ اس کی رو سے کبھی تحریری دستاویز میں تبدیلی یا اس کی تردید صراحتاً ہو کہ معناً نہیں ہونے دینی چاہئے۔ اسی لیے جب قدیم منشورات کی زبان قدامت کی وجہ سے دشوار یا اس کی تعبیر مشکل ہو جائے تو گوان کے تحت جو مسلسل و یادسے باہر عمل و رواج رہا ہو۔ اس سے مدد لی جاتی ہے لیکن منشور کے صریحی احکام کی تردید یا تجدید میں ایسے ۲۱۳

[1] شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ طبع دہم۔ نیز دیکھئے شہادت از اشار کی صفحہ ۳۶۱ طبع سوم۔ کر کنر بنام وِنس ۱۲ مور پریوی کونسل کیسیس صفحات ۳۶۱۔ ۳۹۹۔ تعبیر دستاویزات میں رواج کے اطلاق کے متعلق مقدمات اور موجودہ قانون کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ فپن صفحہ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۴ اور رواج کے دوسرے اغراض کے لیے قابل ادخال ہونے کے لیے دیکھو ایضاً صفحہ ۱۰۰۱۔

[2] پائیک بنام آنگلے۔ ۱۰ اکوینس بنچ ڈیویژن ۷۰۰ عدالت مرافعہ

رواج کی شہادت کبھی متصور نہیں ہوسکتی[1]۔ اور آخر میں ملحوظ رکھئے کہ معاہدے سے جو قانونی نتیجہ متعلق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اگر وہ غیر معقول یا ناجائز ہوتا ہے تو رواج کی شہادت کے ذریعے سے معاہدے سے متعلق نہیں کیا جاسکتا[2]۔

دفعہ ۲۲۹: یہ ہر ملک کے علم اصول قانون کا اصول معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز کے علانیہ خامیوں یا نقائص سے مثلاً سطروں کی درمیانی لکھت یا اس کے حروف مٹانے سے دستاویز بے اثر نہیں ہوجاتی ہے۔ سوائے[3] اس کے کہ یہ خامیاں اس کے کسی جزو اہم سے متعلق ہوں۔ ہماری ایک قدیم کتاب میں قرار دیا گیا ہے کہ "سطروں کی درمیانی لکھت کے متعلق اگر اس کے خلاف کچھ شبہہ نہ ہوتا ہو تو قیاس کیا جائے گا کہ وہ تحریر دستاویز کے وقت کے ہیں۔ بعد کے نہیں[4]۔" دوسرے اساتذہ اس نظریے کو حروف مٹانے کی حد تک بھی وسیع کرتے ہیں[5]۔ اور عدالت کوینس بنچ (Court of Queen's Bench) نے ان دونوں قراردادوں کی توثیق

[1] نارتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی بنام ہیسٹنگس ۱۹۰۱ء مقدمات مرافعہ صفحہ ۲۶۰۔

[2] بلاکیرن بنام جینن ۲۸ لاٹائمز ۱۰۵۔ پری بنام برنٹ ۱۵ کوئنس بنچ ۳۸۸۔

[3] ثبوت قطعی از ماسکارڈس صفحہ ۲۰۶ - ۲۸۴۔ اصول قانون کلیسائی مصنفہ لانسی لوش کتاب ۳ عنوان ۳۱۔ دفعہ ۳۴۔ اصول قانون کلیسائی مصنفہ ڈیوش کتاب ۳ عنوان ۹۔ دفعہ ۲۱ طبع پنجم۔ فلٹیا کتاب ۲۔ باب ۳۴ دفعہ ۵۔ بٹلش ازکگ صفحہ ۲۱۵۔ ب۔ ۱۰ الک ۲۹ ب کروک عہد چارلس ۳۹۹۔ قانون شہادت برا سکاٹ لینڈ مصنفہ ڈکسن صفحہ ۹۰۷ ایتعدر میگاٹ (۱۱ کگس رپورٹ ۳۶۶) کہ اس قدیم اصول کو کہ اس شخص کے ہاتھ سے دستاویز میں تبدیلی گو یہ غیر اہم الفاظ ہی میں کیوں نہ ہو جو دستاویز سے مستفید ہوتا ہے دستاویز کو کالعدم کردیتی ہے۔ قانون نہ ہونا قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھئے الڈس بنام کارنول۔ لارپورٹ ۳ کوئنس بنچ ۵۷۳-۵۷۹۔)

[4] ٹروول بنام کاسل۔ ا کیبل ۲۱ (د) (Trowel v. Castle, I Keb. 21) ــــ جس میں کتاب "کگ برٹلشن" اڈیٹر بٹلر کے صفحہ ۲۲۵ ب۔ نوٹ (۱) کو تسلیم کرلیا گیا۔

[5] شیپرڈ ٹچ اسٹون ۶۸ نوٹ (۱) طبع ہشتم۔

کردی ہے[۱]۔ لیکن کسی مشتبہ مقام پر حروف کی تبدیلی یا مٹنے کی توضیح اس فریق کو کرنی چاہئے جو دستاویز کی تعمیل کرانا چاہتا ہو۔ یہ قدیم ترین زمانے سے قانون رہا ہے[۲]۔ اور اس اصول کو آج کل بھی پوری طرح تسلیم کیا جاتا ہے[۳]۔ خصوصاً جب کہ تبدیلی سے دستاویز کے مطلوبہ اسٹامپ پر اثر پڑتا ہو[۴]۔ لیکن اس کل مضمون پر بہت سی بندشات و قیود لگائے گئے ہیں[۵]۔ اور وصیت ناموں میں تو قیاس برعکس ہی ہوتا ہے ——— اور اصول یہ ہے کہ قانون وصیت نامجات ۱۸۳۷ء۔ ولیم چہارم ۱۔ وکٹوریا باب ۲۶ دفعہ ۲۱ کا لحاظ کرتے ہوئے بارِ ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے۔ جو وصیت نامے کی عبارت میں کسی تبدیلی سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ وہ ایسی شہادت پیش کرے جس سے جوری نتیجہ نکال سکے کہ عبارت میں یہ تبدیلی تکمیل وصیت نامے سے پہلے ہوئی تھی[۶]۔ ص ۲۱۴

دفعہ ۲۳۰ : مختلف قوانین پارلیمنٹ ——— جن کو پہلے قانون اسٹامپ ۱۸۷۰ء ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۹۷ اور پھر قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء ۵۴ و ۵۵

[۱] ڈوڈی ناٹم بنام کیٹا مور (Doe d. Tatum v. Catomore) ۱۶ کوینس بنچ ۷۴۵۔ نیز دیکھئے از لارڈ کرانورتھ وائس چانسلر بمقدمہ سمنر بنام روڈل یمن رپورٹس سلسلۂ نو صفحہ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ جلد ۱۔

[۲] ۱۔ ایڈورڈ سوم ۱۸ قاعدہ ۳۳۔ اور ۲۷ قاعدہ ۱۳۔

[۳] ارل آف فالمتھ بنام رابرٹس ۱۸۴۲ء۔ میسن و ولزبی ۴۶۹ — ۱۰ رسل وریان ۹۰۷۔

[۴] نایٹ بنام کلیمنٹ ۸ اڈولفس والیس صفحہ ۲۱۵۔ ۷ رسل وریان ۵۹۳۔

[۵] شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۸۱۹ تا ۱۸۳۰۔ ڈاویڈسن بنام کوپر ۱۱ میسن وولزبی ۷۷۸۔ ۱۳۔ ایضاً ۳۴۳۔ ۶۸ رسل وریان ۶۳۰۔

[۶] ڈوڈی شل کراس بنام پامر ۱۶ کوینس بنچ ۷۴۷۔ ۱۵۵ ان دی گڈس آف سائکس (In the goods of Sykes) لا رپورٹ ۳ پروبیٹ و ڈیورس ۲۶ سمنر بنام روڈل یمن سلسلۂ نو ۱۲۲۔ لیکن شہادت بلا واسطہ نہ ہونے کی وجہ سے عدالت عبارت میں تبدیلی کی نوعیت اور خود دستاویز کی داخلی شہادت پر غور کرنے سے باز نہیں رکھی جاسکتی۔ از وائلڈ جسٹس بمقدمہ ان دی گڈس آف کیاج

وکٹوریا باب ۹۱ ؁[1] نے مدوّن کیا ـــــ کی رو سے اکثر دستاویزات کے قابل ادخال ہونے کی شرط مقدم مملکت کے پہلے سے ایک رقم کی ادائی ہے۔ جس کی رسید "اسٹامپ" سے ظاہر ہوتی ہے۔ چار امور کو ذہن نشین رکھنا چاہئے:-

(۱) اس دستاویز کے متعلق جو گم ہوگئی ہے[2]۔ یا جو اطلاع دینے کے باوجود پیش نہیں ہوئی ہے[3]۔ اگر اس کے خلاف شہادت نہ ہو تو قیاس ہوتا ہے کہ اس پر حسب ضابطہ اسٹامپ تھا[4]۔

(۲) جس اسٹامپ کے دستاویز پر چسپاں کرنے کا حکم ہوتا ہے وہ "وہ اسٹامپ ہوتا ہے۔ جو تکمیل دستاویزات کے وقت قانوناً ضروری تھا۔

(۳) فوجداری کارروائیوں میں اسٹامپ ضروری نہیں ہوتا ہے[5]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: لا رپورٹ اپرویٹ وڈیورس ۳۴۳۔ ۵۴۵۔

[1] دیکھئے قوانین موضوعہ از چہٹی عنوان اسٹامپ۔

[2] پولی بنام گاڈون۔ ۳ اڈالفس واایلس ۹۴۔ ہارٹ بنام ہارٹ ۱۔ ہیر۔ املک بنام باشندگان لانگ بک بی ۱۸۵۰ء ۱۱ ایسٹ ۵۴۔ ۸ رسل وریان ۵۹۵۔

[3] کلاسماڈیوک بنام کیارل (Closmadeuc v. Carrel) ۱۸ کامن بنچ ۳۶۔ نیز دیکھئے مقدمہ براڈلا بنام ذی رن۔ لا رپورٹ ۲ کامن پلیس ۲۸۶۔ اس قیاس کے متعلق جو دستاویز اسٹامپ شدہ ہوتی ہے اس پر اسٹامپ مناسب اور صحیح وقت پر لگایا جاتا ہے۔

[4] اگر اس امر کی قابل اطمینان شہادت دی جاتی ہے کہ تکمیل کے بعد کسی وقت وہ دستاویز غیر اسٹامپ شدہ تھی تو یہ قیاس ختم ہو جاتا ہے۔ میرین انوسمنٹ کمپنی بنام ہیوی سائڈ (Marine) (Investment Co v. Heaviside.) ۱۸۷۰ء۔ لا رپورٹ ۵ دارالامرا ۶۲۴۔

[5] قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء دفعہ ۱۴ ایکٹ ۱۸۷۰ء کے قانون سے پہلے قانون جداگانہ تھا۔ دیکھئے ڈیکن بنام پنیال (Deakin v. Penniall). ۲ اکسچکر ۳۲۰۔

[6] قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء دفعہ ۱۴۔

(۴) چونکہ معمولاً از روئے قانون یہ ضروری ہوتا ہے کہ دستاویزات پر ان کی تکمیل کے وقت اسٹامپ لگائے جائیں۔ اس لیے قبل اس کے کہ غیر اسٹامپ شدہ دستاویزات شہادت میں قبول کیے جائیں۔ اسٹامپ کے علاوہ دگنا۔ اور بعض صورتوں میں سہ گونہ تاوان ادا کرنا لازم ہے[1]۔

قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء اور اس سے ماقبل قوانین کے تحت کوئی غیر اسٹامپ شدہ دستاویز بعض اغراض کے لیے شہادت تصور کی جاتی تھی۔ مثلاً کسی ایسے معاملے میں فریب یا کوئی خلاف ص ۲۱۵
قانون امر ثابت کرنے کے لیے جس کا جزو یہ دستاویز بھی ہوتی تھی[2]۔ لیکن قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء کی رو سے یہ نیا حکم ہے کہ سوائے فوجداری کارروائیوں کے غیر اسٹامپ شدہ دستاویز کسی بھی غرض کے لیے شہادت میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

لیکن اس حکم کے سخت الفاظ کے باوجود اب یہ طے شدہ عملدرآمد ہے کہ ایک غیر اسٹامپ شدہ دستاویز شہادت میں ایسی صورت میں قابل ادخال ہوتی ہے جس میں فیصلے کے بعد کوئی حکم دیا جاتا ہے۔ اگر فریقین مقدمہ نہیں بلکہ سالیسٹرس جو عہدہ دار عدالت ہوتے ہیں شخصی طور پر ذمہ لیتے ہیں کہ حکم کی تیاری سے پہلے اس پر اسٹامپ لگا کر پیش کریں گے۔ اور ایک مقدمے میں اسٹامپ کی مالیت زیر تصفیہ تھی۔ قرار دیا گیا کہ ایک غیر اسٹامپ شدہ معاہدے کی نقل پر عدالت نظر ڈال سکتی ہے۔ اس کو معاہدہ

[1] قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء دفعہ ۱۴۔

[2] کاملک بنام بادرم جیمسن وولزلی ۲۶۱/۱۔

[3] ان ری کولگارڈی گولڈ فیلڈس محدود (Coolgardie Goldfields Ltd.)۔ ۱۸۹۹ء۔ اپ [illegible]
۴۷۵۔ از کزنس ہارڈی جسٹس (Cozena-Hardy, J)

تصور کرتے ہوئے نہیں بلکہ صرف شرائط معاہدہ کا مسودہ سمجھتے ہوئے[1] اسی طرح ایک غیر اسٹامپ شدہ معاہدہ گواہ کے حافظے کو تازہ کرنے کے لیے بھی منظور کیا گیا ہے[2]۔

---

[1] میس بنام موٹر ٹراکشن کمپنی ۱۹۰۱ء اچانسری ۴۱۰ (Buckley, J.) ازبکلے جسٹس۔

[2] بریچل بنام بلو۔ ۱۸۹۶ء ۱۔ کوئنس بنچ ۳۲۵۔

ص۲۱۶

بابِ دوم

ثبوت خط

دفعہ ۲۳۲ : اس باب میں ہم ایک ایسی قسم کے ثبوت پر غور کریں گے جو ناگزیر طور پر عدالتی کارروائیوں میں بہت درکار ہوتا ہے۔ جس میں دشواریاں بہت ہیں اور جو ہر زمانے میں قانون سازوں ۔ مقننوں واہل پیشہ حضرات کے لیے پریشانی کا باعث رہا ہے یعنی ثبوت خط ہم ان صورتوں کا ذکر نہیں کر رہے ہیں۔ جن میں یہ واقعہ کہ کوئی خاص

۱؎ اس باب کا بڑا حصہ مسٹر لیسٹ کے اُس مضمون سے لیا گیا ہے جو انھوں نے "منتھلی میگزین" جلد ۷ صفحہ ۱۲۰ میں لکھا تھا۔

"خط سے متعلق قانون روما کے اصول ناول ۱/۲ میں مرقوم ہیں اور جس کی تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس واسطے وضع ہوا تھا کہ جعلی خط بنائے جاتے تھے اور آرمینیا میں ایک نہایت ہی مشکل مقدمہ پیش آیا تھا رومیوں کے عملدرآمد کے لیے قاری کو حسب ذیل کتابوں کی ہدایت کی جاتی ہے۔ کوجیکیس (Cujacius) ناول ۲،۷ میں۔ مقدمۂ قانون روما مصنفۂ ویسیریس کتاب ۲۲ عنوان ۴ نوٹ ۱۶ و ۲۰ (Voet. et. Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۴ نوٹ ۱۱۔ ثبوت قطعی مصنفۂ ماسکارڈس صفحہ ۴۸۵ - ۲۲۰ - ۲۳۱ - اور آرڈو جوڈیسیر مصنفۂ آٹن (Oughton, Ordo Judicior.) عنوان ۲۲۵ - واضعان مجموعۂ قانون نپولین کو بھی اس مضمون کی دشواریوں کا پورا احساس تھا ۔

صـ۲۱۲ دستاویز تحریر کی گئی۔ گواہان رویت یا اقبال فریقین سے[۱] ثابت کیا جاتا
یا حالات سے نتیج ہوتا ہے۔ بلکہ ان صورتوں کا جن میں کسی خاص دستاویز
کے کسی خاص شخص کے خط میں ہونے یا نہ ہونے کے متعلق رائے اس مشابہت
یا مغائرت پر موقوف ہوتی ہے جو اس شخص کے خط اور دستاویز کے
مبینہ کاتب کے خط میں ہوتی ہے۔ اور جس سے واقفیت دستاویز سے
سوا ذرایع سے حاصل کی جاتی ہے یہ قراینی مادی شہادت کی ایک نوع ہے[۲]
اور مثل دوسرے انواع قراینی شہادت کے شہادت بلا واسطہ کے مقابلے
میں ثانوی درجہ نہیں رکھتی ہے[۳]۔ اسی لیے زیر بحث قسم کی شہادت اچھی طرح
قابل ادخال ہوتی ہے۔ گو مبینہ دستاویز کے کاتب کا اس امر کی بابت اظہار
نہیں لیا جاتا ہے کہ کیا اس نے وہ دستاویز لکھی ہے یا نہیں[۴] اور
یہ اس صورت میں بھی جب وہ عدالت میں موجود ہو۔ گو اس کے
اظہار نہ دلوانے کا واقعہ جیوری کو اچھی طرح جتلا دیا جائے گا۔ کوئی دستاویز
جو کلیۃً کسی فریق کے خط میں ہوتی ہے۔ "خود خطی یا خود تحریری" دستاویز
کہلاتی ہے۔ اور جب وہ کسی دوسرے شخص کے خط میں ہوتی ہے تو اس کو
صرف "دستخطی" کہتے ہیں۔ اور جب اس پر صرف صلیب کی یا کوئی اور
علامت بنائی جاتی ہے[۵]۔ تو علامتی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ اور انھوں نے گو مقابلے کے ذریعے سے ثبوت خط کو تسلیم کیا ہے لیکن جس
نمونے سے مقابلہ کیا جائے گا اس کی صحت کے یقینی ہونے کے متعلق بہت سی احتیاطیں وضع کی ہیں۔
مجموعہ ضابطۂ دیوانی حصہ اول کتاب ۲ عنوان ۱۰ دفعہ ۱۹۳ تا ۲۱۳ "متعلق تصحیح خط یا تحریر"۔

۱؎ عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۲ صفحہ ۲۶۰۔

۲؎ ایلس بنام ڈیمس ۱۵۹۲ء پلوڈنس ۱۱۲۔

۳؎ ملک بنام ... ۲ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۱۰۰۲۔ ملک بنام ماک گوایر۔ ایضاً
دی بنک پراسیکیوشنز رسل اور یان کراؤن کیس ۳۷۸۔

۴؎ عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱۔

دفعہ ۲۳۳: نظری نقطۂ نظر سے یہ امر صاف طور پر واضح ہے کہ کسی خط کے اصلی ہونے کے متعلق رائے جو اس کے مبینہ کاتب کے خط سے مشابہت یا مغایرت پر مبنی ہوتی ہے۔ ذیل کے کسی ایک طریقے سے قایم کی جاتی ہے:۔ (۱) اس شخص کے خط کی عام نوعیت کے متعلق سابقہ مواقع، پر اس کو لکھتا دیکھ کر ذہن میں ایک معیار قایم کر لیا جاتا ہے۔ جس سے نزاعی دستاویز کے خط کا ذہنی طور پر مقابلہ کیا جاتا ہے۔ (۲) کوئی شخص جو دستاویز کے مبینہ کاتب کو کبھی لکھتا ہوا نہ دیکھا ہو ایسا ہی ایک معیار اس سے تحریری مراسلات کرنے یا ایسی تحریروں کو دیکھنے سے جن کے متعلق اس کی تحریر ہونے کا قیاس کرنے کی معقول وجہ ہوتی ہے۔ ذہن میں قایم کر لیتا ہے۔ (۳) کسی دستاویز کے خط کے اصلی ہونے کے متعلق رائے (بغیر کسی سابقہ معلومات کے) اس کا اور دوسرے دستاویزات کے خط کا جن کے متعلق اچھی طرح معلوم ہے یا جن کے متعلق اقبال کیا گیا ہے کہ وہ فریق کے لکھے ہوئے ہیں۔ (لیکن جواب پہلی دفعہ گواہ کے سامنے پیش ہیں) مقابلہ کرنے سے۔ ثبوت کے ان تین طریقوں کو ــــ جن کی وقعت اور قابل ادخال ہونے پر ہم اسی ترتیب سے غور کریں گے ــــ صحیح طور پر علی الترتیب موسوم کیا گیا ہے کہ وہ "خط
صـ ۲۱۸ کو دیکھنے کی بنا پر قیاس"، "کاتب کو دیکھنے کے بغیر اس کے خط کو دیکھنے کی بنا پر قیاس" "خط کے مقابلے سے قیاس" ہوتے ہیں[۱]۔

دفعہ ۲۳۴: "خط کو دیکھنے کی بنا پر قیاس" کے ذریعے سے ثبوت کا اصول صاف اور طے شدہ ہے۔ یعنی یہ کہ کوئی شخص بھی جس نے کبھی دستاویز کے مبینہ کاتب کو ایسا لکھتا دیکھا ہو کہ اس کے خط کی عام نوعیت

---

[۱] عدالتی شہادت مصنفہ ہنتم جلد ۲ صفحہ ۵۹۰-۵۹۱۔

کے متعلق اس کے ذہن میں ایک معیار قایم ہو گیا ہو۔ اس امر کے متعلق گواہی دینے کے قابل ہے کہ آیا اس کو یقین ہے کہ نزاعی دستاویز کا خط اسی شخص کا خط ہے یا نہیں[1]۔ فریق کو صرف ایک وقت لکھتے دیکھنا چاہیے یہ کتنی ہی مدت پہلے ہو[2] یا صرف اس کو دستخط کرتے ہوئے دیکھنا یا بلکہ صرف اپنا سر نام (خاندانی نام) لکھتے دیکھنا[3]۔ بھی شہادت کو قابل ادخال کر دینے کافی ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ شہادت کمزور ہوگی۔ اس کا تذکرہ جیوری سے کر دینا چاہئے[4]۔ جب کوئی شخص جس کو لکھنا نہ آتا ہو۔ دستاویز پر دستخط کرنا چاہتا ہے تو دوسرا شخص اس کا نام لکھ دیتا ہے۔ اور اس کو وہ شخص اس کے قریب کوئی علامت معمولاً صلیب کا نشان بنا کر اپنے دستخط کر لیتا ہے۔ یہاں ظاہر ہے کہ ثبوت کی دشواریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ بنتھم کہتے ہیں[6]۔ کہ دستخط کے علامتی طریقے میں دوسرے دو طریقوں کے جو بھی تحفظ (یعنی خود خطی طریقے میں جزاً یا کلاً جعلی ہونے اور دستخطی طریقے میں کلاً جعلی ہونے کے خلاف تحفظات) ہوتے ہیں وہ علانیہ طور پر مفقود ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک شخص کے بنائے ہوئے صلیب کے نشان (معمولی علامت) میں اور کسی دوسرے شخص کے بنائے ہوئے

---

[1] مقدمہ ڈی لاموٹ ۲۱ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۸۱۰۔ انگلش بنام کنگسٹن ۸ ویسی ۴۷۳۔ ۴ ، ۷ بیوس بنام ہاہیو۔ ا موڈی و مالکن رپورٹس (M & Mie,Moody & Malkin Rep.) و ۳ ولمان بنام وارل ۸ کارنگٹن و پین ۳۰۰۔ نیز گاریس بنام الگزنڈر ۴ اسپنیاس ۴۲۷۔

[2] ولماں بنام وارل ۸ کارنگٹن و پین ۳۰۰۔ شہادت مصنفہ فلپس و ایماس ۲۹ ۶ نیز دیکھئے وارن بنام اینڈرسن ۸ اسکاٹ ۳۸۴۔

[3] ملک بنام ہارن ٹوک ۲۵ ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس ۷۲۰ انگلش بنام کنگسٹن ۸ ویسی ۴۷۴۔ از لارڈ ایلڈن۔

[4] گاریس بنام الگزنڈر ۴ اسپنیاس ۴۲۷۔ ولمان بنام وارل حوالہ مذکور۔

[5] بیوس بنام ساہیو ا موڈی و مالکن رپورٹس ۴۹۔ اس کی رو سے پاول بنام فورڈ ۲ اسٹار کی ۱۶۴ منسوخ ہوا۔

[6] عدالتی شہادت از بنتھم جلد (۲) صفحہ ۱۴۸۔

نشان صلیب میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اور اسی لیے اس میں مادی شہادت کا جزو مفقود ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اس طریق تصدیق کا اطلاق سوائے عمل کو تسلیم کرنے کے کچھ نہیں۔ لیکن مہتمم نے اس بیان میں کسی قدر مبالغہ ضرور کیا ہے کیونکہ جب تک کوئی ایسا امر موجود نہ ہو جو اس نشان کو اس شخص کا بنایا ہوا شناخت نہ کر دے۔ یہ شہادت ہی ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ دراصل اصولاً اس طریق ثبوت کو "خط کو دیکھنے کی بنا پر قیاس" کے دوسرے اشکال سے فرق کرنا دشوار ہے۔ ایک مقدمے میں[1] ایک ہنڈی کی تحریر ظہری کو جو اے۔ ایم (.A. M) نے ایک علامت کے ذریعے سے کی تھی ثابت کرنے کے لیے ایک گواہ کو طلب کیا گیا۔ اس نے بیان کیا کہ اس نے اے۔ ایم (عورت) کو نشان یا علامت بناتے اور اس طرح سے دستاویزات پر دستخط کرتے ہوئے اکثر دیکھا ہے۔ اور اس نے علامت کی کوئی خصوصیت بھی بیان کی۔ ٹینڈل جسٹس (.Tindal, J) نے تھوڑے سے پس وپیش کے بعد اس شہادت کو کافی قرار دیا۔ عدالت نصفت میں بھی ایک متوفی شخص کے ذمے ایک شخص ڈبلیو۔ پی۔ (.W. P) کے قرض کو ثابت کرنے اور قرض کو قانون میعاد سماعت کی میعاد سے محفوظ کرنے متوفی کے تحریر کردہ رسید پیش کیے گئے۔ جن پر ڈبلیو۔ پی۔ کے عیسائی و خاندانی نام تحریر اور ان کے درمیان ایک نشان صلیب تھا۔ ایک حلف نامہ بھی پیش کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ پی۔ علامات کے ذریعے سے دستخط کیا کرتا تھا۔ اور یہ کہ نزاعی دستاویزات پر علامات یا نشانات ڈبلیو۔ پی۔ کے علامات یا نشانات تھے۔ جن کو وہ بجائے دستخط استعمال کرتا تھا۔ شاڈول وایس چانسلر (.Shadwell, V. C) نے دستخط　صفحہ ۲۱۹

[1] جارج بنام سہرے اسوڈی و مالکن ۱۶ ص ۵۱۶۔ دیکھئے فیصلۂ پارک جج بمقدمہ بسایر بنام گلاسپ سنہ ۱۸۳۲ء ۱۲ جورسٹ ص ۶۵۴۔ ۶۰ رسل و ریان ۳۲۲۔

کے اس ثبوت کو کافی سمجھا[1]۔

دفعہ ۲۳۵: مقدمہ ڈوڈی مڈ بنام سکرمور (Doe d. Mudd v Suckermore.) میں پاٹیسن جسٹس (Patteson, J.) نے "لکھنے والے کو دیکھے بغیر اس کے خط کو دیکھنے کی بنا پر قیاس کے عملدرآمد کو وضاحت سے اس طرح بیان کیا ہے کہ:-

"وہ علم (یعنی خط کا) اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ گواہ نے خطوط یا اور دستاویزات اس فریق کے خط میں دیکھے ہیں۔ اور بعد میں ان خطوط یا دستاویزات کے مضامین کے متعلق اس فریق سے ذاتی طور پر مراسلت کی ہے۔ یا اور طرح سے ان پر عمل کیا ہے۔ تحریری جوابات بھیجے ہیں۔ جن سے مزید مراسلت ہوئی ہے یا ان سے متعلق کسی امر کی بابت فریق نے خاموشی سے رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ یا یہ کہ گواہ نے ان خطوط سے متعلق فریق کا کوئی کام انجام دیا ہے۔ یا فریق اور گواہ کے درمیان کسی اور طریقے پر مراسلت ہوئی ہے۔ جن سے کاروبارِ زندگی کے معمولی طریقے پر معقول قیاس پیدا ہوتا ہے کہ وہ خطوط یا دستاویزات فریق کے خط میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر گواہ کو فریق سے ذاتی واقفیت نہ ہو تو فریق کے شناخت کی شہادت

[1] پیری بنام ڈکر ۱۳ اجورسٹ ۹۹۷۔ نیز دیکھئے بیکر بنام ڈننگ ۱۸۳۹ء ۱۰ ڈالفس و ایلس ۹۲ - ۲۷۔ رسل و ریان ۷۰۵۔۲۔ ان دی گڈس آف برائس ۲ کرٹس ۳۲۵۔

[2] ۵ ڈالفس و ایلس ۷۰۳۔ ۷۳۰۔ رسل و ریان ۵۳۳۔ نیز دیکھئے لارڈ فیرس بنام شرلے۔ بلیک ۱۹۵۔ کیری بنام پٹ ۲ پیک۔ ۱۳۰۔ ۴ رسل و ریان ۸۹۵۔

علٰحدہ دی جائے گی"۔

لیکن جہاں تک شہادت کے قابل ادخال ہونے کا تعلق ہے فریق[1] کے لکھے ہوئے کاغذات کی تعداد کلیۃً غیر اہم ہوتی ہے۔ اور نہ اس مقصد کے لیے یہ قطعاً ضروری ہے کہ اس مراسلت کی بنا پر گواہ نے کوئی فعل کیا یا کوئی کام انجام دیا ہو مقدمۂ دوڈی مذ بنام سکرمور میں لارڈ ڈنمان (Lord Denman) نے کہا کہ "منشی جو ہمیشہ خطوط پڑھتے رہتا ہے اور دلاّل جس سے ان کے متعلق مشورہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس امر کا فیصلہ کرنے کے قابل ہیں کہ کیا کوئی دوسرے دستخط ان خطوط کے لکھنے والے کے ہیں۔ جس طرح کے وہ تاجر قابل ہوتا ہے جس کو یہ خطوط لکھے جاتے ہیں۔ نوکر کو جو دوسروں کے نام میرے خطوط عادۃً لے جایا کرتا ہے میرے خط کے پہچاننے کا موقع حاصل رہتا ہے گو اس نے مجھے کبھی لکھتا نہ دیکھا ہو۔ اس کو میں نے کبھی کوئی خط نہ لکھا ہو"[2]

صفحہ ۲۲۰

دفعہ ۲۳۶: لیکن خط کے مذکورۂ بالا کسی بھی طریقۂ ثبوت کے لیے یہ ضروری ہے کہ واقفیت اس خاص موقع کے لیے حاصل نہیں کی جانی چاہئے جس پر شہادت دی جاتی ہے[3]۔ ایک مقدمے میں سوال یہ تھا کہ کیا ایک ہنڈی کی تحریر جس سے اس کو مدعی علیہ کا قبول کرنا ظاہر ہوتا تھا اصلی ہے یا نہیں۔ ایک گواہ کی شہادت پیش ہوئی کہ اس نے مقدمے سے پہلے مدعی علیہ کو متعدد مرتبہ اپنا نام لکھتے ہوئے دیکھا ہے ___ اور مدعی علیہ نے اپنا نام اس لیے لکھا تھا کہ گواہ کو اپنا نام لکھنے کا صحیح طریقہ

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس دا پاس ۶۹۳۔

[2] ایضاً شہادت مصنفہ اسٹارکی صفحہ ۴۸ ۵۔ نوٹ (ایم) طبع سوم۔ جلد دوم

[3] ۲۶۴ ء ۱۸۵۲ اڈ ولفس وایلس ۳ - ۷ - ۴۴ رسل وریان ۵۳۳

[4] دیکھئے فیصلہ جات پاٹیسن وکولرج جسٹس بمقدمۂ ڈوڈی مذ بنام سکرمور۔ بحوالۂ مذکورہ۔

بتلائے تاکہ وہ ہنڈی کی مبینہ قبولیت سے اس کو فرق کر سکے
لارڈ کین ین (Lord Kenyon) نے اس شہادت کو نامنظور کر دیا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ مدعی علیہ نے اپنا نام عمداً معمولی طریقے سے جدا طریقے پر لکھا ہو۔[1] اسی طرح جب پالان ایک تحویف آمیز خط کے لکھنے کا تھا۔ اور اس خط کو ملزم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ثابت کرنے والا گواہ وہ پولس کا جوان تھا جس کو خط کی وصولی اور شبہے کے پیدا ہو جانے کے بعد انسپکٹر نے ملزم کے پاس اس کو کچھ روپیہ دینے اور رسید حاصل کرنے بھیجا تھا۔ تاکہ وہ اس کو لکھتا دیکھ کر اس کے خط سے واقف ہو جائے۔ مال جسٹس (Maule, J.) نے اس جوان کی شہادت کو اس بنا پر نامنظور کر دیا کہ "جو واقفیت ایسے خاص مقصد کے لیے اور ایسے تعصب کے ساتھ حاصل کی گئی ہو ایسی نہیں ہوتی ہے کہ اس کی بنا پر کوئی شخص مثل ماہر کے گواہی دینے کے قابل ہو جائے"[2]

دفعہ ۲۲۷: ایک مسئلہ یہ ہے کہ کیا کسی گواہ کو جو لکھتا دیکھنے یا اور طور پر خط سے واقف ہو جانے کے باعث کسی فریق کے خط سے واقف ہو گیا ہو۔ لیکن جو مدت دراز گزر جانے کی وجہ سے کسی قدر فراموش کر دیا گیا ہو اظہار دیتے وقت اجازت ہوگی کہ ایسی یادداشتوں کو دیکھ کر اپنا حافظہ تازہ کر لے جن کا فریق کے خط میں ہونا ثابت کر دیا گیا ہو۔[3] ڈالس جسٹس (Dallas, J.) نے ایک دیوانی مقدمہ جوری میں اس کی اجازت ایک گواہ کو دی تھی لیکن پائیس جسٹس نے مقدمہ ڈو ڈی مڈ بنام سکرمور ٹین

[1] رسٹانگر بنام سرل۔ ا۔ اسپیا ناس صفحہ ۱۴۔
[2] ملک بنام کوزیج ۲ کاکس مقدمات فوجداری ۱۶۴۔ ملک بنام رکارڈ۔ ۱۲ رپورٹ مقدمات فوجداری صفحہ ۱۴۔
[3] بربنام ہارپر ۱۸۱۶ء ہولٹ نسی پریس کیس (دیوانی مقدمات جوری) صفحہ ۲۰۴۔ ارل میالی ۲۵۶۔
[4] ڈو ذواسمتھ ورالیس صفحہ ۲۰۳۔ ۴۴ رول ریان ۵۲۲۔

اس فیصلے کے صحیح ہونے سے انکار کر دیا۔ اور انصافاً بھی ایسے عمل کی صحت پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۲۳۸: اب ہم اس مضمون کے تیسرے حصے پر غور کریں گے کہ کیا اور کن حالات میں کسی فریق دستاویز کے خط کو ایسے دوسرے دستاویزات سے جن کا اس کے خط میں ہونا ثابت یا فرض کر لیا گیا ہو مقابلہ یا موازنہ
صـ ۲۲۱ کرنے سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ قانون عمومی کے عام اصول کے لحاظ سے ایسی شہادت ناقابل ادخال تھی[1]۔ اور اس کے ہماری کتابوں میں تین وجوہات بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے تو یہ کہ مقابلے کے لیے جو تحریریں پیش کی جاتی ہیں ممکن ہے کہ وہ مصنوعی ہوں۔ اور اسی لیے قبل اس کے کہ ان میں مقابلہ کیا جائے۔ ان کے اصلی ہونے کے متعلق ایک ضمنی امر تنقیح طلب کا تصفیہ کیا جانا چاہیئے یہی نہیں ۔۔۔ بلکہ اگر اصل دستاویز کی اصلیت کو دوسروں سے مقابلہ کر کے ثابت کرنا روا ہو تو ان موخر الذکر دستاویزات کو اور دوسرے دستاویزات سے مقابلہ کر کے ثابت کرنا بھی روا ہونا چاہیئے۔ اس طرح پر یہ تحقیقات لامتناہی ہو جائے گی۔ جس سے جوری کی توجہ حد درجہ بٹ جائے گی اور عدل گستری میں بے حد تاخیر ہوگی[2]۔ دوسرے یہ کہ ممکن ہے کہ نمونوں کا انتخاب منصفانہ نہ ہو[3]۔ اور تیسرے یہ کہ ارکان جوری ناخواندہ ہو سکتے ہیں۔ اور اسی لیے ایسا مقابلہ نہیں کر سکتے[4]۔ اس آخری وجہ کے متعلق یہ کوئی قابل اطمینان

[1] ڈوڈی ڈ بنام سکر مور۔ (حوالۂ مذکورہ)۔

[2] از کولرج جسٹس بمقدمۂ ڈوڈی ڈ بنام سکر مور سنہ ۱۸۳۶ء ۵ اڈولفس و ایلس ۷۰۴، ۲ مورسل و ریان ۳۲۲۔

[3] ایضاً۔ اور از ڈلاس چیف جسٹس بمقدمۂ بربنام ہارپر سنہ ۱۸۱۲ء ہولٹ دیوانی مقدمات جوری ۲۰۔ ۱۳۰ رسل و ریان ۱۰۵۔

[4] از ڈلاس چیف جسٹس بمقدمۂ بربنام ہارپر سنہ ۱۸۱۲ء۔ حوالۂ بالا نیز از ییٹس جسٹس (Yates, J.)

حجت نہیں معلوم ہوتی۔ کہ ایسی جورت کو جو پڑھ سکتی ہو۔ تحقیق صداقت کے
اس ذریعے سے اس بنا پر باز رکھا جائے کہ دوسری جوریاں تعلیم نہ
ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتی ہیں ــــ اگر بعض اشخاص اندھے
ہیں تو یہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ باقی تمام اشخاص کی آنکھیں نکال دی جائیں۔
اور نہ دوسرا اعتراض کچھ بہت زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ غیر منصفانہ نمونے
حاصل کرنا ہر وقت آسان نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر بالفرض ایسے نمونے
پیش کئے جائیں تو فریق مخالف صحیح نمونے پیش کر سکتا ہے۔ لیکن پہلا
اعتراض یقیناً بہت وقیع تھا۔ خصوصاً جب اس پر عملدرآمد قانون عمومی
کے عام اصولوں کے ساتھ غور کیا جائے۔ جب تک فریقین کو آغاز سماعت
مقدمہ تک اپنی شہادت کو مخفی رکھنے کی اجازت تھی۔ اس وقت تک
یہ امر نہایت ہی خطرناک ہوتا اگر ان میں سے کسی کو مقابلے کے لیے خط کے
متعدد نمونے من مانے پیش کرنے کی اجازت ہوتی۔ اور جن کی فریق مخالف
ان کے پیش کئے جانے کی کوئی سابقہ اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے نہ جوابدہی
کر سکتا تھا۔ اور نہ تردید ــــ اور ممکن تھا کہ ان نمونوں کے انتخاب میں
انصاف سے کام نہ لیا جائے۔ بلکہ وہ اس فریق کے لکھے ہوئے ہی نہ ہوں
جن سے کہ وہ منسوب کئے جاتے ہیں۔ تاہم مقابلے کے ذریعے سے ص ۲۲۲
خط کے ثبوت کا روا نہ ہونا قابل اطمینان امر نہ تھا۔[1] اور اگر کم سے کم
اصلی نمونوں کے حاصل کرنے کے کوئی عملی ذرایع وضع کئے جائیں تو ہر
اصول کے لحاظ سے اس طریقۂ ثبوت کو جائز رکھنا چاہئے۔ اسی لیے
عصر جدید میں مقننہ نے اس امر کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے۔[2]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بمقدمۂ بروکبارڈ بنام وو ڈلے ایپک ۲۰ نوٹ الف۔ از لارڈ ایلڈن چانسلر (Lord Eldon) بمقدمۂ انگلش بنام کنگسٹن ۲ ویسی ۴۷۲۔

[1] شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۵۱۶۔ طبع سوم۔ شہادت مصنفۂ ٹیلس، ۱ ایاس ۶۹۰۔

[2] دیکھئے قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعات ۲۶ و ۲۷ و ۱۰۳ اور

دفعہ ۲۳۹: اس اصول کے کہ مقابلے کے ذریعے سے خط کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ قانون عمومی میں بہت سے مستثنیات بھی ہیں۔ پہلا استثنا یہ ہے کہ جج و جوری کسی نزاعی دستاویز کے خط کا دوسری دستاویزات سے جو مقدمے میں بطور شہادت پیش ہوئی ہیں۔ اور جن کے متعلق یا تو ثابت ہے یا اقبال کیا گیا ہے کہ وہ بعینہٖ کاتب کے لکھے ہوئے ہیں[1] خود مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس استثنا کی وجہ بعض وقت یہ بتلائی جاتی ہے کہ چونکہ دستاویزات جوری کے سامنے ہوتے ہیں۔ انھیں ذہنی طور پر مقابلہ کرنے سے باز نہیں رکھا جا سکتا[2] لیکن دوسری اور بہتر وجہ یہ ہے کہ اس طریقۂ ثبوت میں وہ خطرات نہیں ہیں جو خطوں کے مقابلے میں ہیں یعنی ضمنی امور تنقیح طلب کا قایم ہو جانا اور جوری کا جھوٹے نمونوں سے گمراہ ہونا۔

دفعہ ۲۴۰: ایک دوسرا استثنا قدیم دستاویزات کا ہے۔ جب کوئی دستاویز اتنا پرانا ہو کہ معقول طور پر یہ توقع نہ کی جا سکے کہ ایسے اشخاص مل سکتے ہیں جو اس کے کاتب کے خط سے یا تو اس کو لکھتا ہوا دیکھنے یا اس سے مراسلت کرنے کی وجہ سے واقف ہیں۔ تو قانون اس اصول پر عمل کرتے ہوئے کہ "قانون ناممکن امر پر مجبور نہیں کرتا"[3] اجازت دیتا ہے کہ نزاعی دستاویزات کا ایسی قدیم دستاویزات سے مقابلہ کیا جائے جن کے متعلق ثابت ہو کہ وہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ نیچے دفعہ ۲۲۸۔

۱ گرفتہ بنام ڈیمیس اکرامپٹن وجروس رپورٹس (Crompton & Jervis Reports). ۴۷۔

ڈوڈی پری بنام نیوٹن ۱۵ اڈولفس ۱۵ ایلس ۵۱۴۔

۲ ڈوڈی پری بنام نیوٹن حوالۂ مذکورہ۔

۳ ہوبارڈ رپورٹس باب ۹۶۔

مستند سمجھے جاتے رہے ہیں اور جن کی باقاعدہ حفاظت ہوتی رہی ہے[1]۔ یہ امر آسان نہیں ہے کہ ٹھیک اس قدامت کا اندازہ لگایا جا سکے جس سے ایسی شہادت قابل ادخال ہو جاتی ہے۔ مقدمۂ روڈی برون بنام راولنگس[2] (Rœ d. Brune v. Rawlings.) میں بینہ کاتب کو مرکر ساٹھ برس ہو چکے تھے۔ اور مقدمۂ ڈوڈی تلمان بنام ٹارور[3] (Dœ d. Tilman v. Tarver.) میں تحریر تقریباً سو برس قدیم تھی۔ اور مقدمۂ ڈوڈی جنکنز بنام ڈیوس[4] (Dœ d. Jenkins v. Davies) میں وہ چوراسی سال پرانی تھی اور یہ بھی صاف طور پر طے شدہ نہیں ہے کہ یہ مقابلہ کس طرح کیا جائے گا۔ بلر کی کتاب نیسی پرئیس[5] (Buller's Nisi Prius) (دیوانی مقدمات جوری) میں
۲۲۳ ایک مقدمے کا حوالہ دیا گیا ہے جس کا لارڈ ہارڈویک (Lord Hardwicke) نے ڈسمبر سنہ ۱۷۴۲ء میں تصفیہ کیا تھا۔ اور جس میں ایک خط کو ثابت کرنے ایک پادری کی کتاب پیش کی گئی تھی۔ پادری کو انتقال کرکے عرصہ ہوا تھا۔ اور ایک گواہ کو جس نے اس پادری کے علاقے کی تمام کتابوں کا معائنہ کیا تھا۔ اور جن میں اسی پادری کا نام تھا۔ خطوں کی مشابہت پر حلف اٹھانے کی اجازت دی گئی۔ اسپارو بنام فارنٹ (Sparrow v. Farrant) کے مقدمے میں ہالرایڈ جسٹس (Holroyd, J.) کا یہ قول ذکر کیا گیا ہے[6] کہ اس غرض

---

[1] شہادت مصنفۂ فلپس وایامس ۱۰۱۔ شہادت از اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ طبع سوم۔ دیوانی مقدمات جوری از بلر ۲۲۶۔ روڈی برونس بنام راولنگس ۷۔ ایسٹ ۲۸۲ نوٹ الف۔ ڈوڈی تلمان بنام ٹارور۔ رسل و ملنی ریپورٹس ۱۴۱۔ ڈوڈی تمر بنام سکرسور سنہ ۱۸۲۲ء۔ بحوالہ جات مذکورہ۔ ڈوڈی جنکنز بنام ڈیوس سنہ ۱۸۴۷ء۔ ۱۰ کوئینس بنچ ۳۱۴۔ ۶ ہارسل مربان ۲۹۹

[2] ۷ ایسٹ ۲۸۲۔ نوٹ (الف)۔

[3] رسل و ملنی ریپورٹس ۱۴۱۔

[4] ۱۰ کوئینس بنچ ۳۱۴۔

[5] دیوانی مقدمات جوری مصنفۂ بلر ۲۲۳۔

[6] شہادت مصنفۂ اسٹارکی ۵۱۷۔ نوٹ ای طبع سوم۔ اجلاس خصوصی سنہ ۱۸۲۲ء ڈیون۔ جلد ۲

کے لیے قدیم دستخطوں کے قابلِ ادخال ہونے ضروری ہے کہ ایسا گواہ پیش کیا جائے جو ایسے ہی کئی دستخطوں کو دیکھنے کی وجہ سے یہ حلف اٹھانے کے قابل ہو کہ اس کو ان کے خط سے اتنی واقفیت ہوگئی ہے کہ وہ بغیر مقابلے کے بھی دستخط کو پہچان سکتا اور اس کے متعلق اپنے یقین کا اظہار کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد ڈو ڈی ٹلمانچ بنام ٹارور۔ کا مقدمہ[1] پیش آیا۔ جس میں بیدخلی کی نالش کی گئی اور اس کی سماعت ۱۸۲۴ء میں ہوئی تھی۔ اس مقدمے میں ایک مقام کو جسے یارڈ فارم (Yard Farm) کہتے تھے۔ مانر (فوجی جاگیر) کا حصہ ثابت کرنے کے لیے شہادت میں ایک کاغذ پیش کیا گیا۔ جس کو متوفی داروغہ کے قائم مقاموں نے مانر (Manor) سے متعلق دوسرے کاغذات کے ساتھ موجودہ داروغہ کے حوالے کیا تھا۔ اور جس کا عنوان تھا کہ یہ "بیان ای۔ ایچ (E. H.) (جو فوجی جاگیر کے کاغذات وکتب سے ظاہر ہوا کہ داروغہ تھا) کا ہے۔ جو جزیرۂ وایٹ (Isle of weigth) جاگیر لیڈی ایف (F.) کا دو سال کے لیے جو مکلس (اکتوبر) ۱۸۲۲ء میں ختم ہوئے مہتمم رہا ہے" اور اس کاغذ میں یارڈ فارم سے متعلق ایک اندراج تھا۔ رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ای۔ ایچ (E. H.) کے خط کو ثابت کرنے کے لیے لارڈ چیف جسٹس ابٹ نے کاغذ پیش کرنے والے شخص کو ہدایت کی کہ اس کا فوجی جاگیر کے دوسرے کاغذات میں جو ای۔ ایچ کی تحریر موجود ہے اس سے مقابلہ کرے۔ اور پھر حلف اٹھا کر کہے کہ اس کی رائے میں دونوں تحریریں ایک ہی شخص کی ہیں" —— اور میر مجلس نے یہ بھی اضافہ کیا کہ جسٹس لارنس (Lawrence, J.) نے ایک مرتبہ ایسا ہی کیا تھا۔

دفعہ ۲۴۱: نظائر کی اس حالت میں فٹز والٹر پیریج[2] (Fitzwalter Peerage)

[1] رسل و ملنی رپورٹس ۱۴۱۔

[2] مقدمہ فٹز والٹر پیریج ۱۸۴۴ء۔ ۱۰ کلارک و فنلے رپورٹس ۱۹۳۔

کا مقدمہ دارالامرا کی کمیٹی امتیازات[1] کے روبرو پیش آیا۔ اور ہم اس کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ کیونکہ وہ خط کے موضوع پر اہم ترین مقدمات میں سے ایک ہے۔ اور زیر بحث امر سے بھی بہت ہی متعلق۔ یہ امارت کا ایک دعویٰ تھا۔ جو سنہ ۱۷۵۵ء میں خالی ہوئی تھی۔ اور جس کے متعلق درخواست کی سماعت سنہ ۱۸۳۲ء میں ہوئی۔ دعویدار نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے چند خاندانی شجرے جو حفاظت جائز سے پیش کئے گئے تھے۔ شہادت میں پیش کرنا چاہا ان سے ظاہر تھا کہ ان کو ای۔ ایف (E. F.) نے جو سنہ ۱۷۵۱ء میں انتقال کر گیا لکھا تھا۔ اور وہ دعویدار کے اسلاف کے راست سلسلۂ نسب میں ہوتا تھا۔ اور اسی لیے اگر وہ شجر ہائے نسب ای۔ ایف کی تحریر ثابت صہ ۲۲۲
ہوجاتے۔ تو وہ شہادت میں بطور بیان متوفی متعلق حالت خاندان وقرابت قریبہ قابل ادخال ہوتے۔ تحریک کی گئی کہ ای۔ ایف کے خط کو دفتر امتیازات شاہی سے اس کے وصیت نامے کو برآمد کرکے جو پہلے دوسرے اغراض کے لیے شہادت میں پیش ہوچکا تھا۔ و نیز چار اور دستاویزات کے ذریعے سے جن کا اس کی تحریر ہونا ثابت ہوچکا تھا۔ ثابت کیا جائے وہ چار دستاویزات حسب ذیل تھے۔ ایک راز کا خط جو اس نے اپنی فوجی جاگیر کے داروغہ کو لکھا تھا۔ ایک دوسرا خط جس کی رو سے اس نے ایک محافظ شکار کا تقرر کیا تھا۔ ایک یادداشت جو اس نے ایک حساب کی کتاب میں لکھی تھی۔ اور ایک دستاویز جس کی رو سے اس فوجی جاگیر کی جایداد کا اس نے بندوبست کیا تھا۔ یہ ایک قلمدان سے نکالے گئے۔ جس میں دعویدار کے خاندانی اسناد تھے۔ جن میں فوجی جاگیر و جایداد کے جو اس کی دادی کے ذریعے سے اس کو ترکے میں ملے تھے اسناد حقیت بھی داخل تھے۔ یہ ثابت کیا گیا کہ دستاویز بندوبست پر متعدد مرتبہ

---

[1] لارڈ لنڈہرسٹ لارڈ چانسلر و لارڈ بروہام (Lord Lyndhurst, L. C. & Lord Brougham.)

اور حال حال میں عمل کیا گیا۔ اور یہ کہ تمام دستاویزات پر ای۔ ایف کے اصلی دستخط موجود تھے۔ اس کے بعد ان دستاویزات پر دستخط کرنے والے اور ان شجرہ ہائے نسب کو لکھنے والے کے ایک ہی ہونے کو موخر الذکر کے خط کے مثبتہ دستاویزات کے دستخطوں سے مقابلے کے ذریعے سے ثابت کرنے کی اجازت چاہی گئی۔ اور اس غرض کے لیے صدر ٹکٹ خانے کے ناظر فرانکس (Franks = قسم زر) کو جسے خطوں کے پہچاننے کا بہت تجربہ تھا۔ طلب کیا گیا۔ اور رپورٹ سے ظاہر ہے کہ "جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا اس نے ان تین دستاویزات یعنی دستاویز بندوبست وصیت نامے اور تقرر نامۂ محافظ شکار کے دستخطوں کو جو اس کے سامنے پیش کئے گئے تھے غور سے دیکھا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس نے وصیت نامے کے دستخط کو دفتر امتیازات شاہی میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ اور خط اور ای ایف کے دوسرے دستاویزات کی دستخطوں کو چار یا پانچ مرتبہ دیکھا ہے۔ اور اندراجات کتب حسابی کی تحریر کو بھی۔ و نیز دعویدار کے سالیسٹر کے دفتر میں خاندان کے شجرے پر تحریر کردہ سوالات کو بھی دیکھا ہے۔ اور ان معاینوں کی وجہ سے وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس شخص کے خط سے جس نے یہ دستاویزات لکھے یا ان پر دستخط کئے ہیں۔ اتنا واقف ہو گیا ہے کہ فوری مقابلے کے بغیر وہ کہہ سکتا ہے کہ کوئی اور دستاویز اسی شخص کے خط میں ہے یا نہیں۔ اور اس کی رائے میں ان تمام دستاویزات پر ایک ہی شخص کے دستخط ہیں۔ اور اس نے اپنی رائے محض دستخطوں ہی کی بنا پر قایم نہیں کی ہے۔ بلکہ حروف کی جو اس کی رائے میں ایک قابل لحاظ طریقے پر لکھے گئے تھے۔ عام مشابہت کی بنا پر"۔ اس شہادت پر اٹرنی جنرل نے اس بنا پر اعتراض کیا کہ گواہ کی خط سے واقفیت کاروبار کے معمولی اثنا میں حاصل نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ خط کا مطالعہ اس غرض سے کیا گیا ہے کہ کاتب کے ایک ہی ہونے کی گواہی دی جائے۔ شہادت کی تائید میں دعویدار کے کونسل نے بہت سے مقدمات کا حوالہ دیا۔ ص۲۲۵

اور منجملہ ان کے ڈوڈی ٹمان بنام ٹاردر اور اسپاروبنام فارانٹ کا۔ ان کا جواب یہ دیا گیا کہ عدالت کوئنس بنچ کا عمل ان مقدمات کے بعد سے زیادہ سخت ہوگیا ہے۔ اور یہ کہ یہ مقدمات زیادہ تر دیوانی مقدمات جوری ہیں۔ یا دورے پر تصفیہ پائے ہیں۔ کمیٹی نے تجربے کی شہادت کو نامنظور کردیا۔ اور لارڈ بروہام نے کہا کہ تقریباً پانچ سال پہلے کوئنس بنچ کے میرمجلس نے ان سے اس قسم کی شہادت کے متعلق مشورہ کیا تھا۔ اور ان کا مشترک خیال یہ ہے کہ اگر ڈوڈی ٹمان بنام ٹاردر اور اسپاروبنام فارانٹ کی روایت صحیح طور پر کی گئی ہے تو ان میں اصول کے دائرے کو نامناسب وسعت دی گئی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ " موجودہ مقدمے میں وہ اور لارڈ چانسلر (لنڈہرسٹ) کی صاف طور پر یہ رائے ہے کہ انھیں کسی شخص کو اجازت نہیں دینی چاہئے کہ دو یا تین دستاویزات —— بلکہ دو ہی یعنی دستاویز بندوبست اور وصیت نامے ہی اصلی اور ای۔ ایف کی تحریر بطور قابل تسلیم تھے۔ —— کے معائنے سے یہ کہہ سکے کہ وہ ان کے خط کو ثابت کرسکتا ہے۔ بلاشبہ ایسی شہادت اکثر منظور کی گئی ہے۔ لیکن اس وجہ سے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تھا۔ کوئی گواہ کسی شخص کے خط کے متعلق ٹھیک طور پر گواہی دے سکتا ہے۔ اگر وہ اس کے خط سے متعدد دستاویزات کو اکثر دیکھتے رہنے سے واقف ہوجاتا ہے۔ کسی شخص کے سالیسٹر یا داروغہ کو اسی بنا پر اس کے خط کو ثابت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔" اس پر دعویدار کے کونسل نے مقدمۂ گڈٹائٹل ڈی ریوٹ بنام براہام[1] (Goodtitle d. Revett v. Braham) کا حوالہ دیا۔ جس میں ٹپے خانے کے ایک ناظر فرانکس کو شہادت دینے کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی مہارت اور رائے سے کہے کہ کیا جو نام وصیت نامے پر بطور دستخط لکھا گیا تھا

[1] ۴ ٹائمز رپورٹس ۴۹۷۔

وہ اصلی خط میں تھا یا مصنوعی خط میں۔ لارڈ بروہام نے اس پر اپنے سلسلۂ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ "ہاں صحیح ہے۔ وہ تو ایک پیشے کی مہارت کا سوال ہے لیکن وہ کسی گواہ کو کسی شخص کے اصلی خط کے متعلق چند دستاویزات کے جو اس کے سامنے پیش کئے گئے ہوں دستخط کو دیکھ کر شہادت دینے کی اجازت عطا کرنے کی وجہ نہیں ہوسکتا۔ اور وہ بھی کاتب کی شناخت کرنے کے لیے" اس کے بعد ایک ایسے شخص کو بطور گواہ طلب کیا گیا۔ جس نے کہا کہ وہ دعویدار کا تیس سال سے خاندانی سالیسٹر رہا ہے۔ اور اس سے قبل وہ اپنے چچا کا منشی تھا۔ جو اس خاندان کا چالیس سال تک سالیسٹر تھا۔ اس گواہ نے سوالات کے جواب میں کہا کہ وہ ای۔ الف کے خط کی نوعیت سے کتنی تعداد میں دستاویزات مہری۔ کتب حسابی اور دوسری دستاویزات کے اپنے موکل کے جو اس وقت جاگیر ایف کا مالک تھا اثنائے کاروبار میں وقتاً فوقتاً دیکھنے کی وجہ سے واقف ہو چکا ہے۔ اس گواہ کو شجرۂ نسب کے خط کو ثابت کرنے گواہی دینے کی اجازت دی گئی۔ اور اس نے کہا کہ اس کو یقین ہے اور
کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ کل شجرہ ای۔ ایف کی تحریر ہے۔ بہ استثنا چند صفحہ ۲۲۶
حروف جو بائیں میں لکھے گئے تھے اور جن کو اس نے بتلا دیا تھا۔

دفعہ ۲۴۲[1]: مقدمۂ فنز والٹر بیر بیچ کے بعد ڈوڈی جنکنز بنام ڈیوس کے مقدمے کا عدالت کوینس بنچ نے فیصلہ کیا۔ اس مقدمے کی ۱۸۴۵ء میں سماعت پر برسٹول (Bristol) کے کلیسائی حلقے کے ایک محرر نے اس حلقے کا ایک رجسٹر بابت ۱۷۶۱ء پیش کیا۔ اس میں نکاح کا ایک داخلہ تھا۔ اور یہ بعینہ ایک صداقت نامے مورخہ ۱۷۶۱ء کے مطابق تھا۔ اور دونوں پر "ڈبلیو۔ ڈی" (W. D.) کے دستخط تھے۔ گواہ نے کہا کہ وہ

[1] ۱۰ کوینس بنچ ۳۱۴۔

ساڑھے سات سال سے محرر ہے۔ اور اس اثنا میں "ڈبلیو۔ڈی" کے خط سے رجسٹر کے متعدد دستخطوں کو دیکھنے کی وجہ سے وہ واقف ہو گیا ہے۔ اور اس بنا پر رائے یہ ہے کہ رجسٹر کے زیر بحث دستخط اور صداقت نامے کے دستخط دونوں ڈبلیو۔ڈی کے ہاتھ ہی کے ہیں۔ کولٹمان جسٹس (Coltman. J.) نے اس شہادت کو پادری کے خط کے ثبوت کے لیے منظور کیا۔ اور ان کے فیصلے کی عدالت نے بھی توثیق کر دی۔

دفعہ ۲۴۳: لیکن اس سوال کے متعلق بہت کچھ اختلاف رائے ہوا ہے کہ کیا جدید دستاویزات کے خط کو ایسے گواہوں کی گواہی سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ جن کی نوعیت خط کے متعلق رائے ایسے نمونوں کی بنا پر قایم ہوئی ہو جن کو اصلی تسلیم کر لیا گیا ہو۔ اور جو ان کو ایسی رائے قایم کرنے کی غرض سے دکھلائے گئے ہوں۔

اس کل مضمون کی تکمیل دریافت مقدمہ ڈوڈی مدعا[1] بنام سکر مور میں کی گئی۔ جس میں خط سے متعلق قواعد شہادت پر بہت بحث ہوئی۔ لیکن عدالت مساوی طور پر مختلف الرائے رہی۔

دفعہ ۲۴۴: یہ بھی ایک سوال پیدا کیا گیا تھا کہ جب کوئی گواہ کسی خط کے اصلی ہونے یا نہ ہونے کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر دے تو کیا اس کے معلومات کا امتحان ایسی دوسری دستاویزات کے اس کو دکھلانے سے جو شہادت میں پیش نہ ہوئے ہوں اور نہ اصلی ثابت کیے گئے ہوں۔ لیا جا سکتا اور اس سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا وہ بھی اسی ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں جس سے کہ نزاعی دستاویز لکھی ہے۔[2]

---

[1] ڈوڈی مدعا بنام سکر مور ۱۸۳۶ء ۵ اڈ الفس ۷۰۵ ایلس ۲-۷۰۳ ۴ رسل وریان ۴۳۵۔

[2] دیکھئے ہیوس بنام روجرس ۸ میسن وولزبی ۱۲۳۔ گرف فش بنام الیوری ۱۱ اڈالفس وایلس ۳۲۲

دفعہ ۲۴۵: قانون ضابطۂ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء۔ ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ نے دیوانی مقدمات میں ذیل کا طریقہ بطور اصلاح تجویز کیا۔ اور دفعہ ۲۷ کی رو سے حکم دیا کہ:۔

صـ ۲۲۷ "گواہوں کے ذریعے سے نزاعی تحریر کا مقابلہ کسی ایسی تحریر سے کر دیا جا سکتا ہے جو جج کے نزدیک قابل اطمینان طور پر اصلی ثابت کی گئی ہو اور ایسی تحریریں اور ان کی نسبت گواہوں کی شہادت نزاعی تحریر کے اصلی ہونے یا نہ ہونے کی شہادت بطور جج وجوری کے سامنے پیش کی جائینگی۔"

دفعہ ۱۰۳ کی رو سے یہ حکم ہر دیوانی اختیار سماعت کی عدالت سے متعلق کیا گیا ہے۔ قانون ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۶۵ء۔ ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱ و ۸ نے اس کو فوجداری مقدمات سے بھی متعلق کر دیا۔ اور دیوانی مقدمات سے اس کے متعلق ہونے کو دوبارہ دہرایا اسی لیے قانونِ نظرثانی قوانین موضوعہ سنہ ۱۸۹۲ء نے سنہ ۱۸۵۴ء کے قانون کے دفعات ۲۷ اور دوسرے دفعات کو منسوخ کر دیا۔ کیونکہ وہ سنہ ۱۸۶۵ء کے قانون کی وجہ سے غیر ضروری ہو گئے تھے۔

دفعہ ۲۴۶: خط کی تردید کرنے کے لیے اکثر ایسے اشخاص کی شہادت پیش کی جاتی ہے جنھوں نے کہ اس کو اپنا خاص مضمون بنا لیا ہو۔ اور جو کہ بینہ کاتب کے خط سے ناواقف ہوتے ہیں لیکن مضمون سے واقفیت کی بنا پر یہ کہنے کا ذمہ لیتے ہیں کہ آیا کوئی زیر بحث تحریر مصنوعی خط میں ہے یا نہیں۔ اس قسم کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق بہت کچھ اختلاف رائے ہے۔ لارڈ کن یَن اور عدالت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ اینگ بنام ہوز ۲ موڈی و رابنسن ۵۲۶ ۔

کوینس بنچ نے گرڈ ناٹشل ڈی رپورٹ[1] بنام براہام کے اہم مقدمے میں ایسی شہادت کو قابل ادخال ٹھیرایا تھا لیکن کیری بنام پٹ[2] (Carey v. Pitt) میں اسی جج نے ایسی شہادت کو اس بنا پر نامنظور کیا کہ گو انھوں نے اس کو مقدمۂ سابق میں منظور کیا تھا۔ لیکن جوری سے خطاب کے وقت اس پر زور نہیں دیا تھا۔ لیکن ایسی شہادت کو بعد میں ہوتھام بنچ نے ملک بنام کیٹر[3] (Hotham, B., in R. V. Cator) میں منظور کیا۔ اور وہ کلیسائی عدالتوں میں بھی منظور کی گئی ہے[4]۔ اس مضمون پر بڑا مقدمہ گرنی بنام لانگ لینڈس (Gurney v. Langlands) کا ہے۔ اس میں ایک امر تنقیح طلب یہ بھیجا گیا تھا کہ ایک مختار نامے کے خط کے اصلی ہونے یا نہ ہونے کی دریافت کی جائے۔ اس مقدمے میں ایک ناظر فرانکس کو بطور گواہ طلب کیا اور پوچھا گیا کہ "کیا تمہارے خط کے معلومات کی بنا پر تم کہہ سکتے ہو کہ نزاعی دستخط اصلی دستخط ہیں یا مصنوعی"۔ وڈ بنچ (Wood, B.) نے اس شہادت کو نامنظور کر دیا۔ اور مقدمے کو از سر نو چلانے کے حکم اظہار وجہ کی درخواست پر۔ ایبٹ جسٹس نے کہا کہ "میری عرصے سے یہ رائے ہے کہ اس قسم کی شہادت گو وہ قانوناً قابل ادخال ہو یا نہ ہو اگر منظور بھی کی گئی ہے تو اس کو کچھ زیادہ وقعت نہیں دینی چاہیئے...... اس مقدمے میں دوسری شہادت اتنی وقیع تھی کہ اس کی بنا پر جوری ایسا فیصلہ کر سکتی تھی۔ جو اس جج کے لیے جس نے مقدمے کی سماعت کی تھی قابل اطمینان تھا۔ اور میں بھی ایسی وقیع شہادت

---

[1] ۴ ٹامز رپورٹ ۴۹۷۔
[2] کیری بنام پٹ ۱۷۹۳ء ۲ پیک ۱۳۰۔ ۴ رسل دریان ۵۹۵۔
[3] ۴ اسپنیاس ۱۱۰۔
[4] سٹاپ بنام ائکنس کلیسائی رپورٹس از آڈمس جلد ۱ صفحہ ۲۱۶۔ یومانٹ بنام پرکنس اقلی ۵۰۴۔
[5] گرنی بنام لانگ لانڈس ۱۸۲۲ء ۵ بارن وال بنام الڈرسن رپورٹس ۳۳۰۔ ۲ ۲ رسل دریان ۲۹۷۔

پر کٹے ہوئے جوری کے فیصلے کی بنا پر زیادہ اطمینان سے اپنا فیصلہ مبنی کر سکتا ہوں۔ جو بصورت دیگر یعنی ایسی شہادت کے منظور ہونے اور جوری کا فیصلہ بھی دوسرا ہی ہونے کی صورت میں مجھے حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں
ص ۲۲۸ اس شہادت کو جج یا جوری کے عدالتی فیصلے کی بنیاد ہونے کے لیے بہت ہی کمزور سمجھتا ہوں"۔ لارڈ جسٹس نے کہا کہ "مجھے بہت شبہہ ہے کہ آیا یہ قانونی شہادت ہے۔ لیکن میری قطعی رائے ہے کہ اگر یہ قابل ادخال بھی ہو تو اس کی وقعت کچھ نہیں ہے"۔ بیلی اور بسٹ ججوں نے اتفاق کیا۔ اور مقدمے کی دوبارہ سماعت کے لیے حکم اظہار وجہ کی درخواست نامنظور کی گئی۔ کتاب ڈاکٹرس کامنز[2] (Docter's Commons) میں بھی کچھ ایسا ہی خیال پایا جاتا ہے۔ اس میں سر جے نکول (Sir J. Nicholl) کے متعلق کہا گیا ہے کہ انھوں نے ایک بڑی قوت کے شیشے کو جو اس قسم کے گواہ خط پر غور کرنے اور یہ دیکھنے کہ آیا حروف نقشی ہیں استعمال کرتے ہیں نامنظور کیا۔ اور یہ کہا کہ ان کی رائے میں حروف کا نقشی ہونا بنفسہٖ ایک نہایت معمولی درجے کا واقعہ ہے۔ یہ حد سے آگے بڑھنا۔ اور قانون عمومی کی عدالتوں کی معمولی عادت سے تجاوز کرنا ہے۔ جو شیشوں یا چراغوں کو جب ان سے دریافت صداقت میں مدد ملتی ہو۔ کبھی نامنظور نہیں کرتی ہیں۔ زیر بحث قسم کی سائنٹفک شہادت کا چیف جسٹس ایبٹ کے الفاظ میں "عدالتی فیصلے کی بنیاد ہونے کے لیے بہت ہی کمزور ہونا" ممکن ہے کہ صحیح ہو۔ لیکن اس کو بطور امدادی شہادت ناقابل ادخال قرار دینا سخت طرز عمل اختیار کرنا ہے۔ فی الحقیقت ایسی شہادت کا قابل ادخال ہونا فٹز والٹر پیرج ۔ ٹریسی پیرج[3] (Tracy Peerage)

---

۱ رابن بنام راک و کلیسائی رپورٹس از ڈاکس ص ۸۸ - ۹۰ - نیز دیکھیے کانسٹبل بنام اسٹیبل ۱۰ - اگرڈیو رپورٹس ۶۱ و ۶۲ - اور ان ری گڈس آف اوبن ہیم ۱۷ ہو رسٹ ۳۰۶ -

۲ - اکارک ورٹن ۔ صفحہ ۱۹۰ -

۳ - ایضاً ص ۱۵۳ -

اور نیوٹن بنام[1] ریکٹس (Newton v. Ricketts) کے جدید مقدمات میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اور جدید عملدرآمد کی رو سے یہ کسی اعتراض کے بغیر قابل ادخال شہادت ہے۔ مقدمۂ ٹریسی پیرج سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان اشخاص کی شہادت جو اپنے پیشے کی وجہ سے مختلف ازمنہ کے قلمی نسخوں سے واقف ہوتے ہیں کسی خاص خط کے کسی خاص زمانے کے ہونے کی بابت قابل ادخال ہوتی ہے۔

دفعہ ۲۴۷: خط کے ثابت کرنے کے ان مختلف طریقوں کی جن سے اس باب میں بحث کی گئی ہے باہمی مقابلہ کرنے پر ان کی اضافی قدر وقیمت گو کچھ ہو لیکن یہ امر تو یقینی ہے کہ یہ تمام طریقہ ہائے ثبوت ان کی بہترین اشکال میں بھی خطرناک اور اکثر نہایت ہی خطرناک ہوتے ہیں۔[2] دو کسی فراموش کردہ امر کے متعلق ہم مشکل ہی سے اپنے خطوں میں فرق کر سکتے ہیں۔[3] یہ خوب کہا گیا ہے کہ "بہت سے اشخاص کا خط ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔ ان کا استاد ایک ہی ہوتا ہے۔ ایک ہی دفتر میں وہ کام کرتے ہیں۔ ایک ہی خاندان کے ہوتے ہیں ـــــ ان تمام امور سے خط میں مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو معمولی صورتوں میں معمولی دیکھنے والوں سے آسانی سے تمیز نہیں کی جا سکتی۔ ایک ہی شخص کا
ص ۲۲۹ خط بھی اس کی زندگی کے مختلف مدارج پر بدلتا رہتا ہے۔ اس پر عمر، عارضے یا عادت کا اثر ہوتا ہے[4]۔ ذیل کے دو مثالوں سے اس

---

[1] و مقدمہ ... الاحرا ۲۶۲ ۔

[2] مقدمۂ قانون روما مصنفہ ہیوبرس کتاب ۲۲ عنوان ۴ ۔ نوٹ ۱۶ ۔ قرائنی شہادت مصنفہ ولس ۲۴۶ ۔ ۲۴۱ طبع ششم ... فیصلہ ... بمقدمۂ رابسن بنام راک ... ریورٹس از آدمس ۷۹ ۔

[3] ... ایکٹ ... سیکشن ۳ ۔

[4] از ... دوران بحث ... مقدمہ ... بنام مسٹر جسٹس جانسٹن ۲۹ ... اسٹیٹ ٹرائلس ۷۴۳ ۔

قسم کی شہادت کی گمراہ کن نوعیت ظاہر ہوتی ہے۔ پہلی مثال لارڈ ایلڈن (Lord Eldon) نے مقدمہ ایگلیٹن بنام کنگسٹن[1] (Eagleton v. Kingston) میں دی ہے۔ ایک مقدمے میں ایک دستاویز مہری جس پر دو گواہوں کی گواہی ثبت تھی پیش ہوئی۔ ان میں سے ایک گواہ لارڈ ایلڈن تھے۔ دستاویز کے اصلی ہونے پر سخت اعتراض کئے گئے۔ لیکن پیش کنندہ فریق کے بیرسٹر کو جو ایک نہایت ہی معزز شخص تھے۔ گواہان حاشیہ پر کامل اعتماد تھا۔ اور انھوں نے خصوصاً لارڈ ایلڈن کے دستاویز پر دستخط کا مقابلہ پلیڈنگس کے دستخط سے کیا تھا۔ لیکن لارڈ ایلڈن نے اپنی عمر میں کسی دستاویز پر دستخط نہیں کئے تھے۔ دوسرا مقدمہ اسکاٹ لینڈ میں پیش آیا تھا۔ جس میں بنک نوٹس کو جعلی بنانے کے ایک مقدمے میں بنک کے ایک محرر نے جس کا نام ایک جعلی نوٹ پر تھا صراحۃً حلف اٹھایا کہ وہ اس کے دستخط ہیں۔ اور اپنے اصلی دستخط کے متعلق اس کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: نیز دیکھئے از سر جے نکول بمقدمہ کانسٹیبل بنام اسٹیبل (۱)، ہاگرڈ نیو رپورٹس ۲۱۔ "وقت سے خط میں اکثر فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک نوجوان نہ قوی شخص مثل ایک ضعیف دلرزہ براندام شخص کے نہیں لکھتا ہے۔ نیز بیماری سے بھی ہاتھ میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور در اصل ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قلم و سیاہی کے فرق سے بھی ہر صورت میں مشابہت کی صفائی پر اثر پڑتا ہے"۔ نادل ۲۳۔ مقدمہ۔ نیز اڈنبرا جرنل مولفہ جیمبر مورخہ ۲۶ر جولائی ۱۸۴۵ء ایک قابلانہ مضمون "آٹا گرنی" پر ملاحظہ ہو۔ جہاں کہا گیا ہے کہ "کاروباری شخص کی تحریر میکانکی قسم کی ہو جاتی ہے۔ جس سے تمام قدرتی خصوصیتیں محو ہو جاتی ہیں۔ بجز اس کے بعض صورتوں میں خصلت اتنی مخصوص ہوتی ہے کہ وہ انبوہ میں ملتی نہیں۔ آج کل تمام عورتیں ایک ہی نمونے کی تعلیم یافتہ معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے ایک بڑے حصے کا خط اس خاص نمونے کا ہوتا ہے" وغیرہ۔ ہم اکثر یہ بھی پاتے ہیں کہ خط کی وضع موروثی ہوتی ہے" وغیرہ۔

[1] ۵ ویسی ۷۶۱م۔

پس وپیش تھا۔ ثبوتِ خط کے طریقوں میں سے کوئی طریقہ بھی ہو بنفسہٖ بہت کم وقعت رکھتا ہے۔ فوجداری مقدمات میں تو اس کی وقعت کچھ بھی نہیں ہوتی ہے ——— کیونکہ ان کی اصلی قدر و قیمت گواہی کے معاون ہونے کی وجہ سے ہے۔ تاہم اگر مدعی علیہ کی جانب سے مدعی کی پیش کردہ شہادت کی کوئی تردید نہ ہو تو اس سے مدعی کی موافقت میں ایک اور قیاس ہوتا ہے۔ ادنیٰ شہادت جس کی تردید نہ کی جائے وقیع ثبوت ہو جاتی ہے۔

دفعہ ۲۲۸ ہمارے قدیم قانون داں "خط کے مقابلے یا مشابہت" کے جملے کو اس کے زیادہ صحیح یا وسیع معنوں میں استعمال کرتے تھے۔ یعنی مشابہت کے ذریعے سے خط کے قیاسی ثبوت کے کسی نوع کے معنوں میں ——— جو مشابہت یا تو ایک ایسے معیار سے مقابلے پر مشمول ہوتی تھی جو لکھتا ہوا دیکھنے یا کاتب کو دیکھے بغیر اس کے خطوط دیکھنے یا (لفظ کے جدید معنوں میں) راست مقابلے سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے ——— نیز وہ لوگ ثبوت کے ان طریقوں میں سے کسی طریقے کو بھی دیوانی مقدمات میں قابل ادخال سمجھتے تھے[1]۔ اور فوجداری مقدمات میں کسی کو بھی قابل ادخال نہیں سمجھتے تھے[2]۔ اس آخری فرق کو عصر جدید میں نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ قانون ضابطۂ ص ۲۳۰

---

[1] مقدمۂ کا رسول۔ گلاسگو ۱۷۹۱ء۔ جو قانون تعزیرات اسکاٹ لینڈ مصنفۂ ہیوم ۶۸۳ میں مذکور ہے۔ دیکھئے صفحہ ۵۰۲۔ قرائنی شہادت مصنفۂ ولس طبع ششم صفحہ ۲۴۴۔

[2] دیکھئے مقدمۂ ڈوؤی بنام سکر مور ۱۸۳۶ء۔ ۱۵ ڈاولنس ولیس ۳۰۷۔۲۔۵۰۴ ہم رسل در بیان ۵۳۳۔۵۰۷۔ کی نوٹ۔ اور لیفا ہر اسی اصول پر انگرنان سلطنتی کی دارالعوام کے ذریعے سے سزایابی کو قانون موضوعہ کی رو سے منسوخ کر دیا گیا۔ ان کا مقدمہ اور یہ قانون موضوعہ ۹ ہو ول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۷۔۹۹۶ میں ملیں گے۔

قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء[1] کی رو سے جزءاً اس کا احیا کیا گیا۔ لیکن قانون ضابطۂ فوجداری سنہ ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱ و ۸ کے بعد سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کو کلیۃً ختم کر دیا گیا ہے۔

---

[1] ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعہ ۲۷۔ اور دفعہ ۲۴۵۔

صہ ۲۳۱

کتاب سوم

اصول جو شہادت کے قابل ادخال ہونے اور اس کے اثر کو منضبط کرتے ہیں

اصلی و ثانوی اصول ہائے شہادت

دفعہ ۲۴۹: اصول جو شہادت کے قابل ادخال ہونے اور اس کے اثر کو منضبط کرتے ہیں دو قسم کے ہوتے ہیں — اصلی و ثانوی۔ اول الذکر امر ثبوت طلب سے متعلق ہوتے ہیں اور مؤخر الذکر طریقہ ثبوت سے۔ ان پر علٰحدہ حصوں میں غور کیا جائے گا۔

حصہ اوّل

اصلی - اصول شہادت

دفعہ ۲۵۰: اصلی اصول شہادت کو تین عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا

ہے۔ اور انھیں کے تحت ہم ان پر غور کریں گے۔

(۱) شہادت کن امور کے متعلق اور کن تک محدود ہونی چاہئے۔

(۲) بارِ ثبوت یا ثابت کرنے کا بار۔

(۳) کتنا ثابت ہونا چاہئے۔

یہ اصول جیسا کہ اس کتاب کے ایک پچھلے حصے میں کہہ دیا گیا ہے[1] قدرتی عقل و انصاف کے عالمی طور پر مسلمہ اصولوں پر مبنی ہیں لیکن جس شکل میں وہ واقعی طور پر پائے جاتے ہیں اور جس حد تک وہ رائج ہیں وہ قانون کی مصنوعی عقل و مصلحت پر موقوف ہوتے ہیں۔

---

[1] دیکھیے دفعہ ۱۱۱۔

باب اول

شہادت کن امور کے متعلق اور کن تک محدود ہونی چاہیئے

دفعہ ۲۳۲

دفعہ ۲۵۱: قانون شہادت کے تمام اصولوں میں سب سے زیادہ عالی اور سب سے زیادہ ظاہر اصول یہ ہے کہ ــــ شہادت پیش شدہ امور نزاعی یا موضوع تحقیقات سے متعلق اور انھیں تک محدود ہونی چاہئے اس اصول کی معقولیت پر نظری لحاظ سے شبہ نہیں ہو سکتا۔ گو اس کے اطلاق میں کتنی ہی دشواریاں کیوں نہ ہوں۔ عدالت اسی لیے قائم ہوتی ہے کہ ان امور کا تصفیہ کرے جو یا تو نزاعی ہوتے ہیں یا اور طور پر ثبوت طلب ہیں۔ اور جو امر کہ نہ بلا واسطہ اور نہ بالواسطہ طریقے پر ان امور سے متعلق ہو اس کو فوراً الگ چھوڑ دینا اور عدالت کے اختیار سماعت سے باہر قرار دینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے عدالت کی توجہ بٹ جاتی اور اس کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ "جو امر غیر متعلق ہو اس کا ثابت کرنا فضول ہے"[1]

دفعہ ۲۵۲: شہادت کو ایک یا دو وجوہات کی بنا پر غیر متعلق سمجھ کر مسترد کیا جا سکتا ہے۔ (۱) یہ کہ اصل و شہادتی واقعات میں تعلق بہت بعید و خیالی ہے۔ (۲) اور یہ کہ وہ یا تو پلیڈنگس یا مشابہ پلیڈنگس بیانات کی وجہ سے ناقابل ادخال یا اس فریق کے اقبالات کی وجہ سے جس کے خلاف وہ پیش ہوتی ہے۔ غیر ضروری ہو جاتی ہے۔ پلیڈنگس یا متنازع فریقین کے دوسرے ایسے ہی بیانات کا فائدہ یہ ہے کہ عدالت معلوم کر سکتی ہے کہ کونسے امور نزاعی ہیں ۲۲۳۰

[1] اصول شہادت قانون مصنفہ الکرٹن صفحہ ۵۔ "واقعات کو بیان اور ثابت کرنے کی آزادی تمام قسم کے واقعات کو بلا کسی امتیاز کے ثابت کرنے تک وسیع نہیں ہے۔ کیونکہ جج اس شہادت کو قبول نہیں کرتا جو متعلق نہیں ہوتا ہے یعنی اس سے وہ نتائج نہیں نکالے جا سکتے جو اس شخص کے حق کو قائم کر سکیں جو ان واقعات کو بیان کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جج اس شہادت کو بھی مسترد کرتا ہے جو گو سچ ہوتی ہے لیکن فضول

اور فریقین پیش از پیش واقف ہو جاتے ہیں کہ انھیں کن امور پر حملہ کرنے یا کن امور کی جواب دہی کرنے کے لیے تیار ہو کر آنا ہوتا ہے۔ اسی لیے گو کسی شہادت سے اگر صرف اسی کو دیکھا جائے تو کوئی قانونی استغاثہ الزام یا جواب دہی ثابت ہو سکتی ہو۔ لیکن چونکہ فریق مخالف کو پہلے سے اس استغاثے وغیرہ کے وجوہات پر اصرار کئے جانے کا علم نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے متعلق شہادت پیش کرنا۔ اس کو اچانک اور بے خبری کی حالت میں پکڑنا اور اس طرح پر اس کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ اسی لیے پلیڈنگ کا اصول یہ ہے کہ اس کی تمہید۔ بیان۔ بنیاد۔ اور شہادت جو عدالت میں پیش ہوگی معین ہونی چاہیئے[1]۔

خاص خاص نالشات کی مختلف پلیڈنگس کے تحت شہادت کے قابل ادخال ہونے کی بحث کلیتہً اس کتاب کے منصوبے کے مغائر ہوگی۔ اسی لیے ہم اپنے کو صرف عام سوال تک محدود رکھیں گے۔ لیکن اس سے پہلے ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بعض امور ایسے ہیں کہ ان کا ثابت کرنا ضروری نہیں ہوتا: (۱) امور جن کا عدالت کو بحیثیت عدالت علم ہوتا ہے۔ (۲) امور جو مشہور سمجھے جاتے ہیں۔ "قانون ان امور کا ثبوت ضروری نہیں سمجھتا جو عدالت پر ظاہر ہوتے ہیں[2]۔" "جو امر عدالت کے نزدیک اس کے علم کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے اس کے لیے گواہوں کی مدد ضروری نہیں[3]۔"

دفعہ ۲۵۳: ۱۔ ان امور کو شمار کرنا جن کا عدالتوں کو قانون عمومی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ دبیکار ہوتی ہے"۔ قانون دیوانی وغیرہ از ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۲ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۱۰۔ دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۱۱۔

[1] لٹلٹن مصنفہ کک صفحہ ۳۰۳ الف۔ نیز دیکھئے ۵ کک صفحہ ۶۱۔ الف۔ جنکس سنٹ ۲۔ مقدمہ ۴۲۔

[2] ۷ کک صفحہ ۴۵ ب۔

[3] انسٹیٹوٹ حصۂ دوم ۶۶۲۔

یا قانون موضوعہ کی متابعت میں بہ حیثیت عہدہ علم ہوتا ہے یہاں بے محل ہوگا[1] ۔ یہ کہنا کافی ہوگا کہ علاوہ فطرت کی معمولی تبدیلیوں ۔ موسم ۔ وقت وغیرہ کو نوٹ کرنے کے عدالتیں مختلف سیاسی عدالتی و معاشری امور سے بھی واقف رہتی ہیں ۔ مثلاً وہ ہماری حکومت کے سیاسی دستور سے واقف ہوتی ہیں ۔ اس کے واقعی اقتدار اور اختیارات سماعت کے حدود ارضی ۔ دوسری آزاد مملکتوں کے وجود اور حقوق ۔ اعلیٰ عدالتوں اور عام اختیار سماعت کی عدالتوں کے اختیار سماعت ۔ اور قانون یا رواج شاہراہ سے کہ گھوڑے اور گاڑیوں کو بائیں جانب سے چلانا چاہئے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ ان تمام صورتوں میں اگر کوئی امر جج کو یاد نہ ہو تو وہ ایسی دستاویزات اور کتب دیکھتا ہے جو نزدیک ہوں اور جن ۲۳۳ص
پر اس کی دانست میں اعتماد کیا جا سکتا ہے[2] ۔ اس غرض کے لیے مطبوعہ جنتری ہنری ہفتم کے عہد حکومت میں بھی استعمال ہوئی تھی[3] اور قانون تقویم (طرز جدید) سنہ ۱۷۵۰ء ۲۴ جارج باب ۲۳ اپنی حد تک قطعی ہے ۔ اور اسی طرح تقویم کتاب دعا بھی[4] ۔ قانون (صراحت وقت) سنہ ۱۸۸۰ء ۴۳ و ۴۴ وکٹوریا باب ۹ کی رو سے حکم ہے کہ "جب کبھی قانون موضوعہ پارلیمنٹ یا دستاویز مہری یا اور دستاویز میں کسی وقت کا ذکر ہو تو جب تک

[1] مفصل فہرس کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۴ تا ۲۰ ۔ شہادت مصنفہ فیپسن طبع ششم ۱۹ تا ۲۶ ۔ اڈلسٹین بنام شولر سنہ ۱۹۰۲ء ۲ کنگس بنچ ۱۴۴ ۔ ۷۱ لا جرنل کنگس بنچ ۵۷۲ ۔ جہاں بگہام جسٹس نے قرار دیا کہ انگریزی ممالک یا ممالک غیر کے بیرر بانڈس (bearer bonds) کے قابل بیع و شری ہونے کو اب ثابت کرنا ضروری نہیں ہے ۔ کیونکہ ان کے قابل بیع و شری ہونے کا رواج اتنے مرتبہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ اب اس کو قانون کا ایسا جزو تصور کیا جا سکتا ہے جس کی عدالت کو خود عدالتی اطلاع ہونی چاہیے ۔

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۴۱ ۔

[3] مہمات ہیلسبری ۹ ہنری ہفتم ۱۴ ب قاعدہ ۱ ۔

[4] دیکھو ٹٹن بنام ڈارک ۲۹ لا جرنل ایکسچیکر ۲۷۱ ۔

اس کے خلاف صراحۃً ذکر نہ کیا جائے اس سے مراد برطانیۂ عظمیٰ[1] میں گرین وچ معیاری وقت اور آیرستان میں ڈبلن معیاری وقت ہوگی۔

دفعہ ۲۵۴۔ قانون انگلستان بعض امور کو اتنا مشہور تسلیم کرنے میں کہ ان کے ثبوت کی ضرورت نہ ہو بہت سست ہے۔ اور ان امور کے متعلق کوئی اصول قرار دینا آسان نہیں ہے۔ مقدمۂ رچرڈ[2] باکسٹر (Richard Baxter's Case) ۱۶۸۵ء میں مدعیٰ علیہ پر ایک باغیانہ توہین کے شایع کرنے کا الزام تھا۔ اور چیف جسٹس جیفریس (Jefferies, C. J.) کے متعلق کہا گیا ہے کہ انھوں نے جوری سے کہا کہ "یہ اچھی طرح مشہور ومعلوم ہے کہ پادشاہ وقوم کو تباہ کرنے کا ایک منصوبہ باندھا گیا تھا پرانی سازشیں پھر شروع کر دی گئی ہیں اور یہ شخص (مدعیٰ علیہ) اصل آگ لگانے والا ہے"۔ جوری سے ایسے خطاب کی نا انصافی اگر اس کو صحیح طور پر روایت کیا گیا ہے کسی[3] تشریح یا تنقید کی محتاج نہیں بمقدمۂ آرنسٹ جونس (Ernest Jones) میں وائلڈ چیف جسٹس (Wilde, C. J.) کے الفاظ سے اس مضمون پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اس شخص پر جلسۂ عام میں ایک باغیانہ تقریر کرنے کا الزام تھا۔ لارڈ چیف جسٹس نے جوری سے کہا کہ ان کو ان الفاظ کے استعمال کے وقت ملک ومعاشرے کی جو حالت معلوم تھی اس پر بھی غور کرنا چاہئے۔ امن وچین کے زمانے میں جو الفاظ صرف ناپسندیدہ قرار دیے جاسکتے ہیں۔ دوسرے وقت جب دوسرے قسم کے احساسات پائے جاتے ہوں سخت خطرناک ہو جاتے ہیں لیکن جوری اس خاص جلسے کے جس میں یہ الفاظ کہے گئے ہوں۔ خاص واقعات پر جب تک یہ ثابت نہ کئے جائیں غور نہیں کر سکتی۔

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۳۰۔

[2] ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۰۱ جلد ۱۱۔

[3] صدر عدالت فوجداری ۱۸۴۸ء قلمی نسخہ۔

دفعہ ۲۵۵: ہم نے ایک دوسری جگہ بتلا دیا ہے کہ شہادت کے بعید ہونے یا اصل و شہادتی واقعات میں معقول رشتہ نہ ہونے کی بنا پر نامنظوری ہماری قانون کے اس بنیادی اصول کی ایک شاخ ہے۔ جس کی رو سے بہترین شہادت کا پیش کرنا ضروری ہوتا ہے[1]۔ ظاہر ہے کہ اس اصول کے اطلاق کا کوئی محل نہیں ہوتا ہے۔ جب شہادت پیش شدہ یا تو بلا واسطہ یا گو قرائنی ہوتی ہے۔ لیکن امر تنقیح طلب کے متعلق لازمی طور پر قطعی۔ لیکن یہ سوال کہ کیا کسی خاص قیاسی شہادت کو اس بنا پر منظور یا نامنظور کرنا چاہئے اکثر کافی مشکل ہوتا ہے۔ اس کی توضیح کے لیے چند مثالیں دی جا چکی ہیں[2]۔ جن میں ذیل کی مثالوں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ زمیندار و کاشتکار کے درمیان ان شرائط کے متعلق نزاع میں جن پر اراضی اٹھائی گئی ہو گو یہ جاننے سے مدد مل سکتی ہے کہ معمولاً زمیندار نے دوسرے کاشت کاروں کو جنھیں زیر بحث کاشت کار سے تعلق نہ ہو کن شرائط پر اراضی اٹھائی ہیں۔ لیکن یہ شہادت بہت ہی بعید ہونے کی بنا پر ناقابل منظوری ہوگی[3]۔ اسی طرح سامان کے فروخت و حوالے کر دینے کی نالش میں جس کی جواب دہی یہ کی گئی تھی کہ بیع ایک شرط کے تابع تھی۔ قرار دیا گیا کہ مدعی علیہ یہ ثابت کرنے گواہوں کو طلب نہیں کر سکتا کہ مدعی نے دوسرے اشخاص کے ساتھ معاہدے اسی شرط کے تحت کئے تھے[4] گو یہ گواہی پیش ہو سکتی ہے کہ اس نے ان سب سے

[1] پیچھے دفعات ۸۰ - ۹۰ و ابعد۔

[2] پیچھے دفعہ ۹۲۔

[3] کارٹر بنام پرنک۔ پینک رپورٹس جلد اصفحہ ۹۵۔

[4] ہالنگھام بنام ہڈ ۱۸۶۵ء ۳۴ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۳۸۸ - ۲۷ لاجرنل کامن پلیس ۲۴۱۔

اسی شرط کے ساتھ معاہدے کیے ہیں[1]۔ اور ایک نالش میں جو یہ استقرار کرانے لائی گئی تھی کہ اراضی شرکت میں خریدی گئی ہے۔ سوال بند زیر بحث اراضی کے علاوہ دیگر مختلف اراضی کو مدعی علیہ وبعینہ شریک کے تل کے خریدنے کے متعلق کیے گئے تھے۔ لیکن وہ غیر متعلق و تکلیف دہ قرار دیے گئے۔ اور اسی بنا پر ان کی اجازت نہیں دی گئی[2]۔ لیکن ب کے حکم کی بنا پر مدعی نے جو چند مکانات کی مرمت کی تھی۔ اس کی اجرت وصول کرنے کے لیے الف کے خلاف نالش میں سوال یہ تھا کہ کیا الف یا ب بحیثیت اصل مالک کے ذمہ دار ہیں۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ الف نے مدعی کے سوا دوسرے اشخاص کو انھیں مکانات کی مرمت کرنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ شہادت قابل ادخال قرار دی گئی[3]۔

لیکن افعال جو زیر بحث فعل سے متعلق نہ ہوں نفسیاتی واقعات شلاً نیت کو ثابت کرنے کے لیے اکثر قابل ادخال ہوتے ہیں[4]۔ شلاً ایک جعلی بنک نوٹ کو چلانے کے الزام میں یہ شہادت کہ ملزم نے اور بھی جعلی بنک نوٹ چلائے تھے۔ قابل ادخال ہوتی ہے[5]۔ کسی شخص کو زہر دینے کے الزام میں یہ شہادت کہ ملزم نے سابق میں[6] یا بعد میں[7] دیگر اشخاص

[1] دیکھیے اسپنلے بنام ڈی وولٹ۔ ۷ ایسٹ ۱۰۸۔

[2] کینڈی بنام ڈاڈسن سنہ ۱۸۹۵ء ۱ چانسری ۳۳۴۔ عدالت مرافعہ۔

[3] ووڈ بنام یکاتن سنہ ۱۸۱۶ء لا رپورٹ ۵ کوینس بنچ ۲۸۵۔ اور وہ مقدمات جن کا شہادت مصنفہ فپس طبع ششم بر صفحات ۱۵۰ تا ۱۷۱ میں تختہ بنا دیا گیا ہے۔

[4] ملک بنام ولکس (۱) لیہ و کیف (Leigh & Cave) ۱۰۔

[5] ملک بنام وائلی ۳ سریچ ۹۸۳۔

[6] ملک بنام گارنر ۳ فاسٹر و فن لے رپورٹس ۶۸۱۔

[7] ملک بنام گیرنگ ۱۵ لا جرنل مجسٹریٹ کیس ۲۱۵۔ ملک بنام آرمسٹرانگ ۱۲ رپورٹ مرافعۂ فوجداری ۱۴۹

کو زہر دیا ہے۔ قابلِ ادخال ہے۔ اس کے اصول کی وضاحت ذیل کے مقدمات سے ہوتی ہے۔ مقدمۂ ملک بنام فرانسیس (Rv. Francis) میں چالان دغا سے روپیہ حاصل کرنے کا تھا۔ اور ملک بنام ویٹ (Rv. Wyatt) میں رہائش کے لیے تجربے دینے والے سے فریب دیکر ادھار حاصل کرنے کا الزام تھا۔ جب یہ ثابت کر دیا گیا کہ قیدی نے اس فعل کا ارتکاب کیا ہے جس کا اس پر الزام لگایا گیا تھا اور صرف سوال یہ تھا کہ کیا فعل کے ارتکاب کے وقت اس کو اس کے مجرمانہ ہونے کی اطلاع تھی یا یہ کہ اس نے غلطی سے ایسا کیا تھا۔ تو یہ ثابت کرنے یہ شہادت قابلِ ادخال قرار دی گئی۔ کہ وہ اس وقت مسلسل ایسے افعال کر رہا تھا جس سے یہ قیاس پیدا ہو سکتا ہے کہ زیرِ بحث فعل کے وقت بھی اس نے غلطی سے اس فعل کو نہیں کیا تھا۔ قانون سرقہ ۱۸۶۱ء کی رو سے چھ مہینوں کے اندر تین سرقوں کو ایک ہی ساتھ چالان کیا جا سکتا ہے۔ اور قانون سرقہ ۱۹۱۶ء کی رو سے داشتن مالِ مسروقہ کے الزام میں تاریخ جرم سے بارہ مہینوں کے اندر ملزم کے قبضے سے دوسرے اموال مسروقہ کے برآمد ہونے کی شہادت دی جا سکتی ہے ـــــ اس قسم کی شہادت قانون عمومی کی رو سے ملک بنام اوڈی (Rv. Oddy) کے مقدمے میں ناقابلِ ادخال قرار دی گئی تھی۔

ل اجلاس کاملہ۔ ملک بنام فرانسس ۱۸۶۷ء لا رپورٹ ۲ کامن کیسیس ۱۲۸-۱۳۱- ۳۲ لا جرنل مجسٹریٹ کیسس ۹۷-۱۰۰۔ ملک بنام وایٹ ۱۹۰۴ء۔ ا کنگس بنچ (K. B.) ۱۸۸-۳، ۷۳ لا جرنل کنگس بنچ

۱۵-۲۰ ٹائمز لا رپورٹ ۲۰ کراؤن کیسس ریزروڈ (C. C. R. ie, Crown cases Reserved)

جس میں ماکن بنام اٹارنی جنرل آف نیو ساؤتھ ویلز ۱۸۹۴ء مقدمات مرافعہ بر صفحہ ۶۵ کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

ته ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۶ دفعہ ۵۔ و نیز دیکھئے قانون چالانات ۱۹۱۵ء شڈول ۱- قاعدہ ۳-

سه ۶ و ۷ جارج پنجم باب ۵۰ دفعہ ۴۳-

عه ۲ ڈینی سن کراؤن کیسس ۲۶۴-

دفعہ ۲۵۶: زیر بحث اصول کے مفید اطلاق کی ایک قوی ترین مثال ان قواعد میں ملتی ہے جو چال چلن کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق ہیں۔ کسی فریق مقدمہ یا گواہ کی عام شہرت اور سابقہ چال چلن کا بطور قدرتی یا اخلاقی شہادت اکثر بہت وقیع ہونا صاف ظاہر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان سے قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اس کی نالش یا جواب دہی بجا یا بیجا ہے یا یہ کہ اس کی شہادت سچی یا جھوٹی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف ہر شخص کی جو عدالت ہائے انصاف میں آتا ہے ہر فعل کی کھلی عدالت میں جانچ پڑتال کرانے سے اکثر اشخاص عدالت میں آنے سے باز رہیں گے[1] چال چلن کی شہادت کو ہر صورت میں منظور کرنا یا ہر صورت میں نامنظور کرنا مساوی طور پر انصاف کے حق میں مہلک ثابت ہوگا اور کوئی حد مقرر کرنا —— یعنی ٹھیک ٹھیک ان صورتوں کی صراحت کرنا جن میں اس کو منظور کرنا اور جن میں اس کو نامنظور کرنا —— اتنا ہی مشکل سوال ہے جتنا کہ کوئی اور سوال جو کسی قانون ساز سے حل کرنے کے لیے کہا جا سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۲۵۷: فریقین مقدمہ کے چال چلن کے متعلق قانون انگلستان

اس مشکل کا حل ان صورتوں میں فرق کرنے سے کرتا ہے جن میں کہ ان کے چال چلن کو امر تنقیح طلب سمجھا جا سکتا ہے۔ اور جن میں ایسا
ص ۲۴۷ نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ اس عام اصول کے مطابق جو غالباً بحیثیت مجموعی منصفانہ ہے عدالتی کارروائیوں کے فریقین کے نہ عام چال چلن اور نہ ایسے خاص واقعات کی جو امر تنقیح طلب نہ ہوں۔ اس مقصد کے لیے

[1] قانونی تحریرات مصنفہ فاسٹر ۲۴۲۔ اور دیکھیے فلسفۂ شہادت از گلسن دفعہ ۵۰۶۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۹۳۔ بنتھم بھی اس مضمون کی مشکلات کے قائل تھے۔ اور کہتے تھے کہ بعضوں کا تو سوائے گارڈین حل (تعبدی حکم) کے شاید ہی کوئی حل ہو۔

شہادت دی جا سکتی ہے کہ اس سے ایک فریق کے موافق یا دوسرے کے مخالف کوئی قیاس پیدا ہو سکے[1]۔ اس اصول میں یہاں تک وسعت دی گئی ہے کہ ایک فحش جرم کے استغاثے میں ملزم کے اقبال کی شہادت کہ وہ ایسے جرائم کے ارتکاب کا عادی ہے۔ غیر متعلق قرار دی جا کر نامنظور کی گئی[2]۔

دفعہ ۲۵۸: لیکن جب کارروائیوں کی نوعیت ایسی ہو کہ فریقین میں سے کسی کا چال چلن امر تنقیح طلب ہو جائے تو لازماً ایک دوسرا اصول قابل اطلاق ہو جاتا ہے۔ اور نہ صرف اس امر تنقیح طلب سے متعلق فریقین کے عام چال چلن کی شہادت دی جا سکتی ہے بلکہ ایسے خاص خاص واقعات کی بھی جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے[3]۔ مثلاً ایک عام حرام خانہ یا قمار خانہ کھولنے کے الزام میں مستغیث مدعی علیہ کے کسی بھی افعال کی جن سے عام الزام کی تائید ہوتی ہو شہادت دے سکتا ہے۔ اور جنون کے ثبوت کے لیے خاص مجنونانہ افعال گنائے جا سکتے ہیں[4]۔ پھسلائے جانے کی نالش میں عورت کا عصمت سے متعلق چال چلن راست امر تنقیح طلب ہوتا ہے۔ اور اس پر اعتراض برے حرکات کی عام شہادت یا مخصوص افعال کی شہادت سے کیا جا سکتا ہے۔ اسی مقدمے

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس دا یاس ۴۸۸-۴۹۱۔ شہادت مصنفہ فلپس ۲-۵۰۰ طبع دہم لمک بنام فرانسیس ۳ ایسپناس ۱۱۶۔ ازلارڈکن یں۔

[2] ملک بنام کول میقات میکلس ۱۹۱۰ء تمام ججوں کا فیصلہ شہادت از فلپس دا یاس ۴۹۹۔ شہادت مصنفہ فلپس جلد ا صفحہ ۵۰۰ طبع دہم۔

[3] دیوانی مقدمات جوری از بلر صفحہ ۲۹۵۔

[4] کلارک بنام پیریام ۱۲ گلنز ۳۳۹۔

[5] ایضاً صفحہ ۳۴۰۔

[6] حوالہ کے لیے دیکھئے نوٹ ا۔ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۔

میں عورت کے اچھے چال چلن کی شہادت بھی اگر اس پر اعتراض کیا گیا ہو دی جا سکتی ہے۔ لیکن ایک مقدمے میں کہا گیا ہے کہ ایسی شہادت صرف اسی وقت دی جا سکتی ہے جب کہ فریق کے چال چلن پر گواہوں نے خود اعتراض کیا ہو۔ اور ایک دوسرے مقدمے میں کہا گیا ہے کہ صرف اسی صورت میں جب کہ اس پر حملہ جرح میں کیا گیا ہو۔ یہ خوب کہا گیا ہے کہ موخر الذکر صورت ہی حصول انصاف میں زیادہ ممد ومعاون ہوتی ہے۔ کیونکہ جب اس عورت کے چال چلن پر جس کو پھسلا لیا گیا ہے۔ جرح کرتے وقت اعتراض کیا جاتا ہے تو گو وہ عورت ان معنوی الزامات سے انکار کرے لیکن جوری کو اکثر یقین آجاتا ہے۔ کہ ان الزامات میں کچھ صداقت ضرور ہے۔ تاوقتیکہ ان کے خلاف گواہوں کو طلب کرکے ان کا جھوٹ ہونا ثابت نہ کر دیا جائے۔ اسی طرح زنا بالجبر یا زنا بالجبر کی ۲۲۸ ء
نیت سے حملے کے الزام میں عورت کی عصمت اس حد تک امر تنقیح طلب ہو جاتی ہے کہ ملزم اس خصوص میں اس کے سابقہ برے چال چلن بلکہ خود اپنے ساتھ اس کے مجرمانہ تعلق ہونے کی شہادت دے سکتا ہے۔ اس کے دوسرے مردوں کے ساتھ عصمت فروشی کے خاص خاص افعال کے متعلق سوال کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ان سے انکار کرے تو

لہ بام فیلڈ بنام میی اپیسپیل صفحہ ۲۰۴۔ ڈاڈ بنام نارس سنہ ۱۸۱۳ء ۳ کیمپبل ۵۱۹۔ ۱۴ رسل وریان ۳۲۸۔

سہ ڈاڈ بنام نارس ۳ کیمپبل ۵۱۹۔ از لارڈ ایلن برو چیف جسٹس (Lord Ellenborough, C. J.)

سہ بیٹ بنام ہل سنہ ۱۸۲۳ء اکیا رنگٹن ودین صفحہ ۱۰۰۔ ۲۰ رسل وریان ۶۶۷ از پارک جسٹس (Park, J.)

کہ بیٹ بنام ہل سنہ ۱۸۲۳ء ۲۰ رسل وریان ۶۶۷۔

ھہ شہادت مصنفہ فلپس وایامس ۴۸۹۔ شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۵۰۵ طبع دہم۔ ملک بنام مارٹن ۲ کارنگٹن ودین ۵۶۲۔ ملک بنام بارکر ۳ کیا رنگٹن ودین ۵۸۹۔

لہ شہادت مصنفہ فلپس وایامس ۴۹۵ تا ۴۹۲۔ شہادت مصنفہ فلپس صفحہ ۵۰۵ طبع دہم۔ ملک بنام کلارک ۲ ا شارکی ۲۴۳۔

شہ ملک بنام مارٹن ۲ کیا رنگٹن ودین ۵۶۲۔ ملک بنام اسپنال شہادت مصنفہ اشارکی جلد ۲ صفحہ ۹۵۵ طبع سوم۔

اور شہادت سے ان کو ثابت کیا جا سکتا اور ملزم کو ان کا پابند ہونا ہوتا ہے[1]
اور توہین تحریری کی نالش میں اسکاٹ بنام سامپسن[2] (Scott v. Sampson)
کے احتیاط سے غور کئے ہوئے مقدمے سے ظاہر ہے کہ ہرجے کو کم کرانے مدعی کے
عام برے چال چلن کی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ لیکن توہین
تحریری کے شایع کرنے سے پہلے کے افواہوں کی شہادت کہ ملزم نے
اُس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کا اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ اور یہ
شہادت کہ ملزم اس قسم کے جرایم کے ارتکاب کا عادی ہے۔ بہت
بعید ہونے کی وجہ سے ناقابل ادخال ہے۔

دفعہ ۲۵۹: گو عام طور پر فوجداری چالانات میں ملزم کا چال چلن پہلی
مرتبہ امر تنقیح طلب نہیں ہوتا ہے۔ لیکن تاہم ان تمام مقدمات میں
جن کی کارروائیوں کا راست مقصد جرم کی سزا دینا ہوتا ہے ـــــ مثلاً
بغاوت۔ جرم سنگین۔ یا جرم خفیف کے چالانات میں ـــــ اور محض تاوان
کا حاصل کرنا نہیں ہوتا[3]۔ وہ اپنی جواب دہی الزام کی نوعیت کا خیال
رکھتے ہوئے اپنے اچھے چال چلن کی شہادت پیش کر کے کر سکتا ہے۔
ایک بہت ہی مشہور کتاب[4] قانون شہادت میں لکھا ہے کہ "سرقے کے
الزام میں ملزم کی وفا شعاری یا انسانیت کے متعلق تحقیق غیر متعلق و لغو
ہوگی۔ اور اسی طرح بغاوت سنگین کے الزام میں ملزم کی خانگی کاروبار
میں ایمانداری اور وقت کی پابندی کے متعلق تحقیق بھی لغو ہوگی۔ ان

[1] ملک بنام ہوس ۱۲ کاکس ۱۳۰۔
[2] اسکاٹ بنام سامپسن ۱۸۸۲ء کوئینس بنچ ڈیویژن ۴۹۱۔
[3] شہادت تازا شارکی جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ طبع سوم۔ شہادت از فلپس و ایماس صفحہ ۴۹۰۔ شہادت مصنفۂ فلپس جلد ۱ صفحہ ۶۰۹ طبع نہم۔
[4] شہادت فلپس و ایماس ۵۰۴۔ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۵۰۲ طبع دہم۔ نیز دیکھئے اٹارنی جنرل بنام ہڈلف ۱۰ ایکسچیکر ۹۲
[5] شہادت مصنفہ فلپس و ایماس ۴۹۰ و ۴۹۱۔ شہادت مصنفۂ فلپس جلد ۱ صفحہ ۵۰۶ طبع دہم۔

امور کی شہادت اخلاقی عمل کے ایسے اصولوں سے متعلق ہوتی ہے جو کہ دوسرے موقعوں پر کیسا ہی عمل کریں زیر تنقیح موقع پر عمل ہی نہیں کرتے ہیں۔ اس شہادت سے ذرا بھی قیاس نہیں پیدا ہوتا ہے کہ قیدی نے وہ جرم نہیں کیا ہوگا جس کے لیے وہ چالان کیا گیا ہے۔ اور وہ اسی لیے زیر بحث امر سے کلیتہً غیر متعلق ہوتی ہے۔"

دفعہ ۲۶۰: شاید ہی کسی اور مضمون کے متعلق چال چلن کی شہادت سے زیادہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے۔ مثلاً الف کے پاس سے سرقہ کرنے کے چالان میں یہ شہادت کہ دوسرے موقعوں پر جو زیر بحث معاملے سے کلیتہً الگ تھے۔ ملزم نے ب اور ج کے ساتھ معاملات میں مثل ایک ایماندار بلکہ فیاض و عالی منش شخص کی طرح برتاؤ کیا تھا ـــــ یہ بھی فرض کر لینے کے بعد کہ اس سے اس کا الف کے ساتھ مجرمانہ بے ایمانی سے عمل کرنا غیر اغلب ہو جاتا ہے ـــــ اتنی بعید و غیر اہم ہو جاتی ہے کہ قابل ادخال شہادت نہیں ہوسکتی۔ دریافت یہ ہونی چاہئیے کہ ان لوگوں میں جو اس کو جانتے ہیں اس کا عام چال چلن کیسا ہے تاکہ یہ ظاہر ہوسکے کہ ایمانداری کے لیے اس کی عام شہرت ایسی ہے کہ جس چال چلن کو اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ غیر اغلب ہو جاتا ہے۔ کسی گواہ کی ذاتی رائے بھی جو ملزم کے خاصۂ طبیعت کے ذاتی تجربے پر مبنی ہوتی ہے ناقابل ادخال شہادت ہوتی ہے[1] مقدمۂ ملکہ بنام راؤٹن (Reg. v. Rowton) کا یہی اثر ہے اور یہ وہ مقدمہ ہے جس پر عدالت کراؤن کیسس ریزرفڈ (Court for Crown Cases Reserved) میں دو وقت بحث کی گئی قیدی کو حملۂ فعل خلاف وضع فطری کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ اچھے چال چلن کی شہادت پیش ہونے پر چالان نے ۲۳۹ صـ

[1] ملکہ بنام راؤٹن ۱۸۶۵ء ۳۴ لا جرنل مجسٹریٹس کیس، ۱۰ ایف کیس ۵۲۰۔ ارل کاکبرن چیف جسٹس (Cockburn, C. J.) مخالف عرضل چیف جسٹس و ولس جسٹس (Earle, C.J & Willes, J.)

ایک ایسے گواہ کی شہادت سے اس کی تردید کی جس نے بیان کیا کہ وہ محلے کی رائے کے متعلق تو کچھ نہیں جانتا۔ لیکن خود اس کی رائے میں ملزم کا چال چلن ایسا ہے کہ وہ "ایک ایسا شخص ہے جو فحش اور سخت سے سخت خلاف اخلاق فعل کا مرتکب ہو سکتا ہے"۔ برخلاف دو کے گیارہ ججوں نے قرار دیا کہ ایسی شہادت ناقابل ادخال ہے۔ اور (چونکہ جوری نے قیدی کو مجرم قرار دے دیا تھا) اس حکم سزا کو منسوخ کر دینا چاہیے[1]۔ فلیپس (Phillipps) کہتے ہیں کہ[2] "یہ اکثر واقع ہوتا رہتا ہے کہ گواہ قیدی کے چال چلن کے متعلق عام رائے کو ظاہر کرنے کے بعد اس کی ایمانداری کے متعلق اپنے ذاتی تجربے و آراء کو بھی بیان کرتے ہیں۔ لیکن جب یہ بیان منظور کئے جاتے ہیں تو یہ قیدی پر ایک مہربانی ہوتی ہے۔ وہ عام چال چلن کی شہادت بطور منظور نہیں کیے جاتے ہیں"۔

دفعہ ۲۶۱: جب کبھی کسی فریق کے چال چلن کو معرض بحث میں لایا جا سکتا ہے تو اس کو بھی اجازت ہوتی ہے کہ شہادت پیش شدہ کی

---

[1] اس مقدمے پر شہادت مصنفہ اسٹیفن نوٹ ۵۵ میں سختی سے تنقید کی گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ "اس نقطۂ نظر کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ ایک گواہ پوری صداقت کے ساتھ اس شخص کی ایمانداری اور اچھے چال چلن پر حلف لے سکتا ہے جس کے متعلق وہ برسوں سے جانتا ہے کہ وہ داشتن مال مسروقہ کا مرتکب ہے۔ اگر اس نے خوش قسمتی سے اپنے جرائم کو اپنے ہمسایوں سے مخفی رکھا ہو۔ کامیاب منافقت کا کمال یہ ہے کہ بری خصلت کے ساتھ شہرت اچھی ہو۔ اس مقدمے پر شاذ و نادر ہی اگر کبھی عمل ہوتا ہے۔ گواہ سے ہمیشہ جو سوال کیا جاتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ ایمانداری اخلاق و انسانیت میں جیسی بھی صورت ہو۔ ملزم کا چال چلن کیسا ہے۔ گواہ کو متنبہ نہیں کیا جاتا ہے کہ شہادت کو ملزم کی شہرت تک محدود رکھنا چاہیے۔ عام گواہوں کو اس فرق کا سمجھانا آسان نہ ہوگا"۔ گو اس مقدمے سے اچھے چال چلن کی شہادت کے مسئلے کا بالواسطہ طریقے پر تصفیہ ہوا ہے۔ لیکن سندی فیصلہ ہوا ہے۔

[2] شہادت از فلیپس دایماس ۱۹۱۴ شہادت از فلیپس جلد ۱ صفحہ ۵۰۶ طبع دہم۔

تردید میں شہادت پیش کرے[1]۔ اور گو کسی فوجداری مقدمے میں پہلی دفعہ صـ ۲۴۰
شہادت نہیں دی جا سکتی ہے کہ ملزم کا چال چلن برا ہے۔ لیکن اگر وہ
الزام عاید کردہ کی جوابدہی میں اپنے اچھے چال چلن کی شہادت پیش
کرتا ہے تو وہ چال چلن کو امر تنقیح طلب بنا دیتا ہے۔ اور چالان کنندہ
اس کی شہادت کی تردید یا تو جرح یا تردیدی شہادت سے کر سکتا ہے[2]۔

ملکہ بنام ووڈ (Rv. Wood) میں قیدی نے جس پر شاہ راہ عام پر سرقہ بالجبر (یعنی قاطع الطریق ہونے) کا الزام تھا۔ ایک گواہ کو پیش کیا جس نے حلفی شہادت دی کہ وہ اس کو برسوں سے جانتا ہے۔ اور اس تمام مدت میں اس کا چال چلن اچھا رہا تھا۔ اس گواہ سے جرح میں یہ پوچھنے کی اجازت مانگی گئی کہ چند سال پہلے محلے میں جو ایک سرقہ بالجبر ہوا تھا۔ اس کے ارتکاب کا شبہہ ملزم پر ہوا تھا۔ اس سوال پر اعتراض کیا گیا کیونکہ اس سے ایک ضمنی امر تنقیح طلب قایم ہو جاتا ہے۔ لیکن پارک بیرن (Parke, B) نے اس اعتراض کو نامنظور کیا اور کہا کہ "سوال یہ نہیں ہے کہ کیا ملزم اس سرقہ بالجبر کا مرتکب ہوا ہے بلکہ صرف یہ کہ کیا اس پر اس کے ارتکاب کا شبہہ کیا گیا تھا۔ کسی شخص کا چال چلن چھوٹے چھوٹے متعدد واقعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن میں اس پر کسی بڑی حرکت کے کرنے کا شبہہ ہونا بھی ایک واقعہ ہوتا ہے۔" اسی لیے وہ سوال کیا گیا۔ اور قیدی کو سزا دی گئی۔

لیکن جس طرح ملزم اپنے اچھے چال چلن کے خاص واقعات کی

[1] ملکہ بنام مرفی ۱۹ ہووڈ اسٹیٹ ٹرائیلس ۷۲۲۔ دیوانی مقدمات جوری از بلر ۲۹۶ ملکہ بنام کلارک ۲ اسٹارکی ۲۴۱۔ بام فیلڈ بنام میسی ۱ کیمپبل ۴۶۰۔ ڈاڈ بنام نارس ۳ کیمپبل ۵۱۹۔

[2] ملکہ بنام روٹن ۱۸۶۵ء لا جرنل مجسٹریٹ کیس ۵۷۔ لیہ و کیف ۵۲۰۔ دیکھو اوپر۔ اس مقدمے نے ملکہ بنام برٹ ۵ مقدمات فوجداری از کاکس ۲۸۴ کو منسوخ کیا۔

[3] اجلاس موسم بہار۔ کنٹ ۱۸۴۱ء۔ قلمی رپورٹس۔ ۱۰ اور ۵ جورسٹ ۲۲۵۔

شہادت نہیں دے سکتا۔ اُسی طرح چال ان کنندہ بھی عام طور پر اس کے بُرے حرکات کے خاص واقعات کی شہادت نہیں دے سکتا۔ اس اصول کے استثنیٰ صرف وہی ہیں۔ جو قانون سزا یابی سابق ۱۸۶۵ء ۲۹، ۲۸ ولیم چہارم باب ۱۱۱ کی رو سے قرار دیے گئے ہیں۔ کہ کسی شخص پر کسی بعد کے جرم سنگین کے ایسے مقدمے میں جس کی سزا موت نہ ہو اگر وہ اپنے اچھے چال چلن کی شہادت دے تو یہ جائز ہوگا کہ تردید میں اس کی جرم سنگین کے لیے سابق میں سزا یابی کی شہادت دی جا سکے۔ اور قانون سرقہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۶ دفعہ ۱۱۶۔ و قانون جرائم سکہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۳۷ کی رو سے ان صورتوں میں جن سے یہ قوانین متعلق ہیں یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ چاہے چال چلن کی شہادت ملزم کے گواہوں نے دی ہو یا وہ چال ان کے گواہوں پر جرح کرنے سے حاصل ہوئی ہو۔ دونوں صورتوں میں وہ قانون ۱۸۶۵ء کے تحت آئے گی[1] لیکن عملدرآمد یہ ہے کہ اچھے چال چلن کی تردید میں شہادت شاذ و نادر ہی پیش کی جاتی ہے۔ گو اغراض انصاف کے لیے ایسی شہادت اکثر پیش کرنا شاید زیادہ بہتر ہوتا۔

دفعہ ۲۶۲: فریقین کے چال چلن کے گواہوں کے ساتھ عام طور پر بڑی نرمی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ شاید یہ حد سے زیادہ ہی ہوتا ہے مثلاً یہ وکلا کا عملدرآمد ہے کہ ایسے گواہوں پر جرح نہ کی جائے جب تک کہ کوئی صریحی الزام ایسا نہ ہو کہ جس پر جرح کو مبنی کیا جا سکے۔[2] یا کم سے کم

[1] ملک بنام شرمیشن ۲ ڈینی سن کراؤن کیس (Den. C. C.) ۳۱۹۔ مکمل بحث کے لیے دیکھئے "شہادت" مصنفہ ٹیلر طبع ششم ۱۸۶ - ۱۸۹ -

[2] ملک بنام ہاجکس، کیا رنگٹن و پین ۲۹۸ -

ان کو جرح کرنے کے ارادے کی اطلاع نہ دی جائے۔ جج بھی اس ا
ناپسند کرتے ہیں کہ چال لان کے کونسل اپنے یقینی حق کو استعمال کر
ان کی گواہی کا جواب دیں۔ اور غلط طور پر نیک چال چلن
کرنے میں دروغ حلفی سے روزانہ یا تو اعراض کیا جاتا ہے یا تھو
زجر و توبیخ کے بعد درگزر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ یقیناً بے محل رحم۔
اگر اس شکل میں دروغ کو ناپسند نہ کیا جائے تو عدالتیں یا تو چال
کی تمام شہادت کو شبہے کی نظر سے دیکھیں گے یا اس کو کچھ بھی وقعت
نہ دیں گے۔ لیکن بہت سی صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں
سے معصوم شخص کے پاس کسی الزام کا جواب سوائے اپنی اچھی شہ
کے کچھ نہیں ہوتا۔ اور اس شہرت کو اس کی جائز وقعت سے کسی
سے محروم کرنا۔ ایماندار و راست باز شہری کو اس کے اچھے چال چا
جائز صلے سے محروم کرنا ہوگا۔ اس صورت میں مثل اور بہت سی صو
کے قدیم قانونی اصول کہ جو مجرم پر رحم کرتا ہے معصوم پر ظلم کرتا ہے[۱] صحی
ہے۔ اسی لیے یہ واقع ہوا ہے کہ جج تجربہ سے یہ جان کر کہ چال چلن کی جو شہادت اکثر پی
ہے۔ اُس کی وقعت کتنی کم ہوتی ہے۔ بعض وقت جوریوں سے کہتے ہیں کہ چال چلن
پر غور نہ کرنا چاہئے بجز اس کے کہ دوسری شہادت پر کچھ شبہ ہو ـــــ یہ موقف ایسا ہے
صحیح ہے اگر واقعات کی بنا پر جوری ملزم کو مجرم سمجھتی ہو کیونکہ اس صورت میں ملزم کو
چال چلن کی بنا پر رہا کر دینا صحیح نہ ہوگا۔ اور رہا کر دینے پر جوری
حلف کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوگی۔ لیکن یہ موقف بالکل
خلاف قانون ہے اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ چال چلن کی شہاد
غور نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ واقعات سے ملزم کا معصوم

---

[۱] ملک بنام اسٹان تارڈ، کیا رنگش وینن ۳، ۶۷۳۔ حق جواب کے وجود کے لیے دیکھو یہ مقدمہ۔ او
قرارداد مندرجہ، کیا بنگلش بین ۱۱، ۶۷۶ قرارداد نمبر (۴)، نیز ملک بنام واشنگ، کیا رنگش وینن ۱۱،
۱۳۷ کلک ۵۴ الف۔ نیز جنگ سنٹ ۲۔ مقدمہ ۵۴۔

ہوتا ظاہر نہ ہو جائے۔ چال چلن کی شہادت کا فائدہ یہ ہے کہ ملزم کے خلاف جو شہادت پیش ہوتی ہے اس کی وقعت کا اندازہ لگانے میں جوری کی مدد کرے۔ اور ہم اس مضمون کو ختم نہیں کر سکتے جب تک چیف جسٹس ہولٹ (C. J. Holt) کے زیرکانہ مشاہدات کی طرف توجہ نہ دلائیں[1] "کوئی شخص پیدائشی بدمعاش نہیں ہوتا۔ بدمعاش بننے کے لیے وقت چاہیئے۔ اور نہ بدمعاش بنتے ہی فوراً اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص اس سال قابل مشہور ہو جاتا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ سال آیندہ وہ فقیر ثابت ہو"۔

دفعہ ۲۶۳: گواہوں کا چال چلن[2]۔ گواہ کا اعتبار ہمیشہ امر تنقیح طلب

ہوتا ہے اور اسی لیے یہ عام شہادت قابل ادخال ہوتی ہے کہ اس کا
چال چلن ایسا ہے کہ حلف لینے کے بعد بھی اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ۲۲۲
لیکن حال حال تک اس غرض کے لیے خاص واقعات یا خاص معاملات کی شہادت ناقابل ادخال تھی یہ دونوں ان وجوہات کی بنا پر جو بیان کر دئے گئے ہیں[3]۔ نیز اس لیے کہ ایسی شہادت سے ایک ضمنی امر تنقیح طلب پیدا ہو جاتا ہے یعنی ایسا امر تنقیح طلب جو اس مقدمے سے سوا ہوتا ہے جس کی عدالت سماعت کر رہی ہو[4]۔ گواہ سے ان واقعات یا معاملات کے متعلق سوال کئے جا سکتے تھے لیکن وہ جواب دینے پر مجبور نہیں تھا۔

[1] ملک بنام سونڈسن ۱۲ ہووَل اسٹیٹ ٹرائلس ۵۹۶۔

[2] نیز دیکھئے دفعہ ۱۳۰ و ۴۴۶۔

[3] ملک بنام براؤن لا رپورٹ ۱ چانسری کیسز ۱۰۰۔

[4] دیکھیے دفعات ۲۵۶۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱

[5] ہوورن سٹیٹ ٹرائلس ۱۱-۲۱-۱۹ ایضاً ۲۴۶-۲۴۷-۳۲۲ ایضاً ۹۰۴-۴۹۵ دیوانی مقدمات جوری مصنفہ ٹیلر ۲۹۲ شہادت از اسٹارکی ۲۲۷-۲۲۸- طبع چہارم ملک بنام برک Cox, cr. cas. کالم ۱، مقدمات فوجداری ۴۴۔

اور اگر وہ جواب دیتا تو سوال کرنے والے فریق کو اس جواب کو قبول کرنا ہوتا تھا۔ اور وہ اس کی تردید میں شہادت طلب نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس موضوع پر قانون میں دیوانی مقدمات کی حد تک قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء باب ۱۲۵ دفعہ ۲۵ کی رو سے ترمیم کی گئی۔ اور حکم دیا گیا کہ گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا اس کو کسی جرم کی بنا پر سزا دی گئی ہے۔ اور اگر وہ انکار کرے یا جواب نہ دے تو فریق ثانی کے لیے جائز ہوگا کہ ایسی سزایابی کو ثابت کرے۔ بعد میں اس حکم کو قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱ و ۶ کی رو سے فوجداری مقدمات سے بھی متعلق کیا گیا۔ اور یہ دفعات تمام عدالت ہائے انصاف سے فوجداری بھی اور دوسری بھی۔ اور تمام اشخاص سے جو قانوناً یا فریقین کی رضامندی سے شہادت کی سماعت منظوری اور تنقیح کے مجاز ہوں" متعلق قرار دیے گئے۔ اور ۱۸۵۴ء کے قانون کا پچیسواں دفعہ اور شہادت سے متعلق دوسرے وہ دفعات بھی جو فی الجملہ ۱۸۶۵ء کے قانون کے دفعات کے مطابق تھے۔ قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۹۲ء ۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۱۹ کی رو سے "کتاب قوانین موضوعہ" سے خارج کر دیے گئے۔ اور نظر ثانی شدہ قوانین موضوعہ کے طبع دوم میں شایع نہیں ہوئے۔ قانون ۱۸۶۵ء کے دفعہ ۶ کی رو سے حکم ہے کہ

"گواہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا اس کو جرم سنگین یا جرم خفیف کی بنا پر سزا دی گئی ہے۔ اور یہ سوال کئے جانے پر اگر وہ

---

۱ دیکھیے دفعات ۱۲۵ تا ۳۱

۲ قانون صالح قانون عمومی ۱۸۵۴ء دفعات ۱۲ تا ۲۴ اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء کے پورے متن کے لئے دیکھیے "اسٹاٹیوٹس آف پریکٹیکل یوٹیلیٹی" مصنفہ چٹی (Chitt 's Statutes of Practical Utility) بعنوان "شہادت"

اس واقعے سے انکار یا اس کا اقبال نہ کرے یا جواب نہ دے تو جرح کرنے والے فریق کے لیے جائز ہوگا کہ ایسی سزایابی کو ثابت کرے۔ اور ایک صداقت نامہ جس میں صرف چالان کا خلاصہ اس کا اثر (حصۂ ضابطہ کو چھوڑ کر) اور جرم کی سزا درج ہوگی۔ و نیز جس پر اس عدالت کے جہاں ملزم کو سزا دی گئی ہو کے محرر یا محافظ دفتر یا محرر یا محافظ دفتر کے نائب کے دستخط ہوں گے۔ (اور جس صداقت نامے کے لیے پانچ شلنگ یا اس سے زیادہ نہیں فیس طلب یا وصول کی جائے گی) اس شخص کی شناخت کے ثبوت کے بعد سزایابی کی کافی شہادت ہوگی۔ اور اس شخص کے دستخط یا سرکاری حیثیت کا ثبوت ضروری نہیں ہوگا جس کا اس پر دستخط کرنا ظاہر ہوتا ہو۔"

دفعہ ۲۶۳۔الف لیکن کسی گواہ کی سزایابی یا اس کے بُرے چال چلن یا اس کے کسی بُری حرکت کے مرتکب ہونے کے ثبوت سے اس کی شہادت قابل ادخال ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ بلکہ صرف اس کا اعتبار کم ہو جاتا ہے۔ ایسی شہادت کو "رنگین یا مشتبہ شہادت" کہتے ہیں[1]۔ اس پر ۲۶۳ عمل کرنے کے لیے معمولاً دوسری شہادت سے اس کی قوی تائید ضروری ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ شریک جرم کی گواہی میں جس پر ہم غور کر چکے ہیں ہوتا ہے[2]۔ لیکن ایک صورت ایسی بھی ہے جس میں یہ شہادت (ایک قانون موضوعہ کی رو سے جس کی صراحت تنسیخ عمل میں نہیں آئی ہے) قطعاً اور ابتداہی سے ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ اور یہ وہ صورت ہے

[1] دیکھو "سالیسٹر جرنل" مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء بر صفحہ ۱۳۰۔

[2] پیچھے دفعات ۱۷۰-۱۷۱۔

جس میں کہ گواہ کو دروغ حلفی کی بنا پر سزا دی گئی ہو۔ بلاحظہ ہو قانون[1]
عہد ملکہ ایلزبتھ (Elizebethan Act) بابت ۱۵۶۲ء ۵ ایلزبتھ باب ۹
دفعہ ۶ جس کا یہی اثر ہے۔ اس کی رو سے

"اگر کوئی شخص یا اشخاص ترغیب ناجائز سے یا پھسلانے
یا کسی اور ذریعے سے یا خود اپنے فعل رضامندی یا اقرار
کی وجہ سے مذکورہ بالا عدالتوں[2] میں یا جب کہ ان کا
اظہار کسی امر کو دوامًا محفوظ کرنے کے لیے لیا جا رہا ہو۔ اپنے
بیانات حلفی میں عمداً یا خلاف راستی بازی کسی بالعمد
دروغ حلفی کے مرتکب ہوں تو ہر شخص جو اس طرح پر
مجرم ہو اور اس کو سزا سنائی جائے یا قانون ملک کے
تحت مجرم قرار دیا جائے ...... بیس پونڈ جرمانے کا
مستوجب ہوگا۔ اور ایسے شخص یا اشخاص کا حلف انگلستان
یا ویلز (Wales) یا ان کی سرحدوں کی کسی عدالت
ریکارڈس میں قابل منظوری نہ ہوگا۔ اس وقت تک
جب تک کہ وہ فیصلہ جو ایسے شخص یا اشخاص کے خلاف
کیا گیا ہو۔ دارالعوام کے فیصلے کے ذریعے سے یا اور
طرح پر منسوخ نہ کر دیا جائے۔"

لیکن قانون شہادت سنہ ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ (دیکھیے
پیچھے دفعات ۱۴۲ و ۱۴۳) اپنے اس کے بعد حکم دیا ہے کہ کوئی شخص جو
بطور گواہ پیش ہو جرم یا ذاتی غرض کی ناقابلیت کی بنا پر شہادت

---

[1] قوانین موسومہ مولفہ جیمس عنوان "قانون تعزیرات۔ (جرائم خلاف انصاف)" نظر ثانی شدہ قوانین موضوعہ طبع دوم جلد ۱ صفحہ ۹۰۴)۔

[2] یہ عدالتیں حسب ذیل ہیں۔ ملکہ معظمہ کے عدالت ہائے ریکارڈس یا کسی قصبے کی عدالتیں۔ یا فرانک پلیج یا قدیم ڈیمین کورٹس۔ عدالت تحصیل۔ سیران کورٹ یا ڈیوان یا کارنوال کی عدالت اسٹانری کا

دینے کے ناقابل نہیں گردانا جائے گا۔ بلکہ ہر شخص جو اس طرح پر پیش ہو شہادت دینے کے قابل سمجھا جائے گا باوجودیکہ وہ سابق میں کسی جرم یا خلاف قانون فعل کی بنا پر سزا پا چکا ہو۔ اور ہم یہ عرض کرتے ہیں (گو کسی قدر شبہ کے ساتھ) کہ جہاں تک سزا یافتہ دروغ گو حلفی کی مستقبل میں گواہی دینے کی ناقابلیت کا تعلق ہے۔ وہ اس عام اور جامع نفی سے معناً دور کر دی گئی ہے۔

دفعہ ۲۶۴: کسی مقدمے کے امور نزاعی سے شہادت کے متعلق ہونے کا تصفیہ کرتے وقت یہ یاد رکھنا نہایت اہم ہے کہ سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا وہ شہادت پیش کردہ کسی بھی امر تنقیح طلب سے متعلق ہے۔ کیونکہ جو شہادت ایک نقطۂ نظر سے یا ایک مقصد کے لیے ناقابل ادخال ہوتی ہے وہ دوسرے نقطۂ نظر یا مقصد کے لیے پوری طرح قابل ادخال ہوتی ہے۔ (۱) شہادت جو بعض امور تنقیح طلب یا امور نزاعی کے ثابت کرنے ناقابل ادخال ہوتی ہے بعض دوسروں کو ثابت کرنے کے لیے قابل ادخال ہو سکتی ہے۔ شہادت جو مقدمے میں ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ مقدمے سے سوا اغراض کے لیے نہایت ہی قیمتی ہو سکتی ہے۔ اور جو شہادت واقعات نزاعی یا گواہوں کے اعتبار وغیرہ کو جانچنے کے لیے ناقابل منظوری ہوتی ہے۔ مدعی کے ہرجے کی مقدار ظاہر کرنے کے لیے اہم ہو سکتی ہے۔ (۲) جو شہادت پہلی مرتبہ قابل ادخال نہ ہو بعد کے واقعات کی بنا پر قابل ادخال ہو سکتی ہے۔ مثلاً الف و ب کے درمیانی مقدمے میں ج کے افعال و بیانات ب کے خلاف شہادت نہیں ہوتے۔ اور ناقابل منظوری ہیں۔ لیکن اگر یہ ظاہر کیا جائے کہ ج ب کا جائز طور پر مقرر کیا ہوا۔ یا تو عام طور پر یا خاص امر نزاعی کے لیے مختار تھا۔ تو اس کے افعال و بیانات اس کے اصل مالک کے خلاف شہادت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک فریق مقدمہ اپنے مقدمہ

ص ۲۴۳

جلانے کے طریقے سے کسی امر کو اپنے مخالف کے حق میں شہادت بنادے
ہے۔ جو بصورت دگر شہادت نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی شخص کا کوئی زبانی یا تح
بیان خود اس کے لیے شہادت میں استعمال نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر فر
مخالف اس کو اس کے خلاف شہادت میں پیش کردے تو اس کو حق
ہوجاتا ہے کہ مکمل بیان کو ثابت کرے۔ اور جو ری اس کے کسی ایسے ج
کے اغلب ہونے پر بھی جو اس کے مفید ہو غور کر سکتی ہے (۲) شہادر
ایک درمیانی اصل واقعے کو ثابت کرنے قابل ادخال ہو سکتی ہے۔ جو خ
بلا واسطہ امر تنقیح طلب کو ثابت کرنے قابل ادخال نہ ہوتی۔ ظاہر ہے
ایسی شہادت بہترین شہادت پیش کرنے کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہو۔
پیش ہوسکے گی۔ کیونکہ درمیانی اصل واقعہ اور آخری شہادتی واقعے کے
درمیان تعلق اتنا ہی صاف نمایاں وغیر قیاسی ہونا چاہئے۔ جتنا کہ
درمیانی اصل واقعہ اور راست امر تنقیح طلب کا تعلق ہوتا ہے۔ کیا
خوب کہا گیا ہے کہ تمام صورتوں میں آخری قیاس ان واقعات پر
ہونا چاہئے۔ جو بالواسطہ یا بلا واسطہ شہادت سے ثابت کئے گئے ہوں

لہ شہادت مصنفہ پو ٹیمیے جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔

ص۲۲۵

باب دوم

بارثبوت

دفعہ ۲۶۵ : بار ثبوت یا ثابت کرنے کے بار کے چند اصول ہیں۔ جن کی بنیاد قدرتی عقل کے اصولوں پر ہے۔ اور جن میں قانون کی عقل و مصلحت نے مصنوعی وقعت کا اضافہ کیا ہے[1]۔ اس مضمون کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے اس پر نظری نقطۂ نظر سے غور کیا جائے۔ اور پھر اس کے علم اصول قانون سے متعلق ہونے کی حیثیت سے۔

دفعہ ۲۶۶ : ہر نزاع کا آخری خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ متنازع فریقین میں سے ایک بعض واقعات یا قضیات کو بیان کرتا ہے جن سے دوسرا انکار کرتا۔ یا کم سے کم اس کو ان کا اقبال نہیں ہوتا ہے۔ جب پہلے سے فرض کر لینے کے کوئی وجوہات نہیں ہوتے ہیں کہ جو کچھ ایک فریق بیان کر رہا ہے وہ غالبا دوسرے کے انکار سے زیادہ صحیح ہے۔ اور وسایل ثبوت فریقین کو مساوی طور پر حاصل ہوتے ہیں تو وہ فریق جو کسی واقعے یا قضیے کو بیان کرتا ہے۔ انہی کو اس کو ثابت بھی کرنا چاہئے۔ اس کا بار ثبوت یا ثابت کرنے کا بار اسی پر ہوتا ہے۔ اور اس فریق پر جو اس واقعے یا قضیے سے انکار کرتا ہے اپنے انکار کو ثابت کرنے کے لیے کسی شہادت یا وجہ کو پیش کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اس کا مخالف اس کے بیان پر یقین کرنے کے کچھ وجوہات نہ پیش کر دے۔ اس کا سبب عیاں ہے۔ تمام امور جو وجدانی یا حسی علم کے موضوع نہیں ہیں۔ جو یا تو ثابت نہیں کئے جاسکتے یا ثابت نہیں کئے گئے ہیں اور جو عقل و تجربے سے قرین قیاس نہیں ہو جاتے ہیں۔ ایسے امور ہوتے ہیں

[1] مقدمہ رضہ ۲۲۴۔

کہ ذہن انسانی ان سے اس وقت تک اتفاق نہیں کرتا جب تک کہ ان کا ثبوت پیش نہ کیا جائے ۔ اور جب کسی فریق کے اختیار میں ثبوت کے موثر طریقے ہوں ۔ اور وہ ان کو پیش کرنے سے انکار یا پیش کرنے میں غفلت برتتا ہے ۔ تو اس سے قدرتی طور پر یہ قیاس پیدا ہوتا ہے ص ۲۳۶
کہ یہ ثبوت اگر پیش کئے جاتے تو اس کے خلاف ہوتے ۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی پیچیدہ نزاع میں بعض امور نزاعی کو ثابت کرنے کا بار ایک فریق پر اور باقی کو ثابت کرنے کا بار دوسرے فریق پر ہو سکتا ہے ۔

دفعہ ۲۶۷ : انسان ساختہ قانون کے لیے شہادت کے مصنوعی قواعد کے ناگزیر ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ عدالتوں سے عجلت مقصود ہوتی ہے[1] ۔ کامل انصاف کرنے کے لیے عدالتوں کو قانوناً ایسے اصول مہیا کئے جانے چاہییں ۔ کہ وہ ان کے مطابق تمام سوالات کا جو ان کے سامنے پیش ہوں ایک نہ ایک فیصلہ کر سکیں ۔ گو کارروائی کی نوعیت کچھ ہو ۔ اور گو اصل صداقت کی دریافت کتنی ہی مشکل ہو ۔ چونکہ قانون فطرت کو اپنا نمونہ بناتا اور جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرتا ہے ۔ اس لیے اس مقصد کے حصول کا بہترین طریقہ یہ ہو گا کہ بارِ ثبوت کے قدرتی اصولوں کو مصنوعی وقعت دی جائے ۔ اور ان پر دوسرے مباحث سے زیادہ سختی سے عمل کیا جائے ۔ اور اسی لیے اس شخص کو جو دوسرے کو عدالت میں کھینچتا ہے اپنے حق کی قوت اور اپنی شہادت کی وضاحت پر بھروسا کرنا چاہئے نہ کہ اپنے فریق کے مخالف کے عدم حق یا کمزوری شہادت پر[2] ۔ اسی بنا پر قانون کا یہ بڑا اصول ہے ۔ جس کو ذیل کے اصولوں میں مختلف طریقوں سے ادا کیا گیا

۱؎ مصدرہ دفعہ ۱۴۱ و ۲۴۴ ۔

۲؎ ڈلیسنڈ ایل ایتی بنام براملی ۔ ۱۱ کامن بنچ ۲۲۰ ۔ ٹوڈی ر لش بنام لانگ فیلڈ ۱۴ میسن رولز اپیل ۲۹۰ ۔

ہے کہ "بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے[۱]" "ثبوت مدعی پر ہوتا ہے[۲]" "اگر مدعی ثابت کرنے میں ناکام رہے تو مدعی علیہ بری الذمہ ہوتا ہے[۳]" "ہمیشہ ثبوت اسی پر ہوتا ہے جو دعویٰ کرتا ہے[۴]" جس امر کا اقرار بیان کیا جاتا ہے۔ اگر مدعی اس کو ثابت نہ کرے تو چونکہ وہ اپنے سے قایم نہیں ہوسکتا ہے بے اثر رہتا ہے[۵]۔ "ثبوت میں کمی ہونے کی وجہ سے مدعی علیہ کی حالت وہی رہتی ہے جو اقرار سے پہلے تھی[۶]" وغیرہ۔ مدعی پر لازم ہے کہ پہلے کم سے کم ایک بادی النظری مقدمہ ثابت کرے اور اگر اس میں اس سے کمی ہوتی ہے تو عدالت اس کی مدد نہیں کرتی۔ "مدعی علیہ کی حالت مدعی سے بہتر ہوتی ہے[۷]" "مدعی علیہ کا موقف قوی تر ہوتا ہے[۸]" "جب مقدمہ مشکوک ہو تو فیصلہ مدعی علیہ کے حق میں کیا جانا چاہیے نہ کہ مدعی کے حق میں[۹]" "مبہم اموروں میں کم مبہم امر پر عمل کرنا چاہیے[۱۰]" وغیرہ مثلاً جب ۲۴۷
ایک تاجر شراب کی فروخت و حوالگی اشیا کی نالش میں شہادت صرف یہ تھی کہ بہت سی بوتلیں (کس قسم کی شراب کے یہ ظاہر نہیں تھا) مدعی علیہ کے مکان پر پہنچائی گئیں۔ لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) نے

---

۱ ہم لگ ۱، ب۔

۲ ہوبارڈ (Hobard) ۳-۱۔

۳ کتاب شہادت مصنفہ بائٹے دفعات ۴۹۔و۴۲۔

۴ انسٹیٹیوٹ کتاب ۲ عنوان ۲۰۔ دفعہ ۳۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۱۔

۵ مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱۔ دفعہ ۴۔

۶ مقدمۂ مجموعۂ قانون کلیسائی از گبرٹ حصۂ آخر۔ عنوان ۷، باب ۲ دفعہ ۱۱ نمبر ۴۔

۷ انسٹیٹیوٹ حصۂ چہارم ۱۸۰۔

۸ کوپر ۲۲۲ وہیٹن رپورٹس (Wheaton Rep امریکی ۱۹۵۔

۹ ہینکس یا پانڈکٹس حصۂ چہارم صفحہ ۱۴۴۔

۱۰ فرامین پاپائی از سکسٹس کتاب ۵ عنوان ۱۲۔ De Reg. Jur. Reg. 31.

جوری کو ہدایت کی کہ وہ قیاس کریں کہ ان میں سب سے ارزاں ترین شراب جو مدعی بیچتا تھا۔ بھری ہوئی تھی[1]۔ اسی طرح ایک قرض کی نالش میں شہادت سے ظاہر ہوتا تھا کہ مدعی علیہ کے مدعی سے کچھ قرض مانگنے پر مدعی نے ایک بنک نوٹ اس کے حوالے کی تھی۔ جس کی مالیت ثابت نہیں کی جاسکتی تھی تو عدالت اسکیکر (Court of Exchequer) نے قرار دیا کہ جوری کو صحیح طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ وہ قیاس کریں کہ وہ نوٹ مروجہ نوٹوں میں کم سے کم مالیت والی تھی[2]۔ لیکن جب مدعی علیہ یا فریقین مقدمہ میں سے کوئی جو کچھ اس کے خلاف بیان کیا جا رہا ہے۔ اس سے انکار کرنے کے بجائے کسی نئے امر پر بھروسا کرتا ہے جو اگر صحیح ہو تو اس کا جواب ہوتا ہے تو ایسی صورت میں بار ثبوت بدل کر اس پر آجاتا ہے۔ اور اب اس کی باری ہوتی ہے کہ کم سے کم ایک بادی النظری مقدمے کا ثبوت دے۔ اور اگر وہ اس میں کمی کرتا ہے تو عدالت اس کی مدد نہیں کرتی ہے "جو شخص تازہ امور پر بھروسا کرتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت مدعی کی کر دیتا ہے۔ کیونکہ تازہ امور کے لحاظ سے مدعی علیہ مدعی ہوتا ہے[3]" "مدعی علیہ عذرداری کرنے سے مدعی ہو جاتا ہے[4]" "عام طور پر جو شخص بھی کسی امر کو بیان کرتا ہے۔ چاہے وہ مدعی ہو کہ وہ مدعی علیہ اسی کو اس امر کو ثابت کرنا چاہیئے[5]" اس اصول کو کہ "قیاس ہمیشہ منفی کا ہوتا ہے[6]" اور اس جملے کو کہ "قانون ہمیشہ مدعی کے

---

[1] کلونس بنام پزنما ۱- کیمپبل ۸-

[2] لاٹن بنام سومینی ۸ جورسٹ ۴۲۶ -

[3] ڈائجسٹ کتاب ۴۴- عنوان ۱- دفعہ ۱-

[4] کتاب شہادت مصنفہ ٹیلر دفعات ۱۵۲-۳۲۰- نیز دیکھو اصول قانون کلیسائی از اولیش کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ

[5] شہادت از باتھیوس باب ۸ نوٹ ۴ -

[6] ملک بنام ملس ۱۸۴۴ء اکلارک و فنلے ۴۲۵ میں اس کو اطلاق دیا گیا۔ ۵۹ رسل و ریان ۱۳۴۔ اس میں دارالامرا میں مساوی طور پر اختلاف رائے تھا۔

مطالبات کے خلاف قیاس کرتا ہے[1]۔ اسی معنی میں سمجھنا چاہئے۔ اور گو بارِ ثبوت پہلی مرتبہ ان امور تنقیح طلب سے جو پلیڈنگس یا ان بیانات سے جو عدالت کے عملدرآمد و نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے مشابہ پلیڈنگس ہوتے ہیں۔ متعین ہوتا ہے۔ لیکن دوران مقدمہ میں وہ بدل سکتا۔ اور اکثر بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً ایک توہین تحریری کے چالان میں جس کی مدعی علیہ "مجرم نہیں" سے جواب دہی کرتا ہے۔ بارِ ثبوت پہلی مرتبہ چالان کنندہ پر ہوتا ہے لیکن یہ ثابت کرنے کے بعد کہ موضوع چالان دستاویز میں ایسے امور ہیں جو بنفسہٖ اہانت آمیز ہیں۔ مدعی علیہ نے الف۔ ب نامی شخص کو یہ دستاویز دکھلائی اور اس طرح پر اس کی اشاعت کردی ہے۔ قانون یہ قیاس کر لیتا ہے کہ یہ اشاعت کینے پر مبنی ہے۔ اور مدعی علیہ پر اس قیاس کی تردید کا بارِ ثبوت ڈالتا ہے۔ اگر مدعی علیہ اپنی جواب دہی میں یہ ثابت کر دے کہ اس نے ۲۳۸
وہ دستاویز الف۔ ب کو ایسی حالات میں دکھلایا تھا۔ جن سے وہ اس کو ایک راز کی اطلاع کی سمجھا تھا۔ تو بارِ ثبوت پھر بدل جائے گا۔ اور چالان کنندہ پر لازم ہوگا کہ واقعی کینہ ثابت کرے۔

دفعہ ۲۶۸: یہ طے کرنے کے لیے کہ فریقین مقدمہ میں سے بارِ ثبوت کس پر ہے[2] ذیل کا معیار آلڈرسن بیرن (Alderson B.) نے مقدمۂ ایماس بنام ہیوس (Amos v. Hughes) ۱۸۳۵ء میں تجویز کیا کہ دیکھنا یہ چاہئے کہ "اگر قطعاً کوئی شہادت نہ دی جائے تو کون فریق کامیاب ہوگا"۔ اس معیار کو اس قابل بیرن (baron) نے بعد کے مقدمات میں اطلاق دیا[3]۔ اور

---

[1] کلونس بنام پیزی کیمپل صفحہ ۲۔ جلد ۱
[2] ۱ موڈی و رابنسن ۴۶۴۔ اسی جج کے ارشادات کو کمان بنام فرنی ۱۸۳۶ء۔ ۲ میسن و ولز بی ۵۰۵ میں دیکھئے ۴۹ رل دریان ۶۹۰۔ اور ملس بنام بار بر ملا ایضاً ۴۲۵۔
[3] بلچر بنام مکنٹوش ۸ کیا زگمن و پین ۷۲۰۔ رجرے بنام ایوبانک ۲ موڈی و رابنسن ۲۱۷۔ گیمپ بنام انگل

دیوانی مقدمات جوری میں دوسرے ججوں نے بھی اس کو اختیار کیا۔[1] اعلیٰ عدالتوں میں بھی اس کو اکثر تسلیم کیا گیا ہے۔[2] لیکن چونکہ بارِ ثبوت کا سوال دورانِ مقدمہ میں کسی وقت بھی پیش آسکتا ہے۔ سختی سے دیکھا جائے تو اس معیار کو اس طرح پر بیان کرنا چاہیئے کہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ "کونسا فریق کامیاب ہوگا اگر قطعاً کوئی شہادت یا کوئی مزید شہادت پیش نہ ہو جیسی بھی صورت ہو۔"[3] اور ظاہر ہے کہ یہ بارِ ثبوت منضبط کرنے والے اصولوں پر موقوف ہوتا ہے۔ ان پر اب ہم زیادہ دقتِ نظر سے غور کریں گے۔ لیکن پہلے یہ کہہ دیں گے کہ بارِ ثبوت بہت سی صورتوں میں خاص فریقوں پر قانون موضوعہ کی رو سے عائد ہوتا ہے۔[4] مثلاً قانون جعل ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۸ دفعات ۹ و ۱۰۔ اور دوسرے دفعات کی رو سے۔ یا قانون جرائم سکہ سازی ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعات ۶ و ۷۔ اور دوسرے دفعات کی رو سے اور بھک سے اڑ جانے والے اشیا کے قانون ۱۸۸۳ء ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۳ دفعہ ۴ کی رو سے۔

دفعہ ۲۶۹: عام اصول یہ ہے کہ بارِ ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو امر تنقیح طلب یا امر نزاعی کے وجود کو بیان کرتا ہے۔ قدیم مقولہ قانونی بھی یہی ہے کہ "بارِ ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو بیان کرتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- ۱۴ میسن و ولزبی ۱۰۰۔

[1] آسبرن بنام تھامپسن ۲ موڈی و رابنسن ۲۵۴۔ ڈوڈی اور سٹر ٹرسٹیز بنام ر: لانڈس و کیارنگٹن ویمن ۲۵۔
[2] باری بنام بٹلن ۲ مور پریوی کونسل کیسیز ۴۸۴۔ لیٹ بنام گریشام لائف انشورنس سوسائٹی ۱۵ اجوریسٹ ۱۶۱ وغیرہ دیکھئے فیصلہ ڈوڈی کا لڈیکاٹ بنام جانسن، ۱ انگ دگرینگر رپورٹس ۱۰۴۔
[3] بیکر بنام پاٹ ۲ مور پریوی کونسل کیسیز ۳۱۷-۳۱۹۔ [اس مضمون کی بہت سی مشکلات پر ملحوظ رکھنے سے حل ہو جائیں گی کہ بارِ ثبوت دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو پلیڈنگس یا ان کے مساوی بیانات سے پیدا ہوتا ہے اس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی ہے اور دوسرا وہ جو شہادت کے پیش کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور دوران مقدمہ میں برابر بدلتا رہتا ہے۔ ابتدائی کتاب شہادت از فیبر شہادت از فیپسن طبع ہشتم ۳۰-۳۱۔
[4] ایک کثیر تعداد میں ان کے مجموعے کے لیے دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۳۷۶-۳۷۷۔ نوٹ۔

اس پر نہیں جو انکار کرتا ہے[1]: یہ ایسا اصول ہے کہ اس سے نبی نوع انسان کی فہم سلیم فوراً اتفاق کرتی ہے۔ اور گو اس کی عملدرآمد میں کبھی کبھی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ لیکن اسے علم اصول قانون میں ہمیشہ تسلیم کیا گیا ہے[2]۔

دفعہ ۲۷۰: اس مضمون کے متعلق بہت کچھ غلط فہمی و پریشانی ان غیر مناسب الفاظ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جن میں مذکورۂ بالا اصول کو ادا کیا گیا ہے۔ متن قانون روما ناطق ہے کہ "فطرت اشیا ہی کی رو سے منفی امر کا ثبوت نہیں دیا جا سکتا"[3] اور ہمارے قدیم قانون دانوں نے وسعت کے ساتھ قرار دیا ہے کہ "یہ ایک قانون کا مسلمہ اصول ہے کہ گواہ منفی امر کی گواہی نہیں دے سکتے۔ بلکہ صرف مثبت امر کی گواہی دے سکتے ہیں[4]"۔ ایسے ہی جملوں سے زود بازانہ طور پر اخذ کر لیا گیا اور اکثر کہا جاتا ہے کہ "کوئی منفی امر قابل ثبوت نہیں ہوتا ہے"۔ ۔۔۔ یہ ایسا موقف ہے جس کو اگر غیر مشروط طور پر سمجھا جائے تو اس کی بالکل مدافعت نہیں کی جا سکتی۔ عقل و متن فقرہ مجموعۂ قانون روما دونوں سے ظاہر ہے کہ "فطرت اشیا" وغیرہ کے جملے سے اس سے زیادہ مقصود نہ تھا کہ اس یقینی صداقت

[1] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۱۔ شہادت از اسٹارکی صفحہ ۱۰۔ طبع سوم صفحہ ۵۸۱ طبع چہارم۔ شہادت مصنفہ فلپس وایاس صفحہ ۸۲۷۔

[2] Voet. Ad. Pand. کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۰ علم اصول قانون از فنایس (Vinnius, Jurisp Contract) معاہدہ کتاب ۴۔ باب ۲۴۔ قانون روما مصنفہ ڈوما حصہ اول۔ کتاب ۳ عنوان ۶۔ دفعہ ۱۔ منسی دفعات ۶۷، کتاب شہادت از بانئے دفعہ ۲۹۔ شلٹن ازگک صفحہ ۲۔ ب۔ انسٹیٹیوٹ کتاب دوم صفحہ ۶۶۲۔ شہادت از گلبرٹ صفحہ ۱۴۵۔ طبع چہارم۔ شہادت از اسٹارکی صفحہ ۵۸۵، ۵۸۷ طبع چہارم۔

[3] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱۹۔ دفعہ ۲۳۔

[4] شلٹن ازگک صفحہ ۲ ب۔ انسٹیٹیوٹ کتاب ۲ صفحہ ۶۶۲ نیز دیکھو انسٹیٹیوٹ کتاب ۴ صفحہ ۲۷۹۔ ۲ ڈورا بریوم از فرا ہربرٹ صفحہ ۱۰۷۔

کی طرف اشارا کیا جائے کہ معمولاً بارِ ثبوت کو اس فریق پر نہ ڈالنا چاہئے جو کسی امر کے وجوہ سے انکار کرتا ہے۔ اس کا سبب اوپر بیان کر دیا گیا ہے[1]۔ ایک دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ محض منفی امر بہت ہی غیر متعین ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کا ثبوت بہت مشکل ہوتا ہے۔ لارڈ چیف بیرن گلبرٹ[2] (L. C. B. Gilbert) نے کہا ہے کہ "الفاظ واقعے کے صرف مظہر ہوتے ہیں۔ اور اسی لیے جب یہ کہا جائے کہ کچھ بھی نہیں کیا گیا ہے تو کچھ ثابت بھی نہیں کیا جا سکتا"۔ "منفی امر سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا[3]"۔ "منفی امر سے کچھ ثابت نہیں ہوتا[4]"۔ ایک شخص کہتا ہے کہ فلاں واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ اور یہ نہیں کہتا ہے کہ وہ کب کہاں اور کن حالات میں وقوع پذیر ہوا۔ میں اس کی کیسے تردید کر سکتا۔ اور دوسروں کو یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ واقعہ کسی وقت کسی مقام اور کسی حالات میں کبھی واقع نہیں ہوا۔ "غیر متعین شے عالمی ہوتی ہے[5]" اکثر صورتوں میں جو ممکنہ طور پر یا زیادہ سے زیادہ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس مبینہ واقعے کا غیر اغلب ہونا دکھلایا جائے۔ اور اس کے لیے بھی بہت سی قیاسی شہادت ضروری ہوگی۔ اسی لیے یہ مشہور و معروف اصول ہے کہ مثبت شہادت عام طور پر منفی شہادت
سے بہتر ہوتی ہے[6]۔ لیکن جب کوئی منفی امر محض منفی نہیں رہتا ہے ص ۲۵۰

---

[1] اوپر صفحہ ۲۶۸۔

[2] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۴۵ طبع چہارم۔

[3] برانسیچیا ایم ایریکبس (Ass. Pl.) حصۂ پنجم قاعدہ ۵۰۔ لانگ کوئنٹا بریکبس (Long. Quint) صفحہ ۴۲ الف

[4] ۱۰۱۔ ایڈورڈ سوم ۴۴۔ بی۔ قاعدہ ۵۰۔

[5] ونٹرس رپورٹس (Vent. ie.Ventris Rep.) جلد ۱ صفحہ ۲۶۸۔ نیز دیکھیے اصول متعارفہ ازبرائے غیر متعین قضیہ" Propositis iudeprita وغیرہ۔

[6] ۵ موڈی ۱۰۰۔ ہاکرٹس کلیسائی رپورٹس ۴۴۳۔ قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۲۲۲۔ ۲۵۰۔ شہادت

یعنی جب وہ وقت مقام۔ حالت سے مقید ہوجاتا ہے۔ تو یہ اعتراض بہت کچھ رفع ہوجاتا ہے۔ اور معقول طور پر کسی منفی امر کو ثابت کرنے کہا جاسکتا ہے۔ جب مقید کرنے والے حالات راست امر تنقیح طلب ہوں۔ یا جب مثبت امر بنفسہ اغلب ہو۔ یا اس کی قیاس سے تائید ہوتی ہو۔ یا جب ثبوت کے خاص ذرایع اس فریق کے پاس ہوں جو کسی منفی امر کے وجوہ کو بیان کرتا ہو۔

دفعہ ۲۷۱: لیکن یہاں دو امور پر خاص توجہ کرنی چاہیے۔ پہلے تو یہ کہ منفی اقرارات یا بیانات کو اثباتی بیانات کے انکار سے مخلوط نہیں کرنا چاہیے[1] اور دوسرے یہ کہ امر تنقیح طلب کے اثبات یا منفی سے مراد اس کی حقیقی اثبات یا منفی مراد ہوتی ہے۔ صرف جملے کی ترکیب کے لحاظ سے ظاہری اثبات یا منفی مراد نہیں ہوتی ہے[2]۔ اول الذکر کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ جب کوئی فریق کسی مثبت امر کو بیان کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کے مقدمے کے لیے ضروری ہوجاتا ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ بعض واقعات کا وجود نہیں ہے۔ یا یہ کہ کوئی خاص امر کسی خاص مقصد کے لیے کافی نہیں ہے۔ وغیرہ تو یہ امور گو منفی امور کے مشابہ ہوتے ہیں۔ در اصل منفی امور نہیں ہوتے ہیں۔ اور در اصل وہ مثبت بیانات ہوتے ہیں۔ اور جو فریق ان کو کرتا ہے۔ اسی پر ان کا ثبوت لازم ہوتا ہے۔ مثلاً عدالت چانسری سے یہ امر تنقیح طلب قایم کرکے بھیجا گیا تھا کہ دریافت کیا جائے کہ کیا چند خاص اراضی ایک ہبہ بالوصیت دینے کے لیے ناکافی ہیں۔ اور جہاں نزاع ناکافی ہونے کے متعلق ہی تھی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ازا شارلی ۶۰۰ طبع چہارم بیلکن دیکھو لک بنام ہاؤس ۱۲ رپورٹ مقدمات فوجداری ۴۹۔

[1] برلی بنام ڈارمر ۲۱ موڈی ۶۰۶ د۔ بارڈی بنام ٹورس ۱۵ جورسٹ ۴۴ د۔ ۵۴۵ ازالڈرسن بیغ۔

[2] نیچے دفعہ ۲۰۲۔

ایک فریق بیان کرتا تھا کہ وہ ناکافی ہیں اور فریق ثانی کہتا تھا کہ وہ ناکافی نہیں ہیں۔ عدالت (ہولٹ چیف جسٹس صدر نشین تھے) نے قرار دیا کہ ناکافی ہیں کہنا ایسا مثبت جملہ ہے کہ گو اس کے معنی منفی بیان کے ہوتے ہیں۔ لیکن "در اصل اس سے بارِ ثبوت اس فریق پر عاید ہوتا ہے جو اس کو بیان کرتا ہے۔ اگر وہ اس طرح کہتا کہ زمین اس مالیت کی نہیں ہے۔ اور دوسرا فریق کہتا کہ وہ اس مالیت کی ہے تو اس صورت میں بارِ ثبوت اس دوسرے فریق پر ہوتا[1]۔ اسی طرح ایک کرایہ دار کے خلاف نالش معاہدہ میں۔ جس میں خلاف ورزی معاہدہ کے الفاظ میں یہ ہو کہ مدعی علیہ نے ختم مدت پر مکان کو حالت مرمت میں نہیں رکھا ہے تو خلاف ورزی کو ثابت کرنے کا بار ثبوت مدعی پر ہوگا[2]۔

دفعہ ۲۷۳: نیز جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ بارِ ثبوت کے عاید ہونے کا تصفیہ جملے کے فی الحقیقت مثبت ہونے کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ اس کی ظاہرا مثبت شکل کے لحاظ سے نہیں کیا جاتا[3]۔ اس کا تصفیہ کہ کون شخص کسی امر کو بیان کر رہا ہے اور کون اس سے انکار کر رہا ہے۔ "اتنا الفاظ کی ظاہری شکل سے نہیں کیا جاتا ہے۔ جتنا کہ ان کے معنی اور ماہیت مقدمہ کے لحاظ سے[4]۔" اماس بنام ہیوس[5] اور سووارڈ بنام لگاٹ[6] (Soward v. Leggatt) 　حاشیہ ۱

[1] برلی بنام دارمر۔ ۱۲ موڈی ۵۴۲۔

[2] شہادت از ٹیلر ۱۱ پاس ۳۰۷۔ ہارڈی بنام ٹوکس ۵ ایوریسٹ ۳۴۳۔ ۵۴۵۔ از بیلاٹ بیرن۔ نیز دیکھئے کرانٹ بنام لیلے مقدمات دارالامرا ۶۷۲۔

[3] اماس بنام ہیوس ۱ موڈی و رابنس ۴۶۔ رچرے بنام ایونک موڈی و رابنس ۲۱۷۔ اسمتھ بنام ڈیوس، کارنگٹن و پین ۳۰۷۔

[4] موافق قانونی از ہیوبرس ہائنچ بکش کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۔ نیز دیکھو اسی مضمون پر (syntag. Jur. Civ) از اسٹروبیس۔ خلاصہ ۳۰ دفعہ ۶۔ علم اصول قانون از وینس معاہدہ کتاب ۴ باب ۱۴۔

[5] اماس بنام ہیوس ا موڈی و رابنس ۴۶۴۔

[6] سووارڈ بنام لگاٹ ۱۸۳۶ء، کارنگٹن و پین ۶۱۳۔

کے مقدمے اس کی اچھی تمثیلات ہیں۔ اماس بنام ہیوس میں جو معاہدے کی بنا پر ذمہ داری کی نالش تھی۔ اقرار یہ تھا کہ کالیکو (Calico) پر بیل کاریگری سے نکالی جائے گی۔ اور خلاف ورزی معاہدہ یہ تھی کہ مدعی علیہ نے بیل اس طرح پر نہیں کاڑھی تھی۔ بلکہ برے اور غیر کاریگرانہ طریقے پر نکالی گئی جواب دہی میں مدعی علیہ نے بیان کیا تھا کہ اس نے بیل کاریگرانہ طریقے پر نکالی ہے۔ اور یہی امر تنقیح طلب قرار پایا۔ آلڈرسن بیرن نے قرار دیا کہ اس قسم کے سوالات کا تصفیہ صرف جملے کی ظاہرا ثبت ترکیب دیکھ کر نہیں کرنا چاہئے۔ اور فرض کیجئے کہ جانبین سے کوئی شہادت پیش نہیں ہوتی تو فیصلہ مدعی علیہ کے حق میں ہوتا۔ کیونکہ یہ فرض نہیں کرلیا جاسکتا کہ وہ کام بری طرح نکالا گیا تھا۔ اسی لیے بار ثبوت مدعی پر تھا۔ سو وارڈ بنام لکاک کے مقدمے میں نالش معاہدۂ اجارہ کی ایک شرط کی بنا پر تھی۔ جس کی روسے مدعی علیہ نے ایک مکان کی مرمت کرنے اور اس کو رنگ کرنے کا اقرار کیا تھا۔ اور مدعی نے خلاف ورزیاں یہ بیان کی تھیں کہ مدعی علیہ نے مکان کی مرمت کی اور نہ اس کو رنگ کیا۔ مدعی علیہ کا بیان تھا کہ اس نے مرمت بھی کی تھی اور رنگ بھی۔ ان پلیڈنگس پر ہر فریق نے مقدمے میں ابتدا کرنے کے حق کا مطالبہ کیا۔ کہ بار ثبوت اس پر ہے۔ لارڈ ابنگر۔ چیف بیرن (Lord Abinger, C. B.) نے کہا کہ "ان امور کو عقل سلیم کی روشنی میں دیکھتے ہوئے ہم کو دیکھنا چاہئے کہ مثبت واقعہ کونسا ہے۔ اور کس فریق کو اس کا ثابت کرنا ضروری ہے۔ امر نزاعی کی شکل کو اتنا نہیں دیکھنا چاہئے جتنا کہ اس کے مغز و اثر کو۔ بہت سی صورتوں میں کوئی فریق پلیڈنگس میں تھوڑے سے تغیر سے اس کی من مانے مثبت یا منفی شکل کر دے سکتا ہے۔ میں خود اپنی رائے سے امر نزاعی کی تہ (ماہیت) تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ اور انھوں نے قرار دیا کہ ابتدا کرنے کا حق مدعی کو ہے۔ کیونکہ بار ثبوت اس پر ہے

دفعہ ۲۷۳ :(۲) بارِ ثبوت قابل تردید قیاسات قانونی۔ قوی قیاسات

واقعاتی اور ہر قسم کی ایسی شہادت سے جو کسی فریق کے خلاف ایک بادی النظر کی مقدمہ قایم کرسکے ایک فریق سے دوسرے فریق پر بدل جاتا ہے جب کوئی قیاس کسی ایسے فریق کی موافقت میں ہوتا ہے جو کسی منفی امر کو ثابت کرتا ہے۔ تو یہ ایک مزید وجہ اس کے مخالف پر بارِ ثبوت عاید کرنے کی ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ اس فریق کی موافقت میں ہوتا ہے جو کسی مثبت امر کو بیان کرتا ہے تب ہی بارِ ثبوت کا بدلنا نمایاں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت فریق مخالف کو اپنا منفی امر ثابت کرنا ہوتا ہے۔ قیاسات کے مضمون پر عام طور سے بحث اس کتاب کے حصہ دوم میں کی جائے گی[1]۔

دفعہ ۲۷۴ :(۳) ایک تیسرا واقعہ بھی ہے جو بارِ ثبوت پر موثر ہوسکتا ہے۔ یعنی فریقین مقدمہ کی شہادت دینے کی قابلیت۔ ایک ہماری قدیم کتاب[2] میں لکھا ہے کہ "قانون کسی شخص کو اس امر کے ثابت کرنے پر مجبور نہیں کرتا جس کا قانوناً اس کو علم نہیں ہوتا ہے"۔ لاطینی مقولہ ہے کہ "قانون کسی کو اس امر کے ظاہر کرانے کے لیے نہیں کہتا۔ جس کے نہ جاننے کا قانون اس کے متعلق قیاس کرلیتا ہے"[3]۔ ماہیت امر نزاعی کے لحاظ سے ہی تمام یا تقریباً تمام شہادت جو اس کے متعلق پیش ہوسکتی ہے۔ لازماً متنازعین میں سے کسی ایک کے قبضے میں یا اس کے لیے

[1] آگے دفعات ۲۹۶—۱۱۸۔

[2] بلوڈن ۲۷۶ – ای پر بکیر بلوڈن صفحات ۵۴۔۵۵۔۱۲۳۔۱۲۸۔۱۲۹۔ قانون مصنفہ فنچ ۴۸۔ ہوبلک ۱۱۰۔ اور ہیتات ٹرمنٹی ۱۳۔ ایڈورڈ دوم۔ عنوان معاہدہ۔

[3] اصول متعلقہ قانون۔ از لاٹ ۵۹۹۔

سہولت سے قابل حصول ہوتی ہے۔ اور اسی لیے وہ اس کو پیش کر کے مقدمہ بازی کو فوراً ختم کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے مخالف سے محض اس لیے کہ مثبت جملہ اس کو ثابت کرنا ہے۔ یا اس لیے کہ کوئی قیاس قانونی اس کے خلاف ہے خواہش کرنا کہ اپنا مقدمہ ثابت کرے۔ اگر ناانصافی کا موجب نہیں تو کم سے کم صرف اور تاخیر کا باعث ہوگا۔ اسی کے انسداد کے لیے قانون شہادت کا یہ عام اصول قرار دے دیا گیا ہے کہ بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اپنے مقدمے کی تائید کسی ایسے واقعۂ خاص سے کرنا چاہتا ہے جو بالخصوص اسی کے علم میں ہوتا ہے۔ یا جس سے اس کا واقف ہونا فرض کر لیا جاتا ہے[1] مثلاً دیوالیے کے امنا کی جانب سے ایک نالش میں جو جائداد دیوالیہ کے ایک قرضے کے متعلق کی گئی تھی۔ مدعی علیہ چاہتا تھا کہ قرض کی مجرادہی چند ایسے نوٹس سے کرے جو دیوالیے نے نقدی کے عوض میں لکھے تھے اور جو حامل کو قابل ادائی تھے۔ اور جن پر دیوالگی سے پہلے کی تاریخ تھی۔ قرار دیا گیا کہ مدعی علیہ پر لازم ہے کہ ان کا اس کے ہاتھ میں تاریخ دیوالگی سے پہلے آنا ثابت کرے[2]

دفعہ ۲۷۵: (۴) اس اصول کا اطلاق بہت ہی عام ہے۔ اس پر اس وقت بھی عمل ہوتا ہے جب کہ امر نزاعی کے ثبوت کے لیے چاہے کسی مثبت جملے کا ثبوت ضروری ہو کہ منفی جملے کا۔ بلکہ اس کو قیاس قانونی پر بھی ترجیح دی گئی ہے۔ لیکن اس امر پر کہ اس کو کس حد تک وسعت دینی چاہیے۔ نظائر میں اختلاف ہے۔ مقدمۂ ملک بنام ٹرنر (R.V. Turner)

---

[1] ڈکسن بنام ایوانس سنہ ۱۷۹۴ء ۶ ٹائمز رپورٹس، ۵-۴ رسل وریان ۱۱۹ - ۲ از آشہرسٹ جسٹس (Ashhurst. J.) کالڈر بنام رتھرفورڈ ۳- بیلی آن بلس ۳۰۲ (B.&.B. ie, Baily on Bills.) نشنل ریسٹرمرین انشورنس کمپنی بنام کرلی - ۱۲ کورنیس بنچ ۹۲۵-

[2] ڈکسن بنام ایوانس سنہ ۱۷۹۴ء ۶ ٹائمز رپورٹس، ۵-۳- رسل وریان ۱۱۹

میں بیلی جسٹس (Bayley, J.) نے کہا کہ "میں اس کو ہمیشہ ایک اصول سمجھا کیا کہ جب کوئی فریق کسی منفی جملے کو بیان کرے جو بالخصوص دوسرے فریق کے علم میں ہو۔ تو یہ دوسرے فریق جس کے علم میں وہ ہوتا ہے۔ اور جو مثبت جملہ بیان کرتا ہے۔ وہی اس کو ثابت کرے گا نہ کہ وہ فریق جو منفی جملہ بیان کرتا ہے"[1]۔ لیکن ایلکن بنام جانسن (Elkin v. Janson)[2] کے ۲۵۳ مقدمے میں آلڈرسن بیرن نے اس قول عدالتی کے پیش کئے جانے پر کہا کہ "بطور ایک عام اصول کے مجھے شبہ ہے کہ آیا یہ جملے بہت سخت تو نہیں ہیں۔ جہاں تک وقعت شہادت کا تعلق ہے۔ یہ صحیح ہیں — لیکن بارثبوت دوسرے فریق پر عاید کرنے کے لیے پہلے کچھ شہادت دی جانی چاہیے"۔ اور ملک بنام برڈٹ (Rv. Burdett)[3] میں ہالرایڈ جسٹس نے نہایت ہی واضح الفاظ میں کہا کہ زیر بحث اصول سے "کسی مدعی علیہ کے خلاف الزام جرم کی ضروری شہادت — چاہے وہ بلا واسطہ ہو کہ قراینی پیش کئے جانے کی کمی پوری نہیں ہوتی ہے۔ لیکن جب ایسی شہادت پیش کردی جاتی ہے تو یہ اصول اس کے خلاف بلا واسطہ یا قراینی شہادت کی وقعت کا اندازہ لگانے کام آتا ہے کہ جو واقعہ بلا واسطہ یا قراینی طور پر اس شہادت سے ثابت ہوا اگر صحیح نہیں ہوتا تو اس کی مخالفت تردید یا تضعیف تردیدی شہادت سے جو مدعی علیہ پیش کرسکتا تھا۔ پیش کر کے کرتا"۔

دفعہ ۲۷۶: اگر یہی صحیح اصول ہو۔ جیسا کہ غالباً وہ ہے تو کتابوں میں چند ایسے بھی مقدمات ہیں جو اس سے متجاوز ہیں۔ ان میں

---

[1] ہال وسلون رپورٹس ۲۰۶-۲۱۱۔

[2] ایلکن بنام جانسن ۱۸۴۵ء ۱۳ میسن وولزبی ۶۵۵۔ ۶۶۲۔ ۷۰ رسل وریان ۷۷۱۔

[3] ملک بنام برڈٹ ۱۸۲۰ء ۴ بارنوال واڈانفس ۹۵۔ ۱۴۰۔ ۲۲ رسل وریان ۵۳۹۔

سب سے اول قوانین شکار کے مختلف فیصلے ہیں[1]۔ اور خصوصاً ملک بنام ٹرنر[2] (R.V. Turner) جس میں دو نظمائے امن نے ایک باربردار کو شکار کے اس کے قبضے میں پائے جانے کی وجہ سے قانون ۵ این (Ann) باب ۴ دفعہ ۲ کے تحت سزا دی[3]۔ اور جس میں عدالت کوئنس بنچ نے یہ کافی قرار دیا کہ مستثنیاتِ قانون ۲۲ و ۲۳ چارلس دوم۔ دفعہ ۲ کی چالان اور فیصلے سے نفی ہو جائے۔ گو شہادت سے ان کی نفی نہ ہو۔ یہ فیصلہ کا ایشو زیرِ غور اصول اور دلیل مشقت خاصہ پر مبنی تھا کہ مدعی علیہ اگر استثنا کے تحت آتا تو وہ اس سے ضرور واقف ہوتا۔ برخلاف اس کے اگر ان کا بارِ ثبوت چالان کنندہ پر ڈالا جائے تو اس کو ان دس یا بارہ مستثنیات کی نفی کرنا ہوگا جن کا قانون چارلس میں ذکر ہے ــــ اور جس کو عدالت نے تقریباً ناممکن قرار دیا۔ اسی طرح مقدمہ اپوتھی کیریس کمپنی بنام بنٹلے (The Apothecaries Co. v. Bentley) میں ــــ قانون دوا فروشان ۱۸۱۵ء ۵۵ جارج سوم باب ۱۹۴ کے تحت تاوان کے لیے نالش ایک دوا فروش پر اس لیے کی گئی تھی کہ اس نے دوا فروشی کا پیشہ اس قانون کے تحت سند لیے بغیر شروع کر دیا تھا ــــ قرار دیا گیا کہ بارِ ثبوت اس امر کا کہ مدعی علیہ نے سند لی تھی مدعی علیہ پر تھا۔ لیکن ان فیصلہ جات کے اصول کو عالمی الطلاق ۰۲۵

[1] ان میں سے بہت سے مقدمات کا ذکر ملک بنام ٹرنر میں کیا گیا ہے ۵ ماں اینڈ سلون رپورٹس صفحہ ۲۰۶۔

[2] ۵ ماں و سلون رپورٹس صفحہ ۲۰۶۔

[3] اس قانون کو ۲ و ۳ ولیم چہارم باب ۳۲ کی رو سے منسوخ کیا گیا لیکن بیالیسویں دفعہ کی رو سے اعلان کیا اور قرار دیا گیا ہے کہ اس قانون کے تحت کسی شخص کے خلاف کارروائی میں ضروری نہ ہوگا کہ کسی صداقت نامے رخصت اجازت پروانگی یا استثنا۔ یا جواب دہی کا کسی اور امر کی شہادت سے نفی کی جائے بلکہ جو فریق کسی صداقت نامے وغیرہ یا استثنا یا جواب دہی کے کسی اور امر سے مستفید ہونا چاہتا ہے۔ اسی کو ان کو ثابت کرنا ہوگا۔

[4] بیان ہرڈی ۱۵۹۔

ا سکتا جیسا کہ مقدمۂ ڈو ڈی برجر بنام وایٹ (Doe d. Bridger v. Whi) سے ظاہر ہے۔ یہ ایک مالک مکان کی کرایہ دار کے خلاف نالش تھی کیونکہ کرایہ دار نے کرائے نامے کے اس فقرے کی خلاف ورزی کی (مکان کا بیمۂ آتش زدگی لندن یا لندن سے قریب کسی کمپنی میں کرایا تھا۔ اور اس میں حجت کی گئی کہ مدعی علیہ ہی کو ثابت کرنا ہے کہ اس نے کہاں بیمہ کرایا ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ بالخصوص اسی کے علم میں ہے۔ دلیل مشقت خاصہ پر بہت زور دیا گیا کہ مدعی لندن کے قرب وجوار کی ہر بیمہ کمپنی کے اشخاص کو یہ دکھلانے طلب نہیں کر سکتا کہ مدعی علیہ نے ان کے پاس بیمہ نہیں کرایا ہے۔ اور ملکہ بنام ٹرنر اور بھی کیرنیں کمپنی بنام بنٹ لے اور چند اسی قسم کے دوسرے مقدمات کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن لارڈ ڈنمان چیف جسٹس (Lord Denman, C. J.) نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ " قانون شکار کے متعلق جن مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے میں ان پر شبہہ نہیں کرتا۔ لیکن ان میں پہلے یہ ثابت کیا گیا کہ مدعی علیہ نے ایک ایسا فعل کیا تھا جو بجز اس کے کہ وہ ثابت کرے کہ اس میں اس فعل کو کرنے کی قابلیت تھی خلاف قانون تھا اس لیے اس قابلیت کو ثابت کرنے کا بار مدعی علیہ پر تھا۔ اس مقدمے میں مدعی کرایہ دار کے کسی فعل کے کرنے یا اس کے نہ کرنے پر بھروسا کرتا ہے اور اسی لیے اس کا بار ثبوت اسی پر ہے۔ ثابت کرنا مشکل ہو سکتا ہے خصوصاً جب کہ یہ واقعہ بالخصوص مدعی علیہ کے علم میں ہو۔ لیکن اس کی وجہ سے قانون کا اصول بدل نہیں سکتا۔" اس مقدمے میں لٹل ڈیل جسٹس (Littledale, J.) نے کہا کہ " شکار کے

...عالیس ۱۷۵۔

۵۷۔

۵۔

ان مقدمات میں جن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مدعی علیہ کو اپنے کو قانون موضوعہ کی حفاظت کے تحت لانا تھا۔ اور مقدمۂ اپوتھی کیریس بنام بنٹ لے کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اس مقدمے میں جب مکان دار کرایہ دار کے حق کو باطل کرنے نالش لاتا ہے تو اس کا بار ثبوت مدعی ہی پر ہوگا" اور اس قرارداد کو بعد کے مقدمات میں برقرار رکھا گیا ہے[1]۔

یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ قانون تحقیقات سرسری ۱۸۴۸ء و ۱۸۶۹ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۳ دفعہ ۱۴ - اور ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۴۹ - دفعہ ۳۹ ذیلی دفعہ (۲) سرسری کارروائیوں میں "کسی ایسی معافی - استثنا - شرط - عذر یا رخصت" کو جو مدعی علیہ کے موافق ہوں مخبروں یا مستغیثوں کے ذریعے سے ثابت کرنا ضروری نہیں قرار دیتے ہیں۔

دفعہ ۲۷۷: یہ کہنا باقی رہ جاتا ہے کہ اس اصول کو فوجداری مقدمات پر اطلاق دینے کی دشواریاں مثل یہاں کے ممالک متحدۂ امریکا میں بھی محسوس کی گئی ہیں جیسا کہ مقدمۂ دی کامن ولتھ بنام تھرلو (The Commonwealth v. Thurlow) (۴ پکرنگ رپورٹس ۲۷۴) سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس میں چالان اجازت نامے کے بغیر شراب فروخت کرنے کا تھا۔ عام سوال کا تصفیہ کئے بغیر عدالت کی رائے

[1] دیکھئے ٹولمان بنام پورٹ بری ۱۸۷۱ء لا رپورٹ ۵ کوئینس بنچ ۲۸۸ - اکسچیکر چانسری - وجوڈ بنام ہارٹ ۲ جورسٹ سلسلۂ نو ۲۸۸ - بداِیس بنام درڈ ۴ ہرلسٹون و نارمن ۵۱۲ - ابراتھ بنام نارتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی ۱۱ کوئینس بنچ ڈیویژن ۴۴۰ - ۴۵۷ میں بوون لارڈ جسٹس نے اس اصول کے عالمی ہونے سے انکار کیا کہ بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جس کو نزاعی امر کے جاننے کے خاص وسائل ہوتے ہیں - اور کہا کہ مقدمات قانون شکار کی یہ توضیح کردی جاسکتی ہے کہ ان کے خاص

تھی کہ چالان کنندہ پر یادی النظری شہادت پیش کرنا کہ مدعی علیہ کے پاس اجازت نامہ نہیں ہے۔ لازمی تھا۔ اور چونکہ اس واقعے کی کوئی شہادت نہیں دی گئی تھی۔ اس فیصلے کو کالعدم قرار دینا چاہیئے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ وجوہات کے نیز مزید دیکھئے شہادت از فیبس طبع ششم ۲۶۔ ۳۷۔

صـ ۲۵۶

باب سوم

کتنا ثابت کرنا چاہیے تبدیل و ترمیم

دفعہ ۲۷۸: یہ معقول و منصفانہ اصول کہ عدالتوں کو پلیڈنگس یا فریقین مقدمہ کے دوسرے بیانات کے معنی نہ کہ الفاظ کو دیکھنا چاہیے بار ثبوت تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ خود ثبوت سے بھی متعلق ہے۔

قدیم ترین زمانے سے قانون کا اصول رہا ہے کہ تنقیحات کا فی الجملہ ثابت ہونا کافی ہے[1]۔ درحقیقت یہ ایک اور بھی عام اصول کی جو ہر معقول نظام علم اصول قانون میں پایا جاتا ہے ایک شاخ ہے کہ ——
"قانون فضول امور کو نظر انداز کرتا ہے[2]"۔ "فضول امور سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا[3]"۔ "مفید امر بیکار امر سے باطل نہیں ہو جاتا[4]"۔

دفعہ ۲۷۹: اس اصول کا واضح ترین اطلاق کلیۃً غیر متعلق بیانات کی شکل میں ہوتا ہے۔ تمام ایسے بیانات جن کو پلیڈنگس کی صحت پر اثر ڈالے بغیر مثل سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ سماعت مقدمہ کے وقت نظر انداز کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسے بیانات مثل پر بوجھ ہوتے ہیں۔ اور ان کا ثبوت بھی اتنا ہی غیر متعلق ہوتا ہے۔ جتنا کہ وہ خود[5]۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہی اصول اُن بیانات سے بھی متعلق ہے صفحہ ۲۵۷
جو پلیڈنگس کے سوا اور طرح پر کئے جاتے ہیں۔

دفعہ ۲۸۰: لیکن جس امر کو بیان نہیں کرنا چاہیئے تھا اگر وہ کسی اہم

---

[1] سٹیفن دفعات ۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵ سٹیفن مصنفہ کلک ۲۷۰ الف-۲۸۱ ب-۲۸۲ الف- اور ۲۸۴ تا ۲۸۲ ٹرائلس پر پے (یعنی سماعت بذریعہ جوری) (Trials per pais, صفحہ ۴۰ مطبوعہ ۱۷۲۵ء شہادت از ٹیلر جلد اصفحہ ۵۰۰ طبع دہم شہادت از اشارکی جلد ا- کتاب ا حصہ دوم دفعہ ۱۱۱- نوٹ (بی)۔

[2] جنکنس سنچری ۳ مقدمہ ۶۷۔

[3] جنکنس سنچری ۴ مقدمہ ۴۷، سنچری ۸ مقدمہ ۴۱۔

[4] سٹیفن مصنفہ کلک ۳ الف-۲۲۷ الف-۳۰۹ الف-۳ کاک-۱ الف- ا لکک-۱۱ الف- ہوبارڈ رپورٹس ۱۷۱-۲ ساونڈرس رپورٹس ۳۶۹- شہادت از اشارکی ۲۴۴ طبع سوم- ایضاً ۴۶۲ طبع چہارم "غیر اہم امور چاہے کتنے ہی ہوں- اہم تحریری امور کو باطل نہیں کر سکتے" ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷- دفعہ ۹۴ "مفید امر کو بیکار امر سے باطل نہیں ہونا چاہیئے" فرامین پوپ از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ De. Reg. Jur. Reg. صفحہ ۳۷

[5] شہادت از ٹیلر ۵۰۰-۵۶۷-۵۶۰ طبع دہم- شہادت از اشارکی ۲۳۲ طبع سوم- ایضاً ۴۲۲

امر سے متعلق ہو تو مضر بلکہ مہلک بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی فریق ایسے امور کو بیان یا ثابت کر سکتا ہے جن کے بیان یا ثابت کرنے پر وہ مجبور نہ تھا لیکن جن کے بیان کرنے یا ثابت کر دینے کے بعد اس کا مقدمہ خارج ہو جاتا ہے[1] مثلاً قانون ضابطہ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۲ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶ دفعہ ۶۴ سے پہلے ایک مقدمے میں ایک فریق نے مبالغہ کرتے ہوئے اپنے مخالف کی حقیقت کو بجائے ناقص کہنے کے صحیح کہا اس لیے موخر الذکر خود اول الذکر کے بیان کی وجہ سے اپنے حق میں فیصلے کا مستحق ہو گیا[2]۔ اسی لیے یہ ایک اصول ہے کہ بیانات کو جو غیر ضروری طور پر کیے گئے ہوں مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ جب کہ وہ اہم امور کی تفصیل ہوں یا ان کے حدود کو ظاہر کرتے ہوں[3]۔ شہادت کے ایک ممتاز مصنف نے کہا ہے[4] کہ "اس قسم کا بیان اپنی ماہیت میں کتنا ہی فضول ہو کبھی غیر اہم نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب کہ اس سے کسی اہم امر کی شناخت ہوتی ہو"۔

دفعہ ۲۸۱ تا ۲۸۳[5]: اس اصول سے صرف غیر متعلق امر کو ثابت کرنا ہی غیر ضروری نہیں ہو جاتا بلکہ اس کا اطلاق اس سے زیادہ عام ہوتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۔ طبع چہارم۔

[1] ہم ایڈورڈ ہنیم ۳ - قاعدہ ۵ - کیلوے رپورٹس Kailwy Reports ۱۶۵ ب قاعدہ ۲ - پلوڈن ۳۳ - ۳ - ۸ - "قانون" از فنچ ۶۵ - لش بنام رسل ۱۵ اکسچیکر ۳ - ۲۰۲ -

[2] پلیڈنگس از اسٹیفن ۲۴۵ طبع چہارم۔

[3] شہادت از اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۴۴۳ طبع سوم۔ شہادت از فلپس و ایمس ۵۲۰ ۔ شہادت از فلپس ۵۵۰ طبع ۱۲م۔ وب بنام ساس ۵ جورسٹ سلسلۂ نو ۱۲۶ - ۱۲۷ - از مارشن جج۔

[4] شہادت از اسٹارکی ۴۴۳ طبع سوم۔

[5] ان واقعات کو سابق اڈیٹر نے گک ونٹنگشن کے بعض فقرات کو حذف کر کے مختصر کر دیا ہے۔

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ عدالت سماعت کنندہ فریقین یا ان کے وکلا کی مثل یا بیانات کی جیسی بھی صورت ہو قانونی نقطۂ نظر سے جانچ کریگی تاکہ ان کے درمیانی اصل نزاعی سوال کو معلوم کر سکے۔ کتابوں میں اس اصول کے اثر کی بہت سی مثالیں ہیں۔ مثلاً دستاویز قرض کی بنا پر نالش میں "بروقت ادائی" کے عذر کی تائید قبل از وقت ادائی کے ثبوت سے ہوتی ہے۔ کیونکہ امر تنقیح طلب اسی قسم کی ادائی ہوتی ہے تاکہ اس سے تاوان کی ذمہ داری نہ آئے۔ اسامی کے خلاف نالش اتلاف میں کہ اس نے اتنے درخت کاٹ ڈالے۔ یہ ثابت کرنے سے بھی کہ اس نے کم تعداد میں درخت کاٹے امر نزاعی قایم رہتا ہے۔ اور گو معاہدات کی نالش میں معاہدے کو ٹھیک ٹھیک بیان کرنا اور اسی طرح ثابت کرنا چاہئے۔ لیکن ہر روز کے عملدرآمد سے ظاہر ہے کہ سادہ معاہدات و نیز ٹارٹ کی نالشات میں مدعی عرضی دعوے میں بیان کردہ رقم سے کم رقم بھی پا سکتا ہے اور ٹارٹ کی نالشات میں یہ عام طور پر کافی ہے کہ مداخلت بیجا یا دوسری شکایات کا ایک کافی حصہ ثابت کیا جائے۔

ص ۲۵۸ **دفعہ ۲۰۸**: زیر بحث اصول دیوانی مقدمات تک محدود نہیں۔ یہ اصول پورے تعزیرات کے قانون میں پایا جاتا ہے کہ چالان کا اتنا حصہ ثابت کرنا کافی ہے جس سے ملزم کے خلاف فی الجملہ جرم ثابت ہو جائے۔

---

۱ قدیم کتابوں میں جو دوسری مثالیں ملتی ہیں ان کے لیے دیکھو مختصر رولس جلد ۲ صفحہ ۱۰۶۱۔ شہادت۔ ڈی۔
۲ شہادت از فلپس و ایماس ۸۴۶۔ شہادت از فلپس ۵۵۹ طبع دہم۔ جلد ۔
۳ ٹلش مصنفہ لگ ۱۲۰۲۔ الف شہادت از فلپس و ایماس ۸۴۷۔
۴ لگ بر ٹلش ۱۲۰۲ الف۔ شہادت از فلپس و ایماس ۸۴۹۔ شہادت از فلپس ۵۶۲ طبع دہم۔ جلد ۱
۵ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۵۶۲ طبع دہم۔ ملک بنام ہنٹ ۲ کیمپبل ۵۰۸۔

اور چالان کے کون سے بیانات ایسے ہوتے ہیں کہ باقی بیانات سے ان کو علیحدہ اور جدا کرنے۔ اور ان کو ثابت نہ کرنے سے کل بیانات کالعدم نہیں ہو جاتے ہیں[1] کے ایک اہم عنوان ہیں۔ مثلاً کسی مقدمان میں نقب و سرقے کے چالان میں نقب و سرقے کے بیانات کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ اگر نقب زنی ثابت نہ کی جا سکے تو ملزم کو سرقے میں سزا دی جا سکتی ہے[2] نیز ملزم کو یہی سزا سرقہ بالجبر کے الزام میں بھی دی جا سکتی ہے۔ جب کہ یہ ظاہر ہو کہ مال جبر کے ساتھ نہیں لیا گیا تھا اور قتل کے چالان میں ملزم کو قتل انسان مستلزم سزا کی دی جا سکتی اور (اکثر) دی جاتی ہے۔ کیونکہ عاید کردہ الزام کا اہم جزو ناجائز طور پر قتل کرنا ہوتا ہے[3]۔

متعدد جدید قوانین موضوعہ کی رو سے ایک ایسے ہی اصول کو ان مختلف جرائم تک وسیع کیا گیا ہے جن کا الزام چالان میں نہیں لگایا جاتا ہے۔ مثلاً قانون جرائم خلاف جسم انسان ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعہ ۶۰ کی رو سے کوئی شخص جس پر بچے کے قتل کا الزام لگایا گیا ہو۔ گو اس قتل سے بری قرار دیا جائے۔ لیکن پیدائش کو چھپانے کے جرم خفیف کی بنا پر سزایاب ہو سکتا ہے۔ قانون ضابطہ فوجداری ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعہ ۹ کی رو سے کسی شخص کو جس پر جرم سنگین یا جرم خفیف کا الزام لگایا گیا ہو بجائے ان جرائم کا مرتکب ثابت قرار دینے کے ان کے اقدام کا مرتکب قرار دیا جا سکتا ہے۔ قانون سرقہ ۱۸۶۱ء باب ۹۶ دفعہ ۴۱ کی رو سے کوئی شخص جس پر سرقہ بالجبر کا

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل ۵۵۹۔

[2] ایضاً ۵۴۴۔ ۵۳۵۔ مقدمہ ہاران۔

[3] خلاصہ از بروک کرون (Brs. Ab. Corone) قاعدہ ۲۲۱۔ تلخیص از گلسٹ ۵۴۳ الف شہادت از گلبرٹ ۲۶۹۔ طبع چہارم۔

الزام ہو سرقہ بالجبر کی نیت سے حملے کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور دفعہ ۴۲ کی رو سے کوئی شخص جس پر خیانت مجرمانہ یا فریبانہ تصرف یا استعمال وغیرہ کا الزام ہو سرقے کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور اسی طرح جس شخص پر سرقے کا الزام ہو وہ خیانت مجرمانہ وغیرہ کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ قانون اب قانون سرقہ ۱۹۱۶ء ۶ و ۷ جارج پنجم باب ۵۰ کی رو سے منسوخ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے دفعہ ۴۴ میں بھی احکام فی الجملہ دوبارہ وضع کئے گئے ہیں۔

دفعہ ۲۸۵ تا ۲۹۱ا: اس طرح پر قانون گو اصل امور نزاعی کو دیکھنے کے لیے ان کی ظاہری شکل نظر انداز کرنے میں فیاضی سے کام لیتا ہے۔ لیکن پلیڈنگ اور اس کی تائید میں پیش شدہ ثبوت میں کوئی صریح اختلاف عرصۂ دراز تک مہلک ہوتا تھا ــــــ یہ اصول اس لیے ضروری سمجھا جاتا تھا کہ اچانک اطلاع ہونے سے مبادا فریق مخالف کے ساتھ ناانصافی ہو جائے اور کل نظام پلیڈنگ ایک دام ثابت ہو لیکن یہ اصول گو بنفسہٖ مفید تھا۔ مگر بہت آگے بڑھایا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہایت ہی غیر اہم تبدیلیوں سے بھی مقدمات اکثر ضائع ہو جاتے تھے۔

صہ ۲۵۹ آخر کار مقننہ کی توجہ اس مضمون کی طرف منعطف ہوئی۔ اور ضابطے کا موجودہ اصلاح شدہ نظام۔ قوانین موضوعہ کے ایک طویل سلسلے سے آہستہ آہستہ بنایا گیا۔ چنانچہ ۹ جارج چہارم باب ۱۵ کی رو سے ججوں کو اختیار دیا گیا کہ جب شہادت میں پیش شدہ کسی تحریری یا طبع شدہ امر اور اسی کے پلیڈنگ میں ذکر میں کوئی اختلاف نظر آئے تو پلیڈنگ کو بدل دیں۔ اور قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ء۔

لے قوانین موضوعہ کو تفصیل سے بیان کرنے کے بجائے ان دفعات کو ان کا خلاصہ دے کر

۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶ دفعہ ۲۲۲ کی رو سے دیوانی مقدمۂ جوری کی سماعت کرنے والے ہر جج کو اختیار دیا گیا کہ دیوانی مقدمات کی ہر کارروائی کے نقائص یا اغلاط کی اصلاح کریں چاہے اصلاح کے لیے کوئی تحریر ہو یا نہ ہو۔ اور چاہے غلطی یا نقص اُس فریق کا ہو یا نہ ہو جو اصلاح کا خواستگار ہو۔ اور آخر میں عالیہ عدالت کے قواعد کی رو سے[1] "عدالت یا جج کسی بھی نوبت کارروائی پر کسی فریق کو اپنی تحریر ظہری یا پلیڈنگ میں ترمیم یا تبدیلی کی ایسے طریقے اور ایسے شرائط پر اجازت دے سکیگی جو منصفانہ ہوں۔ اور تمام ایسی ترمیمات کی جا سکیں گی جو فریقین کی درمیانی نزاع کے اصل سوالات کے دریافت کرنے میں ضروری ہوں۔"

اول الذکر قانون ۹ جارج چہارم[2] باب ۱۵ جرائم خفیف سے بھی متعلق تھا۔ لیکن قوانین ضابطۂ قانون عمومی دیوانی مقدمات تک محدود تھے۔ اور "قوانین عدالتی"[3] اب بھی ان تک محدود ہیں۔ عام طور پر فوجداری مقدمات میں ترمیم کی اجازت قوانین ضابطۂ فوجداری سنہ ۱۸۴۸ء و سنہ ۱۸۵۱ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۶ دفعہ ۴۔ اور ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعہ ۱۔ کی رو سے دی گئی۔ اور کوارٹر سشنز (اجلاس سہ ماہی) کی حد تک قانون اجلاس سہ ماہی (Quarter Sessions Act) سنہ ۱۸۴۹ء ۱۲ و ۱۳ وکٹوریا باب ۴۵ دفعہ ۱۰ کی رو سے۔ یہ تمام قوانین۔ قانون چالانات سنہ ۱۹۱۵ء ۵ و ۶ جارج پنجم باب ۹۰ دفعہ ۵ کی رو سے منسوخ کئے گئے۔ اور اس دفعہ کی رو سے حکم دیا گیا کہ جب سماعت مقدمہ سے پہلے یا سماعت مقدمہ کی کسی نوبت پر عدالت پر

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ مختصر کر دیا گیا ہے۔

[1] قواعد عالیہ عدالت حکم ۲۸ قاعدہ ۱۔

[2] قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ سنہ ۱۸۷۳ء کی رو سے یہ قانون منسوخ کیا گیا۔

[3] Judicature Acts

ظاہر ہو کہ چالان میں نقص ہے تو عدالت اس کی ترمیم کے لیے وہ حکم دے سکتی ہے۔ جو حالات مقدمہ کے لحاظ سے ضروری ہو۔ بجز اس کے کہ نظر بر حقوق مقدمہ مطلوبہ ترمیم نا انصافی کے بغیر نہ کی جا سکتی ہو۔ اور ترمیم کی ضرورت کی وجہ سے جو اخراجات لاحق ہوں۔ ان کی ادائی کے لیے عدالت وہ حکم دے سکتی ہے جو مناسب ہو۔"

حصۂ دوم

ص ۲۶۰

ثانوی اصول شہادت

دفعہ ۲۹۲: جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں ثانوی اصول شہادت وہ اصول ہوتے ہیں جو طریق ثبوت یعنی ثبوت طلب امر کو ثابت کرنے کے طریقے سے متعلق ہوتے ہیں[1]۔ اور زیادہ تر شہادت مقدمہ ہی پر موثر ہوتے ہیں[2]۔ اس مضمون پر قانون عمومی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ بہترین شہادت پیش ہونی چاہئے ـــــ یہ وہ اصول ہے جس کے عام معنی کو اس کتاب کے ایک پچھلے حصے میں[3] بیان کر دیا گیا ہے۔ لیکن بعض صورتوں میں ثبوت کے خاص طریقے قانون موضوعہ کی رو سے یا تو مقرر کئے گئے ہیں۔ یا ان کو جائز رکھا گیا ہے۔ ہم اس کل مضمون پر ترتیب ذیل میں غور کریں گے۔

(۱) شہادت بلاواسطہ وقرائنی شہادت۔

[1] دیکھیے دفعہ ۹۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۴۹۔

[3] دیکھیے دفعات ۵۰ وبعد۔

(۲) قیاسی شہادت۔ قیاسات و مفروضات قانونی۔
(۳) اصلی و منقولی شہادت۔
(۴) مکتوبی شہادت عام طور پر۔
(۵) شہادت جو اشخاص ثالث کے افعال سے بہم پہنچتی ہے۔
(۶) رائے کی شہادت۔
(۷) اپنے مفید شہادت۔
(۸) شہادت جو مصلحت عامّہ کی بنا پر نامنظور کی جاتی ہے۔
(۹) امر فیصل شدہ کا اقتدار۔
(۱۰) شہادت مطلوبہ کی کمیت۔

صہ ۲۶۱

باب اوّل

بلاواسطہ و قرائنی شہادت

مضمون	صفحہ اصل کتاب	صفحہ ترجمہ
عدالتی شہادت کی دو قسمیں -	۲۶۱	۴۵۲
شہادت بلاواسطہ	۲۶۱	۴۵۲
قرائنی شہادت	۲۶۱	۴۵۲
دونوں قسم کی شہادت مساوی طور پر قابل ادخال ہوتی ہے ...	۲۶۲	۴۵۵
بلاواسطہ و قیاسی شہادت	۲۶۲	۴۵۵

دفعہ ۲۹۳: تمام عدالتی شہادت یا تو بلاواسطہ ہوتی ہے یا قرائنی۔

بلاواسطہ شہادت سے مراد وہ شہادت ہوتی ہے جس میں اصل واقعہ یا واقعۂ ثبوت طلب کی گواہی۔ گواہ، اشیا یا دستاویزات سے راست یا بلاواسطہ طریقے پر دی جاتی ہے۔ شہادت کے باقی تمام اقسام کو "قرائنی شہادت" کہتے ہیں۔ اور اس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ وہ گواہ، اشیا یا دستاویزات کے ذریعے سے بالواسطہ شہادت کی وہ مرتمہ شکل ہے جس کو قانون اصل واقعے یا واقعۂ ثبوت طلب سے اتنا کافی قریب سمجھتا ہے کہ اس کو اس کے شہادتی واقعے کے بطور قابل ادخال قرار دیتا ہے[ل]

ل عام طور پر قرائنی شہادت کے لیے دیکھیے "قرائنی شہادت" مصنفہ ولس - جس کو مصنف کے

اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں قطعی و قیاسی۔ قطعی جب کہ اصل و شہادتی واقعات ص ۲۴۲

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ فرزند مسٹر جسٹس ولس نے شائع کیا ہے۔ نیز دیکھیے شہادت مصنفۂ گلسن (Gulson on Proof) سنہ ۱۹۰۵ء دفعات ۱۹۹۔ ۲۱۲ میکالے (Macaulay) کے مضمون۔ "وارن ہیسٹنگس" (Warren Hastings) کا فقرۂ ذیل جو عرصے سے پریشان کن اور ابھی تک حل طلب سوال کا کہ کیا سر فلپ فرانسس (Sir Philip Francis) خطوط جونیس (Junius) کا مصنف ہے۔ اثبات میں جواب دیتا ہے۔ قرائنی شہادت کا مفہوم اچھی طرح واضح ہوگا:۔

"نئے کونسلروں میں قابل ترین بلا کسی شبہ کے فلپ فرانسس تھے۔ اس قابل شخص کا ذکر کرنے کے بعد یہ غیر ممکن ہے کہ لمحہ بھر کے لیے اس سوال پر غور نہ کیا جائے جو اس کے نام سے ہر ذہن میں فوراً پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ خطوط جونیس کا مصنف تھا۔ ہمیں پوری طرح یقین ہے کہ وہ تھا۔ اس کے متعلق شہادت ایسی ہے کہ ہماری دانست میں اس کی بنا پر کسی دیوانی بلکہ فوجداری کارروائی میں فیصلہ صادر کیا جا سکتا ہے۔ جونیس کا خط فرانسس کا مخصوص خط ہے جس کو کسی قدر چھپایا گیا ہے۔ جونیس کے موقف مشاغل اور تعلقات کے متعلق ذیل کے نہایت اہم واقعات صاف طور پر ثابت سمجھے جا سکتے ہیں۔ وہ دفتر سکرٹری آف اسٹیٹ (Secretary of State) کے فنی ضوابط سے واقف تھا۔ وہ دفتر جنگ کے کاروبار سے اندرونی اور گہری واقفیت رکھتا تھا۔ تیسرے یہ کہ وہ سنہ ۱۷۷۰ء میں دار الامرا کے مباحث میں شریک تھا۔ اور تقریروں خصوصاً لارڈ شاتھم کی تقریروں کے نوٹس لیتا تھا۔ چوتھے اس کو مسٹر شامیر کے نائب وزیر جنگ مقرر کئے جانے پر سخت رنج و غصہ تھا۔ اور پانچویں وہ لارڈ ہالینڈ اول کے ساتھ کسی گہرے رشتے میں منسلک تھا۔ اب دیکھئے کہ فرانسس نے سکرٹری آف اسٹیٹ کے دفتر میں چند سال گزارے تھے بعد میں وہ دفتر جنگ کے محرر اعلیٰ تھے۔ انھوں نے متعدد دفعہ کہا تھا کہ انھوں نے سنہ ۱۷۷۰ء میں لارڈ شاتھم (Lord Chatham) کی تقریریں سنی تھیں۔ اور یہ کہ بعض انکی تقریریں انہیں کے نوٹس سے شائع ہوئے تھے۔ انھوں نے دفتر جنگ میں اپنے عہدہ کو مسٹر شامیر (Mr. Chamier) کے تقرر پر رنج و غصے کی وجہ سے ترک کر دیا تھا۔ لارڈ ہالینڈ ہی نے ان کو سرکاری ملازمت میں پہلی مرتبہ داخل کرایا تھا۔ دیکھئے یہاں پانچ ایسے علامات ہیں جن سب کو جونیس میں

یعنی واقعۂ ثبوت طلب اور واقعۂ ثبوتی میں تعلق قوانین فطرت کا ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ پایا جانا چاہیے۔ اور یہ سب فرانسس میں پائے جاتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ان میں سے دو سے زیادہ بھی کسی دوسرے شخص میں پائے جاتے ہیں۔ اگر اس بحث سے اس سوال کا تصفیہ نہیں ہوتا ہے تو قرائنی شہادت سے تمام استدلال کا خاتمہ ہے۔" مضامین مکالے جلد ۳ ریویو آف گلیگ وارن ہیسٹنگس ("Review of Gleig's Warren Hastings") سنہ ۱۸۴۱ء۔ نیز مزید دیکھیے "قومی سوانح عمری" میں مسٹر لیسلی اسٹیفن (Leslie Stephen) کا مضمون فرانسس کے ان خطوط کے مصنف ہونے پر۔ اور خط کے مشابہت کی توضیح مسٹر ٹوسلٹن (Twisleton) کی دو جلدوں سے سنہ ۱۸۷۱ء میں ہوئی لیکن ۱۸۱۲ء کے اصل اڈیشن میں جس کو جی۔ وڈ فال ("G. woodfall") نے ریونگٹنز لانگمینز، مرے (Rivingtons Longmans, Murray) اور دوسروں ("& others") نے چھاپا اور جس کے مقدمے میں متعدد اشخاص کے جونیس ہونے کے امکان کا ذکر ہے ان میں فرانسس نہیں ہے۔

مسٹر اے ہیوڈ مرحوم کوئینس کونسل (Mr. A. Hayward, Q.C.) نے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا سنہ ۱۸۸۱ء میں اپنے مبسوط مضمون (عنوان جونیس) میں کہا ہے کہ ان خطوط کا مصنف ایک راز ہے اور ان کے مصنف کے لیے عنوان "مصنف پردۂ راز" ہی بہتر عنوان ہو سکتا ہے۔

یہ بالکل ممکن ہے کہ یہ خطوط کسی اخبار نویس کی تصنیف ہوں جس پر ان کے مصنف ہونے کا شبہ نہیں ہوتا ہے۔ اور اس کو معلومات حسب اشخاص یا ان میں سے بعض نے بہم پہنچائے ہوں لیکن اس راز کا صحیح حل چاہے کچھ ہو ہماری غرض یہ ہے کہ مکالے کی مذکورۂ بالا پر اعتماد رائے غلط ہے اور مذکورۂ بالا نظریے کو کہ ان خطوط کا مصنف فرانسس تھا۔ اب ترک کر دینا چاہیے۔ اس مباحثے پر مسٹر فریزر رائے (Fraser Rae) کے "دی ایتھینیم (The Athenaeum) کے متعدد مضامین ــــــ جو سنہ ۱۸۸۸ء تا ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۶ء تا ۱۸۹۸ء میں لکھے گئے تھے ۴ مئی ۱۸۹۵ء کا مضمون ملاحظہ ہو۔ جس کا عنوان ہے "جونیس کون تھے؟ فرانسس خارج"۔ اس مباحثے پر ایک جدید مضمون لارڈ ہالینڈ کی کتاب ریکلکشنز (Lord Holland's Recollections) کے ضمیمے میں ہے۔ اس کتاب کو ۱۹۰۵ء میں لارڈ اسٹاورڈیل Lord Stavordale نے شائع کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لارڈ ہالینڈ کی رائے جو فرانسس سے ایک گفتگو پر مبنی تھی یہ تھی کہ ان خطوط کو چارلس لائیڈ Charles lloyd لارڈ گرنفل

لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ مثلاً جب ملزم یہ دکھلائے کہ بوقت ارتکاب جرم وہ کسی دوسرے مقام پر تھا۔ وغیرہ۔ "قیاسی" جب کہ ثبوتی یا شہادتی واقعے سے اصل واقعے کا نتیجہ صرف اغلب قسم کا ہوتا ہے۔ اور جو ظن کہ اس سے پیدا ہوتا ہے وہ کسی بھی درجے کا ہو سکتا ہے[1]۔

دفعہ ۲۹۴: قابل ادخال ہونے کے لحاظ سے بلاواسطہ و قرائنی شہادت کی عام طور پر مساوی حیثیت ہوتی ہے۔ بادی النظری طور پر یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ موخرالذکر خصوصاً جب کہ وہ قیاسی شکل میں ہو اول الذکر سے کمتر یا ثانوی درجے کی ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اس اصول پر قیاس کرتے ہوئے جس کی رو سے دوسرے واسطے کی شہادت خارج ہوتی اور منقولی شہادت[2] ملتوی رکھی جاتی ہے اس کو نامنظور کر دینا چاہئے۔ کم از کم جب شہادت بلاواسطہ حاصل ہو سکتی ہو۔ لیکن قانون ایسا نہیں ہے۔ اور تھوڑی سی فکر سے ان صورتوں کا فرق ظاہر ہوگا۔ منقولی یا دوسرے واسطے کی شہادت اس لیے خارج کی جاتی ہے کہ اس کی قوت اس شہادت سے حاصل ہوتی ہے جس کو روک رکھا جاتا ہے اور جس کے پیش نہ کرنے سے قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ پیش کی جاتی تو اس فریق کے خلاف ہوتی جو اس کو پیش نہیں کرتا اور روک رکھتا ہے۔ لیکن قرائنی شہادت قطعی ہو کہ قیاسی اپنی ماہیت میں اتنی ہی اصلی یا ابتدائی ہوتی ہے جتنی کہ بلاواسطہ شہادت۔ یہ دونوں جدا جدا قسم کے ثبوت ہیں جن کا عمل گویا متوازی خطوط پر اور ایک دوسرے سے قطعاً آزادی کے ساتھ ہوتا ہے۔ الف کے خلاف ب کو قتل کرنے کے ایک چالان کو لیجئے۔ جس میں موت کی

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ Lord Grenvilla کے مقدمے نے لکھا تھا۔ اور یہ کہ فرانس نے ان کی طبع کے یہ صحت کی تھی۔

[1] مقدمہ حصّہ اول دفعہ ۲۷۔

[2] دیکھو نیچے باب ۴ و ۳۔

ظاہری وجہ تلوار کا ایک زخم ہو۔ اگر ج الف کو اس وقت دیکھے جب کہ
وہ ب کو تلوار سے قتل کر رہا ہو تو اس کے متعلق اس کی شہادت بلا واسطہ شہادت ۲۶۳
ہو گی۔ برخلاف اس کے اگر قتل سے کچھ دیر پہلے د الف کو تلوار کھینچے
ہوئے اس مقام کی طرف جاتے دیکھے جہاں نعش پائی گئی۔ اور اتنا وقت
گزر جانے کے بعد جس میں قتل کا ارتکاب ہو سکتا ہے اُس کو خونی تلوار
لیے ہوئے واپس ہوتے دیکھے تو یہ حالات کلیۃً ج کی شہادت سے آزاد
ہوتے ہیں ــــ انھیں اس سے کوئی قوت حاصل نہیں ہوتی۔ اور
جب ان کے ساتھ اسی قسم کے اور واقعات ہوں تو ان سے بھی جرم
کا اتنا ہی قوی ظن پیدا ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس اصول سے کہ واقعات
کو بلا واسطہ گواہی سے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے اور قراین سے بھی۔ مجرم
یا بے ایمان فریقوں کے گواہوں یا شہادت کے دوسرے آلات کو ملا لینے
یا دبا دینے پر ایک قسم کی روک رہتی ہے۔ جو ان پر نہ ہوتی اگر وہ جانتے
کہ قانون جو شہادت ان کے خلاف قبول کرے گا وہ صرف چند ایسے
اشخاص پر مشتمل ہے جن کو آسانی سے دریافت کر لیا جا سکتا ہے۔ اور
کسی فریق کا ایسی بلا واسطہ شہادت کو پیش نہ کرنا جو وہ پیش کر سکتا تھا
جوری کو توجہ دلانے کے قابل امر ہوتا ہے[1]۔ جیسا کہ ہر قسم کی شہادت کو
دبا دینا بھی ایک اسی طرح توجہ دلانے کے قابل امر ہوتا ہے۔ اور یہاں
یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی اصل یا درمیانی واقعے کو شہادت سے مستنبط
کرنے کا عمل کم و بیش پیچیدہ طویل یا مختصر ہو سکتا ہے۔ نتیجہ ایک شہادتی
واقعے سے نکالا جا سکتا ہے یا شہادتی واقعات کے ایک مجموعے[2] سے
جس کو معمولاً مگر بغیر بہت زیادہ صحت کے ایک سلسلہ یا زنجیر کہا جاتا ہے۔

[1] شہادت از ہمارک جلد ۱ صفحہ ۰۰، طبع سوم ایضاً ۰۰، طبع چہارم شہادت تمذ [illegible] جلد ۱ صفحہ ۲۴۰، عدالتی شہادت از فیتم جلد ۱ صفحہ ۲۳۰
و نیز عدالتی شہادت مصنفہ فیتم جلد ۳ صفحہ ۲۲۴۔

[2] کہا جاتا ہے کہ قرائنی شہادت کو ایک زنجیر یا سلسلہ سمجھنا چاہیے اور شہادت کے ہر جزو کو اس زنجیر کی

اور واقعات جن سے نتائج نکالے جاتے ہیں۔ عدالت کے نزدیک قابل اطمینان حد تک یا تو خود ثابت کئے جاتے ہیں یا وہ اس طرح پر ثابت شدہ واقعات کے لازمی یا اغلب (جیسی بھی صورت ہو) نتائج ہوتے ہیں۔[1]

دفعہ ۲۹۵: جیسا کہ دکھلایا جاچکا ہے بلاواسطہ اور قرائنی شہادت (ان کے اصطلاحی معنوں میں) ثبوت کے جدا جدا طریقے ہیں۔ نظری نقطۂ نظر سے قیاسی شہادت بلاواسطہ شہادت سے کمتر درجے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بلاواسطہ شہادت کا ایک بدل ہوتی اور اس امر کو جو بصورت دگر ثابت ہی نہیں کیا جاسکتا تھا ثابت کرنے کا ایک بالواسطہ طریقہ ہوتی ہے۔ اسی لیے قابل اعتبار بلاواسطہ شہادت کا
۲۶۴ کوئی جزو اسی واقعے کی قابل اعتبار قیاسی شہادت کے ایک مساوی جزو سے ہمیشہ بہتر ہوگا۔ لیکن ماہیت اشیا ہی کی رو سے سوائے شاذ و نادر مخصوص صورتوں کے یہ عملاً ناممکن ہے کہ کسی واقعے کی خصوصاً جب وہ مجرمانہ قسم کا ہو بلاواسطہ شہادت ایک نہایت ہی محدود جزو سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ اور بلاواسطہ شہادت کے ایک ایسے محدود جزو کی شہادتی وقعت سے شہادتی واقعات کے ایک سلسلے کی جن کے مجموعے کو قیاسی شہادت کہتے ہیں۔ شہادتی وقعت کا مقابلہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ایک کڑی لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں اگر ایک کڑی ٹوٹ جائے تو پوری زنجیر ٹوٹ جاتی ہے۔ قرائنی شہادت ایک رسی سے جس کی بہت سی ڈوریاں ہوتی ہیں زیادہ مشابہ ہے۔ رسی کی ایک ڈوری ممکن ہے کہ وزن نہ اٹھا سکے۔ لیکن تین کو ملا کر جب بٹ دیا جائے تو وہ کافی مضبوط ہو جاتے ہیں۔" از ہالک چیف جج بمقدمہ ملکہ بنام اکسال ۴ فاسٹر و فنالن رپورٹس ۹۲۲-۹۲۹۔

[1] شہادت از بیسٹ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔ عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۳۔

[2] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۵۰۔ طبع چہارم۔ ملک بنام ہمڈٹ سنہ ۱۸۲۰ء ۴ بارنوال و ادالفس ۹۵-۱۲۲۔

کیا جا سکتا ہے۔ جب ثبوت بلاواسطہ ہوتا ہے مثلاً جب وہ ایک یا دو گواہوں کی گواہی پر مشتمل ہوتا ہے تو امور ثابت شدہ امر تنقیح طلب سے بہت قریبی ہوتے یا صحیح پوچھو تو خود اس کے بعینہٖ واقعات ہی ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان میں غلطیوں کے صرف دو موقع ہی ہوتے ہیں —— یعنی وہ جو گواہوں کی غلطی یا ان کی دروغ بیانی سے پیدا ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے محض قیاسی شہادت کی تمام صورتوں میں چاہے اسکی زنجیر کتنی ہی طویل اور بظاہر مکمل ہو غلطی کا ایک تیسرا موقع بھی ہوتا ہے یعنی واقعات ثابت شدہ سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ غلط ہو سکتا ہے[1]۔ علاوہ اس کے جرایم خصوصاً ایسے جرایم کی جو مذموم و سنگین ہوں یا جن کے حالات عجیب و غریب ہوں دریافت و انکشاف کے لیے ایک قسم کی بیچینی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے گواہ اکثر غلطیاں یا مبالغے کر جاتے ہیں۔ اور عدالتیں نتائج اخذ کرنے میں عجلت پسندی سے کام لیتی ہیں۔ نیز ذہن انسانی میں ایک فطری رجحان اشیا میں اس سے زیادہ نظم و ترتیب فرض کر لینے کا ہوتا ہے جتنا کہ ان میں دراصل موجود ہوتا ہے۔ اور اسی طرح منتشر واقعات سے نتائج نکالنے میں ایک قسم کے غرور یا خود پسندی کو بھی دخل ہوتا ہے جس کی وجہ سے فیصلہ غلط ہو جاتا ہے[2]۔ نیز بعض وقت مقدمات میں عجلت پھرے اور غلط نتائج سہل انگاری یا ہمیشہ بدلنے والے اور نازک جزئیات پر صبر و صحت سے غور کرنے سے نفرت کی وجہ سے نکالے جاتے ہیں[3]۔ اسی لیے ہماری کتابوں کے ان جملوں کے کہ جرایم سنگین کی تمام شہادت قیاسی کی جانچ احتیاط سے کی جانی اور اس کو قبول بھی ہوشیاری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۲۳۔ از بسل وریان ۲۰۴۔ نظریۂ ثبوت قیاسی صفحہ ۵۵۔

[1] عدالتی شہادت از منتظم جلد ۳ صفحہ ۲۴۹؛ شہادت از فلپس و ایماس ۴۵۹۔ کتاب شہادت از بانئے ۱۳۴۔

[2] Nov. Organ مصنفہ بیکن، مقولہ ۴۶۔ ملک بنام ۲ ج ۲ لیون کراؤن کیسیس ۲۲۰۔ از آلڈرسن جج۔ شہادت از فلپس و ایماس ۴۵۹۔ قرائنی شہادت از بسل ۲۰۷۔ نیز دیکھئے نیچے دفعات ۴۳۹ تا ۴۵۱۔

[3] قرائنی شہادت از بسل (Burrill Circumstantial Evidence.) صفحہ ۲۰۸۔

سے کرنا چاہئے وغیرہ صحیح معنی یہ نہیں ہیں کہ ایسی شہادت اتنا یقین پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتی ہے جتنا کہ بلا واسطہ گواہی سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہ قیاسی شہادت کی صورت میں عدالتوں کو اس کے مخصوص خطرات سے جن کو ابھی بیان کیا گیا ہے باخبر اور ہوشیار رہنا چاہئے۔ اس کے نقایص تو یہ ہوئے لیکن برخلاف اس کے قیاسی شہادت کے ایک سلسلے کو محدود تعداد میں گواہوں کی بلا واسطہ شہادت پر چند کھلی فضیلتیں صـ ۲۶۵
بھی ہیں۔ جن کو بنتھم نے وضاحت سے اس طرح بیان کیا ہے[1]:

۱۔ جانبین کی شہادت کے مجموعے میں قراینی شہادت کے ایک جزو کے داخل ہوجانے سے اگر وہ مجموعہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹے ثابت ہونے کے احتمال بڑھ جاتے ہیں۔ ہر جھوٹے بیان کی تردید ایسے مشہور صحیح واقعے سے ہونے کا احتمال ہوتا ہے جس سے وہ مغائر ہوتا ہے۔ اور ان جھوٹے واقعات کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی ان کے مجموعے کے غلط ثابت ہونے کے احتمال زیادہ ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ قراینی شہادت کے مجموعے کی یہ ایک خاصیت ہے کہ واقعات کے بڑے سے بڑے مجموعے کو عدالت کے سامنے پیش کرائے۔ ۲۔ اس مزید مجموعۂ واقعات میں جو اس طرح پر قراینی شہادت کے ذریعے سے عدالت میں پیش ہوں گے ایسے اجزا بھی ہوں گے جن کی تعداد کم و بیش بہت ہی ہوگی جو مختلف حلفیہ بیان دینے والے گواہوں کے ذریعے سے پیش ہوں گے لیکن گواہی دینے والے

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۲ - نیز دیکھو " اخلاقی فلسفہ" مصنفہ پالی
Paleys Moral Philosophy کتاب ۲ باب ۹-

گواہوں کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی یہ کم واقع ہوگا کہ کوئی سازش اور وہ بھی کامیاب ایسی کی جاسکے جس سے جھوٹی گواہی دینے کا منصوبہ پورا ہو۔ کیونکہ اس کی تکمیل کے لیے مختلف گواہی دینے والے متعدد گواہوں کو ہموار کرنا ضروری ہوگا۔ ۲۔ جب کسی جھوٹے فریب کے منصوبے کو جامۂ عمل پہنانے کے لیے صرف بلاواسطہ شہادت ہی قراینی شہادت سے کسی قسم کی مدد کے بغیر کافی سمجھی جاتی ہے۔ تو اصل سازشی اپنے سامنے نسبتۃً ایک وسیع دائرہ دیکھتا ہے۔ جس میں اس کو کوئی مجھوٹا گواہ یا جھوٹے گواہوں کی کوئی جماعت جو اس غرض کے لیے کافی ہو مل سکتی ہے۔ لیکن جب اس کے منصوبے کی کامیابی کے لیے قراینی شہادت کے کسی جزو کو جعلی بنانا یا تیار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے تو اس کے پسند کے میدان کی وسعت ایسی مزاحمتوں سے مسدود ہو جاتی ہے کہ جن پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا۔"

تاکہ ان لحاظات پر بہت زیادہ بھروسا نہ کیا جائے یہ کہنا ضروری ہے کہ قراینی شہادت میں ہمیشہ نہ تو بہت سے قراین ہوتے ہیں۔ اور نہ ایسے واقعات جن کی گواہی بہت سے گواہ دیتے ہیں۔ و نیز یہ بھی کہ کوئی واقعہ جتنا غیر اہم ہوگا اتنا ہی احتمال ہوگا کہ اس کو نہ ٹھیک طور پر دیکھا گیا اور نہ صحیح طور پر یاد رکھا گیا ہے[1]۔ لیکن ہر ممکن تخفیف کے بعد بھی اس سے انکار کرنا ممکن نہیں کہ جو نتیجہ محض قیاسی شہادت کے مجموعے سے اچھی طرح تعقل کرنے سے نکلتا ہے وہ اتنا ہی اور بعض صورتوں میں اس سے زیادہ یقین

[1] ہوول اسٹیٹ ٹرائیلس جلد ۱۱ صفحہ ۴۔ نوٹ۔

آفریں ہو سکتا ہے۔ جتنا کہ وہ نتیجہ جو شہادت بلا واسطہ کے ایک محدود حصے سے نکلتا ہے[1]۔

---

[1] پلیس آف دی کراؤن مصنفۂ ایسٹ (East) جلد ۱ صفحہ ۲۲۳۔ انسلے بنام دی ارل آف انگلیسہ ۱۷۔ ہیوول اسٹیٹ ٹرائلیس ۱۴۳۰۔ از مونٹنی بیرن (Mounteney, B) فلسفۂ اخلاق از پیلے کتاب ۶ باب ۹۔

صـ۲۶۶

باب دوم

قیاسی شہادت۔ قیاسات و مفروضات قانونی

دفعہ ۲۹۶: بلاواسطہ و قرائنی شہادت کی ماہیت اور ان کے قابل ادخال ہونے پر پچھلے باب میں غور کر لیا گیا ہے۔ اب ہم موخرالذکر اور اس کے مماثل مضامین قیاسات و مفروضات قانونی کی زیادہ تفصیل کے ساتھ تحقیق کریں گے۔

دفعہ ۲۹۷: وہ اجزا یا کڑیاں جن سے قیاسی شہادت کی زنجیر بنتی ہے

چند اخلاقی و جسمانی تطابقات ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک اصل واقعے پر دلالت کرتا ہے۔ اور کل کی شہادتی وقعت ان اجزائے ترکیبی کی تعداد۔ وقعت آزادی و توافق پر مبنی ہوتی ہے۔

متعدد قراین جن میں سے ہر ایک بنفسہٖ کمزور ہوتا ہے لیکن جو باہم اس طرح مطابق ہوتے اور ایک دوسرے کی اس طرح توثیق کر سکتے ہیں کہ ان کا رجحان جس امر کو قایم کرنے کا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں رہتا۔ کمزور شہادتوں کی تعداد زیادہ ہونی ضروری ہے...... منفرداً وہ کمزور و بے وقعت ہوتے ہیں۔ لیکن مجموعۃً ان سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مثل بجلی کے نہیں بلکہ مثل اولوں کے[1]۔ زیادہ تعداد کا ذکر تو چھوڑ دیجیے۔ قراینی شہادت کے صرف دو جزو لیجیے۔ اور دیکھیے کہ ان میں ہر ایک منفرداً پر سے زیادہ ہلکا ہوتا ہے۔ لیکن جب آپ ان کو ملاتے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ کسی خاطی کے خلاف مثل سنگ آسیا کے وزنی ہوجاتے ہیں[2]۔ مثلاً ایک بنک نوٹ کو جعلی جانتے ہوئے چلانے کے چالان میں یہ شہادت کہ ملزم نے ایک جعلی نوٹ چلائی کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کیونکہ کسی بھی معصوم شخص کے قبضے میں ایک جعلی نوٹ ہوسکتی ہے جس کو وہ ادائی میں دے سکتا ہے۔ لیکن فرض کیجیے کہ مزید شہادت پیش ہوتی ہے کہ اس نے زیر بحث معاملے سے کچھ پہلے ایک دوسرے مقام پر ایک
صفحہ ۲۶ دوسرے شخص کو بھی اسی صنعت کی ایک دوسری نوٹ ادائی میں دی تھی تو مجرمانہ علم کا قیاس قوی ہوجاتا ہے[3]۔ اور اسی اصول کو کسی دوسرے

---

[1] Inst. Orat: کتاب خطابت مصنفہ کوانٹیلین کتاب ۵ باب ۱۲۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۲۲۔

[3] ملک بنام وایلی یا وہلی (R v. Wylie or Whiley) ۱۔ نیو رپورٹ ۹۲۔ کراؤن لا از لیج جلد ۲ صفحہ ۹۰۳۔ ملک بنام بال ۱۸۰۸ء کیمپبیل ۳۲۴۔ ۱۰ رسل و ریان ۲۹۵۔ ملک بنام گرین ۳

ایسے مقدمے میں بھی اطلاق دیا جائے گا جس میں یہ ثابت کر دیا گیا ہو کہ ملزم نے وہ فعل کیا ہے جس کا کہ اس پر الزام لگایا گیا تھا۔ اور صرف یہ سوال باقی رہ گیا ہو کہ کیا ارتکاب فعل کے وقت اس کو فعل کی کیفیت یا نوعیت سے آگاہی تھی[1]۔

دفعہ ۲۹۰ : لیکن یہ ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ پہلے تو یہ کہ اگر تمام متہمہ قراین کا ایک ہی ماخذ ہو تو وہ ایک دوسرے سے آزاد نہیں ہوتے ہیں۔ دنیز ایسی صورت میں قراین کی تعداد میں اضافہ ہونے سے مفروضہ زیادہ قرین قیاس نہیں ہو جاتا ہے[2]۔ ثانیاً جب متعدد قایم بالذات قراین ایک ہی نتیجے پر دلالت کرتے ہیں تو اس نتیجے کے حق ہونے کا امکان ان منفرد احتمالات کا مجموعہ نہیں ہوتا ہے بلکہ ان سب کا مرکب نتیجہ[3]۔ اور ثالثاً یہ کہ قراین کا جن سے یہ زنجیر بنتی ہے باہم متوافق ہونا ضروری ہے۔ یہ ایسا اصول ہے جو خود صاف ہے اور جس کی آیندہ بھی مثالیں دی جائیں گی[4]۔

دفعہ ۲۹۱ : لفظ "قیاس" کی اس کے وسیع اور نہایت جامع معنوں میں اس طرح تعریف کی جا سکتی ہے کہ وہ کسی مشکوک واقعے یا قضیے کی صداقت یا بطلان کے ثبوت یا تردید کا ایک نتیجہ ہے[5]۔ جو کسی ثابت شدہ یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ بکار گلٹن دکراؤن ریورٹس ۲۰۹۔ نیز دیکھئے ملک بنام جارڈن ۔ا۔ ڈنڈیلی کراؤن کیسس ۲۵۲ھ اور ملک بنام فائٹر ایضاً ۲۵۶ ۔

[1] ملک بنام ٹرانسس ۱۸۸۸ء لا رپورٹ ۔ کامن کیس ۱۲۸۔۱۳۱۔ لاجرنل مجسٹریٹ کیس ۹۷۔۱۰۰۔

[2] (Dei Delitti e delle Pene) مصنفہ بیکاریہ دفعہ ۔ شہادت از اسٹارکی جلد ا صفحہ ۱۰۹ طبع سوم ۸۵۱

[3] شہادت از اسٹارکی جلد ا صفحہ ۵۰ طبع سوم ایضاً ۵۰۳ طبع چہارم۔ شہادت از بوتھیے جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ ۔

[4] دیکھیے دفعات ۲۲۹ ۔ ۲۵۱ ۔

[5] "قیاس کچھ نہیں ہے بجز ایک نتیجے کے جو عقل سلیم کے مطابق ان واقعات سے جو معمولاً واقع ہوتے ہیں

یا تسلیم کردہ امر سے قرین احتمال حجت کے ذریعے نکالا جاتا ہے۔ لیکن علم اصول قانون میں اس وسیع معنی کے ساتھ اس کا شاذ و نادر ہی استعمال کیا جاتا ہے[1]۔ مثلاً "قیاسی شہادت" کے اس کے بھی یہاں ایک محدود قانونی معنی ہوگئے ہیں۔ اور اس سے مطلب ایک نتیجہ ہے۔ جس سے کوئی ایسا واقعہ ثابت یا اس کی تردید ہوتی ہے جس کو کوئی عدالت ایک قرین احتمال حجت کے ذریعے سے کسی دوسرے واقعے سے نکالتی ہے۔ اس دوسرے واقعے کی یا تو اس کو عدالتی اطلاع ہوتی یا وہ مقبلہ ہوتا یا وہ عدالت کے حسب اطمینان قانونی شہادت سے ثابت کیا جاتا ہے[2]۔ ص ۲۶۸

دفعہ ۳۰۰: لیکن انگریزی لفظ "(Presumtion) - یا لاطینی لفظ (Præsumptio) کو مقننوں اور قانون دانوں نے متعدد مختلف معانی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ یا ایسا تصور ہوتے ہیں نکالا جاتا ہے"۔ تعزیرات از تھیس بحوالہ ڈائجسٹ عنوان ۲۲ باب ۲ نوٹ ۱۔ "قیاس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ وہ ایک رائے ہے جو انسان کسی امر کی صحت کے متعلق کسی دوسرے امر سے بطور نتیجہ اخذ کرکے قایم کرتا ہے۔ یہ نتائج ان امور پر مبنی ہوتے ہیں جو عام طور پر اور معمولاً واقع ہوتے رہتے ہیں"۔ کتاب وجوبات مصنفہ پوتھیے "Pothier, Traite des Obligations". حصۂ چہارم باب ۳ دفعہ ۲ ذیلی دفعہ ۸۴۹۔ نیز دیکھیے کتاب شہادت از بائے دفعہ ۳۵ "کسی واقعے کا قیاس صحیح معنی میں اس واقعے کو دوسرے معلوم واقعات سے بطور نتیجہ اخذ کرنا ہوتا ہے۔ اور تمام مضامین میں علم انسانی کا اکثر حصہ اسی ماخذ سے حاصل ہوتا ہے۔ ان امور میں جو اعمال انسانی سے متعلق ہوتے ہیں ریاضی کے سے یقینی تجربات کی نہ ضرورت ہوتی ہے اور نہ ان کی توقع کی جاتی ہے"۔ از ابہ چیف جسٹس بمقدمہ ملک بنام برڈٹ ۱۸۱۷ء بارن وال واڈالفس ۹۵-۱۲۲ رسل ود یان ۵۲۹۔ "جب کسی واقعے کی موجودگی سے کسی دوسرے واقعے کا فرض کرلینا لازم اور قطعی ضروری ہوجاتا ہے تو "قیاس کا" لفظ جائز طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا" شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۶۲۲۔ نیز دیکھیے "فہم انسانی" از لاک کتاب ۴ باب ۱۴ دفعہ ۴۔

[1] دیکھیے پیچھے دفعات ۲۷۔ ۲۹۳۔

[2] قوانین روما از ڈڈا حصۂ اول کتاب ۴ عنوان ۹ مقدمہ دفعہ ۴۔ شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۶۲۲۔

میں استعمال کیا ہے۔ توجہ سے تحقیق کی جائے تو یہ سات پائے جائیں گے ۔
(۱) ابتدائی یا اصلی مفہوم جس کا پچھلے دفعہ میں ذکر کیا گیا ہے ۔
(۲) اس کے وہ محدود قانونی معنی جو وہاں بیان کئے گئے ۔
(۳) ایک عام حد جس میں ہر قسم کے قابل تردید قیاس داخل ہوتے ہیں یعنی قابل تردید قیاسات قانونی ۔ قوی قیاسات واقعاتی بخلوط قیاسات یا بلا واسطہ قیاسی شہادت کے مجموعے ۔ جس سے بار ثبوت فریق مخالف پر بدل جاتا ہے ۔ صرف اسی معنی میں یہ مشہور و معروف اصول کہ "قیاس کے قایم ہو جانے سے مخالف امر کو ثابت کرنا ہوتا ہے" صحیح ہے ۔ اور یہاں لارڈ چیف بیرن گلبرٹ کے الفاظ[1] پر توجہ کرنا ضروری ہے جو کہتے ہیں کہ رومی فقہا نے قیاس کی تعریف یہ کی ہے کہ "وہ اندازہ ہے جو یقینی علامات سے کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ جب اس کے خلاف شہادت پیش نہیں ہوتی ہے تو اس کو صحیح سمجھا جاتا ہے" یہ قول صحیح نہیں ہے یہ تعریف غالباً الکیاٹس و منوچیس (Alciatus and Menochius) کی ایسی ہی تعریف قیاس قانونی سے لی گئی ہے[2] ۔ لیکن وہ قطعی قیاس قانونی پر بھی کلیۃً ناقابل اطلاق ہے ۔ —— کیونکہ ان کی ماہیت ہی میں داخل ہے کہ جن امور کو وہ صحیح تسلیم کرتے ہیں ۔ ان کے خلاف کوئی شہادت پیش نہیں ہو سکتی —— اور ان قیاسات واقعاتی پر بھی جو بار ثبوت بدل دینے کے لیے بہت کمزور نا کافی ہوتے ہیں ۔ (۴) ایک ایسی عام حد کے معنی میں جو یقینی نتائج پر بھی قابل اطلاق ہوتی ہے اور مشروط پر بھی[3] ۔

---

[1] شہادت از گلبرٹ ۱۵۲ و ۱۵۱ ۔ طبع چہارم ۔

[2] الکیاٹس بر قیاسات ("Alciat de Praes.") حصہ سوم نوٹ ۱ ۔ منوچیس بر قیاسات (Menuch-de Praes.) کتاب ۱ مسئلہ ۸ ۔ نوٹ ۱ ۔

[3] منوچیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۳ و مسئلہ ۷ نوٹس ۲ و ۳ ۔ خصوصی قانون از ٹیٹیس (Titius, Jus Privat.) کتاب ۲ باب ۱۸ دفعہ ۲۴ و غیرہ شہادت از ٹارکی جلد ۳ صفحہ ۹۲۷ ۔ طبع سوم ۔

(۵) برخلاف اس کے قیاس کا لفظ ناقابل تردید قیاس کے لیے بھی محدود
کردیا گیا ہے[۱]۔ (۶) زعم۔ تکبر۔ کورچشمانہ و بلند آہنگانہ اعتماد یا غیر واجبی طور پر
فرض کرلینے کے عامیانہ معنی میں[۲]۔ (۷) لاطینی لفظ "قیاس" کے کم سے کم د ۲۶۶
ایک زمانے میں ایک دوسرے معنیٰ رہے ہیں۔ قوانین ہنری اول
۱۔ دفعہ ا۔ میں یہ جملہ تھا کہ "شاہی زمین یا مال پر مداخلت" جس میں
"پرے زمپٹیو" (Præsumptio) کا لفظ 'حملے' 'مداخلت' یا غصب
کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے[۳]۔ قیاس کے بعض دوسرے معانی
شہادت مصنفۂ مارکارڈس (Mascard. de Prob.) سوال (۱۰) اور
اسٹروویس (Struvius) کی کتاب "مجموعۂ قانون روما (Syntag. jur. Civ.)
منتخبہ ۲۸۔ دفعہ ۱۵ پر ملر (Müller) کی نوٹ (الف) میں ملیں گے۔
ایک ہی لفظ کے اتنے بہت معانی ہونے کی وجہ سے جو پریشانی لازمی
طور پر ہوتی ہے۔ اور عدالتی قیاسات کے مضمون کی قدرتی دشواری

---

[۱] گراؤنڈس اینڈ رڈیمنٹس آف لا "Grounds & Rudiments of Law." صفحہ
۱۸۶۔ طبع دوم۔ اصول متعارفۂ قانون از برانچ (Branch Maxims) صفحہ ۱۰۷۔ طبع پنجم۔
اور اصول متعارفہ از ہالکرسٹن (Halkerston's Maxims) صفحہ ۱۰۷۔

[۲] ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ باب ۲۶۔ ٹیلٹن رپورٹس ۲۲۷۔ کک بر لٹلٹن مطبوعہ ہارگریف ۱۵۵۔
ب۔ لاطینی لفظ "پرے زمپٹیو" کو براکٹن نے اسی معنی میں اکثر استعمال کیا ہے۔ (دیکھئے صفحہ
۱۔ ب۔ دفعات ۷ و ۱۴۴ الف دفعہ ۵۔ ۲۲۱ ب دفعہ ۲۔) اسی طرح ردی دکلیمالی فقہا نے
بھی کیا ہے۔ شہادت از مارکارڈس مسئلہ ۱۰ نوٹس ۱۔ ۵۔ ۶ الکیاش بر ثبوت حصۂ دوم
نوٹ ۱۔ وغیرہ نیز دیکھئے نمونہ حکمنامۂ امن۔ کنٹری جسٹس از ڈالٹن۔ ۱۶ و ۱۸۔ جسٹس آف دی پیس از آرچ بولڈ
(Archbold Jastice of the Peace)

[۳] دیکھئے دی اینشنٹ لاز اینڈ انسٹیٹیوٹس آف انگلینڈ (The Ancient Laws & Institutes of England.) ۱۸۴۰ء جلد ۱ صفحہ ۵۱۹۔ نوٹ ب و شرح۔

اور عظیم اہمیت الکیاٹس[1] کے اس قول کو بالکل جائز کر دیتے ہیں کہ " یہ نہایت ہی مفید امر ہے جس سے روزانہ سابقہ پڑتا ہے لیکن جو عام طور پر الجھا ہوا اور پیچیدہ ہے۔"

دفعہ ۳۰۱: آگے بڑھنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بعض ان الفاظ کی طرف اشارہ کریں جن کو رومی و کلیسائی فقہا ثبوت کے مختلف اقسام اور ان سے پیدا شدہ مختلف مدارج کے یقین کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور جو گو اب بڑی حد تک متروک ہو گئے ہیں لیکن توجہ کے غیر مستحق نہیں ہیں۔ یہ الفاظ حسب ذیل ہیں "دلیل"[عہ] "علامت"[عہ] "نشان"[سہ] "خیال"[صہ] "شبہہ" "تائید"[ے]۔ "دلیل" سے مراد بالواسطہ شہادت سے مستنبط شدہ ہر قسم کے نتیجے سے تھی چاہے اس کی نوعیت قطعی ہو یا قیاسی۔ "علامت" فرانسیسی قانون میں بھی اسی کا مشتق مستعمل ہے ــــ سے جو مراد لی جاتی تھی۔ اس کی مثال ہمارے نظام کی قرائنی شہادت کی وہ قسم ہوگی جو صرف قیاسی ہوتی ہے۔ یہ لفظ زیادہ تر نتیجے کے بجائے اس واقعے کو ظاہر کرنے استعمال ہوتا تھا جس سے کہ نتیجہ نکلتا ہے۔ اسی عنوان کے تحت مال مسروقہ کے جدید قبضے۔ مقام واردات جرم سے قربت زندگی و حالات کے یکایک تغیر[2] وغیرہ کو شمار کیا جاتا تھا۔ "نشان"[3] سے مراد وہ بالواسطہ شہادت

[1] الکیاٹس برقیاسات حصہ اول نوٹ ۱۔ عہ argumentum عہ Indicium سہ Signum صہ Conjectura ے Suspicio ے adminiculum)۔

[2] دیکھئے تعزیرات ماتھیس بر کتاب ۴۸ ڈائجسٹ عنوان ۱۵۔ باب ۲ نوٹ ۱۔ اور علم اصول قانون معاہدہ مصنفہ رینیس کتاب ۴۔ باب ۲۵ و ۲۶۔

[3] شہادت مصنفہ ماسکارڈس کتاب اسلوہ اسوجیس بر ثبوت کتاب اسٹرے۔ انسائیکلو پیڈیا میتھوڈیک عنوان جو ریسپروڈنس مضمون انڈیسیس Encyclopedic Methodi-que, tit Jurisprudence. Art. Indices.) کتاب شہادت از بانٹے دفعات ۴ و ۲۶۳۔

ہوتی تھی جس کا حو اس کو شعور ہوتا ہے۔ مثلاً اس شخص کے لباس پر خون کے دھبے جس پر قاتل ہونے کا شبہہ ہو۔ کسی جرم کا الزام لگانے پر دہشت وخوف کے علامات[۱]۔ ''خیال'' و ''شبہے'' سے زیادہ تر مراد ثبوت کے طریقوں سے نہیں بلکہ اس ظن سے تھی جو شہادت سے ذہن میں پیدا ہوتا ہے۔ اول الذکر کی ابھی تعریف کی گئی ہے کہ ''وہ صداقت کی نہیں لیکن معقول علامت ہوتا ہے۔ جس کو عقلا کی رائے بے نقاب کردیتی ہے[۲]'' یا وہ اعتبار کا بہت ہی کم درجہ ہوتا ہے جو اتنی کمزور یا بعید شہادت سے پیدا ہوتا ہے جس سے یقین بلکہ گمان بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ علامتی شہادت ہی کی حیثیت سے انگریزی قانون میں اس کی کوئی جگہ ہے[۳]۔ ''شبہہ'' ایک زیادہ قوی لفظ ہے ''ایسا خیال جو دوسرے سے پیدا ہوتا ہے کمزور نہیں ہوتا[۴]'' — مثلاً کوئی شخص مسمی اے۔ بی (.A. B) مقتول پایا جاتا ہے۔ سی۔ ڈی (.C. D) ایک بُرے چال چلن کا شخص ہے۔ جس کو اس کی موت میں دلچسپی یا غرض ہے۔ اس سے 'خیال' ہوسکتا ہے کہ وہی قاتل ہے۔ لیکن اگر اس میں اس امر کا بھی اضافہ ہو کہ قتل سے کچھ پہلے وہ اس مقام پر پایا گیا تھا جہاں سے کہ نعش برآمد ہوئی تھی تو اس کے جرم کے متعلق خیال شبہے کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ ''تائید'' سے مراد کوئی بھی شہادت ہے جو بنفسہٖ بیکار رہتی ہے۔ لیکن دوسری شہادت کی تائید بطور کارآمد ہوتی ہے[۵]۔ یہ فرق ہمیں نزاکتیں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن بہت سے

دفعہ ۲۷

۱ Inst. orat. کوانٹلین کتاب ۵ باب ۹۔ منوجیس بر ثبوت کتاب ۱ مسئلہ ۱۔ نوٹس ۳۱ تا ۳۷۔

۲ شہادت از ماسکارڈس مسئلہ ۱۴۔ نوٹ ۱۴۔

۳ دیکھو پیچھے دفعہ ۹۲۔

۴ منوجیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۸۔ نوٹ ۴۱۔

۵ ایضاً، نوٹس ۵۷، ۵۸، ۵۹۔

وجوہات کی بنا پر جن نظامات میں یہ پائے جاتے ہیں۔ ان میں تو
سے خالی نہیں ہیں۔ تمام سوالات قانونی و واقعاتی کا تصفیہ ایک
جج کے ذمے ہوتا تھا جس کے اختیار پر بہت ہی کم قیود ہوتے
ان میں سے ایک قید یہ تھی کہ ملزم کو جب تک اس کے خلا
ایک خاص مقدار میں شہادت نہ ہو اذیت نہیں پہنچائی
تھی[۱]۔ اس اہم مضمون پر ہم ترتیب ذیل میں غور کریں گے:۔

(۱) قیاسی شہادت۔ قیاسات عام طور پر اور مفروضات

(۲) قیاسات قانونی و واقعاتی۔ اور قانون و واقعات
مخلوط قیاسات جو عملدرآمد میں معمولاً پائے جاتے ہیں

(۳) قیاسات و قیاسی شہادت تعزیرات میں۔

فصل اوّل

قیاسی شہادت۔ قیاسات عام طور پر اور مفروضات قانونی

دفعہ ۳۰۳: یہ بات صاف ہے کہ قیاسی شہادت اور رد
جو اس سے پیدا ہوتا ہے اپنی شہادتی وقعت کے لیے قانو
کے رہین منت نہیں ہیں۔ ایک واقعے کا دوسرے واقعے
نکالتے وقت (یہ فرض کرتے ہوئے کہ نتیجہ صحیح نکالا گیا ہے) عدال

---

[۱] فرامین پاپائی مصنفہ گریشین (Decret. Gretian.) کتاب ۵ عنوان ۴۱ ۔باب
بر شہادت باب ۲ نوٹ ۵۔

زیادہ کچھ نہیں کرتی ہیں کہ تہدید قانون کے تحت اسی طرح تعقل کرتی
ہیں۔ جس طرح کہ کسی ذہین آدمی کا ذہن ایسے ہی حالات میں خود
اپنے طور پر کرتا۔ اور جن کی قوت کلیتہً فطرت کے طریقے۔ ذہن انسانی ص ۲۷۱
کی ساخت۔ انسانی عمل کے سوتوں اور معاشرے کے رواجات وعادات کے
تجربے ومشاہدے پر موقوف ہوتی ہے[۱]۔ ایسے تمام نتائج کو ہمارے
قانون داں "قیاسات واقعاتی" یا قدرتی قیاسات کہتے ہیں۔ اور
رومی فقہا اس کو "قیاسات انسانی"[۲] کہتے ہیں۔ تاکہ ان کو دوسرے فنی قسم
کے قیاسات سے جو کم وبیش علم اصول قانون کے ہر نظام میں پائے جاتے
ہیں۔ اور "قیاسات قانونی" یا "قانونی قیاسات"[۳] کہلاتے ہیں فرق کیا جا سکے
ان دو اقسام میں ایک تیسری قسم کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ جس کو ایک حد تک
دونوں کے ہم ماہیت ہونے کی وجہ سے "مخلوط قیاسات" یا "قیاسات
مخلوط" یا قانون و واقعات کے "مخلوط قیاسات" کہہ سکتے ہیں۔ اور — چونکہ
قیاسات واقعاتی۔ تعداد میں غیر محدود اور اپنی ماہیت کے لحاظ سے[۴] علم
قانون کے اپنے موضوع نہیں ہوتے ہیں۔ جتنے کہ قیاسات قانونی — ہمارا
قصد ہے کہ مثل شہادت کے دوسرے مصنفوں کے موخر الذکر اور اس کے
ہمجنس مضمون مفروضات قانونی سے پہلے بحث کریں۔ اس کے بعد ہم اول الذکر
اور مخلوط قیاسات کی بحث چھیڑیں گے اور یہ فصل متضاد قیاسات کے ایک مختصر ذکر پر ختم ہوگی۔

---

[۱] "کینے سے قتل کرنے کا قیاس جو مہلک ہتھیار کے استعمال کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور کسی جانور کی آبی عادتوں کا قیاس جو
اس کے پاؤں پر جالے ہونے سے ہوتا ہے۔ ایک ہی فلسفے سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرق صرف تمثیل کا ہے۔ اطلاق کے
اصول کا نہیں ہے" شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱۔ دفعہ ۱۴۔ طبع شانزدہم۔
[۲] لیکن "ثبوت قطعی" مصنفہ ماسکارڈس صفحہ ۱۲۲۶۔ میں ماسکارڈس نے قدرتی قیاس کے لفظ کو ان قیاسات
تک محدود کیا ہے جو فطرت کے معمولی طریقے سے مستنبط کئے جاتے ہیں"۔
[۳] دیکھئے مقدمہ دفعات ۳۲ و ۳۳۔
[۴] شہادت مصنفہ فلپس و ایامس، ۴۵۷۔

ذیلی فصل (۱)

قیاسات قانونی۔ اور مفروضات قانونی

دفعہ ۳۰۴: قیاسات قانونی یا جیسا کہ ان کو "ارادات قانونی" بھی کہتے ہیں۔ اور جن کو رومی فقہا "قیاسات یا موافق قانونی" کہتے تھے۔ قانون عمومی یا قانون موضوعہ کے مقرر کردہ نتائج یا موافق ہیں۔ اور جیسا کہ اس کتاب کے ص ۲۰۲

مقدمے[1] میں بتلایا گیا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر جن کا دہرانا غیر ضروری ہے وہ ہر باقاعدہ نظام علم اصول قانون کے لیے ناگزیر ہوتے ہیں۔ وہ قیاسات واقعاتی اور مخلوط قیاسات سے دونہایت اہم امور میں مختلف ہوتے ہیں۔(۱) موخرالذکر میں نتیجہ نکالنے کا کم و بیش اختیار تمیزی عدالتوں کو دیا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے زیر غور قیاسات میں جب کبھی وہ واقعات ہوتے ہیں۔ جن کو قانون نتیجہ اخذ کرنے کی اساس تصور کرتا ہے۔ وہ حکمی طور پر حکم دیتا ہے کہ فلاں نتیجہ نکالا جائے[2]۔ اسی لیے اگر کوئی جج جوری کو کسی قیاس قانونی کے خلاف ہدایت کرے تو قانون عمومی کی رو سے استحقاقاً مقدمے کی ازسر نو سماعت ہوسکتی تھی۔ اور اگر کوئی جوری یا یکے بعد دیگرے کئی جوریاں بھی کسی ایسے قیاس کا لحاظ نہ کریں تو گو یہ کتنے ہی مرتبہ ہو مقدمے کی سماعت استحقاقاً ازسر نو ہوسکتی تھی[3] لیکن جب کسی اور نوع کے قیاس کو نظر انداز کیا جاتا یا اس سے قطع نظر کی جاتی ہے تو مقدمے کی دوبارہ سماعت کی منظوری ہمیشہ عدالت کی صوابدید پر منحصر ہوتی تھی جو اس امر پر اتنی ہی کم یا زیادہ فیاضی سے کام لیں گے جتنا کہ قیاس قوی یا کمزور ہوگا۔ ۲۔ (اور اسی خصوص میں مختلف اقسام کے قیاسات

---

[1] مقدمہ دفعات ۲۴ و ۲۴۔

[2] لفظ نتیجہ Inference کے اس استعمال پر جس کو آسٹن (Austin) و اسٹیفن نے بھی اختیار کیا ہے پروفیسر تھے یر (Prof Thayer نے سخت تنقید کی ہے اور بتلایا ہے کہ نتیجہ نکالنا صرف منطق ہی کا وظیفہ ہے اور یہ کہ جبری نتیجہ نکالنا تناقض لفظی ہے۔ (ابتدائی کتاب شہادت صفحات ۳۱۴۔ ۳۱۵۔۳۱۷) اس تنقید کو سر فریڈرک پالک (ء) لاکوارٹرلی ریویو (Law Quarterley Review صفحہ ۵۲۔ اور فیپن نے شہادت طبع ششم صفحہ ۳ ھ میں پسند کیا ہے۔

[3] شہادت مصنفہ ٹیلر دسواں پاس صفحات ۲۹ و ۴۳۔ ۴۶۵۔ ہیر بنام اوربس ہتام ولسن سنہ ۱۸۲۹ء ۹ بارنوال وکرسول ۴۳ ۶۔ ۲۳ رسل و ریان ۲۰۴۔ ٹنڈل بنام براؤن سنہ ۱۷۸۵ء۔ ۱ ٹائمز لا رپورٹ ۱۲۷۔

میں فرق نہایت نمایاں ہے) چونکہ قیاسات قانونی دراصل اصل قانون اور خود قانون کا جزو ہیں۔ اسی لیے عدالت جب کبھی مطلوبہ واقعات اس کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ نتیجہ نکال سکتی ہے[1]۔ برخلاف اس کے دوسرے قیاسات میں چاہے وہ کتنے ہی صاف و علانیہ ہوں چونکہ واقعات سے نتائج نکالے جاتے ہیں قانون عمومی میں جوری کی مدد بغیر نتائج نہیں نکالے جا سکتے تھے۔

دفعہ ۳۰۵: قیاسات قانونی کے وجوہات مختلف ہیں۔ ان میں سے بعض تو محض قدرتی قیاسات ہیں جن کو قانون تسلیم کرتا اور نافذ کرتا ہے مثلاً یہ قانونی اصول کہ ہر شخص کے متعلق قیاس کر لیا جائے کہ اس نے اپنے فعل کے قدرتی نتائج کا ارادہ کیا تھا۔ اور اسی لیے وہ شخص جس نے کسی عمارت کو آگ لگائی ہو اس کے مالک کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا تھا[2]۔ اور جو شخص دوسرے کو زہر دے یا بھرے ہوئے اسلحہ اس پر چلائے۔ اس کی موت یا ضرر جسمانی کا ارادہ رکھتا تھا ــــ محض قانون
بطور ایک ایسے اصول کو قائم کرتا ہے جس سے عقل انسانی فوراً اتفاق صـ ۴۷۳
کر لیتی ہے۔ لیکن اکثر زیر بحث قیاسات میں نتیجے کو عقل جزءً ہی پسند کرتی ہے ــــ کیونکہ قانون مصلحۃً ان واقعات کو جن سے وہ پیدا ہوتا ہے۔ ان کے قدرتی رجحان سے بڑھ کر تعین پیدا کرنے کا ایک مصنوعی اثر دیتا ہے۔ مثلاً رقم کی دستخطی و مہری رسید سے قدرتی طور پر ادائی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۱۷۱ رسل دریان جلد ا صـ ۱۷، قواعد عالیہ عدالت حکم ۳۹ قاعدہ ۶ کے تحت ایسی صورت میں دوبارہ سماعت نہیں کی جائے گی۔ جب تک عدالت کی رائے میں اس بجز غلط ہدایت سے مقدمے کی سماعت میں کوئی اہم خلاف قانون فعل یا نا انصافی نہ ہوئی ہو۔

[1] پلیڈنگس از اسٹیفن ۳۹۱-۳۹۲۔ طبع پنجم۔ پلیڈنگس از چیٹی جلد ا صفحہ ۱۲ طبع ششم۔

[2] ملک بنام شیپرڈ۔ رسل دریان ۱۶۹۔ ملک بنام فارنگٹن ایضاً صفحہ ۲۰۷۔ ملک بنام میڈ ۱۹۰۹ء ۲

کا قیاس پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس سے ادائی لازماً ثابت نہیں ہوتی۔ اور اس رسید کو قطعی اثر دینا قانون کا پیدا کردہ ہوتا ہے[1]۔ اسی طرح وہ اصول جس کی رو سے اس شخص کے متعلق جس نے کسی دوسرے کو قتل کر دیا ہو۔ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ اس نے اس کو کینے سے قتل کیا ہے کچھ قدرتی نصفت اور کچھ مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔ ان میں ایک تیسری قسم کا بھی اضافہ کیجئے۔ جس میں مصلحت قانونی کے اصول کو اتنی وسعت دی گئی ہے اور ایسے نتائج قایم کر دیے گئے ہیں جو عقل میں نہیں آتے۔ بلکہ شاید عقل کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً جب قانون ان بنفسہ بڑے جرایم کی بھی سزا اس مفروضے کی بنا پر دیتا ہے کہ مملکت کے تمام اشخاص چاہے وہ اصلی باشندے ہوں کہ غیر ملکی قانون عمومی اور تمام قانون موضوعہ سے واقف ہوتے ہیں تو علانیہ وہ ایک ایسے امر کو فرض کر لیتا ہے جس کا قطعاً کوئی وجود نہیں ہوتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہ ظالمانہ اصول نہایت حکیمانہ مصلحت کی رو سے ضروری ہو۔

دفعہ ۳۰۶ : قیاسات قانونی میں ایک ہی نہایت اہم فرق ہے وہ یہ کہ بعض مطلق و قطعی ہوتے ہیں اور ان کو قانون عمومی کے فقہا ناقابل تردید قیاسات اور رومی فقہا قطعی قیاسات قانونی کہتے ہیں۔ اور بعض دوسرے مشروط۔ غیر قطعی و قابل تردید ہوتے ہیں۔ اور ان کو رومی فقہا سادہ قیاسات قانونی یا صرف قیاسات کہتے ہیں رومی فقہا نے اول الذکر کی نہایت صحت کے ساتھ تعریف کی ہے کہ قیاس قانونی ”وہ طریقہ ہے جس میں قانون کسی امر کو فرض کر لیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ انگلس بنچ ۵۰۹۔ دیکھو نیچے دفعہ ۳۴۴۔

[1] شہادت از گلبرٹ ۱۵۸ طبع چہارم۔

اور قیاس سے آگے بڑھ کر اس کو قایم قرار دیتا ہے۔" وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "قیاس کو قانونی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ قانون کا قایم کردہ ہوتا ہے۔ اور قطعی اس لیے کہ اس سے آگے بڑھ کر وہ اس کو ثابت قرار دیتا اور صحیح تصور کرتا ہے۔[1] مختصر یہ کہ وہ ایسے نتائج ہوتے ہیں کہ قانون ان کو ایسے حکمی طور پر نکالتا ہے کہ کسی تردیدی شہادت سے گو وہ کتنی ہی قوی ہو ان کی تردید نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً جب کسی مقدمے کا ایک مرتبہ کسی آخری و مجاز عدالت میں باضابطہ فیصلہ ہو جائے تو وہ اب امر فیصل شدہ ہو جاتا ہے۔ اور انھیں فریقین کے درمیان بعد کی کارروائیوں
میں اس فیصلے کو غلط ثابت کرنے کوئی شہادت قبول نہیں کی جائے گی[2] ص ۴۰۱
سات سال سے کمسن بچے کے متعلق نہ صرف یہی قیاس کیا جاتا ہے کہ اس سے جرم سنگین سرزد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کینے و ارادے کی صاف سے صاف شہادت سے بھی اس کی تردید کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔[3] اسی طرح کسی دستاویز قرض یا تمسک کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اس کی تکمیل اخلاقی بدل کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اور اس کے خلاف کوئی شہادت منظور نہیں ہوتی ہے[4] بجز اس کے کہ اس دستاویز پر فریب کا اعتراض کیا جائے[5]۔ دستخطی و مہری رسید ادائی رقم کی قطعی شہادت ہوتی ہے[6]۔ اور

[1] الکیانس بر قیاسات حصہ دوم نوٹ ۳۔ سوبییں بر قیاسات کتاب ۱۔ مسئلہ ۳ نوٹ ۱۷۔ 'وجوہات' از پوتھیے دفعہ ۷۰۰۔

[2] پیچھے دفعات ۵۸۵ تا ۵۹۵۔

[3] کیس آف دی کراؤن از ہیل ۲۷-۲۸۔ شرح مات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۳۔

[4] پلوڈن ۳۰۸-۳۰۹۔ شہادت از اشارکی جلد ۲ صفحہ ۳۰۹ طبع سوم۔ ایضاً ۲۷ طبع چہارم لیکن دیکھیے نوٹ ۶ نیچے۔

[5] اشارکی حوالۂ مذکورہ دیکھیے پیچھے دفعات ۲۲۵-۲۲۷۔

[6] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۰۸۔ طبع چہارم [اس بیان اور آخری جملے کے بیان دونوں میں آج کل کے قانون کی رو سے تھوڑی سی ترمیم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دستاویزات مہری میں جن رسید کا

قدیم جاگیری حیثیتوں کے زمانے میں یہ ایک ناقابل تردید قیاس قانونی تھا کہ اکیس سال سے کمسن شخص نایٹ سروس (Knight Service) کو انجام نہیں دے سکتا تھا۔[1]

دفعہ ۳۰۷: یہ قطعی قیاساتِ قانونی ہماری قانونی تاریخ کے دوران میں بہت کچھ بدلے ہیں۔ بعض قیاسات جو قدیم زمانے میں ناقابل تردید سمجھے جاتے تھے۔ بعد کے ججوں کی رائے کے مطابق زیادہ وسیع تجربے پر عمل کرتے ہوئے یا تو محض قیاسات قانونی قرار دے دیے گئے ہیں۔ یا صرف قیاسات واقعاتی جن کا کرنا جوری کی صوابدید پر منحصر ہوتا ہے۔[2] فی الجملہ انصاف کی جدید عدالتیں قیاسات کو ناقابل تردید تسلیم کرنے میں تامل کرتی ہیں۔ اور ان کا رجحان ان کی تعداد کو گھٹانے کا ہے۔ بڑھانے کا نہیں ہے۔ کسی فریق کو ایک جابرانہ اصول کی بنا پر ایسی شہادت کے پیش کرنے سے باز رکھنا جو اگر منظور کی جاتی تو فیصلہ مجبوراً اس کے حق میں ہوتا ایک ایسا فعل ہے جو صاف مصلحت و حکیمانہ تدبر ہی کی بنا پر جائز ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے بعض قیاسات کو مصلحت و تدبر سے کوئی تعلق ہونا پایا نہیں جاتا۔

دفعہ ۳۰۸: لیکن قطعی قیاسات قانونی بھی اپنے فواید سے خالی نہیں جب ان کو جائز حدود میں رکھا جائے تو عدل گستری پر ان کا اثر بہت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ذکر ہوتا ہے وہ قطعی ترین ہوتے ہیں۔ باستثنا ان منتقل الیہم کے جنھوں نے حیثیت کو بغیر رسید کی اطلاع اور دستاویز پر بھروسا کر کے لیا ہو۔ بکرٹن بنام واکر ۳۱ چانسری ڈیویژن صفحہ ۱۵۳۔ نیز تفصیل شہادت مصنفہ ٹیلر طبع ششم ۵۷۷۔ ۵۸۶۔ ۵۸۹۔ میں دیکھئے)۔

[1] لٹلٹن دفعہ ۱۰۳۔ کک برلٹلٹن صفحہ ۷۰ ب۔

[2] شہادت مصنفہ فلپس و ایماس صفحہ ۴۶۰۔ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۴۶۹ طبع دہم۔

مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ ان سے پریشان کن مقدمہ بازی کی راہ میں روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ اور جہاں ایسی اور ایسے سے بالا شہادت نہیں ہوتی ہے۔ تحقیقات مسدود کردی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے مفید ترین قیاسات میں اس اصول کو بھی سمجھنا چاہئے جو امر فیصل شدہ کے اقتدار کو قایم رکھتا ہے۔ اور جوری کے فیصلوں کی تائید میں عدالتوں کے احکام۔ اور نظریے امر مانع تقریر مخالف (جیسی کہ اس کی عصر جدید میں توضیح کی گئی ہے) کا شمار بھی انھیں مفید قیاسات میں ہوتا ہے۔ ص ۲۷

دفعہ ۳۰۹: "مفروضات قانونی"۔ ناقابل تردید قیاسات قانونی

سے بہت قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ "مفروضے میں خلاف واقعہ کسی امر کو فرض کیا جاتا ہے۔ اس امر کا وجود گو ممکن ہوتا ہے۔ لیکن دراصل ہوتا نہیں ہے۔ اور فرض کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس سے اغراض انصاف پورے ہوتے ہیں[۵]" بالفاظ دیگر اس میں قانون کسی امر کو جو غلط لیکن ناممکن نہیں ہوتا ہے بطور واقعہ تسلیم کرلیتا۔ اور اس کی تردید کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ مفروضات قانونی اور قطعی قیاسات قانونی میں فرق یہ ہے کہ موخر الذکر حکمی نتائج ہوتے ہیں جو ممکن ہیں کہ صحیح یا غیر صحیح ہوں۔ لیکن مفروضات قانونی میں مفروضہ واقعے کے غلط ہونے کا اعتراف واقبال ہوتا ہے[۲]۔ مفروضہ اس امر کے متعلق ہوتا ہے جو یقیناً غلط ہوتا

[۱] گوتھوفرڈ (Gothofred.Not.) نوٹ ۳۔ بر کتاب ۲۲۔ ڈائجسٹ عنوان ۳۔ پرنسپیا جورس مصنفہ ویسٹن برگس (Westenberguis, Principia juris) بر کتاب ۲۲۔ ڈائجسٹ عنوان ۳ دفعہ ۲۰۔ مواقف قانونی از میو بیرس بر کتاب ۲۲ ڈائجسٹ عنوان ۳ نوٹ ۲۵۔ متوجیس بر قیاسات کتاب اسئلہ ۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۴۳ نوٹ ب نیز دیکھو ۲ رول ۲۰۵۔ اور پامر رپورٹس ۳۵۴۔

[۲] مقدمۂ قانون روما از میو بیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۔ (Voet ad Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۹۔ الکیاٹس بر قیاسات حصۂ اول نوٹ ۴۔

ہے۔ قیاس اس امر کے متعلق جس کا یقیناً صحیح ہونا معلوم نہیں[۱]۔ مثلاً یہ قطعی قیاس قانونی کہ سات سال سے کمسن بچے جرائم سنگین کے اغراض کے لیے مجرمانہ ارادہ رکھنے کے ناقابل ہوتے ہیں[۲]۔ غالباً عام طور پر صحیح ہے۔ گو خاص صورتوں میں غلط ہوتا ہے۔ لیکن جب وسٹ منسٹر (Westminster) کی عدالتوں کو اختیار سماعت دینے کے لیے قانون کسی معاہدے کو جو دراصل سمندر پر کیا جاتا تھا۔ انگلستان کے کسی حصے میں کیا گیا تصور کرتا تھا تو یہ مفروضہ علانیہ غلط ہوتا تھا۔ اور لفظ کے پورے معنی میں مفروضہ تھا۔

دفعہ ۳۱۰: جیسا کہ مسٹر جسٹس بلاکسٹن (Mr. Jastice Blackstone) نے کہا ہے[۳]۔ کہ مفروضاتِ قانونی گو پہلے پہلے ناپسندیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن غور کرنے پر نہایت ہی مفید و کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن مثل مصنوعی قیاسات کے ان کے بھی بیجا استعمال اور خرابیاں ہیں۔ کیونکہ بعض وقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کسی ملک کے علم اصول قانون میں کافی وجہ بغیر داخل کئے جاتے ہیں۔ یا اس میں ان کے افادے کے ختم ہوجانے کے بعد بھی باقی رکھے جاتے ہیں۔ رومی فقہا کہتے ہیں کہ ان کو اس لئے ایجاد کیا گیا ہے کہ "قانون کی نزاکتوں میں نصفت و عقل کو بھی شامل کریں[۴]" اور یہ قانون عمومی کا بہت ہی مشہور اصول ہے

ص ۲۷۶ کہ "مفروضاتِ قانونی میں ہمیشہ نصفت ہوتی ہے[۵]" اور اسی اصول کے

---

[۱] گوتھوفرڈ نوٹ ۳۔ بہ کتاب ۲۲ ڈائجسٹ عنوان ۳۔

[۲] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ صفحہ ۲۷ تا ۲۸۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۳۔

[۳] ایضاً بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۱۰۷۔ انسٹیٹوٹ کتاب ۴ صفحہ ۱۳۴۔

[۴] ایضاً بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۴۳۔

[۵] Vœt ad Pand! کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۹۔

[۶] شرحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۴۳ کک بر لٹلٹن صفحہ ۱۵۰۔ الف۔ ۱۰ کک صفحہ ۴۰۔ الف ۱۱۔ کک ۵۱ الف

بہ نظر ذیل کے دو قاعدے وضع کئے گئے ہیں۔

دفعہ ۳۱۱ : اولاً یہ کہ مفروضات صرف ضرورۃً ہی بنائے جائیں[1]۔

اسی لیے اس کی کبھی اجازت نہیں دینی چاہئے کہ ان سے کسی معصوم شخص کو ضرر یا نقصان پہنچے[2]۔ مفروضات قانونی کا عمل مضر یا نقصان رساں نہیں ہوتا ہے[3]۔ مثلاً جب کوئی شخص جو کسی اراضی کا پٹہ دار قابض ہوتا ہے نکاح کرتا ہے۔ اور پٹے کو کسی دوسرے کو منتقل کرتا ہے جو منتقل کنندہ اور اس کی بیوی اور ورثا کو لگان سے کچھ سالیانہ عطا کرتا ہے۔ منتقل کنندہ فوت ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بیوی نصف اراضی معاوضۂ مہر میں بربنائے رواج حاصل کر لیتی ہے ——— تو وہ صرف نصف لگان کے لیے ضبطی لا سکتی ہے۔ کیونکہ گو مفروضۂ قانونی کی رو سے اس کا حق مہر لگان سے بالا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس مفروضے پر اس حد تک عمل ہونے دیا جائے کہ وہ پورے لگان کے لیے ضبطی لا سکے تو اس سے ایک تیسرے شخص کو نقصان پہنچے گا۔ جس کی قانون اجازت نہیں دیتا ہے[3]۔ اسی طرح کامن کوری (Common Recovery) کی نالش اراضی میں ضامن مفروضۂ قانونی کی وجہ سے اس حد تک اسامی اراضی سمجھا جاتا تھا کہ وہ دعویدار سے مقدمے کا سمجھوتہ کر سکتا یا اس کے سمجھوتے یا بری کرنے کو قبول کر سکتا تھا۔ تاہم چونکہ ضامن کو اراضی میں دراصل کوئی حقیت نہیں ہوتی تھی اس لیے اگر وہ کسی غیر سے سمجھوتہ کرتا یا کوئی غیر شخص اس سے اس اراضی کی بابت

---

[1] ۳ کک۔ ۳۰ الف مقدمۂ ٹیلر و بیکر۔

[2] ایضاً ۲۲۔ ۱۱ کک ۵۱ الف۔ ۳ کک ۱۲ الف۔

[3] پامر رپورٹس (Palmer Rep.) ۳۵۲۔ نیز دیکھو ۳ کک ۳۶۔ الف ۲ رول ۵۰۲۔ ۱۹ کیمپل ۴۵۔

[4] کک برٹلٹن صفحہ ۱۵۰۔ الف۔

سمجھوتہ کرتا تو یہ معاملات باطل ہوتے تھے[1]۔

دفعہ ۳۱۲۔ ثانیاً یہ کہ یہ ایک اصول سمجھا جاتا تھا کہ جس امر کو فرض کیا جائے وہ ممکن ہونا چاہیے[2]۔ "قانون غیر ممکن امر کو فرض نہیں کرتا ہے[3]"۔ "قانون ناممکن امر کا تصور نہیں کرتا ہے[4]"۔ "کسی ناممکن امر کا قیاس نہیں ص ۲۷۷
کیا جانا چاہیے[5]"۔ مثلاً ہیوبیرس (Haberus) کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص وصیت کے ذریعے سے کوئی جائداد اس شرط پر چھوڑتا ہے کہ موصی لہ کوئی فعل موصی کی وفات سے ایک معینہ وقت کے اندر کرے تو

---

[1] گک برشلش صفحہ ۲۹ ب ۴ گک ۲۹ ب۔

[2] مقدمۂ قانون روما مصنفۂ ہیوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۲: "الکیاش برقیاسات" حصۂ اول نوٹ ۵۔ اصول قانون کلیسائی مصنفۂ ڈیوٹس کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ ۲۸ نوٹ ۲۔ طبع پنجم۔ "یہ مفروضات قانونی کسی ممکن امر کے متعلق ہوتے ہیں ناممکن امر کے متعلق نہیں کیونکہ قانون فطرت کی نقل کرتا ہے" از ڈاڈریج جسٹس (Doddridge, J.) بمقدمۂ شیفیلڈ بنام راٹکلف ۲ رول ۱۰۵۔ اس اصول کے وجود سے انکار کیا گیا ہے۔ خصوصاً ٹیس نے انکار کیا ہے (خصوصی قانون وغیرہ کتاب ۱ باب ۹ دفعات ۱۳۱) جو عام طور پر مفروضات کے متعلق کہتے ہیں کہ "مفروضات کے پرکل آلات نہ صرف غیر ضروری ہیں بلکہ بیکار اور لغو بھی ہیں" اور وہ ان ناممکنات کی مثالیں "بطور جن کو قانون نے ممکن تصور کیا ہے" شہنشاہ لیو (Leo) کے ۱۶ ویں فرمان کا ذکر کرتے ہیں جس کا عنوان تھا کہ مخنث بھی متبنیٰ لے سکتے ہیں۔ اور یہ واقعہ کہ جنین کے متعلق بہت سے حقوق کے لیے تصور کر لیا جاتا ہے کہ وہ پیدا ہو چکا ہے لیکن موخر الذکر صورت میں تو کوئی ناممکن امر فرض نہیں کیا جاتا ہے بلکہ مفروضہ کا عمل صرف وقت سے متعلق ہوتا ہے اور اول الذکر کے متعلق زیر بحث فرمان کے مقدمے ہی سے ظاہر ہے کہ وہاں بیان کردہ حالت والے لوگوں کو یہ حق جو دیا گیا ہے وہ بطور رعایت دیا گیا ہے اور بچہ جننے کی قوت کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے۔

[3] ۱۲ گک ۹۰۔

[4] تثلیش از گک ۲، ۹۲۔ الف ۲۳۱۔ ب۔ و گک ۳، الف۔ ہوبارڈ رپورٹس ۹۶۔

[5] گک برشلش ۸۰ ب۔

جب تک یہ وقت مقررہ شرط کی تعمیل بغیر نہ گزر جائے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ متوفی بعدم وصیت فوت ہوا ہے۔ کیونکہ شرط کی تعمیل ہونے پر اس کا اثر موت کے وقت تک استقرائی ہوگا۔ لیکن جب مقررہ وقت کو شرط کی تعمیل بغیر گزر جانے دیا جائے تو کسی بعد کی تعمیل کا تعلق موت کے وقت سے نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسا کرنے میں لغویت یہ ہوگی کہ ایک ایسے شخص کے متعلق جو بہ عدم وصیت فوت ہوا ہے۔ تصور کیا جائیگا کہ اس نے اپنی موت کے بعد وصیت کی ہے[1]۔

دفعہ ۳۱۳: مفروضات قانونی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مثبت یا صریحی مفروضات۔ منفی مفروضات اور اضافی مفروضات[2]۔ مثبت مفروضات میں کوئی ایسا امر فرض کر لیا جاتا ہے۔ جس کا حقیقت میں وجود نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ء سے پہلے بیدخلی کی نالش میں اجارہ۔ قبضہ و بیدخلی کا مفروضہ۔ یہ قدیم مفروضہ کہ اکسچیکر کی قانونی شاخ کے تمام مقدمات میں مدعی محاسبِ تاج ہوتا ہے[3]۔ اور حکمنامہ جات میں "و نیز" کا فقرہ جس کی رو سے عدالت کنگس بنچ نے قانون ۱۳ چارلس دوم باب ۲ فقرہ ۲[4] کے نافذ ہونے کے بعد بھی مقدمات قرضہ جات میں اپنے اختیار سماعت

---

[1] مقدمۂ قانون روما مصنفہ ہیوہنرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۹۔

[2] معمولاً تین قسمیں مقرر ہیں ۱۔ مثبت صریحی یا استقرائی جس میں کسی ایسے امر کو قرار دے دیا یا اس کا نتیجہ نکال لیا جاتا ہے جس کا درحقیقت وجود نہیں ہوتا ہے۔ ۲۔ منفی یا خصوصی جس میں کسی موجود امر کو معدوم فرض کر لیا جاتا ہے۔ ۳۔ اضافی جس میں کوئی امر جو ایک میں موجود ہوتا ہے دوسرے کو منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پرنسپیہ جورس مصنفہ دسٹن برگس کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۹۔

[3] شرح جات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۴۶۔

[4] ایضاً صفحہ ۲۸۷ - ۲۸۸۔

کو باقی رکھا وغیرہ۔ منفی مفروضات میں اس کے برخلاف کوئی امر جس کا وجود ہوتا ہے۔ غیر موجود سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بیدخل شدہ شخص بازیابی قبضۂ اراضی کے بعد اس کی بیدخلی کے زمانے میں جو مضرت پہنچی ہو اس کی بنا پر نالش مداخلت بیجا اس اصول پر لا سکتا ہے کہ جہاں تک بے دخل کرنے والے اور اس کے نوکروں کا تعلق ہے یہ سمجھا جائے گا کہ اراضی بے دخل شدہ شخص کے قبضے سے کبھی باہر گئی ہی نہیں^۱۔ اضافی مفروضات چار قسم کے ہیں^۲: (۱) جس میں ایک شخص کا فعل دوسرے شخص کا فعل تصور کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب نوکر کا فعل یا قبضہ مالک کا فعل یا قبضہ تصور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی جرم سنگین کا ارتکاب ایک شخص دوسروں کی موجودگی میں جو اس کی مدد و تائید کر رہے ہوں کرتا ہے تو اس ایک شخص کا فعل قانون کی دانست میں ان تمام اشخاص کا فعل ہوتا ہے^۳۔ "اس شخص کے متعلق جو کسی دوسرے شخص کے ذریعے سے عمل کرتا ہے فرض کیا جاتا ہے کہ اس نے خود یہ فعل کیا ہے^۴۔" (۲) جب کوئی فعل جو کسی ایک شے کے متعلق کیا جاتا ہے وہ اضافی طور پر کسی دوسری شے کے متعلق کیا گیا فرض کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب زمین کا قبضہ حوالگی سی سن (Seisin) (قبضہ) سے منتقل کیا جاتا ہے۔ یا زمین کا رہن اسناد حقیت کی حوالگی سے کیا جاتا ہے۔ (۳) مفروضات متعلق مقام۔ مثلاً معاہدے کی صورت میں جس کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اور جس میں جو معاہدہ کہ سمندر پار یا غیر ملک میں

ص ۲۷۸

---

۱ الک ۱۰۵۔ الف مقدمہ لعورڈ۔ نیز دیکھئے پارنٹ بنام ارل آف گلڈفورڈ۔ ۱۱ ایکسچیکر ۱۹۔

۲ منتقل کیا جاتا ہے ایک شخص سے دوسرے شخص کو۔ ۲۔ ایک شے سے دوسری شے کو۔ ۳ ایک مقام سے دوسرے مقام کو۔ ۴ ایک وقت سے دوسرے وقت کو۔ برنسی پیپہ جورس صفحہ ۷ وسٹن برگس کتاب ۲۲۔ عنوان ۳ دفعہ ۲۔

۳ پیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ا صفحہ ۴۴۴۔

۴ سلطش از کک ۲۰۵ الف۔ دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۴۲ عنوان ۱۷ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۱۲۔

کیا جاتا تھا۔ اس کے متعلق فرض کیا جاتا تھا کہ وہ انگلستان میں کیا گیا ہے۔ وقس علی ذالک[1]۔ اس کی ایک عجیب مثال قانون روما میں ملتی ہے۔ جس میں رومن شہری جو دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جاتے تھے۔ چھوٹ کر گھر واپس آ لئے پر ان کے متعلق فرض کیا جاتا تھا کہ وہ قیدی بنائے ہی نہیں گئے تھے۔ اور اسی طرح شہری حقوق کے مستحق سمجھے جاتے تھے کہ گویا وہ اپنے شہر سے باہر ہی نہیں گئے تھے[2]۔ (۴) چوتھی اور آخری قسم مفروضات متعلق وقت کی ہے۔ مثلاً جب کوئی پٹہ حوالگی قبضے کے ذریعے سے دیا جاتا تھا۔ تو اسامی کی بعد کی پٹے کی منتقلی وقتِ حوالگی قبضے سے متعلق سمجھی جاتی تھی[3]۔ اسی اصول پر کسی وصی یا مہتمم ترکہ کی حقیت وقتِ موت سے متعلق ہو جاتی ہے۔ اور محض نقل مصدقہ وصیت نامہ یا وثیقہ اہتمام ترکہ کی عطا سے موثر شمار نہیں ہوتی ہے[4]۔ یہ متوفی کی جائیداد کو خرد برد سے بچانے کے لیے ایک نہایت ہی کارآمد اصول ہے۔ اور یہ ایک مستقل اصول ہے کہ کارندہ کے افعال کی توثیق فعل کے کئے جانے کے وقت سے متعلق ہو جاتی ہے[5] ——— "ہر توثیق کا اثر استقدامی اور اول سے حکم دینے کے مانند ہوتا ہے"۔ یہ ایسا اصول ہے جس کی چند جدید مقدمات میں اچھی توضیح ہوئی ہے[6]۔ اور جو

[1] شرحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۱۰۷۔

[2] ڈائجسٹ کتاب ۴۹ عنوان ۱۵۔ دفعہ ۱۲ ذیلی دفعہ ۲۔

[3] کک جلد ۲ صفحہ ۲۹ الف۔

[4] تجارب بنام اسٹالوڈ میں جمع کردہ مقدمات دیکھئے ۱۸۴۳ء۔ ۵ مانگ وگرینگر (Manning & Granger.) ۶۲۰۔ ۶۴۳ و سل دسیان ۲ ۲ ۲ ۲۔

[5] ملتن از لاک صفحہ ۱۸۰ ب ۳۰۰۔ الف۔ ۲۴۵۔ الف ۲۵۰۔ الف ۹ کک ۱۰۶۔ الف ۲ انسٹیٹیوٹ ۳۱۷۔ او دیم سانڈرس ۲۶۴۔ ب نوٹ اے طبع ششم ۲۔ بی مور ۶۱۹۔ ۱۶ اسکاٹ نیو رپورٹ ۸۹۶۔ ۱۲ اے پیلر ۵۰۱۔ اور ۱۰۹۔ ۴ ایضاً ۷۹۰۔ ۵ ۷۹۰۔ ۷ ہرسٹون و نارمن ۲۹۳۔

[6] ولسن بنام ٹمان ۶ سکاٹ نیو رپورٹ ۸۹۴۔ ۶ مانگ وگرینگر ۲۳۶۔ برڈ بنام براون ۴ ایکسچیکر ۷۸۶۔ بیورن بنام وٹمان ۱۱ ایکسچیکر ۲۱

قانون روما میں بھی متعارف تھا[1]۔ ایک ایسے ہی اصول کی بنا پر پارلیمنٹ کا کوئی قانون اس کے نفاذ کے دن سے قانون بن جاتا ہے اور جو کچھ
ص ۲۷۹ اس دن واقع ہوتا ہے۔ (قانوناً) اسی قانون[2] کے تحت واقع ہوا سمجھا جاتا ہے۔ اور کسی مقدمے کے اثنا میں عدالتی افعال کو اس دن کی ابتدا سے متعلق کر دیا جاتا ہے۔ گو اس اصول کا اطلاق کسی فریق کے افعال سے متعلق نہیں ہوتا ہے[3]۔

دفعہ ۳۱۴: دوسری قسم کے قیاسات قانونی کی جن کو ہم نے قابل تردید قیاسات قانونی کہا ہے۔ رومی فقہا نے صحت کے ساتھ یوں تعریف کی ہے کہ "اس قیاس کو قانونی کہتے ہیں جس کو قانون قایم کرتا ہے۔ اور اس وقت تک صحیح تصور کرتا ہے۔ جب تک کہ وہ شہادت یا زیادہ قوی قیاس سے مغلوب نہ ہو جائے[4]" اس جملہ کا ہر لفظ قابل توجہ ہے۔ پہلے تو یہ کہ مثل پہلی قسم کے یہ قیاسات قانون کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں لیکن برخلاف ان کے یہ صرف اسی وقت تک برقرار رہتے ہیں

[1] ڈائجسٹ کتاب ۲۸ عنوان ۲ دفعہ ۱۲۔ ذیلی دفعہ ۴ ایضاً کتاب ۴۳ عنوان ۱۷ دفعہ ۱ ذیلی دفعہ ۱۴۔ کتاب ۳ عنوان ۵ دفعہ ۶ ذیلی دفعہ ۹ مجموعہ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۲۰۔ دفعہ ۷۔

[2] ملٹن بنام ملک ۱۸۵۱ء کوینس بنچ ڈیویژن ۲۲۰۔

[3] ایڈورڈس بنام رگینہ ۹ ایکسچیکر ۶۲۸۔ اور کلارک بنام براڈلا (عدالت مرافعہ) ۱۸۸۱ء ۸ کوئینس بنچ ۶۳۔ موخرالذکر مقدمہ میں مدعی علیہ نے ناکام بحث کی کہ عدالت اس امر کی تحقیقات نہیں کر سکتی کہ حکمنامہ طلبی اس کے خلاف دن کے کس وقت جاری کیا گیا۔

[4] (Vœt ad. Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۵۔ ایک دوسرے زیادہ قدیم رومی فقیہ نے قیاس کی تعریف کی ہے کہ وہ "ارادہ واضعان قانون ہوتا ہے صحیح سمجھ کر اس کو اطلاق دیا جاتا ہے بارِ ثبوت اس سے بدل جاتا ہے" (Baldus. In Rubr. Cod. de. Probat.) نوٹ ۵۔

جب تک کہ ان کی تردید نہ کر دی جائے۔ مثلاً کو قانون قیاس کرتا ہے کہ تمام ہنڈیاں اور پرامیسری نوٹس اچھے بدل کے معاوضہ میں دی گئی ہیں۔ اور ان کی تحریر ظہری بھی اسی طرح کی گئی ہے۔ لیکن بعض اشخاص جن پر ان قیاسات کا مضر اثر پڑتا ہے۔ شہادت سے ان کو غلط ثابت کر سکتے ہیں[۱]۔ اسی طرح کسی ایسے بچے کی صحیح النسبی کی جو دوران نکاح میں پیدا ہوا ہو جماع کے موقع کے موجود نہ ہونے کو ثابت کرکے تردید کی جا سکتی ہے[۲]۔ اسی طرح کو قانون سات اور چودہ سال کے درمیانی عمر کے بچہ کو مجرمانہ ارادے کے ناقابل قرار دے کر کسی سنگین جرم کے ارتکاب کے ناقابل سمجھتا ہے۔ تاہم برے ارادے کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ "کنیہ سے عمر کی کمی پوری ہو جاتی ہے"[۳] اور چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کو سزائے موت دئے جانے کی بہت سی مثالیں ہیں۔ معصومی دیانتی کی موافقت اور فریب کی مخالفت میں جو مشہور و متعارف قیاسات ہیں وہ بھی اسی قسم سے متعلق ہیں۔ اسی طرح ان قیاسات کا بھی کہ قانونی افعال حسب ضابطہ مقررہ قانون کئے جاتے ہیں۔ اور ہر شخص ان فرائض اور وجوبات کو ادا کرتا ہے جو قانوناً اس پر عائد ہوتے ہیں[۴]۔ وغیرہ اس نوع کے قیاسات کی تعریف کے آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ ان کی تردید بلاواسطہ شہادت سے ہونے کے علاوہ قیاسی شہادت سے بھی ہو سکتی ہے اور یہ کہ کمزور قیاس قوی قیاس کے سامنے قایم نہیں رہتا ہے[۵]

[۱] شہادت از اشارکی جلد ۲ صفحہ ۹۳۰۔ طبع سوم۔ ایضاً، ۴، طبع چہارم۔ بائیس آن لبس باب ۱۰ طبع ہفتدہم۔

[۲] دیکھئے نیچے دفعہ ۳۴۹۔

[۳] ہیرن آف دی کراون از ہیل جلد ۱ صفحہ ۲۶۔ شرح بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۲۳۔ لیبر اسلیم قاعدہ ۱۲ صفحہ ۸۰۔

[۴] دفعات ۳۴۰۔ ۳۶۵۔ نیچے۔

[۵] نیچے دفعات ۳۴۰ تا ۳۴۳۔

ص ۲۸۰

ذیلی فصل (۲)

قیاسات واقعاتی و مخلوط قیاسات

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ

دفعہ ۳۱۵: اب ہم قیاساتِ انسانی یا قیاسات واقعاتی کی زیادہ تفصیلی بحث پر لوٹ آتے ہیں۔ جس میں ہم امور ذیل پر غور کریں گے۔ ۱۔ وجوہات و ماخذ جن سے وہ اخذ کئے جاتے ہیں۔ ۲۔ ان کی شہادتی وقعت۔ اس کے بعد ہم مختصراً مخلوط قیاسات یعنی واقعات و قانون سے مخلوط قیاسات کی توضیح کریں گے۔ اور آخر میں قیاسی نتائج نکالنے میں جوریوں کی صوابدید پر جس حد تک عدالت ہائے انصاف کی نگرانی ہوتی ہے اس کا ذکر کریں گے۔

دفعہ ۳۱۶: قیاسات واقعاتی کے وجوہات و ماخذ ظاہر ہے کہ ان گنت ہیں — وہ تعداد میں ان جسمانی و نفسیاتی واقعات کے مساوی ہیں جو کبھی نہ کبھی عدالت ہائے انصاف میں شہادت ہو سکتے ہیں[1]۔ لیکن عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ایسے قیاسات اشیاء اشخاص و ذہین کارندوں کے افعال و خیالات سے متعلق ہوتے

[1] قیاسات اشخاص۔ اسباب مقام۔ وقت۔ کیفیت۔ خاموشی۔ میل جول۔ فرار۔ غفلت۔ قربت تاریکی حالت حیثیت۔ کیمیت۔ عمر۔ تہمت۔ دوستی وغیرہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ میتھولیس برثبوت باب ۲۔ نوٹ ۱۔

ہیں[1]۔ ان میں سے پہلے کے متعلق یہ ایک مقررہ اصول ہے کہ قدرت کے ص ۲۸۱
معمولی طریقوں سے مطابقت کا ہمیشہ قیاس کیا جائے گا۔ مثلاً موسموں
کی ترتیب و تبدیل۔ اجسام فلکی کے طلوع۔ غروب و رفتار۔ اور مادے
کے معلوم خواص سے مادی اشیا کے متعلق نہایت اہم قیاسات پیدا
ہوتے ہیں۔ اشخاص سے بھی یہی اصول متعلق ہے۔ مثلاً ان کیفیتوں۔
طاقتوں اور خاصیتوں کے خلاف جو بنی نوع انسان کے عام طور پر لوازمات
ہیں کبھی قیاس نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً بغیر غذا کے طویل عرصہ تک
زندہ رہنے کے ناممکن امر کا کبھی قیاس نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ معمولی
عمروں کے اندر قوت تولید کے نہ ہونے کا۔ یا خاصۂ عقل اور انسان کی
عام و معمولی فہم کے نہ ہونے کا قیاس کیا جائے گا[2]۔ اسی عنوان کے تحت
انسان کی مدت عمر۔ مدت حمل وغیرہ کے متعلق وہ قیاسات بھی آتے
ہیں۔ جن کو کرنے بعض وقت جوری سے کہا جاتا ہے۔ تیسری قسم ——
یعنی ذہین کارندوں کے افعال و خیالات —— کے تحت منجملہ
دوسرے واقعات کے تمام نفسیاتی واقعات آتے ہیں۔ اور یہاں
بنی نوع انسان کے معمولی عمل۔ اور فطرت انسان کے قدرتی جذبات
و احساسات سے نہایت اہم نتائج نکالے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے
متعلق قیاس نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اپنی جائداد ضائع کر دی ہے
مثلاً ایسے قرض کے ادا کرنے سے جو واجب الادا نہیں ہوا ہے[3]۔ اور
اسی طرح یہ ایک اصول ہے کہ ہر شخص کے متعلق قیاس ہوگا کہ وہ اپنی
اولاد کو دوسرے شخص کی اولاد سے زیادہ چاہتا ہے[4]۔ اس قسم کے

---

[1] مقدمۂ قانون روما از ہیومیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۱۔

[2] ایضاً کتاب ۲۲۔ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۷۔

[3] (Vœt ad Pand) کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۵۔ ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ دفعہ ۲۵۔

[4] سلطنت از لگ ۳۷۳۔ الف۔ نیز دیکھو ۲ انسٹیٹیوٹ ۵۶۴۔

بہت سے قیاسات سماج کے رواج وعادات پر مبنی ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ قیاس کہ ایک شخص جس کو دوسرے شخص سے بہت سے قرضے نکلتے ہیں پہلے اس قرض کا مطالبہ کرے گا جو سب سے زیادہ پرانا ہے[1]۔

دفعہ ۱۳۱: ۲۔ قیاسی استدلال کے اتنے وسیع میدان پر پھیلے ہوئے ہونے کی وجہ سے ان قیاسات کو جو اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی شہادتی وقعت کے مدارج کے لحاظ سے معین اقسام میں تقسیم کرنے کی کوشش بے سود ہوگی۔ لیکن عام طور پر بعض اقسام میں سہولت پائی گئی ہے[2]۔ اور ایک قسم تو ایسی ہے جو بعض بلند پایہ اساتذہ کی رائے میں ہمارے قانون شہادت کا جزو ہوگئی ہے۔ سر ایڈورڈ کک کہتے ہیں کہ " بسا اوقات دوسرے امور کے ساتھ قیاسات کا بھی جیوریوں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جن کی تین قسمیں ہوسکتی ہیں۔ یعنی شدید۔ احتمالی و کمزور یا عارضی۔ شدید قیاس نہایت ہی مکمل ثبوت ہوتا ہے۔ قیاس احتمالی بہت کم کیا جاتا ہے۔ لیکن کمزور یا عارضی قیاس تو کیا ہی نہیں جاتا[3]" " شدید قیاس قانون ۲۸۲
میں تسلیم کیا جاتا ہے[4]" ایسے شدید قیاس کی جو مکمل ثبوت ہو۔ سر ایڈورڈ کک[5] ـــ جن کی اس امر میں متعدد ممتاز اساتذہ تتبع کرتے ہیں[6] ـــ ایک ایسے شخص کی مثال دیتے ہیں جو ایک گھر میں تھا۔ اور جس کو تلوار سے

---

[1] شہادت مصنفہ گلبرٹ ۱۵۷-۱۵۸ طبع چہارم۔ شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ۱۔ دفعہ ۸۱۲۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۱۔ عنوان ۲۲۔ دفعہ ۳۔

[2] منچیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۲۔ میں اس کی ایک بڑی تعداد جو متقدمین رومی فقہا سے لی گئی ہے جمع کی گئی ہے۔

[3] لٹلٹن از کک صفحہ ۶ ب۔

[4] جنک سنٹ ۲۔ مقدمہ ۳۔

[5] کک۔ بر لٹلٹن صفحہ ۶ ب۔

[6] پیس آف دی کراؤن باب ۴۶۔ دفعہ ۳۴۔ شہادت از اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۵۶۲۔ طبع سوم

بھونک دیا گیا تھا۔ اور جو فوراً اسی زخم سے مرگیا تھا۔ اس کے بعد ہی ایک دوسرا شخص اس مکان سے نکلتا ہوا دیکھا گیا۔ جس کے ہاتھ میں ایک خونیں تلوار تھی۔ اور اس گھر میں اس وقت کوئی دوسرا شخص نہیں تھا۔ چیف بیرن گلبرٹ کہتے ہیں[1] کہ " یہ ایک شدید قیاس اس کے قاتل ہونے کا ہے۔ کیونکہ خون۔ تلوار۔ اور تیزی سے فرار سب اس ہولناک واقعے کے لازمی نتائج ہیں۔ اور خود اس واقعے کو دیکھنے کے بعد کے درجے کا ثبوت ان حالات کا ثبوت ہے جو لازمی طور پر اس واقعے کے ساتھ ہوتے ہیں"۔ شدید قیاس کی اس تمثیل کو باوجود اتنے اساتذہ کی اس پر صاد ہونے کے سخت و جائز تنقید کا موضوع بنایا گیا ہے۔ اگر ان اساتذہ کا جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے جیسا کہ ان کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورۂ بالا واقعات کو اس شخص کی معصومی سے جس کو گھر سے باہر آتا ہوا دیکھا گیا مطابق کرنے کا طریقہ نہیں ہے تو یہ بہت ہی غلط ہے! ذیل کے کسی بھی مفروضے سے اس کی معصومی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور غالباً اور بھی مفروضات بتائے جا سکتے ہیں۔ پہلے تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ متوفی نے خود کشی کے خیال سے تلوار بھونک لی ہو۔ اور ملزم وقت پر اس کو روک نہ سکا ہو۔ تلوار نکالی اور پریشان ہو کر جراح کو بلانے دوڑا ہو[2]۔ یہ بھی ممکن ہے کہ متوفی و ملزم دونوں تلواروں سے مسلح تھے۔ متوفی نے غصے سے مغلوب ہو کر ملزم پر حملہ کر دیا۔ اور ملزم دیوار سے قریب ہونے کی وجہ سے کہیں بھاگ نہ سکا اس کو صرف تلوار نکالنے کا وقت تھا تا کہ متوفی کو روک سکے۔ اور متوفی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ایضاً ۲۴۲ ۔ طبع چہارم۔ شہادت از گلبرٹ ۱۵۷ طبع چہارم۔

[1] شہادت از گلبرٹ حوالۂ مذکور۔

[2] عدالتی شہادت از فیتھم جلد ۲ صفحہ ۲۳۶۔ قانون تعزیرات انگلستان از برنٹ صفحہ ۵۰۰۔

نے اس کی تلوار کو نہ دیکھ کر اپنے کو اس پر جھونک دیا اور اس طرح یہ
قتل ہو گیا۔[1] تیسرا مفروضہ یہ ہو سکتا ہے کہ متوفی دراصل قتل کیا گیا۔ اور
اصل قاتل تلوار کو جسم میں چبھا ہوا یا قریب پڑا ہوا چھوڑ کر فرار ہو گیا
اور ملزم اندر آ کر تلوار کو لیا اور قتل کی ہولناک اطلاع دینے بھاگا نکلا۔[2]
چوتھے یہ بھی ممکن ہے کہ تلوار کو پہلے متوفی نے ملزم پر حملہ کرنے استعمال
کیا ہو۔ لیکن ملزم نے اس کو چھین لیا اور متوفی پر کھینچ دیا اور طرح پر
حملے کے خوف سے استعمال کر دیا ہو۔[3] لیکن شاید سر ایڈورڈ کوک اور
چیف بیرن گلبرٹ کا مطلب صرف یہ تھا کہ مذکورۂ بالا واقعات ۲۹۳
سے ایک بادی النظر میں مقدمہ قائم ہوتا ہے۔ جو ملزم سے جوابدہی
کرنے کے لیے کہتے۔ اور اس کی جانب سے کچھ توضیح نہ ہونے کی صورت
میں اس کو مجرم قرار دینے کافی ہو۔[4]

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۴ ۔

[2] شہادت مصنفہ گلبرٹ ایف ۲۳۲ ۔

[3] ایضاً ۔

[4] مسٹر مونٹنی (Mountcney, B.) نے مقدمہ انس لی بنام ارل آف انگلیسی (۱۷۴۳) ہووِل اسٹیٹ ٹرائلس ۱۴۳۰ میں ان الفاظ کے یہی مطلب سمجھا۔ لیکن مسٹر اسٹارکی کہتے ہیں کہ حالات تمام مفروضات کو سوائے ایک کے لازماً و کلیتہً خارج کرتے ہیں۔ (شہادت از اسٹارکی ۸۶۲ طبع سوم۔ ایضاً ۸۴۸ طبع چہارم) سر ایڈورڈ کوک نے شدید قیاس کی جو مثال دی ہے وہ بہت پرانی ہے اور متقدمین رومی فقہا اور فقہائے قانون عمومی دونوں کی بہت پسندیدہ رہی ہے۔ ۱۴ کو چودھویں صدی میں بارٹولس (Bartolus) نے اور اسی صدی اور بعد کے زمانے کے دوسرے مصنفین نے قتل کی مکمل شہادت و کامل ثبوت قرار دیا ہے۔ ڈائجسٹ ۹۔ بیان سرقہ ۱۲۱۔ الف۔ طبع لگڈن (Lugdon) ۱۵۸۱ء پر شرح بارٹولس۔ اور خود ہمارے قانون میں قتل کے واقعات حلف دہندگی کی عذرداری کی تائید کرنے کافی سمجھے جاتے تھے۔ اور اس طرح پر مدعی علیہ کو خدائی فیصلہ طلب کرنے کا حق نہیں رہتا تھا۔ اسٹانفورڈ پلیس آف دی کراؤن

دفعہ ۳۱۸ : قیاسات واقعاتی کی شدید ۔ احتمالی ۔ ضعیف میں تقسیم کا افادہ مشکوک ہے[1] ۔ لیکن اگر ان کا باقی رکھنا مناسب سمجھا جائے[2] تو ذیل کی ایک اچھی مثال ایک مشہور و معروف تعزیرات کی کتاب سے اضافہ کی جا سکتی ہے ۔ مکان مسکونہ میں سرقے کے ایک چالان میں اگر مدعی علیہ باہر کے دروازے سے چند گز کے فاصلے پر گرفتار کیا جائے اور مال مسروقہ اس کے پاس سے برآمد ہو تو اس کے سرقہ کرنے کا قوی و شدید قیاس ہوگا ۔ لیکن اگر وہ سرقے کے چند سے بعد اس کے مکان میں پائے جائیں اور وہ ان کے قبضے کی توضیح کرنے سے انکار کرے تو یہ امر اس ثبوت کے ساتھ کہ وہ مال مسروقہ ہے ایک شدید نہیں بلکہ صرف احتمالی قیاس پیدا کرے گا لیکن اگر مال سرقے کے بعد زمانۂ قریب میں نہ پایا جائے بلکہ مثلاً سولہ مہینوں بعد پایا جائے تو یہ ایک ضعیف اور عجلت آمیز قیاس ہوگا ۔ جو کسی وقعت کا مستحق نہ ہوگا[3] ۔

دفعہ ۳۱۹ : قیاسات واقعاتی کی اصولاً زیادہ صحیح اور عملاً زیادہ مفید تقسیم بار ثبوت پر ان کے اثر کے لحاظ سے ہوگی جس کے عام اصول و قواعد اس کتاب کے حصۂ اول میں بیان کر دئے گئے ہیں[4] ۔ قیاسات انسانی یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ اینڈ پری راگیٹو کتاب ۳ ۔ باب ۱۵ ۔ جنگ کی جوابی عذر دیہیبان براکٹن کتاب ۳ ۔ جلد ۲ ، ۱۳ ۔ نیز دیکھو بریٹن جلد ۱ ، ۱۴ ۔ لیکن ان کا غیر قطعی ہونا ملک سے پہلے اور اس کے بعد کے زمانے کے بعض زیادہ روشن خیال فقہا پر واضح ہو گیا تھا دیکھئے مسائل از بوریس (Bœrius, Quæstiones Vzet ad Pand) کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۴ وغیرہ ۔

[1] گرانا رسل ریورش (Gr. Russ.) جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ ، اس کو اصول قانون کلیسائی مصنفہ ڈیوش میں باقی رکھا گیا ہے ۔ کتاب ۳ عنوان ۹ دفعہ ۳۰ ۔ پارس ۱۸۳۸ء

[2] فوجداری پلیڈنگس از آرچبولڈ طبع نہم صفحہ ۲۵۹ ۔

[3] دفعات ۲۶۵ ۔ ۲۶۶ دیکھیے

قیاسات واقعاتی کی خفیف وقوی میں تقسیم ان کے وقعت کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ کہ کیا وہ اس قدر ہے کہ اس سے بار ثبوت بدل جاتا ہے۔[1] خفیف قیاسات کو شبہ پیدا کرنے یا جو واقعات وہ ظاہر کرتے ہیں۔ ف ۲۸۴
ان کی صداقت کا خیال پیدا کرنے کافی ہیں۔ لیکن بنفسہٖ نہ تو ثبوت ہوتے اور نہ بار ثبوت کو بدل دیتے ہیں۔ مثلاً سرقے کے ایک طویل عرصے کے بعد مال مسروقہ کے مبینہ مجرم کے قبضے سے نکلنے سے۔ گو اس کے خلاف اچھی طرح شبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن بنفسہٖ یہ اس امر کے لیے بھی ناکافی ہے کہ جوابدہی کرنا اس پر لازم آئے۔[2] یہی صورت اس وقت بھی ہوگی جب رقم چوری جائے اور اسی تعداد اور اسی قسم کے سکے ایک دوسرے شخص کے قبضے میں پائے جائیں۔ لیکن کسی بھی سکے کی شناخت نہ ہو۔ اور اس شخص کے خلاف دوسری اور کوئی شہادت نہ ہو۔[3] اور قانون روما میں جب کوئی ولی جس کی ابتدا میں کوئی ذاتی جائداد نہ ہو۔ اثنائے ولایت میں مالدار ہوجائے۔ تو یہ واقعہ بنفسہٖ بے ایمانی کا ایک بادی النظری مقدمہ بھی اس کے خلاف قائم کرنے کے لیے ناکافی سمجھا جاتا تھا۔[4] مجموعۂ قانون روما منصفانہ طور پر کہتا ہے کہ "اور نہ محنت وشفقت وگوناگوں مواقع سے فائدہ اٹھا کر جائداد کے اضافہ کو غرباً پر ممنوع قرار دینا چاہیے۔"[5] جرم کا قیاس جو کسی خاص شخص کے

---

[1] قیاسات (انسانی) صحیح طور پر خفیف وقوی میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ خفیف شبہ پیدا کرتے ہیں۔ عدالت ان کی طرف مائل ہوتی ہے لیکن بنفسہٖ کوئی قانونی اثر نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ بار ثبوت کو کمزور کرتے ہیں۔ مقدمہ قانون روما مصنفہ میو ہیرین کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۵ نیز دیکھئے ماسکیس بر ثبوت باب ۲ نوٹ ۱ و ۲۔ پینیسیہ جورس از ڈیٹن برگس کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ دفعات ۲۶ و ۲۷۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۱۴۔

[3] شہادت از اسٹارکی جلد ا صفحہ ۳۹ طبع سوم۔ ایضاً ۵۰۸ طبع چہارم۔

[4] (Voet. ad. Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۴۔ شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۳۴۵۔

[5] مجموعۂ قانون روما کتاب ۵ عنوان ۱۵۔ دفعہ ۱۰۔

نقش قدم سے مشابہ نقوش کے برف[1] یا زمین پر موقع واردات جرم کے قریب ملنے سے پیدا ہوتا ہے اسی قسم سے متعلق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سابقہ جھگڑوں کی بنا پر قتل کا قیاس[2] یا متوفی کی موت میں ملزم کو کوئی غرض ہونے سے قیاس[3]۔

دفعہ ۳۲۰: لیکن گو اس قسم کے قیاسات کی اگر ان کو بنفسہٖ دیکھیں تو کچھ وقعت نہیں ہوتی ہے۔ تاہم نہ صرف وہ زنجیرِ شہادت کی اہم کڑیاں ہوتی۔ اور اکثر ایسی شہادت کو مکمل کر دیتی ہیں۔ جو بصورت دیگر ناقص ہوتی بلکہ جب ان کی ایک کثیر تعداد باہم متوافق ہوتی ہے۔ (ہر ایک احتمال کا اپنا حصہ فراہم کرتی ہے) تو اس سے نہ صرف بارِ ثبوت بدل جاتا ہے۔ بلکہ وہ نہایت ہی یقینی قسم کا ثبوت بھی ہو جاتے ہیں[4]۔ اسقف بٹلر کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص کے سورج کے جزر و مد
ص ۲۸۵ کو آج دیکھنے سے ایک نہایت ہی کمتر درجے کا قیاس پیدا ہوتا ہے۔ کہ جزر و مد کل بھی ہوگا۔ لیکن اس واقعے کا اتنے دنوں۔ مہینوں۔ اور قرنوں تک بنی نوع انسان کا مشاہدہ ہمیں کامل یقین دلاتا ہے کہ وہ کل بھی ہوگا[5]"۔ جرائم سزائے موت کی بھی ایسی شہادت کی بنا پر ہمیشہ سزائیں

---

1. کتاب شہادت از ماسکاردوس مسئلہ ۰ نوٹ ۱ تا ۲۳۔ ملک بنام برٹن افاشر و نفاسن ریورٹس ۳۰۵۔
2. قانون روما از ڈوما جلد اول کتاب سوم عنوان ۶ مقدمہ۔
3. عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۸۰۔
4. شہادت از پوتھیے جلد ۱۔ دفعہ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ مقدمہ قانون روما از ہیو برس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹس ۴ و ۱۹۔ ایضاً موافق قانونی بہ پانڈکٹس کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۹۔ ماتھیس بر قانون فوجداری بر حاشیہ ۴۸ ڈائجسٹ عنوان ۱۵ باب ۹۔ Vœt. ad Pand. کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۰۔ شہادت از استارکی جلد ۱ صفحہ ۵۱۰ طبع سوم۔ ایضاً ۵۵۸ طبع چہارم۔
5. انالوجی آف ریلیجن از بٹلر (Butler's Analogy of Religion.) مقدمہ۔

صادر ہوتی رہتی ہیں[1]۔ اور متن قانون روما سے دیوانی مقدمہ کی اچھی ذیل کی مثال پوتھیے (Pothier) نے دی ہے[2]۔

"ایک بہن پر یہ ذمے داری عاید کی گئی تھی کہ بھائی کو ایک رقم ادا کرے۔ بھائی کی وفات کے بعد سوال تھا کہ کیا اس کے قایم مقام کو یہ رقم اب بھی واجب الادا ہے پاپی نین (Popinian) نے فیصلہ کیا[3] کہ قیاس کرنا چاہئے کہ بھائی نے بہن کو اس رقم کی ذمے داری سے سبکدوش کر دیا ہے۔ اور انھوں نے اس قیاس کو تین واقعات پر مبنی کیا۔ (۱) بہن اور بھائی کے باہمی اتفاق پر جو ان میں پایا جاتا تھا۔ (۲) بھائی کے مطالبہ کرنے کے بغیر ایک عرصے تک زندہ رہنے پر۔ (۳) اس واقعے پر کہ بہن اور بھائی کے درمیانی معاملات کی بہت سی کتابیں پیش کی گئی تھیں۔ جن میں سے کسی میں بھی اس کا ذکر نہیں تھا ان میں سے ہر ایک واقعہ اگر اس کو بنفسہٖ دیکھا جائے تو ایک سادہ قیاس ہوتا۔ جو یہ قرار دینے نا کافی ہوتا کہ بھائی نے بہن کو ذمے داری سے برات دیدی ہے۔ لیکن ان کا اتفاق پاپی نین کی دانست میں اس برات کا کافی ثبوت تھا[4]۔

---

[1] دیکھئے نیچے دفعات ۴۲۱-۱۷۱۔

[2] شہادت از پوتھیے جلد ۱۔ دفعہ ۸۱۲۔

[3] پوتھیے مترجمۂ ایوانس (Evans) میں لفظ "انکار کیا" صاف طور پر غلط چھپا ہے۔

[4] یہی قانون پروکیولا (Procula) سے جو ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۶ میں ملے گا۔ سرڈبلیو۔ ڈی ایوانس۔ پوتھیے کے اپنے قابل قدر اڈیشن میں اس فقرے کے متعلق کہتے ہیں کہ قانون سے جس طرح کی وہ ڈائجسٹ میں دیا گیا ہے یہ کافی طور پر ظاہر نہیں ہوتا کہ بھائی کوئی طویل عرصے تک

دفعہ ۳۲۱: لیکن قوی قیاسات واقعاتی بار ثبوت کو بدل دیتے ہیں۔ اس وقت بھی جب کہ ان کی تردیدی شہادت میں کسی منفی امر کو ثابت کرنا لازم آتا ہے[1]۔ وہ شہادتی واقعہ جس سے ایسا قیاس پیدا ہوتا ہے اس اصل واقعے کی جس کی یہ واقعہ شہادت ہوتا ہے بادی النظری شہادت سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً قبضہ ملکیت جایداد کی بادی النظری شہادت ہوتا ہے۔ اور مال مسروقہ کا جدید قبضہ ملزم سے یہ کہنے کی کہ وہ بتائے کہ مال مسروقہ اس کے قبضے میں کس طرح آیا کافی شہادت سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے قابل اطمینان طور پر ایسی توضیح نہ کرنے کی صورت میں اس نتیجے کو بھی جائز ثابت کرتا ہے کہ ملزم ہی وہ چور ہے جس نے وہ ۴۸۹

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ زندہ تھا۔ یا یہ کہ اس میں اور اس کی بہن میں اتفاق تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے فقرے 'Quamdiu vixit' اور یہ خاص جملے desideratum کو نظرانداز کردیا۔

[1] دیکھئے مقدمۂ برن بنام بوڈل ۲ ہرسٹون کولٹمان رپورٹس (Harlstone & Coltman Reports) ۲۲۲۔ کرنی بنام لندن و برائٹن ریلوے کمپنی (Kearney v. Landon & Brighton Railway Co.) لارپورٹ ۵ کوئینس بنچ ۴۱۱۔ مقدمات منتخبہ (ورکیرا اسکاک کیریا۔ اکسچیکر چیمبر) ۶ ایضاً ۷۵۹۔ "قیاس کو قوی اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ وہ جج کو کسی امر کے ایک طرح پر ہونے کا یقین کرنے کے لیے راغب کرے۔ حالانکہ اس کا خیال ہو کہ وہ کسی دوسری طرح ہوا ہے۔ اور اسی لیے اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ بار ثبوت دوسرے فریق پر بدل دیتا ہے۔ اور اس وقت تک صحیح سمجھا جاتا ہے۔ جب تک کہ فریق مذکور اس کی تردید نہیں کرتا ہے"۔ مقدمۂ قانون روما از ہیوبیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ نوٹ ۱۶۔ نیز دیکھو ہینکس برپانڈکٹس حصۂ چہارم دفعہ ۱۲۴۔ ماتھیس بر ثبوت باب ۲۔ نوٹ ۵۔ بدنسپیہ چورس از دسٹن برگس کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۷۔

مال جدا یا ہے۔ اسی طرح جس لگان کی نالش کی گئی ہو اس کے بعد کے لگان کی رسید اس امر کی بادی النظر میں شہادت ہے کہ رسید کے وقت تک کا تمام لگان ادا کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ غیر اغلب ہے کہ زمیندار زیادہ قدیم قرض کا مطالبہ پہلے نہیں کرے گا۔

دفعہ ۳۲۲: اس قسم کے قیاسات بہت وقعت کے مستحق ہوتے اور جب کوئی اور شہادت نہ ہو تو دیوانی مقدمات میں فیصلہ کن ہوتے ہیں۔ فوجداری مقدمات میں اور خصوصاً ان مقدمات میں جن کی سزا موت ہوتی ہے ظاہر ہے کہ زیادہ احتیاط ضروری ہوتی ہے اور بار ثبوت کو منتقل کرنے والے فنی اصولوں کی سختی سے پابندی نہیں کی جاتی ہے۔

دفعہ ۳۲۳: غیر قطعی قیاسات قانونی اور قیاسات واقعاتی کی مشابہت ضرور جاذب نظر ہوتی ہوگی کہ دونوں کا اثر کسی امر کو صحیح فرض کرنے کا ہوتا ہے جب تک کہ اس کی تردید نہیں کی جاتی ہے۔ اور در اصل قانون روما اور دوسرے ایسے نظامات میں جہاں قانون و واقعات کا تصفیہ ایک واحد جج کے سپرد کیا جاتا ہے عملدرآمد میں ان کا فرق تقریباً غیر محسوس ہو جاتا ہے۔ لیکن قانون عمومی میں اس کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہاں جج و جوری کے

ا۔ سر کیو پیچھے دفعات ۲۱۱ تا ۲۱۴۔ اور اس مقولے کی جدید ترین ترمیم متن دفعہ ۲۱۴ میں ملاحظہ ہو۔

۲۔ شہادت از گلبرٹ، طبع چہارم۔ مقابلہ کرو قانون انتقالات سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۳۔

۳۔ قانون روما از جیو بیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۶۔

۴۔ ایضاً۔ دیکھئے ملک بنام ہاڈفیلڈ ۳۴ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۲۸۲-۱۳۵۳۔

قرائن معمولاً علٰحدہ رکھے گئے ہیں[1] لیکن بدقسمتی سے مختلف انواع قیاسات کے باہمی فرق کو مطلوبہ صحت کے ساتھ ہمیشہ ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ جج ایک ہی قیاس کو بعض وقت قیاس قانونی۔ بعض وقت قیاس واقعاتی۔ بعض وقت ایسا قیاس جس کے کرنے کا جوری کو مشورہ دینا چاہیئے۔ اور بعض وقت ایسا کہ جس کا کرنا جوری پر لازم ہوتا ہے۔ کہا کرتے ہیں[2]۔

دفعہ ۳۲۴: اب "ہم مخلوط قیاسات" یا اُن قیاسات کی جن کو "قانون و واقعہ کے مخلوط قیاسات" یا "قیاس واقعاتی تسلیم کردۂ قانون" کہتے ہیں۔ بحث پر غور کریں گے۔ ان کی جگہ اول الذکر دونوں قیاسات کے درمیان ہے۔ اور زیادہ تر وہ بعض ایسے قیاسی نتائج پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جو اپنی قوت۔ اہمیت یا کثیر الوقوع ہونے کی وجہ سے گویا قانون کی توجہ اپنے طرف منعطف کرتے ہیں۔ اور چونکہ جج ہمیشہ ان کی سفارش کرتے اور جوریاں ان پر ہمیشہ عمل کرتی ہیں۔ بمرور زمانہ کے بعد وہ عدالتوں میں ایسے ہی متعارف ہوجاتے ہیں جیسے قیاسات قانونی۔ اور عمل گستری میں ان کی جگہ بھی اتنی ہی اہم ہوجاتی ہے جتنی کہ قیاسات قانونی کی۔ اور بعض تو قانون موضوعہ کی رو سے قائم یا تسلیم کئے گئے ہیں۔ دراصل وہ ایک قسم کے مائل قیاسات قانونی ہی ہوتے ہیں اور ٹھیک صحیح معنی میں قیاسات قانونی کے تین قسموں میں منقسم کئے جاسکتے ص ۲۸۶

[1] ان مثالوں میں جو قوی ہوتی ہیں ہم ان کو بھی قیاسات کہتے ہیں۔ جو اکثر قانونی وقعت رکھتے ہیں لیکن جن کے متعلق اس امر کو (اس مقدمے میں) نظر انداز کیا گیا ہے۔ تاہم یہ فرق مفید ہونے کی وجہ سے قابل لحاظ ہے۔ مقدمہ قانون روما از ہیوبرس کتاب ۲۲ نوٹ ۱۰ عنوان ۳۔ نیز دیکھو شہادت بعدالت نصفت از گریسلے "(Gresley, Ev. in Equitly)" ۴۸۳-۴۸۴ طبع دوم۔

[2] شہادت از فلپس و ایماس ۴۶۰-۴۶۲۔ شہادت از فلپس جلد ا صفحہ ۴۰۰ طبع دہم شہادت از ٹیلر طبع

ہیں :- (۱) وہ جن میں نتیجہ ایسا ہے کہ جس کو خود عقل سلیم نکالتی۔ (۲) وہ جن میں شہادتی وقعت کو ان کے محض قدرتی رجحان سے زیادہ مصنوعی وقعت دی جاتی ہے۔ اور (۳) وہ جن میں نری قانونی مصلحت کی بنا پر جوری سے سفارش کی جاتی ہے کہ محض مصنوعی نتائج اخذ کریں۔ موخر الذکر اقسام اکثر ان صورتوں میں ملتے ہیں۔ جن میں ایسے حقوق جو عرصۂ دراز سے قایم ہوں اصطلاحی اعتراضات کی بنا پر یا عرصۂ دراز پہلے گزرے ہوئے ہونے کی وجہ سے ثبوت نہ ہونے کی بنا پر معرض خطر میں پڑ جاتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں ججوں کا یہ عملدرآمد روزمرہ ہے کہ جوری کو اکثر باضابطہ دستاویزات مثلاً منشورات عطا یا اور دوسرے سرکاری دستاویزات و نیز مختلف اقسام کے خانگی انتقالات کو بغیر ثبوت تسلیم کر لینے کا مشورہ دیتے ہیں[۱]۔

دفعہ ۳۲۵: اس قسم کے مصنوعی قیاسات کو احتیاط کے ساتھ کرنا چاہئے

اور ہمیں اس کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عملدرآمد کے جائز حدود سے اکثر بہت کچھ تجاوز کیا گیا ہے[۲]۔ کتابوں میں بہت سے ایسے مقدمات ہیں۔ جن کو اب قانون نہیں سمجھا جا سکتا ہے اور بعض تو لغویت کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔ مثلاً قوانین شکار کے تحت ایک نالش میں کہا گیا کہ بندوق میں جس سے مدعی علیہ نے فیر کیا گولیاں نہیں تھیں۔ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ یازدہم دفعہ ۱۱۱۔

[۱] دیکھئے دفعات ۳۹۶-۳۹۹۔

[۲] فلوڈی فنوک بنام ریڈ ۱۸۲۱ء ۵ بارنوال و اڈالفس ۲۳۲-۲۳۴ ر سل دریان ۳۳۸۔ از ایبٹ چیف جسٹس۔ ہارموڈ بنام انگلینڈ ۱۸۰۶ء ۱۲ ویسی ۱۰۲-۱۰۶ نوٹ الف۔ از لارڈ ایلڈن چانسلر۔ ڈے بنام بلیمیں ۲ کرامپٹن، جیرووسس اور پورش ۴۳۰-۴۶۱۔ از بلی جج۔ ڈوڈی شیحون بنام روٹ ۵ ایسٹ

پرندہ غالباً خوف سے مرا ہوگا۔ جوری نے مدعیٰ علیہ کی موافقت میں
فیصلہ کیا۔ اور عدالت نے مقدمے کی از سرِ نو سماعت کا حکم دینے سے
انکار کیا۔[1] ایک دوسرے مقدمے میں لارڈ ایلن برو کے متعلق کہا جاتا ہے
کہ انھوں نے لارڈ کنین کے اس جملے کا پسندیدگی کے ساتھ ذکر کیا کہ
جب دستاویزی شہادت نہ ہو تو جدید قبضے کی موافقت میں اگر
ضرورت ہو تو دوسرا انتقالات کا قیاس کریں گے۔[2] اسی طرح ولکنسن
بنام پین (Wilkinson v. Payne) کے مقدمے میں ایک پرامیسری نوٹ
پر نالش تھی۔ جس کو مدعیٰ علیہ نے مدعی کو اس کے مدعیٰ علیہ کی بیٹی سے
نکاح کرنے کے معاوضے میں دیا تھا۔ جوابدہی یہ تھی کہ نکاح جائز نہ تھا۔
کیونکہ فریقین کا نکاح اجازت نامے کی بنا پر مدعی کی کمسنی میں ہوا تھا۔
صفحہ ۲۸۸ اور اس کے والدین یا اولیا کی رضامندی حاصل نہیں کی گئی تھی۔
شہادت سے ظاہر تھا کہ نکاح کے وقت اس کے والدین مر چکے تھے
اور کوئی قانونی ولی نہ تھا۔ لیکن مدعی کی ماں نے جو مدعی کے باپ
کے بعد زندہ تھی۔ اپنے بسترِ مرگ پر ایک دوست سے خواہش ظاہر
کی کہ وہ اس کے بیٹے کا ولی ہو جائے۔ اور یہ شادی اسی کی پسندیدگی سے
ہوئی تھی۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ جب مدعی اکیس سال کا ہوا۔ اس کی بیوی
بسترِ مرگ پر سخت تکلیف میں پڑی ہوئی تھی۔ اور اس کے کوئی تین
ہفتوں کے بعد مر گئی لیکن اس کی زندگی میں اس کو اور مدعی کو مدعیٰ علیہ
اور اس کا خاندان ہمیشہ شوہر و زوجہ سمجھتا تھا۔ ان واقعات کی بنا پر
گروس جسٹس (Grose, J.) نے جوری کو ہدایت کی کہ وہ قیاس کریں کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۲۰۲ ۔ گبنس بنام کلارک ، جیمس و ولیم ۱۵۹۔ ۱۶۱۔ نوٹ الف۔

[1] لارڈ کنین نے اس کا ذکر ولیم بنام پیٹن ۴ ٹائمز رپورٹ ۲۰۴۔ ۲۰۹ میں کیا۔

[2] کونسل آف ڈار تھ بنام ٹائرس ۱۲۔ ایسٹ ۴۲۴۔ ۴۳۹۔

[3] ۴ ٹائمز رپورٹ ۲۰۴۔

بعد میں جائز طور پر نکاح کر لیا گیا۔ جوری نے ایسا قیاس کر لیا۔ مدعی کے لیے فیصلہ کر دیا گیا۔ اور عدالت نے دوبارہ سماعت سے انکار کیا۔[1] اس مقدمے پر سر ڈبلیو۔ ڈی۔ ایوانس (Sir W. D. Evans) نے سختی سے تنقید کی ہے۔[2] اور فی الحقیقت اس قول سے اتفاق نہ کرنا ممکن نہیں ہے کہ ایسی ہدایتوں سے جوری کو اپنی قسموں کو حقیر سمجھنے کی ترغیب و تحریص ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سے ایسے واقعات کو صحیح قرار دینے کی خواہش کی جاتی ہے جو اگر صاف نہیں تو بہ گمان غالب غلط ہوتے رہے ہیں۔ سالہائے حال میں زیادہ صحیح نقطہ ہائے نظر پیدا ہو گئے ہیں۔ اور بہت سے جدید مقدمات میں ججوں نے بعض مصنوعی قیاسات کے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔[3] جب اس طرح پر ان کو ان کے جائز حدود میں رکھا جائے تو اس قسم کے قیاسات فائدے سے خالی نہیں رہیں۔ کسی مقدمے کی ضرورت کو پورا کرنے کسی لغویت کو فرض کرنے میں ہمیشہ خطرہ ہوگا۔ لیکن صورت ہی جدا ہوتی ہے جب ایک مقررہ اصول عملدرآمد کے مطابق کسی جوری کو

---

[1] صرف یہی شامل نہیں ہیں جوری جا سکتی ہیں۔ دیکھئے پادل بنام ملیانک کو یہ ۳۔ ۱۰۳۔ نوٹ جس میں لارڈ مینسفیلڈ نے جوری کو مشورہ دیا کہ تاج سے عطا کا قیاس تاج سے چرائے ہوئے دو اسناد کے تحت قبضہ تمتع کی بنا پر کر لیں۔ اس مقدمے کو لارڈ ایلڈن چانسلر نے ہارموڈ بنام انگلانڈرس میں غلط ٹھہرایا۔ ۸ ویسی ۱۰۶ – ۱۳۰ نوٹ (۱) اور مقدمہ ڈگبسن بنام کلارک اجیمس دولیم ۹ ۱۵۹ – ۱۶۱۔ نوٹ الف میں ایر چیف بیرن (Eyre, C. B.) نے اس کے متعلق کہا کہ "یہ مجنونانہ قیاس ہے"۔

[2] شہادت از پوتیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰۔ نیز دیکھئے "شہادت بہ عدالت نصفت" از گریسلے۔ ۵۰۵–۶۰۴۔ طبع دوم ماخوذ از پارک جج بہ مقدمہ ڈوئی ایوس بنام ڈیوس ۲۳۵ء ۲ جیسن دولزلی ۱۱۵ – ۲۴۰ رسل وریان ۲۸۰۔

[3] شہادت از اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۲۲۳۔ طبع سوم۔ ایضاً طبع چہارم ۳۰۵ اور دیکھو انگس بنام ڈالٹن ۱۸۷۸ء کوئینس بنچ ڈیویژن ۳ صفحہ ۱۰۵۔ از کاکبرن چیف جسٹس اور ڈالٹن بنام انگس ۱۸۸۱ء ۶ مقدمات مرافعہ صفحہ ۸۱۲ از لارڈ بلاکبرن۔

[4] ڈوئی قن ڈک بنام ریڈر ۱۸۲۱ء ۵ بارن وال واڈالفس ۲۳۲ – ۲۴۴ رسل وریان ۳۲۸۔ ڈوئی اشٹر

ہدایت کی جاتی ہے کہ قدیم دستاویزات کے وجود یا باضابطہ دستاویزات
کے تلف ہونے کا قیاس کرلے۔ یا یہ کہ دوسرے قیاسات ایسے مضامین
پر کرے جو لازماً معمولی سمجھ میں نہیں آتے لیکن جن کے متعلق اصول
قانون متقاضی ہوتے ہیں کہ وہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں اور
تصفیہ پائیں۔ جج وجوری اکثر وقت قانون میعاد سماعت اور
سخت قیاساتِ قانونی کے تحت مجبور رہوتے ہیں کہ وہ ایسے واقعات
کو صحیح تسلیم کرلیں جو دراصل صحیح نہیں ہوتے ہیں۔ اور اغراض انصاف
ایک ایسے ہی طریقے کو ان مخلوط قیاسات کی شکل میں بھی ضروری قرار
دیسکتے ہیں۔ جو کو اصطلاحی طور پر نہ سہی دراصل قانون ہی کے قائم ۲۸۹
کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض اہم قیاسات کو عصر جدید میں
مقننہ نے قانونی اصول بنا دئے ہیں[1]۔

دفعہ ۳۲۶: جن الفاظ میں قیاسات واقعاتی ومخلوط قیاسات کی طرف
جوری کو عدالت توجہ دلاتی ہے۔ وہ ان کی قدرتی یا اصطلاحی وقعت
پر موقوف ہوتے ہیں۔ جب قیاس ایسا ہو کہ جس کا کرنا مصلحت قانون
واغراض انصاف کی رو سے ضروری ہو۔ مثلاً رواجی یا دوسرے قدیم
یاد سے باہر حقوق کے مسلسل وزمانۂ حال تک استعمال سے قیاس کی
صورت میں جوری سے کہنا چاہئے کہ ان حقوق کا قیاس کرلیں جبتک
کہ تردیدی شہادت پیش نہ ہو۔ اور اس کو ان کی صوابدید پر نہیں چھوڑنا چاہئے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بنام گک ۲۰ آئنہ ۱۸ و ۲ بنگھام ۱۴۴ - ۲۱ رسل وریان ۲۴۲۔ رائیٹ بنام اسمتھ ۲۰ ایسٹ ۹-۴- ارسل اینڈ ای ۲۳۲۔ ملک بنام دی چاپٹر آف اگزیٹر ۱۲ اڈالفس و ایلس ۵۱۲۔

[1] دیکھئے ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۲۷۔ دفعہ ۳۔ نیچے دفعات ۲۶۶ تا ۲۶۹۔ ۲ و ۳ ولیم چہارم ابواب ۷۱ و ۱۰۰۔ نیچے دفعات ۲۰۵ تا ۲۱۰۔

[2] سپیرڈ بنام جین (پیمبرا اسکاک کیسریا) ۱۲ کاسن پنچ سلسلہ نو ۲۲ ۱۳۰۔ ۱۳۵ الارنس بنام نیچ (۲ کیمرا

اسی اصول کا اطلاق اس وقت بھی ہوتا ہے جب قیاس بہت قدرتی وقعت رکھتا اور کثیر الوقوع ہوتا ہے۔ مثلاً جب قبضۂ مال مسروقہ سے سرقے کا نتیجہ نکالا جاتا ہے[1]۔ لیکن اس سے کم قوی قیاسات کی شکل میں ایسی ہدایت نامناسب ہوگی۔ اور شاید بہترین اصول یہ ہے کہ ان صورتوں میں جوری کو قیاس کرنے کا محض مشورہ دینا یا اس کی صرف سفارش کرنی چاہئے۔ تمام صورتوں کے لیے اصول مقرر کرنا ظاہر ہے کہ ناممکن ہے۔ لیکن عدالتوں کے الفاظ سے جو خاص خاص قیاسات سے متعلق بیان کردہ مقدمات میں استعمال کئے جائیں۔ عام طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ آئندہ کے مقدمات پر جن میں ایسے ہی قیاسات پیدا ہوں قابل لحاظ اثر ڈالیں گے[2]۔

دفعہ ۳۲۷۔ ہم بیان کر چکے ہیں[3] کہ قیاسات قانونی اور سادہ یا مخلوط قیاسات واقعاتی میں یہ ایک مخصوص فرق ہے کہ جب جوری اول الذکر کا لحاظ نہیں کرتی ہے تو مقدمے کی دوبارہ سماعت بطور استحقاق منظور کی جاتی ہے۔ لیکن موخر الذکر کو نظر انداز کرنے کی صورت میں چاہے وہ کتنے ہی قوی و عقلانیہ ہوں مقدمے کی دوبارہ سماعت عدالت کی صوابدید پر منحصر ہوتی ہے[4]۔ اور گو سوالات واقعاتی کا تعلق خاص طور پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: اسکاک کیمریا) لا رپورٹ ۳ کوئنس بنچ ۱۲۵۔ جکس بنام ہارڈی۔ کرائٹن بیمن وراسکو۔ رپورٹس جلد ۱ صفحہ ۷۷۸۔ پالمس آف نیو کاسل بنام براڈلے ۲ ایلس وبلا کرنی رپورٹس ۲۲۱ لیکن دیکھئے فیصلہ لارڈ ڈنمان بمقدمہ ۴ کوئنس بنچ ۵۴۲۔ ۵۵۲۔

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۳۲۳۔

[2] ملک بنام جولیف۔ ۲ بارنوال وکرسول ۵۴۔

[3] شہادت از فلپس وایاس ۱۱۔ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۱۰/۴۱ طبع دہم

[4] دیکھئے دفعہ ۳۰۴۔

[5] شنڈل بنام براؤن ۸ ٹائمز رپورٹ ۱۲۷۔ ۱-رسل دریان ۱۷۱۔

جوری ہی سے ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ دادرسی و عدل گستری سے متعلق ہر امر پر عدالتوں کی نگرانی ہوتی ہے[1]۔ اس لیے وہ مقدمے کی دوبارہ سماعت کو منظور کر لیتی ہے۔ اگر کسی اہم قیاس واقعاتی یا مخلوط قیاس کو جوری نظرانداز صفحہ ۲۹
کر دیتی ہے۔ لیکن جب یکے بعد دیگرے متعدد جوریوں نے ایسے قیاس کو نظرانداز کیا ہو تو دوبارہ سماعتیں ہمیشہ منظور نہیں کی جاتی ہیں ایک عام اصول بطور کہا جا سکتا ہے کہ ایک یا دو۔ دوبارہ سماعتوں سے زیادہ منظور نہیں کی جاتی ہیں[2]۔ لیکن بعض مخلوط قیاسات ایسے ہیں کہ ان کا کرنا مصلحت قانون سہولت و انصاف کی رو سے اتنا ضروری ہے کہ عدالتیں ان کے لیے اس سے زیادہ عمل کریں گی۔ ان میں سب سے اہم طویل و مسلسل قبضے سے حق قدامت پر مبنی قدیم حقوق و عطاؤں کے وجود کا قیاس ہے[3]۔ لیکن شبہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا ان صورتوں میں بھی اصول وہی ہے جو ابھی بیان کیا گیا ہے[4]۔ یعنی اگر جوری جج کی سفارش کو — کہ ایسی شہادت پر یہ قیاس کرنا چاہئے — نظرانداز کرے تو عدالت اتنے ہی مرتبہ دوبارہ سماعت کا حکم دے گی جتنے مرتبہ کہ جوری ایسی سفارش کو نظرانداز کرے گی۔ ایسا کرنا جوری کے ذریعے سے سماعت مقدمے کو بالائے طاق رکھنا ہوگا۔ اور جب یکے بعد دیگرے مختلف جماعتوں نے

---

[1] گڈطن بنام گینس ۴ بروس ۸۰-۲۱۔ برٹن بنام تھامپسن ۲ بروس ۲۶۴۔

[2] فاسٹر بنام اسپل ۲ بنگہام سلسلۂ نو ۶۰۹۔ سوئنرٹن بنام دی مارکوئیس آف اسٹافرڈ (Swinnerton v. The Morquis of stafford) ۳ ٹاؤنٹن ۲۳۲۔ فاسٹر بنام آلینبی (Allenby)
۵ ڈاولنگ رپورٹس ۶۱۹/۷۱۔ ڈیوس بنام روبر ۲ جورسٹ سلسلۂ نو ۱۶۷۔

[3] چکستر بنام ہاردی۔ ۱۔ کرامپٹن۔ میسن و راسکو رپورٹس ۸۸۸-۵۹۸۔ از الڈرسن جج۔ گبسن بنام مسکٹ (Gibson v. Muskett.) ۲ اسکاٹ نیو رپورٹس ۶۱۹۔

[4] حقوق آرائش از گیل (Gale on Easements) طبع پنجم ۱۶۲۔ جس میں مذکورہ مقدمہ چکستر بنام ہاردی کا حوالہ دیا گیا۔

حلف لینے کے بعد ایک ہی خاص طریقے پر فیصلہ کیا ہو تو یہ قیاس کرنا زیادہ صحیح ہوگا کہ انھوں نے معقول وجوہات بغیر ایسا نہیں کیا ہوگا۔ اعلیٰ عدالتوں نے دوبارہ سماعتوں سے اپنی ناپسندیدگی اکثر ظاہر کی ہے۔[1]

ذیلی فصل (۳)

متضاد قیاسات

	صفحہ اصل کتاب	صفحہ ترجمہ
اصول کہ "قیاس قائم ہو تو مخالف امر کو ثابت کرنا ہوتا ہے"	۲۹۰	۵۰۶
متضاد قیاسات	۲۹۱	۵۰۸
ان کے متعلق اصول	۲۹۱	۵۰۸
۱۔ خاص قیاسات عام قیاسات پر ترجیح رکھتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔	۲۹۲	۵۰۹
۲۔ قیاسات جو طریق فطرت سے کئے جاتے ہیں اتفاقی قیاسات سے قوی ہوتے ہیں۔	۲۹۳	۵۱۱
۳۔ وہ قیاسات پسندیدہ ہیں جو افعال کو صحیح گردانتے ہیں	۲۹۴	۵۱۲
۴۔ معصومی کا قیاس قانون کا پسندیدہ ہے۔	۲۹۴	۵۱۳

دفعہ ۳۲۸ : جو کچھ کہا جاچکا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس اصول کو کہ "قیاس قائم ہو تو مخالف امر ثابت کرنا ہوتا ہے"[2] بہت کچھ قید و بند کے ساتھ قبول

---

[1] فلیس بنام ایرمن ۱۸۲۵ء ۲ استدلالات ۱۸۰، میٹروپالیٹن ریلوے کمپنی بنام رائٹ ۱۸۸۶ء ۱۱ استدلالات مرافعہ ۱۵۲۔
[2] کمن مسنفہ گلک ۲، ۲۱۲ ب، انگلستان صفحہ ۱۹۵ الف ۲ گلک ۳: ب ہوبارڈ رپورٹس ۷، ۲۹۱ جگ سنٹ ۱

کرنا چاہیئے۔ یہ اصول نہ تو ناقابل تردید قیاسات (قطعی قیاسات قانونی) پر ص ۲۹۱
قابل اطلاق ہے۔ جن کی ماہیت ہی یہ ہوتی ہے کہ ان کے خلاف
کوئی شہادت پیش ہی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ان قیاساتِ واقعاتی پر
جن کو خفیف قیاسات کہتے ہیں۔ اور اسی لیے یہ اصول لازماً قانون
و واقعات کے ایسے مخلوط قیاسات اور قیاسی شہادت کے کثیر التعداد
ایسے اجزا تک محدود ہوتا ہے جن سے بار ثبوت ان فریقوں پر جا پڑتا
ہے۔ جن کے خلاف یہ قیاسات وغیرہ ہوتے ہیں۔

دفعہ ۳۲۹: کسی بھی قسم کے قابل تردید قیاسات کی تردید بلا واسطہ
شہادت سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور قیاسی شہادت سے بھی[۱]۔ اور عدالت
کو کسی قیاس کی جو بصورت دیگر مسلسل جدید رواج کی وجہ سے پیدا ہوتا
تردید کے لیے کسی واقعے کی از خود عدالتی اطلاع بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً
نکاح کی فیس مقرر کرتے وقت قیمت زر میں اضافے کی[۲]۔ نیز اکثر یہ بھی
ہوتا ہے کہ ایک ہی واقعات کو جب مختلف نقطہ ہائے نظر سے
دیکھا جاتا ہے تو وہ متضاد قیاسات کی اساس بن جاتے ہیں۔ اور ان
دونوں صورتوں میں یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ان متضاد قیاسات کی اضافی
وقعت کا تصفیہ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ متضاد قیاسات قانونی کی اضافی
وقعت کا تصفیہ عدالت یا جج کرتا ہے ــــ جس کے فرائض میں یہ بھی داخل

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: مقدمہ ۶۲۲۔ شرومات بلاکسٹن ۳۷۱۔ جلد سوم

[۱] بریڈی بنام کیوبٹ ڈگلاس ۳۱۔۳۹۰۔ از لارڈ مانسفیلڈ جین بنام پرائس ۵ ٹانٹن ۳۲۶۔۳۲۸
از جسٹس جبیش۔ رکرڈس بنام ممفورڈ (Rickards v. Mumford) ۲ فلپس ۲۴ و ۲۵۔ اور سرجان نکول
ڈوڈی بنام ہارسین ۴ کاس جج ۲۴۶، سیمپسن بنام ڈینڈی (Simpson v. dendy) ۸ کامن بنچ (اسلسلہ
نو) ۴۳۳ منو جبیس بر قیاسات کتاب اسکر ۳۰۲۹۔۳۱۔ ثبوت قطعی از ما سکارڈس ۱۳۱۲۔

[۲] براؤنٹ بنام فٹ سنہ ۱۹۲۶ کلا رپورٹ ۲ کوئینس بنچ ۱۲۱۔ جس کی تصدیق ۱۳ ایضاً ۹۰۴ میں کی گئی۔

داخل ہوتا ہے کہ جیوری کی توجہ پلیڈنگ کی وجہ سے متعینہ بار ثبوت اور مقدمے کی شہادت کی طرف منعطف کرائے۔ اور گو سوالات واقعاتی کا تصفیہ جیوری کا مخصوص دائرہ ہوتا ہے لیکن ان کو چاہیے کہ دیوانی مقدمات میں بار ثبوت اور متضاد قیاسات کی وقعت کے ان اصولوں سے ہدایت حاصل کریں جن کو قانون تسلیم کرتا ہے۔ اور جن کا ماخذ قدرتی نصفت و سہولت میں پایا جاتا ہے۔ تاہم یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہر قیاس قانونی محض اسی کی وجہ سے ہر قیاس انسانی یا مخلوط قیاس سے قوی ہوتا ہے۔ کیونکہ دراصل اس امر کا تصفیہ کہ ان دو قیاسات میں سے کس کو ترجیح ہونی چاہیے ہر ایک کی ماہیت کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً قیاس معصومی قیاس قانونی ہے۔ لیکن روازنہ کے عملدرآمد سے ظاہر ہے کہ اس کی کامیابی سے تردید اس قیاس سے ہوتی ہے جو مال مسروقہ کے جدید قبضے سے پیدا ہوتا ہے[1]۔ اور جو زیادہ سے زیادہ صرف مخلوط قیاس ہوتا ہے۔

دفعہ ۳۲۳: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متضاد قیاسات کے مضمون پر انگریزی قانون کے مصنفین نے کچھ توجہ ہی نہیں کی لیکن رومی فقہا نے اس کے متعلق بہت سے اصول قرار دئے ہیں۔ ان میں سے بعض قابل ۲۹۲ اعتراض ہیں[2]۔ لیکن حسب ذیل اصولاً صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ اور بشرطیکہ

---

[1] دیکھیے دفعات ۱۱۲۔۱۱۳۔۲۱۴۔

[2] علاوہ ان اصولوں کے جن کا اس باب میں ہم نے ذکر کیا ہے منوچیس نے حسب ذیل اصول بیان کئے ہیں منوچیس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۲۹۔ نیز دیکھیے ایضاً دی اربیٹرریئیس جوڈیسم (de Arbitrariis Judicum) کتاب ۲ مقدمہ ۷۴۲) (۱) جو قیاس کہ اصل شے کو ثابت کرتا ہے اس سے قوی ہوتا ہے جو ضابطے سے متعلق ہوتا ہے۔ (۲) جو قیاس قانوناً کیا جاتا ہے۔ وہ اس قیاس سے قوی ہوتا ہے۔ جو تبرعاً کیا جاتا ہے۔ (۳) جو قیاس قانوناً کیا جاتا ہے وہ ان قیاسات سے زیادہ

ان کو صرف عام ہدایت کے اصول سمجھا جائے۔ عالمی وجوب کے اصول تصور نہ کیا جائے تو وہ عملدرآمد میں بھی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

دفعہ ۲۳۱: (۱) خاص قیاسات عام قیاسات پر ترجیح رکھتے ہیں۔[1] یہ بڑا اصول ہے اور غالباً یہ اس سے زیادہ عام اصول کی کہ "خاص قانون کے لیے عام قانون سے انحراف کیا جاتا ہے"[2] ایک شاخ ہے۔ یہ اس واضح اصول پر مبنی ہے کہ چونکہ تمام عام نتائج کی (ظاہر ہے کہ باستثنائے قطعی قانونی نتائج کے) بلا واسطہ شہادت سے تردید کی جا سکتی ہے۔ قدرتاً ان پر ان واقعات کا بھی اثر پڑے گا جو ان سے قریب تر ہیں۔ یعنی ایسے خاص قریبی واقعات و حالات کا جن سے وہ خاص نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ جو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ قوی و مضبوط ہوتا ہے جو عام قانون سے متعلق ہوتے ہیں لیکن یہ خاص قانون کے قیاس سے کمزور ہوتا ہے (۴) وہ قیاس زیادہ صحیح و قوی ہوتا ہے جو زیادہ مدت سے زیادہ صداقت سے مطابق ہوتا ہے۔ (۵) وہ قیاس جو حاثل قبضے سے متعلق ہوتا ہے اس قیاس سے زیادہ قوی ہوتا ہے جو کسی شے کو قبضے سے آزاد تصور کرتا ہے۔ (۶) منفی قیاس مثبت قیاس سے زیادہ قوی و مضبوط ہوتا ہے۔ (۷) قدرتی عقل پر مبنی قیاس قانونی۔ قانونی عقل پر مبنی قیاس سے زیادہ قوی و مضبوط ہوتا ہے۔ (۸) وہ قیاس زیادہ مضبوط و صحیح سمجھا جاتا ہے جو مساوات اور عدم مساوات یا نا انصافی کو ظاہر کرتا ہے۔ (۹) قیاس جو کسی واقعے کی طرف ہدایت کرتا ہے اس قیاس سے زیادہ قوی و مضبوط ہوتا ہے جو کسی عدم واقعہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ (۱۰) جو قیاس حالات ذہنی کو ظاہر کرتا ہے وہ زیادہ قوی و مضبوط ہوتا ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ذہنی حالت کے ثبوت بغیر کسی جرم کا قیاس نہیں کیا جاتا ہے۔

[1] منوچس بر قیاسات کتاب ۱ مسئلہ ۲۹۔ نوٹ ۱۰۵۔ ایضاً دی ازبیر پریس جوڈیسیم کتاب ۲ مقدمہ ۱۱۹۔ نوٹ ۴ وغیرہ متعدد قانون روما مصنفہ ہومبرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۳۰۔ ایضاً مواقف قانونی مطابق پانڈکٹ (Id. Positiones Juris sec. Pand.) کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۴۔ ثبوت قطعی از ماسکاردس ۱۲۲۱۔ نوٹ ۵۰۔ شہادت از بچ تھیے۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۴۲۔

[2] ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷ دفعہ ۸۰۔ نیز دیکھئے فرامین پاپائی از سکسٹس کتاب ۵ عنوان ۱۲ متعلق قواعد

خاص صورت میں عام قیاس کے اطلاق کی نفی کرتے ہیں۔ مثلاً کسی اراضی کی حقیت مستقل کا مالک ان دھاتوں کا بھی مستحق سمجھا جاتا ہے جو اس میں پائے جائیں[۱]۔ لیکن اس قیاس کی تردید اس قیاس سے ہوتی ہے جو اس کے اس متمتع نہ کرنے اور دوسروں کے اس سے متمتع ہونے سے پیدا ہوتا ہے[۲] اسی طرح گو اراضی کا قبضہ اور لگان کا وصول کرنا اس کی حقیت مستقل کی شہادت ہوتی ہے تاہم ایک مقدمے میں جب دعویدار نے ایک حکمنامۂ حق کے تحت ایک کئی پشت اوپر کے دادا سے حق پہنچنے کا اظہار کیا تھا۔ قرار دیا گیا کہ اس قیاس کی یہ ثابت کرنے سے تردید ہوگئی کہ دعویدار اور اس کا باپ جس کے سلسلۂ نسب کو مذکورۂ بالا حد تک پہنچایا گیا تھا۔ عرصۂ دراز تک اشخاص غیر کو اسی اراضی پر قابض رہنے دیے۔ حالانکہ وہ خود قریب رہتے تھے۔ اور اس امر سے لازماً واقف تھے[۳] کسی دریا میں موج کا ہونا اس کے قابل جہازرانی ہونے کی قیاسی شہادت ہے[۴] لیکن اس قیاس کی تردید اس شہادت سے ہو سکتی ہے کہ نہر تنگ تھی یا نالہ گہرا نہیں تھا۔ یا خانگی افراد نے مالکانہ افعال کیے جو عام حق جہازرانی کے منافی تھے[۵]۔ قیاس معصومی نہایت عام و پسندیدہ قانون قیاس ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم روزانہ دیکھتے ہیں جرم کو قیاسی شہادت سے ثابت کیا جاتا ہے۔ جب توہین تحریری کی اشاعت ثابت کردی جائے تو

م۲۹۳

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ قانونی قاعدہ ۳۴۰۔

[۱] روبکنا بنام ولسن ۔ مقدمات دارالامراء ۳۴۰۔

[۲] روبنام برنٹن (Rowe v. Brenton) مبارن وال بکر سول رپورٹس ۲۱، ۳۲۔ رسل دریان ۴۴۳ روبنام گرین فل۔ رسل ولی رپورٹس ۳۹۲۔

[۳] جین بنام پرایس ۱۸۲۵ء ۵ ٹانٹن ۳۲۶۔ ۱۵ رسل وریان ۵۱۸۔

[۴] مائیلس بنام روسر ۱۸۱۴ء ۵ ٹانٹن ۷۰۵ ؛ ۱۵ رسل وریان ۶۲۳۔

[۵] مائیلس بنام روسر۔ ۵ ٹانٹن ۷۰۵۔ ۱۵ رسل وریان ۶۲۳۔ ملک بنام مائیٹنگ ۳ بارنول و کرسول

کینے کا قیاس کر لیا جائے گا[۱]۔ جیسا کہ الزام قتل میں بھی واقعۂ قتل سے کینے کا قیاس کر لیا جاتا ہے[۲]۔ اسی طرح جب کسی توہین تحریری کو کوئی ملازم اپنے اپنے معمولی فرایض کی ادائی میں فروخت کرتا ہے تو ــــ کم از کم قانون توہین تحریری ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۹۶ دفعہ ۷ کے بعد سے[۳] ــــ تو مالک کے توہین کو شایع کرنے کی یہ صرف قیاسی شہادت ہوتی ہے[۴]۔ اسی طرح یہ کلیسائی عدالتوں کا اصول سمجھا جاتا رہا ہے کہ جب ناجائز تعلقات کا وجود ثابت کر دیا جائے تو اس کے جاری رہنے کا اس وقت تک کیا جائے گا۔ جب تک فریقین ایک ہی مکان میں رہیں[۵]۔ لیکن ہر واقعہ یا خاص نتیجہ ایسا نہیں ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے قانون یا واقعہ کے عام قیاس کو ترک کر دیا جا سکے۔

دفعہ ۳۳۲: (۲) قیاسات جو طریق فطرت سے اخذ کئے جاتے ہیں وہ اتفاقی قیاسات سے زیادہ قوی ہوتے ہیں[۶]۔ یہ ایک نہایت ہی عام اصول ہے جو فطرت کے کاموں کی یکسانیت و پائداری سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اور جو اس امر کو قرین قیاس کر دیتا ہے کہ انسانی گواہیاں یا خاص حالات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۵۹۰ مسٹر آف لن بنام ٹرنر۔ کوپر ۸۶۔

[۱] ہیریا بارلیس بنام وسن ۱۸۲۹ء صوبار تواں وکرسول رپورٹس ۶۴۳-۳۴ رسل وریان ۲۸۴۔

[۲] کریون لاز فاسٹرہ ۲۵۵۔ ۱۹۰ پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد اصفحہ ۴۵۵۔ ایلیس آف دی کراؤن از ایسٹ ۲۴۴۔

[۳] ملک بنام ۱۸۲۹ء ۲ اسپناس ۲۱-رسل وریان ۵۰۰۔ ملک بنام گچ ۱۱ موڈی و ماکن ۳۴۷۔

[۴] ٹرش بنام ٹرش ۲ ہاگرڈ مقدمات نو ۳۵۰۔

[۵] سوجیس بر قیاسات کتاب امسلہ ۹ و ۲ نوٹ نو ایضاً ی ار بٹر یس جو ڈیسیم کتاب ۲ مقدمہ ۲۰۲ نوٹ ۱۹۔ شہادت مصنفہ ماسکارڈس مسلہ ۱۰ نوٹ ۱۔

[۶] اور ثبوت قطعی ۱۳۲۱۔ نوٹ ۱۷۔ ۱۸۔ مقدمۂ قانون اردا از مید ہیرس کتاب ۲ عنوان ۲ نوٹ ۱۸۔ ایضاً موافق قانونی حسب پانڈکٹس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۴۔

جو ایسے نتیجے کی طرف ہدایت کرتے ہیں جو خلاف قوانین فطرت ہوتا ہے۔
وہ اس خاص صورت میں مغالطہ آمیز ہوتے ہیں۔ "عظیم ترین قوت
فطرت کی ہوتی ہے"[1] مثلاً ایک سارگوالی کندرے کے چالان سرقے
میں قیاسی شہادت کی کسی زنجیر یا بلکہ کسی عینی شاہد کی صریحی گواہی کا
یہ غالباً کافی جواب سمجھا جائے گا کہ زیر بحث کندرا اتنا بڑا اور وزنی تھا
کہ قوی سے قوی دس آدمی بھی اس کو ہلا نہیں سکتے تھے[2]۔ سرقہ بالجبر کے
الزام کی جو کوئی قوی آدمی کسی لڑکی یا بچے پر یا زنا بالجبر کے الزام کی جو کوئی
ورزشی عورت کسی بڈھے یا لاغر آدمی پر لگائے اسی طرح تردید کی جائیگی
۲۹۴ اسی طرح یہ بھی ایک حد تک مصلحت عامہ کے اصول پر مبنی ہے[3]
کہ سیانگی کا ہمیشہ قیاس کر لیا جاتا ہے۔ اس وقت بھی جب کہ ملزم پر
کوئی ایسا الزام ہو جس کی سزا موت ہوتی ہے[4]۔ اسی عنوان کے تحت
وہ مثالیں بھی آتی ہیں جن میں دیکھا گیا ہے کہ قیاسات جو قدرتی جذبات
محبت سے مستنبط ہوتے ہیں وہ دوسرے قیاسات پر اور منجملہ ان کے
ان قیاسات پر جو قبضے سے پیدا ہوئے ہیں ترجیح رکھتے ہیں جیسا کہ
حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے سے جس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ ظاہر
ہے[5]۔ اسی طرح جب ماں یا باپ بچے کو کوئی رقم دیتے ہیں تو ہبہ نہ کہ قرض
دینے کا قیاس کیا جاتا ہے[6] اور ضمنی ضمانت کا تحت نظریہ بھی ایک حد تک

---

[1] ۲ انسٹیٹیوٹ ۴ ۵۶ بجوڈن ۳۰۹۔

[2] منوچیس براریٹر بریس جوڈیسم کتاب ۲ مقدمہ ۲۷۴ نوٹ ۲۱۔

[3] دیکھیے دفعات ۲۳۴ تا ۲۳۸۔

[4] دارالامراکو ججوں کا جواب ۱۰ اسکاٹ رپورٹ تو ۵۹۵۔ اکیارنگشن وکرون ۱۳۱۔ ملک بنام اسٹوکس ۳ کیارنگشن وکرون ۱۸۵۔ دیکھو شہادت از فیسن طبع ششم ۶۸۰۔

[5] کنگس ۳-۱۶۔ اوپر ذیلی فصل ۲۔

[6] ڈائجسٹ کتاب ۱۰ عنوان ۱ فقرہ ۵ و بیش بریڈ نرکشن کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۵۔ آخر میں

اسی اصول کے ایک کھینچے تانے ہوئے اطلاق پر مبنی تھا۔[۱]

دفعہ ۳۳۳: (۳) وہ قیاسات پسندیدہ ہیں جو افعال کو صحیح گردانتے ہیں[۲]

اس اصول پر کہ "ہر امر کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ وہ باضابطہ طور پر کیا گیا" آیندہ غور کیا جائے گا[۳] اور یہاں صرف ان چند مثالوں کو بیان کر دینا کافی ہے جن میں اس قیاس کو دوسرے پسندیدہ قیاسات پر مثلاً قیاس معصومی پر ترجیح دی گئی ہے۔ کسی پولس والے کے الزام قتل پر یہ واقعہ کہ اس نے علانیہ پولس کے جوان کی حیثیت سے کام کیا ہے اس کے پولس سے تعلق کا کافی ثبوت ہے۔ اس کے تقرر کے کاغذات کو پیش کرنا ضروری نہیں[۴]۔ اور دروغ حلفی کے بالان میں کہ ایک ماتحت کلیسائی جج کے سامنے جھوٹا حلف اٹھایا گیا۔ بادی النظر میں یہ ثابت کرنا کافی ہے کہ حلف دینے والے نے اسی حیثیت سے حلف دیا تھا۔[۵]

دفعہ ۳۳۴: (۴) قیاس معصومی پسندیدۂ قانون ہے[۶]۔ یہ ایک بہت ہی مشہور و متعارف اصول ہے۔ اور کل تعزیرات میں پایا جاتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ از بیلی جسٹس بمقدمہ پاپ بنام کیٹس ۲ بار نوال و کرسول ۲۹-۷۱۔

[۱] لٹلٹن از کک ۳، ۴۳۔ الف۔

[۲] مقدمۂ قانون روما از ہیو بیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۰۔ ایضاً مواقف قانونی حسب پانڈکٹس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۲۴۔ منوچیس بر قیاسات کتاب اسلہ ۲۹۔ نوٹ ۳۔ ایضاً ذی ابریری جوز لیسیم کتاب ۲ مقدمہ ۲ ۷۴۔ نوٹ ۲۔ ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۱۲۲۱ نوٹس ۲۰ و ۲۳

[۳] نیچے دفعات ۳۵۳۔ ۳۶۵۔

[۴] ملک بنام گارڈن۔ ایسٹ کراؤن لا ۵۱۵۔

[۵] ملک بنام دیرسٹ ۳ کیمبل ۴۳۲-۱۴ ایس دریائن ۷۷۵۔

[۶] مقدمۂ قانون روما از ہیو بیرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۷۔ ایضاً مواقف قانونی حسب پانڈکٹس

اسی طرح وہ دیوانی کارروائیوں میں بھی کارفرما ہے۔ مقدمہ بنام باشندگان ٹوئنگ[1] (Rv. the Inhabitants of Twyning) میں جو متضاد قیاسات کے مضمون پر ایک ہدایتی مقدمہ ہے سشن سے بھیجے ہوئے ایک مقدمے سے ظاہر تھا کہ ایک فقیر عورت نے اس زمانے سے سات سال پہلے ایک شخص رچرڈ ونٹر (Richard Winter) سے نکاح کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ چند ماہ رہی۔ جس کے بعد وہ سپاہیوں میں بھرتی ہو کر بیرون ملک فوجی نوکری پر چلا گیا۔ اور پھر اس کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ اس کے جانے کے بارہ مہینوں بعد ہی اس عورت نے فرانسس برن (Francis Burns) سے نکاح کر لیا۔ اس شہادت پر عدالت کونسل بنچ نے جو بیلی و بسٹ جسٹس (Bayley & Best JJ.) پر شامل تھی قرار دیا کہ دوسرے نکاح کی اولاد کو صحیح النسب سمجھنا چاہئے۔ اور اول الذکر جج نے کہا کہ "یہ ایک متضاد قیاسات کا مقدمہ ہے اور سوال یہ ہے کہ کس کو ترجیح ہونی چاہئے۔ قانون زندگی کے جاری رہنے کا قیاس کرتا ہے۔ لیکن وہ ارتکاب جرائم کے خلاف بھی قیاس کرتا ہے۔ اور دیوانی مقدمات میں بھی جب تک اس کے خلاف ثابت نہ کیا جائے یہی قیاس ہوتا ہے ... واقعات یہ ہیں کہ فقیرہ کا فرانسس برن کے ساتھ نکاح ہوا ہے جو بادی النظر میں صحیح ہے۔ لیکن اس نکاح سے ایک سال پہلے وہ رچرڈ ونٹر کی بیوی تھی۔ اور اگر وہ دوسرے نکاح کے وقت زندہ تھا تو یہ نکاح ناجائز تھا ۲۹۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۴۲۔ منوچیس بر قیاسات کتاب ۱ سوال ۲۹ نوٹ ۱۱۔ ایضاً دی آربٹریس جوڈیسم کتاب ۲ مقدمہ ۲۴۲۔ نوٹ ۲۵۔ قیوت قلمی از ماسکارڈس ۱۲۳۱۔ نوٹ ۴-۳۔ وغیرہ ڈلش بنام بارنڈ ۴ ایمپکیرام ۲۔ ممالک متحدہ امریکا میں قیاس معصومی تمام دوسرے قیاسات پر راجح رہتا ہے۔ بسٹ از مارگن صفحہ ۲-۶ بحوالہ ڈسٹ بنام ایٹ ایڈکنسن بہارش و دوسرے مقدمات۔

[1] ۲ برن وال و ایڈالفس ۳۸۶۔ ۲۰ رسل وریان ۴۰۸۔

[2] ۲ برن وال و ایڈالفس ۳۸۸۔

اور عورت ایک شوہر کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم کی مرتکب تھی۔ لیکن کیا ہم کو ونسٹر کے اس وقت زندہ ہونے کا قیاس کرنا چاہئے؟ اگر فقیر عورت کو ایک شوہر کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم پر چالان کیا جاتا تو صاف طور پر یہ ناکافی ہوتا۔ اور ثابت کرنا ہوتا کہ ونسٹر دوسرے نکاح کے وقت زندہ تھا۔ حجت کی جاتی ہے کہ اس کی موت کو ثابت کرنا چاہئے تھا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ قانون کا قیاس یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں تھا۔ اگر اس کے زندہ فرض کرنے سے کوئی دوسرا شخص کسی جرم کا مرتکب ٹھیرتا ہے۔ اس لیے میری دانست میں سشن نے صحیح فیصلہ کیا ہے کہ دوسرے نکاح کو صحیح قرار دیا ہے۔ بجز اس کے کہ پہلے شوہر کو دوسرے نکاح کے وقت زندہ ثابت کیا جاتا" یہ الفاظ مقدمے کی ضرورت سے زیادہ ہیں۔ اور یقیناً ان کی پوری طرح تائید نہیں کی جاتی جیسا کہ بعد کے مقدمۂ ملکہ بنام باشندگان ہاربورن (R. v. The Inhabitants of Harborne) سے ظاہر ہے[1]۔ اس مقدمے میں ایک فقیر عورت مسماۃ این اسمتھ (Ann Smith) کے حکم اخراج کی تائید میں ثابت کیا گیا کہ ۱۱ر اپریل ۱۸۳۱ء کو اس نے ایک شخص ہنری اسمتھ (Henry Smith) سے نکاح کیا تھا۔ جس نے اس کو بعد میں چھوڑ دیا۔ اس کے جواب میں ثابت کیا گیا کہ ہنری اسمتھ نے اس سے قبل اکتوبر ۱۸۲۱ء میں ایک دوسری عورت سے نکاح کیا تھا جس کے ساتھ وہ ۱۸۲۳ء تک رہا۔ اور اس کے بعد اس کو چھوڑ دیا اور یہ کہ وان ڈیمن لاینڈ (Van Diemen's Land) سے اس موخر الذکر عورت کے متعدد خطوط وصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک کو پیش کیا گیا۔ اور جس کی تاریخ دوسرے نکاح سے پچیس دن قبل کی تھی۔ سشن نے اس شہادت پر

[1] ملکہ بنام ہاربورن ۲ اڈالفس و ایلس ۵۲۰۔

قیاس کیا کہ پہلی بیوی دوسرے نکاح کے وقت زندہ تھی۔ اور حکم اخراج کو منسوخ کر دیا۔ جب مقدمہ بحث کے لیے عدالت کوئنس بنچ کے سامنے پیش ہوا تو بہت سے مقدمات کا حوالہ دیا گیا۔ اور ملک بنام ٹوپننگ پر سند بطور اعتماد کیا گیا کہ جو فریق پہلی بیوی کو زندہ اور اسی لیے شوہر کو مجرم ظاہر کرتا تھا۔ اس پر لازم تھا کہ دوسرے نکاح کے وقت تک اس کا زندہ رہنا ثابت کرے اور یہ کہ اس مقدمے میں قانونی قیاس کا جو اصول قرار دے دیا گیا ہے اس کی وجہ سے عدالت نکاح کے وقت تک زندگی کے باقی رہنے کو فرض نہیں کر سکتی۔ لیکن عدالت (لارڈ ڈنمان چیف جسٹس اور لٹل ڈیل و ولیمز جسٹس (Lord Denman, C. J. Littledale & Williams, JJ.) نے قرار دیا کہ عدالت سشن نے جو نتیجہ شہادت سے اخذ کیا ہے وہ صحیح ہے۔ لارڈ ڈنمان نے اثنائے فیصلہ میں اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا۔ کہ "ایک ہی امر جس سے میرے ذہن میں کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے وہ مقدمۂ ملک بنام ٹوپننگ میں بیلی جسٹس کا قرار دادہ نظریہ ہے لیکن اس مقدمے میں عدالت سشن نے قرار دیا تھا کہ مدعی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اس عدالت نے صرف یہی طے کیا کہ مقدمے سے کوئی قیاس ایسا نہیں پیدا ہوتا ہے۔ جس سے عدالت سشن کی قرارداد میں تبدیلی کی جائے۔ بیلی و بسٹ قابل جج جس نے یقیناً اس مقدمے کو بہت عام الفاظ میں فیصل کیا ہے۔ لیکن غالباً جس اصول پر انھوں نے عمل کیا وہ اس مقدمے کے فیصلے کے لیے ضروری نہیں تھا۔ میں اس موقع سے یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ کوئی لغو تصور نہیں ہو سکتا کہ ایسے سوالات واقعاتی کے متعلق بلالحاظ ان کے ساتھی حالات ——— مثلاً عمر و صحت فریق کے ——— کوئی غیر تبدیل پذیر قیاس قانونی ہو سکتا ہے۔ ایسا کوئی اٹل قیاس قانونی نہیں ہو سکتا . . . . . میں واقف ہوں کہ بیلی جسٹس نے اپنے فیصلے کو

متضاد قیاسات کی اساس پر مبنی کیا ہے۔ لیکن میری دانست میں ایسی صورتوں میں سوال صرف یہی ہوتے ہیں کہ کونسی شہادت قابل ادخال ہے اور اس سے انصافاً کیا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ فرض کرو کہ ایسا کوئی شخص دوسرے نکاح سے چند گھنٹوں قبل تک زندہ تھا۔ تو کیا اس وقت کوئی قیاس نہیں ہوگا۔ قیاس معصومی اس مفروضہ قیاس جیسے قیاس کو روک نہیں سکتا۔ میری دانست میں کوئی شخص بھی ان حالات میں قیاس نہ کرے گا کہ وہ فریق دوسرے نکاح کے وقت زندہ نہیں تھا۔ عدالت کے دوسرے ارکان نے بھی ایسے ہی فیصلے کیے۔ ملک بنام باشندگان ٹوئننگ اور ملک بنام باشندگان ہاربورن کے مقدمات کے فیصلوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور نہ اس اصول کے متعلق جو ان دونوں فیصلوں میں پایا جاتا ہے کوئی حقیقی دشواری ہے۔ قیاس معصومی قیاس قانونی ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک اس کی تردید نہ کی جائے۔ ملک بنام ٹوئننگ قرار دیتا ہے کہ قیاس واقعہ تسلسل زندگی جو یہ ثابت کرنے سے پیدا ہوا تھا۔ کہ پہلا شوہر دوسرے نکاح سے ایک سال پہلے تک زندہ تھا۔ عدالت سشن یا جوری کے اندازے میں اول الذکر قیاس سے زیادہ وقیع نہ ہونا چاہیے۔ اور ملک بنام
ص ۲۹۷ ہاربورن طے کرتا ہے کہ یہ مدت اگر بارہ مہینوں سے کم کرکے ۲۵ دن کردی جائے تو صورت حال جدا ہوگی۔ اور یہ کہ سشن یا جوری اپنی صوابدید بموجب قیاس کرسکتی ہے کہ پہلا شوہر ابھی زندہ ہے۔ ان مقدمات کے متعلق اس نقطۂ نظر کی توثیق دارالامرا کے فیصلے سے جو بعد کے مقدمہ لاپسلے بنام گریرسن[1] (Lapsley v. Grierson) میں کیا گیا ہوتی ہے۔ ایک دوسرا عجیب مقدمہ ملکہ بنام ولشیر[2] (Reg. v. Willshire)

---

[1] لاپسلے بنام گریرسن ۔ ۱ ۔ مقدمات دارالامرا ۔ صفحہ ۴۹۸ ۔ ۳ ۔ ۷ رسل و ریان ۱۳۲ ۔

[2] ملکہ بنام ولشیر سنہ ۱۸۸۱ء ۶ کوئنس بنچ ڈیویژن ۳۶۶ ۔ کراؤن کیسیس پنجم فقرہ ۔

کا ہے۔ اس مقدمے میں ولشیر نے جس کو ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے سنہ ۱۸۷۹ء میں نکاح کرنے کے الزام پر سنہ ۱۸۸۰ء میں چالان کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۸۶۴ء میں نکاح کیا تھا۔ سنہ ۱۸۶۸ء میں اس کو ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم پر سزا دی گئی تھی۔ سنہ ۱۸۶۸ء میں اس نے پھر نکاح کیا تھا۔ اور سنہ ۱۸۷۹ء میں اور ایک دفعہ جب تک وہ عورت جس سے اس نے سنہ ۱۸۶۸ء میں نکاح کیا تھا زندہ تھی۔ اس طرح پر سنہ ۱۸۷۹ء کے نکاح کا معمولی کے ساتھ کئے جانے اور اسی لیے صحیح ہونے کا قیاس پیدا ہوا۔ لیکن قیدی کے ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے فیصلۂ سزا کو شہادت میں پیش کرنے سے ثابت ہوا کہ سنہ ۱۸۶۴ء میں ایک ایسی عورت سے جو کم از کم سنہ ۱۸۶۸ء تک زندہ تھی۔ اس کا ایک صحیح نکاح ہوا تھا۔ اس طرح پر ایک قیاس تسلسل زندگی — یعنی اس عورت کی زندگی کے تسلسل کا جس سے اس نے سنہ ۱۸۶۴ء میں نکاح کیا تھا — پیدا ہوا۔ اور قرار دیا گیا کہ یہ ایک جوری کے لیے سوال واقعاتی ہے کہ وہ بتائے کہ آیا سنہ ۱۸۶۴ء کی بیوی اس وقت جب کہ اس نے سنہ ۱۸۶۸ء میں نکاح کیا تھا۔ زندہ تھی یا نہیں۔ اور فیصلۂ سزا کو اس بناء پر منسوخ کر دیا گیا کہ یہ سوال جوری پر نہیں چھوڑا گیا تھا۔ اس مقدمے سے متعلق ملحوظ رکھئے کہ (۱) اگر مقدمے کی سماعت جوری کو مناسب ہدایت کے ساتھ ہوتی۔ تو قیدی کی برأت اگر اس کو بری کیا جاتا تو اس بنا پر ہوتی کہ جوری اس کو ایک ایسے جرم کا مجرم سمجھتی تھی جس کے لیے اس کو چالان نہیں کیا گیا تھا۔ (۲) فوجداری پلیڈنگ کی سختی کی وجہ سے علی سبیل البدل چالان نہیں ہو سکتا تھا۔ (۳) فوجداری ضابطے کی سختی کی وجہ سے جوری کو مناسب ہدایت دے کر دوبارہ سماعت نہیں ہو سکتی تھی۔ اور (۴) گو قیدی نے اپنی بیوی کے تسلسل زندگی کا قیاس اتنے بہت سے نکاحوں کی بنا پر چالان کے جواب میں جو کہ بیوی سے نکاح کے بعد ان عورتوں میں سے کسی کی زندگی میں نکاح کرنے پر مبنی تھے پیش کر سکا۔

لیکن باوجود اس کے اس بیوی کی زندگی میں پھر نکاح کرنے کی وجہ سے چالان ہونے پر اس نے اس کی سات سالہ عدم موجودگی سے فائدہ اٹھایا۔

فصل دوم

قیاسات قانونی و واقعاتی جو معمولاً عملدرآمد میں پائے جاتے ہیں

دفعہ ۳۳۵: قصد ہے کہ اس فصل میں ان قیاسات قانونی و واقعاتی پر جو عملدرآمد میں معمولاً پائے جاتے ہیں غور کیا جائے۔ ان پر ترتیب ذیل میں غور کیا جائے گا:-

۱۔ لاعلمی قانون کے خلاف قیاس۔
۲۔ قیاسات جو طریق فطرت سے مستنبط کئے جاتے ہیں۔
۳۔ فعل بیجا کے خلاف قیاس۔
۴۔ حلت یا جواز افعال کی موافقت میں قیاس۔ ص ۲۹۸
۵۔ قیاسات جو قبضہ و استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔
۶۔ قیاسات جو بنی نوع انسان کے معمولی عمل۔ معاشرے کے عادات و دستور تجارت سے پیدا ہوتے ہیں۔
۷۔ اشیا کے اسی حالت میں باقی رہنے کا قیاس جن میں کہ وہ ایک مرتبہ تھیں۔
۸۔ قیاس خلاف مرتکب فعل ناجائز (غاصب)۔
۹۔ قیاسات قانون بین قومی۔
۱۰۔ قیاسات قانون بحری۔
۱۱۔ متفرق قیاسات۔

ذیلی فصل (۱)

قیاس خلاف لاعلمی قانون

دفعہ ۳۳۶: قانون اپنے احکام سے لاعلمی کے خلاف قطعی قیاس کرتا ہے۔ یہ ایک قطعی و ناقابل تردید قیاس قانونی ہے کہ تمام اشخاص (بشمول اجانب[1]) کے متعلق بھی جو کسی ایسے قانون کے ماتحت ہوں جو حسب ضابطہ نافذ کیا گیا ہے یا جو اپنی تاثیر و قوت یاد سے باہر قدیم رواج سے حاصل کرتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر جن کو اس کتاب کے مقدمے میں بیان کر دیا گیا ہے[2] سمجھا جائے گا کہ وہ قانون سے اس حد تک واقف ہیں کہ اس کے احکام کی خلاف ورزی پر سزا کے مستوجب ہوتے اور اپنے تمام افعال کو ان کے قانونی اثرات و نتائج کی واقفیت کے ساتھ

---

[1] ملک بنام الیسپ، کیمارنگٹن و جین ۵۶ء م۔

[2] دیکھیے دفعہ ۴۵۔

کرتے ہیں[1]۔ قانون سے ہر شخص کے واقف ہونے کا قیاس ہوتا ہے۔ اس سے لاعلمی کسی کو معاف نہیں رکھتی[2]۔ اسی اصول کی بنا پر جو رقم قانون کی غلطی کی بنا پر دی جائے واپس نہیں لی جاسکتی[3]۔ گو جو رقم واقعے کی غلطی کی بنا پر دی جائے واپس لی جاسکتی ہے[4]۔

قوانین پارلیمنٹ اس دن سے نافذ ہوتے ہیں۔ جس دن کہ انھیں شاہی منظوری حاصل ہوتی ہے۔ بجز اس کے کہ خود قانون ہی میں جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا حکم ہو[5]۔ اور اس صورت میں وہ اس روز سے
ص ۲۹۶ نافذ ہوتے ہیں۔ جس روز سے کہ اس طرح پر ان کے نافذ ہونے کے متعلق حکم ہوتا ہے۔ از منۂ ماضیہ میں ان کو اکثر اعلان شاہی کے ذریعے سے شایع کیا جاتا تھا۔ از منۂ جدیدہ میں ان کو ہمیشہ سرکاری مطبع میں چھاپا جاتا ہے۔ لیکن یہ کسی شخص کا بھی قانونی فرض نہیں ہے کہ ان کو چھاپ کر شایع کرے۔ اور نہ کسی سرکاری مطبع کی نقل کسی عام قانون کے مضامین کی شہادت ہوتی ہے۔ گو قانون شہادت سنہ ۱۸۴۵ء و ۹ وکٹوریا باب ۱۱۳۔ دفعہ ۳ کی رو سے وہ کسی مقامی قانون کے مضامین کی شہادت ہوتی ہے۔ کسی عام قانون کے مضامین کی واحد شہادت پارلیمنٹی رول (یا کاغذات) ہوتی ہے۔ اور شاہی منظوری کی پارلیمنٹ کو اطلاع۔

لہ ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ مکالمہ ۱۔ باب ۲۶ مکالمہ ۲۔ باب ۴۶ و ۴۷ - پلوڈن ۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-انگلستان ۱۷ ب ۱۷۷ لک ۳ ب۔ ۲ لک ۳ الف۔

۲ فتوحات بلاکسٹن ۲۷۔

۳ بلبی بنام لمبے سنہ ۱۸۰۲ء ۲ ایسٹ ۴۶۹ - ۶ رسل و ریان ۴۷۹۔

۴ کلمنس بنام ڈیکن سنہ ۱۸۲۶ء ۶ بارنوال و کرسول ۲۷۱۔ ۳۰ رسل و ریان ۴۹۰۔

۵ قانون آغاز قوانین پارلیمنٹ سنہ ۱۷۹۳ء ۳۳ جارج سوم باب ۱۳۔ قوانین موضوعہ از جلی طبع نجم عنوان قانون پارلیمنٹ۔ اس قانون سے پہلے ایک لغو و غیر منصفانہ مفروضہ قانونی کی بنا پر قوانین اس اجلاس کے پہلے دن سے نافذ سمجھے جاتے تھے۔ جس میں کہ وہ وضع ہوتے تھے۔ اِٹلس

اس کو بغیر کسی مزید اعلان کے قانوناً واجب العمل کرنے کے لیے کافی ہے[۱]
بہت سے جماعت ہائے عامہ کو منشور یا قانون موضوعہ کی رو سے ذیلی قوانین۔ قواعد و ضوابط یا احکام وضع کرنے کا اختیار ہے۔ ان کے نافذ ہونے کے لیے محض ان جماعتوں کی قرارداد یں کافی نہیں ہیں۔ باہر کی دنیا کے لیے ان کا کچھ نہ کچھ اعلان ضروری ہے[۲]۔ اور طریقہ اعلان بسا اوقات گو ہر وقت نہیں اس منشور یا قانون موضوعہ کی رو سے مقرر کیا جاتا ہے جس سے ذیلی قوانین وغیرہ بنانے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اگر اس طریقۂ اعلان کی پابندی کی جاتی ہے تو وہ ذیلی قانون وغیرہ قابل پابندی ہوتا ہے[۳] چاہے فی الواقع وہ معلوم ہو کہ نہیں۔ اور اگر اس طریقۂ اعلان کی پابندی نہیں کی جاتی ہے تو وہ ذیلی قانون وغیرہ ناقابل پابندی ہو جاتا ہے۔ گو فی الواقع وہ معلوم ہو۔ اور اگر کسی طریقۂ اعلان کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بنام ہرس ۱۸۹۲ء۔ ۲ ٹائمز رپورٹ ۶۶۔

[۱] [اس جملے سے غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ عام قوانین کے وجود و مضامین کی ہمیشہ عدالتی اطلاع رہتی ہے اسی لیے ان کے وجود کی کوئی شہادت ضروری نہیں ہوتی ہے۔ گو عدالتیں سہولت کی خاطر اپنے حافظے کو کسی سرکاری یا ماثل سرکاری طور پر چھپی ہوئی نقل سے تازہ کر سکتی ہیں۔ قانون شہادت ۱۸۴۵ء نے سرکاری چھپی ہوئی نقول کو مقامی قوانین کی شہادت بطور قابل ادخال ٹھیرایا کیونکہ ان کی عدالتی اطلاع نہیں ہوتی تھی اسی لئے ان کے وجود و مضامین کی کوئی معمولی شہادت ضروری تھی۔ لیکن اب قانون تعبیر و اطلاق قوانین ۱۸۸۹ء (۵۲ و ۵۳ وکٹوریا باب ۶۳) دفعہ ۹ کی رو سے تمام قوانین کی جو ۱۸۵۰ء کے بعد سے وضع ہوں چاہے ان کی نوعیت کچھ ہو۔ عدالتوں کو از خود اطلاع ہوتی ہے۔" اڈیٹر طبع دوازدہم]۔

[۲] دیکھئے ذیلی قوانین از لملے "Lumley on Bye-Laws" جہاں ان قوانین موضوعہ کی جو ذیلی قوانین کی اجازت دیتے ہیں ایک مکمل فہرست دی گئی ہے۔

[۳] دیکھئے مونٹے رام بنام ایسٹرن کونٹیس ریلوے کمپنی، کامن بنچ سلسلہ جدید ۵۸ جس میں عدالت نے (بہ اختلاف ولیمس جسٹس) اس قانون (۵ و ۶ وکٹوریا باب ۲۰) کے متعلق ایک فیاضانہ نقطۂ نظر اختیار کیا

صراحت نہ کی گئی ہو تو یہ کہنا مشکل ہے کہ کس طریقے سے وہ ذیلی قانون قابل پابندی ہوگا۔ بلاکسٹن عام طور پر اعلان قوانین کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "چاہے کوئی طریقہ استعمال کیا جائے۔ مشتہرین پر لازم ہے کہ اس کو نہایت ہی صاف واضح طریقے پر کریں اور مثل کالیگولا (Caligula) کے نہیں ہیں۔ جس نے (حسب بیان ڈیوکیسیس (Dio Cassius) اپنے قوانین کو نہایت ہی چھوٹے حروف میں لکھا۔ اور اس کو اونچے مناروں پر لٹکا دیا۔ تاکہ لوگوں کو زیادہ سہولت کے ساتھ دام میں لاسکے"۔ ہماری رائے میں یہ امر کہ کیا کوئی اعلان کافی تھا۔ ایک سوال قانونی ہے سوال واقعاتی نہیں اور اسی لیے اس سوال پر غور نہیں کرنا چاہئے کہ کیا کوئی خاص شخص جس کے خلاف کسی ذیلی قانون کے تحت کارروائی کی گئی ہو۔ اس سے واقف تھا بھی اور اس امر پر نظائر و احکام نہیں ہیں اور وہ بہت مشکل سوال ہے۔

فیکٹری و ورکشاپ ایکٹ (The Factory and Work Shop Act) سنہ ۱۹۰۱ء یکم ایڈورڈ ہفتم باب ۲۲ میں دفعہ ۱۲۸ کی روسے حکم ہے کہ اس کا ایک خلاصہ ہر کارخانے و ورکشاپ کے دروازے پر اس شکل و موقع سے لٹکانا چاہئے کہ سارے اجیر اشخاص اس کو آسانی سے پڑھ سکیں ۳۰۰

اور قانون قرض دہندگان سنہ ۱۹۰۰ء ۶۳ و ۶۴ وکٹوریا باب ۱۵ دفعہ ۳ کی روسے کمشنران محاصل داخلی کو قرض دہندوں کے رجسٹر کرنے کے لیے ضوابط بنانے اور ان کے رجسٹر نہ ہونے کی صورت میں ان پر تاوان مقرر کرنے کا مجاز گردانا گیا۔ حسب کمشنروں نے جو قواعد بنائے ان کا اعلان اس طرح کیا کہ مملکت متحدہ کے تمام ڈاکخانوں میں جن کی تعداد چودہ ہزار تھی ان کو آویزاں کر دیا۔

اب تک غیر منسوخ شدہ قانون جس کا عنوان ہے کہ "توپخانے کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ جس کی رو سے اعلان ضروری قرار دیا گیا ہے۔

قیام اور ناجائز کھیلوں کو منع کرنے کے لیے قانون"۔ ۳۳ ہنری ہشتم باب[1] ۹ کی رو سے کوئی کاشتکار۔ مزدور۔ مچھلیارا۔ یا وہ دوسرے اشخاص جن کا اس قانون میں ذکر ہے۔ گنجفہ یا دوسرے کھیل جن کی ایکٹ میں صراحت کی گئی ہے۔ سوائے کرسمس کے کسی دن نہیں کھیل سکتے۔ اور کرسمس کے دن بھی مصرحہ کھیل اپنے مالکوں کے مکان اور ان کی موجودگی میں کھیل سکتے ہیں۔ ذیل کا دفعہ بھی ہے:-

"اس غرض سے کہ ہر شخص کو اس ایکٹ کا علم ہو جائے۔ اور وہ اس کے خطرات و تاوانات سے محفوظ رہ سکے۔ حکم دیا جاتا ہے کہ تمام میئر۔ بیلف۔ شریف اور تمام دوسرے بڑے عہدہ دار سال میں چار مرتبہ یعنی ہر سہ ماہ کو ایک مرتبہ اس قانون کا ان کے حدود کی ہر مارکٹ میں اعلان کر دیں۔ نیز ناظمان عوالتی ناظمان محبس و ناظمان امن بھی اس قانون کا اپنے اپنے حدود اور اجلاسات پر اعلان کرا دیں"

اس قانون کا یہ دفعہ حرف غلط ہے۔ لیکن خود قانون پر بہت دن ہوئے کہ اسٹافرڈ شیر (Staffordshire) میں عمل کیا گیا ہے۔

اختیاری قوانین یعنی ایسے قوانین کے لیے جن کا اطلاق خاص مقدمات میں وہاں کے باشندوں یا عہدہ داروں کے ان کو اختیار کرنے پر۔ اور صرف اسی حد تک جس حد تک کہ وہ اختیار کئے جائیں۔ ہوتا ہے۔ لازماً کچھ نہ کچھ اعلان و اشتہار ضروری ہوتا ہے۔ قانون لیاں

---

[1] دیکھیے قوانین نظرثانی شدہ طبع دوم جلد ا برصفحہ ۵۰۴، ۳۰۵۔ قوانین موسومہ از جیٹی طبع پنجم ہم عنوان "کھیل و قمار" (Games and Gaming) اس قانون کو تجارت کے کھیلوں کی حد تک قانون نمبر ۸-۹ وکٹوریا باب ۱۰۹ دفعہ اکی رو سے منسوخ کیا گیا۔ حال حال میں اس قانون کو اسٹافرڈ شیر میں اتوار کے دن گنجفہ کھیلنے کے خلاف نافذ کیا گیا۔

خانۂ کلیسا (The Vestries Act) سنہ ۱۸۳۱ء - ا و ۲ ولیم چہارم باب ۶۰-
(جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ اختیاری قوانین میں سب سے پہلا قانون ہے) کے دفعہ ۸ کی روسے حکم ہے کہ اختیار کرنے کی واقعے کی اطلاع کو لنڈن "گزٹ" اور ایک یا زیادہ مقامی اخباروں میں شائع کریں۔ نیز اس کے علاوہ گرجہ کے دروازوں پر بھی اس کو آویزاں کردیں۔ دو جدید اختیاری قوانین صحت عامہ ــــ قانون انسداد امراض متعدی سنہ ۱۸۸۹ء اور قانون ترمیم قوانین صحت عامہ سنہ ۱۸۹۰ء ــــ کی روسے بھی ایسی ہی اختیاری اطلاعات (باستثنائے اطلاع گزٹ) اور ایسی ہی گرجہ کے دروازوں پر اطلاعات ضروری ہیں۔ نیز حکم ہے کہ اختیار کرنے والی قرارداد کے اثر پر کوئی اعتراض اس کے اچھی طرح مشتہر نہیں کئے جانے کی بنا پر پہلے مشتہر کیے جانے کی تاریخ سے تین مہینوں کے بعد نہیں کیا جاسکے گا۔

دفعہ ۳۴: عدالت ہائے انصاف کے متعلق بھی قیاس ہوتا ہے　　　ص ۳۰۱
کہ وہ قانون سے واقف ہوتی ہیں لیکن ایک دوسرے معنی میں۔ خانگی اشخاص کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ قانون سے صرف اپنی شخصی ہدایت کی حد تک واقف ہوتے ہیں۔ لیکن عدالتوں کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس سے اس حد تک واقف ہوتی ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو عدل گستری میں اس کو اطلاق دے سکیں[۱]۔ اور اسی وجہ سے پلیڈنگ میں امور قانونی کو بیان کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے[۲]۔

[۱] دیکھئے مال جبش کا فیصلہ بمقدمہ مارش ڈیل بنام فاکز ۲ کامن بنچ ۱۹، ۲۰-۲۱ اور دیکھئے بحث اٹارنی جنرل (سرجے بعد میں لارڈ کیمبل) بمقدمہ اسٹاکڈیل بنام ہانسارڈ ۱۸۳۹ء (Stockdale v. Hansard) ۹ اڈالفس وایلس ۱-۱۳۱-۲۸ رسل وریان بر صفحہ ۲۳۵۔

[۲] پلیڈنگس از اسٹیفن (Stephen's Pleadings) ۳۸۳۔ طبع پنجم پلیڈنگ۔ از چیٹی ۲۱۲ طبع ششم جلد ۱

بادشاہ کے متعلق بھی قیاس ہوتا ہے کہ وہ قانون سے واقف ہے " بادشاہ کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ تمام قوانین کو اپنے سینے میں محفوظ رکھتا ہے[1]" تاہم بعض صورتوں میں یہ دکھلانے کی اجازت ہوا ہے کہ تاج کے بعض عطا قانون کی غلطی کی وجہ سے کئے گئے ہیں[2]۔

ذیلی فصل (۲)

قیاسات جو طریق فطرت سے مستنبط کیے جاتے ہیں

	صفحہ اصل کتاب صفحہ ترجمہ
طریق فطرت سے قیاسات....	۲۰۱-۵۲۷
مادی............	۲۰۱-۵۲۷
حمل سے ہونے کی قابلیت..	۲۰۲-۵۲۸
جنین انسانی کی مدت حمل-	۲۰۲-۵۲۸
انتہائی مدت.....	۲۰۲-۵۲۹
اقل مدت......	۲۰۳-۵۳۱
اخلاقی.........	۲۰۳-۵۳۱
جو جذبات و احساسات قلب انسان سے مستنبط کئے جاتے ہیں	۲۰۴-۵۳۲

	صفحہ اصل کتاب صفحہ
قیاس جو رقم کے منتقل کرنے سے پیدا ہوتا ہے...	۲۰۴-۳
قیاس استفادہ.........	۲۰۵-۳
قیاس جو فایدے کے قبول کرنے کی آمادگی سے پیدا ہوتا ہے.........	۲۰۵-۳
قیاس کے ہر شخص اپنے افعال کے قدرتی نتائج کا ارادہ کرتا ہے.........	۲۰۵-۳

[1] گک برٹلٹن ۹۹-الف

[2] پلوڈن صفحہ ۵۰۲-شرحات بلاکسٹن ۴۴۳- ملک بنام کلارک افریقان رپورٹس ۲ دیکھئے مقدمۂ لگاٹ ۱۰ اگک ۱۰۹-

دفعہ ۳۳۸: قیاسات جو طریق فطرت سے مستنبط کئے جاتے ہیں۔ ان کے
متعلق عام طور پر کہدیا گیا ہے کہ وہ ان قیاسات سے جو اتفاقی طور
پر پیدا ہوتے ہیں۔ زیادہ وقعت کے مستحق ہوتے ہیں[1]۔ "فطرت
عظیم ترین قوت ہے[2]" اور ان کو مادی و اخلاقی میں تقسیم کیا جاسکتا
ہے۔ اول الذکر کی مثالیں یہ ہوسکتی ہیں کہ قانون اجسام فلکی کی رفتار۔
موسموں کے تغیرات اور دوسرے مادی مظاہر کو بمتابعت اصول کہ
"قانون طریق فطرت کا لحاظ کرتا ہے" ملحوظ رکھتا ہے[3]۔ لٹلٹن (Littleton)
کہتے ہیں[4] کہ "اگر کسی اسامی کا لگان ایک گل یا گلدستہ ہو جو یوم جشن ۳۰۲ص
سنٹ جان باپٹسٹ (St. John the Baptist) کو واجب الادا ہو۔
اور اگر ایسا اسامی سرما میں مرجائے تو زمیندار لگان کے لیے ضبطی نہیں لاسکتا
جب تک کہ گلاب کا موسم نہ آجائے اور پھول لگنے نہ لگیں"۔ اسی طرح قانون
قیاس کرتا ہے کہ تمام اشخاص میں بنی نوع انسان کی طاقتیں اور خصوصیتیں
ہوتی ہیں۔ مثلاً فہم معمولی۔ معمولی عمروں میں قوت تولید[5] وغیرہ۔ اسی لیے

---

[1] اوپر دفعہ ۳۳۲۔

[2] ۲ انسٹیٹیوٹ ۵۶۴۔ پلوڈن صفحہ ۳۰۹۔ پیچھے دفعہ ۳۳۲۔

[3] لٹلٹن مصنفہ کک ۲۲۹ الف۔ ۱۹۷ ب۔

[4] دفعہ ۱۲۹۔

[5] مقدمۂ قانون روما از ہیوبرس کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۷۔ عطا بہ قید اولاد کی صورت میں عورت
کبھی اتنا بوڑھا نہیں سمجھا جاتا ہے کہ اس کو اولاد نہیں ہوسکتی ہے جو عطا کے تحت وارث ہوگی۔ فلپس
وایماس ۴۶۲۔ نیز دیکھو رینالڈس بنام رینالڈس ۱۔ ڈک ۳۷۴۔ اور لانگ بنام ہامن ۵ جیمس
۵۰۰۔ بی علم اصول قانون مصنفہ ہاک صفحہ ۳۴۸ طبع ہفتم میں بہت سی مثالیں ایسی عورتوں
کی دی گئی ہیں جو ۵۰ بلکہ ساٹھ سال کی عمر کے بعد بچے جنی ہیں۔ و نیز دیکھئے مقدمۂ ڈگلاس
جس کو انھوں نے ۴۰۲ صفحہ پر بیان کیا ہے۔ کراکسٹن بنام مے ۱۸۷۸ء (Croxton v. May)
۹ چانسری ڈیویژن ۳۸۰۔ میں عدالت مرافعہ نے ایک ساڑھے چھپن سالہ عورت کے متعلق جس کو

پاگل پن۔ جنون وغیرہ کا قیاس کبھی نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک قطعی قانونی ہے کہ سات سال سے کمسن بچے ارتکاب جرم سنگین کے ناقابل ہوتے ہیں[1]۔ اور یہ کہ چودہ سال سے کم عمر والے مرد جماع کے ناقابل ہوتے ہیں[2] اور چودہ سال سے کم عمر کے مرد اور بارہ سال سے کم عمر کی عورتیں نکاح پر رضامندی ظاہر نہیں کر سکتے۔ اسی طرح سات اور چودہ سال کی درمیانی عمر کے بچے جرم سنگین کے ناقابل سمجھے جاتے ہیں لیکن ان میں کینہ توزفہم کا ثبوت دیا جاسکتا ہے اور اس صورت میں کہا جاتا ہے کہ کینے سے عمر کی کمی پوری ہو جاتی ہے[3]۔

دفعہ ۳۳۹: اسی عنوان کے تحت جنین انسانی کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم مدت حمل کے اہم و مشکل سوال آتے ہیں — یہ ایسے سوال ہوتے ہیں۔ جن کی میں بہت اہمیت و نزاکت ہوتی ہے۔ اور کسی غلط فیصلے سے نہ صرف اشخاص کے حقوق تلف ہو جاتے ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کبھی بچے نہیں ہوئے تھے لیکن جس کی شادی ہوکر صرف ساڑھے تین سال ہوئے کرنے سے انکار کردیا کہ اس کی عمر بچے ہونے کی نہیں رہی۔ مجرد عورتوں یا ایسی عورتوں کی صورت میں شادی کے بعد بغیر بچہ ہونے کے عرصہ گزر گیا ہو بچہ ہونے کی انتہائی عمر ۵۳ تا ۵۵ سال معلوم ہوتی ہینس بنام ہینس (Haynes v. Haynes) سنہ ۱۸۶۶ء ۳۵ لا جرنل چانسری ۳۰۳ اور کی نوٹ جس میں بہت سے ایسے مقدمات بیان کئے گئے ہیں جن میں عدالت چانسری ذاتی اس قیاس کی بنا پر حوالے کردی ہیں کہ عورتوں کو اب بچے نہیں ہوتے۔ ان ری واہٹ (In Re white) سنہ ۱۹۰۱ء۔ ا چانسری۔ ۵۷۰۔ ان ری تھارن سنہ ۱۹۰۱ء ویکلی نوٹس ۱۱۲۔ مطالعات

[1] فلیپس آف دی کراؤن از ہیل ۲۷۔ ۴ شرح حات بلاکسٹن ۲۳۔

[2] ایلیس آف دی کراؤن از ہیل ۶۳۰۔ ملک بنام فلیس، کیارنگش ویسٹ ۲۹، لک بنام ہیملو۹ ایضاً ۱ ۴ شرح حات بلاکسٹن ۴۳۶ ـ جلد ۱

[3] فلیپس آف دی کراؤن از ہیل ۲۶۔ ۴ شرح حات بلاکسٹن ۲۳۔

عورتوں کی عصمت تباہ اور خاندانوں کا چین خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ یہ طبی و قانونی مضامین ہیں۔ جن پر ان صورتوں میں جہاں ہم عصری قانون کے اصولوں سے پابند نہیں ہیں ماہرین علم اجسام و اطبا کے آرا کو لازماً بہت وقعت حاصل ہوتی ہے۔ انتہائی مدت حمل ـــــ حسب بیان
سرایڈورڈ کک "مدت مقرر کردہ قانون زیادہ سے زیادہ نو مہینے یا
صفحہ ۳۰۷ چالیس ہفتے ہوتی ہے"۔ اس پر وہ ایڈورڈ اول کے عہد حکومت کے پرانے مقدمے رابرٹ راڈ ول (Robert Rodwell) کا حوالہ دیتے ہیں[1] اور کتاب اسڈراس (Book of Esdras) کے ایک فقرے سے[2] اپنے موقف کو قوی بنانے کی کوشش کرتے ہیں[3]۔ لیکن یہ نظریہ قدیم اساتذہ کی رائے کے بموجب بھی صاف طور پر صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ اور عصر جدید کے اساتذہ نے اس سے اختلاف کیا ہے[4]۔ اور وہ تجربے کے بھی خلاف ہے۔ اکثر ممتاز اساتذہ کے قول کے بموجب معمولی مدت حمل نو شمسی مہینے ہوتی ہے[5]۔ لیکن دوسرے اساتذہ اس مدت کو دس قمری مہینے مقرر کرتے ہیں جو ۲۸۰ دن یا نو شمسی مہینے اور تقریباً ایک ہفتے کے مساوی ہوتی ہے[6]۔ ایک دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ تجربہ کار مرد دائیوں کی

---

[1] شلٹن از کک ۱۲۳۔ ب۔

[2] ۲ اسڈراس ۴۰۔۴۰۔۴۱۔

[3] مسٹر ہارگریف نے شلٹن مصنفہ کک کے اپنے اڈیشن میں ان کو جمع کیا اور قابلیت سے ان پر تنقید کی ہے۔

[4] رننگٹن ان ایجکٹ منٹ (Runnington on Ejectment) صفحہ ۳۰۳ و بعد۔

[5] شلٹن مصنفہ کک مطبوعہ ہارگریف ۱۲۳ ب نوٹ ۲ طبی علم اصول قانون از چٹی ۴۰۵۔

[6] طبی علم اصول قانون از بک (Beck's Medical Jurisprudence) ۲۵۶ طبع ہفتم نو شمسی مہینے ۲۷۳ یا ۲۷۵ دن ہو سکتے ہیں۔ لیکن دس قمری مہینے ۲۸۰ دن ہوتے ہیں۔ گاسکل بنام گاسکل ۲۳ ٹائمز رپورٹ اسٹ ۱۹۲۱ء میں لارڈ برکن ہڈ لارڈ چانسلر نے بچے کے شوہر کے

گواہی کے بموجب عورت کی اوسط مدت حمل استقرار نطفہ سے ۳۸۔ اور ۴۰
ہفتوں کے درمیان ہوتی ہے۔[1] لیکن سب اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ
مدت حمل میں چند دنوں یا شاید چند ہفتوں کا بھی فرق یا دیری ہو سکتی
ہے۔ کیونکہ مادی و اخلاقی بہت سے ایسے وجوہات ہیں۔ جن سے
وضع حمل قبل از وقت یا بعد از وقت ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا قوانین
قدرت ایسے مظاہر کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ جن میں مدت حمل معمولی
مدت سے ہفتوں بلکہ مہینوں زیادہ ہوتی ہے ایک غیر طے شدہ امر
ہے۔[2] اس میں تو شبہہ نہیں کہ بہت سی ایسی صورتیں صحیح کہ غلط پیش
آئی ہیں جن میں مدت حمل اس کی معمولی مدت سے بہت زیادہ
طول کھینچ گئی۔ قدیم مثالیں ایسی ملتی ہیں جن میں ممالک خارجہ کی
عدالتوں نے حقیقی یا مبینہ دس گیارہ۔ بارہ۔ تیرہ۔ اور چودہ بلکہ اس سے
زیادہ مدت حمل کے بچوں کو صحیح النسب قرار دیا ہے۔[3] فی الجملہ ہم
مناسب طور پر یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ مذکورہ بالا
مدت حمل طول کھینچ سکتی ہے۔ اس کی صحیح صورتیں بہت شاذ ہوتی ہیں۔[4]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ آخری جماع سے ۳۳۱ دن بعد پیدا ہونے پر زوجہ کے مرتکب زنا ہونے کا قیاس کرنے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ طبی معلومات کی موجودہ حالت میں مدت حمل کے لیے کوئی معین حد مقرر کرنا ناممکن ہے۔

[1] طبی علم اصول قانون از ٹیلر ۶۰۲-۶۰۷۔ طبع ہفتم۔

[2] طبی علم اصول قانون از ایک یاب و طبع ہفتم۔ طبی علم اصول قانون از جیٹی ۴۰۵-۴۰۶۔ طبی علم اصول قانون از ٹیلر ۵۲۵ باب ۵۴۔ طبع ہفتم۔

[3] ان مقدمات کی ایک بڑی تعداد طبی علم اصول قانون مصنفہ ایک ۳۶۲ تا ۳۷۶۔ طبع ہفتم میں جمع کی گئی ہے۔ و نیز ان دوسرے اساتذہ کی تصانیف میں بھی جنھوں نے اس مضمون پر خامہ فرسائی کی ہے۔

[4] ایک فرانسیسی مصنف کے مقولۂ ذیل سے اتفاق نہ کرنا مشکل ہے کہ "اگر ہم ان تمام واقعات کو جو قدیم و جدید مصنفین نے ۱۱ سے ۲۳ مہینوں تک وضع حمل کے بیان کئے ہیں تسلیم کریں تو

اور یہ کہنا شاید ہی ضروری ہو کہ اس قسم کی تحقیقات میں ماں کے چال چلن ص ۳۰۴
در روش پر غور کرنا حد درجہ اہم ہوتا ہے۔ نیز گواہی دینے والے گواہوں
کے چال چلن۔ اور جھوٹ یا جعل کے وجوہ تحریک بھی جو جانبین
میں ہو سکتے ہیں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

دفعہ ۳۴۰: اقل مدت حمل کے متعلق اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ عام طور پر کوئی جینے کے قابل بچہ پیدا نہیں ہو سکتا جب تک (۱۵۰) دن یا پانچ مہینے استقرار حمل کے بعد گزر نہ جائیں[1]۔ یہ صحیح ہے کہ بعض قدیم مقدمات اس کے خلاف ملتے ہیں[2]۔ لیکن ان پر شبہہ کیا گیا ہے[3]۔ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ جو بچے سات مہینوں سے پہلے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا جینا بہت ہی غیر اغلب ہوتا ہے اور یہ کہ سات مہینوں کے بعد بھی جینے کا امکان بچے کے خلاف ہی ہوتا ہے[4]۔

دفعہ ۳۴۱: اب ہم اس قسم کے ان قیاسات پر غور کریں گے جو اخلاقی دنیا کے مشاہدے سے مستنبط کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ عورتوں کے لیے اس میں بہت سہولت ہوگی اور اگر اتنی سہولت باپ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے ورثا کے پیدا کرنے میں دی جائے تو ہم جد ورثا کو تمام امیدیں ترک کردینی چاہئے سوائے اس کے کہ فی الواقع بانجھ پن ہو" (یادداشت ایسے بچوں کی صحیح النبی کے خلاف جن کا دیر سے پیدا ہونا بیان کیا جاتا ہے) مصنفہ لوئس (Louis, Memoire Centre L'egitimate des) (Naissances pritendues tradives.) یہ قول طبی علم اصول قانون مصنفہ ٹیلر صفحہ ۲۰۶ طبع ہفتم میں نقل کیا گیا ہے)

[1] طبی علم اصول قانون از ٹیلر طبع ہفتم صفحہ ۲۱۰۔
[2] ایضاً۔ اور طبی علم اصول قانون از چیورس ۴۰۶۔
[3] طبی علم اصول قانون از ٹیلر صفحہ ۲۱۰ طبع ہفتم۔
[4] ایضاً صفحہ ۲۱۲۔ طبی علم اصول قانون از ٹیلر ۶۱۵ و بعد طبع ہفتم۔

اساس وہ جذبات واحساسات ہوتے ہیں جو قلب انسانی کے لیے قدرتی ہیں۔ اور ان کی ایک مثال ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کے مشہور فیصلے میں دیکھ چکے ہیں[۱]۔ اسی اصول پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ قدرتی محبت اور پیار تمام دستاویزات کے جواز کے لیے کافی اخلاقی بدل ہوتا ہے۔ یعنی جہاں کہیں قانوناً قیمتی بدل ضروری قرار نہیں دیا گیا ہے[۲]۔ نیز وہ رقم جو والدین میں سے کوئی اپنی اولاد کو دے وہ قرض نہیں بلکہ ہبہ تصور کی جاتی ہے[۳] وغیرہ۔ اور یہ ایک اصول قانون ہے کہ کسی شخص کے متعلق قیاس نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اپنی اولاد پر دوسروں کی اولاد کو ترجیح دی ہے[۴]۔"

دفعہ ۳۴۲: قانون روما میں "جو شخص قرض ادا کرتا ہے کبھی اتنی غفلت نہیں کر سکتا کہ آسانی سے اپنی رقم ضائع کر دے۔ اور وہ قرض ادا کرے جو اس سے نکلتا نہ ہو[۵]۔ اور قانون عموی میں کسی دوسرے کو رقم دینے کا ۳۰۵
واقعہ ادائی قرضۂ سابقہ کی قیاسی شہادت ہوتا ہے۔ کسی ہبہ یا قرض کی قیاسی شہادت نہیں ہوتا[۶]۔ "ہبہ کا کبھی قیاس نہیں کیا جاتا[۷]۔"

---

[۱] اکنکس ۲-۱۶-

[۲] شرحمات بلاکسٹن ۲۹۷ - ڈائر ۲،۴ - قاعدہ ۱۱ پلوڈن ۳۰۶ - ۹ - ۳ - قانون از فنچ ۲۵-

[۳] ہک بنام کیٹس (Hick .v Keats) ۴ بارنوال وکرسول ۶۹ - ۷۱ از بیلی جسٹس "جو باپ اپنے بیٹے کو اختیار پدری سے آزاد کر کے محبت سے غیر ملک میں اپنا کارندہ مقرر کرے اور وہ بلا قصد باپ کی کچھ رقم ضائع کر دے۔ اور تقوے کی وجہ سے اس کو ادا کرنا چاہے تو اس کو نصف حصہ ادا کرنا چاہیے۔ کیونکہ باپ کے مرنے کے بعد یہ جائداد اسی کی ہوگی۔ اور یہ نصفت نہیں ہے کہ وہ کل نقصان اٹھائے" ڈائجسٹ کتاب ۱۰ عنوان ۲ دفعہ ۵۰ - نیز دیکھو ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۲،۷ -

[۴] تلش از گلک ۲،۳ - الف - اصول متعارفۂ قانون از ونگیٹ - ۲۸۵-

[۵] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۲۵ نیز دیکھئے شرح پانڈکٹس از دیٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۵-

[۶] ویلچ بنام سیبارن (Welch v. Seaborn) ۱ اسٹارکی ۴۷۴ - کیاری بنام گریش ۲ اسپنیاس ۹- آئمرٹ بنام والش ۴ ٹانٹن ۲۹۳ - بریٹن بنام کوپ اپیک ۱۳۱-

[۷] اٹیس بر ثبوت باب ۲ نوٹ ۱۰ -

دفعہ ۲۴۴: ایبٹ چیف جسٹس (Abbott, C. J) نے ٹاؤنسن بنام ٹکل[1] (Townson v. Tickell) میں کہا کہ "بادی النظر میں ہر جائداد کے متعلق چاہے وہ وصیت نامے کے ذریعے سے دی گئی ہو یا اور طرح پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس فریق کے فایدے کے لیے ہوتی ہے۔ جس کو وہ دی جاتی ہے۔" اور بعض وقت اس مفروضے پر قیاسات قایم کئے جاتے ہیں کہ کسی شخص کے متعلق قیاس کرنا چاہئے کہ وہ فایدے کو قبول کرنے پر راضی ہوگا۔ مثلاً تھامسن بنام لیچ[2] (Thomson v. Leach) میں قرار دیا گیا کہ سپردگی سے حقیت جائداد سپرد کرنے والے سے فوراً منتقل ہو جاتی اور اس شخص کو حاصل ہو جاتی ہے جسے جایداد سپرد کی جاتی ہے۔ اور اس کے متعلق اس کی رضامندی فرض کر لی جاتی ہے۔ کیونکہ کتاب میں ہے کہ "ہبہ کا مفہوم فایدے کا ہے۔ اور فایدے کو قبول کرنے کا قیاس کر لیا جا سکتا ہے۔ اور سپردگی سے معطی لہٗ کو حقیت جائداد بغیر اطلاع یا اقرار حاصل ہو جانے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ عطیۂ سامان سے موہوب لہٗ کو ملکیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یا کسی دستاویز قرض پر قرضخواہ کی عدم موجودگی میں مقروض کا مہر کر دینا قرضخواہ کی بغیر اطلاع بھی دستاویز قرض کی تکمیل کو اس کے حق میں مکمل کر دیتا ہے۔" اسمتھ بنام ویلر[3] (Smyth v. Wheeler) میں ایک اجارہ ب و ج کو چند امانتوں کے تحت منتقل کیا گیا تھا۔ ہیل چیف جسٹس (Hale, C. J.)

---

[1] ٹاؤنسن بنام ٹکل ۱۸۱۹ء ۳ بارنوال واڈالفس ۳۱-۳۶-۲۲ رسل ودریان ۲۹۱-

[2] تھامسن بنام لیچ ۲ سالکلڈ ۶۱۸-۔ اس مقدمے کی رپورٹ ۳ لیونز ۲۸۴ میں بھی ہے۔ ۲ وینٹرز ۱۹۰ ٹامس بنام گک ۲ بارنوال واڈالفس ۱۱۹-۔۲۰ رسل ودریان ۳۰۴۔ دیکھئے قانون جائداد ارضی از برٹن (Burton, Reals Property) ۷۶ طبع ہشتم۔

[3] ۲ سالکلڈ ۶۱۸۔ نیز لیونز ۲۸۴-۲ وینٹرز ۱۹۰-

[4] ۲ کیبل ۴۶۴-

نے کہا کہ "یہ انتقال چونکہ جایداد غیر منقولہ کا ہے۔ ملکیت دونوں منتقل الیہم میں ب کی نارضامندی تک ہے۔ اور اس کے بعد کلیتہً ج میں ۔" اسی طرح کہا گیا ہے کہ باہمی فایدہ اقرار کی شہادت ہوتا ہے مثلاً جب دو اشخاص کی اراضی دریا کے سامنے ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کی کچھ اراضی دوسرے کی اراضی و دریا کے درمیان ہوتی ہے اور وہ پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کی اراضی میں سے نالے بناتے ہیں۔ اور یہ عمل بیس سال تک رہتا ہے تو ایسی صورت میں اقرار کا قیاس کرلیا جاتا ہے[1]۔

دفعہ ۳۴۴: یہ بھی ایک اصول ہے جو کل قانون میں پایا جاتا ہے کہ ہر شخص کے متعلق تصور کرنا چاہیئے کہ اس نے اپنے افعال کے قدرتی نتائج کا ارادہ کیا ہے[2]۔ مثلاً فریبانہ ترجیح کے ساتھ انتقال جائداد کا اثر لازمی طور پر دائنوں کی ناکامی یا تاخیر کا باعث ہوتا ہے۔ قانون قیاس کرلیتا ہے کہ ایسا انتقال اسی ارادے سے کیا گیا تھا[3]۔ اس اصول کے بڑے اطلاقات فوجداری مقدمات میں ملتے ہیں۔ جیسا کہ اس باب کے ایک بعد کے حصّے سے ظاہر ہوگا[4]۔

[1] مختصر شہادت از وینیر (Vin Abr. Ev.) مسئلہ الف قاعدہ ۸۔

[2] شہادت از اسٹارکی ۲۷ جلد دوم طبع سوم۔ شہادت۔ از گرین لیف جلد اول دفعہ ۱۸ طبع ہفتم۔ دیکھیے دفعہ ۳۰۵ نوٹ ۲۔

[3] از لارڈ کیرنس (Lord Cairns, C.) بمقدمہ اکسپارٹی ولرس لا رپورٹ

۹ چانسری اپیلز ۴۳۲، ۴۳۴۔

[4] دیکھیے صفحات ۴۳۳ و بعد۔

۳۰۶

ذیلی فصل (۳)

قیاسات خلاف فعل بیجا

دفعہ ۳۴۵: اب ہم ان قیاسات پر غور کریں گے جو قانون افعال بیجا کے خلاف کرتا ہے۔

دفعہ ۳۴۶: پہلے یہ ایک قیاس قانونی ہے جو کل قانون انگلستان

میں پایا جاتا ہے کہ کسی شخص کے متعلق بھی مجرم بنانے والی شہادت کی عدم موجودگی میں یہ تصور نہیں کیا جائے گا کہ اس نے قانون تعزیرات کی خلاف ورزی کی ہے ـــــ یعنی ایسے فعل کی جو بنفسہ برا ہو یا جو منع کئے جانے کی وجہ سے برا ہو[1]۔ یا یہ کہ اس نے کوئی ایسا فعل کیا ہے جس سے وہ کسی نوع کی سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ مثلاً توہین عدالت[2]، یا جس سے کوئی تاوان ادا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً نقصان جہیز وغیرہ[3] اور یہ قیاس ان کارروائیوں تک محدود نہیں ہے جو کسی مبینہ جرم یا حرکت کی سزا یا تعزیر کے لیے کی جاتی ہیں۔ بلکہ وہ تمام کارروائیوں سے متعلق ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی غرض سے کئے جائیں۔ اور چاہے اس شخص کا جرم راست امر تنقیح طلب ہوتا ہو یا ضمنی طور پر[4]۔ اسی لیے فوجداری مقدمات میں یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ ملزم کو اس وقت تک معصوم سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کو مجرم نہ ثابت کیا جائے۔ اور اسی لیے اس کے خلاف الزام ثابت کرنے کے لیے ہر اہم امر کا بار ثبوت مستغیث یا چالان کنندہ پر ہوتا ہے ـــــ یہ ایسا اصول ہے جو نہایت ہی واضح اصول ہائے انصاف و مصلحت پر مبنی ہے[5]۔ لیکن ایک بادی النظری مقدمہ

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس وایماس ۴۶۴ - ۲ شہادت از یو ٹیجے ۳۳۲ -

[2] شولس بنام ہلٹن Scholes v. Hilton ۱۰ میسن رولز بلی ۱۰-۱۶ -

[3] سنڈی بنام سنڈی ۲ پیروتیس رپورٹس ۲۷۶ - واٹکنس بنام واٹکنس ۲ اٹکنز ۹۶ -

[4] ویس بنام ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۸۰۲ء ۳ ایسٹ ۱۹۲ - ۲ رسل وریان ۵۸۹ ملک بنام باشندگان ٹو تنگ ۱۸۱۹ء ۲ بارنوال واڈ الفس ۲۸۶ - ۲۰ رسل وریان ۴۰۰ - لاپسلے بنام گریرس ۱۸۴۲ء ۱ - مقدمات دارالامرا - ۴۹۸ - ۳ - ۱۰ رسل وریان ۱۳۲ - راس بنام ہنٹر ۴ ٹائمز رپورٹ ۳۳ - ۳۸ - ۲ رسل وریان ۱۹ - ۳۱۹ - ۳۲۲ - از بٹلر جسٹس لیسٹ بنام دی گریشام لائف انشورنش سوسائٹی ۱۵ جورسٹ ۱۶۱ - ۱۶۲ - از پلاٹ جج -

[5] مقدمہ دفعہ ۴۹ - بیان کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر جب شاہنشاہ جولین Julian عدل گستری

قایم کرنا عام طور پر کافی ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خوب کہا ہے "ناقص شہادت جس کے خلاف ملزم اپنی صفائی پیش کر سکتا تھا اور پیش نہیں کرتا ہے کامل ثبوت ہو جاتی ہے"۔ ثابت شدہ واقعات سے کوئی نتیجہ نکالنے یا کسی نتیجے تک پہنچنے میں ہمیشہ زیرِ غور مقدمے کی نوعیت اور توضیح یا تردید کی محصلہ سہولت کا لحاظ کرنا چاہئے۔ کسی شخص کو توضیح کرنے یا تردید پیش کرنے اس وقت تک نہیں کہنا چاہئے جب تک اس کے خلاف الزام اس حد تک ثابت نہ ہو کہ توضیح یا تردید کی عدم موجودگی میں اس کے خلاف معقول و جائز نتیجہ نکالا جا سکتا ہو[1]۔ بلاشبہ الزام جتنا سنگین یا غیر اغلب ہوگا بادی النظری شہادت بھی اتنی ہی قوی پیش کرنی ہوگی اور جب جرم عرصۂ دراز پہلے کا ہو تو مزید احتیاط ضروری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں جوابدہی کے ذرائع خصوصاً عذرِ عدم موجودگی۔ جو اگر صحیح ہو تو بہترین جوابدہی ہوتی ہے ——— بہت کم ہو جاتے ہیں[2]۔ ص۳۰۷

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کر رہا تھا۔ ایک مستغیث اپنے مقدمے کو فقدان شہادت کی بنا پر خارج ہوتے ہوئے دیکھ کر پکار اٹھا کہ "نہایت ہی برتر قیصر کیا کوئی شخص کبھی مجرم بھی ہوگا۔ اگر صرف انکارِ جرم کرنا کافی قرار دیا جائے" شاہنشاہ نے اس کا فوراً جواب دیا کہ کیا کوئی شخص کبھی معصوم بھی ہو سکتا ہے۔ اگر صرف اس پر الزام لگانا کافی ہو"۔ امیانس مارسی لینس (Ammianus Marcellinus) کتاب ۱۸ باب ۱۔

[1] (Dei Delitti et Delle Pene) از بیکاریہ دفعہ ۷۔

[2] از ابٹ چیف جسٹس بمقدمۂ ملک بنام برڈٹ ۴ بارن وال راڈالفس ۹۵-۱۲۱-۱۲۲- نیز دیکھیے از لارڈ مانسفیلڈ بمقدمۂ بلاچ بنام آرچ کوپر ۶۳-۶۵۔

[3] قرائنی شہادت مصنفۂ ولس طبع ششم صفحہ ۳۱۰- بہت سے مقدمات ہیں جن کا استغاثہ ارتکابِ جرم کی بہت مدت بعد کامیابی کے ساتھ دائر کیا گیا۔ دیکھیے خصوصاً مقدمۂ ڈبلیو اے ہارن جس پر اپنے بچے کے سنہ ۱۷۴۲ء میں قتل کرنے کے الزام پر سنہ ۱۷۵۹ء میں مقدمہ چلایا گیا اور پھانسی دی گئی۔ (سالانہ رجسٹر شاہی جلد ۲ صفحہ ۳۶۸) و نیز مقدمۂ جوزف وال گورنر گوری (Joseph Wall, Governor of Goree)۔ جس کو ایک ایسے قتل کے ارتکاب میں جو سنہ ۱۷۸۲ء میں ہوا تھا۔ سنہ ۱۸۰۲ء میں سولی دی گئی۔ ۲۸ ہوول اسٹیٹ

کو قانوناً "مرور مدت" بادشاہ کے لیے کوئی سدّ راہ نہیں ہوتی ہے"۔ لیکن بلحاظ عملدرآمد ایک معقول مدت گزر جانے کے بعد کسی مستغیث کی شنوائی نہیں ہوگی جب تک کہ وہ تاخیر کا کوئی اچھا عذر نہ پیش کرے[۱]۔ لیکن قیاس مذکور نہیں کیا جائے گا اگر اس کے خلاف اس سے قوی کوئی قیاس شہادت سے یا اور طرح پر پیدا ہوتا ہو۔[۲]

دفعہ ۳۴۳: (۱) اسی اصول کی یہ ایک فرع ہے کہ اگر ممکن ہو تو مبہم دستاویزات یا افعال کی اس طرح تعبیر کی جائے گی کہ ان کے کوئی جائز معنی نکل سکیں[۳]۔ مثلاً جب کسی دستاویز مہری یا اور دستاویز کی دو تعبیریں ہو سکتی ہوں جن میں سے ایک ایسی ہو کہ جس پر قانون عمل کر سکتا ہو اور دوسری ایسی کہ جس سے کسی قانونی اصول یا قانون موضوعہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ تو قیاس کیا جائے گا کہ فریقین نے اول الذکر کا ارادہ کیا تھا۔ کسی امر میں جس کی اچھی اور بری تعبیر ہو سکتی ہے تو قانون کا رجحان بہ نسبت بری کے اچھی تعبیر کی طرف ہوتا ہے[۴]۔ مثلاً جب الف کی ب کے خلاف ص ۳۰۸
ایک رقم کی وصولی کے لیے نالش میں الف ج سے اقرار کرے کہ ایک معین رقم کی ادائی اور متعدد پرامیسری نوٹس کے حوالے کرنے پر نالش کو ملتوی کر دے گا بشرطیکہ ج یہ بھی اقرار کرے کہ اگر یہ نوٹس قبول نہ کیے جائیں اور الف ب کے خلاف گرفتاری یا حراست میں روک رکھنے کا حکمنامہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ٹرائلس ۱۵۔ یوجین آرام (Eugene Aram) کے مشہور مقدمے میں بھی قتل اور مقدمے میں چودہ سال کا وقفہ تھا۔ اور سنہ ۱۹۱۵ء میں ایک قتل کرنے پر سنہ ۱۹۰۹ء میں مقدمہ کے لیے دیکھو پیچھے دفعہ ۲۴۲ الف۔

[۱] مور (Moore) ۴۱۔

[۲] دیکھیے پیچھے دفعات ۳۲۹ تا ۳۳۲۔

[۳] نلسن از گک ۲۳ الف و ب قانون مستند فیج ۵۷۔

[۴] گک بر نلسن ۷۰ ب۔ مقابلہ کرد قانون ہنڈیات سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۶(۲)۔

جاری کرائے تو وہ ب کو حراست میں دیدیگا یا پرامیسری نوٹس پر جو رقم واجب الادا ہو وہ ادا کردے گا۔ قرار دیا گیا کہ یہ جائز معاہدہ ہے۔ اور اس کے معنی یہ سمجھنا چاہئے کہ ج ب کو حراست میں جائز ذرایع سے دے گا۔ مثلاً ب کی رضامندی سے نہ کہ جبراً اس کو حراست میں لینے سے[1]۔

دفعہ ۳۴۸: (۲) تمام اشخاص کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ جو کچھ وجوب ان پر مکتوبی یا غیر مکتوبی قانون کی رو سے عاید کیا گیا تھا۔ اس کی انھوں نے حسب ضابطہ ادائی کردی ہے۔ مثلاً عدالت مجاز کے فیصلوں کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ اچھی اساس پر مبنی ہوتے ہیں[2]۔ اور یہ کہ ان کی امثلہ صحیح طریقے پر بنائے جاتے ہیں[3]۔ ججوں اور ارکان جوری کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ کوئی امر بے وجہ یا کینے سے نہیں کرتے ہیں[4] ——— "ججوں کی نیک نیتی کے متعلق کوئی سوال نہیں ہوتا ہے[5]"۔ اور جو کچھ بادشاہ کی عدالت میں کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ بجا طور پر کیا گیا[6]۔ سرکاری عہدہ داروں کے متعلق قیاس ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنا فرض ادا کرتے ہیں[7]۔

---

[1] لیوس بنام ڈولیسن۔ ۲ میسن و ولزبی ۴ ۶۵۔

[2] "امر فیصل شدہ صحیح تسلیم کیا جاتا ہے" ٹیلٹن از کاک صفحہ ۳۰۱ الف ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷ دفعہ ۲۰۷ مقدمہ دفعہ ۲۴۔

[3] ریڈ بنام جیاکسن ۱۔ ایسٹ ۳۵۵۔ ارل آف کارنردان بنام ولیبر اسٹک ۱۸۴۲ء ۳ میسن و ولزبی ۲۱۲۔ ۲۷۔ رسل دریان ۴ ۲۱۴۔

[4] انا ٹرن ریورٹس، ۴ قاعدہ ۴۴ سٹن بنام جانسٹن ۱ ٹائمز ریورٹس ۴۹۳-۴۹۳ ارسل دریان ۷ ۲۵۔ فرے بنام بلاکبرن ۳ بسٹ و اسمتھ ۵۷۶ - ۵۷۸۔ نوٹ اور وہ نظائرین کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[5] اصول متعارفۂ قانون از بیکن قاعدہ ۱۷۔

[6] ۳ بلیسٹر ڈ ۳۳۴۔

[7] شہادت از اشار کی جلد ۲ صفحہ ۳۶ طبع سوم۔ میس بنام ہنڈرسن ۱۱ کوینس بنچ ۱۵-۱۔

ایک معاشدار پادری کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اس نے کلیسا کے مذہبی اصولوں کو پڑھا ہے[۱]۔ اس کے متعلق یہ بھی قیاس ہوتا تھا کہ اس نے وہ اقرار و اعلان بھی کر دیا ہے جو سرکاری نمازوں کی یکسانیت کے متعلق قانون یکسانیت (Act of Uniformity) ۴ چارلس دوم باب ۴ کی رو سے ضروری ہے[۲]۔ جیسا کہ اب اس کے متعلق قیاس ہوگا کہ اس نے وہ اقرار کیا ہے جو مذکورۂ بالا اقرار کے بجائے قانون تصدیق پادریان (Clerical Subscription Act) ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۲۲ کی رو سے مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ان امور کی زبانی شہادت جو ملزم یا گواہ سپرد کرنے والے مجسٹریٹ کے سامنے دیں اس وقت تک قابل ادخال نہیں ہوتی ہے جب تک یہ ظاہر نہ ہو کہ جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا وہ ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا تھا۔ کیونکہ قیاس قانونی یہ ہے کہ قانون موضوعہ کی اس خصوص میں ہدایات کی تعمیل کی گئی ہے[۳]۔

دفعہ ۳۴۹: (۳) یہ بھی ایک اصول قانون ہے جو اگر کلیتہً نہ سہی تقریباً اتنا ہی عالمی ہے جتنا کہ مذکورۂ بالا اصول ہے کہ "قانون کسی مذموم یا خلاف دیانت امر کا قیاس نہیں کرتا ہے[۴]"۔ اسی کی پیش رفت میں یہ ایک اصول ہے کہ فریب یا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے خفیہ معاہدات کا کبھی قیاس نہیں کیا جاتا ہے[۵]۔ ایسے اشخاص ثالث کے متعلق بھی نہیں جن کا ص ۳۰۹

[۱] انگ بنام شبلز ارطل ۳ ۸۔
[۲] پارل بنام ملبانک ۲ ولسن رپورٹس ۳۵۵۔
[۳] شہادت از پرتیجہ ۳۲۵-۳۲۶ جلد ۱ طیس بنام ڈیبرن ۴ کیار نگٹن و پین ۲۶۳۔ پارسنز بنام براؤن ۳ کیار نگٹن و کروون ۲۹۶ ۲۹۵
[۴] ان قوانین سو منزر کو دیکھیے دیکھیے دفعہ ۱۰۵۔
[۵] انگ ۵۶ الف۔
[۶] ایضاً کروک عہد ایلی زبتھ ۲۹۲۔ قاعدہ ۲۔ کروک عہد جیمس ۴۵۱۔ کروک عہد چارلس ۵۵۰۔ اشتیام

برتاؤ اور عمل ضمنی طور پر ہی زیر بحث آتا ہے[۱]۔ اسی طرح قانون گناہ و بدکاری کے خلاف قیاس کرتا ہے اور اسی بناء پر نکاح کی موافقت میں قوی قیاس کرتا ہے[۲] اور اس لیے ساتھ رہنا اور شہرت پانا نکاح کی قیاسی شہادت سمجھے جاتے ہیں[۳]۔ نکاح کو تمام صورتوں میں برتاؤ اور شہرت غالب کی شہادت سے ثابت کیا جاسکتا ہے گو شہرت باہم مختلف بھی کیوں نہ ہو[۴]۔ بجز ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے چالانات اور ان تمام صورتوں کے جن میں قانون مقدمات ازدواجی سنہ ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۸۵ دفعہ ۳۳ کے تحت زنا کی بنا پر ہرجوں کے دعوے کئے جاتے ہیں۔ ان دونوں کارروائیوں میں واقعی نکاح کو ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے[۵]۔ اول الذکر استثنا کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ملزم کی موافقت میں قیاس معصومی ہوتا ہے۔ اور موخر الذکر کے استثنا کی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ کارروائی اپنی ماہیت کے لحاظ سے تاوانی ہوتی ہے۔ لیکن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بلز سنہ ۱۹۰۱ء تا سنہ ۱۹۰۳ء ۲ ٹائمز رپورٹ ۲۰-۳ ۲-۲ رسل و ریان ۳۴۹ از بلر جسٹس۔

[۱] از بلر جسٹس بمقدمہ راس بنام ہنٹر ۴ ٹائمز رپورٹ ۳۳-۲ رسل و ریان ۳۱۹۔

[۲] ہارسین بنام دی برگسس آف سالٹیش ۴ ہاینٹن ۲ دی جکس ماکناٹن و گارڈن چانسری رپورٹس ۳۰۔ ہارراڈ بنام ہارراڈ ۱ کے و جانسن رپورٹ ۴۔ ان ری دے سرڈ جارج بنام تھیر سنہ ۱۹۰۱ء ۱ چانسری ۶۵۸-۳، لا جرنل چانسری ۱-۳۔ ان ری تھامپسن لانگہام بنام تھامپسن سنہ ۱۹۰۴ء ۹۱ لا ٹائمز رپورٹ ۶۸۰ از کیکویچ جسٹس۔

[۳] ڈوڈی فلیمنگ بنام فلیمنگ سنہ ۱۸۲۵ء ۴ بنگھام ۲۶۶-۲۹ رسل و ریان ۵۶۲۔ ریڈ بنام پاسر ۱ اسپک ۲۳۳-۲ رسل و ریان ۶۹۶۔ شیل بنام لابرٹ ۱۸ کامن بنچ سلسلہ نو ۱۸-۷۸۔ ۸۷۔ وینگی بنام دی ٹریژری سالیسٹر سنہ ۱۹۰۷ء پرد بیٹ ۳۳۳ میں جیون جج نے ایک اہتمام ترکہ کی نالش میں نکاح یا پیدائش کے کسی سرکاری اندراج کی عدم موجودگی میں متوفی بعدم وصیت کے نکاح کی بادی النظری شہادت بطور اس کے بھائی کے والدین کے ایک سلامتی رجسٹر نکاح کو منظور کیا۔

[۴] لل بنام ایل وڈ سنہ ۱۸۹۸ء لا رپورٹ ۱۹- اکویٹی ۹۸- از ہال والیس چانسلر۔

[۵] مارس بنام ملر ۴ بیرو س ۲۰۵۷۔ برٹ بنام بارلو ۱ ڈگلاس ۱۷۱۔ کتھروڈ بنام کالسن ۱۲ امیسن

زیادہ تر اس کی وجہ یہ ہے کہ دگر نہ لوگ ان عورتوں کو جن سے ان کا نکاح نہیں ہوا ہے بیوی کا نام و درجہ دے کر اس کو برے اغراض کے لیے استعمال کریں گے۔

اس اصول کی قوی ترین تمثیل (گو وہ ایک حد تک مصلحت عامہ کی اساس پر بھی مبنی ہے) وہ قیاس ہے جو بچوں کی صحیح النبی کی موافقت میں ہوتا ہے —— اولاد کی صحیح النبی کا ہمیشہ قیاس ہوتا ہے۔ اور فرزندی کو ثابت کرنا ضروری نہیں ہے[۵]۔ مثلاً یہ ایک قطعی قیاس قانونی سمجھا جاتا تھا کہ جو بچہ کہ نکاح کے بعد پیدا ہوا اگرچہ ماں نکاح کے وقت علانیہ حمل سے ہو شوہر کی اولاد ہوتا ہے[۶]۔ اسی طرح ہر بچہ جو دوران نکاح ۱۱۲
میں پیدا ہوا اگر متناکحین ازدواجی عمر سے کمسن نہ ہوں اور نہ جماع کے ناقابل ہوں اس اصول کے بموجب کہ "باپ وہ ہے جس کا باپ ہونا نکاح سے ظاہر ہو" صحیح النسب[۷] قیاس کیا جاتا ہے —— اور یہ قیاس اس وقت بھی قابل اطلاق ہوتا ہے جب کہ فریقین باہمی رضامندی سے الگ رہتے ہوں لیکن اس وقت نہیں جب کہ وہ کسی عدالتی حکم کی بنا پر علیحدہ کئے گئے ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں عدالت کے حکم کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وولز بی ۱۷۱-۲۶۵ (یہ آخری مقدمہ ملک بنام ملس کے مقدمے پر مبنی ہے۔ ۱۸۴۳ء)۔ کلارک وفنلے رپورٹس ۵۳۴۔ ۹ ریل وریان ۱۲۴۔ اس کے متعلق دیکھیے فیصلہ ولس جسٹس بمقدمہ ملک بنام مان ۱۸ ارنک ا۔ ڈیرسلی وبلس کراؤن کیس ریزروڈ ۱۳۲-۱۳۹۔ ونیز ہمیش بنام ہمیش ۹ مقدمات دارالامرا ۲۷۴۔

[۵] لک ۸۰۹ ب۔ نیز دیکھیے تلٹش از لک صفحہ ۱۲۶۔ الف۔

[۶] راجس ریورٹس خلاصہ باسٹرڈینچ (Bastard, B.) تلٹش از لک ۲۴۴۔ الف۔ شہادت از فلپس ۲، ۴۷۲ نوٹ ۳ طبع دہم یہ اب عام صورتوں میں ایک سوال واقعاتی ہے جس کا فیصلہ شہادت سے کیا جائے گا۔ پاولٹ پیریج (Poulett Peerage) ۱۹۰۳ء مقدمات مرافعہ ۳۹۔

[۷] مختصر ویسس۔ جلد ا۔ باسٹرڈینچ۔

اطاعت کا قیاس کیا جائے گا[1]۔ بہت ہی قدیم زمانے میں صحیح النسبی کا یہ قیاس صرف قانونی قیاس[2] تھا۔ لیکن بعد میں اس کو قطعی قیاس کا درجہ دیا گیا اگر بیوی کے حمل کے زمانے میں شوہر چار سمندروں کے فاصلے سے کم فاصلے پر ہوتا[3]۔ لیکن بعد میں نہایت ہی مناسب طریقے پر اس میں تخفیف کردی گئی۔ اور اب فریقین کے درمیان اس وقت جماع کے ہونے کی شہادت سے نفی کی جاسکتی ہے جب کہ طریق فطرت کے لحاظ سے شوہر بچے کا باپ ہوسکتا تھا۔ یہ امر دارالامرا کے فیصلے سے مارس بنام ڈیوس (Morris v. Davies) ۱۸۳۷ء کے مقدمے میں طے ہوا۔ اسی مقدمے میں شوہر وزوجہ نے دس سال مل کر رہنے اور ایک بچہ ہونے کے بعد علیٰحدہ رہنے کا اقرار کیا۔ اور کوئی پندرہ میل کے فاصلے پر رہنے لگے۔ عورت ایک عاشق کے ساتھ حالت زنا میں رہی اور اس کے اس سے ایک بچہ ہوا جس نے شوہر سے اس بچے کے پیدا ہونے کو چھپانے میں اس کی مدد کی شوہر نے اس بچے سے کسی قسم کی واقفیت کا انکار کیا۔ اور اس طرح عمل کرتا رہا کہ گویا اس بچے کا وجود نہیں ہے۔ اور اس کو عاشق نے مثل اپنے بچے کے پالا۔ دارالامرا نے (تین دفعہ مقدمے کی سماعت ہونے کے بعد) قرار دیا کہ بچے کی صحیح النسبی کے متعلق قیاس کی تردید عمل فریقین کی شہادت سے ہوسکتی اور ہوگئی ہے اور مقدمۂ ایلسفر ڈ پیریج (Aylesford Peerage Case) ۱۸۸۵ء میں یہ بھی مزید قرار دیا گیا کہ جب کسی دوران نکاح میں

---

[1] سینٹ جارج بنام سینٹ مارگریٹس اسا کلڈ ۱۲۳۔ سڈنی بنام سڈنی۔ ۳ پیرو بیمس ۲۷۵ ہیتھرنگٹن بنام ہیتھرنگٹن ۱۲۔ پروبیٹ ڈیویژن ۱۱۲۔

[2] شہادت از فلپس ۴۶۲ طبع دہم۔ جلد ۱

[3] شلشن از کک ۴۴۳۔ الف۔ ملک۔ بنام البرٹن ۱۔ لارڈ ریمنڈ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ملک بنام ترے اسا کلڈ ۱۲۳۔

[4] مارس بنام ڈیوس (۱۸۲۶ء تا ۱۸۳۲ء) ۵ کلارک وفینلے پورٹس ۱۶۳۔ ۲۴ رسل ودیان ۵۰ جس میں بانبری پیریج کیس (نیچے نوٹ ۲ حاشیہ صفحہ ۵۴۴) کے اصول کی تحقیق کی گئی اور اس کو پسند کیا گیا مقابلہ

پیدا شدہ بچے کی صحیح النسبی امر تنقیح طلب ہو تو ماں کے خطوط میں سابقہ بیانات کہ بچہ صلب شوہر سے نہیں ہے قابل ادخال شہادت ہیں۔ یہ بیانات اس واقعہ کی بلا واسطہ شہادت نہیں سمجھے جائیں گے۔ بلکہ صرف قیاسی شہادت یعنی عمل و برتاؤ کی شہادت تصور کئے جائیں گے۔ گو گواہی دینے کے لیے میں ماں کو ایسے بیانات کی اجازت نہیں دی جائیگی[۱]۔ لیکن اگر اس اثنا میں شوہر و زوجہ کے درمیان مباشرت عدالت کے نزدیک قابل اطمینان طور پر ثابت ہو جائے تو اس قیاس کی تردید زنا کو ثابت کرنے سے نہیں کی جاسکے گی۔ کیونکہ قانون اس صورت میں موازنۂ شہادت کی کہ کس شخص کا بچے کا باپ ہونا اغلب ہے اجازت نہیں دے گا[۲]۔ ۳۱۱

دفعہ ۳۵۰: (۴) ناجائز یا خلاف قانون عمل کا قیاس نہیں کیا جائے گا

"ضرر رساں عمل کا کبھی قیاس نہیں کیا جاتا ہے[۳]"۔ "کسی غیر منصفانہ امر کا قانون میں قیاس نہیں کرنا چاہیئے[۴]"۔ مثلاً بیدخلی کی کسی نوع یعنی بیدخلی قبضہ یا خلل قبضہ وغیرہ کا بغیر بلا واسطہ یا قیاسی[۵] شہادت کے کبھی قیاس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کیجیے پولاٹ پیریج کیس اوپر نوٹ ۲۔ حاشیہ صفحہ ۵۴۲۔

[۱] ایلیسفرڈ پیریج کیس ۱۸۸۵ء ۔ ۱۱ مقدمات مرافعہ۱۔ (کمیٹی برائے امتیازات) اور دیکھیے برنابی بنام بیلی ۴۲ جانسری ڈیویژن ۲۸۲۔ از مارتھ جسٹس مقدمۂ ایلیسفرڈ میں جو خطوط لکھے گئے تھے وہ دو طویل خط تھے جو بیوی نے ساس کو لکھے تھے۔

[۲] مقدمۂ بانبری پیریج (Banbury Peerage) ۱۸۱۱ء سمن و اسٹوورٹ چانسری رپورٹس ۱۵۵-۲۴۔ ۱۵۵ رسل دریان ۱۵۹ مارس بنام ڈیوس ہکلارک و فنلے ۱۶۳۔ مقدمہ بیرونی آف سے Case of the Barony of Saye and Sele) مقدمات دارالامرا ۵۰۷۔ رائٹ بنام ہولڈگیٹ ۳ کیا رنگٹن و کرون ۱۵۸۔

[۳] ٹلٹس از لک ۲۳۲ ب۔

[۴] ہولک ۲۷ الف۔

[۵] ڈوڈی فشر بنام فشر بنام پراسر کوپر ۲۱۷۔ دیکھیے لٹلٹن از لک ۴۲ الف و ب میں بیل ڈیماون

نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح جب کسی عدالتی کارروائی کا فریق اپنے مقدمے کی تائید میں ایک ایسی دستاویز پیش کرتا ہے جو بادی النظر میں لازماً دوسرے کی جایداد ہے تو عدالت قیاس نہیں کرے گی کہ اس نے اس کو کسی خلاف قانون عمل سے حاصل کیا ہے[1]۔ اور جب کسی شخص کے جو عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہو قبضے میں کوئی ایسی دستاویز ہو جس کی عدالت کو اغراض انصاف کے لیے ضرورت ہو تو یہ قیاس نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس کو روک رکھے گا[2]۔

دفعہ ۳۵۱: (۵) مذہبی عقیدے کے فقدان یا لا مذہبانہ عمل کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔ ”جب ملت نصاریٰ کے تمام اراکین کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ ان کا مذہب ایک ہے“ تو کسی شخص کے متعلق تصور نہیں کیا جائے گا کہ وہ خدا کی اخلاقی حکومت کے وجود کا منکر ہے[3]۔ کسی شخص کے متعلق قیاس نہیں ہوتا ہے کہ اس کو اس کی ابدی بہبودی کا خیال نہیں ہے۔ اور خصوصاً وقت مرگ[4] اور جزءاً اسی اصول کی بنا پر ایسے شخص کے بیانات جو مارا گیا ہو اور جو قریب میں آنے والی موت کے یقین کے تحت دیے گئے ہوں۔ اس عام اصول کے خلاف جس کی رو سے سنی سنائی شہادت نا قابل ادخال ہوتی ہے اس فریق کے خلاف جس پر اس کی موت کے باعث ہونے کا الزام ہے قابل ادخال

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بلو بر بنام ریڈ (Peaccable d. Hornblower v. Read)

۱۔ ایسٹ ۵۶۸۔ ٹامس بنام ٹامس۔ ۲ کے ، جانسن ۷۹۔

[1] ٹیلر دفعات ۳۷۵۔ ۳۷۷۔

[2] بایل بنام والیمان۔ ۱۰۔ ایکسچیکر ۶۴۷۔

[3] شہادت از گرین لیف جلد اول طبع چہاردہم دفعہ ۳۷۰۔

[4] ۲ گک ۱۷۶ الف۔

شہادت ہوتے ہیں[۱]۔

دفعہ ۳۵۲: تمام شہادت جو عدالت انصاف میں دی ج
سچ قیاس کی جاتی ہے جب تک کہ اس کے خلاف ظاہر نہ ہو[۲]
قیاس نہیں کرتا کہ کوئی شخص جھوٹی گواہی دیتا ہے[۳]"۔ یہ قیاس چا ۲۱۲ ص
پر مبنی نظر آتا ہے (۱) عام طور پر انسانی گواہی کے سچ ہونے کے
(۲) اس امر پر کہ قانون جرم کا قیاس نہیں کرتا ہے[۴]۔ (۳) اس ا
فعل ناجائز کا یعنی اس شخص کو ضرر پہنچانے کا جس پر شہادت موثر
قیاس نہیں کرتا ہے[۵]۔ اور (۴) یہ کہ قانون لامذہبی کا قیاس نہیں
اور اسی لیے عمداً جھوٹے حلف اٹھانے کا۔

ذیلی فصل (۴)

جواز افعال کی موافقت میں قیاس

صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ

اصول کہ" ہر امر کے درست و باضابطہ طریقے

صفحات ۳ صرا

پر کیے جانے کا قیاس ہوتا ہے وغیرہ

---

۱ پیچھے دفعہ ۵۰۵۔
۲ کروک عہد جیمس صفحہ ۱۰۶ قاعدہ ۲۶۔
۳ از گریل بینات میکلس ۲۰ ہنری ہفتم ۱۱ ب قاعدہ ۱۱۔
۴ مقدمہ دفعات ۱۵ دبعد۔
۵ پیچھے دفعہ ۳۵۱۔
۶ پیچھے دفعہ ۳۵۱۔

دفعہ ۳۵۳: ذیل کے اہم اصولوں کو کہ "تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کئے گئے ہیں[1]" "تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ باضابطہ طریقے پر کئے گئے ہیں[2]" "تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ جائز طور پر کئے گئے ہیں جب تک اس کے خلاف نہ ثابت کیا جائے[3]" وغیرہ کو عالمی اطلاق والے اصول نہیں سمجھنا چاہئے۔ افعال کی تائید میں جس حد تک قیاسات کئے جائیں گے وہ بہت کچھ اس امر پر موقوف ہے کہ آیا وہ افعال قانون کے پسندیدہ ہیں یا نہیں۔ و نیز اس امر پر

[1] شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۴۳۵۔ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۴۸۰۔ طبع دہم۔ اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہفتم ۷۲۰۔

[2] ۱۲ ازگک ۴ و ۵۔

[3] ٹلٹن ازگک ۲۳۲ میتھ کلارک دفتلی رپورٹس دارالامرا ۱۴۲-۱۰ ایضاً ۱۶۲۔

کہ جس واقعے کا قیاس کرنے کہا جاتا ہے اس کی نوعیت کیا ہے۔ صحیح اصول جو اس قاعدے سے ہے کہ "تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کئے گئے ہیں" اور ان دوسرے اقوال سے جن کو ابھی نقل کیا گیا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ عدالت ہائے انصاف میں یہ ایک عام رجحان ہے کہ سرکاری عدالتی اور دوسرے افعال کو بے اثر ٹھہرانے کے بجائے انھیں صحیح قرار دیں۔ اور اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب کبھی ان افعال کے قانوناً و حسب ضابطہ کئے جانے کی عام شہادت ہوتی ہے تو ان واقعات کے ثبوت کو ضروری نہ قرار دیں جو سختی سے دیکھیں تو ان افعال کی صحت کے لیے لازمی ہوتے ہیں۔ اور اکثر صورتوں میں ان افعال کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ گو بعض صورتوں میں یہ قیاس محض مصلحت عامہ پر مبنی ہوتا ہے۔

ص۳۱۲ **دفعہ ۳۵۴:** اس مضمون پر ایک عام نظر ڈالتے ہوئے۔ افعال و اشیا جن کا اس طرح قیاس ہوتا ہے تین قسموں میں منقسم ہوتے ہیں (۱) جہاں سلسلۂ حالات میں بعد کے افعال کے وجود سے سلسلے کے پہلے افعال کے وجود کا نتیجہ نکالا یا انھیں فرض کر لیا جاتا ہے ——— "بعد کے افعال سے پہلے کے افعال کا قیاس کر لیا جاتا ہے"[1] ——— مثلاً جب قدامت پر مبنی حق یا عطیے کا جدید تمتع سے نتیجہ نکالا جاتا ہے[2]۔ (۲) جہاں بعد کے افعال کے وجود کا پہلے کے افعال سے نتیجہ نکالا جاتا ہے ——— "پہلے کے افعال سے بعد کے افعال کا قیاس کیا جاتا ہے"[3] مثلاً جب کسی ایسی دستاویز کے متعلق جس کا دستخط و مہر کردہ ہونا اور حوالے کیا جانا

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۱۲۔

[2] دیکھئے نیچے دفعات ۳۶۶ - ۳۹۹ تا ۳۹۹۔

[3] دیکھئے دفعہ ۳۹۲۔

ضروری ہو۔ صرف دستخط کے ثابت ہونے پر مہر کیا ہوا ہونا اور حوالے کیا جانا قیاس کر لیا جاتا ہے۔ یہ بداہی طور پر امر اول الذکر کی ضد ہے اور بطور ایک عام اصول کے اس میں قیاس نسبتہً بہت کمزور رہوتا ہے۔[1] (۳) جہاں درمیانی کارروائیوں کا قیاس ہوتا ہے — "آخری افعال کے ثبوت سے درمیانی امور کا قیاس کر لیا جاتا ہے[2] — مثلاً جب باضابطہ حوالگی قبضہ کا قیاس عطا اور عطا کے تحت بیس[3] سال کے تمتع سے کیا جاتا ہے۔[4] یا جب کہ جوری کو ہدایت کی جاتی ہے کہ بیدخلی و بازیابی قبضہ کے درمیانی واصلات کے انتقال کا قیاس کریں۔[5]

دفعہ ۳۵۵ : اس اصول کی اصلی ماہیت و وسعت ان فیصل شدہ مقدمات پر غور کرنے سے بہترین طریقے پر سمجھ میں آئے گی جن میں عدالتوں نے اس کو تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا ہے۔ و نیز ان دوسرے مقدمات سے جن میں قرار دیا گیا ہے کہ یہ اصول قابلِ اطلاق نہیں ہے۔ اسی مقصد سے ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس پر غور کریں پہلے تو اس کے

---

[1] "بعد کے واقعات کی بلحاظ پہلے کے واقعات کی شہادتی وقعت قدرتاً بہ نسبت پہلے کے واقعات کی بلحاظ بعد کے واقعات کے بہت قوی ہوتی ہے۔ تمام انسانی امور میں منصوبے کے تعمیل کی شہادت ہونے کی بہ نسبت تعمیل منصوبہ کی بہتر شہادت ہوتی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ منصوبے اکثر نامکمل رہ جاتے ہیں۔" عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ -

[2] شہادت از گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۲۰ طبع شانزدہم۔ وایٹ بنام فالجامبی ۱۱ ویسی ۳۳۷ - ۳۴۰ -

[3] ڈو ڈی دلکنز بنام مارکویس آف کلیف لانیڈ و بارنوال و کرسول ۶۹۸۔ ریس۔ ڈی چیمبرلین بنام لائیڈ ویگوک رپورٹس Rees d. Chamberlain v. LLoyd, Wighwick Reports. ۱۲۲ - ایلک بنام کلارک ایول رپورٹس ۱۳۲ - ڈو ڈی ریوس بنام ڈیوس ۲ کشتہ الامیں ۵۰۲ - ۴۰۲ ہم کول دریان ۶۷۵ -

[4] ارل ڈی گنڈون بنام باکنشر ۲ ولیم بلاکسٹن ۱۲۲۰ - وایٹ بنام فالجامبی ۱۱ ویسی ۳۵۰ -

سرکاری تقررات سے تعلق پر۔ پھر سرکاری افعال۔ اس کے بعد عدالتی افعال اور آخر میں غیر عدالتی افعال سے اس کے تعلق پر۔ قبضہ و استعمال کی تائید میں خصوصاً جب کہ طویل و پرامن تمتع ہو۔ اس اصول کے اطلاق کو اس کی اہمیت کی وجہ سے علیحدہ غور کرنے کے لیے رکھ چھوڑا جاتا ہے[1]

دفعہ ۳۵۶: (۱) اس اصول کا اطلاق سرکاری تقررات میں۔ یہ ایک عام اصول ہے کہ کسی شخص کا سرکاری حیثیت سے کام کرنا اس کا ایسا کرنے کے لیے مجاز کیے جانے کی بادی النظری شہادت ہوتی ہے[2]؛ اور گو عہدہ ایسا ہو کہ اس پر تقرر کا تحریری ہونا ضروری ہو تب بھی کم از کم پہلی مرتبہ ۳۱۴
دستاویز کا پیش کرنا یا اس کے نہ پیش کرنے کی توضیح کرنا[3]، ضروری نہیں ہوتا ہے۔ اس اصول کے اطلاق کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ قرار دیا گیا ہے کہ اس کا اطلاق نظمائے امن[4]۔ گرجوں کے دربان۔ اور سیر[5]۔ کلیسائی نائب جج[6]۔ کمشنر برائے حلف ناماجات[7]۔ اٹرنیش[8] (Attorneys) ماتحت تشریفس[9]۔ امن کے عہدہ داروں اور پولس کے سپاہیوں[10]۔ ڈاکخانے کے

---

[1] پیچھے دفعات ۳۶۶ - ۳۹۹ -

[2] بریمان بنام وائیس (Berryman v. Wise) سنہ ۱۷۹۱ء ۴ ٹائمز رپورٹ ۳۶۶ - ۲ رسل و ریان ۴۱۲ مگاہے بنام آسٹن سنہ ۱۸۱۲ء ۲ سین و ولزلی ۲۰۶ - ۴ رسل و ریان ۳، ۵ -

[3] شہادت از طیس وایاس ۴۵۲ - ۴۵۳ - شہادت از طیس جلد ا صفحہ ۴۴۹ - طبع دہم -

[4] بریان بنام وائیس سنہ ۱۷۹۱ء ۴ ٹائمز رپورٹ ۳۶۶ - ۲ رسل و ریان ۴۱۳ -

[5] ڈوڈی بارلی بنام بارنس، کوئنس بنچ ۳، ۱۰۲ -

[6] ملک بنام و ریسٹ سنہ ۱۸۱۳ء کیمبل ۴۳۲ - ۴ رسل و ریان ۵، ۶ -

[7] ملک بنام میں ا نشار رپورٹس، ۳۹ - ملک بنام ہورڈ ا مانگ و راٹلا نٹد رپورٹس ۱۰۴ -

[8] میرس بنام ریل ۵ بارنوال و کرسول ۴۰ -

[9] ڈوڈی جیس بنام بران سنہ ۱۸۲۱ء بارنوال والڈالفس ۲۴۳ - ۴ ۲ رسل و ریان ۲۴۷ -

[10] ملک بنام گارڈن کراؤن لا ازلیچ ۵ ۱ بریان بنام وائیس حوالہ صدر نوٹ (۴) - از بلر جسٹس

ملازمین[1]۔ لباس خانۂ کلیسا کے محررون[2] پر ہوتا ہے۔ اور قانون موضوعہ کی رو سے اس کو صراحتہً عہدہ داران مال سے بھی متعلق کیا گیا ہے[3]۔ اور اس اصول کا اطلاق دیوانی مقدمات میں بھی ہوتا ہے۔ اور فوجداری مقدمات میں بھی۔ ایک قوی مثال ملک بنام وینی فرڈ وٹامس گارڈن (Rv. Winifred and Thomas Gordon) کے مقدمات کی ہے جن کو ایک پولس والے کو اس کے فرائض کی انجام دہی کے وقت قتل کر ڈالنے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ اور جس میں چالان کے اس بیان کے متعلق کہ مقتول پولس والا تھا قرار دیا گیا کہ وہ اس شہادت سے کافی طور پر ثابت ہے کہ وہ کلیسائی گاؤں میں مثل پولس والے کے کام کرتا اور مشہور تھا۔ دونوں ملزموں کو سزا سنائی اور گارڈن کو سولی دی گئی۔

دفعہ ۳۵۷: یہ قیاس ان تقررات تک محدود نہیں ہے جن کی نوعیت سرکاری ہوتی ہے۔ قرار دیا گیا ہے کہ اس کا اطلاق ان پولس والوں اور نگہبانوں پر بھی ہوتا ہے جن کو کسی مقامی قانون کے تحت کمشنر مقرر کرتے ہیں[5]۔ ونیز ان امنا پر بھی جن کو پارلیمنٹ کے کسی قانون کی رو سے تعمیر کلیسا کے لیے چندہ جمع کرنے کا مجاز کیا جاتا ہے[6]۔ لیکن کم از کم عام طور پر

[1] ملک بنام ریس ۶ کیا رنگٹن وپین ۶۰۲۔

[2] مگاہے بنام آلسٹن سنہ ۱۸۳۶ء (M'Gahey v. Alston) ۲ میسن و ولزبی ۲۰۶ – ۲۱۴ رسل ہ بریان ۳ ۵۰۳۔

[3] قانون محاصل داخلی سنہ ۱۸۹۰ء ۵۳ و ۵۴ وکٹوریا باب ۲۱ دفعہ ۲۴۔ جو بجائے منسوخ شدہ قانون ۲۲ جارج سوم باب ۷۷ دفعہ ۱۲ و باب ۸۲ دفعہ ۲۹ وضع ہوا ہے۔ ونیز بجائے ۱۱ جارج اول باب ۳۰ دفعہ ۳۲ – ۷ و ۸ جارج چہارم باب ۵۳ دفعہ ۱۷۔

[4] کراؤن ۱۱ انہیج ۵۱۵ طبع چہارم۔

[5] ٹبلر بنام فورڈ اکرامیٹ رٹنین رپورٹس ۶۶۲۔

[6] ملک بنام مری ۵ کیا رنگٹن وپین ۳۱۰۔ از کولرج جسٹس اس مقدمے میں قوانین پارلیمنٹ ۵۶

اس کا اطلاق خانگی اشخاص یا ان کے کارندگان مجاز پر نہیں ہوتا ہے مثلاً اس کا اطلاق وصی یا مہتمم ترکہ[1] یا عشر وصول کنندہ پر جس کو کوئی خانگی شخص مقرر کرتا ہے نہیں ہوتا ہے[2] - وغیرہ

دفعہ ۳۵۸ : سرکاری تقررات کے مناسب و بجا ہونے کا یہ قیاس تین وجوہات پر مبنی ہوتا ہے[3] - (۱) مصلحت عامہ کے ایک اصول پر (۲) ایک حد تک اس بنا پر کہ بہت سی صورتوں میں اس کے نہ کرنے سے مطلب یہ ہوگا کہ اس شخص کے متعلق جس نے بطور عہدہ دار سرکاری عمل کیا ہو قیاس کیا جائے کہ اس نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے - (۳) سرکاری تقررات میں تقرر کی بے ضابطگی ثابت کرنے وہ سہولتیں حاصل ہوتی ہیں جو خانگی اشخاص کے کارندوں کے تقرر کو ثابت کرنے میں نہیں ہوتیں - ص ۳۱۵

دفعہ ۳۵۹ : (۲) یہ اصول کے "ہر امر کے متعلق قیاس ہوگا کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کیا گیا ہے" ان بہت سی صورتوں میں بھی اطلاق پاتا ہے جن میں افعال کا سرکاری اشخاص سے یا ان کے ایما سے کئے جانے کا حکم ہوتا ہے - مثلاً جب ایک دستاویز مصلحانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - جارج سوم باب ۲۹ اور اد ۲ جارج چہارم باب ۳۲ - کو رپورٹ میں خانگی قوانین کہا گیا ہے لیکن ان میں عمومی شکل کے ایسے فقرے تھے جن سے وہ سرکاری قوانین قرار پاتے تھے -

[1] قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶، دفعہ ۵۵ سے پہلے اوصیا و مہتممان ترکہ پر لازم تھا کہ نقل مصدقہ وصیت نامہ و وثیقۂ اہتمام ترکہ کے پیش کرنے کا ذکر پلیڈنگ میں کریں پلیڈنگ از چٹی جلد اصفحہ ۲۰۳ طبع ششم -

[2] سٹارٹ بنام لی آجیاک وواکر رپورٹس (I. & W.) ۴۶۸ -

[3] کتابوں میں بہت سے مقدمات کلیتہً جدا ہی اساس پر مبنی ہیں یعنی اس اساس پر کہ فریق جس کے خلاف

یہ جو منسوخ شدہ قانون دیوانگی (افلاس)[۱] ۱۸۶۱ء کے تحت تکمیل کی گئی تھی۔ ایک تحریری یادداشت تھی جس سے منجملہ اور امور مطلوبۂ قانون کے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ اس قانون کے احکام کی متابعت میں اس دستاویز کی رجسٹری کی گئی ہے۔ تو قرار دیا گیا کہ یہ بادی النظری شہادت اس امر کی ہے کہ ایک حلف نامے میں وہ چند تفصیلات جن کا قانون نے حکم دیا تھا۔ اس قانون کی متابعت میں تحریر کی گئی تھیں اور وہ دستاویز کے ساتھ رجسٹرار کے حوالے کیا گیا تھا[۲]۔ اسی طرح عدالت حکمنامے کا جواب دئے جانے کا قیاس کرتی ہے[۳]۔ اور جب ایک کلیسائی تحصیل کے صداقت نامے کو جس پر صرف ایک دربان کے دستخط تھے دو نظمائے امن نے جائز رکھا تو قیاس کیا گیا کہ اس تحصیل میں صرف ایک ہی دربان ہونے کا رواج ہے[۴]۔ اور لارڈ کن ین نے قرار دے دیا کہ نظمائے امن کے احکام کی تائید میں ہر امر کا قیاس کیا جائے گا۔ لیکن فیصلہ ہائے سزا اس سے مستثنیٰ ہوں گے[۵]۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مقدمے کے بدیہی امکانات کے منافی بھی قیاسات کئے جائیں گے[۶]۔

دفعہ ۳۶۰: (۳) اب ہم عدالتی افعال پر غور کریں گے۔ ان کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ شہادت پیش کی گئی تھی اس نے قول یا فعل سے اس شخص کی حیثیت جس کو عہدہ دار کہا گیا تھا تسلیم کر لی۔

۱ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۳۴ - دفعہ ۱۹۲ -

۲ وادگنٹن بنام رابرٹس ۳ کوئنس بنچ ۶۷۵۔ اور دیکھو گرانڈل بنام بریڈن ۲ کامن بنچ سلسلۂ نو ۶۹۰ -

۳ ازبلر جسٹس بمقدمۂ ملک بنام لایم ریگس۔ اڈگلاس ۱۵۹ -

۴ ملک بنام کیابٹی ۲ بارنوال وکرسول ۳۱۸۔ نیز دیکھئے ملک بنام ہنک لے۔ ۱۲ ایسٹ ۳۶۱ - اور ملک بنام سیٹ لاینڈ اولسن ۱۲۸ -

۵ ملک بنام مارس ۳ ٹائمز ریپورٹس ۵۵۲۔ نیز دیکھئے ملک بنام اشاکش ۵ بارنوال واڈالفس ۵۴۶ ۔

۶ ملک بنام ایشن گرے ۱۰ بارنوال وکرسول ۷۰۸ -

ماہیت ہی کے لحاظ سے ان کی باضابطہ شہادت زیادہ آسانی سے دی جا سکتی ہے۔ اس لیے اس اصول کا کہ "ہر امر کے متعلق قیاس ہوگا کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کیا گیا ہے۔" یہاں بہت ہی محدود اطلاق ہوتا ہے سر ڈبلیو۔ ڈی ایوانس کہتے ہیں کہ "قیاس باضابطگی کے اصول کے متعلق
ص ۳۱۶ شاید صحیح نتیجہ یہ ہے کہ جب کبھی افعال باضابطہ وصحیح نظر آئیں تو ان کو ایک ممکنہ بے ضابطگی کے بیان کرنے پر بے اثر نہیں ٹھیرانا چاہیئے۔ لیکن اس اصول کو بہت کھینچنا نہیں چاہیئے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ اشیا کے مناسب طریقے پر کئے جانے کے قیاس پر تکیہ کر بیٹھیں جب کہ نوعیت مقدمہ کے لحاظ سے ان کی زیادہ صحیح صریحی شہادت دستیاب ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ یہ دراصل دستیاب ہو سکتی ہو[۱]" یہ ایک اصول ہے کہ بے ضابطگی کا قیاس نہیں کیا جائے گا[۲] اور کتابوں میں بہت سی مثالیں ایسی ملتی ہیں۔ جن میں عدالتوں نے ایسے امور کے باضابطہ ثبوت کو جو سختی سے پوچھو تو عدالتی افعال کے صحیح گردانتے ضروری تھا نظر انداز کر دیا ہے۔

دفعہ ۳۶۱ : یہ اصول ہے کہ "ہر امر کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کیا گیا ہے۔" مجسٹریٹ یا دوسرے کم درجے کے نظما کو اختیار سماعت دینے کے لیے اطلاق نہیں پاتا[۳]۔ مثلاً جب ایک قانون غدر کے تحت نظمائے امن کو ایک سپاہی کا جس کی تعینا تی

۱ شہادت از ایوتیسے جلد ۲ صفحہ ۲۳۶۔
۲ اعلانات و بے ضابطگیاں از ماکنا مارا صفحہ ۲۴۔ از آلڈرسن بیج بتعدیۂ کالنس بنام رگبی ۲ مین و ولزلی ۶۰۔ جیمس بنام ہیورڈ ۳ گیل و ڈیویسن رپورٹس ۲۶۴۔
۳ ملک بنام بلکاٹ ۶ ٹائمز رپورٹ ۳۰۵ ملک بنام آل سینٹس ساؤتھ ہیمٹن ۷ بارنوال وکرسول ۵۰۵۔ کارٹ بنام موریسے اکونس بیج ۱۰۔ ڈیمپسٹر بنام پرنل ۳ اسکاٹ نیو رپورٹ۔ ۳ ملک بنام

اسی مقام پر ہوئی تھی جہاں کہ بیان کیا گیا تھا۔ بیان لینے کا مجاز کیا گیا۔ اور بیان لینے کے بعد بادی النظری طور پر ظاہر نہیں تھا کہ سپاہی کی تعیناتی اسی مقام پر ہوئی تھی ــــــ تو عدالت کونسل بنچ نے ایک تصفیے کے اغراض کے لیے اس بیان کو ناقابل ادخال شہادت قرار دیا تاوقتیکہ شہادت سے یہ ظاہر نہ ہو کہ سپاہی کی تعیناتی اس وقت اس مقام پر ہوئی تھی[1]۔

دفعہ ۳۶۲: (۴) اب ہم اس اصول کے غیر عدالتی افعال مثلاً تحریری دستاویزات وامور واقعاتی پر اطلاق دئے جانے پر غور کریں گے۔ مثلاً یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ دستاویزات مہری۔ وصیت نامہ جات اور دوسرے مصدقہ دستاویزات جو تیس سال یا اس سے زیادہ قدیم ہوں اور ایک غیر مشتبہ جگہ سے پیش کیے جائیں خود اپنے کو ثابت کرتے ہیں۔ گو اس کے بعد بھی فریق مخالف کو حق رہتا ہے کہ ان کی باضابطگی تکمیل کی تردید کرنے کے لیے گواہوں کو طلب کرے[2] اور اس قیاس کی ان صورتوں میں بھی اطلاق کی بہت سی مثالیں ہیں۔ جن میں کسی مصدقہ دستاویز کی تکمیل کو ثابت کرنا ضروری تھا۔ مثلاً جب ایک دستاویز مہری پیش کی جائے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس کی باضابطہ تکمیل دستخط مہر و حوالگی سے ہوئی ہے۔ لیکن گواہ حاشیہ صرف دستخط کئے جانے کی بابت گواہی دے تو بجا طور پر یہ امر جوری پر چھوڑا جا سکتا ہے کہ مہر و حوالے کئے جانے کا بھی قیاس کریں[3]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ٹونیس ۱۱ کونسل بنچ۔ ۵ ملک بنام بلومسبری ۴ ایلس وبلا کبرن ۵۲۰۔

[1] ملک بنام آل سینٹس ساؤتھ ہامپٹن ۷ بارنوال وکرسول ۷۸۵۔ ۲ لا جرنل مجسٹریٹس کیسیس ۵۴۔ ہانگ درائی لانڈر یونس ۶۶۳۔ ۲۱ رسل وریان ۲۹۹۔

[2] شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ دبعد طبع دہم دیکھو پیچھے دفعات ۲۲۰۔ ۲۲۱۔

[3] گریلیر بنام نیل (Grellier v. Neale) ۱۷۹۲ء ۱ پیک ۱۴۶۔ ۲ رسل وریان ۹۹۹۔ نالیٹ

۳۱۷ اسی طرح جب کسی اقرار کی نسبت بیان کیا جائے کہ وہ ضبط تحریر میں لایا گیا ہے تو دستخط کئے جانے کا بھی قیاس کیا جائے گا۔[۱]

دفعہ ۳۶۳: قانون وصیت ناموں ۱۸۳۷ء، ولیم چہارم ۱۶ وکٹوریا باب ۲۶ دفعہ ۹ (جس کی توضیح قانون ترمیم قانون وصیت ناموں ۱۸۵۲ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۲۴ سے کی گئی ہے) کی رو سے وصیت ناموں کا تحریری ہونا۔ اور ان پر موصی کے دستخط ہونا اور اس کا دو یا زیادہ گواہان کی ایک ہی وقت موجودگی میں دستخط کو اپنے تسلیم کرنا ضروری ہے اور عدالتوں نے بہت سی صورتوں میں اس اصول کو کہ "ہر امر کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کیا گیا ہے"۔ وصیت ناموں کی تکمیل سے بھی متعلق کیا ہے۔ اور ایک عام اصول بطور ان کا رجحان ایک اچھے وصیت نامے کی موافقت میں ہوتا تھا اور جب متقننہ کا مقصد پورا ہو جاتا تھا تو وہ وصیت نامے کو کسی ضابطے کی لغزش پر بے اثر نہیں قرار دیتے تھے۔[۲]

دفعہ ۳۶۴: اسی طرح ضمنی واقعات کا جو صحت دستاویزات کے لیے مطلوب ہوں عام طور پر قیاس کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً جب کوئی دستاویز گم ہو جائے تو قیاس ہوگا کہ وہ باضابطہ طور پر اسٹامپ شدہ تھی۔[۳] اور جب کوئی فریق باوجود اطلاع کے کسی دستاویز کو پیش کرنے سے انکار کرے تو کم سے کم اس کے خلاف جب تک اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: بنام ہاڈسن، ٹانٹن ۲۵۱-۲ مارشل رپورٹس ۵۲۷۔

[۱] رسٹ بنام ہابسن-۱-اسمتھ و اسٹوورٹ ۴۴۵-۲ لا جرنل چانسری ۸۶۔

[۲] ان دی گڈس آف پک مل لا رپورٹ اپروبیٹ وڈیورس ۵۲۷-ان دی گڈس آف ظفر ۱۸۹۸ پروبیٹ ۲۷۷۔

[۳] دیکھیے دفعہ ۲۳۰۔

۔ ظاہر ہو۔ قیاس کر لیا جائے گا کہ وہ باضابطہ طور پر اسٹامپ شدہ
طرح جب مدعی علیہ نے ایک سالیانے کی ادائی کی کفالت
ے اجارہ منتقل کر دیا تھا اور اس پر نالش کی گئی تو قرار دیا گیا
یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ سالیانے کا اندراج بمتابعت
دہ قانون ۱۷ جارج سوم باب ۲۶ کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس کا
نہیں کیا گیا تھا تو یہ امر فریق ثانی کی جانب سے زیادہ مناسبت
ظاہر کیا جاتا تھا۔ اس اصول کو تعبیر دستاویزات پر اطلاق
ہے۔ مثلاً جب دو دستاویزات پر ایک ہی تاریخ ہو تو فریقین
ے کی تائید کرنے ایک کی تکمیل کے پہلے کئے جانے کا قیاس
ئے گا۔ مثلاً جب جایداد دبیع و اجارے کے ذریعے سے منتقل
اور بیع و اجارہ دونوں ایک ہی دستاویز میں تحریر ہوں تو
یا جاتا تھا کہ بیع پہلے کی گئی ہے۔ اسی طرح کسی دستاویز مہری یا
ے نامے کی تعبیر میں الفاظ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ فریقین
ے ارادے کی تکمیل کے لیے رکھدیا جاتا ہے۔

۳۶۰ ۔: اب صرف یہ کہنا باقی رہ جاتا ہے کہ زیر بحث اصول کو

عہ ۲۲۰۔ کرسٹ بنام اندرسن ۱۔ اسٹارکی ۵۰۳۔
بریفن بنام میسن ۲ کیمپل ۷۔ اسی طرح دیکھئے ڈو ڈی ریوس بنام نگہام ۱۸۲۶ء ۲ بارنوال و ایڈلفس
بل دریان ۴۳۰۔ اور برائٹن ریلوے کمپنی بنام فیرکلف ۲ مانگ رگر ینگر ۴۷۶۔
ام کیٹ اخریان ۱۵۱۔ ٹیلر ڈی ٹکنز بنام ہورٹر ۱۔ بردس ۱۰۶۔
خاص قسم کا انتقال تھا۔ اور قانون (Vses) سے بچنے کے لیے اختیار کیا گیا تھا (از مترجم)
بقہ بیر مجلس بتقدمہ بارکر بنام کیٹس اخریان ۱۵۱۔
۔ ہرسٹ بنام استھ ولس ۳۲۷۔ ۳۴۲۔ اور جن مقدمات کا وہاں حوالہ
۔۔ رچرڈس بنام بلک و کامن بنچ ۴۱م۔

جدید قوانین موضوعہ کی رو سے بہت وسعت دی گئی ہے ہم اس مضمون
کی طرف اشارہ انگریزی قانون شہادت کی تاریخ ابتدا و ترقی کی بحث دفعہ ۳۱۸
میں کر چکے ہیں[1]۔

ذیلی فصل (۵)

قیاسات جو قبضہ و استعمال سے پیدا ہوتے ہیں

[1] دیکھیے دفعہ ۱۱۸۔

دفعہ ۳۶۶: اس شخص کو حق ہونے کا قیاس جس کو جائداد کا قبضہ۔ یا ان حقوق کی صورت میں جو گاہے گاہے استعمال کئے جاتے ہیں مماثل قبضہ حاصل ہوتا ہے۔ ہر نظام علم اصول قانون میں بہت پسند کیا جاتا ہے[1] اور اس کی اساس کچھ تو قدرتی انصاف کے اصول اور کچھ مصلحت عامہ ہوتی ہے۔ قانون انگلستان کی رو سے قبضہ یا مماثل قبضہ جیسی بھی صورت ہو۔

[1] مقدمہ قانون روما از ہیو بیریں کتاب ۲۲ عنوان ۳ نوٹ ۱۲- ڈائجسٹ کتاب ۵- عنوان ۱۱ دفعات ۱۲۶ و ۲۰۱ مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱۹- دفعہ ۲- فرامین پاپائی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ De. Reg. jur. leg صفحہ ۶۵- ٹیلر مصنفہ گک صفحہ ۲۲ ب۔

ملکیت کی بادی النظری شہادت ہوتا ہے[۱]۔ "قابض کا موقف بہتر یا (قوی تر) ہوتا ہے[۲]"۔ اور اراضی جائداد کا قبضہ یا قابض سے لگان و واصلات کی وصولی جائداد میں اعلیٰ ترین حقیت کی بادی النظری شہادت ہوتی ہے۔
۳۱۹ یعنی قبضۂ حقیت مستقل[۳] کی لیکن کسی قسم کے قبضے سے پیدا شدہ قیاس کی قوت میں بہت اضافہ عرصۂ دراز کے تمتع اور دوسرے ایسے اشخاص کی جانب سے خلل یا مداخلت کی عدم موجودگی سے ہوتا ہے جن کو اگر وہ ناجائز ہوتا تو اس کے ختم کردینے میں دلچسپی ہوتی۔ اصول یہ ہے کہ جب واقعات سے کسی حق کا طویل و مسلسل قبضہ ظاہر ہوتا ہو تو عدالتوں پر لازم ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس حق کی موافقت میں اس کے مبدا کے جائز ہونے کا قیاس کریں[۴]۔ اور ایسی صورتوں میں عدالتوں نے نہ صرف قیاس کیا ہے کہ اس کا ماخذ قانونی تھا۔ بلکہ بہت سے ایسے ضمنی واقعات کا بھی قیاس کیا ہے جن سے قابض کی حقیت اس اصول کے بموجب کہ "طویل مدت سے قیاس ہوتا ہے کہ ہر فعل باضابطہ کیا گیا تھا[۵]" مکمل ہوجاتی ہے۔

دفعہ ۳۶۷: اس اہم مضمون کی بحث میں حسب ذیل امور پر غور کیا جائے گا۔ (۱) قابل عطا اشیا کے متعلق طویل استفادے سے جو قیاس

---

[۱] شہادت از فلپس و ایماس ۲۷۴۔ شہادت از فلپس ۴۸۴۔ طبع دہم۔ ولیس کی یادداشتیں سانڈرس کی رپورٹ پر جلد ۲ صفحہ ۴۷ (الف) ایضاً طبع ششم۔

[۲] ۲ انسٹیٹیوٹ ۳۹۱۔ ۴ ایضاً ۱۵۳۔ پلوڈن ۲۹۶۔ ہوبارڈ ۱۰۳۔ ۱۹۹۔ دان ۶۰۔

[۳] کریس بنام بارٹ ۱۸۳۵ء۔ کراپٹن مین و اسکو رپورٹس ۹۳۱۔ ۴ رسل و ریان ۔ ۷۷۹۔ لک بنام اور سیرس آف برمنگھام ۱۔ لسٹ واسمتھ ۶۹۳۔ ۶۹۸۔ ۷۷۰۔ میٹرس بنام براؤن ہرلسٹن ہ کولٹا ۶۸۲ ۔۶۸۹۔

[۴] جانسن بنام بارنس لارپوٹ ۸ کیا رنگٹن و پین ۲ ۵۹۲۔ ۸ ایضاً ۵۲۷۔ (اکسچیکر چانسری)۔

[۵] کک برلٹن ۶ ب۔ جنک سنٹ ۴ مقدمہ ۷۷۔ پالمر رپورٹس ۴۲۷۔ اس اصول قانون میں صاف

حق قدامت و دوسرے حقوق کا۔ قانون عمومی و قانون حق قدامت ۱۸۳۲ء و نیز قانون عشر ۱۸۳۲ء (۲ و ۳ ولیم چہارم ابواب ۷۱ و ۱۰۰) کی رو سے پیدا ہوتا ہے۔ (۲) غیر مادی حقوق جو ان قوانین موضوعہ سے متاثر نہیں ہوئے ہیں۔ اور (۳) تمتع کی تائید میں قیاسات واقعاتی۔

دفعہ ۳۶۸: منجملہ ان مختلف طریقوں کے جن سے ملکیت جائداد حاصل ہو سکتی ہے۔ علم اصول قانون کے اکثر نظام حق قدامت کو۔ یعنی قانون کی مقررہ بڑی یا چھوٹی مدت تک پر امن قبضے یا استفادے کو بھی ایک طریقہ تسلیم کرتے ہیں[1] "حق قدامت وہ حقیت ہے۔ جو استفادے و وقت سے حاصل ہوتی ہے اور جس کی حفاظت قانون کے حکم سے کی جاتی ہے"[2]۔ انگلستان کے قانون عمومی کی رو سے اس قسم کی حقیت اراضی یا مادی قابل توریث جائداد کے متعلق نہیں حاصل ہو سکتی[3] اور نہ ایسی غیر مادی جائداد کے متعلق جو عملاتی امور سے پیدا ہوتے ہیں[4] اور عام طور پر وہ ان امور تک محدود ہوتی ہے جو عطا سے پیدا ہوتے ہیں[5]۔ مثلاً حقوق استفادۂ شخصی حقوق آسایش اور خاص امتیازات جو بغیر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ طور پر بعد کے واقعات کی بنا پر پہلے کے واقعے کا قیاس کیا گیا ہے۔ دیکھو پیچھے دفعہ ۳۵۴۔

[1] مقدمہ حصہ دوم دفعہ ۳۴۔

[2] لک بر لٹلٹن ۱۱۳۔ الف۔

[3] ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ مقالہ ۱۔ باب ۸۔ مختصر حق قدامت از وائنر ب۔ (Vin., Abr. Presc. B.) قاعدہ ۴۔ مختصر حق قدامت از بروک (Brook, Abr. Presc) قاعدہ ۱۹۔ ولکنسن بنام پاوڑ ۱۸۳۱ء میسن و ولز بی ۳۳۔ ۴۴۔ رسل بنام ریان ۷۔ ۵۔ لیکن کوئی شخص کسی دوسرے کے ساتھ اسامی مشترک ہو کر حق قدامت سے یہ حقیت حاصل کر سکتا ہے (لٹلٹن دفعہ ۳۱۰۔ مختصر بروک بمقام مذکورۂ بالا اور مداخلت بیجا صفحہ ۱۴۲)۔

[4] لٹلٹن از کک ۱۱۴۔ الف و کک ۱۰۹۔ ب۔ ڈائجسٹ از کروز امتیازات الف ۲۔

[5] شرح ملت بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۲۶۵۔ ۳ ڈائجسٹ از کروز (Cruise's Digest) ۳ ۲۴ طبع چہارم

ریکارڈ (سجلات) عطا سے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ ہر حق قدامت کے متعلق تصور کیا جاتا ہے کہ اس کی بنا ایک عطا یا اس کے مماثل کسی اور دستاویز پر تھی۔ جو کبھی موجود تھی۔ اور جو مرورِ زمانہ سے تلف ہو گئی۔[1] بعض ممتاز اساتذہ کی رائے بموجب قانون عمومی میں حق قدامت کا کوئی دعویٰ بادشاہ کے خلاف نہیں کیا جا سکتا۔[2] کیونکہ اصول یہ ہے کہ "کوئی مدت بادشاہ کے لیے سد راہ نہیں ہوتی"۔ لیکن اس اصول کو قانون متعدمات تاج ۱۷۶۹ء کی رو سے جس کو عام طور پر "بے مدت کا قانون" ۹ جارج سوم باب ۱۶ کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے قوانین کی رو سے توڑا گیا۔ صفحہ ۳۲۰

دفعہ ۳۶۹: رواجی حقوق قدامتی حقوق سے اس طرح جدا ہیں کہ اول الذکر ایسے رواجات ہوتے ہیں جو کسی ضلع یا متعدد اشخاص سے متعلق ہوتے ہیں۔ لیکن آخر الذکر وہ حقوق ہوتے ہیں۔ جن کو ایک یا زیادہ اشخاص یا شخصیہ[3] اپنی ذات یا اپنے اسلاف یا متقدمین سے متعلق ہونے یا کسی خاص

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۔ ونٹرس ۳۰۷۔

[1] شرحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۲۶۵۔ کُک برلٹلٹن مطبوعہ ٹیلر صفحہ ۲۶۱۔ الف نوٹ (۱) بالمقابل نارتھ ۔۱۔ ونٹرس ۳۰۷۔ ۱۳۔ ہنری ہفتم ۱۶۔ بی قاعدہ ۱۴۔

[2] مختصر رول حق قدامت۔ سی۔ ڈائجسٹ از کمنز (Comyn's Digest) حق قدامت ایف۔ ۱۔ پلوڈن ۲۴۰۔ ۳۰ برا سسا ریم قاعدہ ۲۲۔ لیکن دیکھئے پلوڈن ۳۲۲۔ کُک برلٹلٹن مطبوعہ ہارگریف ۱۱۹۔ الف۔ نوٹ ۱۔ ۱۱۴۔ ب۔ ۲۔ انسٹیٹیوٹ ۱۶۸۔ اس کی وجہ سمجھنا مشکل ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اکثر کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر حق قدامت کے متعلق تصور کیا جاتا ہے کہ اس کی بنا یاد سے باہر قدیم ایک عطا تھی۔ (دیکھو نوٹ ۲۳) اور یہ متعارف امر ہے کہ جو عطا قانونی حافظے میں دی گئی ہو اس کے متعلق قیاس بادشاہ کے خلاف کیا جاتا ہے۔ نیچے۔

[3] کُک برلٹلٹن ۱۱۳ ب۔ ۴ کک ۳۲ الف۔ ۳ ڈائجسٹ از کروس ۴۲۲ طبع چہارم۔

جائداد سے متعلق ہونے کی بنا پر طلب کرتے ہیں[1]۔ آخرالذکر کو جائداد میں حق قدامت پیدا کرنا کہتے ہیں۔ یعنی اس شخص اور اس کے متقدمین کے لیے حق قدامت پیدا کرنا جس کی حقیت اس کو حاصل ہوتی ہے اور یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ قانون عمومی میں حق قدامت حقیت مستقل والے اسامی ہی کو حاصل ہوتا تھا۔ اور جن اشخاص کو اراضی میں اس سے کم حقیت ہوتی تھی۔ انھیں حق قدامت ان کی حقیت کے کمزور ہونے کی وجہ سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ان کو اسامی حقیت مستقل کے ذریعے سے حق قدامت حاصل کرنا یعنی اراضی متدعویہ کے متعلق یاد سے باہر قدیم حق کو بیان کرنا اور اپنی حقیت اسی سے حاصل ہوئی بتانا چاہیے[2]۔

دفعہ ۳۷۰: کسی قدامتی یا رواجی حق کے صحیح ہونے کے لیے اسی کو پرامن طریقے بریاد سے باہر قدیم زمانے سے موجود ہونا چاہیے[3]۔ قانون عمومی میں اس سے مراد جیسا کہ الفاظ ہی سے ظاہر ہے۔ یہ تھی کہ کسی ایسے زمانے کی جس میں حق کا وجود نہیں تھا۔ شہادت نہیں دی جا سکتی[4]۔ اور اس حق کو پلیڈنگ میں اس طرح بیان کیا جاتا تھا۔ کہ وہ " ایک ایسے زمانے سے موجود ہے کہ حافظۂ انسانی کو اس کے خلاف یاد نہیں ہے[5]" لیکن جب قانون وسٹ منسٹر اول (۳) ایڈورڈ اول باب ۳۹ نے قانون کی اعلیٰ ترین ارضی نالشات میں میعاد سماعت مقرر کردی تو یہ خلاف عقل

[1] کک برٹلٹن ۱۱۳ ب۔ ۱۲۱۔ الف۔ ۲ شروحات بلاکسٹن ۲۶۵۔

[2] ۲ شروحات بلاکسٹن ۲۶۴۔ ۲۶۵۔

[3] شروحات بلاکسٹن جلد ا صفحہ ۷۶، ٹیلٹن دفعہ ۱۷۰۔

[4] ٹیلٹن بعستنگ ۱۱۵۔ الف ٹیلٹن دفعہ ۱۷۰۔

[5] ٹیلٹن دفعہ ۱۷۰۔ ۲ مختصر رول ۲۶۹۔ حق قدامت (ایم) قاعدہ ۱۲۔

تصور کیا گیا کہ حق قدامت کے دعووں میں اس سے زیادہ مدت مقرر
کی جائے۔ اسی لیے اس قانون موضوعہ کی ایک نصفتانہ تعبیر کی رو سے صلہ ۳۲
قانونی حافظے کا ۔ برخلاف زندہ لوگوں کے حافظے کے ۔۔۔ ایک زمانہ
مقرر کیا گیا۔ جس کی رو سے ہر قدامتی دعویٰ ناقابل الابطال ہو جاتا تھا
اگر یہ ظاہر ہوتا کہ وہ رچرڈ اول کے عہد حکومت کے پہلے دن (سنہ ۱۱۸۹ء)
سے عالم وجود میں تھا۔ اور برخلاف اس کے وہ فوراً ختم ہو جاتا اگر یہ
ظاہر ہوتا کہ اس کی ابتدا اس زمانے کے بعد سے ہوئی ہے[1]۔

دفعہ ۳۷۱: اور جب میعاد سماعت کو ۳۲ ہنری ہشتم باب ۲ کی
رو سے اور گھٹا کر ساٹھ سال کر دیا گیا۔ اور بہت سی صورتوں میں جس
میں نالش بیدخلی بھی داخل تھی قانون میعاد سماعت سنہ ۱۶۲۳ء ۲۱
جیمس اول باب ۱۶ کی رو سے بیس سال کر دیا گیا۔ تو یہ توقع کی جاسکتی
تھی کہ ایک ایسی ہی نصفتانہ تعبیر کی رو سے حق قدامت کی مدت کو
بھی اسی تناسب سے گھٹا دیا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اور
یہ مدت حسب سابق باقی رہی[2]۔ لیکن اس مضمون پر قانون ۲۲ ہنری ہشتم
باب ۲ کا اثر اس طرح ہوا کہ جہاں سابق میں کوئی شخص کسی ایسے حق
کو قدامت کی بنا پر حاصل کر سکتا تھا۔ جو غیر معین برسوں تک معرض التوا
میں رہا ہو۔ اب اس قانون کی رو سے حکم دیا گیا کہ کسی شخص کو حق قدامت
اس کے اسلاف یا متقدمین کے قبضے کی بنا پر حاصل نہیں ہوگا جب تک
کہ اس حق قدامت سے ساٹھ سال پہلے اسلاف یا متقدمین کا قبضہ
رہنا ثابت نہ ہو۔

---

[1] ٹسٹن مصنفہ کلک ۱۱۵-الف۔

[2] ایضاً۔ شروحات بلاکسٹن ۳۱-۲ انسٹیٹیوٹ ۲۳۸۔ ڈائجسٹ مصنفہ کروس ۲۵/۴ طبع چہارم۔ جلد ۳

[3] ۲ شروحات بلاکسٹن ۳۱۔ نوٹ (یو) حقوق آسائش مصنفہ گیل ۹۰ طبع سوم۔

دفعہ ۳۷۲: حق قدامت ایک وقت حاصل ہونے کے بعد خلل کی وجہ سے فنا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ سمجھنا چاہئے کہ خلل حق کا ہو گا۔ صرف استعمال کا نہیں[1]۔ مثلاً حق قدامت تلف یا فنا ہو جاتا ہے اگر اس حق کا قبضہ اراضی زیر بحث کی اتنی ہی اعلیٰ حقیت سے متحد ہو جائے۔ جتنی کہ اس حق قدامتی کے ذریعے سے حاصل کی جاسکتی ہے[2]۔ مثلاً جب کسی شخص کو جسے مستقل حقیت کا حق راہ یا حق استفادہ شخصی حاصل ہو۔ اس اراضی کی جس سے کہ یہ حقوق متعلق ہوں مستقل حقیت مل جائے لیکن اراضی میں کسی کم حقیت حاصل ہونے سے موضوع حق قدامت کا تمتع ملتوی ہو جاتا ہے۔ خود حق فنا نہیں ہو جاتا اور اسی لیے اس خاص حقیت کے ختم ہو جانے پر حق قدامت دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے[3]۔

دفعہ ۳۷۳: اس طرح پر حق قدامت کے بغیر تبدیل کے باقی رہنے سے ظاہر ہے کہ اس بینہ حق کے رچرڈ اول کے زمانے تک استعمال کی شہادت سختی سے طلب کی جاتی تو کسی حق قدامت کے ثابت کرنے کی دشواری ہر آنے والی نسل کے ساتھ زیادہ ہوتی جاتی۔ لیکن اس شر میں ۳۲۲
قابل لحاظ کمی شہادت کے ان قواعد کی وجہ سے ہو گئی جنہیں عدالتوں نے وضع کیا۔ چونکہ جدید قبضہ و استعمال ملکیت حق کی بادی النظری شہادت

---

[1] ٹلٹن مصنفہ کک ۱۱۴ ب۔ کانہام بنام فسک کرامپٹن اور جروس (Canham v. Fisk. 2 C & J) ۱۲۶۔ از (Crompton & Tervis Ref. 126 per Bayley, B.)
بیلی جج۔

[2] ۳ ڈائجسٹ مصنفہ کریوس (Cruise) طبع چہارم ٹلٹن مصنفہ کک ۱۱۴ ب۔ ۴ کک ۳۸ الف۔ ملک بنام ہرسیچ کارتھیوس رپورٹ (Carthew's Reports) ۴۲۔

[3] ۳ ڈائجسٹ مصنفہ کریوس ۴۲۶۔ طبع چہارم۔

ہوتا ہے ججوں نے ان کو مصنوعی وقعت دی۔ اور قرار دیا کہ جب یہ مسلسل ہوں ان کی تردید و توضیح نہ کی گئی ہو تو یہ ایسی شہادت ہوتے ہیں جس سے جوری کو ایسے حق قدامت کا قیاس کرنا چاہیے۔ جس کا زمانہ قانونی زمانے کے ہمعصر ہوتا ہے۔

اس غرض کے لیے قبضہ و استعمال کی جو مدت درکار ہوتی ہے وہ ایک حد تک حق متدعیہ کی ماہیت و حالات پر موقوف ہوتی ہے۔ عشر کے ایک خاص طریقے (موڈس ڈیسیمنڈی) (modus decimandi) کے دعوے میں جب عشر کے عوض قابل ادائی معینہ رقم کے یاد سے باہر زمانے سے قدیم ہونے کے متعلق کوئی امر نہ ہو تو شہادت یہ پیش ہونی چاہیے کہ کلیسا کی تحصیل۔ شہر یا کھیت کی جانب سے یہی رقم اس زمانے سے دی جا رہی ہے جس تک زندہ اشخاص کا حافظہ کام کرتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی شہادت دی جانی چاہیے کہ اس زمانے میں جنس کی شکل میں کوئی عشر کلیسائی تحصیل یا شہر یا کھیت کی جانب سے نہیں دیا گیا۔ اسی طرح عام طور پر دوسرے امور میں بھی جن کی حقیت قدامت کی بنا پر حاصل ہو سکتی ہے۔ تمتع کے اس زمانے سے جس تک کہ زندہ اشخاص کا حافظہ کام کرتا ہے۔ ثابت کرنے سے بعید زمانے تک تمتع کا قیاس پیدا ہو جاتا ہے اور ایک ایسا ہی قیاس بہت سے برسوں تک مسلسل تمتع سے بھی پیدا ہوتا ہے آلڈرسن جج (Alderson, B.) نے مقدمہ جنکنز بنام ہاروی (Jenkin's v. Harvey)

لہ بری بنام بیک (Berry v. Beck) (۱) ینگ ۲۸۴ ۲ چاپمن بنام ڈانسن ۲ پیرولیمس (P. Wms.) ۵۶۵ مور بنام بلک (Moore v. Bullock) کروک جیمس ۵۰۱ لائنس بنام لینٹ (Lynen Lett) ۳ ینگ اینڈ جروس ۲۰۵ م چاپمن بنام اسمتھ ۲ ویسی سینیر ۵۰۶۔

کہ رپورٹ اول کمشنران جائداد ارضی اہ بلیوٹ بنام ٹری کاننگ (Blewett v. Trenning) ۳ اڈولفس و ایلس ۵۵۴ - ۱۴۴ رسل وریان ۶۳۴ از مسٹر لٹل ڈیل جسٹس (Littledale J.) ملک بنام کاؤنیجر ۲ شاور ایس رپورٹس ۸ م۔

کہ جنکنز بنام ہاروی ۱۰ کراپیشی جیمس وراسکو رپورٹس جلد ۱ - ۵۹۵ م ۲۰ رسل وریان ۶۹۔

میں کہا کہ "اگر ستر سال سے زیادہ کا مسلسل پرامن استعمال بھی جس کے خلاف کوئی شہادت نہ ہو موجودہ حق (یعنی بندرگاہ میں لائے ہوئے تمام کوئلوں پر ٹولی لینے کے حق) کے مانند حق کو ثابت کرنے کافی نہ ہو تو بہت حقیقتیں ایسی ہوں گی جن کی تائید نہیں کی جاسکے گی"۔ اس مقدمے میں —— دیوانی مقدمۂ جوری کے جج نے جوری کو ہدایت کی تھی کہ وہ کسی ایسے اصول قانون سے واقف نہیں ہے جو ان کو حق کے جدید استعمال کی بنا پر اس کے یاد سے باہر قدیم ہونے کا قیاس کرنے سے منع کرتا ہو —— عدالت اکسچیکر نے قرار دیا کہ ہدایت نامناسب تھی۔ اور یہ کہ اس امر کو جوری کے سامنے پیش کرنے کا صحیح طریقہ یہ تھا کہ مسلسل جدید استعمال سے ان کو ادائی کے یاد سے باہر قدیم ہونے کا قیاس کرنا چاہئے۔ سوائے اس کے کہ اس کے خلاف میں کوئی شہادت پیش ہو[۱]۔ اور اسی طرح جب سوال یہ تھا کہ آیا دریا میں مچھلی
ص ۳۲۳ پکڑنے کی ایک عطا کے تحت ایک طریقے کے متعلق سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ دفعہ ۱۲۔ قانون سامن ماہی گیری[۲] (Selmon Fishery Act) ۱۸۶۱ء کے نفاذ کے وقت جائز طور پر رائج تھا۔ اور شہادت یہ پیش ہوئی تھی کہ ماہی گیری کا یہ طریقہ جس طرح ۱۸۶۱ء میں مروج تھا اسی طرح اس سے ساٹھ سال پہلے بلکہ اس زمانے سے رائج تھا جس تک کہ زندہ لوگوں کا حافظہ کام دیتا ہے تو عدالت نے قرار دیا کہ اس قانون کے تحت مقرر کردہ کمشنر قرار دے سکتے تھے اور انھیں قرار دینا چاہئے تھا کہ اسی خاص طریقے پر حق ماہی گیری کا وجود دریا کے ان تمام مالکوں کی عطا کی وجہ سے جن کے مفاد متاثر ہوتے تھے۔ رہا ہے[۳]۔

۱۔ ایضاً، ۷۸، اور دیکھئے شیپرڈ بنام پین ۱۶ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۱۳۲۔ لارنس بنام ہل (۳) کوئینس بنچ ۵۲۱-۵۲۲ دیکھئے دفعہ ۳۲۶ تبصرہ۔

۲۔ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا ۱۰۹۔

۳۔ لیکن فیلڈ بنام لانسڈیل (Leaconfield v. Landsdale) لا رپورٹ ۵ کامن پلیس ۶۵۷۔

بری بنام پوپ[1] (Bury v. Pope) کے قدیم مقدمے میں تمام جج متفق تھے کہ تیس یا چالیس سال کی مدت۔ روشنی کا ایسے حق دینے نا کافی تھی کہ جس کی بنا پر مالک اراضی بازو کی زمین کے قابض کے خلاف اس کو روکنے کی بنا پر نالش لا سکے۔ لیکن یہ قرار داد کراس بنام لیوس[2] (Cross v. Lewis) اور ملک بنام جولف[3] (Rv. Jollife) کے جدید مقدمات کے مغائر ہے اور موخر الذکر مقدمے میں بیس سال کا مسلسل استعمال کافی قرار دیا گیا ہے۔

دفعہ ۳۷۴: جب کسی حق قدامت کے عرصۂ دراز سے ہونے کی عام شہادت موجود ہو تو اس حق کے یاد سے باہر قدیم زمانے سے موجود ہونے کا جو قیاس پیدا ہوتا ہے۔ اس کی اس حق کے استعمال یا وسعت میں خفیف جزئی یا عارضی تغیرات کی شہادت سے تردید نہیں ہوجاتی ہے اس کی اچھی تمثیل مقدمۂ ملک بنام آرچ ڈال[4] (Rv. Archdall) سے ملتی ہے۔ اس مقدمے میں عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے لٹل ڈیل جسٹس نے کہا کہ[5]: فطرت انسان کی بے قاعدگی اور اس کے ناقص ہونے سے یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک یکساں طریقے پر عرصۂ دراز تک استقلال سے عمل نہیں ہوتا ہے۔ ایک وقت کچھ ترقی ہوتی ہے تو دوسرے وقت کچھ پسپائی بے عقلی جہالت یا دوسرے وجوہات سے کچھ اضافہ کیا جاتا ہے تو

---

[1] کروک عہد الزبتھ ۱۱۸۔

[2] لاجرنل کنگس بنچ ۲-۱۳۲ بارن وال وکریسول (B and C ie Barnewall & Cress-well) ۶۸۶۔

[3] ملک بنام جولف (۱۸۲۳ء) ۲ بارن وال وکریسول ۵۴۔ ۲۶ رسل دریان ۲۴۲۔

[4] ملک بنام آرچ ڈال (۱۸۳۸ء) ۸ اڈولفس وایلیس A & E, ie. Adolphous & Ellis) (Reports.) ۲۸۱۔ ۲۷ رسل وریان ۳۴۸۔

[5] ملک بنام آرچ ڈال (۱۸۳۸ء) (۸) اڈولفس وایلیس بر صفحہ ۲۸۸۔

کچھ کمی بھی۔ اور جب مرور زمانہ سے وہ شہادت تلف ہو جاتی ہے۔ جس سے ان بے ضابطگیوں کی توضیح ہوتی تو ان کو آسانی سے کل عملدرآمد کے جواز پر اعتراضات کی بنیاد بنالیا جاتا ہے۔ یہی حال حقیت یا سند ملکیت کا بھی ہے۔ اگر اس ملکیت کی جو یادسے باہر قدیم زمانے سے موجود ہو اسی سختی سے جانچ کی جائے جو ایک جدید عطا کی جانچ میں استعمال کی جاتی ہے۔ اور زمانے کے تغیرات و حادثات کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے تو کوئی قدیم حقیت بھی اعتراض سے خالی نہ ہوگی۔ اور وہی امر کمزوری کا باعث ہو جائے گا جس کو کہ قوت و حفاظت کا ماخذ ہونا چاہئے تھا۔ اسی لیے یہ ہمارے قانون کا ہمیشہ سے مقرر کردہ اصول ہے کہ طویل قبضے کی موافقت میں ہر امر کا قیاس کر لیا جاتا ہے۔ اور یہ
ص ۳۲۴ روزانہ کا عملدرآمد ہے کہ اسی اساس پر نہایت ہی قیمتی جائدادوں کی حقیت کو مبنی کرتے ہیں۔" بہت سے دوسرے مقدمات سے بھی اس اصول کی توضیح ہوتی ہے۔ بیلی بنام آپل یارڈ[1] (Bailey v. Appleyard) کے مقدمے میں قرار دیا گیا ہے کہ حق قدامت کے دعوے کی تائید ایک ایسے حق قدامت کی شہادت سے ہوگی جو مستدعیہ حق سے بڑا ہو اور اس قسم کا ہو کہ اس میں یہ مستدعیہ حق شامل ہو سکتا ہو۔ اور ولکم بنام اپٹن[2] (Welcome v. Apton) کے مقدمے میں آلڈرسن جج پوچھتے ہیں کہ "آیا کسی شخص کے دعوی حق راہ کی تردید یہ ثابت کرنے سے ہو جائے گی کہ کسی شخص نے اس کو چند انچ کم کر دیا ہے"۔ لیکن برخلاف اس کے ایک عام حق قدامت کی تائید ایک ایسے حق قدامت کے ثابت کرنے سے نہیں ہوگی جو کسی شرط سے

[1] بیلی بنام آپل یارڈ (۱۸۳۸ء) (۸) اڈ الفس و ایلس ۱۶۱۔ ۴ رسل دریان ۵۲۷، ۵۲۷۔ دیکھئے دی بیلیفس آف پیمبروک بنام برٹسنل (۱) ٹاؤنٹن ۱۴۲۔

[2] ولکم بنام اپٹن (۱۸۴۰ء) ۶ میسن ویلز بی ۵۳۶۔ ۵۴۰-۵۴۲، ۵ رسل دریان ۷۶۷۔

مشروط ہو۔[1]

دفعہ ۳۷۵: اور گو استعمال (یا استفادہ) اتنا کافی طویل و یکساں نہ ہو کہ اس سے کسی قدامتی حق کا قیاس پیدا ہو سکے۔ تاہم اس کو جائز طور پر ایسی شہادت تصور کیا جا سکتا ہے کہ دوسرے کی معیت میں جوری اس کی بنا پر حق قدامت کے وجود کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

دفعہ ۳۷۶: حق قدامت کا قیاس جو چاہے کتنے ہی قدیم تمتع سے پیدا ہوتا ہو فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ ظاہر ہو کہ اس کی ابتدا قانونی حافظے کے زمانے کے بعد ہوئی ہے۔[2] اور ظاہر ہے کہ اس کی تردید کسی بھی نوع کی جائز بلا واسطہ ہو کہ قیاسی شہادت سے ہو سکتی ہے۔[3] بلکہ اس کی تردید مبینہ حق کی نوعیت ہی کے لحاظ سے ہو سکتی ہے۔ جب کہ یہ ظاہر ہو کہ اس کا رچرڈ اول کے زمانے سے ہونا ناممکن ہے۔[4] لیکن ایک غیر مورخہ قدیم عطا کا وجود لازمی طور پر ایک قدامتی حق کے مغائر نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ عطا یا تو قانونی حافظے کے زمانے سے قبل کی ہو یا یہ کہ وہ کسی حق قدامت کی توثیق میں دی گئی ہو۔[5] مثلاً اسکیلس بنام کی[6] (Scales v. Key) کے مقدمے میں

[1] پاڈاک بنام فارشر ۱۸۱۲ء اسکاٹ نیو رپورٹ ۱۵، ۱۷ (۲)، ماننگ گرینگر رپورٹ ۳۰۳–۹۰۳۔ ۶۰۰ رسل دریان ۶۲۴ اور وہ مقدمات جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[2] شہادات ٹیلر کسٹن ۱۳۱–۲–خطر بنام لارڈ گرینفیس ۱۲ ایگل و نیگ ٹیتھ کیسز (Eagle & Younge, Tithe Cases) ۱۸۰۔ لیکن دیکھئے نیچے دفعہ ۳۷۷۔ خلیس بنام الی ڈے ۱۸۷۸ء مقدمات مرافعہ ۲۲۸–۲۳۱۔ جس کا نیچے دفعہ ۳۸۲ میں بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

[3] ٹیلر بنام گک پراٹس جلد ۱–۶۰–۶۵۔ اور وہ متعدد مقدمات جن کا سابق نوٹ میں حوالہ دیا گیا ہے۔

[4] برانٹ بنام فٹ لا رپورٹ (۲) کوئنس بنچ ۱۶۱۔ (دیکھو اسکاک کیریا) ۲ ایضاً ۲۹۰۔

[5] اڈنگٹن بنام کلوڈ ۲ ولیم بلاکسٹن ۹۸۹۔

[6] ۱۱ اڈالفس و ایلس ۸۱۹۔ نیز دیکھئے ولکم بنام اپٹن ۶ میسن و ولزبی ۵۳۶–۵۴۲ رسل دریان ۷۷۴۔

جو ایک حکمنامے کے مبینہ غلط جواب کی بنا پر پیدا ہوا تھا اور جس میں سوال یہ تھا کہ آیا ایک یارڈ سے باہر قدیم رواج شہر لندن میں ہے یا نہیں۔ جوری نے فیصلہ کیا کہ وہ رواج ۱۶۹۵ء تک موجود تھا۔ اور چونکہ اس کے بعد کے زمانے میں نہ تو اس کے استعمال کئے جانے اور نہ اس میں مداخلت کئے جانے کی کوئی شہادت تھی۔ قرار دیا گیا کہ یہ امر مدعا علیہم کو جو رواج کا وجود بیان کرتے تھے مستحق قرار دینے اور ان کی موافقت میں فیصلہ صادر کرنے کافی ہے۔ اسی طرح بڈلف بنام اتھر (Biddulph v. Ather)

ص ۳۲۵ میں جہاں برباد کرنے کے قدامتی حق کی تائید میں اس کے ۲۹ سال تک مسلسل استعمال کی شہادت پیش ہوئی تھی۔ قرار دیا گیا کہ چار سو سال پہلے عدالت دورہ کنندہ کی دو مرتبہ اجازتوں سے اور اس کے بعد کئے مداخلت بیجا کے ایک فیصلے کی رو سے اس کی قطعی نفی نہیں ہوتی ہے اور جج کے پورے مقدمے کو جوری پر چھوڑنے پر جوری نے اس حق کی موافقت میں فیصلہ کیا۔ اور عدالت نے اس فیصلے میں دخل دینے سے انکار کیا۔ اسی طرح مدعی علیہ اس کے نوکروں اسامیوں اور قابضان حصار کے حق راہ کے متعلق۔ قدامت کی بنا پر دعویٰ پیش کیا گیا تھا۔ اور اس حق کا جواز یہ پیش کیا گیا تھا کہ بحیثیت اس کے ملازم اور اس کے حکم سے اس اراضی پر چلا گیا تھا۔ اس کی تردید لازمی طور پر یہ ثابت کرنے سے نہیں ہوتی کہ بچاس برس قبل یہ اراضی ایک بڑی مشترک چراگاہ کا جزو تھی جو ایک قانون حصار بندی کے تحت محصور کی جا کر مدعی علیہ کے جد کو دی گئی تھی۔ جوری نے مدعی علیہ کی موافقت میں فیصلہ کر دیا تھا مدعی کے لیے، فیصلہ حاصل کرنے ایک حکم منظور کرایا گیا۔ لیکن بحث کے بعد اس حکم کو برخاست کر دیا گیا۔ پارک جسٹس (Parke, J.) نے فرمایا کہ جوری کے فیصلے کے خلاف کوئی اصول نہیں ہے۔ کیونکہ رواج

---

۲۵۸ ولسن ۲۳۔

سے جوری یہ نتیجہ اخذ کر سکتی تھی۔ کہ جاگیردار کو اگر حصار بندی سے پہلے حقیت مستقل حاصل تھی تو حق راہ بھی حاصل تھا۔[1] اسی طرح سر جے لیچ وائس چانسلر (Sir J. Leach, V. C.) نے قرار دیا ہے کہ عشر کے ایک خاص طریق (موڈس ڈیسیمنڈی) میں قدیم دستاویزات رواج کی تمام شہادت پر ترجیح نہیں پا سکتے۔ جب تک کہ وہ باہم متوافق نہ ہوں اور جب تک کہ ان کا اثر یہ نہ ہو کہ اس سے عشر کے اس طریقے کا احتمال ہی نہیں بلکہ امکان بھی باقی نہ رہتا ہو۔[2]

دفعہ ۳۷۷: باوجود عدالتوں کی قدامتی حقوق کو برقرار رکھنے کی خواہش کے بہت سی صورتیں ایسی تھیں کہ جن میں قانونی حافظے کی بے انتہا طویل مدت کا اثر مضر ہوتا تھا کیونکہ استعمال سے جو قیاس پیدا ہوتا تھا وہ چاہے کتنا ہی قوی ہو یہ ثابت کرنے سے کلیتہً شکست پا جاتا تھا کہ اسی حق کی ابتدا رچرڈ اول (سنہ ۱۱۸۹ء) کے بعد ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے قبضہ و استعمال بنفسہ ان حقوق کے وجود کی جائز شہادت ہیں جو اس زمانے کے بعد وجود میں آئے ہوں۔ اور جن کی زیادہ واضح اور قدرتی شہادتیں وقت یا اتفاق سے تلف ہو جا سکتی ہیں۔ سر ایڈورڈ کاک کہتے ہیں کہ "وقت اشیا کا بڑا تلف کرنے والا ہے"[3] اور ریکارڈس و احکام شاہی اور دوسری تحریرات تلف یا گم ہو جاتی ہیں یا خیانت سے دبا لی جاتی ہیں اور خدا نہ کرے کہ قدیم عطاؤں اور افعال کو نزاعی بنا دیا جائے کیونکہ قدامت کی وجہ سے ان کو مثل جدید عطاؤں کے

---

[1] کاؤننگ بنام جانسن و بارن وال وکریسول ۹۲۳۔ نیز مزید دیکھئے اسی مضمون پر بل بنام آسٹمہ ۴ ایسٹ ۴۷۶۔ اس کو بریج بنام وارڈ ۳ ماننگ وگرینگ ۷۰۹۔

[2] وائٹ بنام لسلی ۴ ماڈیین ۲۲۲۔

[3] ۱۲ کک ۵۔

ثابت نہیں کیا جاسکتا[1]" کچھ تو اس اصول پر عمل کرتے ہوئے لیکن زیادہ تر
اغراض انصاف کی پیش رفت اور قبضے کو برقرار رکھنے سے امن کو بحال
رکھنے کی خواہش[2] کی وجہ سے ججوں نے امور عطا کے قبضہ و استعمال کو ص ۳۲۶
اس وقت مصنوعی وقعت دی. جب کہ قدامت کی بنا پر کوئی دعویٰ
پیش نہ ہو۔ اور آہستہ آہستہ انھوں نے یہ اصول قرار دیدیا کہ کسی غیر مادی
قابل توریث حق سے مخالفانہ و مسلسل بیس سال کا تمتع ایسی دقیع شہادت
ہوتی ہے کہ جس کی بنا پر جوری کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ قطعی قیاس
کسی عطا یا اس کے کوئی اور جائز ماخذ ہونے کا کرلیں[3]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بیس سال کی مدت قانون میعاد سماعت پر قیاس کرکے اختیار کی گئی ہے
جس کی رو سے بیس سال کا تمتع بے دخلی کی نالش کا مانع ہوتا ہے۔ کیونکہ
جب اس مدت کا مخالفانہ قبضہ خود اراضی پر ملکیت بربنائے قبضہ عطا کرتا
ہے[4]۔ تو یہ امر قرین عقل معلوم ہوا کہ اس سے اراضی سے متعلق ایک کمتر مفاد کے
حق کا قیاس بھی پیدا ہو۔ اس مماثل قیاس قانونی کے عملی اثر میں بہت کچھ اضافہ
ریڈ بنام بروک مان (Read v. Brookman) کے فیصلے سے ہوا[5]۔ یعنی

۱؎ ۱۲ الگ ۵۔

۲؎ برایٹ بنام واکر کرامپٹن۔ میین و راسکو جلد ا صفحہ ۲۱۱۔ ۴ رسل و ریان ۵۰۲۔

۳؎ شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد ۳ ۹۱۱ طبع سوم۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱ صفحہ ۱۷ طبع شانز دہم ۲۔ ولیمس سانڈرس ۱۷۵ الف طبع ششم بیلی بنام اسٹاف ۲ ایسٹ ۲۰۸۔ ۸ رسل و ریان ۲۶۶۔ ہاسٹن بنام جسٹیڈ ۱ کیمپل ۶۴۳۔ رائٹ بنام ہوورڈ سمن و اسٹورٹ رپورٹس ۲۰۳۔ کیمپل بنام ولسن ۳ ایسٹ ۲۹۴۔ ۸ رسل و ریان ۲۶۶ لارڈ گرنسے بنام راڈبرجیس ۱۱ گلبرٹ ایکویٹی رپورٹس (Gilbert. Eq. Ref.) صفحہ ۴۔ برایٹ بنام واکر۔ ا کرامپٹن میین و راسکو رپورٹ ۲۱۱۔ ۴ رسل و ریان ۵۰۲۔

۴؎ ۳ شہادت مصنفہ اسٹارکی ۹۱۱ طبع سوم۔ ولیم سانڈرس جلد ۳ ۱۷۵ الف طبع ششم اور وہ مقدمے جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

۵؎ ۳ ٹائمز رپورٹ ۱۵۱۔

اس فیصلے سے کہ کسی دستاویز کے تحت قابل توریث غیر مادی شے کے حق کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور پلیڈنگ میں عذر کر دیا جا سکتا ہے کہ وہ دستاویز وقت وحادثے کی وجہ سے گم ہوگئی ہے۔ اسی لیے کسی قابل توریث غیر مادی شے کی حقیت کا دعویٰ کرنے کا یہ معمولی طریقہ ہوگیا کہ قانونی جاننے سے کم زمانے سے ایک فرضی عطا کا مالک اراضی یا کسی دوسرے شخص سے جو اسی عطا کے قابل ہو اسامی یا اس شخص کو جو ایسی عطا کے لینے کے قابل ہو۔ عطا کا دیا جانا فریقین دستاویز کے ناموں کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اور پلیڈنگ میں یہ عذر کر دیا جائے کہ دستاویز وقت واتفاق سے گم ہوگئی ہے۔ عطا سے انکار کرنے پر بیس سال کا مسلسل تمتع اس کے وجود کی وقیع شہادت سمجھی جاتی تھی۔ اور اس طریقے کو "غیر موجود عطا" کے ذریعے سے حقیت ثابت کرنا کہتے تھے۔

دفعہ ۳۷۸: اس قیاس کے مضمون پر بعض کتابوں میں ٹھیک ٹھیک الفاظ کے استعمال نہیں کیے جانے کی وجہ سے بہت کچھ غلط بحث پیدا ہوگیا ہے۔ ہالکرافٹ بنام ہیل[ے] کے مقدمے میں — جو ایک فعل ناجائز یعنی مارکٹ میں مداخلت کرنے کی نالش تو تھی۔ شہادت سے ظاہر ہوا کہ ایک مارکٹ کے شاہی منشور کے تحت معطی لہ نے ایک دوسرے شخص کو پڑوس میں مارکٹ بنا لینے اور ۳۲ برس تک استعمال کرنے دیا اور کوئی مداخلت نہیں کی۔ اور عدالت کامن پلیس (Court of Common pleas) نے قرار دیا کہ ایسا استعمال مدعی کے حق نالش کے لیے ایک مانع ہوگا۔ ص۳۲۷

ے قوانین جائداد ارضی از شلفرڈ طبع ہفتم۔

ے ہنڈی بنام اسٹیونسن ۱۰۔ ایسٹ ۵۵۔

ے ۱۔ بوسانکوے وپلر۔ یہ رٹس ۴۰۰۔

ے اس فیصلے کے متعلق کہا گیا ہے۔ فعل ناجائز کی نالش غیر۔ چونکہ ایک نالش برخلاف قبضہ ہوتی ہے۔

لیکن ڈاروِن بنام اپٹن[1] (Darwin v. Upton) میں لارڈ مانسفیلڈ (Lord Mansfield) کہتے ہیں کہ "مدعی علیہ کی عملی رضامندی سے بیس سال تک روشنی سے تمتع عطا یا اور بطور برحق کا ایک ایسا فیصلہ کن قیاس ہوتا ہے کہ جب تک کہ اس کی توضیح یا تردید نہ کی جائے جوری کو اس پر یقین کرنا چاہئے۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ امتداد زمانہ بھی مثل قانون میعاد سماعت کے قطعی مانع ہوسکتا ہو۔ یقیناً وہ ایک قیاسی مانع ہے۔ جس کو جوری کے سامنے پیش ہونا چاہئے"۔ اور بلر جسٹس (Buller, J.) نے کہا۔ کہ "اگر جج کا مطلب اس سے (یعنی دریچوں کے بیس سالہ مسلسل قبضے سے) ایک قطعی مانع تھا تو یقیناً وہ غلطی پر تھا لیکن اگر صرف ایک قیاسی مانع تو وہ صحیح تھا"۔ مقدمۂ دی میئر آف ہل[2] بنام ہارنر (The Mayor of Hull v. Horner) میں لارڈ مانسفیلڈ کے فیصلے سے بھی یہی قرار دیا گیا۔ نیز جو قیاس کہ غیر مادی قابل توریث جائداد کے بیس سالہ تمتع سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کو اکثر "قطعی" قیاس کہا گیا ہے[3]۔ یہ ایک اتنا ہی غلط جملہ ہے جتنا کہ اس شہادت کو "مانع" کہنا۔ اگر قیاس "قطعی" ہو تو وہ "قطعی قیاس قانونی" ہوگا جس کی تردید شہادت سے نہیں کی جاسکے گی لیکن ان مقدمات کے صاف معنی یہ ہیں کہ جوری

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ:- اس لیے ممکن ہے کہ عدالت نے اس کو نالش بے دخلی کے مانع سمجھا ہو جس میں مدعی علیہ کا مسلسل بیس سال کا قبضۂ مخالفانہ مدعی کے حق نالش کا مانع تصور کیا جاتا ہے۔ نوٹس ولیم بر رپورٹس سانڈرس جلد ۲ (2 Wms. Saund.) طبع ششم صفحہ ۱۷۵ سی۔

[1] ایضاً

[2] کوپر رپورٹس ۱۰۲۔

[3] شہادت مصنفۂ گرین لیف دفعہ ۱۷۔ طبع شانزدہم ۱ از لارڈ ایلن برو بہ مقدمۂ بلاسٹن بنام بنسٹیڈ (Blaston v. Bensted) (۱) کیمپبل ۶۳۔ ۶۵۔ ۶۶۔ اور بیلی بنام شاو (Bealey v. Shaw) (۶ ایسٹ ۲۰۸۔ ۲۱۵۔ ۸ رنل ورینان ۲۶۶۔

کو یہ قیاس کرنا اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ جب تک کہ اس کی تردیدی شہادت نہ پیش ہو۔ مسٹر اسٹارکی (Mr. Starkie) کہتے ہیں کہ[1] ان صورتوں میں حق کا قیاس قطعی نہیں ہوتا ہے۔ یعنی بالفاظ دیگر وہ محض قانون کا نتیجہ نہیں ہوتا ہے جس کو عدالتوں کو نکالنا ہوتا ہے۔ تاہم وہ ایک ایسا نتیجہ ہوتا ہے جس کے نکالنے کا مشورہ عدالتیں جوریوں کو دیتی ہیں یعنی جہاں کہیں اس قیاس کے خلاف میں کوئی تردیدی شہادت نہیں ہوتی ہے[2]۔

دفعہ ۳۷۹: لیکن مالک حقیت مستقل کے خلاف اس قیاس کے پیدا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ قبضۂ جائداد اس کی عملی رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو۔ اور ایسا قبضہ اگر اسامی حین حیاتی یا جائداد میں کوئی اور کمتر حقیت رکھنے والے کی عملی رضامندی سے ہو تو۔ وہ گو اس خاص حقیت کے مالک کے خلاف شہادت ہوتا ہے لیکن حقیت مستقل پر موثر نہیں ہوتا[3]۔ اور مالک حقیت مستقل کی عملی رضامندی کو یا تو راست ثابت کیا جا سکتا ہے۔ یا حالات سے اس کا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے[4]۔ مثلاً ص ۳۲۸

[1] شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۳ ص ۹۱۱ طبع سوم۔

[2] سر ڈبلیو ایوانس کہتے ہیں کہ" ان فیصلوں کے بعد جو ہو گئے ہیں مجھ میں یہ نہیں کہونگا کہ عوام کے لیے اس میں سہولت نہ ہوگی کہ جس نظریہ پر اراضی جائدادوں کے تمتع کے متعلق اس قدر عمل کیا گیا ہے۔ بجائے اس کو ترک کر دینے کے اس کی پابندی نہ کی جائے ..... لیکن میرا یہ خیال ہمیشہ رہے گا کہ اس نظریے کا قانون میں داخل کرنا قانونی اصولوں کو مسخ کر دینا اور خواہ مخواہ بھی اقتدار کو فرض کر لینا ہے" شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۱۳۹۔

[3] نوٹس ولیم بر پورٹس ساﺅنڈرس ۱۷۵ جلد ۲ طبع ہفتم اور وہ مقدمہ جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔ دیکھئے رابرٹس بنام جیمس ۹۰ لا ٹائمز ۲۸۲ عدالت مرافعہ اور مقابلہ کیجئے نیچے دفعہ ۳۸۰۔

[4] گرے بنام بانڈ (۱۸۲۱ء) ۲ بروڈرپ و بنگہام ۶۶۷-۲۳ رسل دریان ۵۳۰۔

، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ایک راستہ عام تھا۔ عوام کے تقریباً
ال کے استعمال کی شہادت پیش کی گئی۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہوا
س کل مدت تک اراضی اجارے پر دی گئی تھی۔ تو جوری کو
ت کی گئی کہ۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان افعال سے یہ قیاس
تے ہیں کہ مالک حقیت مستقل نے اس راستے کو اجارے سے
، عوام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ اور اس ہدایت کو صحیح قرار دیا گیا
ب مالکِ حقیتِ مستقل کے خلاف میعاد شروع ہو جاتی ہے
، خاص حقیت کی مداخلت سے وہ رک نہیں جاتی[1]

۳۸۰ : یہ قیاس اسی وقت اپنی عملی قطعی نوعیت حاصل کرتا

ب کہ مطلوبہ مدت تک تمتع کی شہادت کی کوئی توضیح یا
ہ پیش نہیں ہوتی ہے۔ مقدمۂ لیوٹ بنام ولسن (Livett v. Wilson)
ایک مداخلت بیجا کی نالش کی جواب دہی میں مدعی علیہ نے
گمشدہ عطا کے تحت حق راہ کو گاسیلی جسٹس (Gasolee. J.)
جلاس پر سماعت مقدمہ کے وقت بیان کیا۔ حق راہ کے
اعی استعمال کے متعلق متضاد شہادت تھی۔ اور بعینہٖ حق کے
بسا اوقات متواتر نزاع کی گئی تھی۔ اس پر جج نے جوری سے
، اگر وہ سمجھتے ہیں کہ مدعی علیہ نے حق راہ کو بیس سے زیادہ سالوں
غیر کسی مزاحمت کے ایک دستاویز کی بنا پر استعمال کیا ہے۔
رہ دستاویز گم ہو گئی ہے تو انھیں مدعی علیہ کے حق میں فیصلہ کرنا چاہئے

ر باٹم بنام لارڈ ڈاربی (۱۸۶۸ء) لا رپورٹ ۲ کیمبکر ۳۱۶ ملک بنام بارہم کیمبیل ۱۲۔
س بنام لیوس ۲ بارن وال و کرسول ۶۸۶۔
ٹ بنام ولسن (۳) بنگھام ۱۱۵۔ نیز دیکھئے ڈوڈی فن وک بنام رِیڈ (۵) بارن وال
س ۲۲۲۔ اور ڈاسن بنام ڈیوک آف نارفوک (۱) پرائیس ۲۴۶۔

اور عدالت کے اجلاس کاملہ نے اس ہدایت کی پوری توثیق کی۔ لیکن بیس سال سے کم کا قبضہ بھی ایک ایسا واقعہ ہے کہ جب اس کے ساتھ اور شہادت ہو تو جوری اس سے عطا کے وجود کا نتیجہ نکال سکتی ہے۔[1]

دفعہ ۳۸۱: ہم دیکھ چکے کہ قانون عمومی کی رو سے تاج کے خلاف حق قدامت کی بنا پر حقیت حاصل نہیں کی جا سکتی[2]۔ لیکن اس نظریے کو ایک فرضی گم شدہ عطا کی صورت میں اطلاق نہیں دیا گیا۔ گو تاج کے خلاف اس قیاس کو پیدا کرنے ایک خانگی شخص کی نسبت
۴۲۹ کرتے زیادہ طویل عرصہ درکار ہوتا ہے[3]۔ یہی اصول اس وقت بھی ہوتا ہے جب عوام کے حقوق کے خلاف کسی حق کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے[4]۔

دفعہ ۳۸۲: عام قانون اور حق کی رو سے گرجے کی نشستیں کلیسائی تحصیل کے باشندوں کے استعمال اور بیٹھنے کے لیے ملکیت ہوتی ہیں۔ لیکن ان نشستوں کی تقسیم گرجے کے عدالتی عہدہ دار کے ہاتھ میں

---

[1] بیل بنام شا (۱۸۰۵ء) (۶) ایسٹ ۲۱۵ - ۸ رسل ورایان ۴۶۶ - از نذل چیف جسٹس۔ مقدمہ ہال بنام سونٹ ہمپٹن (مقدمات نو) ۲۰۱ - ۲۰۲۔

[2] اوپر دفعہ ۳۶۸۔

[3] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۴۵ طبع خامز دہم۔ دیکھئے بیلچل بنام ہیرڈ ۲ ایلگ ۲۰۵ میئر آف ہل بنام ہارنر۔ کوپر ۲۰۱۔ گبسن بنام کلارک اجیکس ۱ ویسی ۱۵۹۔ روڈی جانسن بنام آئیرلانڈ (۱۸۰۸ء) ۱۱ ایسٹ ۲۸۰ - ۱۰ رسل ورایان ۳۰۵۔ جری سن بنام ڈالین ۹ میسن ویلز ۳۰۵۔ برملن بنام تھامسن ۲ کرئیس ۵۴۳۔

[4] لڈ بنام ہارن بی، ایسٹ ۱۹۵۔ جیساڈ بنام ملسڈ (۱۸۱۸ء) ۲ برنوول و ایلڈرسن ۲۰۲۔

ہوتی ہے جس کے ماتحت کلیسا کے دربان ہوتے ہیں اور جن کا فرض ہوتا ہے کہ گرجے کے عدالتی عہدیدار کی نگرانی میں باشندوں کو ان کے رتبے وحیثیت کے موافق بٹھلائیں[1]۔ لیکن گرجے کی نشست کا مثل کسی لواحق مکان مسکونہ کے قدامت کی بنا پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ اور ایک قدیم اجازت فرض کر لی جاتی ہے[2] اور صرف اس لحاظ سے یعنی بطور حقوقِ آسائش متعلق مکان مسکونہ ـــــ گرجے کی نشستیں قانون عمومی کی عدالتوں میں زیرِ غور آتی ہیں[3] اور یہ حق یا تو بربنائے قبضہ ہوتا ہے یا قطعی۔ کلیسائی عدالتیں ایک محض دخل دہندہ کے خلاف اس شخص کی حفاظت کرتی ہیں جو گرجے میں کسی نشست یا جگہ پر کسی عرصے تک بیٹھا کیا ہو۔ کم سے کم اس حد تک کہ دخل دہندہ کو اپنا بہتر حق ثابت کرنے کہا جاتا ہے[4]۔ اور جب یہ حق کلیسائی تحصیل کے کسی مکان مسکونہ کے لواحق بطور طلب کیا جاتا ہے تو سالہا سال کے قبضے سے قانون عمومی کی عدالت میں بھی کسی مرتکب فعل ناجائز کے خلاف حقیت حاصل ہوتی ہے[5]۔ لیکن جب نشست کا ماخذ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۔ ۲۲ رسل وریان ۷۷۴۔ ووٹ بنام دیخ (۱۸۱۲ء) ۲ بارن وال واڈولفس ۶۶۲۔ ۲۱ رسل وریان ۶۴۴۔

[1] مقدمہ کارون (Corven's case) ۱۲ کک ۱۰۵-۱۰۶-۱۰۳۔ اسٹی ٹیوٹ ۲۰۲ بیرلی بنام ونڈس (Byerly v. Windus) (۵) بارن وال وکرسول (۱) پٹ مان بنام برجرا فلی مور ۲۲۳۔ مکلر بنام لین ۲۔ اڈلین ۲۵۴۔ بلیک بنام اوسبورن ۲ ہاگارڈ نیو رپورٹ ۴۴۷۔

[2] پارکر بنام لیچ لا رپورٹ ۱ پریوی کونسل ۲۱۲ - ۲۱۷۔ پٹ مان بنام برجرا فلی مور ۲۲۴۔ والٹر بنام گنر (Walter v. Gunner) ہاگارڈ کنسسٹری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ والی بنام ماٹ (Wyllie v. Mott) ہاگارڈ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۹ فلپس بنام ہالینڈے (۱۸۹۱ء) مقدمات مرافعہ ۲۲۸۔

[3] شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۲۔ عنوان گرجے کی نشست ۸۲۱۔ طبع سوم۔

[4] پٹ مان بنام برجر فلی مور جلد ۱ صفحہ ۲۲۴۔ اسپرای بنام فلڈ (Spry v. flood) ۲ کرٹس ۳۵۶۔

[5] ڈارون بنام اپٹن نوٹس ولیم برساؤنڈرس ۱۷۵۔ سی طبع ششم کن وک بنام ٹیلرسن جلد ۱ صفحہ ۲۲۶ گرفتہ بنام

ثابت کر دیا جائے۔ یا قیاس کی حالات سے تردید کردی جائے تو قدامتی دعویٰ ختم ہوجاتا ہے۔[ا] لیکن کلیسائی عدالتی عہد کے خلاف اجازت یا قدامت کی بنا پر حق کا قیاس پیدا کرنے اس سے بہت کچھ زیادہ درکار ہوتا ہے۔ اور اس غرض کے لیے کتنی مدت کا قبضہ درکار ہوگا اس کے متعلق کوئی عام اصول مقرر نہیں کیا جاسکتا۔[۲]

۴۳۰ **دفعہ ۳۸۳:** قانون کی یہ حالت تھی جب کہ قانون حق قدامت سنہ ۱۸۳۲ء ۲ و ۳ ولیم چہارم باب ۷۱ وضع کیا گیا۔ باوجود قدامتی حقوق کے ثبوت میں اتنی بہت سی سہولتیں فراہم کرنے اور غیر موجود عطاؤں کے پلیڈنگ میں بیان کرنے کی اجازت دینے کے ایسی صورتیں پیش آتی تھیں جن میں قدامت کے زمانے کے بہت طویل ہونے کی وجہ سے ناانصافی ہوتی تھی۔ اس موضوع پر کمشنران جائداد ارضی نے اپنے خیالات کو اس طرح ظاہر کیا ہے:[۳]

"بعض صورتوں میں یہ عمل چارۂ کار کام نہیں آتا ہے اور اس اصول (قدامت) سے سخت اہم خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جس حق کا قدامت کی بنا پر دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اس کی تردید ہمیشہ یہ ثابت کرنے سے ہوسکتی ہے کہ قانونی حافظے کے زمانے کے شروع ہونے کے بعد سے کسی ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ماتھیوس (سنہ ۱۸۶۳ء) ۵ ٹائمز رپورٹ ۲۹۶۔ ۲ رسل و ریان ۵۹۸۔

[ا] گرفتھ بنام ماتھیوس (سنہ ۱۷۹۳ء) ۵ ٹائمز رپورٹ ۲۹۶۔ ۲ رسل و ریان ۵۹۸۔ مارگن بنام کرٹس (سنہ ۱۸۲۹ء) ۳ مانِنگ و رائی لانڈ رپورٹ ۳۸۹۔ ۳۲ رسل و ریان ۸۱۱۔ لیکن دیکھیے فلپس بنام ہالی ڈے نوٹ ۲ حاشیہ صفحہ ۵۷۹

[۲] دیکھیے گرفتھ بنام ماتھیوس ۵ ٹائمز رپورٹ ۲۹۶۔ ۲ رسل و ریان ۵۹۸۔ پٹ مان بنام برجر، فلپس ۲۲۵۔ والٹر بنام گنز، اگارڈ کنسٹری رپورٹ جلد ا صفحہ ۲۴۲۔ اول کومب بنام اولڈ رج (۳) اڈیسن ۱۔ پیپر بنام بارنارڈ (سنہ ۱۸۳۳ء) (۲) الا جرنل کومنس بنچ ۳۶۱۔ ۶۱ رسل و ریان ام ہم فلپس بنام ہالی ڈے ۱۰ پریوی کونسل ۳۱۲

[۳] رپورٹ اول کمشنران جائداد ارضی صہ ۵۱ ۔

زمانے میں اس کا وجود نہیں رہتا۔ یا نہیں ہو سکتا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔
ان دشواریوں میں یہ عرصے سے عادت ہو گئی ہے کہ ایک ایسے حق کی تائید کرنے جس سے طویل مدت تک تمتع حاصل کیا گیا ہو لیکن جس کے متعلق ثابت کیا جا سکتا ہو کہ وہ قانونی حافظے کے زمانے کے اندر پیدا ہے یا یہ کہ قبضے کی وحدت کی وجہ سے وہ کسی وقت ختم ہو گیا تھا۔ ایک گم شدہ عطا کے بعد سے مفروضے کو فرض کر لیا جائے جس کے متعلق پلیڈنگ میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس کو کسی حقیت تابع کے قابض نے حقیت متبوع کے قابض کو دیا تھا۔
لیکن اس پر علاوہ اس اعتراض کے کہ کونسل جج وجوری کو یہ اچھی طرح معلوم ہوتا تھا کہ اس عذر کی واقعی بنیاد کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کا مقصد بھی یہ ثابت کرنے سے اکثر فوت ہو جاتا تھا کہ یہ دونوں حقیتیں ایسی تھیں کہ بعینہ عطا اس طرح نہیں ہو سکتی تھی جیسا کہ پلیڈنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی لئے اس مفروضے کی اختراع سے حفاظت حق یقینی نہیں، اتفاقی ہوتی تھی۔ اور اس سے یہ بھی خرابی پیدا ہو سکتی تھی کہ فریق مخالف کسی ناجائز اور بری غرض کے لیے ایسے قدیم اسنادات کی چھان بین کر سکتا تھا جو ہر جائز غرض کے لیے عرصۂ دراز سے بیکار ثابت ہو گئی ہیں۔"[1]

اس میں ایک تکلیف یہ بھی تھی کہ گم شدہ عطا کی تائید کے لیے جو شہادت ضروری ہوتی تھی اس سے کسی حق قدامت پر مبنی دعوے کی تائید نہیں ہوتی تھی۔ اور اسی لیے اول الذکر پر مبنی کوئی عذر شہادت کے بہت قدیم زمانے سے متعلق ہونے کی وجہ سے نامقبول ہو سکتا تھا۔ ان سب اعتراضات پر طرّہ یہ تھا کہ جیسا کہ خوب کہا گیا ہے جوریوں سے اس قسم کے مصنوعی قیاسات کرنے کہنا اکثر صورتوں میں ان کی

[1] از لٹل ڈیل جسٹس بہ مقدمہ بلیوٹ بنام ٹری گاننگ (Blewett v. Tregonning) (۱۸۳۵ء)

ضمیروں پر ایک بھاری بوجھ ڈالنا ہوتا تھا جس کو موقوف کر دینا مصلحتہً بہت ضروری تھا۔ مختصر یہ کہ آخر کار یہ ظاہر ہو گیا کہ اس خرابی کا انسداد صرف قانون سازی کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔ اور اسی لیے زیر غور قوانین اس مقصد کے لیے وضع کئے گئے۔

دفعہ ۳۸۴: قانون حق قدامت ۱۸۳۲ء (لارڈ ٹنٹرڈن ایکٹ)

(Lord Tenterden's Act) ۲ و ۳ ولیم چہارم باب ۷۱ میں پہلے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ "یاد سے با ہر زمانے یا ایسے زمانے کہ جس سے آگے حافظۂ انسانی اس کی مخالفت میں نہیں جاتا ہے" کے جملوں سے آج کل قانون انگلستان میں وہ سارا زمانہ مراد ہوتی ہے جو رچرڈ اول کے عہد حکومت سے شروع ہوتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے اُن امور کی حقیت جس سے ص ۳۲۱ عرصۂ دراز سے تمتع حاصل کیا جاتا رہا ہو بعض وقت اس تمتع کی ابتدا ثابت کرنے سے زائل کر دی جاتی ہے۔ اور جو امر بہت سی صورتوں میں تکلیف و نا انصافی کا باعث ہوتا ہے۔" پھر دفعہ (۱) کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ :۔

"کوئی دعویٰ جو جائز طور پر قانون عمومی۔ رواج یا عطا کی بنا پر کسی اراضی کے حق مشترک یا استفادے یا تمتع کے متعلق ہو......... باستثنائے ان امور کے جن کو صراحۃً مستثنیٰ کر دیا گیا ہو اور باستثنائے عشر۔ لگان و خدمات کے جب ایسے حق استفادہ یا فائدے سے کوئی شخص فی الواقع بربنائے حق مسلسل پورے تیس سال تک متمتع و مستفید ہوتا رہا ہو تو یہ دعوے ثابت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۱۳ ڈانس ویلیس ۵۸۳۔ ۲۴ رسل وریان ۴۳۰۔ ۴۔

ے شہادت مصنفۂ اسٹارکی۔ جلد ۲ ص ۹۱۱ نوٹ (بی) طبع سوم۔ از پارک جج مقدمۂ برائیٹ بنام واکر (۱۸۳۴ء) ۱، کرامپٹن۔ میس وراسکو ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۴ رسل وریان ۵۳۶ میں عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے۔

کرنے سے کہ اس حق استفادہ یا فائدے سے پہلی مرتبہ تمتع یا استفادہ تیس سال پہلے کسی زمانے میں کیا گیا تا کام یا خارج نہیں ہو جائے گا۔ لیکن باوجود اس کے یہ دعویٰ کسی اور طریقے سے جس سے کہ وہ اب خارج کرایا جاتا ہے۔ خارج کرایا جا سکے گا۔ اور جب ایسے حق۔ استفادے یا فائدے سے مذکورۂ بالا طریقے پر پورے ساٹھ سال تک تمتع یا استفادہ حاصل کیا گیا ہو تو اس کا حق قطعی و نا قابل شکست ہو جائے گا۔ سوائے اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ یہ استفادہ اور تمتع کسی رضا مندی یا اقرار کی بنا پر جو صراحتہً اس غرض کے لیے کسی دستاویز مہری یا تحریر کے ذریعے سے دیا گیا ہو حاصل کیا گیا تھا۔"

دفعہ ۲ کی روسے کوئی دعویٰ جو جائز طور پر کسی حق راہ یا کسی دوسرے حق آسایش یا پانی کے استعمال کے متعلق ہو اور اس سے کوئی شخص بر بنائے حق مسلسل پورے بیس سال تک متمتع و مستفید ہوتا رہا ہو تو یہ دعویٰ محض یہ ثابت کرنے سے کہ اس حق وغیرہ سے پہلی مرتبہ تمتع بیس سال پہلے کسی زمانے میں کیا گیا تھا قابل شکست نہیں ہو جائے گا۔ لیکن یہ دعویٰ کسی اور طریقے سے جس سے کہ وہ اب خارج کرایا جا سکتا ہے۔ خارج کر دیا جا سکے گا۔ اور جب اسی سے چالیس سال تک تمتع اسی طرح حاصل کیا گیا ہو تو اس تمتع کا حق قطعی و نا قابل شکست ہو جائے گا۔ سوائے اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ یہ تمتع کسی تحریری رضا مندی کی بناء پر حاصل کیا گیا تھا۔

دفعہ ۳ میں عمارتوں کی قدیم روشنیوں کے متعلق حسب ذیل حکم ہے کہ:-

"جب کسی مکان سکونہ ورکشاپ یا دوسری عمارت کے متعلق روشنی کے حصول و استعمال سے فی الواقع مسلسل پورے بیس سال تک تمتع حاصل کیا گیا ہو تو اس کے حق کو باوجود کسی مقامی دستور یا رواج کے اس کے مخالف ہونے کے قطعی و نا قابل شکست تصور کیا جائے گا سوائے اس کے کہ

یہ ظاہر ہو کہ بہ تمتع کسی رضامندی یا اقرار کی بنا پر جو صراحۃً اس غرض کے لیے کسی دستاویز مہری یا تحریر کے ذریعے سے کیا گیا ہو حاصل کیا گیا تھا۔"

دفعہ ۴ کی رو سے ان مختلف زمانوں میں سے ہر ایک کے متعلق۔

"فرض و تصور کیا جائے گا کہ وہ کسی مقدمہ یا نالش سے جس میں کہ وہ دعویٰ یا امر جس سے کہ وہ متعلق ہو نزاعی یا زیر بحث ہو قبل ہی کا زمانہ ہے۔ اور اس قانون کے تحت کوئی فعل یا دوسرا امر خلل نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ فریق متضرر کو خلل کی اور خلل پیدا کرنے یا اس کو مجاز کرنے والے شخص کی اطلاع ہو اور ایسی اطلاع ہونے کے بعد ایک سال تک فریق متضرر نے اس کو قبول اور تسلیم نہ کیا ہو۔"

دفعہ ۳۸۵: اس اہم قانون موضوعہ کی تعبیر اور اس کے مضامین پر قانون کے متعلق متعدد مقدمات کتابوں میں ملتے ہیں۔ ان کا انتخاب حسب ذیل ہے[1]۔ (۱) اس قانون کے ابتدائی دفعات چونکہ استقراری ہیں۔ وہ قانون عمومی کو منسوخ نہیں کر دیتے ہیں۔ اور اسی لیے کسی فریق کو منع نہیں کرتے ہیں کہ وہ قدامتی دعوے یا گم شدہ عطا کی بنا پر دعویٰ اسی طرح نہ کرے جس طرح کہ وہ اس قانون کے نافذ ہونے سے پیشتر کر سکتا تھا۔ اور عملدرآمد میں عام طور پر کچھ استناد قانون عمومی سے کیا جاتا ہے۔ اور کچھ اس قانون سے[2]۔ (۲) دفعہ ۴) کے ان الفاظ سے کہ "کوئی مقدمہ یا نالش جن میں کہ وہ دعویٰ یا امر جس سے کہ وہ زمانہ متعلق ہو۔ ۲۳۲

[1] دیکھیے اس قانون موضوعہ کو مع نوٹس کے۔ قوانین موضوعہ مصنفہ چٹی عنوان "حق قدامت"۔

[2] لی وٹ بنام ٹری گاننگ (۱۸۳۵ء) ۳ ایڈالفس وایلس ۵۵۰۔ ولکس بنام ہاؤڈ (۱۸۴۳ء) ۱۱ میسن و ولسبی ۳۳-۳۴۲ رسل و ریان ۵۰۱۔ لو بنام کارپنٹر ۶ ایکسچیکر ۸۲۵۔ وار برٹن بنام پارک ۲ ہرلسٹن و نارمن ۶۴۔

نزاعی یا زیرِ بحث کر دیا گیا ہو"۔ عام طور پر مطلب کسی ایسے مقدمے یا نالش سے ہے نہ کہ ہر مقدمے یا نالش سے جس میں کہ یہ سوال وقتاً فوقتاً پیدا ہوتا رہے[1] (۳) دفعہ (۶) کا لفظ "قیاس" معنیٰ میں قیاس یعنی ایسے قیاس کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جس سے کسی مزید شہادت کے بغیر بارِ ثبوت بدل جاتا ہے۔ اور اس دفعہ کے معنی یہ ہیں کہ مقررہ برسوں سے کم کے واقعے و تمتع سے۔ اگر اس کی اور شہادت سے تائید نہ ہو تو کوئی نتیجہ نہیں نکالنا چاہئے۔ لیکن منشا یہ نہیں ہے کہ کم برسوں کے تمتع کی شہادت کو اس کی قدرتی وقعت سے محروم کیا جائے۔ اور جوری کو اس سے باز رکھا جائے کہ اس پر دوسرے واقعات کے ساتھ اس کے عطا کی شہادت ہونے کے متعلق غور کرے۔ اور اسی لیے وہ اب بھی قرار دے سکتے ہیں کہ ایسی عطا کی گئی تھی اگر انھیں اطمینان ہو کہ فی الواقع وہ دی گئی تھی[2] اس قانون کا اطلاق حقوقِ آسایش یا حقوقِ استفادۂ شخصی پر نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً کسی دوسرے کے نہروں میں مفت مچھلی پکڑنے کے حق پر[3] قدیم روشنیوں کی روکنے کی نالش کا صحیح حق پیدا ہونے ضروری ہے کہ یہ ظاہر ہو کہ جس عمارت کے چھننے کی شکایت کی گئی ہے وہ ایسی ہے کہ اس سے روشنی میں اتنی زیادہ کمی ہو جاتی ہے کہ مدعی کا مکان تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ اور مدعی اپنا معمولی کاروبار اسی آرام اور فائدے سے نہیں چلا سکتا ہے جس سے کہ وہ اس سے پہلے چلاتا تھا[4]۔ اس قانون موضوعہ نے قدیم روشنیوں کے

---

[1] کوپر بنام ہب ہاک ۱۲ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۵۶ لو - ۴۵۷ -

[2] دیکھئے براشٹ بنام واکر (۱۸۳۴ء) اکرامپٹن میسن و ولزبی ۲۱۱ - ۳ رسل د. یان ۵۳۶ -

[3] مثل نـ رتھ بنام لی فلیمنگ ۱۷۱۹ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۷۰۷ -

[4] کولس بنام ہوم اینڈ کلونیل اسٹورس - (۱۹۰۴ء) مقدمات مرافعہ ۱۷۹ - ۷۳ لاجرنل چانسری ۴۸۱ - جس نے وارن بنام براؤن (۱۹۰۲ء) کنگز بنچ ۱۵ - عدالت مرافعہ کو منسوخ کیا - تحت کے فیصلے کو الٹا دیا -

قانون میں تبدیلی نہیں کی ہے[1]۔ یہ اصول کہ اگر کسی شخص کو مزاحمت کے بعد
۴۵ درجے روشنی باقی رہتی ہے تو وہ نالش نہیں کرسکتا ہے۔ کوئی قانونی ۳۲۴
اصول نہیں ہے بلکہ ایک منصفانہ عملی اصول یہ غور کرنے کے لیے
ہے کہ اگر دوسری سمتوں سے اچھی روشنی آتی ہے تو کوئی اہم ضرر پہنچا یا
نہیں جاتا ہے[2]۔

دفعہ ۳۸۶: ہم نے دیکھا ہے کہ "عشر۔ لگان و خدمات" کو دفعہ
۱۔ قانون حق قدامت (سنہ ۱۸۳۲ء) ۲ و ۳ ولیم چہارم باب (۷۱) سے
مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ موخر الذکر دو امور (لگان و خدمات) کے متعلق
قانون میعاد سماعت جائداد ارضی (سنہ ۱۸۳۳ء) ۳ و ۴ ولیم چہارم باب
۲۷[3] میں احکام ہیں۔ جو ہماری موجودہ بحث سے غیر متعلق ہیں۔ اور
اول الذکر (عشر) کے متعلق قانون عشر (سنہ ۱۸۳۲ء) ۲ و ۳ ولیم چہارم
باب ۱۰۰ میں۔ لیکن قانون عشر سنہ ۱۸۳۶ء ۶ و ۷ ولیم چہارم باب ۷۱
اور اس کے بہت سے ترمیمی قوانین کی رو سے قانون عشر سنہ ۱۸۳۲ء
کے احکام عملاً متروک ہو گئے ہیں۔

دفعہ ۳۸۷: (۲) اس کے بعد اب ہم ان قیاسات پر غور کریں گے
جو استعمال سے ان غیر مادی حقوق کی صورتوں میں پیدا ہوتے ہیں۔
جو مذکورہ بالا قوانین موضوعہ کے تحت نہیں آتے ہیں۔ ان میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ اور جایس جسٹس (Joyce, J.) کے فیصلے کو بحال اور وارن بنام
براؤن کے مقدمے میں رائٹ جسٹس (Wright, J.) کے فیصلے کو پسند کیا۔

[1] ایضاً۔

[2] از لارڈ لنڈلے۔ ایضاً۔

[3] اس میں کافی بہت ترمیم قانون میعاد سماعت جائداد ارضی سنہ ۱۸۷۴ء کی رو سے کی گئی (۳۷ و ۳۸

سب سے اول درجہ اس قیاس کا ہے جو شاہراہوں کو عوام کے لیے وقف کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ لٹل ڈیل جسٹس ملک بنام ملر[۱] (R.v. Mellor) میں کہتے ہیں کہ "کوئی سڑک شاہراہ ہو جاتی ہے اگر زمین کا مالک راہ چلنے کے حق کو عوام کے لیے وقف کر دے اور عوام اس حق کو قبول کر لے" اور ایسا وقف عام ہو سکتا ہو یا محدود۔ مثلاً زمین کا مالک پیدل کا راستہ عوام کے لیے وقف کر سکتا ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اوقات معینہ پر وہ اس میں ہل کرے گا[۲]۔ وقف کرنے کے واقعے کو بلا واسطہ شہادت سے ثابت کیا جا سکتا ہے یا اس کو حالات سے اخذ کیا جا سکتا ہے[۳]۔ اگر کوئی شخص اپنی زمین کھلی چھوڑ دے اور عوام اس پر مسلسل چلیں تو چند برسوں کے استعمال کے بعد انھیں اس پر حق حاصل ہو جائے گا[۴]۔ سوائے اس کے کہ مالک کوئی ایسا فعل کرے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس نے راستے کا عوام کو وقف نہیں کیا ہے۔ بلکہ صرف اس پر سے چلنے کی چند روزہ اجازت دی ہے[۵]۔ اس قسم کے افعال میں باڑ لگانا یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ وکٹوریا باب ۵۷)۔

[۱] (۱) بارن وال واڈالفس ۲۲ و ۲۷۔ اور دیکھیے ملک بنام سینٹ بینی ڈکٹ ۴۔ بارن وال واڈالفس ۴۴۷۔ ۲۳ رسل وریان ۴۴۱۔

[۲] مرسر بنام وڈگیٹ ۵ لا رپورٹ دکوینس بنچ ۲۶۔ آرنالڈ بنام بلیکر (دیکھیے اسکاک کیریا) ۶ ایضاً ۳۲۳۔

[۳] ملک بنام رایٹ ۳ بارن وال واڈالفس ۶۸۱۔ سرے کنیال کمپنی بنام ہال۔ (۱) ماننگ وگرینگر ۳۹۲۔ ملک بنام سینٹ بینی ڈکٹ ۴ بارن وال واڈالفس ۴۴۷۔ ۲۳ رسل وریان ۴۴۱۔

[۴] برٹش میوزیم بنام فنس (British Museum v. Finnls). (۵) کارنگٹن وپین۔ ۴۶۰۔ ۳۰ رسل وریان ۸۲۹۔

[۵] بارکلف بنام جانسن ۸ واڈالفس ویلس ۹۹۔ ۲۷ رسل وریان ۵۰۶۔

صریحی مخالفت کے ذریعے سے لوگوں کو گزرنے سے روکنا شامل ہیں[1] -
عام طریقہ راستے کو سال میں ایک مرتبہ بند کر دینا ہے[2]۔ جب اس قسم
۲۳۴ کے کوئی افعال نہ کئے جائیں۔ تو اس استعمال کی مدت کے متعلق کوئی
مستقل اصول نہیں ہے۔ جس کو دوسرے حالات کے بغیر وقف کی
کافی قیاسی شہادت قرار دیا جا سکے۔ لیکن بلا شبہہ یہ اس مدت سے
کم ہے جو خانگی اشخاص میں قیاس عطا قایم کرنے ضروری ہوتی ہے -
دی رگبی چاریٹی بنام میری ویدر (The Rugby Charity v. Merry-weather)
کے مقدمے میں لارڈ کنین (Lord Kenyon) کہتے ہیں کہ "ایک بڑے
مقدمے میں جو بہت لڑا گیا۔ چھ سال کافی قرار دئے گئے[3]" اور جب
کسی شاہراہ کا ہونا مالک ارضی کے لیے بھی مفید ہو تو چار یا پانچ سال
کے استعمال سے وقف کا قیاس کر لیا گیا ہے[4]۔ لیکن مالک ارضی کے
اس فعل کو کرنے یا چلنے کی اجازت دینے کی نیت اور ارادے پر بھی
غور کرنا چاہیئے[5] پارک بیرن (Parke B.) نے پول بنام ہسکن سن[6]
(Polle v. Huskinson) کے مقدمے میں کہا کہ "مالک ارضی کی جانب
سے کسی شاہراہ کا عوام کے لیے صحیح طور پر وقف ہونے کے لیے یہ
صاف طور پر طے شدہ ہے کہ وقف کرنے کا ارادہ ہونا چاہیئے:

---

[1] فک بنام لائیڈ کیمبل ۲۶۰-۱۰ رسل وریان ۴۶۷ -

[2] از پائی سن جج بہ مقدمۂ دی برٹش میوزیم بنام فنسن (۵) کارنگٹن ریین ۴۶۰-۲۸ رسل وریان ۲۷۸۔ لیکن سڑک پر دروازہ رکھنا اس کے شاہراہ ہونے کے خلاف قطعی شہادت نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ شاہراہ کی عطا ہوا اور دروازہ رکھنے کی شرط مویشی کے بھٹک جانے سے روکنے کے لیے لگائی گئی ہو۔ ڈیوس بنام اسٹیفنز (۷) کارنگٹن اور پین ۵۷۰ -

[3] ۱۱ ایسٹ ۳۷۶۔ نوٹ ۱۰ رسل وریان ۵۲۸ -

[4] جارویس بنام ڈین ۳ بنگھام ۴۴۷ -

[5] پول بنام ہسکن سن (۱۸۴۳ء) ۱۱ میسن و ولزبی ۸۲۷-۲۳ رسل وریان ۲۸۷۔ فک بنام باشندگان ایسٹ پارک (۱) کوئینز بنچ ۵۵

[6] پول بنام ہسکن سن ۱۱ میسن و ولزبی ۸۲۷-۸۳۰ -

ارادۂ وقف (animus dedicandi) ہونا چاہئے جس کی استعمال شہادت ہوتا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اور ارادے کے سوال کے متعلق مالک کی جانب سے مزاحمت کے ایک فعل کی وقعت تمتع کے بہت سے افعال سے زیادہ ہے" اور اس قصد یا ارادے کا تصفیہ جوری کرتی ہے[1]۔ لیکن عوام کے لیے کسی شاہراہ کا وقف حقیت مستقل کے مالک کا فعل ہونا چاہئے یا کم سے کم وقف کا اس کی رضامندی سے ہونا ضروری ہے۔ اس سے کم حقیت والے کا فعل یا رضامندی کافی نہیں ہوتی ہے[2]۔ گو حالات سے مالک جائداد کی رضامندی اخذ کرلی جاسکتی ہے[3]۔ اس قسم کے سوالات میں فی الجملہ عوام کی طرفداری کی جاتی ہے[4] اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی سڑک ایک وقت

---

[1] بارکلف بنام جانسن (Barraclough v. Johnson) ۸ اڈالفس و ایلس ۹۹۔ ۵۷ رسل و ریان ۵۰۶۔ سرے کنیل کمپنی بنام ہال۔ (۱) مانگ و گرینگر رپورٹس ۳۹۲۔

[2] باکسٹر بنام ٹیلر (۱) نیول و مانگ (Neville & Manning Rep.) رپورٹس ۱۱۔ ملک بنام بلس (R.v. Bless) ۱۸۳۵ء ۷ اڈالفس و ایلس ۵۵۰۔ ۵۴ رسل و ریان ۵۷۰۔ آخری مقدمے میں سوال یہ تھا کہ آیا سڑک شاہراہ عام ہے۔ یا خانگی سڑک۔ اور شہادت پیش ہوئی کہ ایک شخص نے جواب فوت ہوگیا ہے سڑک سے متصل ایک بید کا درخت اس زمین پر لگایا جس کا کہ وہ اسامی تھا اور لگاتے وقت یہ کہا کہ وہ اس کو اس جگہ لگا رہا ہے جہاں کہ اس کے لڑکپن میں سڑک کے حدود تھے گاسیلی جسٹس (Gaselee) نے اس شہادت کو ایک بیجا لان مزاحمت بیجا میں منظور کرلیا۔ لیکن عدالت نے اس کو ناقابل ادخال قرار دیا۔

[3] ونسٹرہام بنام لارڈ ڈاربی۔ (۱۸۶۸ء) ۱۸ رپورٹ ۲ ایکسچیکر ۳۱۶۔ ملک بنام بارسم کیمپبل ۱۶۔ ۱۰ ارسل و ریان ۲۱۷۔ جاروس بنام ڈین (Jarvis v. Dean) ۳ بنگہام ۴۴۷۔ ملک بنام ہڈسن (۲) اسٹرینج ۹۰۹۔ ہارپر بنام چارلسن ورتھ ۴ بارن وال و کرسول ۵۷۴۔ رسل و ریان ۵۰۴۔

[4] ملک بنام باشندگان ایسٹ مارک ۱۱ کوئنس بنچ ۸۷۷۔ ملک بنام پٹری (R.v. Petrie) ۴ ایلس و بلاکبرن ۷۳۷۔

صفحہ ۴۲۵ شاہراہ عام رہ چکی ہو تو کتنے ہی مرور زمانہ یا موقوفی استعمال سے عوام دوبارہ حسب خواہش اس کو استعمال کرنے کے حق سے محروم نہیں ہوتے[1]۔ زیر بحث قیاس کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کے خلاف بھی کیا جا سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۳۰۸: اگر مضمون جواب توجہ کا محتاج ہے وہ بر بنائے

عدم استعمال غیر مادی حقوق سے دست برداری یا ان کے ختم ہو جانے کا ہے۔ یہ مضمون کلیتہً قوانین حق قدامت کے تحت نہیں آتا ہے اور اس کے متعلق عام اصول کو ایبٹ چیف جسٹس (Abbot. C. J.) نے مقدمۂ ڈو ڈی پٹ لانڈ بنام ہلڈر (Doe De Putland v. Wilder) میں اس طرح بیان کیا ہے کہ: "الف کے اپنے مکان یا احاطے کے لیے کسی حق راہ سے جو ب کی زمین پر سے ہو اور جو اس کے منفرد ہو عرصہ دراز تک متمتع ہونے کی نہایت ہی معقول توضیح یہ فرض کرنے سے ہوتی ہے کہ مالک اراضی نے اس حق کی عطا دی ہے۔ اور اگر ظاہر ہو کہ ایسا حق قدیم زمانے میں موجود تھا۔ اور عرصۂ دراز سے استعمال نہیں کیا گیا۔ حالانکہ مالک مکان یا احاطہ الف کے لیے یہ امر باعث تکلیف اور مضرت ہو گا تو اس کی نہایت ہی معقول توضیح اس حق سے دست برداری فرض کرنے سے ہو سکتی ہے۔ اس لیے اول الذکر قسم کے مقدمات میں حق کے عطا کا اور مؤخر الذکر میں اس سے دست برداری کا قیاس کیا جاتا ہے[3]۔" لیکن اس مضمون پر مقدمات کا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی امتیاز یا حق آسائش کا

---

[1] سلون دیوانی مقدمات جوری ۲۹۲ طبع نہم۔ ڈاس بنام مکنزہ کامن بنچ سلسلۂ نو۔ ۴۸۔ ۵۵۸۔
[2] ملک بنام باشندگان ایسٹ مارک ۱۱ کوئینس بنچ ۷۷۸۔ دیکھیے پیچھے دفعات ۳۶۸۔ ۳۸۱۔
[3] ڈو ڈی پٹ لینڈ بنام ہالڈر۔ ۱۸۲۵ء بارن وال و ایڈ الفس ۲ ۸۷۔ ۷۹۱۔ ۲۲ رسل وریان ۴۵۔

عدم استعمال اس کے ترک کرنے کی محض شہادت ہوتا ہے۔ اور ترک کرنے کا سوال ایک سوال واقعاتی ہوتا ہے۔ جس کو فی الجملہ ہر مقدمے کے خاص حالات کے لحاظ سے طے کرنا چاہیئے[1]۔

دفعہ ۳۸۹: موقوفی تمتع سے "حقوق آسایش" کے قیاسی اختتام کی نسبت ایک مستند کتاب میں ذیل کے اصول مقرر کیئے گئے ہیں[2]۔ "گو قانون بہ نسبت ان حقوق کے جو قدرتی طور پر جائداد سے ملحق ہوتے ہیں۔ ان اکتسابی حقوق کے حصول و قیام کو کم پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اسی لیے اس کے اختتام کی نسبت اتنی شہادت ضروری قرار نہیں دیتا ہے۔ جتنی کہ اس قیام کے لیے۔ تاہم چونکہ حق آسایش ایک وقت قایم ہونے کے بعد جائداد سے متصل اور اس کے ساتھ منتقل ہونے کی وجہ سے دوامی ماہیت کا ہوتا ہے اس لیے ترک کرنے کی فعل کی صحت کے لیے مالک جائداد کی جانب سے کچھ عملی رضامندی ظاہر ہونی چاہیئے" حقوق آسایش یا تو مسلسل ہوتے ہیں یا وقفے کے ساتھ ——— اول الذکر وہ ہوتے ہیں جن میں انسانی مداخلت کے بغیر تمتع مسلسل ہوتا ہے مثلاً پرنالے۔ حق ہوا۔ روشنی وغیرہ اور موخر الذکر ایسی کی ضد ہوتے ہیں۔ مثلاً حق راہ وغیرہ مسلسل حقوق آسایش کے متعلق مقدمات سے صحیح نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے ۳۳۶ کہ دست برداری کے قیاس کے قایم ہونے کے لیے ایسی کوئی مدت قانوناً مقرر نہیں ہے۔ جس تک موقوفی تمتع جاری رہنی چاہیئے بلکہ یہ کام جوری کا ہے کہ مقدمے کے تمام حالات پر غور کر کے یہ دیکھے

[1] دیکھیے کراسلی بنام لایٹ بولر (Crossley v. Lightowler) لا رپورٹ (۲) اکویٹی ۲۷۹-۲۹۲-ایلنڈ بنام تاٹ کوپر ۲۱۲-سیمن بنام گروو سنہ (۱) ماڈیسن ۹-۱۹۰ وصل ودیاہی ۲۷۶-

[2] حقوق آسایش مصنفۂ گیل ۵۲۰ طبع چہارم-

کہ آیا دست برداری کا ارادہ تھا[1]۔ جوری کے ایک دیوانی مقدمے میں لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) نے قرار دیا کہ جب ایک کھڑکی بیس سال تک بند رہی ہے تو سمجھا جائے گا کہ کھڑکی کبھی تھی ہی نہیں[2]۔

دفعہ ۳۹۰: ان حقوق آسایش کے متعلق جن سے تمتع وقفے کے ساتھ ہوتا ہے۔ کتابوں میں چند جملے ایسے بھی ملتے ہیں جن سے اس تصور کی بڑی تائید ہوتی ہے کہ عدم استعمال سے قیاس دست برداری کے قیام کے لیے دست برداری پورے بیس برس تک ہونی چاہیے[3]۔ اور یہ تصور قانون میعاد سماعت اور غیر موجود عطا کی حقیقت سے متعلق اصول کے قیاس پر مبنی ہے[4]۔ لیکن غالباً استعمال میں محض وقفہ یا طریق تمتع میں خفیف سی تبدیلی اس حق کو ختم کر دینے کافی نہیں ہوتی ہے۔ اگر حالات سے دست برداری کا ارادہ ظاہر نہیں ہوتا ہے[5]۔ برخلاف اس کے بیس سال سے بہت کم مدت قیاس دست برداری

---

[1] ایضاً بر صفحہ ۵۹۳ طبع چہارم جہاں لگنس بنام انگ (Liggin's v. Inge) ۷ بنگہام ۶۹۲ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ۲۳ رسل و ریان ۵۰۰،۲ از ٹنڈل چیف جسٹس (Tindal, C.S.) ہیل بنام اولڈ رائیٹ۔ ۴ ایمس و ولزبی ۴۸۸۔ ۱۹ رسل و ریان ۴۴۲۔

[2] لارنس بنام ابلی (Lawrence v. obee) ۱۸۱۴ سٹارکیمپیل ۲۲۱۵۔ ۱۴ رسل و ریان ۸۳۔

[3] ڈوڈی پٹ لا گلڈ بنام ہلڈرسٹ ۱۸۱۶ء ۹ بارن وال و اڈولفس ۲۸۷۔ ۱۰۲ رسل و ریان ۸۸۸۔ از ابٹ چیر جلس۔ مور بنام راسن (۳) بارن وال و کرسول ۳۳۲۔ ۲۷ رسل و ریان۔ ۵۷۴ از لٹل ڈیل جسٹس۔

[4] اوپر دفعہ ۳۷۷۔

[5] حقوق آسایش مصنفہ گیل ۵۶۳ طبع چہارم جہاں بین بنام شلڈن کا حوالہ دیا گیا ہے (۱) مڈی و رابن سن رپورٹس ۲۴۴۔ ملک بنام باشندگان جورلے ۱۲ کومن بنچ ۵۱۵۔ وارڈ بنام وارڈ ۷ ایکچیکر ۸۳۸ لوول بنام اسمتھ ۳ کامن بنچ (سلسلہ نو) ۱۲۰۔

کے قیام کے لیے کافی ہوتی ہے جب کہ اس کے ساتھ ایسے حالات ہوتے ہیں جیسے دست برداری یا اس حق کو ترک کر دینے کے ارادے کی دوسری علامات[1]۔

دفعہ ۳۹۱: اجازتوں یا پروانگیوں کا قیاس کیا جاتا ہے اور بطور ایک عام اصول کے بیس سال سے بہت کم مدت تک تمتع سے[2]۔

دفعہ ۳۹۲: اب آخر میں ہم ان متعدد قیاسات واقعاتی کا ذکر کریں گے جو مفید تمتع کی تائید میں کیے جاتے ہیں۔ اس موضوع سے متعلق عام اصول ٹنڈل چیف جسٹس (Tindal, C. J) نے ڈوڈی ہامنڈ بنام کاک (Dœd. Hammond v. Cooke) میں اس طرح بیان کیا ہے[3] کہ کوئی مقدمہ ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جس میں قیاس (ہماری غرض ہے کہ مصنوعی قیاس) کیا گیا ہے جب تک کہ اس شخص نے جو قیام قیاس کا طالب ہوتا ہے ایسی حقیت نہ ثابت کی ہو جو فی الجملہ صحیح ہو۔ لیکن جسے از روئے ضابطہ مکمل کرنے کے لیے کسی امر کی کمی ہو۔ ایسی صورت میں قبضے کو اس واقعے کے وجود کے ساتھ جس کا قیاس کرنے کہا جاتا ہے متوافق ثابت کیا جاتا ہے۔ اور ایسی ہی صورتوں میں اس قیاس کی اجازت دی گئی ہے"۔ اس قسم کے قیاسات مزید وقعت کے مستحق ہوتے ہیں۔ اگر بصورت دیگر قبضہ ناجائز ہوتا یا اس کی کوئی ص ۳۴۳

[1] حقوق آسایش مصنفۂ گیل، ۵۶۰ طبع چہارم۔ ناربری بنام میڈ ۳ بلگ (مقدمات دارالامرا) ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ہاردی بنام ریجرڈس ۳ بلگ (سلسلۂ نو) ۴۴۔ ملک بنام باشندگان چورلے ۱۲ کوینس بنچ ۵۱۵ و وارڈ بنام وارڈ، ۷ اکسچیکر ۸۳۵۔

[2] فنچ ہام بنام ہانڈ ۲ کیمپل ۲۲۴۔ ۲ رسل وریان ۲۵۰۔ ڈوڈی ارل آف ڈن ریون بنام پیس ۷۰ کنیا انگلش ریلائنس ۲۲۲۔

[3] ڈوڈی ہامنڈ بنام کک ۱۸۲۹ء ۶ بنگھام ۱۷۴، ۳۰ رسل وریان ۲۶۴۔

قابل اطمینان توضیح نہیں ہو سکتی ہے[1]۔ برخلاف اس کے ان الفاظ پر جن میں قیاس جوری کے سامنے پیش کیا جائے گا کافی اثر اس دستاویز یا دوسرے امر کا جس کا قیاس کرنا ہوتا ہے۔ اس سہولت یا دشواری کا جو زیادہ بلا واسطہ شہادت پیش کرنے میں ہے۔ اور زیر نزاع حق کے پسندیدہ یا ناپسندیدہ قانون ہونے کا پڑتا ہے۔

دفعہ ۳۹۳: فعل یا دستاویز کی سرکاری ہو کہ خانگی شاید ہی کوئی نوع ہوگی جس کا قبضے کی تائید میں قیاس نہیں کیا جائے گا۔ ریکارڈ کے سارے امور[2] اور قوانین پارلیمنٹ[3] کا کم سے کم جو بہت قدیم ہوں[4]۔ اس طرح پر قیاس کیا جائے گا۔ اور اسی طرح عطائے شاہی[5]۔ منشورات[6]۔ ہر جے کے حکمنامہات اور ان کی تحقیقات[7]۔ شخصیتوں کے ذیلی قوانین[8]۔ عطاؤں سے قید اولاد نکالنے کے نالشات (Fines & recoveries)[9]

۱؎ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۴۶ طبع شانزدہم۔
۲؎ پاوڈن ۔ ۴۱۱ ۔ قانون از فینچ ۳۹۹ ۔ ۴۰۰ ۔ اسٹائل رپورٹس کنگس بنچ ۲۲۔
۳؎ اسکنر ۷۰۔ لوپز بنام انڈریوس (Lopez v. Andrews) ۳ مانگ ورائی لانڈ ۳۲۹ نوٹ ایلڈرج بنام کوپر ۔ ۲۱۵ از لارڈ مانسفیلڈ۔
۴؎ ملک بنام وی چاپٹر آف اکزی ٹر (۱۲) اڈولفس وایلس ۵۳۲۔
۵؎ مئیر آف ہل بنام ہارنر۔ کوپر ۱۰۲۔ گبسن بنام کلارک (۱) جیکس و ولیم ۱۵۹۔ ریڈ بنام بروکمان ۳ ٹائمز رپورٹ ۱۵۸۔ دی اٹارنی جنرل بنام دی ڈین آف ونڈسر ۲۳ بیون ۶۷۹۔
۶؎ ریڈ بنام بروکمان ۳ ٹائمز رپورٹ ۱۵۰۔ پکرنگ بنام لانڈ اسٹاسفرڈ ۲ ویسی جونیر ۵۸۳۔
۷؎ ملک بنام مائیننگ ۲ بارن وال و کرسول ۵۹۸ ۔ ۲۰ رسل و ریان ۳۴۲۔
۸؎ کیس آف کار پوریشنز ہوگک ۷۸ الف۔
۹؎ ریڈ بنام بروکمان ۳ ٹائمز رپورٹ ۱۵۱ ۔ ۱۵۹ ۔ از مسٹر جسٹس بحوالہ ہاسیلڈن بنام بلاڈے ٹائمز ۳ جارج سوم کامن بنچ۔

انتقالات اراضی[1] - اراضی حقیت ادنیٰ (کاپی ہولڈس) (Copy-holds)
کے انتقالات[2] - پادریوں کے اوقاف[3] - عشر کی معافیاں[4] - کلیسائی جج
کی صلحناموں کی منظوری[5] - خیرات گاہوں کے فروخت اراضی کے
اختیارات اور ان اختیارات کے تحت فروخت ہائے اراضی - سڑکوں کو بند کردینے
کے لئے[6] نظمائے امن کے احکام - وغیرہ - کا بھی قیاس کیا جائے گا - اسی طرح
مرور زمانہ سے حسب ذیل امور کا قیاس کیا جائے گا - کسی خاص شخص
کا قدیم زمانے میں پارلیمنٹ میں نشست کرنا[7] - ماتحتی[8] قوانین موضوعہ
سے پہلے مستحق فریقوں میں عشر کی تقسیم[9] - ادنیٰ حقیت کی اراضی کے ۳۲۸
رواجات[10] - ادنیٰ حقیت کی اراضی کی قبولیتیں[11] - اور دست برداریاں

[1] ۲۱ ایڈورڈ چہارم ۴۷ - ب قاعدہ ۵ -
[2] روڈی جانسن بنام ایرلانڈ (سنہ ۱۸۱۱ع) (۱۱) ایسٹ ۲۸۹ - ۱۰ ارسل وریان - ۴۰۵ -
[3] گرائمس بنام اسمتھ (Grimes v. Smith) ۱۲ انگلش ۴ - اولی بنام براؤن ہل ۸ کلیات لاینڈ پورٹس ایکویٹی ۴۱ - انمان بنام وارمبلی (Inman v. Wharmby) ینگ وجرویس (Younge & Jervis) ۳ جلد صفحہ ۴۴۵ - ایرلی بنام گل ۸ کیارنگٹن اور ڈین ۳۱۲ -
[4] نابری بنام میڈ ۲ بنگ ۱۱۱ - بیلی بنام ڈرائیور ۱ الفس والیس جلد ۱ صفحہ ۴۴۹ روز بنام کالانڈ ۵ ویسی ۱۸۶ -
[5] سابرج بنام ہٹن ۲ آنسٹروتھر (Anstruther's Reports) ۳۷۲ -
[6] سینٹ میری مگڈلین بنام دی اٹارنی جنرل (St. Mary Magdalen v. The Att. Gen.) ۶ مقدمات دارالامرا ۱۸۹ -
[7] ولیمس بنام ای ٹن (Williams v. Eyten.) ۲ ہرلسٹن ونارمن ۳۸۶ -
[8] ہیٹنگ پیرج کیس ۸ کلارک وفنلی ۱۴۴ -
[9] کونٹس آف ڈارتھوتھ بنام رابرٹس ۱۶ ایسٹ ۳۳۴ -
[10] فولڈی میں بنام میں ۲ ٹونٹن ۲۲ -
[11] دیکھو اسکرپچر حقیت ادنیٰ (کاپی ہولڈس) ۲۴۹ طبع سنہ ۱۸۹۶ع دیکھو الفس بنام گریفس ۲ بلسٹروڈ ۲۳۶ -
[12] ٹاٹ بنام آدمسن ۲ تونٹن ۱۰۹ - ولسن بنام ایلن جیکب ووالکر رپورٹس ۶۱۱ -

مالک مین حیاتی[1] اور وصی کی جائز خدمت سے دست برداری۔ ایک مقدمے میں قرار دیا گیا کہ پندرہ سال کے پرامن قبضے سے حکم امتناعی کا قیاس کیا جا سکتا ہے[2] اور جب یہ ثابت کیا گیا کہ بہت قدیم زمانے سے ایک قدیم گرجا میں نمازیں پڑھی جاتی تھیں گو نکاحوں کے کئے جانے یا جنازوں کے وہاں دفن ہونے کی کوئی شہادت نہیں تھی۔ تب بھی قرار دیا گیا کہ یہ امر گرجا کے مقدس ہونے کا قیاس پیدا کرنے کافی تھے[3]۔ اسی طرح حسب ذیل امور کا بھی قیاس کیا گیا ہے۔ امتیازی حق ماہی گیری[4]۔ باڑوں کی تعمیر کی ذمہ داری[5]۔ جال بچھانے کا حق[6]۔ بعد اسلاف کا اولاد بغیر مرنا[7]۔ اجاروں کے درمیانی انتقالات[8] منتقل الیہ کا منتقل کنندہ

---

[1] نوٹس ولیم بر ساانڈرس رپورٹ ۲۴ ڈی طبع ششم۔ حل ۲

[2] فلک بنام بارنسلی (۱) مال وسلون ۲۷۷۔

[3] چاپان بنام بیرڈ ۲ آنسٹر وتھر ۲۴۹۔

[4] رگ بنام کنگسمل (Rugg v. Kingsmill) لا رپورٹ (۱) آدمس کلیسائی رپورٹس (Adams Feclecinstic Reports) ۴۲۳-۴۵۰ ماسئی بنام ہلکوٹ (Moysey v. Hillcoat) ۲ ہاگ گرڈ (سلسلۂ نو) ۵۰۔

[5] الکمسن بنام اوڈیا ۱ استعدامات دار الامرا ۵۹۳۔

[6] یاربر بنام وائٹ لے ۴ ۲ لا جرنل کوینس بنچ ۲۱۲۔ بائل بنام ٹالمن (۱۸۲۲ء) ۶ باران وال وکریسول ۳۲۹-۳۰ ۲ رسل وریان ۳۴۳۔

[7] گورے بنام بانڈ ۲ برو ڈریب ونگھام رپورٹس ۷۲۶۔

[8] دی ارل آف راس کامنس کلیم ۶ کلارک وفنلی ۷۰۔ ۹۴ رسل وریان ۳۰۔ ڈوڈی اولڈہام بنام اولی۔ ۸ باران وال وکریسول ۲۲۔

[9] ارل ڈی کارڈن بنام پاکسٹر ۲ ولیم بلاکسٹن ۱۲۲۸۔ وائیٹ بنام فول جامبی (white v. foljambe) ۱۱ ویسی ۳۵۰۔

کو دوبارہ جائداد منتقل کرنا[1]۔ اور اسی طرح مرتہن کا راہن کو۔[2]

دفعہ ۳۹۴: اسی عنوان کے تحت امنا کے انتقالات کے قیاس کا اہم نظریہ آتا ہے۔ یہ ایک عام اصول ہے کہ جب کبھی امنا کو جائداد موتمن لہم کو منتقل کرنا ہوتا ہے تو یہ امر جوری پر چھوڑا جائے گا کہ وہ قیاس کریں کہ امنا نے جائداد منتقل کر دی ہے۔ اگر ایسا قیاس معقول طور پر کیا جا سکتا ہو[3]۔ یہ اصول جائز حقیقتوں کو ضابطے کے کسی امر کی بنا پر شکست پا جانے سے بچانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ لیکن اس کی وسعت دریافت کرنا آسان نہیں ہے۔ مگر عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیاس مالک جائداد کی موافقت میں ہونا چاہیے اور اس کے مفاد کے خلاف نہیں ہونا چاہیے[4]۔ اور یہ اصول اس
مزید شرط سے مشروط ہے کہ یہ قیاس نہیں کیا جائے گا جب کہ منتقل کرنا ۳۲۹
امنا کے لیے خلاف ورزی امانت ہوگا[5]۔ اسی اصول پر امنا کا موتمن لہم کو دوبارہ منتقل کرنے کا بھی قیاس ہوتا ہے[6]۔ و نیز اسی طرح مناسب

---

[1] ٹنی ڈی ونٹ بنام جونس (Tenny d. whinnett v. Jones) (۳) مور و اسکاٹ رپورٹس کامن پلیس ۲۷۳۔

[2] کک بنام سولٹو ۲ سائمن واسٹوورٹ رپورٹ چانسری ۱۵۴۔

[3] ڈوڈی بوورمان بنام سائبورن (۱۷۹۲ء) ۷ ٹائمز رپورٹ ۲۔۴ رسل و ریان ۳۶۳۔ کین ڈی لارڈ بیرن بنام ڈیرڈن (Keene D. Lord Byron v. Deardon) ۸ ایسٹ ۲۶۳-۲۶۶۔ انگلینڈ ڈی سائبرن بنام سلیڈ (۱۷۹۲ء) ۴ ٹائمز رپورٹس ۶۸۲-۲ رسل و ریان ۵۴۸۔

[4] ڈوڈی گراہام بنام اسکاٹ (۱۱) ایسٹ ۴۷۸۔ ڈوڈی برڈٹ بنام رائٹ (۱۸۱۹ء) ۲ بارن وال و اڈالفس ۷۱۰-۷۲۰-۲۱ رسل و ریان ۴۶۱۔

[5] شہادت مصنفۂ فلپس و ایماس ۴۷۶ کین ڈی لارڈ بیرن بنام ڈیرڈن (۱۸۰۷ء) ۸ ایسٹ ۲۶۷ ۱۲ رسل و ریان ۵۲۴۔

[6] ہلری بنام والر ۱۲ ویسی ۲۵۰-۲۵۱۔ دیکھیے سگڈن کی کتاب بائع و مشتری (Sigden's Vendor & Parehaser)

حالات میں قدیم امنا کے جدید امنا کو جانا (منتقل کرنے) کا بھی قیاس ہوتا ہے[1]۔

دفعہ ۳۹۵: کم مضامین پر اتنا اختلاف آرا ہوا ہے جتنا کہ امنا[2] اجارے کے سپردگی اجارے کے قیاس کے متعلق ہوا ہے۔ اس امر پر لارڈ مانسفیلڈ (Lord Mansfield) کے زمانے میں عدالتوں کے خیالات ایسے رہے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جاتا تو وہ تنہا اپنے ہی اقتدار سے اس قابل ہو جاتے کہ ایک طرف تو جوری کے ذریعے سے سماعت مقدمہ کو لایعنی بنا دیتے اور دوسری طرف قانونی و نصفتی اختیارات کو گڈمڈ کر دیتے[3]۔ ہم رپورٹس میں پڑھتے ہیں کہ مقدمہ لیڈ بنام ہولفورڈ (Lade v. Holford) میں "لارڈ مانسفیلڈ نے اعلان کیا کہ انھوں نے اور بہت سے ججوں نے قرار دیدیا ہے کہ نالش بے دخلی میں کسی مدعی کو کبھی بے حق اس بنا پر نہیں کیا جائے گا کہ اجارے کی ایک مدت خود اس کے امین کو حاصل ہے۔ اور نہ کسی ایسے مرتہن کو بے حق کیا جائے گا جس کا راہن اس کی نالش کے جواب میں اجارے کے منقضی المیعاد ہونے کا عذر کرتا ہے۔ بلکہ جوری کو دونوں صورتوں میں ہدایت کی جائے گی کہ اس کی سپردگی کا قیاس کر لیں" اس قضیے کے دوسرے حصے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کو عملدرآمد میں ہمیشہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کیونکہ مرتہن کو جس کی رقم اس نے لی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ (Purchaser) جلد ۲ صفحہ ۱۹۹۔ طبع دہم۔

[1] روڈی ایبرال بنام لو (Roe D. Eberall v. Lowe) (۱) ہنری بلاکسٹن ۴۴۶۔

[2] دیکھئے ہائی دستری (؟) ارسکڈن جلد ۲ صفحہ ۳۹ - ۴۲۰ طبع دہم۔ ایوانس بنام بکنل (سنہ ۱۸۰۱ء) (۶) ویسی ۱۷۴ - ۱۸۴ - ۵ رسل و ریان ۴۲۶ والون بنام لی (Wallwyn v. Lee) (سنہ ۱۸۰۳ء) (۹) ویسی (۳۱) رسل و ریان ۴۲۴۔ ڈوڈی ہارسڈن بنام اسٹیپل (Doi D. Hodsden v. Staple) (سنہ ۱۷۸۸ء) ۲ ٹائمز رپورٹس ۶۹۶۔ ۱ رسل و ریان ۵۹۵۔

[3] دیوانی مقدمات جوری مصنفہ ...بل صفحہ ۱۱۔

اجارہ منتقل نہ کرنے سے راہن فریب کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی لیے اجارے کی سپردگی کا قیاس دراصل یا تو اس قانونی اصول کا اطلاق ہے جس کی رو سے فریب وسازش کے خلاف قیاس کیا جاتا ہے[۱]۔ یا اس اصول کا جس کی رو سے انسان کو منع کیا گیا ہے کہ اپنے فعل ناجائز سے فائدہ اٹھائے[۲]۔ اور اسی لیے قرار دیا گیا ہے کہ ایسا قیاس مرتہن اول کی موافقت میں بعد کے ایسے مرتہن کی مخالفت میں نہیں کیا جائے گا جس کے پاس اسناد ملکیت ہوں۔ اور جس کو پہلے رہن کی اطلاع نہ ہو[۳]۔ لیکن اس عام قضیے کو کہ کسی مدعی کو کبھی اس بنا پر بے حق نہیں کیا جائے گا کہ اجارے کی ایک مدت خود اس کے امنا کو حاصل ہوتی ہے۔ کم سے کم اس کو اگر اس کے لغوی معنوں میں سمجھیں تو وہ خلاف اصول اور بعد کے نظائر کے مغائر ہے[۴]۔ اجارے کی سپردگی ایک سوال واقعاتی ہے۔ اور عدالت کو نہ صرف اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ بلکہ یہ امر نہایت خطرناک بھی ہوگا کہ جوری کو وہ ایسی سپردگی کے قیاس کرنے کا مشورہ دے جبکہ تمام شہادت سے صاف طور پر ظاہر ہو کہ ایسی سپردگی نہیں کی گئی۔

دفعہ ۳۹۶: اجارے کی حوالگی مثل کسی دوسرے واقعے کے حالات

---

[۱] دیکھئے بائنڈ وشتری مصنفہ گگن بلد ۳۴ طبع دہم اور از ابٹ بر مجلس (Abbott, C. J.) بہ مقدمہ ڈوڈی بٹ لائٹ بنام ہالڈ ربسن (۲) بارن وال والڈ النس ۲۸۲، ۷۹، ۲۱۔ رسل وریان ۴۸۸۔

[۲] دیکھئے نیچے دفعات ۵۴۵ تا ۵۴۶

[۳] گڈٹائیل ڈی نارس بنام مارگن ۱ ٹائمز رپورٹ ۷۵۵۔ ایوانس بنام بکنل (۱۸۰۱ء) ۶ ویسی ۱۷۴۔۱۸۴۔ ۶ رسل وریان ۴۲۵۔

[۴] ڈوڈی ہاڈسن بنام اسٹیل (۱۷۸۸ء) ۲ ٹائمز رپورٹ ۲۶۴۔۱۔ رسل وریان ۵۹۵۔ ڈوڈی باورمان بنام سانچورن (۱۷۸۹ء) ۳ ٹائمز رپورٹ ۲۔ ۳ رسل وریان ۳۶۴۔

سے اخذ کی جا سکتی ہے[1]۔ لیکن یہ کہا گیا ہے کہ اجارے کے منقضی المیعاد ہونے کا واقعہ بنفسہٖ قیاس سپردگی قائم کرنے کافی نہیں ہے۔ بلکہ اجارے کی بابت کچھ معاملہ ہونا ضروری ہے[2]۔

دفعہ ۳۹۷: جب مالک جائداد اور اس سے جائداد کے متعلق معاملہ کرنے والے اشخاص ایسے فعل یا ترک کریں جو اگر اجارہ امنا کو حاصل ہوتا تو معقول طور پر نہیں کئے یا نہیں ترک کئے جا سکتے تھے۔ اور کوئی امر ایسا ظاہر نہ ہو جو سپردگی اجارہ کے مانع ہو تو سپردگی اجارے کا قیاس کر لیا جائے گا[3]۔ لیکن جو اجارہ کہ قابل ارث جائداد کے ساتھ رہنے منتقل کیا گیا ہو۔ وہ محض اس بنا پر کہ سالہائے سال تک نمایاں نامہ جائداد بر بنائے نکاح اور دوسری خاندانی دستاویزات میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ خریداروں یا مرتہنوں کے درمیان قیاس نہیں کیا جائے گا کہ سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور وہ مقدمے جن میں اس کے خلاف قرار دیا گیا تھا منسوخ کیے گئے سمجھنا چاہیئے[4]۔ لیکن جو

---

[1] شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد ۳ صفحہ ۹۲۳ نوٹ یم طبع سوم وایٹ بنام فالجامبی (white v. Foljmbe) ۱۱ ویسی ۳۵۱۔ ڈوڈی برون بنام مارٹن (۸) بارن وال وکرسول ۴۹۷۔ ۴۰۳ رسل وریان ۴۵۹۔ بارٹلٹ بنام ڈونس (۱۸۲۳ء) ۲ بارن وال وکرسول ۶۱۲۔ ۲۰ رسل وریان ۴۳۶۔

[2] ایوانس بنام بکنل (۱۸۰۱ء) ویسی ۱۷۴۔ ۵۰۸۔ ۵ رسل وریان ۴۲۵۔ ڈوڈی ہاڈسڈن بنام اسٹیپل (۱۸۸۹ء) ۲ ٹائمز رپورٹ ۶۸۴۔ ۱ رسل وریان ۵۹۵۔

[3] شہادت مصنفہ ٹیلیس دوایاس ۷۷۴۔ شہادت مصنفہ ٹیلیس جلد اصفحہ ۹۴ طبع نہم۔ ڈوڈی پٹ لینڈ بنام ہلیارڈ (۱۸۱۹ء) ۲ بارن وال وایڈالفس ۱۰۰۲۔ ۲ رسل وریان ۴۰۰۔

[4] دیکھئے اس مضمون پر بایع ومشتری مصنفہ سگڈن جلد ۳ باب ۱۵ طبع دہم۔ جہاں مقدمات کو جمع کیا گیا اور ان پر قابلانہ تنقید کی گئی ہے نیز ڈوڈی لارڈ اگری مانٹ بنام لاکگڈن (۱۸۴۵ء) (۱۲) کوئنس بنچ ۱۰۷۰۶۔ رسل وریان ۴۸۹۔ گیارڈ بنام ٹک ۸ کامن بنچ ۲۳۱۔ اوکاٹرل بنام

اجارہ کہ قابل ارث جائداد کے ساتھ رہنے نہ منتقل کیا گیا ہو اور جس
میں عرصۂ دراز تک مداخلت نہ کی گئی ہو بایع ومشتری کے درمیان
تعین محقق کے سوال پر عدالت نصفت میں سپرد کردیا گیا سمجھا
جائے گا۔

دفعہ ۲۹۸: اس موضوع پر قانون میں ایک بڑا تغیر قانون اجارات
منقضی المیعاد (Satisfied Terms Act) ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۱۲
کی روسے کیا گیا۔ جس میں پہلے یہ بیان کرنے کے بعد کہ اجاروں کے
انتقالات میں بہت مشکلات تاخیر وصرفہ ہوتا ہے اور بہت سی صورتوں میں ۳۴۱
میں ان سے ان لوگوں کو جو جائز طور پر ان زمینوں کے مالک ہوتے
ہیں جن سے یہ اجارے متعلق ہوتے ہیں۔ نقصان ہوتا ہے پہلے دفعہ کی رو
سے حکم دیا گیا ہے کہ ہر منقضی المیعاد اجارہ جو یا تو صریحی بیان یا تعبیر قانون
کی رو سے ۳۱ دسمبر ۱۸۴۵ء کو کسی قابل ارث جائداد یا عودی جائداد
کے ساتھ کردیا گیا ہو۔ اس دن سے اس اراضی کے متعلق قطعی طور پر موقوف
اور ختم ہوگیا سمجھا جائے گا جس کے ارثے اور حق عود سے اجارہ حسب
بیان مذکورۂ بالا متعلق ہوگا۔ لیکن ہر ایسا اجارہ جو اسی طرح پر صریحی
بیان کی رو سے حسب بیان مذکورۂ بالا متعلق ہو گو اس قانون کی رو سے
موقوف اور ختم کردیا گیا ہے۔ ہر شخص کی ہر مواخذہ بار حقیت حق۔ نالش۔
دعوے اور مطالبے سے اسی طرح حفاظت کریگا جس طرح کہ اجارے کے
باقی رہنے اور ۳۱ دسمبر ۱۸۴۵ء کے بعد منتقل یا معاملہ نہیں کیے جانے کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ہیوس ۱۵۴ کامن بنچ ۵۲۲۔

۱؎ بایع ومشتری مصنفۂ سگڈن جلد ۳ ص ۲۲ طبع دہم۔ جس میں ایڈری بنام گریکاک کا حوالہ دیا گیا ہے میڈاک وگلڈارٹ رپورٹس (Maddock & Gildart s Rep) ۵۴ ونسخ اکسپائی پہلا نسخہ قلمی مورخہ ۲۴ جولائی ۱۸۲۱ء کا۔

صورت میں کرتا۔ اور اس حفاظت کی غرض کے لیے قانون و نصفت کی ہر عدالت میں ایک باقی اور قایم اجارہ تصور کیا جائے گا" دفعہ ۲ کی روسے" ہر اجارہ جو اب قایم ہو یا جو بعد میں قایم کیا جائے اور جو ۳۱ دسمبر ۱۸۴۵ء کے بعد منقضی المیعاد ہو جائے۔ اور جو یا تو صریحی بیان یا تعبیر قانون کی روسے اس دن کے بعد سے کسی اراضی کے ارثے یا حق عود سے متعلق ہو جائے۔ تو اس کے ایسے متعلق ہوتے ہی اس زمین سے متعلق جس کے ارثے یا حق عود کے ساتھ وہ حسب بیان مذکورۂ بالا متعلق ہوں گے قطعی موقوف اور ختم ہو جائیں گے" قانون محکمہ جات عدالت کے پہلے بھی قرار دیا گیا ہے کہ جو حفاظت اس قانون کی روسے عطا کی گئی ہے محض ایسی حفاظت نہیں ہے جو کسی عدالت قانون ہی میں کام آسکتی ہو بلکہ ایسی بھی کہ عدالت نصفت بھی اس سے متعلق عذر کے پیش کرنے کو منع نہیں کرے گی[1]

دفعہ ۳۹۹: جب پرامن یا مفید تمتع کی تائید میں قیاسات کئے جائیں تو آیا جوری کو اس واقعے پر یقین کرنا چاہیے جس کو وہ قرار دیں ایک سوال بنا دیا گیا ہے اور یقیناً نظائر دونوں پہلوؤں پر ہیں[2] حتی الجلد غالباً یہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ چونکہ اس قسم کے قیاسات میں کم و بیش زیادہ تر قانونی امور کا لحاظ کیا جاتا ہے اس لیے جوری کو اسی طرح فیصلہ کرنا چاہیے جس طرح کہ جج مشورہ دے سوائے اس کے کہ جس واقعے کا قیاس کرنے

---

[1] ڈو ڈی کیا ڈوالا ڈر بنام پرایس (Doe D. Cadwalader v. Prcie) ۱۶ میسن و ولزبی ۲-۳-۲۰
کاٹرل بنام ہیوس (Cottrel v. Hughes) ۱۵ کامن بنچ ۵۳۲۔

[2] دیکھئے شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۳-۹۱۸-۹۲۶۔ نوٹ (یم) طبع سوم۔ ڈو ڈی نیومان بنام پیٹ لائیڈ بایع و مشتری مصنفۂ سگڈن جلد سوم صفحہ ۱۹ طبع دہم۔ از رچرڈس چیف بیرن (Richards, C. B.)
ہلری بنام والر (Hillary v. Waller) ۱۲ ویسی ۲۳۹-۲۵۲ از سر ولیم گرانٹ ماسٹر آف دی رولس۔ ڈو بنام ویس ۲ کرامپٹن و جروس ۹۹ و ۴۰۶-۴۰۷ از بیلی بنچ سینٹ میری ماگڈلین بنام دی اٹارنی جنرل ۳ جوڈیشیل (سلسلۂ نو) ۶۷۵۔ از لارڈ ونسلی ڈیل (Lord Wensleydale)

کہا جائے وہ نہایت ہی لغو یا حد درجہ غیر اغلب ہو۔ اور ان دونوں صورتوں ۳۴۲
میں جس طرح کہ جج کو انھیں ایسے واقعے کو قرار دینے کا مشورہ یا ہدایت نہیں
دینی چاہئے۔ اسی طرح ان کو ایسا قرار نہیں دینا چاہئے۔

ذیلی فصل (۶)

قیاسات جو بنی نوع انسان کے معمولی عمل کے معاشرے کے حالات اور دستور تجارت سے پیدا ہوتے ہیں

دفعہ ۴۰۰: قیاسات جو بنی نوع انسان کے معمولی عمل معاشرہ کے حالات۔ اور دستور تجارت سے اخذ کئے جاتے ہیں بہت سے ہیں۔ اور ان میں سے متعدد قیاسات قانونی کے عنوان کے تحت آتے ہیں اسامی کے قبضۂ اراضی میں اس کا یہ معنوی اقرار مضمر ہوتا ہے کہ وہ اراضی کو اچھی کاشتکاری کے طریقے اور رواج دیہی کے مطابق کاشت کریگا۔[۱] اس شخص کے

---

[۱] پرلے بنام واکر (۱۸۹۳ء) ۵ ٹائمز رپورٹ ۳۲۳، ۲۰ رسل و ریان ۶۱۹ - گگ بنام ہیوٹ (۱۸۲۰ء)

لگان ادا کرنے سے جو اس زمین پر قابض ہو جس پر کے یہ لگان واجب ہو تردیدی شہادت نہ پیش ہونے کی صورت میں قیاس ہوتا ہے کہ وہ ایسا لگان ہے جس کے ساتھ کوئی مادی خدمت بھی ضروری ہے[۱]۔ اسی طرح جب محض حقیت اسامی کا وجود ثابت کیا جائے تو سال سال کی حقیت اسامی کا قیاس کیا جائے گا۔ اور اگر اس کی ابتدا کی تاریخ ظاہر نہ ہو تو اس کا تصفیہ رواج دیہی کے مطابق کیا جائے گا[۲]۔ جو اجارے کہ غیر متعین مدت کے لیے ہوں وہ بادی النظر میں ایسے اجارے ہوتے ہیں جو جب چاہے ختم کر دیے جا سکتے ہیں[۳]۔ لیکن جب کوئی اسامی ختم مدت اجارہ کے بعد بھی قابض اراضی رہتا ہے تو وہ معنوی طور پر اجارے کے ان تمام معاہدات کا پابند ہوتا ہے جو اس کی نئی حیثیت سے متعلق ہو سکتے ہیں[۴]۔ نکاح کرنے کے اقرار کی عام طور پر تعبیر یہ ہوتی ہے کہ ایک معقول مدت کے اندر نکاح کیا جائے گا[۵]۔ اور جب باضابطہ زبانی نکاح گواہوں کی موجودگی میں ثابت کر دیا جائے تو تکمیل نکاح کا قیاس کیا جاتا ہے[۶]۔ اور یہ اہم اصول کہ اقبالات جرم اور دوسری قسم کی مضر ذاتی شہادت اس شخص کے خلاف ۲۴۴

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۴ ایسٹ ۱۵۴-۱۰۷ رسل دریان ۵۲۵۔

[۱] دیکھیے ہارڈن بنام سکت ۴ ہرسٹن ونارمن ۱۷۵۔

[۲] شہادت در تصنیف ازگرین لیف ۳۶۰۔

[۳] ڈی بڑی بنام لیس ۲ ولیم بلاکسٹن ۱۱۷۳- از دی گرے یر مجلس۔

[۴] ڈگبی بنام اٹکنسن ۱۸۱۵ء ۴ کیمپبل ۲۷۵- ۱۶ رسل دریان ۲۹۷- جانسن بنام سینٹ پیٹرس ہرفورڈ (۱۸۳۶ء) ۴ ایڈالفس والیس ۵۲۰-۴۳ رسل دریان ۴۲۶- ہیاٹ بنام گرفتس ۱۷ کوئنس بنچ ۵۰۵- نیز اسامی حین حیاتی کے انتقال کے بعد حقیت اسامی کے اسامی مابعد میں باقی رہنے پر دیکھیے روڈی وارڈ ۱۸۱۵ء (۱) ہنری بلاکسٹن ۹۷-۲ رسل دریان ۵۲۸۔

[۵] پاٹر بنام ڈی بوس اشارکی جلد ا صفحہ ۲۸۔ فلپس بنام کرچلے (Phillipps v. Cratchley) ۳ کاٹنگش و بیرن ۱۷۸-۱۰ مور اور بیرن ۲۳۹۔

[۶] ڈال رمپل بنام ڈال رمپل (Dalrymple v. Dalrymple) ۲ ہاگارڈ ۶۵-۶۶

۲۴۳ قابل ادخال ہوتی ہے جو ایسے اقبال کرتا ہے[1]۔ اسی اصول پر مبنی نظر آتا ہے[2]۔ اسی قسم میں وہ بہت سے قیاسات بھی داخل ہیں جو علم پر مبنی ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ کونسے دستاویزات کی اس نے تکمیل کی ہے[3]۔ گو بہت سی صورتوں میں یہ قیاس غالباً قوی نہیں ہوتا ہے۔ ارکان کلب[4] یا اسٹاک اکسچینج[5] (Stock Exchange) کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ اس کے قواعد سے واقف ہیں۔ اور اشخاص جو کسی اجارے کے تحت دعویدار ہوتے ہیں ان کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ اجارہ دہندہ کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں[6]۔

دفعہ ۱۰۴ : اور بھی قیاسات ہیں جو انسانوں کے معمولی عمل سے مستنبط کیے گئے ہیں مثلاً کسی دستاویز مہری کو پھاڑ ڈالنا[7] یا مہریں چھیل دینا[8] یا وصیت نامے کو ٹکڑے ٹکڑے[9] کر ڈالنا ان کی تنسیخ کی بادی النظری شہادت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی حسب ضابطہ تکمیل شدہ وصیت نامہ موصی کی حفاظت میں رہے اور اس کے انتقال کے بعد نہ ملے تو قانون قیاس کرتا ہے کہ موصی نے وصیت نامے کو تنسیخ کے ارادے سے تلف کر دیا ہے[10]۔ لیکن اس قیاس کی ایسی شہادت

---

[1] دیکھئے نیچے دفعات ۵۱۰ - ۵۳۱ -

[2] پامر بنام نیودل ۲ جو یسٹ (سلسلۂ نو) ۲۶۸ -

[3] راگٹ بنام سگریف ۲ کارنگٹن و پین ۵۶۵ - آلڈرسن بنام کلے (۱۸۱۶ء، جلد ۱ اسٹارکی) - ۴۰۵ - ۱۰ ارسل وریان ۸۰۸ -

[4] اسٹورٹ بنام کانی (۱۸۳۲ء) ۸ میسن وولزبی ۱۰۰ - رسل وریان ۶۵۴ - مچل بنام نیوہال ۱۵ ایضاً ۳۰۹ -

[5] پاٹمان بنام (آرلانڈ) اچانسری ڈیویژن ۲۵۲ -

[6] ایسگر بنام کلوس (Alsager v. Close) ۱۰ میسن وولزبی ۵۷۶ -

[7] لاچس ریورٹس کنگز بینچ ۲۲۶ - پرایس بنام پاول ۳ ہرلسٹن ونارمن ۳۴۱ -

[8] ان دی گڈس آف کولرگ (۲) کرٹس ۸۳۲ -

[9] براؤن بنام براؤن ۸ ۱۰ الیس وبلاکبرن ۸۷۶ - فنچ بنام فنچ لا رپورٹ (۱) پروبیٹ وڈیوا ۳۷۱ -

سے تردید ہوتی ہے جس سے کہ مخالف ارادہ ظاہر ہوتا ہو۔ مثلاً موصی کے اعلانات سے جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ وصیت نامے کو برقرار رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا[1]۔ اور گو ایک زمانے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ خط کا جواب نہ دینا اس کے مضامین کا اقبال کرنا ہوتا ہے یہ تصور عرصہ دراز سے بے بنیاد ثابت ہو چکا ہے۔ اور اس پر ایک مستقل اصول کی حیثیت سے عمل کرنے کی لغویت ثابت کر دی گئی ہے[2]۔

دفعہ ۴۰۲: بطور ایک عام اصول کے کہا جا سکتا ہے کہ بادی النظر میں دستاویزات کے متعلق سمجھنا چاہئے کہ وہ اسی دن تیار اور تحریر کئے گئے ہیں جو ان کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے[3]۔ اور اس اصول کا اطلاق خطوط[4] ہنڈیات اور پرامیسری نوٹس[5] ان کی تحریر ہائے ظہری[6]۔ و نیز بنک کے چک پر ہوتا ہے[7]۔ اسی طرح دستاویز مہری کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اس کی ۴۴۳

[1] وائٹ لے بنام کنگ، ۱۷ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۵۶، کیبن بنام کین لارپورٹ ۳ پروبیٹ وڈیورس ۵-۱۰۔

[2] رچرڈس بنام گلانلی لارپورٹ، کامن پلیس بر صفحہ ۱۴۱۔ از ولسن جسٹس۔ ویڈیمان بنام والپول ۱۸۹۱ء (۲) کوئنس بنچ ۵۴۴ دیکھئے نیچے دفعہ ۶۲۱۔

[3] اسمتھ بنام باٹنز (۱) موڈی و رابن سن ۱۴۲۔ اینڈرسن بنام وسٹن ۶ بنگہام (مقدمات نو) ۲۹۶۔ پوٹنر بنام گلاسپ (۲) اوسپیکر ۱۹۱۔ پارک بنام براؤن ۱۰ میسن و ولزبی ۸، ماگن بنام وائٹ مور ۱۶ اسپیکر ۱۶۱۔

[4] ہنٹ بنام ماسی (۵) بارن وال واڈالفس ۹۰۲۔ گرڈ ما ئینل دی بیکر بنام ملبورن ۲ میسن و ولزبی ۵۴۰۔ پوٹنر بنام گلاسپ ۱۸۴۳ء ۱۲ اسپیکر ۱۹۱۔ ۷۶ رسل وریان ۵۰۳ لیکن دیکھئے ارشادات لارڈ ونسلیڈیل بمقدمۂ ٹیلر بنام لارڈ مونٹ گارٹ (۷) مقدمات دارالامراء ۶۲۳-۶۴۶۔

[5] اینڈرسن بنام وسٹن (۱۸۴۰ء) (۶) بنگہام (مقدمات نو) ۲۹۶-۳۰۲ رسل وریان ۹۵۔

[6] اسمتھ بنام باٹنس (Smith v. Battens) موڈی و رابن سن جلد ۱۔ ۳۴۱ لیکن حوالہ لائی کی تحریرات ظہری کے بابت دیکھئے ۹ جارج چہارم باب ۲۴ دفعہ ۳۔ اور برگس بنام ولسن (۵) ڈی گیکس میکناٹن و گارڈن رپورٹس چانسری ۱۲۔

[7] لاز بنام رانڈ ۳ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۴۴۲۔

بل وحوالگی عمل میں آئی جو اس کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ لیکن یہ
مالی سے رد کا جا سکتا ہے۔ کم سے کم ٹھیک تاریخ کی حد تک
ں اصول کے مستثنیات بھی ہیں۔

۱۰۴ ر: سرکاری دفاتر کے کاروبار کے طریق سے بھی بہت سے
ر کئے جاتے ہیں۔ ٹپے کے طریق کے متعلق بہت سے قدیم مقدمات
دیا گیا ہے کہ اگر کسی خط کو حوالۂ ڈاک کیا جاتا ہے تو وہ جب تک
مخالف نہ ظاہر ہو بادی النظری شہادت اس امر کی ہوتی ہے کہ
لیہ کو قاعدے کے مطابق وصول ہو گیا ہے۔ اور زیادہ جدید نظائر
ر ہوتا ہے کہ جب ٹپے کے ذریعے سے کوئی ایجاب کیا جاتا ہے۔
یا معناً ٹپہ ہی کے ذریعے سے قبول کرنے کا مجاز کیا جاتا ہے
کے خط کو ٹپے میں ڈالتے ہی معاہدہ مکمل ہو جاتا ہے۔ گو اس کی
ں دیری ہو جائے۔ اور گو وہ مکتوب الیہ کو حوالے ہی نہ کیا جائے۔
اس آخری موقف سے نہ صرف ایک سابقہ فیصلے کی

بنام وسٹن (۱۸۸۳ء) ۶ بنگہام (مقدمات نو) ۲۹۶-۳۰۰-۴ رسل وریان ۷۹۵۔
ام گرہام (۱) رول رپورٹس ۲- قاعدہ ۵- اوشی بنام کس کروک عہد جیمس ۲۶۳۔
بنام وسٹن اوپر نوٹ ۵ بر صفحہ ۱۰۶- سن کلیر بنام باگالی- ۴ مین و ولز بی ۳۱۲- ۵ رسل وریان- ۲۰۱۔
ٹ- کارنگٹن و مارشان رپورٹس ۵۰۴- رائٹ بنام لین سن ۲ مین و ولز بی ۷۳۹- ایڈورڈس
۱ اسپیناس ۳۹- وصیت ناموں کے متعلق دیکھئے ان دی آڈم سن لا رپورٹ ۳
ڈیورس ۲۵۴-۲۵۵۔
وسٹن ۱۲ اسپیناس ۴۵- وارن بنام وارن (۱۸۳۴ء) کرامپٹن میسن اور اسکو رپورٹس ۲۵۰
ٹ ۷-۴۵- اسٹاکن بنام کاٹن (۱۸۲۶ء) ۱ مین و ولز لی ۵۱۵۔
ام گینسز (۱۸۴۲ء) مقدمات دارالامرا- ۳۸۱۔
ڈ لائف انشورنس کمپنی بنام گرانٹ (۱۸۷۹ء) ۴ اکسچیکر ڈیویژن ۲۱۶- مختلف عنہ بر اصول لارڈ جسٹس

تنسیخ ضروری ہوتی ہے[1]۔ بلکہ جس عدالت نے یہ اصول قرار دیا اس کے تین ارکان میں سے ایک رکن نے اس سے سخت اختلاف بھی کیا ہے۔ لیکن اس اصول کی بنا یہ ہے کہ فریقین نے ڈاکخانے کو اپنا کارندہ مقرر کر دیا ہے اسی وجہ سے قانون شہادت کا کوئی راست سوال یہاں پیدا نہیں ہوتا ہے۔ بعض قوانین موضوعہ کی رو سے اس قسم کی شہادت کو بعض صورتوں میں جن میں کہ خط رجسٹری کیا گیا تھا قطعی قرار دیا گیا ہے[2]۔ اور بعض دوسری صورتوں میں اس وقت بھی جب کہ اس کی رجسٹری[3] نہیں کی گئی ہو۔ اسی قسم کے قیاسات خانگی دفتروں کے کاروبار کے طریق سے بھی کئے جاتے ہیں ۵۴۳
مثلاً تاجروں[4]۔ سالیسٹروں[5] اور شراب کشوں[6] کے کاروبار سے۔

دفعہ ۴۰۴ : دوسرے متعدد قیاسات اور بھی ہیں جو دستور تجارت سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ مثلاً جب دو اشخاص میں شراکت پائی جائے لیکن اس کی کوئی شہادت نہ ہو کہ ان کے مفاد کا تناسب کیا ہے تو قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ مساوی حصوں کے حصہ دار

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۱۰۰ دیکھئے چٹی بر معاہدات طبع چہاردہم بر صفحہ ۱۵۔

[1] برٹش امریکن ٹیلیگراف کمپنی بنام کولسن ۱۸۷۱ء۔ لاریورٹ ۶ اکسچیکر ۱۰۸۔

[2] دیکھئے پارلیمنٹری ووٹرس رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۱۸ دفعات ۱۰۰ اور ۱۰۱ قانون انتقالات ۱۸۸۱ء ۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۴۱ دفعہ ۶۷ ضمن (۲) دیکھئے قانون حقیت ہائے زرعی (انگلستان) ۱۸۸۳ء ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۶۱ دفعہ ۲۸۔

[3] دیکھئے کمپنیس کنسالیڈیشن ایکٹ ۱۹۰۸ء (Companies Consolidation Act) ۸ ایڈورڈ ہفتم باب ۶۹۔ شیڈول (۱) فقرہ ۱۱۰۔

[4] حیٹ نگٹن بنام کیمپ ۱۸۱۸ء ۱ ہولٹ ۱۹۲۔ ۱۶ ارسل و ریان ۳۰۷۔ ٹوسی بنام لیس (۱) موڈی و مالکن ۱۲۹ ہاکس بنام سالٹر ۱۸۲۸ء ۴ بنگھام ۷۱۵۔ ۲۹ رسل و ریان ۸۰۷۔ پرٹ بنام فیر کلف ۱۸۱۲ء ۳ کیمبل ۳۰۵۔ ۱۳ رسل و ریان ۱۱۸۰۔

[5] ڈوڈی پاٹینگل بنام رٹفورڈ (۳) بارن وال و اڈالفس ۹۰۸۔ ۳۷ رسل و ریان ۵۸۱۔

[6] پرڈیس بنام لارڈ ٹارنگٹن (۱۸۰۳ء) (۱) سالکلڈ ۲۸۵۔ (۱) لیڈنگ کیسس مصنفہ اسمتھ۔

ہیں[1]۔ اسی طرح جب کوئی کارندہ اس ملک میں اپنے نام سے ایک ملک غیر کے رہنے والے اصل مالک کی جانب سے خرید و فروخت کرتا ہے تو قیاس کیا جاتا ہے کہ معاہدے کی بنا پر نالش کرنے کا حق اور نالش کئے جانے کی ذمے داری صرف کارندہ ہی کو حاصل ہوتی ہے اصل مالک کو نہیں ہوتی[2]۔ اسی طرح ہنڈیوں اور پرامیسری نوٹس کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بمعاوضہ بدل دئے گئے ہیں[3]۔

ذیلی فصل (۷)

اشیا کے اسی حالت میں باقی رہنے کا قیاس جن میں کہ وہ ایکمرتبہ رہی تھیں

	صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ		صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ
اشیا کے اسی حالت میں باقی رہنے کا قیاس جن میں کہ وہ ایک مرتبہ تھیں	۳۴۵-۶۱۰	قیاس ادائی	۳۴۶-۶۱۱
قرضوں وغیرہ کے باقی رہنے کا قیاس	۳۴۶-۶۱۰	قیاس اجرا	۳۴۷-۶۱۳
		قیاس تنسیخ سپردگی	۳۴۷-۶۱۴
		انسانی زندگی کے جاری رہنے کا قیاس	۳۴۸-۶۱۴

---

[1] فار ربنام بیوک (۱) موڈی و رابن سن کیس ۵۲۷ - از پارک نیج۔

[2] تجارتی کارندگی مصنفہ رسل (Russel on Merchantile) طبع دوم صفحہ ۲۳۳۔

[3] دیکھئے بل آف ایسچینج ایکٹ ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۶۱ دفعہ ۳۰۔

دفعہ ۴۰۵: یہ ایک بہت ہی عام قیاس ہے کہ جب اشیا کے متعلق ایک مرتبہ ثابت کردیا جائے کہ وہ ایک حالت میں تھیں تو ان کو اسی حالت میں باقی ہیں اس وقت تک سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اس کے خلاف بلاواسطہ یا قرائنی شہادت سے ثابت نہیں کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب قبضہ جائداد ثابت کیا جائے تو اس کے جاری رہنے کا قیاس کیا جائے گا[۱]۔ اسی طرح کارندے کے اختیارات کے جاری رہنے کا بھی قیاس کیا جائے گا[۲] وغیرہ۔ اور کتابوں میں بہت سی مثالیں ایسی ملتی ہیں جن میں اس قیاس کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ وہ قیاس معصومی یا ان قیاسات سے جو طریق فطرت سے مستنبط کئے جاتے ہیں قوی تر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کے۔ اس کی سرکاری عہدے دار کی حیثیت میں ازالۂ حیثیت عرفی کرنے کے چالان میں یہ ثابت ہونے کے بعد کہ مستغیث کو وہ سرکاری عہدہ ازالۂ حیثیت عرفی کے مشتہر کئے جانے سے پہلے حاصل تھا۔ اس کے عہدے دار باقی رہنے کا قیاس کیا گیا[۳]۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب زنا ثابت ۳۴۶

[۱] ورٹسلی بنام آڈمیس (Wrotesley, v. Adams) پلوڈن ۱۹۳۔ اسمتھ بنام اسٹیل ٹن ایضاً ۴۳۴۔ کاکان بنام فارد۔ ٹی۔ جونس ۱۰۱۔

[۲] دیکھئے اسموٹ بنام البری (Smout v. Ilbery.) ۱۸۴۲ میسن و ولزبی (۱۰) ۱۲ رسل درمیان ۵۱۰۔

[۳] ملک بنام بڈ (R. V. Budd) اسپناس جلد ۵۔ ۲۳۰۔

کردیا جائے تو اس کے جاری رہنے کا قیاس کیا جائے گا۔ جب تک کہ دونوں ایک ہی مکان میں رہیں[1]۔ لیکن معمولاً ناجائز حالات کے جاری رہنے کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح گو قانون عام طور پر جنون کے خلاف قیاس کرتا ہے لیکن جب واقعۂ جنون ثابت کردیا جائے تو اس کے جاری رہنے کا قیاس کیا جائے گا۔ اور سیانگی کے وقفے کے ثابت کرنے کا بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو اس کے وجود کو بیان کرتا ہے[2]۔

دفعہ ۴۰۶: دو خاص صورتیں ہیں جو خاص توجہ کی محتاج ہیں۔ یعنی قرضے جات و وجوبات وغیرہ کے ادا ہونے یا اور طرح پر ختم ہونے تک جاری رہنے کا قیاس۔ اور انسانی زندگی کے جاری رہنے کا قیاس اول الذکر کے متعلق جب قرض کے ہونے کو ایک وقت ثابت کردیا جائے تو اس کے باقی رہنے کا اس وقت تک قیاس کیا جائے گا۔ جب تک کہ اس کی ادائی یا اور طرح پر براۃ یا تو ثابت نہ کی جائے یا حالات سے ماخوذ نہ ہو[3]۔ ایک دستخطی دمہری رسید ادائی کی قوی ترین شہادت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ امر مانع تقریر مخالف کی حد تک پہنچتی ہے اور قطعی طور پر دینے والے فریق پر قابل پابندی ہوتی ہے[4]۔ لیکن صرف

---

[1] ٹرٹن بنام ٹرٹن ۳ ہا گرڈ (رپورٹ نو) ۳۵۰۔

[2] دیکھئے بانگس بنام گڈ شیلو لا رپورٹ (۵) کوئینس بنچ ۵۰۹ ۵۰۰۔ ۵۔ ٹیلمن مصنفۂ کاک مطبوعہ بٹلر ۲۴۴ ب نوٹ (۱) شہادت در نصفت مصنفۂ گریسلی ۳۲۸۔ داٹرلی جنرل بنام پارن تعرہ بلاڈن جانسری کیس ۴۴۱۔

[3] جیاکسن بنام اروِن ۲ کیمبل ۵۰ (۱۱) رسل وریان ۶۵۰۔ نیز قانون روما میں دیکھئے مجموعہ قانون مدا کتاب ۴ عنوان ۱۹ دفعہ ۱۔

[4] شہادت مصنفۂ گلبرٹ صفحہ ۱۵۰ طبع چہارم۔ آج کل اس میں ترمیم کی ضرورت ہے اور سوائے

دستخطی رسید[۱] یا ادائی کا زبانی اقبال[۲] عام طور پر ادائی کی صرف بادی النظری شہادت ہوتا ہے اور اس کی تردید کی جا سکتی ہے۔ ادائی کی قیاسی شہادتوں میں سب سے صاف یہ ہے کہ کافی عرصے تک کوئی مطالبہ نہیں کیا گیا۔ اور قانون ضابطہ دیوانی ۱۸۳۳ء ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۴۲ دفعہ ۳[۳] سے پہلے عدالتوں نے قانون میعاد سماعت پر قیاس کرتے ہوئے یہ مصنوعی قیاس قایم کیا تھا۔ کہ جب کسی دستاویز قرض یا تحریری و مہری دستاویز ص ۳۴۷
اقرار قرض کی بناپر بیس سال تک قرض کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو۔ اور کوئی شہادت ادائی سود یا کسی دوسرے ایسے واقعے کی نہ ہو جس سے اس کا اب بھی قابل نفاذ ہونا ظاہر ہو تو ادائی یا براءۃ کا قیاس کرلیا جائے گا[۴] مثلاً کولسل بنام بڈ[۵] (Colsell v. Budd) میں لارڈ ایلن برو (Ellenborough) نے قرار دیا تھا کہ "بیس سال گزر جانے کے بعد دستاویز قرض کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ ادا شدہ ہے۔ لیکن یا تو بیس سال گزر جانا چاہئے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بغیر اطلاع اور اعتبار پر لینے والے منتقل الیہم کے رسید گو مہری ہو لیکن معمل اعتراض بنائی جا سکتی ہے (ایکرین بنام واکر ۳ چانسری ڈیو ترن ۱۵۱-۱۵۴ رنر بنام ٹالے (Renner v. Tolley) ۶۰ لا ٹائمز ۱۵۰۔

[۱] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد شانزدہم دفعہ ۲۱۲ اور ۳۰۵۔ جلد ۱

[۲] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۵۰ اور ۱۱۴۲۔

[۳] اس قانون کے دفعہ ۴ (جس کو قانون میعاد سماعت جائداد اراضی ۱۸۳۳ء ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۲۷ سے جو اس قانون سے تقریباً تین ہفتے پہلے نافذ ہوا گڈ مڈ نہیں کر دینا چاہئے) کی رو سے حکم ہے کہ دستاویز اجارہ کی بنا پر قرض لگان کی تمام نالشات۔ دستاویز قرض یا تحریری و مہری دستاویز اقرار قرض کی بنا پر تمام قرض یا اقرارات کی نالشات اور اقرار وجوب بہ عدالت بربنا فیصلہ عدالت کی بنا پر یا تجیس معلوم ہو (Scire Facias) کے حکمنامے کی بنا پر قرض کی تمام نالشیں بنا دعوی کے بیس برس کے اندر کی جانی چاہئیں اس کے بعد نہیں۔

[۴] آسولڈ بنام لے (۱) ٹائمز رپورٹ ۲۷۰۔ واشنگٹن بنام بریمر۔ شہادت مصنفہ پیک ضمیمہ ۲۵۔

[۵] کونسل بنام بڈ ۱۸۰۸ء ۱ کیمپل ۲۷۰۔ ارسل بنام یان ۲۲۱۔ آسولڈ بنام لیمہ ٹائمز رپورٹ ۲۷۰۔

یا اس سے کم زمانہ کسی اور واقعے کے ساتھ قیاس کی تقویت کے لیے ہونا چاہیئے"۔ اس طرح پر واقعہ ادائی کا کسی ایسے دوسرے واقعے سے قیاس کیا جائے گا جس سے کہ وہ اغلب ہو جاتا ہو[1]۔ مثلاً قرض کے واجب الوصول ہونے کے بعد حسابات کا تصفیہ جن میں کہ اس قرض کا کوئی ذکر نہ کیا گیا ہو[2]۔ اسی طرح جب کوئی زمیندار کسی ایک دن تک کے لگان کی رسید دیتا ہے تو اس سے پہلے کے تمام بقایوں کے ادا ہونے کا قیاس کر لیا جاتا ہے کیونکہ یہ اغلب ہے کہ وہ اس قرض کو پہلے وصول کرے گا جو طویل ترین عرصے سے واجب الادا ہو[3]۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ جب اس سوال پر کہ آیا ایک کفالت نامہ کی ادائی سے تنسیخ ہوئی ہے یا نہیں متضاد شہادت ہو۔ تو غیر منسوخ شدہ کفالت نامے کے مدعی کے قبضے میں ہونے سے پلڑا اس کی موافقت میں جھک جانا چاہیئے۔ کیونکہ معاملے کے معمولی اثنا میں کفالت نامہ اس شخص کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو اس کو ادا کر دیتا ہے[4]۔ اور جب زمین امنا کو امانت پر قرضوں کی ادائی کے لیے دی جائے اور باقی کی کوئی اور امانت کی جائے۔ تو محق ما بعد کے طویل قبضے اور دیگر حالات سے قرضوں کی ادائی کا قیاس

[1] شہادت مصنفۂ اسٹار کی جلد ۳ صـ ۱۲۳۸ طبع سوم۔ دیکھئے کوپر بنام ٹرنر ۲ شہادت از اسٹارکی ۱۹۴۔ لوکاس بنام نووسلینسکی (Lucas v. Novislienski) (۱) اسپیناس ۲۹۶۔ سلتن بنام نارمن ۴ کار نگٹن ومین۔ ۸۰ پفیل بنام وان بیٹین برگ (Pfiel v. Vonbaten berg) ۲ کیمبل ۴۳۹۔

[2] کوسل بنام ہٹ (سنہ) (۱) کیمبل ۲۷۰۔ ارسل ورِیان ۱۲۱۶۔ دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳۔ دفعہ ۲۶۔ جس کا پیچھے دفعہ ۲۰۲ میں حوالہ دیا گیا ہے۔

[3] شہادت مصنفۂ گلبرٹ ۱۵۶۔ طبع چہارم۔

[4] ازلارڈ ایلن برو۔ بردمبرج بنام ادسیورن (۱) اسٹارکی ۳۷۴۔ ۱۸ ارسل وریان ۳۸۷ اور دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۳ دفعہ ۴۲۔ ثبوت قطعی از ماسکارڈس ۴۷۷۔

کرلیا جائے گا[1]

حالات سے براۃ و نیز ادائی کا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے[2]

دفعہ ۴۰۷: اسی اصول پر گو تنسیخ یا سپردگی کا قیاس نہیں کیا جائے گا[3]۔ لیکن حالات سے اس کا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ مقدمہ ڈو ڈی براندن بنام کالورٹ[4] (Dœd. Brandon v. Calvert) میں جب مدعی علیہ نے ایک بے دخلی کی نالش میں ایک میعادی رہن کا جو اٹھارہ سال قبل ایک
س ۳۴۸ غیر شخص کو کیا گیا تھا عذر پیش کیا۔ لیکن نہ اپنے اس پر قبضے کی توضیح کی اور نہ رہن کے تحت ادائی سود کو ثابت کیا۔ اور جج نے جوری کو رہن کی سپردگی کا قیاس کرنے کا مشورہ دیا تو عدالت نے اس فیصلے کو منسوخ کر دیا۔

دفعہ ۴۰۸: اب ہم انسانی زندگی کے جاری رہنے کے قیاس کا ذکر کریں گے۔ انگریزی قانون میں نظری طور پر انسانی زندگی کے جاری رہنے کا کوئی قانونی قیاس یقیناً نہیں ہے کسی شخص کی موت جس کا کہ ایک دفعہ زندہ ہونا ثابت کر دیا جائے ایک امر واقعاتی ہے جس کا تصفیہ جوری کو کرنا چاہیے۔ اور چونکہ قیاس واقعاتی زندگی کے جاری رہنے کی موافقت میں ہوتا ہے اسی لیے موت کے ثابت کرنے کا

---

[1] بے نام مختصر ونر شہادت سوال الف قاعدہ ۱۔

[2] واخنگٹن بنام بریمر شہادت از پیک ضمیمہ ۱۵۔ پکرنگ بنام لارڈ اسٹامفرڈ ۲ ویسی جونیر ۵۸۳-۱۶ رسل و ریان ۱۵۸ نوٹ۔ ریوز بنام بریمر (Reeves. v. Brymer) ۶ ایضاً ۵۱۶۔ موٹز بنام موریہ (Motz v. Moreas) ۱۳ مور پریوی کونسل کیس ۳۷۶۔

[3] مورٹن بنام ہارٹن ۲ کیمبل ۴۸۳۔

[4] ڈو ڈی براندن بنام کالورٹ (۱۸۱۲ء) ۵ ٹانٹن-۱۷-۱۴-۱ رسل و ریان ۷۳۳۔

بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو کہ اس کو بیان کرتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۰۹: لیکن واقعۂ موت کو قیاسی شہادت کے ذریعے سے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اور بلا واسطہ شہادت کے ذریعے سے بھی[2]۔ جب کوئی شخص غیر ممالک کے سفر پر جاتا ہے۔ اور عرصے سے اس کی کچھ خبر نہیں معلوم ہوتی ہے تو زندگی کے جاری رہنے کا قیاس واقعاتی اس وقت سے جب کہ آخری مرتبہ اس کی خبر ملی ہو سات سال کے ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے[3]۔ گو اس امر کا بار ثبوت کہ اس مدت میں کسی خاص وقت وہ زندہ تھا۔ اور اسی لیئے بحیثیت موصی لہٗ متروکۂ موصی کے ایک حصے کا موصی کے بعد زندہ رہنے کی وجہ سے مستحق ہے۔ ان اشخاص پر ہوتا ہے جو اس کے ذریعے سے دعویدار ہوتے ہیں۔ اور اس کو مثبت شہادت سے ثابت کرنا چاہیئے[4]۔ اور یہی اصول ان اشخاص سے بھی متعلق ہوتا ہے جو آمد و رفت کے اپنے معمولی مقامات سے غیر حاضر ہوتے ہیں اور جن کی عدم موجودگی کی کوئی توجیہ نہیں کی جا سکتی[5]۔ لیکن سات سال کی کوئی مقررہ مدت نہیں ہے۔ اور ایک ایسے شخص کی

---

[1] اسمارٹل بنام ین ہالیہ ۲ لارڈ ریمنڈ ۹۹۹۔ تھروک مارٹن بنام والٹن ۲ رول ۴۶۱۔ ولسن بنام ہاجس ۱۸۰۲ء ۲ ایسٹ ۳۱۲۔ ۲ رسل وریان ۳۲۷۔

[2] تھارن بنام رولف ڈائرہ ۱۰۵ الف۔ بقاعدہ ۶۵۔ اینڈرسن ریورٹس ۲۰۔ بقاعدہ ۳۴ ولسٹر بنام برجیبور ۱۳ ولیبی ۳۶۲۔

[3] از لارڈ ایلن برو ڈو ڈی جارج بنام جیکن (۱۸۰۵ء) ۶ ایسٹ ۸۰۔ ۴۸۔ رسل وریان جلد ۲ صفحہ ۴۱۲۔ ڈوڈی بانتگ بنام گرفن ۱۵۔ ایسٹ ۲۹۳۔ ۱۳ رسل وریان ۴۷۴ رسٹ بنام بیکرہ سمین ۴۴۳۔ امانی بنام اشل ول ۲۳ بیون ۲۲۴ ان دی گڈس آف مو۔ اسوابلی وٹرسٹرام ریورٹس ۵۲۔

[4] ان دی بنجامن تیول بنام بنجامن ۱۹۰۲ء ا چانسری ۷۲۳۔ ۱۷ لا جرنل چانسری ۳۱۹۔ از جاسین جسٹس۔

[5] ڈوڈی لائیڈ بنام ڈیکن ۴ بارن وال واڈ الفس ۴۳۳۔ ۲ رسل وریان صفحہ ۳۲۵۔ دیکھئے ڈو ڈی جارج

موت کا جو اس وقت جب کہ آخری مرتبہ اس کی خبر ملی تھی ۲۰ سال کا تھا۔ کافی دریافت کی شہادت پیش ہونے کے بعد اس کے غائب ہونے کے صرف تین سال بعد قیاس کر لیا گیا ہے[1]۔ بعض کتابوں میں اس کو غلط طور پر قیاس قانونی کہا گیا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ ایک مخلوط قیاس ہے[2] جس کو — جہاں تک سات سال کی حد تک تعلق ہے۔ صـ۲۲۹
دو اہم مضامین سے متعلق "قوانین موضوعہ پر قیاس کر کے اختیار کیا گیا ہے یعنی منسوخ شدہ لیکن از سر نو وضع کردہ قانون ۱ جیمس اول باب ۱۱ دفعہ ۲[3]۔ اور اب تک غیر منسوخ شدہ قانون ۱۸ و ۱۹ چارلس دوم باب ۱۱

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ولیم جین اور کیو اور پورٹ ۱۴۵ بیلی بنام ہامنڈ، ویسی ۹۔۵۰۔ ڈوڈ وی فرانس بنام اینڈریوس ۱۵ کوئینس بینچ ۷۵۶۔

[1] ان دی گڈس آف ماتھیوس سنہ ۱۸۹۸ء۔ پروبیٹ ۱۷۔ لیکن دیکھئے ان دی گڈس آف ونسون ایضاً ۱۴۲۔

[2] اس دفعہ کی وجہ سے غلطی ہو سکتی ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ سات سال کی کوئی معین مدت نہیں ہے یا یہ کہ موت کے متعلق کوئی قیاس قانونی نہیں ہے یا یہ کہ اس مضمون پر کوئی مخلوط قیاس قانونی ہے۔ کوئی مخلوط قیاس نہیں ہے۔ ایک قابل تردید قیاس قانونی ہے کہ وہ شخص جس کا پتہ ان لوگوں کو معلوم نہ ہو جن کو اغلباً وہ معلوم ہوتا مر گیا ہے۔ لیکن اس قیاس قانونی سے بالکل علیحدہ اکثر ایک قیاس واقعاتی بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص سات سال سے کم مدت تک لاپتہ ہو وہ مر گیا ہے اس آخری قیاس کو جس پر پروبیٹ ڈویژن میں اکثر عمل کیا جاتا ہے۔ پہلے سے مخلوط نہیں کرنا چاہئے اور اس قیاس قانونی پر اچھی طرح غور کیا اور پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے۔ یعنی مقدمہ ان ری فینی ٹرسٹس (In re Phene's Trusts) (سنہ ۱۸۶۹ء) لا رپورٹ ۵ چانسری اپیلس ۱۳۹۔ اڈیٹر طبع دوازدہم]۔

[3] اس قانون موضوعہ کے بجائے اب دفعہ ۵۷ قانون جرائم خلاف اشخاص سنہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ ہے۔ جس کے متعلق دیکھئے۔ قوانین موضوعہ زیر عنوان "تعزیرات (جرائم خلاف اشخاص)" اور ملکہ بنام ٹولسن (سنہ ۱۸۸۹ء) ۲۳ کوئینس بینچ ڈویژن ۱۶۸ جہاں پانچ ججوں کے مقابلے میں نو ججوں نے قرار دیا کہ بیوی جس نے سات سال کے اندر اپنے پہلے شوہر کی موت کا معقول وجوہات کی بناء پر

دفعہ ۲ پر ـــــ ان میں سے اول الذکر قانون کی رو سے کسی شخص کو جس کا شوہر یا زوجہ پورے سات سال تک سمندر پار رہی ہو یا ایک دوسرے سے سات سال تک بادشاہ کے قلمرو کے کسی حصے میں غیر حاضر رہے ہوں اور ایک کی خبر دوسرے کو نہ رہی ہو۔ کہ وہ زندہ بھی ہے۔ ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم کی سزاؤں سے معاف رکھا گیا ہے۔ اور موخر الذکر کی رو سے اب بھی حکم ہے کہ وہ اشخاص جن کی عمر کے لیے عمری اجارے عطا کئے گئے ہوں اور وہ سمندر پار یا سلطنت کے کسی اور حصے میں سات سال سے زیادہ عرصے تک غائب ہو جائیں تو اس بنا پر۔ اس کے خلاف ثابت نہ ہونے کی صورت میں۔ قدرتی موت مر گئے[له] تصور کئے جائیں گے لیکن ساتھ ہی اس عجیب شرط کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جس سے اس قانون موضوعہ کی وقعت تقریباً صفر ہو گئی ہے کہ اگر وہ شخص جس کی موت کا اس طرح پر قیاس کر لیا گیا ہو سمندر پار سے واپس آئے یا کسی نالش میں اس کا زندہ ہونا ظاہر کیا جائے۔ تو اجارے کی حقیت اس کو دوبارہ حاصل ہو جائے گی۔

قانون تحدید قیاس زندگی (اسکاٹ لینڈ) سنہ ۱۸۹۱ء ۵۴ و ۵۵ وکٹوریا باب ۲۹ کا بھی یہاں حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ اس قانون کے دفعہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ:۔

"جب کوئی شخص غائب ہو جائے اور سات سال یا زیادہ سے لاپتہ ہو تو عدالت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ نیک نیتی سے یقین کر کے دوبارہ شادی کر لی ہو ایک زوجہ کی زندگی میں دوسرے سے شادی کرنے کے جرم پر سزا نہیں پا سکتی حالانکہ اس کا شوہر صرف تقریباً چھ سال ہی سے لاپتا تھا۔

له قانون نو آبادیات مصنفہ برگ (Burge's Colonial Law) جلد چہارم۔ صفحہ ۱۰ قوانین موضوعہ جائداد ارضی سلفرڈ (Shelford's Real Property Statutes.) ۱۶۹-۱۷۰ طبع چہارم۔ کتابوں میں اسی قسم کے قیاس کا ان قوانین موضوعہ سے پہلے بھی پتا چلتا ہے۔ دیکھئے (تھارن بنام رالف ڈائرو ۱۸ الف - جلد صفحہ ۷۰۵ - فنز ہربرٹ ناتھرا بریوم ۱۹۹ - ب) - جو غالباً پہلے سے موجود قیاس کی مشابہت پر اختیار کیا گیا تھا نہ کہ ان قوانین موضوعہ سے نقل کیا گیا۔

کسی ایسے شخص کی درخواست پر جو ایسے شخص کی موت پر جائداد کا مستحق ہوتا ہے۔ یا ایسی جائداد کا مستحق ہوتا ہے۔ جس کا انتقال ایسے شخص کی موت پر موقوف ہوتا ہے۔ ایسے ضابطہ و اشتہار یا اور طور پر جس کا وہ حکم دے تحقیقات کے بعد قرار دے سکتی ہے کہ ایسا شخص غائب ہو گیا ہے۔ اس کے آخری مرتبہ زندہ دیکھے جانے کی تاریخ فلاں ہے۔ اور شہنہ یا مقبلہ واقعات کی بنا پر نیز قرار دے سکتی ہے کہ اس کے آخری مرتبہ زندہ دیکھے جانے کی تاریخ کے سات سال کے اندر کسی خاص تاریخ مرگیا ہے۔ اور جب کوئی صریح شہادت اس کے کسی خاص تاریخ پر مرنے کی نہ ہو تو قرار دے سکتی ہے کہ اس کے آخری مرتبہ زندہ معلوم ہونے کے ٹھیک سات سال بعد مرگیا ہے۔" صہ۳۵۰ ....

درخواست کے منظور ہونے کے بعد درخواست گزار قابض ہو سکتا اور فروخت کر سکتا ہے۔ لیکن اس تاریخ سے تیرہ سال کے اندر شخص مفقود الخبر یا کوئی اور شخص جو زندگی کے جاری رہنے کے قیاس کی بنا پر مستحق ہو جائداد کو اپنے دعوے کی اطلاع کے بعد واپس لے سکتا ہے۔ لیکن آمدنی نہیں پا سکتا لیکن اس قانون کے دفعہ ، کی رو سے حکم ہے کہ "شخص مفقود الخبر یا اس سے حق حاصل کرنے والا شخص مجاز نہیں ہو گا۔ کہ کسی ایسے شخص سے جو اس قانون کے یا منسوخ شدہ قانون (قانون تحدید زندگی (اسکاٹ لینڈ) ۱۸۸۱ء) کے احکام کے تحت مالک ہو گیا ہے مطالبہ کرے یا وصول پائے۔"

"(الف) کسی ایسی جائداد کو جس کی حقیت کی کسی سرکاری رجسٹر میں رجسٹری ہو سکتی ہو۔ جب کہ اس قانون یا منسوخ شدہ قانون کے احکام کے تحت اس کے حقیت کی رجسٹری کئے جانے کے بعد تیرہ سال گزر گئے ہوں۔ یا تیرہ سال کے اندر جائداد کو جس کا قبضہ یا جس کے مختلف اجزاء کا قبضہ اسی قانون یا منسوخ شدہ قانون کے احکام کے تحت حاصل کیا گیا ہو۔"

اس موضوع سے متعلق ایک اور قانون کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ قانون معمر لہ ۱۷۰۷ء ۶ این باب ۱۸ (Cestinquevic Act, 6 Ann C. 18) (نظرثانی شدہ قوانین موضوعہ میں باب ۷۲) ہے۔ جس کی رو سے عدالت عالیہ کا سررشتہ چانسری ہر سال اس شخص کی درخواست پر جو کسی شخص کی وفات کے بعد کسی حقیقت ما بعد۔ حق عود ی یا جائداد متوفیہ کا مستحق ہوتا ہو۔ اور جو حلف لیتا ہو کہ اس کا پختہ خیال ہے کہ ایسا شخص مرگیا ہے اور اس کی موت کو چھپایا گیا ہے۔ اس شخص کو جس پر اخفا کا شبہہ ہو۔ حکم دے سکتا ہے کہ اس شخص کو عدالت کے ایک یا دو نامزدہ اشخاص کے روبرو پیش کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ پیش کرنے سے انکار کرنے سے دعویدار جائداد پر قبضہ کر لینے کا مجاز ہوجاتا تھا گویا کہ موت واقع ہوگئی ہے۔ اس قانون[1] کے تحت رپورٹس میں کچھ کم مقدمات نہیں ملتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی رو سے ہر اس شخص کے پیش کئے جانے کا حکم دیا جا سکتا ہے جس کو کوئی مفاد ایسا حاصل ہو جو اس کی عمر بھر کے لیے ہو۔ کیونکہ ایک ملاح کی بیوی کو جو بیس سال پہلے سمندر کے سفر پر گیا تھا۔ اور اس وقت سے جب کہ اس نے اس کو ایک حقیت مستقل کا مکان دیا اور اس کا کرایہ وصول کرتے رہنے کہا تھا کوئی پتہ نہیں چلا تھا۔ حکم دیا گیا کہ وہ اس کے شوہر کو "ٹاٹن ہام (Tottenham) کی تحصیل کے گرجے میں ۱۸۔ اگست ۱۸۸۵ء" کو پیش کرے لیکن پیش کرنے کا حکم اگرچہ اس کی تعمیل نہ کی گئی ہو۔ ایسی شہادت نہیں ہے جس پر بیمہ کمپنی جان کے بیمہ کی رقم ادا کردے۔ کیونکہ ایسی رقم اگر غلط ادا کی گئی ہو تو ضائع ہوجاتی ہے۔ حالانکہ قانون معمر لہ ۱۷۰۷ء میں صراحۃً ۳۵۱

---

[1] دیکھئے مثلاً ان ری ٹوپل ۳۴ چانسری ڈیویژن ۹۵۵۔ ان ری اسٹیفنس ۳۱ چانسری ڈیویژن ۳۲۰۔ اور وہ دوسرے مقدمات جو میوس ڈائجسٹ آف انگلش کیس لا "Mew's Digest of English Case Law." میں بیان کئے گئے ہیں جلد ۹ عنوان "شہادت"۔

نہ صرف قبضہ کردہ اراضی کی بازیابی کا بلکہ لگان کی وصولی کا بھی حکم ہے[1]۔

جب کوئی شخص سات سال تک غیر حاضر اور لاپتہ ہو تو بھی قیاس ہوتا ہے کہ وہ مرگیا ہے۔ اور سات سال میں کس وقت وہ مرا اس کے متعلق کچھ قیاس نہیں ہوتا ہے[2]۔ اور اگر ٹھیک ٹھیک موت کا وقت ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے تو اس کو مثبت طور پر کسی ایسی شہادت سے ثابت کرنا چاہیئے جو اس واقعے سے زیادہ ہوگی کہ اس شخص کو لاپتہ ہوکر سات سال ہوچکے ہیں[3]۔ ان مقدمات پر غور کیا جا چکا ہے جن میں یہ قیاس قیاس معصومی سے ٹکرا جاتا ہے[4]۔ اور جبری واقعۂ موت کا سات سال سے کم عرصے میں بھی اگر دوسرے حالات بھی اس کے موافق ہوں تو قیاس کر سکتی ہے[5]۔

دفعہ ۴۱۰: انسانی زندگی کے جاری رہنے کے قیاس کے مضمون سے متعلق ہونے کی حیثیت سے اب ایک ایسے مضمون پر غور کرنا باقی رہ گیا ہے جو کم و بیش ہر ملک کے قانون دانوں اور مقننوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ ہم ان حسرت ناک صورتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو کبھی کبھی پیش آتے رہتے ہیں اور جن میں متعدد اشخاص جو اکثر ایک ہی خاندان

[1] ڈائیل بنام سٹی آف گلاسگو لائف انشورنس کمپنی ۵۳ لا جرنل چانسری ۵۲۷۔ نارتھ جسٹس۔

[2] دیکھئے نیچے نوٹ ۵ کا حوالہ۔ ہیوڈن بنام رہوڈس ۲۶ چانسری ڈویژن ۵۸۶۔ ۵۶ لا جرنل چانسری ۸۲۵۔

[3] ڈوڈی نائٹ بنام ن پی ین ۵۔ بارن وال واڈ ایلفس ۸۶۔ حکمنامۂ غلطی پر اس کی سنہ ۱۸۳۷ء میں توثیق کی گئی۔ ۲ جمن۔ وولنرلی ۴۹۸۔ ۶ ۴ رسل دریان۔ ۹۰۷۔ اور دیکھئے ان ری لیوس ٹرسٹس لا رپورٹ ۲ چانسری مرافعات ۲۵۶۔ ملکہ بنام لسلے لا رپورٹ چانسری کیس ۲ ۱۹۔ ان ری فنی نراسٹس لا رپورٹ چانسری اپیلس ۱۳۹۔ ان ری آلڈریسی گبسن بنام ہال (سنہ ۱۹۰۹ء) ۲ چانسری ۱۰۱۔ ازکیکی وچ جسٹس۔

[4] دیکھئے دفعہ ۳۴۳۔

[5] دیکھئے اوپر نوٹ ۲۔ حاشیہ صفحہ ۶۱۶

کے ہوتے ہیں۔ ایک عام حادثے کی وجہ سے فوت ہو جاتے ہیں ــــ مثلاً جہاز کی تباہی۔ زلزلہ۔ آگ لگنے ــــ ریل کے حادثے یا جنگ کی وجہ سے۔ اور جن میں کہ ان ایک ساتھ مرنے والوں میں (جیسا کہ قانون روما میں ان کو کہا گیا ہے) کسی ایک کے پہلے مرنے کی وجہ سے اشخاص ثالث کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ قانون روما اور اس کے شارحین بہت کچھ اس قسم کے سوالات میں مصروف رہے ہیں اور بطور ایک عام اصول کے (جس کے مستثنیات بھی ہیں) قرار دیا ہے کہ جب مرنے والے اشخاص ماں باپ اور بچے ہوں تو بچے کا اگر وہ سن بلوغ سے کم ہوں پہلے مرنے کا قیاس کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ اس سن سے زیادہ ہوں تو اصول کو الٹ دیا جاتا تھا۔ شوہر و زوجہ کی صورت میں قیاس شوہر کے زوجہ کے بعد تک زندہ رہنے کا ہوگا[1]۔ قدیم و جدید فرانسیسی قانون دانوں نے اس مضمون پر بہت
کچھ محنت کی ہے[2]۔ اس کے متعلق جتنے بھی نظریے بنائے گئے ہیں وہ سب ۲۵۲
اس مفروضے پر مبنی ہیں کہ جس شخص کے بعد تک زندہ رہنے کا قیاس کیا جاتا ہے وہ ایسا شخص ہوتا ہے جو اپنی زیادہ قوت کی وجہ سے

[1] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱۔ دفعہ ۲۹۔ طبع شانزدہم۔ ڈائجسٹ کتاب ۳۴۔ عنوان ۵۔

[2] قدیم فرانسیسی مقننوں کی رایوں کے لیے دیکھئے قانون نوآبادیات مصنفہ برگ جلد ۴ فٹ دفعہ ۱۔ اور آج کل کے فرانسیسی قانون کے لیے مجموعۂ قانون فرانس کتاب ۳ عنوان ۱۔ باب ۱ متعلق قائمقامی دفعات ۷۲۰۔ ۷۲۲۔ ایسی صورت میں مجموعۂ دیوانی لوئی سینا (The Civil Code of Lovusiana) فرانسیسی مجموعے کے اصول کو اختیار کرتا ہے یعنی یہ کہ پندرہ سال سے کم میں قیاس ہوگا۔ بڑی عمر والا زیادہ جیا۔ اور ساٹھ برس سے زیادہ عمر والوں میں قیاس ہوگا کہ سب سے کم عمر والا زیادہ جیا ان عمروں میں اگر جنس مختلف ہو تو مرد اور اگر جنس ایک ہی ہو تو سب سے کم عمر والے کے متعلق قیاس ہوگا کہ وہ زیادہ جیا۔ لیکن قانون عمومی کی عدالتیں عام طور پر اس قیاس کو اختیار کرنے پر مائل نہیں رہی ہیں۔ ایضاً۔ کالے بنام لیچ۔ مثلاً ف رپورٹس میساچوسٹس (Messachusetts) (Reports) ۱۴۷۔ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

بہ نسبت اپنے ساتھی کے موت سے زیادہ مقابلہ کر سکتا تھا۔ یہ فرض کر لینے کے بعد بھی کہ بہ نسبت عورت کے مرد۔ اور بہ نسبت نوعمر یا نابالغ کے پختہ عمر کا شخص موت کا زیادہ دیر تک مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ موقف زیادہ سے زیادہ ایک عام اصول ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نہ صرف خاص صورتوں میں جس شخص کو کمزور سمجھا گیا تھا اس کی بڑھی ہوئی قوت و صحت پر قیاس کو اوندھا دیتی ہے۔ بلکہ یہ اصول بھی اس مفروضے پر مبنی ہوتے ہیں کہ دونوں شخص آنے والے خطرے کے لحاظ سے بعینہ ایک ہی موقع پر تھے۔ حالانکہ یہ ظاہر بات ہے کہ اس کا لحاظ کرتے ہوئے ان کی جگہ جنگ کی طومار یا زلزلہ اور جہاز کی تباہی کی وحشت ناکیوں میں معمولی طور پر غیر متعین ہونی چاہئے۔ اور ان اشخاص کی اخلاقی حالت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ بہادر اشخاص بزدلوں اور کمزور اعصاب والے اشخاص سے زیادہ جیتے ہیں۔ اس میں اس امر کا بھی اضافہ کیجئے کہ بعض جدید ماہرین علم اجسام کے نزدیک بعض قسم کی موت میں قوی ترین اشخاص پہلے مرتے ہیں[1]۔ بہر حال اس قسم کے سوالات کا دروازہ کھول کر روما و فرانس کے قانون والوں نے اس مفید اصول کو نظر انداز کر دیا ہے کہ "بے حد نزاکتوں کو قانون پسند نہیں کرتا ہے"[2]۔ انگریزی قانون نے زیادہ دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ باوجود چند قابل اعتراض اقوال عدالتی کے نظایر سے صحیح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انگریزی قانون اس قسم کے

---

[1] دیکھئے طبی علم اصول قانون مصنفہ بک۔ جہاں ایک واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے جس کو ایک جدید سیاح نے بیان کیا ہے کہ ریگستان نوبیہ (Nubian Desert) میں ایک کاروان میں پانی کی قلت تھی۔ "سب سے کمسن غلاموں نے پیاس کو بہترین طریقے پر برداشت کیا۔ اور گو بڑی عمر کے لڑکے سب مرگئے بچے سلامتی سے مصر پہنچ گئے"۔ یہی مصنف کہتے ہیں کہ "جہاں تک" عادت و اختلاف مزاج کا تعلق ہے ایسے اشخاص کے متعلق جن میں دماغ اور سینہ کی بیماریوں کا رجحان ہے سمجھنا چاہئے کہ اگر موت کے وجوہات ان کو متاثر کرنے والے ہیں تو وہ پہلے مرے ہیں۔

[2] ۴ کک ۵ ب۔ ڈگ ۱۲۱۔ الف ۳ البسٹر وڈ ۶۵۔

مقدمات میں کسی مصنوعی قیاس کو تسلیم نہیں کرتا۔ ہے بلکہ ایک ہی حادثے سے
مرنے والوں کی فرض کردہ زیادہ طاقت کو اس کی قدرتی وقعت دیتا ہے۔
یعنی اس کو ایک ایسا واقعہ قرار دیتا ہے۔ جس پر عدالت غور کر سکتی ہے۔
لیکن جو بنفسہٖ بار ثبوت کے بدلنے کے لیے ناکافی ہے[1]۔ اسی لیے جب
کسی شخص کے پاس جس پر ایک شخص کے دوسرے سے زیادہ جینے کو
۴۵۳ ثابت کرنے کا بار ثبوت ہوتا ہے۔ اس مفروضے سے زیادہ شہادت
نہیں ہوتی ہے کہ وہ بلحاظ عمر یا جنس کے اپنے ساتھی سے زیادہ موت
سے کشمکش کی ہوگی تو وہ مقدمہ نہیں جیت سکتا۔ لیکن برخلاف
اس کے اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہوگا کہ قانون دونوں کے ایک ساتھ
مرنے کا قیاس کرتا ہے۔ ایسا کرنا ایک بدیہی غیر اغلب امر کے متعلق
ایک مصنوعی قیاس قایم کرنا ہوگا۔ لیکن عملی نتیجہ تقریباً وہی ہوتا ہے کیونکہ
اگر یہ نہ ثابت کیا جاسکے کہ کون پہلے مرا تو عدالت اس واقعے کو
ناقابل تعین قرار دیگی۔ اس طرح پر باوجود اس کے غیر اغلب ہونے کے
ممکن ہے کہ دونوں اشخاص ایک ساتھ ہی مرے ہوں۔ قانون جیسا کہ
اوپر بیان کیا گیا ہے مقدمہ انڈرووڈ[2] بنام ونگ (Underwood v. Wing)
میں پوری طرح قرار دیا گیا۔ اس کے فیصلے کی توثیق لارڈ چانسلر کراون ورتھ
(Lord Chancellor Cranworth) نے کی۔ جن کے ساتھ وٹ مان جسٹس

---

[1] اس موضوع پر معروف ترین مقدمہ جنرل اسٹانوکس (General Stanwix) کا ہے۔ آر بنام
ڈاکٹر نے (R. V. Dr. Nay) (ہنری بلاکسٹن جلد ا صفحہ ۲۰۰)۔ مشہور مسٹر فرن (Mr Fearne) نے
ہر ایک دعوے دار کی موافقت میں ایک ایک ماہرانہ حجت وضع کی۔ دیکھئے ان کے
تصانیف۔ قدیم مقدمہ براؤٹن بنام رانڈل (Broughton v. Randall) کروک عہد
ایلی زبتھ۔ باپ اور بیٹے کو ایک ہی گاڑی میں لے جا کر سولی دی گئی۔ اور بیٹے کے زیادہ جینے کا قیاس
کیا گیا۔ کیونکہ وہ دیر تک کشمکش کرتا رہا۔ اور بعض دوسرے حالات بھی تھے۔

[2] انڈرووڈ۔ ماسٹر آف رولس (Pre Romilly, M. R.) ۱۹۔ بیون ۴۵۹۔

اور مارٹن جج (Whightman, J. & Martin B.) بھی تھے[1]۔ اور آخ
دارالامراء نے بھی اس کی ونگ بنام آنگریف[2] (Wing v. Angrave
توثیق کی۔ اس مقدمے میں ایک شوہر و زوجہ عرشہ جہاز سے ایک
موج کی وجہ سے سمندر میں بہہ گئے۔ شوہر ایک قوی شخص اور اچھ
پیراک تھا۔ اور بیوی ایک کمزور عورت جس کو تیرنا آتا ہی نہیں
دارالامراء نے متفقاً قرار دیا کہ عمر، جنس یا اور حالات کی بنا پر پسماند
کوئی قیاس نہیں ہوتا ہے۔ لیکن عام اصول پر بہت بحث نہیں
سوال جو تھا۔ وہ یہ ضمنی سوال تھا کہ ان وصیت ناموں کا کیا اثر ہے جو شوہر
بنائے تھے؟ بیوی نے وصیت نامے کی رو سے وہ جائداد جس پر
نامزدگی کا اختیار تھا۔ شوہر کو دی گئی تھی۔ اور اگر شوہر اس کی زندگی میں
تو ولیم ونگ کو۔ شوہر کی وصیت بھی ایسی ہی تھی۔ لیکن پہلے بچوں
امانت تھی۔ جس پر عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور دونوں نے ایک دو
کو ونگ کے ساتھ مشترکاً وصی مقرر کیا تھا۔ دارالامراء نے (با اختلاف
لارڈ کیمبل قرار دیا کہ ونگ دونوں وصیت ناموں کے تحت متو
اور بیوی کی جائداد ان لوگوں کو ملے گی۔ جو اس کے اختیار نامزدگ
استعمال نہ کرنے کی صورت میں مستحق تھے۔ نیز یہ کہ ونگ میں دو
حقیتوں کے جمع ہونے سے نفس مقدمہ متاثر نہیں۔ بلکہ ونگ کو ا
دعوے کو یا تو ایک حقیت کے تحت ثابت کرنا چاہئے۔ یا دوسر
لیکن لارڈ کیمبل نے ونگ کی موافقت میں فیصلہ دیا۔ کیونکہ مو
صاف طور پر اپنی رائے ظاہر کر دی تھی کہ اگر جائداد شوہر کو نہ ملے تو
ملنی چاہئے۔

جب ایک عیسائی مبلغ اس کی بیوی اور تمام بچوں کے متعل

---

[1] ڈی جکس پاکستان اور گارڈن رپورٹس ۴۲۳۔

[2] ونگ بنام آنگریف (۱۸۶۰ء) ۸ مقدمات دارالامراء ۱۸۳۔ ۳۰ لا جرنل چانسری ۶۵۔

وہ چین کے ایک قتل عام میں مارے گئے۔ تو وثیقۂ اہتمام ترکۂ شوہر۔ وزوجہ
کے قریبی ورثا کو علاحدہ علاحدہ ان حلف ناموں کے پیش ہونے کے بعد کہ
وہ ۹ر جولائی سن ۱۹۰۰ء کو یا اس کے بعد بعدم وصیت اور بغیر بیمہ کرائے ۳۵۴
فوت ہوئے ہیں۔ و نیز اس وجہ سے کہ مناسب تحقیقات کے بعد ظاہر
تھا کہ یہ باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ ایک دوسرے سے زیادہ جیا۔
عطا کیا گیا۔[1]

ذیلی فصل (۸)

قیاس خلاف مرتکب فعل ناجائز (غاصب)

	صفحات اصل کتاب و ترجمہ
اصول "مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر شے کا قیاس کیا جاتا ہے"	۶۲۵-۳۵۴
اس کے اطلاق کی مثالیں ..	۶۲۸-۳۵۵
آلات شہادت کو چھپا دینا وغیرہ یا قانونی کارروائیوں میں کسی قسم کے جرم تبدیل کا مرتکب ہونا...	۶۲۸-۳۵۵

	صفحات اصل کتاب و ترجمہ
دستاویزات کے متعلق مرتکب فعل ناجائز کے خلاف قیاس کی وسعت	۶۳۰-۳۵۶
کبھی کبھی اس میں بہت وسعت دی گئی ہے	۶۳۱-۳۵۷
خصوصاً فوجداری مقدمات میں	۶۳۲-۳۵۸

دفعہ ۱۴۱: دوسرا نہایت اہم و پسندیدہ اصول یہ ہے کہ "مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر شے کا قیاس کیا جائے گا۔"[2] یا "مرتکب فعل ناجائز

[1] ان دی گڈس آف پے ٹن سلسلہ ء پیر دیپٹ ۱۴۱۔
[2] شہادت مصنفہ بوسٹ قیسے جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ - شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد ا صفحہ ۷۶۲ طبع سوم۔ ا مقدمات مدلائل

کی مخالفت میں ہر شے کا قیاس کیا جائے گا"[1] یہ اصول کچھ تو قدرتی نصفت پر مبنی ہے۔ لیکن قانون کی مصلحت کی وجہ سے اس کو بہت تقویت دی گئی ہے۔ اس موضوع پر ہادی مقدمہ آرموری بنام ڈلامیری (Armory v. Delamirie) کا ہے[2] جس میں ایک ادنیٰ درجے کے شخص کو ایک جواہر ملا۔ اس نے قیمت دریافت کرنے اسے ایک جوہری کی دکان لے گیا۔ جوہری نے تولنے کے بہانے سے اس کو اپنے قبضے میں لیا۔ اور جواہر نکال لیا۔ اور جب پڑا پانے والے نے اس کے لیے قلیل معاوضے کو پسند نہیں کیا تو خالی انگشتری واپس کر دی۔ جواہر کو روک رکھنے کی بنا پر ہرجانہ وصول کرنے کی نالش کئے جانے پر جوری کو ہدایت کی گئی کہ سوائے اس کے کہ مدعی علیہ جواہر کو پیش کر کے ثابت کرے کہ وہ بہترین آب والا نہیں ہے انھیں اس کے خلاف زیادہ سے زیادہ امر کا قیاس کرنا چاہئے۔ اور خالی حلقے میں جو بہتر جواہر آسکتا ہے اس کی قیمت کو ہرجے کا معیار قرار دینا چاہئے۔ انسلی بنام دی ارل آف انگلیشیہ[3] (Annesley v. The Earl of Angelsea) کے بڑے مقدمے میں جو حالات کے سختی سے مدعی علیہ کے خلاف تھے وہ یہ تھے کہ اس نے مدعی کو جو خاندانی جائداد اور خطاب کا بحیثیت وارث دعوے دار تھا بھگوا کر سمندری سفر پر بھجوا دیا تھا۔ اور اس پر قتل کا ایک جھوٹا الزام لگا کر اس کی جان لینے کی کوشش کی تھی — یہ ایسے واقعات تھے جن کے متعلق ایک جج نے کہا کہ وہ مدعی کے مقدمے کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اور دیکھیے دفعہ ۲۰۲۔

[1] اصول ہائے قانون از لافٹ ۲۸۹۔

[2] آرموری بنام ڈلامیری۔ (۱۷۲۲ء) (۱) اسٹرینج ۵۰۵، (۱) اسمتھ لیڈنگ کیس۔ اور دیکھیے مارٹیمر بنام کلاڈاک ۷ جورسٹ ۵۴۔

[3] ۱۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۱۴۰۔ ۱۴۳۰۔ از مونٹی بیچ۔

ثبوت میں ہزار گواہوں سے زیادہ بول رہے ہیں۔ اسی طرح جیسا کہ خوب کہا گیا ہے اگر یہ ظاہر ہو کہ مدعی جھوٹی گواہی کی ترغیب دے رہا ہے۔ اور دروغ حلفی سے کام لینے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو یہ اس
صفحہ ۲۵۵
امر کی قوی شہادت ہے کہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا مقدمہ سچا نہیں ہے[1]۔ اور سرقہ بالجبر کے مقدمات میں جب کبھی جائداد جبر و دہشت ناکی یا الفاظ یا حرکات کی ایسی دھمکیوں کی وجہ سے لی گئی ہو جن کی وجہ سے عام تجربے میں انسان اپنے ذاتی تکلیف کے خوف کی وجہ سے جائداد دے دیتے ہیں۔ قانون مرتکب فعل ناجائز کے خلاف تخویف کا قیاس کرتا ہے[2]۔ اسی لیے جب مستغیث نے خود ڈھونڈھ کر سارق بالجبر کو نکالا۔ اور اپنے پر سرقہ بالجبر اسی لیے ہونے دیا کہ سارق کو انصاف کے حوالے کیا جا سکے تو قرار دیا گیا کہ ملزم نے سرقہ بالجبر کا ارتکاب کیا[3]۔ اسی طرح قانون روما میں گو عام اصول یہ تھا کہ رقم دینے سے قیاس ہوتا تھا کہ وہ قرض کی ادائی میں دی گئی ہے لیکن جب وہ شخص جس پر قرض کی نالش کی گئی ہو رقم پانے سے انکار کرتا تھا۔ تو اس امر کی شہادت سے کہ فی الواقع اس کو رقم دی گئی تھی۔ اس امر کو ثابت کرنے کا بار ثبوت اس پر آ جاتا تھا کہ وہ رقم ادائی قرض میں دی گئی تھی[4]۔

دفعہ ۲۱۲: لیکن اکثر اس اصول کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے۔

---

[1] از کاکبرن لارڈ چیف جسٹس مور یا رٹی بنام لندن چیاتم اور ڈوور ریلوے کمپنی (سنہ ۱۸۶۸ء) لا رپورٹ (۵) کوئنس بنچ ۳۱۴۔ ۳۱۹۔
[2] ۲ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۷۱۱۔
[3] مقدمہ نارڈن جس کا کراؤن لا مصنفہ فاسٹر صفحہ ۱۲۹ میں ذکر کیا گیا۔
[4] ڈائجسٹ کتاب ۲۲۔ عنوان ۳ دفعہ ۲۵۔

جب کہ کوئی عدالتی بدچلنی ہوئی ہو مثلاً دستاویزات یا دوسرے آلات شہادت کو چھپا دینا۔ دبا دینا۔ مثانا تلف کرنا یا جعلی بنانا۔ یا قانونی کارروائیوں میں کسی قسم کے جرم تبدیل کے مرتکب ہونا۔ اس سے نہ صرف یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ جن دستاویزات شہادت کو چھپا۔ دبا دیا۔ وغیرہ ہے۔ اگر ان کو پیش کیا جائے تو وہ چھپا دبا دینے وغیرہ والے فریق کے خلاف ہوں گے۔ بلکہ فریق مخالف کی شہادت کو زیادہ آسانی کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے[1]۔ لارڈ چیف جسٹس ہولٹ (L. C. J. Holt) کہتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص ایسی شے کو تلف کر دے جو اس کے خلاف شہادت میں پیش ہونے والی تھی تو کسی معمولی امر سے اس کی بجا آوری ہو جاتی ہے[2]۔" ظاہر ہے کہ یہ قاعدہ اس اصول پر مبنی ہے کہ کسی شخص کو اپنے فعل ناجائز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ اور اس کے اطلاق کی متعدد مثالیں کتابوں میں ملتی ہیں۔ مثلاً ملک بنام کونٹیس آف ارنڈل (Rv. The Countess of Arundel) کے مقدمے میں بغاوت سنگین کی بنا پر دار العوام کے سزا دینے کی وجہ سے تاج کو بعض اراضی کا استحقاق پہنچا تھا۔ اور اٹارنی جنرل نے مدعی علیہ کے خلاف عدالت انصفت میں ۴۵۶
ان کی بازیابی کے لیے مقدمہ دائر کیا تھا۔ اور یہ ظاہر کئے جانے پر کہ وہ اسناد جن کی رو سے شخص سزا یافتہ کو وہ اراضی ملی تھی موجود نہیں ہیں لیکن سخت شبہہ تھا کہ ان کو مدعی علیہ نے کسی پیش رو حقیت سے دبا دیا

[1] شہادت مصنفہ ٹیلس دفعہ ص ۵۵۶۔ دیکھئے (رڈ ڈی) ہالڈین بنام ہارڈی۔ ۴ بیرو ص ۲۴۸۔

[2] غیر موسوم (۱) لارڈ ریمنڈ ۴۲۷۔

[3] ہبارڈ رپورٹس ۱۰۹۔ اس رپورٹ کے بموجب سخت ترین شبہہ تھا کہ اسنادات کو دبا دیا گیا ہے لیکن کو بمقابلہ اسل کھ پیرڈیمس رپورٹس۔ چانسری ۴۹۰۔ سر جوزف جیکل ماسٹر آف رولس (Sir Jos. Jekyell. M. R.) کہتے ہیں کہ انھوں نے رجسٹر کی کتاب کی تحقیق کرائی جس سے ظاہر ہوا کہ اسنادات موجود تھے اور ان کی حسب ضابطہ تکمیل ہوئی تھی۔ عدالت انصفت کے

اور روک رکھا تھا تو حکم دیا گیا کہ ان اراضی پر تاج قابض ہو جائے اور ان سے متمتع ہوتے رہے۔ جب تک کہ مدعی علیہ ان اسناد کو پیش نہ کرے اور عدالت اس وقت مزید غور کرے گی اور احکام صادر کرے گی۔ اسی طرح جب سوال یہ ہوا کہ آیا ایک سابقہ وصیت نامہ ایک بعد کے وصیت نامے سے جس کے مضامین کا سابقہ وصیت نامے سے مختلف ہونا بیان کیا گیا تھا — گو سابقہ وصیت نامے کے پیش نہیں کئے جانے سے یہ ظاہر نہیں تھا کہ کن امور میں فرق تھا۔ منسوخ کیا گیا یا نہیں۔ تو سابقہ وصیت نامے کے تحت دعویدار کے اس کے متعلق فعل ناجائز کی شہادت اس قیاس کی اچھی بنیاد ہو گی کہ وہ بعد کے وصیت نامے کی رو سے منسوخ کیا گیا۔[۲] اسی طرح جب کوئی شخص اطلاع کے بعد بھی کسی اقرار نامے کو پیش کرنے سے انکار کرے تو قیاس کیا جائے گا کہ وہ کافی طور پر اسٹامپ شدہ تھا۔ اور ایک دیوانی مقدمۂ جوری میں قرار دیا گیا ہے کہ جب فریقین مقدمہ میں سے ایک فریق نے ایک گواہ سے جو ملکنامۂ پیشی دستاویز کے تحت طلب کیا گیا ہو ایک دستاویز جو گواہ کی ملکیت تھی فریبانہ طور پر حاصل کر لی ہو۔ تو مضامین دستاویز کی منقولی شہادت اصل دستاویز کو پیش کرنے کی اطلاع دینے کے بغیر دی جا سکتی ہے۔[۳]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کے دستاویزات کے متعلق فعل ناجائز کے تصفیوں کی۔ دوسری مثالوں کے لیے ان مقدمات کو دیکھئے جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔ اور نیز دیکھئے ڈالٹن بنام کولمن وغیرہ (۱)۔ پیر ولیمس ۲۱، ۷۔ وائٹ بنام لیڈی لنکن (سنہ ۱۸۰۳ء) ۸ ویسی ۳۶۳، ۷۔ رسل ندیان ۷۱۔ بلا پنجٹ بنام فاشر ۲ ویسی سینیر ۲۶۴۔ اور دی اٹرنی جنرل بنام دی ڈین آف ونڈسر ۲۴ بیون ۶۷۹۔

[۱] دیکھئے ازلارڈ مانسفیلڈ ہارووڈ بنام گدرایٹ۔ کوپر ۷، ۸۔۹۱۔

[۲] کرسپ بنام اینڈرسن (سنہ ۱۸۱۵ء) اسٹارکی جلد اول ۳۵۔ مارسل وریان ۴۴، ۷۔

[۳] لیڈس بنام کک (سنہ ۱۸۰۳ء) ۴ ایسپناس ۲۵۶۔ ۲۰۶ رسل وریان ۵۵۸۔

دفعہ ۴۱۳: کہا گیا ہے کہ دستاویزات کے متعلق مرتکب فعل ناجائز
کے خلاف قیاس صرف یہ فرض کر لینے تک محدود نہیں ہے کہ وہ دستاویزات اس کے خلاف ہیں۔ یا یہ کہ اس کی وجہ سے اس کے مخالف فریق کی شہادت زیادہ پسندیدہ نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ سے اس خاطی فریق کی تمام دوسری شہادت شبہے کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ "جو شخص ایک وقت خطا کار ہوتا ہے تو اسی قسم کی صورت میں اس کے ہمیشہ خطا کار ہونے کا قیاس کیا جاتا ہے[1]"
مقدمۂ ڈوڈی بین لانڈ بنام ہرسٹ (Doed. Beanland v. Hirst)
میں بیلی جسٹس (Bayley, J.) کے متعلق کہا گیا ہے کہ انھوں نے جوری
صفحہ ۴۲۵ سے کہا کہ انھیں دستاویز میں میٹنے کے واقعے پر غور کرنا چاہئے کہ جو شخص ایک دستاویز میں تبدیل کر سکتا ہو وہ دوسری دستاویز کو بھی دبا دے سکتا ہے اگر دبا دینا اس کے اختیار میں ہو۔ اور جو قیاس کہ آلات شہادت کے جعلی بنانے یا خراب کر ڈالنے سے پیدا ہوتا ہے وہ بہ نسبت اس قیاس کے جو ان کے دبا دینے یا تباہ کر دینے سے پیدا ہوتا ہے زیادہ قوی ہوتا ہے[2]۔

---

[1] کروک عہد چارلس ۱۷، ۳۱۔ دیکھئے نیچے دفعہ ۴۳۶۔ متن قانون کلیسا میں اس سے آگے بڑھا لیا ہے کیونکہ قرار دیا گیا ہے کہ "جو شخص ایک وقت خطا کار ہوتا ہے اس کے ہمیشہ خطا کار رہنے کا قیاس کیا جاتا ہے۔" دیکھئے مقالین پاپائی مصنفہ سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ De. Reg. Jur. R. 8 لیکن اس کے شارحین کا رجحان اس کے اثر کو اسی قسم کے مقدمات تک محدود رکھنے کا تھا۔ دیکھئے مقدمۂ مجموعۂ قانون کلیسائی مصنفۂ گلبرٹ حصۂ آخری عنوان ۷۔ باب ۲ وفعہ ۲۔ نوٹ ۳۔ نیز synt Jur. Civ. Exercit ۲۵۔ دفعہ ۱۰۔ نوٹ (ج) از آرا دیکھئے دفعہ ۲۲۔۵

[2] (۱۱) پیرا ایس ۴۸۔

[3] شہادت مصنفۂ اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۔ طبع سوم۔

دفعہ ۱۱۴: "اصول مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر امر کا قیاس ہوتا ہے" کہ چاہے کتنے ہی مفید اور عام طور پر نصفتانہ ہونے کو لازماً تسلیم کیا جائے۔ لیکن اس کے متعلق یہ ایک منصفانہ و جائز شبہہ کیا گیا ہے کہ کبھی کبھی اس کو حد سے آگے بڑھایا گیا ہے۔ سر ڈبلیو ڈی ایوانس[1] (Sir W. D. Evans) کہتے ہیں کہ "کسی فریق کا باوجود پیش کر سکنے کے کسی تحریری شہادت کو نہ پیش کرنا عام طور پر اس کے خلاف قوی قیاس قایم کر دیتا ہے۔ میری دانست میں بعض وقت اس میں حد سے تجاوز کیا گیا ہے کہ دوسری شہادت کی ضرورت ہی کو باقی نہیں رکھا گیا ہے۔ کرنا تو یہ چاہئے تھا کہ امر نزاعی سے متعلق اور شہادت کی وقعت کا اندازہ کرنے میں اس واقعے کو بھی قابل لحاظ قرار دیتے" اور مقدمۂ بارکر بنام رے[2] (Barker v. Ray) میں لارڈ ایلڈن (Lord Eldon) نے کہا کہ "اس عدالت کو تخریب شہادت کے مقدمات میں خاص اختیار سماعت ہے...... تخریب کے معاملات میں عدالت کا اختیار سماعت بہت دور بڑھ گیا ہے۔ فی الحقیقت یہ اس حد تک گیا ہے کہ اگر میں اپنے کو نظائر و عملدرآمد سے پابند نہیں سمجھتا تو مجھے اس حد تک ان پر عمل کرنے میں بڑی دشواری ہوتی۔ یہ کہنا کہ جب ایک وقت تخریب ثابت ہو جائے تو آپ خراب کردہ دستاویز کے بیان کردہ مضامین کو آنکھ بند کر کے تسلیم کر لیں گے بہت سی صورتوں میں حد سے تجاوز کرنا ہوگا۔" اس وقت بھی جب کہ شہادت کا جعلی بنانا صاف طور پر کسی شخص کے خلاف ثابت ہو عدالتوں کو جن کا مقصد سچ کی دریافت ہوتا ہے۔ ماہیت مقدمہ اور جعلی بنانے کی ترغیب

---

[1] شہادت مصنفہٗ پے تھیے جلد ۲۔ صفحہ ۴۳۳۔

[2] بارکر بنام رے ۲ رسل ۷۲-۷۳۔

غور کرنا چاہیئے۔ کیا اس رائے میں کوئی ناممکن یا غیر اغلب بات ہے کہ بہت سی صورتوں میں شہادت کو جعلی اس خوف بلکہ اس یقینی علم کی وجہ سے بنایا جاتا ہے کہ فریق ثانی بھی ایسی ہی مذموم حرکت کا مرتکب ہوگا[1]۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص پر ایک ایسے دستاویز قرض کی بنا پر نالش کی جا رہی ہو جس کو وہ جانتا ہے کہ جعلی ہے لیکن جس کو جعلی ثابت کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے "تم بھی ایک براۃ جعلی بناؤ" یا "دو کسی گواہ کو ادائی ثابت کرنے کے لیے رشوت دو" ایسے بدیہی خیالات ہوتے ہیں جن پر کبھی کبھی عمل ہونا بعید نہیں ہوتا ہے۔

۳۵۵ **دفعہ ۴۱۵**: اس قیاس کو دیوانی مقدمات میں چاہے کچھ بھی وقعت جائز طور پر دی جائے۔ لیکن فوجداری مقدمات میں جہاں جان یا آزادی کا سوال ہوتا ہے۔ بہت احتیاط کرنی چاہئے کہ تخریب یا ایسے ہی افعال کو وہ وقعت نہ دی جائے جس کے وہ مستحق نہیں ہوتے ہیں۔ سماج کے حسّ اخلاقی کے معیار اور تقدس حلف کی تعظیم میں قومیں اور زمانے مختلف ہوتے ہیں۔ ضمیر کے اصولوں اور جرائت میں انسان ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ اور عدالتیں بھی قابلیت وغیر جانب داری اور شہادت کی مقدار کے متعلق جو وہ سزا دینے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں مختلف ہوتی ہیں۔ بلاشبہ فریق کا شہادت کا دبا دینا یا جعلی بنانا اس کو مجرم ثابت کرنے ایک واقعہ۔ اکثر نہایت ہی قوی واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن بہت سی صورتیں ایسی بھی پیش آئی ہیں جس میں معصوم اشخاص نے۔ اپنے خلاف بہت سی شہادت سے جو جھوٹی تھی یا غیر قطعی لیکن جس کی تردید کے متعلق انھوں نے اپنے کو بے بس پایا تھا۔ گھبرا کر مجرمانہ شہادت کو دبا دینے یا تباہ کر دینے کا بلکہ بری کرنے والی شہادت

۱؎ علامی شہادت مصنفہ [illegible] ۔ جلد ۳ صفحہ ۱۱۔

۲؎ ایضاً سرولیم ۔ (۲) وہ ملتی کہتے ہیں کہ دیکھے گئے ۔۔۔ میں ایک سب سے بڑا اور مشکل ترین امر یہ متعلق رجحان [illegible]

کو بنانے کا طریقۂ عمل اختیار کیا ہے[1]۔ اس کی سر ایڈورڈ کاک ایک مثال دیتے ہیں جو اب بہت معروف ہے۔ لیکن جو اس وجہ سے کچھ کم قابل لحاظ یا عجیب نہیں ہے[2]۔ ایک چچا کے ذمے اپنی ایک ایسی بھتیجی کی پرورش تھی جو اپنے باپ کے وصیت نامے کے تحت ایک جائداد ارضی کی مالک سولہ سال کی عمر کے بعد ہونے والی تھی اور اس جائداد کا اس کے بعد وارث چچا ہی تھا۔ جب وہ آٹھ یا نو سال کی تھی تو اس کا چچا اس کو کسی خطا پر ادب دے رہا تھا۔ جب کہ اس کو کہتے ہوئے سنا گیا کہ "اچھے چچا مجھے مار نہ ڈالئے"۔ اس کے بعد اس لڑکی کا کچھ پتا نہیں چلا۔ گو اس کی بہت تلاش کی گئی۔ چچا کو قتل کے شبہے پر قید کر دیا گیا۔ اور اجلاس سہ ماہی کے ججوں نے اس کو فہمائش دی کہ اگلے اجلاس تک لڑکی کو حاضر کرے۔ ایسا نہ کر سکنے کی وجہ سے اس نے ایک دوسری لڑکی کو اس کے کپڑے پہنا کر اس کی جگہ پیش کر دیا۔ لیکن جھوٹ پکڑی گئی۔ اس کو سزا سنا دی گئی۔ اور اس کو اس فرضی قتل کی بنا پر سولی دے دی گئی لیکن بعد میں ظاہر ہوا کہ چچا کے مارنے کے بعد وہ بھتیجی بھاگ کر ایک بازو کے صوبے میں چلی گئی۔ جہاں وہ سولہ سال کی عمر تک رہی اور اس کے بعد جائداد کو طلب کرنے واپس آئی۔ کک کہتے ہیں کہ "اس مقدمے کو ہم نے دو امور کے متعلق خبردار کرنے بیان کیا ہے۔ پہلے کا روئے سخن ججوں سے ہے کہ جہاں جان کا سوال ہو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ یہ نہ چاہا جعلی خط بنائے تھے۔ کہ وہ لازماً جیرالڈ سے وصول ہوئے تھے۔ یہ ایسی حرکت تھی جو یقیناً ترتیب کی امداد جس کی وجہ سے اس کے بیان کی عام صداقت کے خلاف ایک قوی قیاس قائم ہوتا تھا۔ میری رائے میں ... مقدمے کے تمام حالات ثابت کا جو نتیجہ دارالامراء نے نکالا دہی صحیح تھا۔ لیکن جس مقدمے میں ایسا ہو اس کے متعلق بہت شبہ ہونا ممکن نہیں۔ شہادت مصنفہ ٹیلر جلد ۲ صفحہ ۲۰۳۲۔ نوٹ الف۔

[1] شہادت مصنفہ اسٹارکی جلد اصفحہ ۵۶۲ طبع سوم شہادت مصنفہ فلپس وامیاس ۱، ۴۶۳ بعض وقت مجرموں نے جھوٹے عدم موجودگی کو پیش کر کے جواب دہی کرنے کی کوشش کی ہے اور غالباً ایسے ہی مقدمے پیش آئے ہوں گے۔ جن میں ... مصنفہ ... لیکن اپنے اصلی جواب دہی سے دوسروں کو مجرم بنانے یا خود اپنے کو دوسرے معافیوں کے متعلق مجرم بنانے کی ... صفحہ ... میں ... سکتا ہے۔

[2] ۳ انسٹی ٹیوٹ باب ۱۰۴۔ صفحہ ۲۳۲۔ پلیس آف دی کراؤن مصنفہ ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔ میں اسی کا ذکر کیا ہے۔ شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۵۴۰۔ قرائنی شہادت مصنفہ ولس صفحہ ۲۰۴۔ طبع سوم۔

صہ ۳۵۹ ان کو محض قیاس کی بنا پر فیصلہ نہیں کر دینا چاہئیے۔ اور دوسرے کا معصوم اور سچے شخص سے کہ اس کو کبھی جھوٹے یا نامناسب ذرائع سے اپنے کو بری کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئیے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ (جو سرچشمۂ صداقت ہے) کے خلاف مرضی عمل کر کے اپنے کو ہلاک کر ڈالے۔ جیسا کہ چچا نے کیا۔" ایک اور مقدمہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بڑی دعوت میں ایک مہمان کا زیور یکایک گم ہو گیا۔ حاضرین میں سے ایک کی تحریک پر سب نے سوائے ایک کے جامہ تلاشی منظور کی۔ اس شخص نے شدت کے ساتھ انکار کیا۔ جس کی وجہ سے بہت ہی قوی شبہ اس پر ہونے لگا۔ لیکن اس نے صاحب خانہ سے ایک خلوت کی ملاقات حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اور اس کی جیبیں الٹانے پر بجائے زیور کے کچھ کھانے کی چیزیں نکلیں جن کو وہ اپنی بیوی کے لیے گھر لیجانے رکھ لیا تھا۔ کیونکہ اس کو کھانے کچھ نہیں تھا۔[1]

ذیلی فصل (۹)

قیاسات قانون بین الاقوام

صفحات متن کا سبق نمبر	صفحات اصل کتاب کا سبق نمبر
قیاسات قانون بین الاقوام ۶۲۴-۳۵۹	لوٹنے والے کے خلاف قیاس ۶۲۵-۳۶۰
عام قانون بین الاقوام کے ۶۲۵-۳۵۹	خاص قانون بین الاقوام کے قیاسات ۶۳۶-۳۶۰
ایک خود مختار مقتدر اعلیٰ کے افعال جو کسی دوسری مملکت کا ماتحت بھی ہوتا ہے ۶۲۵-۳۵۹	توطن سے متعلق قیاسات ۶۳۶-۳۶۰
	دوسرے قیاسات ۶۳۷-۳۶۰

[1] عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم جلد ۳ صفحہ ۵۰۹۔

دفعہ ۱۴۱۶: اب ہم ان چند قیاسات پر غور کریں گے جو قانون بین الاقوام میں پائے جاتے ہیں۔

دفعہ ۱۴۱۷: عام قانون بین الاقوام کو جیسا کہ معلوم و معروف ہے قانون عمومی نے اختیار کر لیا ہے اور اس کو قانون ملک کا جزو سمجھا جاتا ہے[1] اور مملکت میں قوانین جنگ کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے[2]۔

دفعہ ۱۴۱۸: جب کہ ایک مملکت کا ماتحت دوسری مملکت کا خود مختار مقتدر اعلیٰ بھی ہو تو وہ اول الذکر مملکت کے قوانین کے سامنے ان افعال کے لیے جو وہ بحیثیت ایسے مقتدر اعلیٰ کے کرے جواب دہ نہیں ہے[3]۔ اور ایسے شخص کے ان افعال کے متعلق جو اس نے اس سلطنت سے باہر کئے ہوں جس کا کہ وہ ماتحت ہو یا کسی ایسے فعل کے متعلق جس کی نسبت شبہ ہو کہ آیا اس کو اس کی مقتدر اعلیٰ کی حیثیت سے متعلق کرنا چاہئے یا ماتحت کی حیثیت سے تو اس فعل کے متعلق قیاس ہونا چاہئے کہ وہ مقتدر اعلیٰ کی حیثیت میں کیا گیا[4]۔

دفعہ ۱۴۱۹: مرتکب فعل ناجائز کے خلاف قیاس کرنے کا اصول[5]۔ قانون بین الاقوام ص ۳۶

---

[1] شروحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۶۷۔

[2] ۱۲ انسٹی ٹیوٹ صفحہ ۵۰۔

[3] دی ڈیوک آف برنسوک بنام دی کنگ آف ہنوور (۱۸۴۲-۴۳-۴۴) ۶ بیون ۱ ۔ ۱۳ ل ج دریان ۱ ۔ ۱۷ سوتھ بنام دی کوئین آف اسپین (Wadsworth v. The Queen of Spain) ۱۷ کوئینز بنچ ۱۷۱ ۔ ڈی ۱ ۔ ابر بنام دی کوئین آف پرتگال ایضاً ۱۹۶۔

[4] دی ڈیوک آف برنسوک بنام دی کنگ آف ہنوور (۱۸۴۳-۴۴) ۶ بیون ۵۷ ۔ ۵۸ ۔ ۶۳ رسل دریان صفحہ ۱۔

[5] اس مضمون پر عام طور سے دیکھئے اوپر دفعات ۱۴۱۱ تا ۱۴۱۵۔

میں بھی تسلیم کیا جاتا ہے[1] خصوصاً ان مقدمات میں جن میں کہ ایک گرفتار شدہ فریق کا غذات کو خراب کر دیتا ہے[2] اور جب کہ غیر جانب دار جہاز کسی جنگ آزما طاقت کی قلمرو کے ایک حصے سے دوسرے حصے کو مراسلت پہنچاتے ہوئے پائے جائیں[3]۔

دفعہ ۴۲۰: خاص قانون بین الاقوام کا وجود ہی ایک اہم قیاس پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر اسٹوری (Dr. Story) کہتے ہیں کہ "ممالک غیر کے قوانین کے عمل کو روکنے۔ تسلیم کرنے یا انکار کرنے کے متعلق کسی سریحی اصول کے نہ ہونے کی وجہ سے عدالت ہائے انصاف قیاس کرتی ہیں کہ ان کی حکومت نے بھی ان قوانین کو اختیار کر لیا ہے سوائے اس کے کہ وہ اس کی مصلحت کے خلاف یا اس کے مفاد کے مضر ہوں[4]۔ اسی طرح پروفیسر گرین لیف (Professor Greenleaf) کہتے ہیں کہ "اخلاق و مروت اور دوستانہ میل جول کے رجحانات کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ مثل اشخاص کے قوموں میں بھی موجود ہیں[5]۔

دفعہ ۴۲۱: علم اصول قانون کی اس شاخ میں اور بھی قیاسات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے مقام پیدائش کو اس کا وطن سمجھا جاتا ہے

[1] شہادت مصنفہ گرین لیف دفعہ ۴۱۰ طبع شانزدہم۔

[2] دی ہنٹر (۱) ڈاڈسن اڈمیرالٹی رپورٹ ۴۸۰۔ دی جوہینا امیلی (The Johanna Emilie) ۲ جو رسٹ ۴۰۳۔

[3] دی اٹلانٹا ۶ رابن سن اڈمیرالٹی رپورٹ (The Atlanta, 6 Robinson Admiralty Report) ۴۴۰۔

[4] اختلاف قوانین (یعنی خاص قوانین بین الاقوام) مصنفہ اسٹوری دفعہ ۳۸ طبع ہشتم۔

[5] شہادت مصنفہ گرین لیف دفعہ ۴۳ طبع شانزدہم۔

اگر اس کی پیدائش کے وقت وہ اس کے والدین کا ہی وطن تھا[1]۔ لیکن ایک زیادہ اہم اصول یہ ہے کہ اس مقام کو جہاں کوئی شخص رہتا ہو۔ بادی النظر میں اس کا وطن سمجھنا چاہئے جب تک کہ دوسرے واقعات سے اس کا مخالف امر نہ ظاہر ہو[2]۔ جس جگہ کہ کسی شادی شدہ شخص کا خاندان رہتا ہو۔ وہ عام طور پر اس کا وطن سمجھا جاتا ہے۔ اور ان بیاہے شخص کا وطن وہ مقام سمجھا جائے گا[3]۔ جہاں کہ وہ اپنا کاروبار کرتا۔ اپنے پیشے کو انجام دیتا یا بلدی فرایض اور امتیازات کو پورے کرتا یا بہرہ اندوز ہوتا ہے[4]۔ اور اس کو یہ ایک اصول کہا جاتا ہے کہ جب مقام وطن کا صریحی واقعات سے تعین کیا جلئے تو محض حالات سے مستنبط قیاسات کو ان واقعات پر ترجیح نہیں دی جائے گی[5]۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقام وطن کو ثابت کرنے قیاسی شہادت ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ اور فی الحقیقت اس کے اس سے زیادہ کوئی معنی نہیں ہیں کہ کمزور شہادت کو زیادہ قوی شہادت پر ترجیح نہیں دی جائے گی۔

دفعہ ۴۲۲: قانون بین الاقوام کا یہ بھی ایک اصول ہے کہ عام طور پر کسی معاہدے کی صحت کا فیصلہ اس ملک کے قانون کی رو سے کیا جائے گا ۳۶۱
جہاں کہ وہ کیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ معاہدے کی تعمیل کے لیے کوئی دوسرا ملک مقرر کیا گیا ہے[6]۔ کیونکہ موخرالذکر صورت میں تعمیل کے

[1] خاص قانون بین الاقوام مصنفہ اسٹوری ۴۶۔ طبع پنجم۔
[2] ایضاً بروس بنام بروس۔ بوسانکوے و پلر رپورٹس ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ نوٹ (الف) بمپڈی بنام جانسٹن ۳ ولسی جونیر ۱۹۸۔ اسٹانلی بنام برنس ۳ ہاگرڈ (نیو رپورٹ) ۳۷۔
[3] اختلاف قوانین از اسٹوری دفعہ ۴۶ طبع پنجم۔
[4] ایضاً دفعہ ۴۷ طبع پنجم۔
[5] ایضاً۔
[6] از لارڈ مانسفیلڈ رابن سن بنام بلانڈ ادیم بلاکسٹن ۲۵۶۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔

قانون کو اطلاق دیا جائے گا[1]۔ اس لیے کہ فریقین کے ارادے کے ہی ہونے کا بجا طور پر قیاس کیا جا سکتا ہے[2]۔ اسی طرح ایک ملک غیر کے نکاح کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ وہ ان تمام ضوابط کے ساتھ کیا گیا ہے جو اس ملک کے قانون کی رو سے جہاں کہ وہ کیا گیا ضروری ہیں[3]۔ اور جرم فریب دوسروں کو نقصان پہنچانے کی سازش۔ بد اخلاقی وغیرہ کے خلاف قیاسات ان افعال سے بھی متعلق ہیں جو بیرون ملک کئے جاتے ہیں۔

ذیلی فصل (۱۰)

قیاسات قانون بحری

دفعہ ۴۲۳: بحری قانون کے اہم ترین قیاسات میں وہ قیاسات بھی ہیں جو کسی جہاز کے سمندر پیمائی کے قابل ہونے سے متعلق ہیں۔

ہر جہاز جس کا دستاویز سفر سمندر (Voyage Policy) پر بیمہ

---

[1] اختلاف قوانین از اسٹوری طبع پنجم دفعہ ۲۴۲ (۱) ۲۸۰ - ۲۸۲۔
[2] ایضاً دفعہ ۷۶۔
[3] ملک بنام باشندگان برائٹن۔ ۱۱ ایسٹ ۲۸۲ - ۲۸۹۔ از لارڈ ایلن برو۔

کرایا جاتا ہے اس معنوی ضمنی معاہدے کی بنا پر سفر کرتا ہے کہ وہ سمندر پیمائی کے قابل ہوتا ہے۔ یہ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کہ آیا بیمہ کرانے والے نے معاملے میں ایمانداری و راست بازی سے کام لیا ہے۔ چاہے اس کے ارادے کتنے ہی منصفانہ اور ایماندارانہ ہوں اگر اس کو واقعے کے متعلق غلطی ہوئی ہو۔ اور جہاز سمندر پیمائی کے ناقابل ہو تو بیمہ کنندہ ذمہ دار نہیں ہے[1]۔ لیکن تھوڑے سفر کے بعد جہاز بغیر کسی ظاہر یا مناسب وجہ کے سمندر پیمائی کے ناقابل ثابت ہو تو بار ثبوت بیمہ شدہ شخص پر ہوتا ہے۔ اور جوری کو سفر شروع ہونے سے پہلے جہاز کے سمندر پیمائی کے ناقابل ہونے کا قیاس کرنا چاہئے[2]۔ اور یہ اصول برقرار رہتا ہے۔ اگرچہ جہاز کو شدید طوفان کا مقابلہ کرنا پڑا ہو۔ سوائے اس کے کہ مناسب طور پر نتیجہ نکالا جا سکتا ہو کہ جہاز کو حرج طوفان کی وجہ سے ہوا ہے[3]۔ لیکن سمندر پیمائی کی قابلیت کا معنوی ضمنی معاہدہ وقت سے متعلق دستاویزات پر حادی نہیں ہوتا ہے[4]۔

---

[1] بیمہ از پارک (Park's Insurance) ۳۳۲۔ طبع ہفتم۔ بحری بیمہ از آرنالڈ ۶۸۵۔۶۹۰ طبع دوم۔ گل بنام جو پہ ۲ ہر سٹون و نارمن ۷۷۔ ڈگلس بنام اسکوگال (Douglas v. Scougal. 4 Dow. Rep.) ۴ ڈو ۲۶۹۔

[2] منرو بنام وانڈم (Munro v. Vandam) بیمہ از پارک ۳۳۳۔ نوٹ (الف) طبع ہفتم۔

[3] ڈگلس بنام اسکوگل ۴ ڈو رپورٹس (دارالامرا) ۲۶۹ واٹسن بنام کلارک ۱ ڈو ۳۳۶۔ پارکر بنام پاٹس ۳ ڈو ۲۳۔

[4] گبس بنام اسمال ۴ مقدمات دارالامرا ۳۵۳۔ تھامپسن بنام ہاپر ۶ ایلس اور بلاکبرن ۱۷۲۔۹۳۷۔ ڈومین بنام پیبرڈک ۲ مقدمات مرافعہ ۲۸۴۔

٣٦٢ **دفعہ ۴۲۴** - جب کوئی جہاز گم ہوا ور اس کے سفر کرنے کی معقول مدت کے اندر اس کی کوئی خبر معلوم نہ ہو تو قیاس کرنا چاہئے کہ وہ سمندر میں ڈوب گیا ہے[1]۔ اس قیاس کے لیے نہ تو قانون عمومی کی اور نہ عام قانون بحری کی رو سے[2] کوئی خاص مدت مقرر ہے گو بعض ممالک کے قوانین میں اس موضوع پر خاص احکام ہیں[3]۔ لیکن عدالت وجوری ان کے سامنے پیش شدہ حالات نوعیت سفر اور جہاز بانی سے فیصلے میں مدد لیں گے۔ مگر اس قیاس کے قایم ہونے کے لیے یہ صراحۃً ظاہر ہونا چاہئے کہ جہاز اپنے قرار دادہ سفر کے لیے بندرگاہ سے روانہ ہوا[4]۔

ذیلی فصل (۱۱)

متفرق قیاسات

[1] گرین بنام براؤن ۲ اسٹرینج ۱۱۹۹- ہوسٹ مان بنام تھارنٹن دیوانی مقدمات جوری مصنفہ ہولٹ ۲۲۲- ۱۰ رسل وریان ۲ ۶۳۲ -

[2] ہوسٹمان بنام تھارنٹن (Houstman v.Thornton) دیوانی مقدمات جوری از ہولٹ ۲۲۳- ۱۰ رسل وریان ۲ ۶۳۲- از گیس پیٹ جسٹس۔

[3] بیمہ از پارک ۱۰۷- طبع ہفتم۔

[4] کوشر بنام انس- ہاپل وشی رپورٹس ۲ ۳۲۲- کوہن بنام ہنکلے ۲ کیمبل ۵۱- ۱۱- رسل وریان ۶۲۰-

دفعہ ۴۲۵: اب ہم بعض ان قیاسات کا ذکر کریں گے جن سے عملدرآمد میں سابقہ پڑتا ہے لیکن جن کا اب تک ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

دفعہ ۴۲۶: ان میں سے ایک بڑی تعداد اراضی جائداد سے متعلق ہوتی ہے اور یہ زیادہ تر مماثل قیاسات قانونی ہوتے ہیں۔ یعنی ایسے قیاسات جو تقریباً اتنے ہی واجب العمل ہوتے ہیں جتنے کہ قیاسات قانونی۔ لیکن جو جوری کے توسط کے بغیر کئے نہیں جاتے ہیں۔ مثلاً ساحل سمندر کی مدوجزر کی درمیانی اراضی کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ تاج کی ملکیت ہوتی ہے[1]۔ اور اسی طرح اس زمین کے متعلق بھی جو قابل جہازرانی اور موج والی دریا کی تہ ہوتی ہے[2]۔ اسی طرح سمندر یا موجی دریا کے ساحل اور معمولی مدوجزر کی درمیانی زمین کے متعلق قیاس ہوتا ۳۶۳
ہے کہ وہ دیہی علاقہ نہیں ہے[3]۔ یہ ایک متنازعہ فیہ امر ہے کہ آیا تالابوں کی زمین کی ملکیت سطح آب تک اس کے دونوں جانب کے مالکان اراضی یا فوجی جاگیر کو حاصل ہوتی ہے یا تاج کو اور اس امر پر کوئی نص نہیں ہے کہ

[1] بلنڈل بنام کیاٹرآل (Blundell v. Catterall) (سنہ ۱۸۲۱ء) ۵ بارن وال اینڈ الفس ۲۶۸ - ۴ - ۳ - ۲۵۳ - از بیلی جسٹس۔ اس مقدمے میں (جس کی پیروی عدالت مرافعہ نے برنکمان بنام میاٹلی (سنہ ۱۹۰۴ء ۲ چانسری ۳۱۳) میں کی (باختلاف بسٹ جسٹس) قرار دیا گیا کہ نہانے کی مشینوں کا مالک ساحل سمندر سے نفع کمانے کو مانر کے لارڈ کے خلاف جائز ثابت نہیں کرسکتا۔

[2] مالکمسن بنام اوڈیا۔ ۱۰ مقدمات دارالامرا ۵۹۳ - ۶۱۸۔

[3] ایس ہدیج ڈاک کمشنرس بنام اوسیرآف سینٹ پیٹرس، بسٹ واسمتھ ۲۱۰۔ بعد واٹرز شیس بنام یوتل۔ کم بن ایکر ایضاً ۲۲۳۔ لاریورٹ ۲ کوئینس بنچ ۴۔

[4] مارشل بنام البس واٹر اسٹیم نیویگیشن کمپنی ۳ بسٹ واسمتھ ۷۳۲۔ جس کی حکمنامہ غلطی پر توثیق کی گئی ۶ بسٹ واسمتھ ۵۷۰۔

آیا ساحل سمندر سے تین میل کے اندر کے جزیروں کا مالک تاج ہوتا ہے یا مدسے اوپر کی زمین کا مالک لیکن ایسے جزیرے تاج کے حدود مملکت میں داخل ہیں[1]۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں ہے کہ تاج کو ان میں حق ملکیت حاصل ہوتا ہے۔ جب دریا قابل جہازرانی نہیں ہوتا ہے تو اس کی تہ کی زمین کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ سطح آب تک دونوں جانب کے مالکان اراضی کی ملکیت ہوتی ہے[2]۔ یہی اصول شاہراہ عام سے بھی متعلق ہے۔ جس کی زمین نصف راستے تک بادی النظر میں بازو کی اراضی کے مالکوں کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ اور خانگی سڑکوں پر بھی یہی اصول اطلاق پاتا ہے[3]۔ لیکن چونکہ یہ قیاس اس مفروضے پر مبنی ہے کہ سڑک ابتدأ میں بازو کے مالکوں کی زمین پر سے گزرتی تھی۔ اسی لیے غالباً یہ ان سڑکوں سے متعلق نہیں ہے جو قوانین حصار بندی کے تحت نکالے گئے ہیں[4]۔ اور نہ ان صورتوں سے جن میں سڑک کا ابتدائً وقف کیا جانا صریحی شہادت سے ثابت کیا جاسکتا ہے[5]۔ اور کسی خانگی سڑک کی شکل میں اس قیاس کی تردید مالکانہ تصرفات

---

[1] دیکھیے ٹری ٹوریل واٹرس جورسس ڈکشن ایکٹ ۱۸۷۸ء۔ ۴۱ و ۴۲ وکٹوریا باب ۷۳۔

[2] کارٹر بنام مرکٹ ۴ بروس ۲۱۲۲۔ ملک بنام باشندگان لانڈلف اموڈی در ابن سن ۴۹۳۔ لارڈ بنام کمشنر من آف شہرلی ۱۲۔ مور پریوی کونسل کیسس ۲۷۲۔ مکیا فن بنام سن کلیر ۱۲ ایلین و ایلس ۵۲۔

[3] بیری وگڈ ہانس کیس ۲ لیے نارڈ ریورٹس ۱۴۰۔ گروس بنام وسٹ ۱۸۶۱ء ٹانٹن ۳۹۔ مارکوئیس آف سالسبری بنام دی گریٹ ناردن ریلوے کمپنی ۵ جوریسٹ (سلسلۂ نو)۔ ۲۷۴۔ برتج بنام وارڈ ۱۰ کامن بنچ (سلسلۂ نو)۔ ۴۔ ملک بنام ڈی اسٹرانڈ بورڈ آف ورکس ۴ بسٹ واسمتھ ۵۲۶۔

[4] ہوس بنام ہنگہام ۲ کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۳۲۹۔

[5] ملک بنام باشندگان اڈمنسوڈی در ابن سن ۲۴ و ۲۲۔ ملک بنام رایٹ (۱۸۳۲ء) ۳ بارن وال و اڈالفس ۶۸۱۔ ۲۷ رسل وریان ۵۲۰۔

[6] بڈلام بنام ہڈلے دیوانی مقدمات جوری مصنفہ ہولٹ ۴۶۳۔

کے ثبوت سے کی جا سکتی ہے[1]۔ نیز یہ بھی ایک قیاس قانونی معلوم ہوتا ہے کہ فوجی جاگیر (میانز) کا ایک حصہ دوسرے سے جدا قسم کا نہیں ہوتا ہے[2]۔ اسی طرح مانر یا فوجی جاگیر کا جاگیر دار بادی النظر میں جاگیر کی تمام پڑاؤ زمینوں کا مالک سمجھا جاتا ہے[3]۔ لیکن اس قیاس کی حالات سے تردید کی جا سکتی ہے[4]۔ سڑک کے بازو کے اراضی کے ٹکڑوں کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ متصلہ و محصورہ زمین کے مالک کی ملک ہوتی ہیں نہ کہ فوجی جاگیر کے جاگیردار کی[5]۔ لیکن اس قیاس کی بھی تردید کی جا سکتی ہے[6] اور وہ مسترد ہو جاتا یا اس کا اثر بہت کم ہو جاتا ہے اگر یہ ثابت ہو کہ وہ ٹکڑے بڑی عام جدا گاہوں یا بڑی اراضی سے جا ملتے ہیں[7]۔
صفحہ ۳۶۴ بادی النظر میں عوام کا شاہراہ پر حق مینڈ سے مینڈ تک ہوتا ہے۔ اور سڑک کے پختہ حصے تک محدود نہیں ہوتا[8]۔ لیکن اس قیاس کی تردید ہو سکتی ہے۔ اور یہ طے کرنے کے لیے کہ آیا سڑک وقف کی گئی ہے یا نہیں[9]۔

[1] ہوس بنام بنگہام، کامن بنچ (سلسلۂ نو) ۳۲۹ - ۳۳۰ -
[2] ٹیلٹن مصنفۂ کک ۵، ب -
[3] ڈو ڈی ارل آف ڈن ایون بنام ویمس، کارنگٹن وپین ۳۳۲ -
[4] سمپسن بنام ڈنڈی ۸ کامن بنچ سلسلۂ نو ۔ ۴۳۳ -
[5] ڈو ڈی پرنگ بنام پیرسی (Doed. Pring v. Pearsey) (سنہ ۱۸۲۷ء) (۷) بارن وال وکرسول ۳۰۴ - ۳۱ رسل وریان ۲۰۹ - ایشل بنام برکٹ (سنہ ۱۸۴۱ء) ۲ اسٹارکی ۴۲۳ - ۲۰ رسل وریان ۱۱۷ - اسکونس بنام مارل (۱) بیون (Scoones v. Moorell, 1, Beaven) ۲۵۱ - ڈو ڈی بارٹ بنام کمیپ سنہ ۱۸۳۱ء، بنگہام ۳۳۲ - ۳۳ رسل وریان ۷۸۱ -
[6] ڈو ڈی ہارسین بنام ہاپکن ۴ کارنگٹن وپین ۲۶۷ -
[7] گروس بنام وسٹ، ٹانٹن ۳۹ -
[8] ملکہ بنام الکٹرک ٹیلیگراف کمپنی ۳۱ لا جرنل مجسٹریٹس کیسس ۱۶۶ -
[9] کونٹس آف بلمور بنام کنٹ کونٹی کونسل (سنہ ۱۹۰۱ء) ۱ چانسری ۸۷۳ - از کنزنس ہارڈی جسٹس

ضلع کی نوعیت۔ حدود کی عرض اور سطح اور رینڈ کے نشانات کا تسلسل ایسے حالات ہوتے ہیں جن کا لحاظ کیا جانا چاہیئے۔ جب کسی محصورہ زمین کے اطراف خندق اور پانی کا کنارہ ہو۔ تو خندق کی زمین بادی النظر میں محصورہ زمین کا جزو سمجھی جائے گی گو وہ کنارے کے دوسری جانب ہو۔[1] اور دیوار فاصل کی صورت میں جب کہ ہر مالک کی چھوڑی ہوئی زمین غیر معلوم ہو تو دیوار کا مشترک استعمال اس امر کی بادی النظری شہادت ہے کہ دیوار اور زمین جس پر وہ بنائی گئی ہے۔ دونوں کی مشترک ملک ہے۔[2] کسی یاد سے باہر قدیم بار کے قانوناً واجب ہونے کا کوئی قیاس نہیں ہوتا ہے۔ اسی لیے جہاز رانی میں سہولت پیدا کرنے والے بندوں یا دوسرے میکانیکی طریقوں کا مالک جس کو ان کے استعمال پر ٹولی وصول کرنے کا حق ہو ان کو حالت مرمت میں رکھنے پر مجبور نہیں ہے اگر ٹولی سے جو رقم وصول ہوتی ہو وہ مرمت کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہو۔ اور وہ ان کو بالکل بند کر سکتا ہے۔[3]

دفعہ ۴۲۷: جب منفرد حق ماہی گیری کے عطا کے شرائط نامعلوم ہوں تو حق ماہی گیری کا مالک زمین کا بھی مالک سمجھا جاتا ہے۔[4] لیکن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: بحوالہ نیلڈ بنام ہنڈن اربن کونسل (۱۸۹۹ء) ۱۰ لا ٹائمز ۲۰۵۔ عدالت مرافعہ۔

[1] دیکھیے از مالرایڈ جسٹس ڈوڈی پرنگ بنام پیرسی (۱۸۲۶ء) ۔ ۷ بارن وال وکرسول ۳۰۴، ۳۱۲ رسل وریان ۲۰۹

[2] کیوبٹ بنام پورٹر (۱۸۲۸ء) ۔ ۸ بارن وال وکرسول ۲۵۷، ۲۲۲ رسل وریان ۴۷۷ - اور دیکھیے واٹسن بنام گرے (۱۸۸۰ء) ۱۴ چانسری ڈیویژن ۱۹۲۔

[3] میسن بنام اٹرنی جنرل (۱۹۰۳ء) مقدمات مرافعہ ۴۷۶ - ۷۴ لا جرنل چانسری ۱۔

[4] ڈیوک آف سامرسٹ بنام فاگ مل (۱۸۲۶ء) ۵ بارن وال وکرسول ۸۷۵ - ۲۹ رسل وریان

جب یہ شرائط معلوم ہو جائیں'' اور ان سے ظاہر ہو کہ صرف ایک غیر مادی حق منتقل کیا گیا ہے تو یہ قیاس مسترد ہو جاتا ہے[1]۔ اور زمین کی ملکیت حق ماہی گیری کی بادی النظری شہادت ہوتی ہے[2]۔ اگر گاڑی چلانے کا حق ثابت کر دیا جائے تو یہ مویشی چلانے کی عطا کی قیاسی شہادت ہوتا ہے[3]۔ اور جب فوجی جاگیر کے جاگیردار کو سالہائے سال تک بغیر کسی تغیر کے قلیل مقدار میں لگان دیا جاتا رہا ہو تو اس کا دینا زمین کی ملکیت کی کوئی شہادت نہیں ہوتا ہے۔
بلکہ قیاس یہ ہوتا ہے کہ وہ برائے نام لگان ہے[4]۔ اسی طرح ''قبضے ص ۳۶۵
کے ساتھ حقیقت منتقل کیے'' دعوے کا بادی النظری مفہوم یہ ہے کہ دعویدار کو قبضہ حاصل ہے[5]۔''

دفعہ ۴۲۸: متعدد قیاسات ان تعلقات پر مبنی ہوتے ہیں جو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۔ ۹ ۴۴ ۔ ہالفررڈ بنام بیلی ۸ کوینس بنچ ۱۰۰۰-۱۰۱۶-۱۰۱۶ ۔ از لارڈ ڈسمان ۔ ایضاً برحکمنامۂ غلطی ۲۲۶ - ۱۳ کوینس بنچ ۲۲۶ - ۲۴۴ - ازپارک بنچ نیز دیکھئے مارشل بنام اسوائر اسٹیم نادیگیشن کمپنی (Marshall v. The Ulles Water Steam Navigation Co.) ۳ بسٹ واسمتھ ۲۲، جس کی توثیق ۶ ایضاً ۵۰۷ میں کی گئی ۔ اور شلٹن مصنفۂ کک ص ۱۲۲ مع نوٹ ۷ از ہارگریف اٹرنی جنرل بنام ایمرسن ۱۸۹۱ء ۔ مقدمات مرافعہ ۴۶۹ ۔

[1] ڈیوک آف سامرسٹ بنام فاگ ول ۱۸۲۶ء ۵ بارن وال وکرسول ۸۷۵ - ۲۹ ارسل وریان ۴۴۹ ۔

[2] دیکھئے میئر آف کارلائیل بنام گراہام لا ریورٹ ۴ اکسچیکر ۳۶۱ - ۳۶۸

[3] بلارڈ بنام ڈاسن ۱۸۸۱ء ثانیین ۹ - ۱۶۹ - ۹ ارسل وریان ۷۷ ۔

[4] ڈوڈی ونگ بنام جانسن ۱۸۱۸ء ۔ روائی مقدمات جیوری از گو ۱۷۳ - ۲۱ ارسل وریان ۸۲۶ - از ہالرائیڈ جسٹس ۔

[5] اشاٹ بنام اشاٹ ۱۸۴۳ء (۱۲) ایسٹ ۲۵۱ - ۱۴ ارسل وریان ۳۵۴ ۔ دیکھئے کلیٹن بنام کاربی ۲ گیل اور ڈاویسن ریورٹس ۱۷۴ - انگلینڈ بنام وال ۱۰ میسن و ولزبی ص ۶۹۹ ۔

فریقین میں باہم ہوتے ہیں۔ مثلاً گو محض واقعۂ نکاح سے دیوانی مقدمات میں شوہر کے زوجہ کو مجبور کرنے کا کوئی قیاس نہیں پیدا ہوتا ہے[1] لیکن اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں کسی جرم سنگین کا ارتکاب کرتی ہے تو اس کو اس قیاس کی بنا پر معاف رکھا جاتا ہے کہ اس نے شوہر کے جبر کی وجہ سے اس کا ارتکاب کیا ہے اور بعض صورتوں میں اس قیاس کو جرم خفیف سے بھی متعلق کیا گیا ہے[2]۔ اس اصول کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ان جرائم سے متعلق نہیں ہوتا ہے۔ جو بنفسہٖ بُرے اور قانون قدرت کی رو سے منع ہوں۔ نہ ایسے جرائم سے جو مذموم قسم کے ہوں یا جن کے نتائج خطرناک ہوں[3]۔ اس طرح پر قتل و بغاوت کے جرائم صاف طور پر اس کے عمل سے باہر ہیں[4]۔ گو یہ کہنا مشکل ہے کہ اس استثنیٰ کے معنیٰ کیا ہیں۔ جب کہ ایک بیاہی عورت کو سرقہ بالجبر کے الزام سے جس میں کہ اس نے خود حصہ لیا تھا بری کر دیا گیا[5]۔ اور نہ اس خصوص میں جرم سنگین و جرم خفیف میں کچھ فرق ہے[6]۔ نیوزی لانڈ (New Zealand) کا قانون اپنے مجموعۂ تعزیرات ۱۸۹۳ء دفعہ ۲۴ (۲) کی رو سے حکم دیتا ہے کہ "جب کوئی بیاہی ہوئی عورت کسی جرم کی مرتکب ہوتی ہے تو محض اس وجہ سے کہ وہ شوہر کی موجودگی میں ایسا کرتی ہے یہ قیاس نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اس کے

---

[1] براؤن بنام اٹرنی جنرل فار نیوزی لینڈ ۱۸۹۸ء۔ مقامات مرافقہ صفحہ ۲۲۴۔ بلدن بنام پلس ۱۹۰۸ء چانسری ۵۷۸۔ عدالت مرافقہ یوس بنام بشپ ۱۹۱۹ء کنگس بنچ ۲۹۔ عدالت مرافقہ بنگال آف منٹرل بنام اسٹوورٹ ۱۹۱۱ء مقدمات مرافقہ ۱۲۰۔

[2] ملکہ بنام ٹاربی ۲ کاکس ۴۵۔ ملک بنام ڈکنس ۱۵ ایضاً ۷۷۱۔ ملک بنام پیل لا جرنل مارچ ۲۸ ۱۹۲۲ء

[3] کرینل پلیڈنگ از آرچ بولڈ طبع دو دستم ۱۹۰۰ء از کریس بر صفحہ ۲۶۔

[4] ملک بنام مانننگ ۲ کیا رنگٹن و پین ۹۰۳۔ نوٹ۔

[5] ملکہ بنام ٹاربی ۲ کاکس ۴۵۔

[6] ملکہ بنام ٹاربی ادیہ۔ اس مقدمے میں صرف زوجہ کو چالان کیا گیا تھا۔ کیونکہ شوہر فرار ہو گیا تھا۔

جبر کی وجہ سے مرتکب جرم ہوئی ہے۔"

جب کوئی اسامی اپنے کھیت کے حدود بڑھا لیتا ہے تو یہ اضافہ اس کے کھیت کا جزو تصور ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ اس میں اس نے اپنا فایدہ مدنظر رکھا تھا۔ اور اس پر بھی ویسا ہی قبضہ رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ جیسا کہ کھیت پر اس کا قبضہ ہوتا ہے[1]
یہ بھی ایک اصول ہے کہ "قیاس قانون میں فیصلہ مرضی فریقین کے خلاف صادر ہوتا ہے[2]"۔ یعنی ان کا ارادی فعل نہیں متصور ہوتا ہے۔

دفعہ ۴۲۹ ۔ افراد اشخاص کے درمیان معاہدات کی صورت میں

۳۶۶ بہت سے قیاسات قانونی ہیں جو مصلحت و سہولت عامہ پر مبنی ہیں۔ مثلاً یہ ایک قطعی قیاس قانونی ہے کہ دستاویز مہری بدل لیکر دیا جاتا ہے۔ اور اس قیاس کی تردید صرف دستاویز کو مبنی بر فریب ثابت کرنے ہی سے ہو سکتی ہے[3]۔ لیکن اس اصول کا ایک قابل لحاظ استثنیٰ بھی ہے۔ یعنی جب کسی دستاویز مہری کا عمل بطور مانع تجارت ہوتا ہے تو اس صورت میں حقیقی بدل کا ثابت کرنا ضروری ہو جاتا ہے[4]۔ اسی طرح گو غیر مہری دستاویزات کی صورت میں عام طور پر ادائی بدل کا قیاس نہیں کیا جاتا ہے[5]۔ لیکن ہنڈیوں اور پرامیسری نوٹس کی

[1] اینڈریوس بنام جلیس ۲ ا ٹیس و بلاکبرن ۳۴۹ - ڈوڈی کرافٹ بنام ٹنڈربری ۲ ا کامن بنچ ۳۰۴ - گنکسل بنام ملانڈ ۱۱ - اکسپیکر ۲۱۲ - ارل آف بیسرٹ بنام ڈیوس لا رپورٹ (۱) کامن پلیس ۲۵۹ -
[2] ٹیلش معنفہ گک ۸۴۲ ب ۵ گک ۲۰ ب - ۱۰ گک ۴۹ ب - دیکھو پیچھے ۵۹۴ -
[3] دیکھو پیچھے دفعہ ۲۰۲ لیکن اس دفعہ کی نوٹ بھی دیکھئے -
[4] مچل بنام رینالڈس سنہ ۱۷۱۱ء ایبروئیس رپورٹس چانسری ۱۸۱ - لیڈنگ کیسس از اسمتھ جلد ۱ -
[5] ران بنام ہیوس - ۷ ٹائمز رپورٹس ۳۵۰ - نوٹ -

صورت میں ایسا قیاس کیا جاتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۳۰: جب اشیا جو کسی بار بردار عامّہ کے سپرد کئے جاتے ہیں کہ وہ اجرت پر ان کو ایک مقام سے دوسرے مقام کو پہنچا دے۔ خدائے تعالیٰ یا بادشاہ کے دشمنوں کے کسی فعل کے سوائے۔ اور طرح پر گم ہو جاتے ہیں۔ تو یہ ایک قطعی قیاس قانونی ہوتا ہے کہ وہ اس کی غفلت فریب یا چشم پوشی کی وجہ سے گم ہو گئے ہیں[2]۔ خدائی افعال سے مطلب طوفان۔ بجلی۔ سیلاب۔ زلزلے اور اسی قسم کے راست شدید اچانک اور ناقابل مدافعت افعال فطرت ہوتا ہے۔ جن کی کسی معقول احتیاط کے باوجود بھی نہ پیش بینی ہو سکتی تھی۔ اور نہ مدافعت[3] اور شاہی دشمنوں کے عنوان کے تحت ایسے دشمنان عوام آتے ہیں۔ جن سے قوم برسر جنگ ہوتی ہے[4]۔ اسی لیے اگر سرقہ بالجبر ایک ایسی جماعت کرے جس کی کثرت تعداد کی وجہ سے مزاحمت ناممکن تھی تو یہ تحویلدار کے لیے کوئی عذر نہیں ہو سکے گا[5]۔ یہ ایک نہایت ہی سخت قیاس ہے لیکن مصلحت عامّہ کی رو سے ضروری بھی معلوم ہوتا ہے۔ گو قانون عمومی و نیز مختلف قوانین موضوعہ کی رو سے بار بردار عامّہ بہت سی صورتوں میں اپنی ذمہ داری کو محدود کر لے سکتے ہیں[6]۔ اسی طرح مالکان سرائی صورت

[1] دیکھیے دفعہ ۴۱۴۔

[2] ہامر بنام دی گرانڈ جنکشن ریلوے کمپنی۔ ۴ میسن و ولزبی ۷۴۹۔

[3] نیوجنٹ بنام اسمتھ ۱۸۷۶ء۔ ۱۔ کامن پلیس ڈویژن ۴۲۳۔

[4] تحویل امانتی از اسٹوری دفعہ ۴۰۹ طبع پنجم۔

[5] کاگس بنام برنارڈ (Coggs v. Bemard). ۲ لارڈ ریمنڈ ۹۰۹-۹۱۸۔ از ہولٹ چیف جسٹس۔

[6] دیکھیے قانون بار برداران عامّہ (کیریرس ایکٹ (Carrier's Act) ۱۸۳۰ء ۱۱ جارج چہارم اور ۱۔ ولیم چہارم باب ۶۸۔ ریلوے اینڈ کنال ٹرافک ایکٹ ۱۸۵۴ء۔ ۱۷-۱۸ وکٹوریا باب ۳۱۔

میں بھی قانون ذمہ داری مالکان سرا ۱۸۶۳ء ۲۶ و ۲۷ وکٹوریا باب ۴۱ سے پہلے ـــــ جس کی رو سے ان کی ذمہ داری میں کافی کمی کی گئی ہے ـــــ جب کسی مسافر کا سامان سرا سے گم ہو جاتا تھا تو قیاس کر لیا جاتا تھا کہ وہ مالک سرا کی غفلت کی وجہ سے گم ہو گیا ہے۔ اور اس قیاس کی تردید کا بار قانوناً اسی پر ہوتا تھا۔[1]

فصل (۳)

قیاسات و قیاسی شہادت تعزیرات میں

دفعہ ۴۳۱: تعزیرات میں قیاسات و قیاسی شہادت کے مضمون پر علٰحدہ غور کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے اس فصل میں ہم حسب ذیل امور پر بحث کریں گے:

۳۶۷ (۱) تعزیرات میں قیاسات۔

(۲) فوجداری مقدمات میں قیاسی شہادت۔

(۳) فوجداری کارروائیوں میں مجرم بنانے والی قیاسی شہادت کے اہم اقسام

---

[1] تحویل امانتی از اسٹوری (Story. Bailment) دفعات ۴۷۲-۴۷۳ طبع نہم۔ آرمسٹرونگ بنام ماہلڈ، اکونسٹن نخ ۲۹۱۔ کاشل بنام رایٹ ۲-ایلس و بلاکبرن ۸۹۱۔ قانون ذمہ داری مالکان سرا ۱۸۶۳ء کے اثر کے لیے دیکھو۔ اسپاٹس بنام ہکن ۲ کونسٹن نخ ڈویژنل ۶۲۳۔ عدالت مرافعہ۔

ذیلی فصل[۱]

قیاسات قانون تعزیرات

دفعہ ۴۳۲: فوجداری علم اصول قانون میں قانونی قیاسات کے قیام سے ایک کافی مشکل سوال پیدا ہوتا ہے کہ عدالت انصاف کو کسی شخص کو اس وقت تک سزا نہیں دینی چاہیئے۔ جب تک اس کے جرم کا فی الواقع و حقیقت میں یقین نہ ہو۔ تاہم یہاں بھی قیاس قانونی کے اصول دانشمندی سے مفید طور پر ملزم و قوم کی حفاظت کے لیے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اور اسی لیے نہ صرف ہم یہ پاتے ہیں کہ قانون کے عام قیاسات فوجداری علم اصول قانون میں تسلیم کئے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کے بھی چند خاص قیاسات ہوتے ہیں۔ تعزیری قانون سے واقفیت کا عام اصول

---

[۱] پیچھے دفعات ۲۵ و ۳۲۶۔

ونیز یہ اصول کہ "امر فیصل شدہ کو صحیح تسلیم کیا جاتا ہے"[1] وہاں پوری قوت سے موجود ہیں۔ کسی ایسے قانون سے ناواقفیت کا جس کو اچھی طرح مشتہر کر دیا گیا ہو فوجداری عدالت میں عذر نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب کسی شخص کو کسی جرم کے لیے ایک دفعہ ایسے حالات میں چالان کر دیا گیا ہو جن سے اس کی سلامتی معرض خطر میں آگئی ہو اور اگر وہ بری کر دیا جائے تو اس پر اسی جرم کے لیے دوبارہ مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا۔ گو اس کے جرم کو ثابت کرنے کتنے ہی نئے دلایل دریافت یا نئی شہادتیں معلوم ہوئی ہوں۔

دفعہ ۴۳۳: مجرمانہ نیت کا اکثر ان افعال سے قیاس کر لیا جاتا ہے جن کی اخلاقی نقطۂ نظر سے صرف ایک تعبیر ہو سکتی ہے۔ مثلاً جب کسی شخص کے متعلق ثابت کر دیا جائے کہ اس نے ایک دوسرے شخص ب کو زہر دیا تھا یا عمداً مہلک ہتھیار سے مارا تھا۔ یا بھری ہوئی بندوقیں اس پر چلائی تھیں تو ب چالان کنندہ سے یہ کہنا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس کا ارادہ جسمانی ضرر پہنچانے یا مار ڈالنے کا تھا لغو ہوگا۔ اسی طرح جب ایک نان بائی نے بیت المعذورین کے (ص ۳۶۸)
استعمال کے لیے ملاوٹ کی ہوئی روٹی دی تو قرار دیا گیا کہ یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس کا ارادہ یہی تھا کہ وہ کھائی جائے۔ کیونکہ دینے ہی سے قانون اس کا قیاس کر لے گا[2]۔ کسی عمارت کو آگ لگانا مالک مکان کو ضرر پہنچانے کی نیت کی شہادت ہوتا ہے۔ گو اس فعل کی کوئی وجہ تحریک ظاہر نہ ہو[3]۔ اور کسی جعلی دستاویز کو چلانا اس شخص کو

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۴۴۔ نیچے دفعات ۵۰۵ تا ۵۹۵۔

[2] ملکہ بنام ڈکسن ۱۸۱۵ء تھرڈ مال وسلون۔ ۱۱۔ ۱۵ رسل وریان ۳۵۱۔

[3] ملکہ بنام فارنگٹن۔ رسل وریان ۲۰۷۔

فریب دینے کی نیت کی قطعی شہادت ہوتا ہے جو کہ قدرۃً اس سے متاثر ہوگا ــــــ اور یہ ایسا قیاس ہوتا ہے جو اس شخص کے حلف لینے سے بھی ختم نہیں ہوتا ہے کہ اس کی دانست میں ملزم کا ایسا ارادہ نہیں تھا[1]۔ اسی طرح جب کوئی شخص قصداً کسی امر مزیلِ حیثیت عرفی کو شایع کرتا ہے تو کینہ قیاس کر لیا جاتا ہے[2]۔ ایسی صورتوں میں "فعل بذاتہ کینہ آمیز ہوتا ہے[3]" اور واقعات خود ناطق ہوتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات اس حد تک عقل کے مطابق ہوتے ہیں کہ اخلاقی یقین اور قانونی قرارداد میں کامل ہمنوائی ہوتی ہے۔ لیکن سماج کی حفاظت و نفسیاتی واقعات[4] کو ثابت کرنے کی دشواری دونوں مل کر ایک ایسے قیاس کو بیحد ضروری کر دیتے ہیں۔ جو ممکن ہے کہ بہت سخت معلوم ہو۔ یعنی وہ قیاس جس کی رو سے ملزم پر ان بعض افعال کو جایز ثابت کرنے یا ان کی توضیح کرنے کا بار ثبوت عاید ہوتا ہے جو بادی النظر میں ناجائز ہوتے ہیں۔ خودکشی کی صورت میں[5] بھی معصومی پر ترجیح

---

[1] ملک بنام شپرڈ۔ رسل وریان ۱۶۹۔ نیز دیکھئے ملک بنام مازاگورا۔ ایضاً ۲۹۱۔ ملک بنام ناش ۲ ڈینی سن کراؤن کیسیس ۴۹۳۔ قانون جعل ۱۹۱۳ء۔ ۴، ۲ و ۲۵ دکٹوریا باب ۹۸۔ دفعہ ۴۴ کی رو سے کسی دستاویز کے جعلی بنانے وغیرہ کے چالان میں جب فریب دینے کی نیت کو ثابت کرنا ضروری ہو تو یہ بیان کرنا کافی ہے کہ ملزم نے وہ فعل فریب دینے کی نیت سے کیا ہے۔ اور یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ کسی خاص شخص کو فریب دینے کی نیت تھی اور یہی اصول کسی ایسے ہی جرم کی سماعت سے بھی متعلق ہوگا۔

[2] ہیرپاہارس بنام ولسن ۱۸۹۲ء ۹ بارن وال کرسول ۴۴۶ ـ ۳۴ رسل وریان ۲۴۸۔

[3] کتاب شہادت از ہانٹے دفعات ۶۷۶ ـ ۶۷۷۔

[4] یہ عام طور پر معلوم ہے کہ انسان کی نیت کی بنا پر کوئی مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا۔ کیونکہ شیطان بھی انسان کی نیت سے واقف نہیں۔ از بریان چیف جسٹس (Brjan. C. J.) میقات ایسٹر ۱۷۔ ایڈورڈ چہارم صفحہ ۲ الف۔ قاعدہ ۲ لیکن اس مقدمے کو دیکھئے۔

[5] کہا جاتا ہے کہ بعض ممالک کے قوانین نے قرار دیا ہے کہ تمام خودکشی کرنے والوں کے دیوانے ہونے کا قطعی قیاس قانونی ہوگا۔

دیتے ہوئے سیانگی کا جو قیاس کیا جاتا ہے[1]۔ وہ ایک حد تک اسی اصول پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کسی شخص کے متعلق ثابت کر دیا جاتا ہے کہ اس نے کسی دوسرے کو قتل کیا ہے۔ تو پہلے تو قیاس ہوتا ہے کہ اس نے کینے سے یا کم سے کم ناجائز طور پر ایسا کیا ہے۔ اور اسی لیے جواز یا معافی کے تمام حالات کو ثابت کرنا ملزم کا کام ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ اس شہادت سے ظاہر ہوں۔ جو اس کے خلاف پیش کی جاتی ہے[2]۔

دفعہ ۳۴۴: بعض وقت مجرمانہ نیت قانوناً ایک فعل سے دوسرے فعل کو منتقل کی جاتی ہے۔ اصول یہ ہے کہ فوجداری مقدمات میں ایک ۳۶۹ ص
عام کینہ آمیز نیت ایک ہی نوع کے عام افعال کے لیے کافی سمجھی جاتی ہے[3]۔ الف کینے سے ب پر بندوق چلاتا ہے جس سے ج قتل ہو جاتا ہے۔ الف قتل کا مرتکب ہے کیونکہ کینہ ب سے ج کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے[4]۔ اور یہی اصول اس صورت میں بھی متعلق ہوگا جب کہ جو زہر کہ الف نے ب کے لیے مہیا کیا ہو وہ اتفاقاً ج کے کھانے میں آجائے[5]۔ اور اسی اصول پر جو شخص کہ دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں اتفاقاً اپنے کو قتل کر ڈالے وہ اپنے خلاف جرم سنگین (خودکشی) کا مرتکب

---

[1] شہادت از پوتیے جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ - دار الامرا کو ججوں کا جواب - ۸ اسکاٹ رپورٹ نو - ۵۹۵ - ۶۰۱ - ۱ - کارنگٹن و کرون ۱۲۴ - ۱۳۵ - دیکھو پیچھے دفعہ ۳۳۲ -

[2] کراؤن لا از فاسٹر - ۲۵۵ - ۲۹۰ -

[3] اصول متعارفۂ قانون از بیکن قاعدہ - ۱۵ - نیز دیکھیے ۳ انسٹیٹیوٹ ۵۱ -

[4] پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ جلد ۱ صفحہ ۲۳۰ - ملک بنام اتمہ - ۱ - ڈیرسلی کراؤن کیسیں ۵۵۱ -

[5] پلوڈن ۴۷۴ - پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ جلد ۱ صفحہ ۲۳۰ -

سمجھا جاتا ہے۔[1]

دفعہ ۴۳۵: بعض صورتوں میں قانون اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ اور ان جرائم کو جو بنفسہٖ مجرمانہ ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ مجرمانہ قرار دیتا ہے۔ جتنے کہ وہ قدرتاً ہوتے ہیں۔ اسی اصول پر بادشاہ کو معزول یا قید کرنے کی تدبیروں کو اس کی موت کے منصوبوں کے ظاہری افعال قرار دیا جاتا تھا۔[2] اسی طرح جب کوئی شخص بغیر کسی جائز وجہ کے دوسرے پر حملہ محض تھوڑا مارنے کی نیت سے کرے اور موت واقع ہوجائے تو وہ قتل انسان کا مرتکب سمجھا جاتا تھا۔[3] اور جب متعدد اشخاص کسی جرم سنگین کے ارتکاب کی نیت سے نکلتے ہیں۔ اور عام منصوبے کی تکمیل میں کسی سے کسی جرم سنگین کا ارتکاب ہوجاتا ہے تو سب کے سب اس کے ذمہ دار قرار دیے جاتے ہیں۔[4]

دفعہ ۴۳۶: دو ماسبق دفعات میں جو قیاسات بیان کئے گئے ہیں وہ اس اصول کے کہ "جو شخص ایک وقت خطاکار ہوتا ہے۔ اسی قسم کی صورت میں اس کے ہمیشہ خطاکار ہونے کا قیاس کیا جاتا ہے" خاص اطلاقات کے اشکال ہیں۔[5] اس کی ایک مثال بھی بیان کی جاچکی ہے[6] لیکن اس کے مذکورۂ بالا اطلاقات خصوصاً دوسرے اطلاق پر بعض

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۱ ۳۱۔ پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ ۲۳۰۔ جلد ۱

[2] کراؤن لاز فاسٹر ۱۹۵۔ ۱۹۶۔

[3] شرحات بلاکسٹن جلد ۴۔ صفحہ ۲۰۰۔

[4] پلیس آف دی کراؤن از ہیل ۴۳۹۔

[5] کرو ک عہد چارلس ۳۱۷۔ دیکھیے دفعہ ۴۱۳۔

[6] دیکھیے دفعہ ۴۱۳۔

جدید مصنفوں نے اعتراض کیا ہے کہ وہ قدرتی انصاف۔ انسانیت[1] و قانون روما کے فقرات ذیل کے خلاف ہے[2]۔ "جرائم میں ارادے کو نہ کہ نتیجے کو دیکھا جاتا ہے[3]"۔ قانون ملک میں فریب کا قیاس صرف نتیجے ہی سے نہیں بلکہ ارادے سے بھی کیا جاتا ہے[4]۔ لیکن یہ شبہہ جائز طور پہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا فقرات بالا سے جو ڈائجسٹ (Digest) میں کسی متن کے بغیر مذکور ہیں اس مسلمہ اصول سے کچھ زیادہ مراد تھی کہ کوئی فعل جرم نہیں جب تک کہ مجرمانہ ارادہ بھی نہ ہو۔ یا جیسا کہ ہمارے قانون میں کہا جاتا ہے کہ "صرف فعل ہی سے جرم مکمل نہیں ہوتا
صفحہ ۲۷۰ جب تک کہ مجرمانہ ارادہ بھی ثابت نہ ہو[5]"۔ اور قدرتی انصاف و انسانیت کے مغائر ہونے کے بجائے زیر بحث اصول عام علم اصول قانون کا ایک اصول اور صحیح اخلاقیات و مصلحت پر مبنی ہے۔ اس اصول کو فرانس[6] و لوشیانہ[7] (Louisiana) کے قوانین میں اور کہتے ہیں کہ چین کے قانون میں[8] بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کم سے کم بعض صورتوں میں اس کو قانون روما میں[9] بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور کلیسائی قانون[10] میں تو وہ انھیں الفاظ میں ملتا ہے۔ اور اس کے شارحوں نے قابلیت

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۵ باب ۴۔ اصول و مسلمات علم اصول قانون از غلیمور ۲۴۳۔

[2] ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۸ دفعہ ۱۴۔

[3] ایضاً کتاب ۵۰ عنوان ۱۷ دفعہ ۷۹۔

[4] دیکھیے دفعہ ۹۹۔

[5] کتاب شہادت از بانئے دفعہ ۲۷۴۔

[6] مجموعہ تعزیرات لوشیانہ دفعہ ۴۱۔

[7] عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۵ باب ۴۔

[8] دیکھیے ڈائجسٹ کتاب ۴۷ عنوان ۱۰ دفعہ ۱۸ (۳)۔

[9] قوانین پاپائی از ہنکسن کتاب ۵ عنوان ۱۲ — De. Reg. Jur. فا ۱۵ ء

کے ساتھ اس پر حسب ذیل شرح بھی کی ہے کہ "جو شخص ایک وقت خطا کار ہو تو اس کے ہمیشہ خطا کار ہونے کا قیاس کیا جا سکتا ہے۔" یہ اصول جذبۂ خیر کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ جس میں کسی بُرائی کا تصور نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن دراصل یہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ جذبۂ خیر کی ماہیت یہ نہیں ہے کہ کسی بھی صورت میں بُرائی کا تصور نہ کرے بلکہ اس وقت نہ کرے جب کہ اس کی کوئی بنیاد نہ ہو۔ لیکن اس اصول میں تو ایسی بنیاد ہوتی ہے۔ نیز ایسے شخص کے متعلق ہر قسم کے افعال میں بُرے ہونے کا قیاس نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ صرف انھیں افعال میں جن میں کہ وہ بُرا ثابت ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی اس لیے کہ اس کو ایسا ہی شر دوبارہ کرنے سے باز رکھا جائے۔ اسی لیے اس قیاس سے اس شخص کو جس کے خلاف یہ عمل کرتا ہے ضرر نہیں بلکہ فایدہ پہنچتا ہے۔ مختصر یہ کہ اس اصول میں جو قیاس مضمر ہے وہ بدنفسی پر نہیں بلکہ احتیاط پر مبنی ہے کیونکہ وہ بُرے فیصلے کرنے کی عادت یا کسی دوسرے نقص کی وجہ سے قایم نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایک ایسے خوف کی وجہ سے جو اچھی اساس پر مبنی ہوتا ہے۔[1] مصلحت کے کسی بھی اقتضاء سے اس شخص کو مجرم ٹھیرا لینے کا جواز نہیں نکلتا جو یا معصوم ہو یا جس کے جرم کے متعلق کوئی معقول شبہہ باقی ہو۔ لیکن وہ صورت ہی جدا ہوتی ہے جس میں کہ مجرمانہ ارادے کے قیاس کے لیے کوئی مثبتہ اساس ہو۔ اور اس میں کسی شخص کو صحیح طور پر اس کے بُرے افعال کے قدرتی نتائج کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔ حالانکہ اس نے ارادہ نہ کیا ہو۔ اور فی الحقیقت اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ امر قوم کے لیے سخت خطرے کا باعث ہوگا۔ کسی جرم کے سنگین ہونے کا اندازہ صرف اسی واقعی شر سے نہیں کرنا چاہیے جو مجرم سے سرزد ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے عمل کے اس رجحان سے بھی کہ اس سے دوسروں کو

[1] مقدمہ مجموعۂ قانون کلیسائی از گلبرٹ۔ حصہ آخری عنوان ۷، باب ۲ دفعہ ۲۔ نوٹ ۲۰۔

قانون شکنی کی کتنی تحریص ہوتی ہے۔ اور بخر الذکر امر کا اندازہ کرتے وقت نفسیاتی واقعات کو ثابت کرنے کی مشہور دشواری کا بھی لحاظ کرنا چاہیے۔ ان صورتوں پر غور کیجیے جو بیان کر دئے گئے ہیں[1]۔ ایک شخص بغیر کسی جائز وجہ کے دوسرے پر اس کو تھوڑا مارنے کے لیے حملہ کرتا ہے۔ موت واقع ہو جاتی ہے۔ کیا کسی حاکم عدالت کو اس حجت کو جائز رکھنا چاہیئے کہ وہ قتل انسان کا ذمہ دار نہیں ہے؟ اسی طرح جب
صہ ۳۷۱
متعدد اشخاص کسی جرم سنگین کے ارتکاب کے ارادے سے جائیں تو یقیناً قانون کے لیے پوری طرح جائز ہے کہ ہر شخص کو ان تمام افعال کا ذمہ دار قرار دے جو اس کے ساتھی مشترکہ منصوبے کی پیش رفت میں کریں۔ کیونکہ اس شخص کو جس نے فعل کا ارتکاب کیا نہ صرف دوسروں کی موجودگی سے جرأت ہوئی اور شاید اشتعال بھی ملا۔ بلکہ جب متعدد اشخاص کسی ایسے معاملے میں شریک ہوں تو ہر ایک کے مجرمانہ ارادے کا ٹھیک ٹھیک حصہ دریافت کرنا اکثر نہایت دشوار ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے صحت کے ساتھ انجام دینے کا بار ثبوت قانون پر ڈالا جائے تو نہایت شریر و مکار مجرم اکثر اپنی جائز سزا سے بچ جائینگے۔

دفعہ ۳۷۴: ہمارے مجموعۂ قانون تعزیرات میں وقتاً فوقتاً بہت سے مصنوعی قیاسات قانون موضوعہ کی رو سے شریک کئے گئے ہیں۔ ایک مثال اس مشہور و معروف لیکن عرصۂ دراز سے منسوخ شدہ قانون ۲۱ جیمس اول[2] باب ۲۷ میں ملتی ہے۔ جس کی رو سے حکم دیا گیا تھا کہ وہ عورت جو کوئی غیر صحیح النسب بچہ جنے اور اس کی پیدائش کو مخفی رکھنے کی کوشش کرے تو اس کے متعلق تصور کیا جائے گا کہ اس نے

[1] اوپر دفعہ ۳۲۵۔
[2] دیکھئے مقدمہ دفعہ ۴۶۔

اس بچے کو قتل کر دیا ہے۔ بجز اس کے کہ وہ ثابت کر سکے کہ وہ مردہ پیدا ہوا تھا[1]۔ اسی طرح قانون جعل سنہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۸ دفعہ ۱۳ کی رو سے ہر شخص کے لیے یہ ایک جرم سنگین قرار دیا گیا ہے کہ کسی جعلی بنک نوٹ یا کسی ایسی اور جعلی دستاویز کو جس کی صراحت اس قانون میں کی گئی ہے جعلی جانتے ہوئے خریدے۔ حاصل کرے یا اپنی حفاظت یا قبضے میں بغیر کسی جائز وجہ کے رکھے ۔۔۔۔ اور جائز وجہ کی موجودگی کو ثابت کرنا ملزم ہی کے ذمے کیا گیا ہے۔ اور قانون داخلہ (بھرتی) ممالک[2] خارجہ سنہ ۱۸۷۰ء کی رو سے کوئی جہاز جو کسی ملک غیر کے حکم کی بنا پر یا اس کے لیے جب کہ وہ کسی حلیف ملک سے برسر جنگ ہو بنا یا یا حوالہ کیا جائے۔ یا اس کے حکم کی بنا پر کسی اور ملک کو حوالے کیا جائے۔ جو بنانے والے شخص کے علم میں ایسے ملک غیر کا کارندہ ہو یا جو ایسے ملک غیر یا ایسے کارندے کی جانب سے تنخواہ پاتا اور ایسے ملک غیر کی فوجی یا بحری ملازمت میں ہو تو ایسے جہاز کے متعلق قیاس کیا جائے گا کہ وہ ایسے ہی استعمال کے لیے بنایا گیا ہے۔ جب تک اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔ اور اس امر کو ثابت کرنے کا بار ثبوت کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ جہاز کے اس طرح استعمال کئے جانے کا ارادہ تھا جہاز بنانے والے پر ہوگا۔ ایسے ہی احکام قانون سرقہ سنہ ۱۸۶۱ء دفعہ ۸۵۔ قانون سکہ جات سنہ ۱۸۶۱ء دفعات ۲۳ و ۲۴ اور بھک سے اڑ جانے والی اشیا کے قانون سنہ ۱۸۸۳ء کے دفعہ ۴ میں ملیں گے۔

دفعہ ۴۳۸: قانون تعزیرات کے بعض قیاسات ملزموں کی حفاظت کے لیے ہیں۔ مثلاً سات سال سے کم سن بچے کے متعلق قطعی طور پر قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ جرم سنگین کے ارتکاب کے

---

[1] ہماری قانون سازی کے اس داغ کو ۲۳ جارج سوم باب ۵۸ دفعہ ۳ کی رو سے دور کر دیا گیا۔
[2] ۳۳ و ۳۴ وکٹوریا باب ۹۰ دفعہ ۹۔

ناقابل ہے۔ سات اور چودہ سال کے درمیان ایسا ہی قیاس تو ہوتا ہے۔ ۳۷۲
لیکن شہادت سے اس کی تردید کی جاسکتی ہے۔ اور ایک چودہ سال
سے کمسن لڑکے کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت خاطی درجہ اول
ارتکاب زنا بالجبر کے ناقابل ہوتا ہے۔

ذیلی فصل (۲)

فوجداری مقدمات میں قیاسی شہادت عام طور پر

ے خبروحات پاکستان جلد ۴ صفحہ ۲۲۔ پلیس آف دی کراون از ہیل ۲۷ و ۲۸۔
ے خبروحات پاکستان جلد ۴ صفحہ ۲۳۔ ہیل ایضاً ۲۶ و ۲۷۔
ے ایضاً ۲۱۲ ادرایضاً ہیل ۶۳۰۔

صفحۂ اصل کتاب ۔ صفحۂ ترجمہ	
۲ ۔ جرم جس کے واقعات پائیدار ہوتے ہیں ...	۶۶۵-۳۷۴
ان واقعات کا ثبوت جو نفس جرم کی بنیاد ہوتے ہیں	۶۶۵-۳۷۵
اصول جس پر یہ قاعدہ مبنی ہے	۶۶۶-۳۷۵
اس کی دانشمندانہ مصلحت	۶۶۷-۳۷۵
عینی شہود کے ذریعہ سے ثبوت قتل ...	۶۶۸-۳۷۶
آیا دشوار ترین صورتوں میں بنیاد نفس جرم قیاسی شہادت سے ثابت کی جا سکتی ہے ...	۶۶۹-۳۷۷

صفحۂ اصل کتاب ۔ صفحۂ ترجمہ	
ثبوت نفس جرم کو مکمل کرنے کے لئے قیاسی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے ۔	۶۷۰-۳۷۷
جسمانی تشدد کی وجہ سے موت	۶۷۲-۳۷۸
علامات کا اتفاقی طور پر مٹ جانا یا پیدا ہو جانا	۶۷۴-۳۷۹
زہر کی وجہ سے موت	۶۷۴-۳۸۰
اس کی جسمانی شہادتیں	۶۷۴-۳۸۰
اس کی اخلاقی شہادتیں	۶۷۴-۳۸۰
۳ ۔ تردید نفس کے لیے قیاسی شہادت ہمیشہ قابل ادخال ہوتی ہے ...	۶۷۶-۳۸۲
ب ۔ مفروضہ خطا کاری تمام مثبتہ واقعات سے متوافق ہونا چاہئے	۶۷۷-۳۸۲

دفعہ ۴۳۹ : شہادت کے قابل ادخال ہونے کو منضبط کرنے والے اصول دیوانی و فوجداری کارروائیوں میں عام طور پر ایک ہی ہوتے ہیں[1] ۔ اور گو قیاسی شہادت تقریباً ہر واقعہ کو ثابت کرنے پیش ہو سکتی

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۴۹ ۔ قانون موضوعہ کی رو سے (دیکھو پیچھے دفعہ ۲۳۰) غیر اسٹامپ شدہ دستاویزات کے متعلق ایک فرق ہے ۔ ایسے دستاویزات قانون اسٹامپ سنہ ۱۸۹۹ء کی رو سے فوجداری کارروائیوں میں قابل ادخال ہیں لیکن دیوانی کارروائیوں میں نہیں قانون اسٹامپ سنہ ۱۸۹۹ء نے پہلے کے قوانین اسٹامپ کے اسی حکم کو دوبارہ وضع کیا ہے ۔

ہے۔[1] لیکن اس سے کام لینے کی ضرورت بہ نسبت دیوانی کارروائیوں کے
فوجداری کارروائیوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ نہایت ہی مذموم و شدید
جرائم اکثر مخفی طور پر کئے جاتے ہیں۔ اور سیاہ کاریوں کی نمایاں شہادت
کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔ اور اسی وجہ سے مجرموں کے خلاف
بلاواسطہ شہادت شاذ و نادر ہی ملتی ہے۔ بجز اس کے کہ مجرموں میں
سے کوئی ایک اپنے ساتھیوں کے جرائم کو عدالت انصاف میں فاش
کردے۔ ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ مناسب شہادت کے فقدان
کی وجہ سے قانون ایسی شہادت کی بنا پر جو کمتر درجہ کی ہوتی ہے مجرم
ٹھیراتا اور سزا دیتا ہے۔ ہمارا مطلب اس کے بالکل برعکس ہے۔
قیاسی شہادت کی ایک زنجیر سے بھی ویسا ہی یقین آفریں ثبوت
فراہم ہوتا ہے جیسا کہ عینی شہود کی گواہی سے[2]۔ اور چونکہ فوجداری مقدمات ۳۷۳
میں زیر تصفیہ مفاد زیادہ اہم ہوتے ہیں۔ اور غلطی کے نتائج بے اندازہ
طور پر زیادہ سنگین۔ اسی لیے بہ نسبت دیوانی کارروائیوں کے ان میں
اعلیٰ درجے کا یقین ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ دیوانی کارروائیوں میں
تو محض زیادہ احتمال فیصلے کی کافی بنیاد ہوتا ہے[3]۔

دفعہ ۴۴۔ گو وقعت شہادت کو مستقل مدارج میں منقسم کرنے کی
تمام کوششوں کو ہمیشہ مذموم سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ مہمل و ضرر رساں ہوتی
ہیں۔ لیکن ماضی کا تمام تجربہ بیکار ہو جائے گا اگر ان اہم خطرات
و مخدوش مقامات کو ظاہر نہ کر دیا جائے جو ان اشخاص کی معصومی یا خطاکاری
کے اہم سوال پر غور کرتے وقت پیش آتے ہیں جن پر کسی جرم کا الزام

---

[1] دیکھیے دفعہ ۲۹۔
[2] دیکھیے دفعات ۲۹۵ و ۲۹۷۔
[3] دیکھیے دفعہ ۹۵۔

لگایا جاتا ہے۔ اس خصوص میں عدالتوں کی رہبری کے لیے وقتاً فوقتاً بہت سے اصول بتلائے گئے ہیں۔ جن میں سے حسب ذیل اصول بہترین ہیں اور عملدرآمد میں نہایت ہی عام طور پر تسلیم کئے جاتے ہیں:-

(۱) ملزم کے خلاف ثبوت جرم کے ہر اہم جزو کو ثابت کرنے کا بار چالان کنندہ پر ہوتا ہے[۱]۔

(۲) اس کی شہادت ایسی ہونی چاہئیے کہ خطاکاری ملزم کی بابت کوئی معقول شبہہ باقی نہ رہے اور اس کا اخلاقی یقین ہو جائے[۲]۔

(۳) شک کی صورتوں میں (نہ صرف) بری کر دینا سزا دینے سے محفوظ تر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک معصوم شخص کے سزا پانے سے متعدد مجرموں کا چھوٹ جانا بہتر ہوتا ہے[۳]۔ (بلکہ ملزم رہا کئے جانے کا استحقاقاً مستحق ہوتا ہے)

دفعہ ۱۴۴: مذکورۂ بالا اصول کے اطلاق عالمگیر ہیں لیکن حسب ذیل دو اصول ایسے ہیں جو خاص طور پر اس وقت اطلاق پاتے ہیں جب کہ شہادت قیاسی ہوتی ہے۔

(۱) نفس جرم کا صاف و غیر مشتبہ ثبوت ہونا چاہئیے[۴]۔ ہر الزام

---

[۱] دیکھیے دفعہ ۳۴۶۔

[۲] دیکھیے دفعہ ۹۵۔

[۳] دیکھیے دفعہ ۹۴ و ۹۵۔

[۴] ملک بنام برڈٹ ۴ بارن وال و ایڈ الفس ۹۵-۱۲۳-۱۶۲-۲۲ رسل وریان ۵۴۹- قرائنی شہادت ملز ولس طبع ششم ۲۸۶-۲۹۲-۱۸۰-۱۳۱ تا ۱۰۱-۳ ایانس بنام ایوانس-۱-کرینیل رپورٹ از باگرڈ-۲۹-۱۰۵- تا ۱۰۰ تحریرات اسکاٹ لینڈ از برنٹ ۵۲۹-۵۰ ڈاکسو-دادرسے D' Aguessoan (Euvers) فقرہ ۴ صفحات ۴۲۲ تا ۴۲۳-۵۰۶-۴ "جج کو احتیاط کرنی چاہئیے اور سزا دینے میں جب تک جرم نہ ثابت

جرم میں دو امور ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایک جرم کا ارتکاب ہوا ہے اور دوسرے یہ کہ ملزم اس کا مرتکب ہے یا ارتکاب کنندوں میں سے ایک ہے۔ لارڈ اسٹوول (Lord Stowell) نے مقدمۂ ایوانس بنام ایوانس میں (Evans v. Evans) اپنے فیصلے میں کہا کہ "میں سمجھتا ہوں کہ اصول یہ ہے کہ جب واقعہ جرم متعین ہو جائے۔ تو اس وقت آپ یہ ظاہر کرنے کہ کس نے اس کا ارتکاب کیا ہے قیاسی شہادت سے کام لے سکتے ہیں یعنی نفس جرم کے ثابت ہونے کے بعد مجرم کو معلوم کرنے میں ...... لیکن ایک مشتبہ واقعے کو یعنی ایسے واقعے کو جو اپنی ماہیت کی رو سے قطعاً مشتبہ ہو۔ بڑھا کر ایک مجرمانہ واقعہ بنانے کے لیے قیاسات کا استعمال ایک دوسری ہی نوعیت کی کارروائی اور میری دانست میں نظریۂ قیاسات کا بالکل ہی غلط استعمال ہوگا" سر ماتھیو ہیل نے بھی اپنی کتاب پلیس آف دی کراون میں ذیل کے دو اصول قرار دیئے ہیں۔ جن کو جائز طور پر نظر پسندیدگی سے دیکھا گیا ہے۔ "میں کسی شخص کو سامان چرانے پر محض اس لیے سزا نہیں دوں گا کہ وہ یہ نہیں بیان کر سکتا ہے کہ ان پر اس کا قبضہ کس طرح ہوا۔ جب تک اچھی شہادت اس امر کی نہ پیش ہو کہ اس سامان کے متعلق جرم سنگین کا ارتکاب ہوا ہے۔ میں کسی شخص کو قتل انسان یا قتل انسان مستلزم سزا کا مجرم قرار نہیں دوں گا۔ جب تک واقعۂ قتل ہونا ثابت نہ ہو جائے یا کم سے کم نعش نہ برآمد ہو۔"

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ہو جائے زود یادی نہیں کرنی چاہیے۔ ماتھیس بر جرایم۔ بر حاشیہ ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۶۔ باب اول نوٹ ۲۔

لہ کریمنل رپورٹ از ہاگرڈ صفحہ ۳۵-۱۰۵ جلد

ٹہ پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔

سٹہ اس میں اور ذیل کے فقرہ میں تو اردو قابل ملاحظہ ہے "مقتول کی نعش کے متعلق یہ ثابت ہونا چاہیے کہ ...... جب کوئی شخص اقبال جرم کرے کہ وہ سارق ہے تو اس اقبال جرم سے اس کو فوراً پھ

اور شہادت مصنفہ اسٹارکی[1] میں بیان کیا گیا ہے کہ "قتل انسان کے الزامات میں یہ ایک مقررہ اصول ہے کہ ملزم کو اس وقت تک سزا نہیں سنانی چاہئیے جب تک کہ واقعۂ موت کو علحدہ طور پر شہادت بلا واسطہ یا معائنۂ نعش کے ذریعے سے ثابت نہ کیا جائے"۔ ان ممتاز اساتذہ کے یہ الفاظ ہیں لیکن جو عام اصول انھوں نے قرار دئے ہیں انھیں کافی قیود کے ساتھ قبول کرنا چاہئیے۔ اور اس مضمون کو صحت کے ساتھ بیان کرنے کے لیے یہ کہنا ضروری ہے کہ بعض جرایم میں اس شہادت سے جس سے جرم کا وجود ظاہر ہوتا ہے مجرم کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور بعض دوسرے جرایم میں جرم کے آثار و نشانات ہویدا رہتے ہیں۔ لیکن مجرم کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ ممالک غیر کے قانون دانوں نے اول الذکر کو "جرم جس کے واقعات غیر پائیدار ہوتے ہیں" کہا ہے۔ اور موخر الذکر کو "ایسے جرم" سے موسوم کیا ہے جس کے "واقعات پایدار ہوتے ہیں"[2]۔ اول الذکر کے تحت تمام ایسے جرایم آتے ہیں۔ جن کا اصل عنصر ارادہ ہوتا ہے۔ مثلاً مختلف اقسام کی غداری۔ سازش مجرمانہ الفاظ وغیرہ۔ یہ سب جرایم چونکہ نفسیاتی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ان کو قیاسی شہادت سے ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے[3]۔ بجز اس کے کہ مجرم مکمل اقبال جرم کرنا پسند کرے[4]۔

دفعہ ۴۴۲: دوسری قسم کی صورتوں میں یعنی ان جرایم میں جن کے واقعات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ پہنچنا چاہئیے جب تک مال مسروقہ سے اس کی توثیق نہ ہو"۔ ماتھیس بر ثبوت بابالعل نمبر ۴

[1] شہادت از اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۵۰۰۔ طبع سوم۔ ایضاً صفحہ ۸۶۲ طبع چہارم۔

[2] کتاب شہادت از بانئے دفعہ ۵۶۔ مقدمہ کیپٹن گرین اور ان کے ملاح ۔۱۴۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۲۴۔ دیکھو آگے دفعہ ۵۰۰۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۵۔ ملک بنام بر ڈٹ ۴ بارنوال واڈالفس ۹۵ ۔ ۱۲۲ کتاب شہادت از بانئے دفعہ ۵۶۔ دیکھو مقدمہ دفعہ ۱۲۔

[4] اوپر دفعہ ۴۲۲۔ مقدمات ازدواجی میں اقبال جرم زنا کے اثر کے لیے دیکھو نیچے دفعہ ۵۶۱۔

پائیدار ہوتے ہیں یا جیسا کہ بعض وقت ان کو ایسے جرائم بھی کہا گیا ہے۔ جن کے اثرات پائیدار ہوتے ہیں۔ثبوت جرم ثبوت مجرم سے علیحدہ ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی نعش پائی جائے یا کوئی مکان راکھ کی ڈھیر ہوکر رہے تو اس سے جرم ظاہر ہوسکتا ہے۔ لیکن لازمی طور پر اس کے مرتکب ص۳۷۵ کا پتا نہیں چلتا۔ اور یہاں بھی قیاسی شہادت کے اثر کے متعلق ایک فرق کرنا چاہئے۔ زیر غور صورتوں میں نفس جرم دو امور پر شامل ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ بعض واقعات اس کی بنیاد ہوتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ مجرم ان کا بانی ہوتا ہے لارڈ اسٹوول اور سر ماتھیو ہیل کے عام اصول خاص کر اول الذکر صورتوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور یہ مستقل اصول ہے کہ جو واقعات نفس جرم کی بنیاد ہوتے ہیں۔ ان کو یا تو بلا واسطہ شہادت یا نہایت قابل وقعت و ناقابل انکار قیاسی شہادت یا شخص مرتکب کے صاف صریحی وغیر مشتبہ اقبال جرم کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہئے۔ اس کی خاص طور پر ضرورت قتل کے مقدمات میں ہوتی ہے۔ ان میں سر ماتھیو ہیل کے قرار دادہ اصول کی عام طور پر پیروی کی جاتی ہے۔ یعنی واقعۂ موت کو ایسے گواہوں کے ذریعے سے جو قتل کے وقت موجود تھے یا نعش یا اس کے کسی جزو کو ثابت کرنے سے ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے

لہ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۲۳۰- جلد ۱۴

ٹہ محض ثبوت فعل سے جرم ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کینہ اور وجہ تحریک کو بھی ثابت کرنا چاہئے" ماتھیس بر جرائم۔ دیکھو حاشیہ ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۶ باب ۱ نوٹ ۲۔ نیز دیکھئے کتاب شہادت از ہائنچ دفعہ ۵۔

ٹہ دیکھئے نیچے دفعات ۵۲۳ تا ۵۳۰۔

ٹہ مشرق میں خاص اغراض کے حصول کے لیے بہانۂ موت کرنے کا عمل عام طور پر پایا جاتا ہے۔ دیکھئے فیملی لائبریری میں تلبیس فریب و سریع الاعتقادی کے سوانح Family Library: Sketches of Imposture Deception and Credulity) باب ۹ صفحہ ۱۲۹

ہندوستان میں جب چند افسر سپہ سالار کے ڈیرے میں ناشتہ کر رہے تھے۔ ایک دیسی شخص کی نعش لائی گئی

اور جب نعش سڑ گئی یا جب اس کا صرف ڈھانچہ رہ گیا ہو۔ یا جب کسی اور وجہ سے معائنے کے ذریعے سے اس کی شناخت ناممکن ہو تو شناخت لباس یا اور حالات سے کی جانی چاہیئے[۲]۔ انسان کی شناخت اس کے عوارض و صفات سے کی جاتی ہے[۱]۔

دفعہ ۴۴۳: یہ قاعدہ ایسے اصولوں پر مبنی ہے جن کی اساس بہترین نصفت و پختہ ترین مصلحت ہے۔ اولاً یہ کہ جب جرم مجرم کی ذات سے علیحدہ ہو سکتا ہو تو غلطی کے بہت سے ماخذ پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کی مخالف صورت میں نہیں پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۔ کوئی واقعہ جس کا ماخذ معلوم نہ ہو۔ ان گنت اسباب کا نتیجہ ہو سکتا ہے جن کے بانی اشخاص ہو سکتے ہیں یا اتفاق۔ ۲۔ کسی مشتبہ شخص کے جرم کو غیر قطعی حالات سے اخذ کرنے کے خطرے میں خود اس کی نا سمجھی۔ یا دوسرے امور میں مجرمانہ ذریعہ بننے کی وجہ سے اضافہ ہو سکتا ہے۔ ۳۔ گواہوں اور عدالتوں میں عجیب و غریب واقعات اور بڑے جرائم کو جو مخفی طور پر کئے گئے ہوں دریافت کرنے کی سخت خواہش ہوتی ہے۔ ص ۳۷۶

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ اور کہا گیا کہ سپاہیوں نے اس کو مار ڈالا ہے۔ جرم کا ارتکاب کسی ایک شخص کے خلاف ثابت نہیں ہوا۔ لیکن پوری جماعت تو تھی۔ اجٹینٹ (adjutant) کے دل میں شبہ ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کیتلی تھی۔ اس کو خیال ہوا کہ تھوڑا سا ابلتا ہوا پانی نعش پر ڈالے۔ اس نے ڈالا۔ اور مقتولہ نعش اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگ گئی کسی راوی کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔

[۱] ملک بنام کلوس ۳ کیار نگٹن ونیئن ۲۲۱۔ میں ایک شخص کے ڈھانچے کی اس کی بیوہ نے دانتوں کی خصوصیت کی وجہ سے ۲۲ سال بعد شناخت کی پڑھائی کی پٹی۔ اور جوتوں کی جوڑی کی بھی جو نعش کے ساتھ ملے تھے شناخت کی گئی۔ جب کوئی ڈھانچہ ملے تو اکثر یہ امر نہایت اہم ہو جاتا ہے کہ آیا وہ مرد کا ہے یا عورت کا۔ جوان شخص کا ہے یا ضعیف کا۔ اس مضمون پر مکمل معلومات کے لیے دیکھو طبی علم اصول قانون از ٹیلر صفحہ ۵۴۹۔ و بعدہ طبع ہفتم۔ جہاں متعدد مقدمات اس پر غور کرنے کی ضرورت کی وضاحت میں بیان کئے گئے ہیں۔

[۲] ڈاگسو۔ (اوسے) فقرہ ۴۔ صفحہ ۲۵۲۔

۴۔ وہ سہولت جو مذکورۂ بالا وجوہات کی بنا پر ناپسندیدہ اشخاص کے خلاف جھوٹے الزام لگانے میں ہوتی ہے۔ ثانیاً کسی بے بنیاد جرم کے لیے کسی شخص کی سزایابی عدل گستری کی سخت ذلت کا باعث ہوتی ہے۔ اور اس میں بہ نسبت ایک ایسے جرم کے لیے جس کا در اصل ارتکاب کیا گیا ہے۔ غلط سزا دینے سے زیادہ سماج کا نقصان ہوتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۴۴: قدیم مقدمات میں اس اصول کی حکیمانہ مصلحت کو ڈرتے ڈرتے اختیار کیا گیا ہے۔ ایک نہایت ہی مشہور مقدمے کو قیاسات خلاف مرتکب فعل ناجائز کے عنوان کے تحت بیان کر دیا گیا ہے[2]۔ سر ماتھیو ہیل ایک دوسری مثال بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص عرصۂ دراز سے گم تھا۔ اور یہ قیاس کرنے کے نہایت ہی قوی وجوہات تھے کہ ایک دوسرے شخص نے اس کو مار ڈالا۔ اور اس کی نعش کو تنور میں جلا کر راکھ کر ڈالا ہے۔ اس فرضی قاتل کو سزا سنائی اور سولی دے دی گئی۔ اور اس کے بعد وہ دوسرا شخص سمندر کے سفر سے واپس آیا۔ واقعہ یہ تھا کہ اس کو ملزم نے اس کی مرضی کے خلاف سفر سمندر پر بھیج دیا تھا۔ اور جو اس طرح پر گو معصوم تھا۔ لیکن کلیتہً بے خطا نہیں تھا[3]۔ ایک اور مقدمہ بھی ایک شخص جان مائلس (John Miles) کا ہے۔ جس کو اس کے دوست ولیم رڈلے (William Ridley) کے الزام قتل پر سولی دیدی گئی تھی۔ کیونکہ آخری مرتبہ جو یہ شخص دیکھا گیا تھا۔ تو اس کے ساتھ پیتا ہوا دیکھا گیا تھا۔ اور اس کی نعش مائلس کے سولی پانے تک نہیں ملی تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ متوفی حالت نشہ میں ایک غار میں گر پڑا تھا۔ اور اس جگہ اس کی

---

[1] دیکھیے مقدمۂ دفعہ ۹۴۔ صفحہ ۶۲ نوٹ (۱)

[2] دیکھیے دفعہ ۴۱۵۔

[3] پلیس آف دی کراؤن انویسل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰۔

تلاش کرنے کا کسی نے خیال نہیں کیا تھا[1]۔ اس اصول میں یہاں تک وسعت دی گئی ہے کہ جب ماں اور ایک غیر صحیح النسب بچے کے مشہور باپ کو دیکھا گیا کہ انھوں نے اس کو ننگا کر کے ایک ساحلی شہر کے بندرگاہ میں سمندر کے حوالے کر دیا۔ اور اس کے بعد بچے کی نعش نہیں ملی۔ تو گولڈ جسٹس (Gould. J.) نے جن کے اجلاس پر ماں اور باپ کے بچے کے الزام قتل پر چالان کیا گیا تھا۔ انھیں بری کر دینے کا مشورہ اس بنا پر دیا کہ چونکہ موج سمندر کو بندرگاہ میں مد و جزر رہتا ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ موج نے بچے کو زندہ بہا لیا ہو[2]۔

دفعہ ۴۴۵: لیکن جب واقعۂ قتل کو عینی شہود کے ذریعے سے ثابت کیا جائے تو معائنہ نعش سے درگزر کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مقدمۂ ملکہ بنام ہینڈمارش[3] (R. v. Hindmarsh) سے بخوبی ظاہر ہے۔ اس مقدمہ میں قیدی پر جو ایک ملاح تھا۔ کپتان کے قتل کا الزام تھا۔ چالان کے پہلے فقرے میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ قتل کا ارتکاب ایک بڑی لکڑی سے مارنے اور دوسرے فقرے میں بیان تھا کہ متوفی کو سمندر میں پھینکنے سے کیا گیا ہے۔ شہادت سے ظاہر ہوا کہ جب جہاز ساحل افریقہ کے سامنے دوسرے جہازوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا تو قیدی کے متعلق دیکھا گیا کہ اس نے کپتان کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ جس کے بعد سے اس کا کوئی پتا نہیں چلا۔ اور عرشۂ جہاز پر اس جگہ سے قریب جہاں کپتان کو دیکھا گیا تھا۔ ایک لکڑی پائی گئی۔ اور عرشۂ جہاز اور قیدی کے ص ۳۷۷

---

[1] نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ مقدمہ (۵) نیز دیکھئے انٹوین پن ۵ مقدمات مشہور ۹۴۲۔ (Ed. Richer Amst.) اڈیٹر رشئے ایمسٹرڈم ۱۷۷۲ء (Antoine Pin, 5 Causes celebres)

[2] بحث گیارہ (Garrow) مقدمہ ملکہ بنام ہنڈمارش کراؤن لا ازلیج ۵۶۹-۵۷۱۔

[3] کراؤن لا ازلیج ۵۶۹-جلد ۲

بعض کپڑوں پر خون پایا گیا۔ اس شہادت پر وکیل ملزم نے اعتراض کیا کہ نفسِ جرم ثابت نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے کہ کپتان کو بازو کے کسی جہاز نے اٹھا لیا ہو۔ اور انھوں نے سرما تھیو ہیل وگولڈ جسٹس کے اجلاس کے مقدمات کا حوالہ دیا۔ عدالت نے جس میں عدالت تجربیہ کے جج آشہرسٹ جسٹس (Ashhurst, J.) ہو تھام بیج (Hotham, B.) اور بہت سے علمائے قانون روما تھے اس عام اصول کو تسلیم کیا۔ لیکن آشہرسٹ جسٹس نے جو مقدمے کی سماعت کر رہے تھے اس امر کو جوری پر چھوڑا کہ وہ فیصلہ کرے کہ بلحاظ شہادت کیا متوفی اس کی نعش کے سمندر میں پھینکے جانے سے قبل فوت نہیں ہو گیا تھا۔ جوری کے اثباتی جواب دینے پر ملزم کو سزا سنا دی گئی۔ اور اس فیصلۂ سزا کو تمام ججوں نے درست قرار دیا۔

دفعہ ۴۴۶: اس امر پر کہ انتہائی صورتوں میں بنیادِ نفسِ جرم کو قیاسی شہادت کے ذریعے سے ثابت کیا جا سکتا ہے اعتراض کیا گیا ہے۔ لیکن یہ ایک حیرت انگیز امر ہوگا کہ ہر قاتل کو اعلان کر دیا جائے کہ اپنے کو محفوظ کرنے کے لیے اس کو اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہے کہ نعش کو جلا یا چونے سے گلا ڈالے یا کسی بے تہ کے سمندر میں ڈال دے[1]

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۲۳۴۔ کتاب شہادت از بانئے دفعہ ۴۹۵۔ ہماری دانست میں رولف بیج (Rolfe, B.) نے ایک مرتبہ گراں جوری کو ہدایت کی تھی کہ بنیادِ نفسِ جرم کے ثبوت میں قیاسی شہادت کے ناقابلِ ادخال ہونے کا اصول عالمی نہیں ہے۔ اس مضمون پر چانسلر ڈاگسو نے اپنے خیالات یوں ظاہر کیے ہیں کہ "خدا خوش نہیں ہوگا جب عوام ہم کو برا کہیں کہ ہم نے مجرموں کو بے سزا پانے بچ جانے کی امید بندھوا دی ہے۔ کیونکہ ہم نے قرار دے دیا ہے کہ ان کو سزا دینا ناممکن ہے اگر ان کی ظالمانہ صنعت کے نتیجے یعنی ان بدقسمتوں کی نعشیں جن کے خلاف انھوں نے اپنی آتشِ انتقام کو ٹھنڈا کیا تھا۔ انصاف کی آنکھوں سے ان کی خوش قسمتی سے مخفی کر دیے جائیں

اس قسم کی ناکام کوششوں کے کئے جانے کا علم ہے[1]۔ اور کامیاب کوششوں کا ممکن ہے کہ پتا نہ چلا ہو۔

دفعہ ۱۴۴: جب بنیاد نفس جرم ایک وقت ظاہر ہو جائے۔ تو اس کے ثبوت کو مکمل کرنے کے لیے قیاسی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ مثلاً مقام جرم[2] کو متعین کرنے کے لیے[3]۔ نیز اس مفروضے کی نفی کر کے جو واقعات ثابت کئے گئے ہیں۔ وہ قدرتی اسباب یا غیر ذمہ دار قوتوں کے نتائج ہیں وجود جرم کو ظاہر کرنے کے لیے بھی۔ اس مقصد کے لیے مقدمے کے تمام حالات اور عمل ملزم کے ہر جزو پر غور کرنا چاہیئے۔ مثلاً جب کوئی نعش برآمد ہو تو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا موت بجلی گرنے۔ سردی یا ٹھنڈ یا مضر بخارات وغیرہ سے تو نہیں واقع ہوئی ہے[4]۔ و نیز وہ کیا خودکشی کی تو صورت نہیں ہے۔ اس آخری مضمون پر صہ ۳۴۸

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ڈاگسو" دی۔ لا پیوا دے وغیرہ کے مقدمے میں بحث جوابدہی"

D'Aguesscau, 1er Plaidoyer dans la Cause du sieur de La Pivadiere)

[1] ملک بنام گک اجلاس موسم گرما ۱۸۳۲ء مسٹر قرائنی شہادت از ولس طبع ششم صفحہ ۳۴۱۔ قیدی پر ایک قرضخواہ کے قتل کا الزام تھا جو ایک قرض وصول کرنے آیا تھا۔ اور جس کی نعش کو اس نے ٹکڑے ٹکڑے کر کر جلا کے چھپانے کی کوشش کی تھی چراندا اور دوسرے حالات کی وجہ سے ہمسایوں کو شبہ ہوا۔ نعش کا ایک حصہ جلا بھی نہیں تھا۔ ملزم کو سزا سنائی گئی اور سولی دی گئی۔ ایسی ہی ایک کوشش ملزم نے کامن ویلتھ بنام ویسٹرمین کی تھی۔ قرائنی شہادت از برل صفحہ ۶۸۲

[2] ملک بنام برڈٹ ۴ بارنوال و اڈالفس ۹۵۔

[3] شہادت ملک اسکاٹ لینڈ از ڈکسن ۴۳۔

[4] کیپٹن جان ڈونلن (John Donellan) کے مشہور مقدمے میں ملر جسٹس نے اسی طرح قرار دیا ہے اس کپتان کو اپنے برادر نسبتی سر تھیوڈوسس بوٹن (Sir Theodosius Boughton) کے الزام قتل پر سزا سنائی اور سولی دی گئی تھی (اجلاس موسم بہار ۱۷۸۱ء)۔ وارک رپورٹ از گرنی اسی طرح پارک جج نے

حسب ذیل بہترین ہدایات کو جو ڈاکٹر بک (Dr. Beck) نے اپنے ہم پیشہ اطبا کو دی ہیں یہاں بیان کرنا بے محل نہیں ہوگا۔ "نعش کے اوپر کے حصے کو غور سے دیکھنے اور یہ معلوم کرنے کے علاوہ کہ کیا جلد بے رنگ یا نیلی پیلی ہوگئی ہے ہمیں حسب ذیل امور کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے کہ زخمی نعش کس طریقے پر پڑی ہوئی ملی۔ اس کے اعضا کی کیا حالت تھی اور کپڑوں کی کیا۔ چہرے کی شکل کیسی تھی۔ مار پیٹ کے نشانات اگر کوئی جسم پر تھے چہرے کا لال ہوجانا یا منہ پر سرخی کا دوڑ جانا موخر الذکر امر اہم ہے کیونکہ وہ اس شخص کے چیخوں کو روکنے کے لیے مار پیٹ کی نشانی ہوسکتا ہے زمین اور کپڑوں پر خون کی مقدار کو بھی دیکھنا چاہیئے اور خصوصاً اس ہتھیار کو بھی جو غالباً استعمال کیا گیا تھا۔ اور زخم کی نوعیت گہرائی اور سمت کو بھی چاقو یا طمنچے سے فرضی خودکشی کی صورت میں زخم کے راستے کو بھی دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ اوپر کی سمت ہے یا نیچے کی اور ہاتھ کے طول کا زخم کی سمت سے بھی مقابلہ کرنا چاہیئے۔ یہ بھی دریافت کرنا چاہیئے کہ کیا سیدھا ہاتھ استعمال کیا گیا تھا یا بایاں۔ اور چونکہ سیدھا ہاتھ اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ زخم کا رخ بھی اس کے مطابق ہونا چاہیئے۔ یعنی سیدھے جانب سے بائیں جانب"۔ یہ بھی نہایت اہم ہے کہ موقع واردات موت پر دوسرے شخص کی موجودگی کے نشانات کو نہایت غور سے دیکھا جائے۔ کیونکہ قاتلوں کا یہ عمل اکثر ہوتا ہے کہ وہ مقتولوں کی نعش کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ مقدمہ ملک بنام ٹاول (Rv. Tawell) میں بھی یہی قرار دیا۔ اس شخص کو زہر خوراندہ سے باعث قتل ہونے کی بنا پر اجلاس موسم بہار ۱۸۴۵ء ایلسبری میں سزا سنائی گئی۔ نیز ایبٹ جسٹس نے ملک بنام ڈونال میں اجلاس موسم بہار ۱۸۱۷ء میں اسی طرح قرار دیا (ایضاً ۶۔۔ ۴۸۰) علیٰ ہذا ایلڈربرجلس نے ملک بنام ہارٹ فیلڈ اجلاس موسم بہار ۱۸۴۷ء سرے (قلمی نسخہ) اور لارڈ کیمبل نے ملک بنام پامر صدر عدالت فوجداری مئی ۱۸۵۶ء میں اور بالک چیف جج نے ملک بنام آسمتھرسٹ صدر عدالت فوجداری اگست ۱۸۴۸ء میں ایسا ہی قرار دیا۔ نیز دیکھیے ملک بنام ایلڈرج رسل۔ ریان ۴۴۲ اور ملک بنام وایٹ ایضاً ۵۰۸۔

۱؎ طبی علم اصول قانون از بک صفحہ ۸۰۵ طبع ہفتم۔ جہاں متعدد مقدمات دیے گئے ہیں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

کچھ اس طرح رکھ دیتے ہیں کہ شبہہ خودکشی یا قدرتی اسباب کی وجہ سے موت کا ہوتا ہے[1]۔ اس کے برخلاف ان اشخاص نے جو خودکشی کرنا چاہتے تھے۔ ۳۷۹
لیکن جن کی خواہش تھی کہ موت کے بعد بھی اپنی نیک نامی کو محفوظ رکھیں۔ یا اپنی جایداد کو ضبطی سے بچائیں۔ یا جن کو ان دونوں امور کا خیال تھا۔ اکثر خاص تیاریوں کے ذریعے سے اپنی جان لینے کے طریقے پر شبہہ نہ ہونے دینے کی کوشش کی ہے[2]۔ اور ایسی بھی صورتیں پیش آئی ہیں۔ جن میں موت کے قدرتی طریقے پر واقع ہونے کے بعد نعش کو زخم لگائے گئے ہیں تاکہ کسی معصوم شخص کے خلاف قتل کا شبہہ پیدا ہو[3]۔ ذیل کے مقدمے سے ان دشواریوں کی اچھی طرح وضاحت ہوتی ہے جو اس نوعیت کے مقدمات میں بعض وقت پیش آتے ہیں۔ ایک شخص اپنی بیوی کو دوسرے کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھ کر سخت رنجیدہ ہو گیا۔ اور اپنے سر کو متعدد مرتبہ دیوار سے ٹکرانے کے بعد ایک کتے سے اپنی پیشانی پر زور سے اور متعدد مرتبہ اس وقت تک مارا جب تک کہ وہ مر کر نہیں گر گیا۔ یہ سب کچھ بہت سے گواہوں کی موجودگی میں ہوا۔ لیکن فرض کیجئے کہ ایسا نہیں ہوتا اور نعش پائی جاتی اور اس پر یہ سب زخم ہوتے تو کم سے کم قتل کا شبہہ ضرور کیا جاتا[4]۔ اور ان صورتوں میں بھی جن میں زخم لگائے جانے کی واضح ترین شہادت ہوتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ موت کسی سابقہ بیماری کی وجہ سے واقع ہوئی ہو یا زیادتی کسی اور جانب سے ہوئی ہو۔ اول الذکر مفروضے کی توضیح کرنے والے مقدمات بہت سے ہیں[5]۔ اور ذیل کے

[1] شہادت مصنفہ اشارکی، ۵۵۸۔ طبع چہارم۔

[2] ایضاً صفحہ ۵۶۳۔ طبع چہارم۔

[3] ایک مثال کے لیے دیکھئے پیچھے دفعہ ۲۰۶

[4] طبی علم اصول قانون از ٹیلر صفحہ ۵۶۲۔ طبع ہفتم۔

[5] متعدد مثالیں طبی علم اصول قانون از ٹیلر باب ۱۵۔ طبع ہفتم میں ملیں گی۔

دو مقدموں سے موخر الذکر کو نظر انداز نہ کرنے کی ضرورت ظاہر ہوتی ہے
فرانس کے ایک مسافر خانے میں گلہ بانوں میں جھگڑا ہوا۔ جس میں ایک
شخص کو چاقو سے نو ہاتھ اور سینے کے اوپر کے حصے پر ہنسلی کی ہڈی سے
قریب زخم لگے۔ ان زخموں کا امتحان کیا گیا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ یہ
سطحی و خفیف زخم تھے۔ ان کو دھو دیا گیا۔ اور ایک گھنٹے بعد شخص
متضرر گھر جانے کے لیے چلا گیا۔ لیکن دوسری صبح وہ مردہ اور خون میں
نہایا ہوا پایا گیا۔ نعش کو چیرا گیا اور پایا کہ شش اور اس کی رگ کٹی ہوئی
پائی گئی۔ جراح نے اظہار میں کہا کہ یہی وجہ موت ہوئی ہے۔ اور یہ کہ
یہ زخم سینے کے سطحی زخم کے بعد جس سے خون نہیں نکلا اور جو نیلا پیلا
ہو گیا تھا۔ لگا یا گیا ہوگا۔ بعد میں ثابت ہوا کہ واقعہ یہی تھا۔ گھر کے
راستے میں اس کا سرقہ بالجبر کیا اور قتل کر ڈالا گیا تھا۔[1] ایک دوسرے
مقدمے میں ایک لڑکی کو جب کہ اس کا باپ اس کو کسی چیز کے چرانے
پر مار رہا تھا۔ تشنج پیدا ہوا۔ اور وہ مرگئی۔ باپ نے اور دیکھنے والوں
نے سمجھا کہ وہ مار کے اثر سے مری ہے۔ لیکن گو جسم پر کوڑوں کے کافی
سخت نشان تھے۔ نعش کا معائنہ کرنے والے ڈاکٹر کی رائے تھی کہ
وہ موت کا باعث ہونے کافی نہیں تھے۔ اس لیے اس نے پوسٹ مارٹم
کیا۔ جس سے اور دوسرے حالات سے ظاہر ہوا کہ لڑکی نے اپنے
۳۸۰ جرم کو ظاہر ہوتے ہوئے دیکھ کر باپ کے غصے کے خوف سے زہر
کھالیا تھا۔[2]

اور آخر میں ملحوظ رکھیے کہ شر کا ایک ماخذ یہ بھی ہوتا ہے کہ ان اشخاص
کے عمل سے جن کو فرض کی وجہ سے یا اور طور پر ان اشخاص کے نعشوں
سے سابقہ پڑتا ہے جو قتل کیے جاتے ہیں۔ علامات یا تو تباہ کر دی جاتی

---

[1] طبی علم اصول قانون از بک صفحہ ۵۰۸ طبع ہفتم۔
[2] طبی علم اصول قانون از بک صفحہ ۷۹۹ طبع ہفتم۔

ہیں یا مصنوعی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کی ایک اچھی تمثیل وہ واقعہ ہے جو ایک مرتبہ فرانس میں گزرا۔ ایک جوان شخص بستر پر مرا ہوا پایا گیا۔ اور اس کی گردن پر سامنے تین زخم تھے۔ پہلا ڈاکٹر جو بلایا گیا تھا۔ نادانستہ طور پر خون سے بھیگی ہوئی زمین پر چل کر ایک بازو کے حجرے میں متعدد مرتبہ آیا گیا۔ اور اس طرح پر پاؤں کے متعدد نشانات زمین پر چھوڑے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک شخص کے خلاف شبہہ پیدا ہوا اور جو بال بال قتل کے لیے چالان کئے جانے سے بچا۔[1]

دفعہ ۴۴۸: ثبوت نفس جرم سے متعلق نازک ترین سوالات

مبینہ مقدمات زہر خورانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ زہر خورانی کی شہادتیں یا تو جسمانی ہوتی ہیں یا اخلاقی۔ اول الذکر کے تحت حین حیاتی علامات یا چیرنے کے بعد نعش کی شکل۔ زہر کی موجودگی جو کیمیائی ذرائع کے استعمال سے دریافت ہوتی ہے آتے ہیں۔ اخلاقی شہادتوں میں ارتکاب جرم کی خاص سہولتیں۔ زہریلی اجزا کی خرید یا تیاری۔ تحقیق یا دریافت کو دبا دینے کی کوشش۔ وجہ موت کے متعلق جھوٹی خبروں کو پھیلانا۔ دوسروں کے متعلق شبہہ پیدا کرنے کی سعی ناکام وغیرہ ہوتے ہیں۔[2] بیماری کے وجود سے (اور زہر کچھ کم اوقات ان لوگوں کو نہیں دیا جاتا ہے جو بیمار رہتے ہیں) بھی اکثر حالت زندگی کے علامات۔ اور بعض صورتوں میں موت کے بعد کی شکل کی توضیح ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ سڑنے کی وجہ سے بھی ہو۔ اسی لیے نفس جرم کا ثبوت حاصل کرنے کے لیے عدالتیں خوشی سے ان تجربات و معیارات سے فائدہ اٹھانے تیار رہتی ہوں

[1] طبی علم اصول قانون از ٹیلر صفحہ ۴، ۲۔ طبع ہفتم۔

[2] تم کہتے ہو کہ میں نے زہر دیا۔ میں نے کہاں سے خریدا۔ اور کس سے؟ کس مقدار میں؟ کس کے ذریعے سے میں نے زہر دیا؟ اس کا شریک کون تھا؟ Just. Orat. از کوانٹلس کتاب ۵ باب ۱۰

جو علم کیمیا نے دریافت جرائم کے لیے بہم پہنچائے ہیں[1]۔ لیکن ان تجربات کی قدر و قیمت میں بہت مبالغہ کیا اور انھیں بے خطا سمجھا گیا ہے جو وہ یقیناً نہیں ہیں۔ اور یہ خیال پھیل گیا ہے کہ مقدمات زہر خورانی میں نفس جرم کو مقدمے کے تمام جسمانی و اخلاقی حالات پر غور کرنا ترک کر کے ۳۸۱
انھیں تجربات کے ذریعے سے ثابت کیا جا سکتا ہے ــــ یہ ایسا نظریہ ہے جو خلاف قانون بھی ہے۔ اور عقل سلیم کی اس میں ہتک بھی ہے[2]۔ علم سمیات ہرگز درجۂ کمال کو نہیں پہنچا ہے۔ خصوصاً نباتاتی زہروں کے متعلق گو نباتاتی زہروں کے بدترین زہر ہیڈروسیانک یا پرسک ایسڈ (hydrocyanic, or prussic acid) اور دھاتی سمیات میں سے اس زہر (سنکھیا) کے جو مجرمانہ اغراض کے لیے عام طور پر بہت استعمال ہوتا ہے۔ کے تجربے ان تجربات میں سے ہیں جو نہایت مکمل ہیں۔ یہ ہمیشہ بہتر ہے کہ مشتبہ مواد پر جتنے تجربے بھی اس کی مقدار کے لحاظ سے کیے جا سکیں کئے جائیں۔ کیونکہ ہر تجربے کے متعلق یہ ممکن ہے کہ قدرت میں ایسے اشیا اور موجود ہوں جو وہی نتیجہ پیدا کریں جو اس زہر سے مخصوص سمجھا جاتا ہے اور یہ خطرہ بھی کم و بیش ہمیشہ رہتا ہے کہ جس شے کا شبہہ ہے وہ ان کیمیائی دواؤں سے بن جائے جو اس کے دریافت کرنے کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب متعدد تجربے جو بالکل ہی جدا اصولوں پر مبنی ہوتے ہیں مشتبہ مواد کے مختلف حصوں پر کئے جائیں۔ اور ہر حصے کے تجربے سے ایک معروف زہر کے مخصوص نتائج ظاہر ہوں تو غلطی کے امکان بہت کم رہ جاتے ہیں۔ اور اس مواد میں زہر کی موجودگی خصوصاً اگر

[1] طبی علم اصول قانون مصنفہٗ یک میں اکثر سمیات کی دریافت کے طریقے نہایت تفصیل کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ نیز دیکھو طبی علم اصول قانون از ٹیلر طبع ہفتم سنہ ۱۹۲۰ء۔

[2] دیکھو اوپر دفعہ ۷۴۴۔

[3] طبی علم اصول قانون از بک ۴۵۷۔ طبع ہفتم۔

دوسرے تائیدی اخلاقی حالات بھی ہوں تو تقریباً یقینی ہو جا
ہے۔

دفعہ ۴۴۹: ان مقدمات میں جن میں زہر خورانی کا شبہہ ہو
رکھنا چاہئے کہ اس وقت بھی جب فی الواقع نعش سے زہر نکلا
نہ صرف یہ ممکن ہے کہ زہر اتفاقاً کھا لیا گیا ہو۔ یا بطور دوا استعما
کیا گیا ہو۔ یا جیسا کہ سنکھیا کی صورت میں ہوتا ہے۔ چہرے میں چمک
پیدا کرنے کھایا گیا ہو۔ یا خودکشی کے لیے استعمال ہوا ہو۔ نیز ایسی
صورتیں گزری ہیں۔ جن میں موت کے قدرتی طور پر واقع ہونے
بعد ایک زہریلی شئے نعش میں داخل کی گئی ہے[1]۔ یا قے یا اجابت
میں تا کہ قتل کا شبہہ پیدا کیا جا سکے۔ لیکن احتیاط سے پوسٹ مارٹم[2]
اور مقدمہ کے اخلاقی حالات پر توجہ کرنے سے اس کو دریافت
کر لیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۴۵۰: نفس جرم کو ثابت کرنے چاہیے قیاسی شہادت
قابل ادخال ہونا اور اس کا اثر کچھ ہی ہو۔ لیکن اس کی تردید کے
تو وہ ہمیشہ قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور خصوصاً جب وہ مادی شہاد
کے درجے کی ہوتی ہے تو نفس جرم کی نہایت قوت کے ساتھ ترد
کرتی ہے مثلاً گواہوں کے بیانات کے قرین احتمال ہونے کو اس
جانچا جا سکتا ہے کہ ان کا حالات مقدمہ سے مقابلہ کیا جائے۔ ا ۳۸۲۔

[1] طبی علم اصول قانون ازیک صفحہ ۷۷۔ طبع ہفتم۔

[2] ایضاً۔

[3] جیتے جی زہر دینے کے بعض اثرات مثلاً اوپر کی آنتوں کا حال حال میں متورم ہونا موت کے
زہر دینے سے واقع نہیں ہوتا ہے۔ طبی علم اصول قانون ازیک صفحہ ۷۷۔ طبع ہفتم۔

عملاً جھوٹی شہادت کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ اکثر اسی طریقے سے کیا جاتا ہے سر ماتھیو ہیل زنا بالجبر کے ایک غیر معمولی مقدمے کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے سامنے سسکس میں پیش ہوا تھا۔ جس شخص کو چالان کیا گیا تھا۔ وہ ایک قدیم دولتمند صاحب تھے۔ جن کی عمر (٦٠) سال کی تھی۔ اور ان کے خلاف الزام کے متعلق باقاعدہ حلف ایک چودہ سالہ لڑکی نے اٹھایا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کے ماں باپ اور چند دوسرے رشتہ داروں نے بھی گواہی دی تھی۔ لیکن ملزم نے اپنی جواب دہی کامیابی کے ساتھ یہ دکھانے سے کی کہ انھیں سالہا سال سے ایک زخم اتنا بڑا ہے کہ جماع کرنا اس کی وجہ سے ناممکن ہے[1]۔ ایک دوسرے مقدمے میں ایک عورت نے ایک شخص کو چالان کیا تھا کہ اس نے اس کا وضع حمل کرانے میوے کے سموسے میں سنکھیا دی ہے۔ اور اس نے حلف اٹھایا کہ اس کے کھانے سے اس پر زہر کے علامات طاری ہوگئیں۔ اس کی شہادت کے مغایر بیانوں کے منجملہ ایک یہ بھی تھی کہ کھاتے وقت اس کو کسالا مزا معلوم ہوا تھا جو سنکھیا میں نہیں ہوتا ہے۔ اور ان سموسوں میں جن کو اس نے کھایا نہیں تھا۔ سنکھیا کی مقدار سے ظاہر تھا۔ کہ وہ دو گرین سے زیادہ نہیں کھائی ہوگی۔ حالانکہ متعدد مرتبہ کی قے میں جس کا جمع کیا جانا بیان کیا گیا تھا پندرہ گرین سے زیادہ سنکھیا تھی۔ گو پہلی قے میں صرف ایک گرین تھی۔ ملزم کو بری کردیا گیا۔ اور مستغیثہ نے بعد میں اقبال جرم کیا کہ اس نے وہ الزام حسد کی وجہ سے لگایا تھا[2]۔

دفعہ ١٥٤: جرم کا مفروضہ تمام مثبتہ واقعات کے متوافق ہونا چاہیے[3]۔

---

[1] ہیلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ا صفحہ ٦٣٥۔ دیکھئے پیچھے دفعہ ٢٠١۔

[2] ملک بنام مواہلے (Rv. Whalley) اجلاس موسم بہار ١٨٢٩ء۔ یارک۔ قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ٢٥٢۔
اس مضمون پر مزید معلومات کے لیے دیکھو مقدمہ ایوانس بنام ایوانس میں لارڈ اسٹویل کا جامع فیصلہ (١) ہاگرڈ کنسسٹری رپورٹس صفحہ ١٠٥۔

[3] شہادت از اسٹارکی ٥٦١-٥٦٣ طبع سوم ایضاً ٨٤٢-٨٥٩ طبع چہارم۔

قیاسی شہادت میں اصل خطرہ طبیعت انسانی کے اس رجحان میں ہے کہ وہ زود بازی سے بعض واقعات سے بغیر ان دوسرے واقعات کا لحاظ کئے کہ جو اول الذکر واقعات کے مفروضے کے خلاف ہوتے ہیں نتائج نکال لیتی ہے[1]۔ لارڈ بیکن کہتے ہیں[2] کہ "ذہن انسانی کا یہ خاصہ ہے کہ وہ عجلت پسندی سے اشیا میں اس سے زیادہ تنظیم و توافق کا قیاس کر لیتا ہے جتنا کہ ان میں ہوتا ہے۔ اور گو فطرت میں بہت سی چیزیں انوکھی اور قطعاً ایک دوسرے کے مغایر ہوتی ہیں لیکن ذہن انسانی ہمیشہ متوازیات تطابقات اور ایسے تعلقات کا تصور کرتا رہتا ہے۔ جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہوتا ہے۔" اس قدرتی خاصے یا رجحان پر جتنی نظر رکھی جائے۔ وہ کم ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ اگر چند ناٹوں میں سے یہ استثنیٰ ایک لوہے کی ناٹ کے ص ۳۸۳ مکان بن سکتا ہے تو ذہن انسانی کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ اس لوہے کی ناٹ کو نظر انداز کر دے۔ جیسا کہ قانون شہادت کے ایک قابل مصنف نے لکھا ہے۔ اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ تمام واقعات و حالات جو در اصل گزرے ہیں وہ کاملاً ایک دوسرے سے متوافق تھے کیونکہ فی الواقع وہ ایسے تھے[3]۔ اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگر شہادت سے ثابت شدہ کوئی بھی واقعہ ملزم کے مجرم ہونے کے مفروضے کے مغایر ہے تو یہ مفروضہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اس مقدمے کو لیجئے جو ایک سابقہ دفعہ میں[4] مثالاً بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو ساگوان کی ایک ناٹ چرانے کی بنا پر چالان کیا جاتا ہے۔ اور بہت سی قرائنی شہادت یہ دکھلانے پیش کی جاتی

---

[1] دیکھیے دفعہ ۲۹۰۔

[2] نووم آرگانم از بیکن (''Bacon's Novum organum'') مقولہ ۴۵۔ نیز دیکھیے ترقی علم از بیکن کتاب ۲۔

[3] شہادت از اسٹارکی صفحہ ۵۰ طبع سوم۔ ایضاً ۲۴۰ طبع چہارم۔

[4] دیکھیے دفعہ ۳۲۲۔

ہے کہ اس کو ایک شخص چرا لے گیا۔ اور وہ شخص ملزم ہے۔ اب فرض کیجئے کہ دوران سماعت مقدمہ میں یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ شے اتنی وزنی تھی کہ بیس اشخاص اس کو مشکل سے ہلا سکتے تھے۔ تو یہ ایک ایسا واقعہ ہوگا جو اس کے جرم کے مفروضے سے قطعاً مغایر ہوگا۔ اور اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ غلطی یا دروغ بیانی کسی نہ کسی سے صادر ہوئی ہے۔ اور نہ صرف جرم کا مفروضہ اس کی قطعی طور پر تردید کرنے والے واقعات سے اوندھا ہو جاتا ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ تمام مخالف مفروضات و نیز جرم پر دلالت کرنے والے حالات پر بھی کافی و مناسب توجہ کی جائے۔

ذیلی فصل (۲)

فوجداری کارروائیوں میں مجرم بنانیوالی قیاسی شہادت

دفعہ ۴۵۲: اب ہم فوجداری مقدمات میں مجرم بنانے والی قیاسی شہادت کے بڑے بڑے اشکال پر زیادہ تفصیل کے ساتھ نظر تعمق ڈالیں گے۔ یہ تین عام عنوانات میں منقسم ہو سکتے ہیں[1]:

(۱) مادی شہادت یا شہادت اشیاء۔ ص ۳۸۴

(۲) وہ شہادت جو ملزم کے عمل یا موقف سابق سے حاصل ہوتی ہے۔ اس عنوان کے تحت ارتکاب جرم کے وجوہ ہائے تحریک۔ ارتکاب کے ذرایع و مواقع۔ تیاریاں اور اقدام اس کے ارتکاب کے ارادے کا اعلان اور دھمکیاں آتی ہیں۔

(۳) شہادت جو ملزم کے عمل مابعد سے ہم پہنچتی ہے۔ اس عنوان کے تحت زندگی یا حالات میں فوری تغیر۔ الزام لگانے پر خاموش ہونا ملزم کا غلط یا ٹالنے کے جواب دینا۔ شہادت کا دبایا چھپا دینا بے خطا ظاہر کرنے والی شہادت کو

---

[1] مصنف اس کو معمولی انصاف سمجھتے ہیں کہ وہ اس امر کا اعتراف کریں کہ اس ذیلی فصل میں انھوں نے بنتھم کی عدالتی شہادت کی پانچویں کتاب سے جہاں قرائنی شہادت کا ذکر ہے بہت مدد لی ہے ان کی تصنیف کے اس حصے میں ہمیں ان کی اعلیٰ فہم اور باخبر ذہن کے پورے فواید حاصل ہیں۔ اور یہ حصہ نسبتہً ان عجیب تصورات و غلط آرا سے مبرا ہے۔ جن کے باعث باقی حصہ داغدار ہو گیا ہے بلحاظ بالا سٹرپسٹ کے کیا ہے۔

جعلی بنانا فرار یا اور طرح پر انصاف سے گریز کرنا۔ عہدہ داران انصاف کو ملا لینے کی کوشش کرنا۔ اور خوف زدہ ہونا۔ جو خاموش طرزِ عمل یا خواہش اخفا سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) اقبالی شہادت

ظاہر رہے کہ ان میں سے ہر قسم کی مخصوص شہادتی وقعت ہوگی۔ اور اس کے متضعف مفروضات بھی ہوں گے۔ مادی شہادت کے مضمون پر اس کتاب کے ایک حصۂ سابق میں بحث ہو چکی ہے[۱]۔ شہادت کے دبا دینے یا چھپا دینے اور ریسے خطا ظاہر کرنے والی شہادت کے جعلی بنانے پر مرتکب فعل ناجائز کے خلاف قیاسات کے عنوان کے تحت ہم نے اپنے خیالات بیان کر دیے ہیں[۲]۔ الزام لگانے پر خاموش ہو جانا یا غلط یا ٹالنے کے جواب دینا اور اقبالی شہادت کو ہم اپنے سے متعلق شہادت کے عنوان کے تحت ذکر کرنے کے لیے اٹھا رکھیں[۳] گے۔ کیونکہ صحیح طور پر یہ مضامین اسی عنوان کے تحت آتے ہیں۔ باقی مضامین کو اب ہم ان کی ترتیب سے بیان کریں گے۔

دفعہ ۴۵۳: (۱) ارتکاب جرم کے وجوہ ہائے تحریک اور اس کے ارتکاب کے ذرایع و مواقع ۔ ایک ضرر رساں واقعہ وقوع میں آتا ہے اور ٹیٹس (Titeus) پر شبہہ ہوتا ہے کہ اس کا اس کے ارتکاب میں حصّہ ہے تو یہ سوال کہ "اس کی وجہ تحریک کیا تھی"؟ ایسا سوال ہے جس کے متعلق وقوع ہونے کی بابت کبھی نزاع نہیں ہو سکتی[۴]۔ لیکن محض یہ واقعہ

---

[۱] دیکھو دفعات ۱۹۶ تا ۲۱۴۔ اور دیکھو مکمل تفصیل کے لیے نیچے ضمیمہ الف۔

[۲] دیکھو دفعات ۴۱۱ تا ۴۱۵۔

[۳] دیکھو دفعات ۵۱۸ تا ۵۳۰۔

[۴] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔

کہ کسی شخص کا موقف ایسا ہے کہ اس کو کسی جرم کے واقع ہونے سے فایدہ ہوتا ہے۔ اس کے اس جرم کے مرتکب ہونے کے ثبوت میں لیے وقعت یا تقریباً بے وقعت ہوتا ہے۔ ہر بچے کو والدین کے مرنے سے کچھ فایدہ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن والدین میں سے کسی کے مرنے پر ان کے قتل کا شبہ شاذ و نادر ہی کیا جاتا ہے[1]۔ تاہم بعض حالات میں وجہ تحریک کی موجودگی
دفعہ ٣٨٥ قیاسی شہادت کی زنجیر میں ایک اہم کڑی ہوتی ہے مثلاً اس وقت جبکہ اس شخص نے جس پر اس کے گھر کو آگ لگانے کا الزام ہو۔ آگ لگنے سے پہلے اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بیمہ کرایا ہو یا جب کہ اس شخص نے جس پر اس کی بیوی کے قتل کا الزام ہو قتل سے پہلے کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلق پیدا کیا ہو۔ اس کے برخلاف کسی ظاہرا وجہ تحریک کی عدم موجودگی ہمیشہ ملزم کے موافق واقعہ ہوتا ہے۔ گو اس امر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ ایسے بھی وجوہائے تحریک ہوسکتے ہیں جو سوائے اس شخص کے جو ان سے متاثر ہو کسی اور پر ظاہر نہیں ہوتے۔ جرم کے وجوہائے تحریک سے متعلق مضعف مفروضات اس کے ارتکاب کے ذرایع و مواقع پر بھی قابل اطلاق ہوتے ہیں[2]۔ اور بعض افسوس ناک مقدمات سے وہ خطرہ ظاہر ہوتا ہے جو ان پر بیجا بھروسا کرنے میں پیش ہوتا ہے ایک ماما پر اپنے مالکہ کے قتل کا الزام تھا مکان میں سوائے متوفی و ملزمہ کے کوئی اور نہیں تھے۔ اور دروازے اور کھڑکیاں حسب معمول بند تھے۔ ملزمہ کو زیادہ تر اس قیاس کی بنا پر سزا اور سولی دیدی گئی تھی کہ کوئی اور شخص مکان میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن بعد میں اصل قاتلوں میں سے ایک کے اقبال جرم سے ظاہر ہوا کہ وہ مکان میں جو ایک تنگ کوچے میں واقع تھا۔ ایک تختے کے ذریعے سے جو مقابل کے ایک مکان کے اوپر کے دریچے سے اس مکان کے اوپر کے دریچے پر

---

[1] ہالسبری لاز آف انگلینڈ جلد ۳ صفحہ ۱۸۸-۱۸۰-۱۸۱۔

[2] عدالتی شہادت از شنکر جلد ۳ صفحہ ۱۸۹۔

لگایا گیا تھا۔ داخل ہوئے۔ اور قتل کا ارتکاب کرکے اسی راستے سے واپس ہوئے اور کوئی نشان نہیں چھوڑے[1]۔

دفعہ ۴۵۴: (۲) ارتکاب جرم کی تیاریاں اور سابقہ اقدام: ارتکاب جرم کی تیاریوں کے تحت حسب ذیل امور آسکتے ہیں۔ آلات شر کی خریداری ان کو جمع و لیس کرنا۔ اس مقام کو جانا جہاں اس کا ارتکاب کرنا ہے۔ ایسے افعال کا کرنا جن سے مقصد ایسے اسباب کا پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جن سے ارتکاب جرم میں سہولت ہوتی یا اس کے موقع بہم پہنچتے یا اس کی تکمیل کے موانعات دور ہوتے ہیں۔ یا مجرم پر شبہہ نہیں ہوتا ہے[2]۔ اس نوعیت کی تیاریوں کے علاوہ جن کا فوری مقصد اصل منصوبے کی تکمیل ہوتا ہے۔ دوسرے درجے کی تیاریاں بھی ہوتی ہیں۔ جن کا مقصد دریافت جرم کا انسداد یا اول الذکر پر شبہہ نہ ہونے دینا ہوتا ہے[3]۔ ان دوسرے درجے کی تیاریوں کے علاوہ تیسرے اور چوتھے درجے کی تیاریاں بھی ہوسکتی ہیں وقس علیٰ ذالک[4]۔

دفعہ ۴۵۵: تمام قسم کی تیاریوں میں وہ تیاریاں جن کا مقصد مجرم پر شبہہ نہ ہونے دینا ہوتا ہے۔ خاص توجہ کے محتاج ہوتی ہیں۔ ایک نہایت ہی عجیب مثال مقدمۂ رچرڈ پاچ (Richard Patch) کی ہے جس کو اس کے مربی و دوست ایساک بلائٹ (Issac Blight) کے قتل کا مجرم ٹھیرایا اور ۳۸۶

---

[1] شہادت از اسٹارکی ۵ ۰ ۶۔ طبع چہارم۔ اور ایک مثال کے لیے دیکھئے قرائنی شہادت از برل (Barrill, circ. Ev.) صفحہ ۳۷۱۔

[2] عدالتی شہادت از بنتم صفحہ ۳ ۶ ۲ و ۳ ۶ ۲۔ جلد ۳

[3] ایضاً م ۶۔

[4] ایضاً ۶۵۔

سولی دیدی گئی۔ قیدی و متوفی ایک ہی مکان میں رہتے تھے اور موخر الذکر جب کہ وہ ایک شام اپنے حجرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک نامعلوم ہاتھ نے گولی چلادی ایک قوی اور اچھی طرح مربوط قیاسی شہادت کے سلسلے سے پایا گیا۔ قاتل ظاہر ہوتا تھا۔ اس شہادت کے دوران میں ظاہر ہوا کہ قتل کی شام سے چند شام پہلے۔ اور جب متوفی گھر میں نہیں تھا۔ ایک بھری ہوئی بندوق یا تپنچہ اس حجرے میں چلایا گیا جس میں سب گھر والے شام کو معمولاً بیٹھا کرتے تھے۔ قیدی نے اس کے متعلق اس وقت کہا تھا کہ بندوق اس پر چلائی گئی ہے۔ لیکن یہ باور کرنے کے قوی وجوہات تھے کہ اسی نے وہ بندوق چلائی تھی تاکہ متوفی اور اس کے نوکر یہ سمجھیں کہ قاتل مکان کے اطراف گھوم رہے ہیں[۱]۔ قاتلوں کے متعلق اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے جرم سے کچھ قبل یہ خبریں پھیلانے میں مشغول رہتے ہیں کہ خرابی صحت یا بے سبب یا اور وجہ سے اس شخص کی زندگی کے دن بہت تھوڑے ہیں جس کے قتل کرنے کا ارادہ وہ کر چکے ہیں[۲]۔ بعض دوسرے قاتل زیادہ صاف الفاظ میں اس کی آنے والی خرابی کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ اور وہ قاتل جو معاشرے کے ادنیٰ طبقات سے ہوتے ہیں۔ اس کی عنقریب آنے والی موت کی طرف خوفناک و پراسرار طریقے پر اشارہ کرتے ہیں[۳]۔ ان تمام افعال سے مقصد اس کے دوستوں اور ہمسایوں کو حادثے کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے تاکہ اس کے واقع ہونے پر تعجب کم ہو اور اس کا سبب دریافت نہ کیا جائے۔ کسی جرم کے ارتکاب کے سابقہ اقدامات بھی اس کے ارتکاب کی تیاریوں سے بہت ملتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ایک قدم آگے

---

۱ چالان ریچرڈ پاج برائے قتل ایسک بلاٹ لندن ۱۸۰۶ء۔ ایک دوسری مثال کے لیے دیکھو ملک بنام کورواسیر (R.v. Curvoisier) قرائنی شہادت از ولس طبع ششم صفحہ ۴۵۰ تا ۴۵۴۔

۲ عدالتی شہادت از بنتھم ۶۵-۶۲۔ قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۱۲۶ - ۱۲۷۔

۳ شہادت از اسٹارکی ۸۵۰ - طبع چہارم

اور جرم سے قریب تر ہوتے ہیں۔ لیکن مثل تیاریوں کے وہ بھی جرم نہیں ہوتے ہیں[۱]۔

دفعہ ۴۵۶: تیاریوں اور سابقہ اقدامات کی شہادتی وقعت صاف طور

پر اس قیاس پر مبنی ہوتی ہے کہ اس خاص جرم کے ارتکاب کا ارادہ ملزم کے ذہن میں قایم ہو چکا تھا۔ اور اس وقت تک باقی رہا جب تک کہ اس کی تکمیل کی قوت اور موقع حاصل ہوا۔ لیکن نفس جرم کے ثابت ہو جانے کے بعد یہ قیاس کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو جائے حسب ذیل مضعف مفروضات کو ملحوظ رکھ کر اس پر عمل کرنا چاہیئے:۔ (۱) مشتبہ فعل کے کرنے میں ملزم کا ارادہ ایک نفسیاتی سوال ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اس کے متعلق غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس کا ارادہ یا تو کلیتہً معصومانہ تھا۔ یا اگر مجرمانہ بھی تھا تو ایک جدا ہی مقصد کے لیے تھا[۲]۔ مثلاً (الف) یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو زہر دیا گیا ہو۔ اور ایک دوسرے شخص نے جو اس کی موت سے بالکل بے گناہ ہو اسی زہر کی کچھ مقدار چند روز پہلے خریدی ہو لیکن جراثیم کو مارنے کے لیے اسی طرح کسی ایسے شخص کے برے دن کی صفحہ ۴۸۷ پیشین گوئی کی جو بعد میں مقتول پایا جائے توضیح اکثر یہ ہوتی ہے کہ ملزم اپنے یقین کو بیان کرتا ہے۔ اس کا کوئی مجرمانہ ارادہ نہیں ہوتا ہے موت کی پیشین گوئیاں اکثر توہم پرستی کی وجہ سے کی جاتی ہیں نہ کہ پہلے سے سوچے ہوئے قتل کے خیال و ارادے کی وجہ سے۔ (ب) دوسرے ہی مقصد کے لیے مجرمانہ ارادے کی مثال بندوق کے ذریعے سے قتل کی دی جا سکتی ہے۔ جو عملاً اکثر پیش بھی آتی ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص جو قتل کا بالکل گنہگار نہ ہو۔ ارتکاب جرم سے کچھ عرصے قبل ایک بندوق

۱؎ عدالتی شہادت از تھم جلد ۳ صفحہ ۶۹۔

۲؎ ایضاً ۵۲۔

چوری سے جانوروں کے شکار کے لیے خریدی یا چرائی ہو۔ اور یہ بندوق اس کے قبضے سے برآمد ہوئی ہو۔ اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ الف ایک تلوار یا تمنچہ ب سے مبازرت کے لیے خریدے اور لڑائی سے پہلے ج اس ہتھیار کو د کے قتل کرنے کے لیے چرالے۔

دفعہ ۴۷۵: (۲) لیکن جب کسی جرم کے ارتکاب کی تیاریاں بھی کی گئی ہوں یا اسی کے ارتکاب کے سابق میں اقدام بھی ثابت ہوں تب بھی دو قابل لحاظ امور باقی رہ جاتے ہیں[1]۔ (الف) ممکن ہے کہ تکمیل سے پہلے ارادہ بدل دیا گیا یا ترک کر دیا گیا ہو۔ جب تک فعل سرزد نہ ہو۔ اس سے باز آنے کی گنجایش باقی رہتی ہے۔ اور اس امکان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ ایک ایسا ہی مجرمانہ منصوبہ دوسرے اشخاص کا بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس کو پورا بھی کر سکتے ہیں۔" (ب) جرم کے ارتکاب کا ارادہ برابر باقی رہ سکتا ہے۔ لیکن دوسرے اشخاص مجرم سے پہلے اس کا ارتکاب کر لے سکتے ہیں۔ اس کی ایک عجیب مثال جوناتھن براڈفورڈ (Jonathan Bradford) کے مشہور مقدمے سے ملتی ہے۔ یہ شخص ایک مسافرخانے کا مالک تھا۔ آدھی رات کے وقت اس کے مسافرخانے میں ایک شخص بستر میں مقتول پایا گیا۔ اور یہ خود اس کے بچھونے کے پاس ایک ہاتھ میں چور قندیل اور ایک ہاتھ میں چاقو لیے ہوئے کھڑا تھا۔ چاقو اور ہاتھ دونوں خون میں تھے۔ اور اس طرح پر پکڑے جانے کے بعد براڈفورڈ نے سخت دہشت زدگی کے علامات کا اظہار کیا۔ اس کو اس قتل کا مرتکب ٹھیرایا گیا۔ اور سولی دے دی گئی۔ لیکن بعد میں ظاہر ہوا کہ اس کا ارتکاب ایک دوسرے شخص نے براڈفورڈ کے حجرۂ متوفی میں آنے سے قبل ہی کیا تھا۔ لیکن براڈفورڈ بھی حجرے میں

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۴۷۔

اسی ارادے سے داخل ہوا تھا۔ جن علامات کو شعور جرم کے علامات سمجھا گیا۔ وہ جزءً اس کے ارادے کے اس سے پہلے پورا ہوجانے پر استعجاب کی وجہ سے تھیں۔ اور اس کے ہاتھ اور چاقو پر خون اس طرح لگ گیا تھا کہ جب وہ بستر کے کپڑوں کو یہ دیکھنے کے لیے اٹھا یا کہ آیا متوفی دراصل مرگیا ہے تو چاقو جسم سے بہتے ہوئے خون پر گر پڑا تھا[1]۔

دفعہ ۴۵۸: (۲) ارتکاب جرم کے ارادے کا اعلان اور اس کے ارتکاب کی دھمکیاں و تیاریوں اور اقدام کے بعد اس جرم کے ارتکاب کے ارادے کا اعلان اور اس کے ارتکاب کی دھمکیاں آتی ہیں۔ جو فی الواقع سرزد ہوتا ہے ص ۳۸۸ اکثر مصنف مفروضات جو اول الذکر سے متعلق ہیں۔ زیر غور صورتوں سے بھی متعلق ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو صرف ان سے مخصوص ہیں۔ (الف) جن الفاظ کے متعلق سمجھا گیا ہو کہ ان سے مجرمانہ ارادے کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے متعلق غلط فہمی ہوسکتی ہے یا ان کو غلط یاد کیا جاسکتا ہے (ب) اگر کوئی شخص ارتکاب جرم کے ارادے کا اعتراف کرتا ہے یا اس کی دھمکی دیتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ دراصل بھی یہ ارادہ اس کے دل میں ہو۔ ممکن ہے کہ یہ الفاظ محض لاف و گزاف یا تنگ کرنے۔ ڈرانے۔ روپیہ وصول کرنے یا کسی اور ضمنی مقصد کی وجہ سے کہے گئے ہوں۔ (ج) نیز دوسرا شخص جو دراصل اس جرم کا ارتکاب کرنا چاہتا ہو۔ اپنے سے شبہ دور کرنے کے لیے اس دھمکی کے موقع سے فایدہ اٹھا سکتا ہے[2]۔ (د) یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ اس قسم کی

---

[1] نظر بر ثبوت قیاسی ضمیمہ د مقدمہ ۔

[2] ایک نہایت ہی قدیم فرنچ مصنف نے اس کی ایک نہایت ہی عجیب مثال بیان کی ہے۔ ایک بہت ہی برے چال چلن کی عورت نے ایک دن کھلی گلی میں ایک شخص جس نے اس کو ناخوش کیا تھا۔ دھمکی دی کہ بہت جلد" وہ اس کی رانیں اس کے لیے کٹوا دے گی"

دھمکی یا اعلان سے مقصد فوت ہوسکتا ہے۔ کسی شخص کو دھمکی دینے سے آپ اس کو ہوشیار کر دیتے ہیں۔ اور اس کو اپنی حفاظت کے ایسے ذرائع اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں جو قانون یا ماسوائے قانون قوتوں کی رو سے اس کو حاصل ہوں[1]۔" لیکن تاہم" جیسا کہ دانشمندانہ طور پر کہا گیا ہے "تجربہ شاہد ہے کہ مجرمانہ دھمکیاں اوپر سویرے اکثر پوری ہوتی ہیں۔ دہشت اور محض دہشت پیدا کرنے کے ارادے کے بعد کوئی خاص موقع حاصل یا کوئی نئی وجہ اشتعال پیدا ہونے پر ارتکاب جرم کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اور (اس ارادے کی تعمیل میں) خود جرم کا بھی ارتکاب کیا جاتا ہے[2]۔ ایک جدید مصنف کہتے ہیں[3] کہ "دھمکیوں کی اکثر پروا نہیں کی جاتی۔ اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ زیادہ بزدل طبائع ہی پر ان کا اثر ہوتا ہے۔ اور اکثر طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ اگر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اس کے کچھ دنوں بعد وہ شخص مردہ پایا گیا۔ اس کی رانیں بیچ میں سے کٹی ہوئی تھیں۔ اور دوسرے بھی متعدد زخم تھے۔ یہ امر اس عورت کے خلاف شبہ پیدا کرنے کافی تھا۔ اس کو اس زمانے کی عدالت ہائے یورپ کے عملدرآمد کے مطابق اذیت پہنچا کر تفتیش کی گئی۔ اس نے اقبال جرم کیا اور قتل کر دی گئی لیکن اس کے کچھ عرصے بعد ہی ایک شخص نے جو کسی دوسرے جرم پر گرفتار کیا گیا تھا۔ بیان کیا کہ وہ بیگناہ تھی۔ اور قتل کا ارتکاب ایک دوسرے شخص نے کیا تھا جس کا شریک جرم وہ خود تھا وہ شخص فوراً گرفتار کیا گیا۔ اور اس نے پورے واقعے کا صحیح اقبال جرم اس طرح کیا کہ جب وہ دھمکی دی جا رہی تھی۔ وہ گلی سے گزر رہا تھا اور اس دھمکی سے فایدہ اٹھا کر اس نے مقتول کو ختم کر دیا۔ کیونکہ اس کو یقین تھا کہ اس عورت کے برے چال چلن کی وجہ سے عہدہ داران انصاف کی توجہ اس کی طرف ہوگی "گرفتاریاں" از پاپن (Papon, Arrests) کتاب ۲۴ عنوان ۵۔ گرفتاری ۱۔ اس کو "مشہور مقدمات" اڈیٹر رشے۔ امسٹرڈم سنہ ۱۷۷۳ء۔ جلد ۵ صفحہ ۴۳۷۔ میں نقل کیا گیا ہے لیکن پوری صحت کے ساتھ نہیں۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳۔ صفحہ ۸۷۔

[2] ایضاً۔

[3] قرائنی شہادت از بریل صفحہ ۲۴۳۔

خوف ہوا بھی تو اس کو ظاہر کرنا۔ یا حفاظتی تدابیر اختیار کرنا پسند نہیں کرتی ہیں۔ بہت سے جری اشخاص کا محض دشمن کے الفاظ کی اسی حقارت اور اسی بنا پر اپنی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے موت کے گھاٹ اترنا
۴۸۹ مشہور بات ہے۔ اور ممکن ہے کہ دھمکی دینے والے نے ان صورتوں میں پہلے ہی سے اس واقعے کو سمجھ لیا۔ اور اس پر بھروسا کیا ہو۔"

دفعہ ۴۵۹: (۴) زندگی یا حالات میں تبدیلی۔ ان مجرمانہ واقعات کی جو ارتکاب جرم سے پہلے ہوتے ہیں۔ لیکن جو شاید بعد تک دریافت نہیں ہوتے ہیں۔ شہادتی وقعت کی تحقیق کرنے کے بعد اب ہم ان مجرمانہ واقعات پر غور کریں گے جو ارتکاب جرم کے بعد واقع ہوتے ہیں۔ اور ان میں جو امر قدرتی طور پر سب سے پہلے قابل غور ہے۔ وہ زندگی یا حالات میں ایسی تبدیلی ہے۔ جس کی آسانی سے توضیح نہیں ہوسکتی۔ سوائے اس کے کہ یہ فرض کیا جائے کہ غالباً یہ ثمرۂ جرم کی وجہ سے ہوئی ہے۔ مثلاً جب کوئی سرقہ یا سرقہ بالجبر یا کسی خوش باش شخص کی مشتبہ حالات میں موت یا غائب ہوجانا واقع ہوں۔ اور اس کے کچھ بعد ہی ایک شخص جو پہلے غریب تھا کافی دولتمند اور مالدار ہوجائے۔ قانون روما نے قرار دیا تھا کہ یکایک مالدار ہوجانا کسی ولی کی بے ایمانی کی بادی النظری شہادت بھی نہیں ہوتا ہے[1]۔ اور ہماری فوجداری عدالتوں میں محض اس واقعے سے کسی شخص پر جواب دہی کرنا بھی لازم نہیں ہوتا ہے[2]۔

دفعہ ۴۶۰: (۵) انصاف سے گریز کرنا۔ انصاف سے گریز کرنے سے مطلب کسی ایسے فعل کا کرنا ہے جس سے یہ خواہش ظاہر ہوتی ہو کہ کوئی شخص

[1] مجموعۂ قانون روما کتاب ۵۔ بعنوان ۱۵۔ دفعہ ۱۔
[2] شہادت مصنفۂ پوتھیے صفحہ ۳۴۵۔

جس پر کسی جرم کا الزام یا شبہہ ہو۔ اس کی عدالتی تحقیقات ہونا پسند نہیں کرتا یا اس کو دبا دینا چاہتا ہے۔ ایسی خواہش اس کے اس ملک یا محلے سے فرار ہو جانے۔ اپنے کو اپنے سامان وخاندان کو دوسری جگہ منتقل کرنے یا یا روپوش رہنے سے ظاہر ہوتی ہے وغیرہ۔ ان میں ان کے مماثل افعال کا بھی اضافہ کرنا چاہئے۔ یعنی عہدہ داران انصاف کو رشوت دینا یا ملا لینا۔ تاکہ وہ فرار ہونے یا شہادت کو دبا دینے وغیرہ پر راضی ہو جائیں اور اس کی اجازت دیں۔ ان تمام امور سے جرم کا قیاس پیدا ہوتا ہے جو حالات کے لحاظ سے کم وبیش وقیع ہوتا ہے۔

دفعہ ۴۶۱: یہ واقعہ کہ تقریباً اسی زمانے میں جس میں کہ ارتکاب جرم ہوا کسی شخص نے جس پر اس کے ارتکاب کا شبہہ یا الزام ہو۔ ملک چھوڑ دیا۔ یا اپنا گھر بدل دیا وغیرہ۔ اس جرم کی بنا پر قانون کے پنجے سے فرار ہونے کے ارادے کی صرف قیاسی شہادت ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان مکان یا مقام رہائش کو صحت کاروبار یا آرام کی وجہ سے بدل سکتا ہے۔ اس قیاس کی وقعت کا اندازہ لگانے اس شخص کی عام طرز زندگی کو دریافت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کسی ملاح۔ باربردار یا بالخصوص گرمال بیچنے والے یا گشتی کاریگر کی صورتوں میں تبدیل مقام سے جرم کا نتیجہ بے وقعت یا تقریباً بے وقعت ہوتا ہے[1]۔ نیز فرار ہونے سے مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی دیوانی مقدمے یا کسی دوسرے جرم کی بنا پر فوجداری کارروائی یا تحقیقات سے بچا جائے[2]۔

ص ۳۹۰ **دفعہ ۴۶۲:** لیکن اس امر کا واضح ترین ثبوت بھی کہ ملزم اسی الزام سے

---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۰۲۔

[2] ایضاً صفحہ ۱۸۰۔

بچنے کے لیے جو اس پر لگا یا گیا تھا غیر حاضر ہوگیا۔ گو ایک اہم واقعہ ہے لیکن ہرگز جرم کی قطعی شہادت نہیں ہے۔ بہت سے اشخاص کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں۔ اور بعض حالات میں معصوم سے معصوم اشخاص بھی مقدمے کو اتنا بڑا خطرہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے کہ وہ واقف ہو کہ بہت سے شبہہ پیدا کرنے والے گو غیر قطعی واقعات اس کے خلاف شہادت میں پیش کئے جانے والے ہیں۔ اس کو اس کا بھی احساس ہو کہ وہ اپنی جواب دہی کے لیے قانونی مشورہ حاصل کرنے یا دور دراز سے اس کو ثابت کرنے کے لیے گواہوں کو طلب کرنے کے ناقابل ہے اس کو پوری طرح یقین ہوسکتا ہے کہ طاقتور دولتمند افراد نے اس کی تباہی کا عزم صمیم کرلیا ہے۔ یا یہ کہ اس کے خلاف جھوٹی گواہی دینے کے لیے گواہوں کو ترغیب دی گئی ہے۔ ان سب باتوں میں اس کا بھی اضافہ کیجئے کہ نہایت ہی منظم عدالتی نظام میں بھی ان لوگوں کو جن پر فوجداری الزام لگائے جائیں کم و بیش تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اور کوئی شخص اس لیے روپوش ہوسکتا ہے کہ اس تکلیف سے بچے اور عین سماعت مقدمہ کے وقت اپنے آپ کو حوالۂ انصاف کردے یہ امور ہر زمان و مکان میں وقعت کے مستحق ہیں لیکن ان کے علاوہ ہمیں اس عدالت کی جس کے سامنے اور اس ملک کی عدل گستری کی جس کے تحت مقدمہ پیش ہو خصلت و ماہیت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ ان صورتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ جن میں عدالتوں پر صریحی رشوت ستانی۔ طرف داری یا تعصب کا جائز طور پر شبہہ ہوتا ہے۔ وہ اصول جن پر وہ باعتراف خود عمل کرتے ہیں۔ ایسے ہوسکتے ہیں کہ محض انھیں کی بنا پر کوئی شخص اپنی مرضی سے اپنے کو ان کے دست قدرت میں دینا پسند نہ کرے گا۔

دفعہ ۲۶۳: عدالتوں اور ان کے عملدرآمد کے علاوہ اور بھی ایسے

امور ہیں جن کا کسی شخص پر کسی جرم کے شبہے پر چالان کئے جانے سے بچنے کے لیے قوی اثر ہو سکتا ہے یہ ممکن ہے کہ اس مقدمے پر عوام نے بہت توجہ کی ہو۔ اور مبینہ مجرم کے خلاف عوام کے احساسات سخت برافروختہ ہوں۔ اور یہاں بعض اوقات اخبارات کی نازیبا حرکیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جب ایسے واقعات رونما ہولے جن سے کسی ایسے جرم کا ارتکاب ظاہر ہوتا جو اپنی ندرت وخباثت کی وجہ سے مخصوص ہوتا تو زمانۂ سابق میں اس ملک کے اخبار اکثر یہ فراموش کر دیتے تھے کہ ان کا طرز عمل کتنا ارفع و اعلیٰ ہونا چاہئے۔ اور ان کی طاقت کے بیجا استعمال کی ذمہ داری کتنی خوفناک ہوتی ہے۔ جرم سے دہشت ونفرت کے بہانے سے لیکن غالباً زیادہ تر اخبار کی بکری کے خیال سے عوام کے بھڑکے ہوئے نامناسب احساس تجسس کو اور زیادہ بھڑکایا جاتا تھا۔ جس سے وہ بدقسمت شخص جس پر کسی جرم کا شبہہ ہو منصفانہ سماعت مقدمہ کے ہر موقع سے محروم ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ہفتوں بلکہ مہینوں پہلے سے اس کا چال چلن اور کردار اخباروں اور ان کے حلقۂ اثر کے تمام مقامات میں مسلسل مباحث کا موضوع بنادیا جاتا تھا۔ اور ہر بحث میں اس کو مجرم ٹھیرایا جاتا تھا۔ جس طریقے پر ارتکاب جرم کیا گیا اس کے مفصل حالات بیان کئے جاتے تھے۔ اور بعض وقت اس کے واقعی چہرے اتارے جاتے تھے۔ اور ملزم کو ارتکاب جرم کرتے ہوئے ظاہر کیا جاتا تھا۔ اس کی سابقہ زندگی کے مکمل سوانح دیے جاتے تھے۔ جن میں اسے ان گنت جرائم کا مجرم بتایا جاتا تھا۔ جیلخانے کے حجرے کی تنہائی میں اس کے افعال کی چھوٹی سی چھوٹی تفصیل و نیز اظہار لیتے وقت کے تمام حالات بیان کئے جاتے تھے۔ اور تعجب وغصے کا اظہار کیا جاتا تھا۔ کہ اس کی بے باکی دیکھئے کہ اس نے اب تک اقبال جرم نہیں کیا۔ یہ تمام باتیں روزانہ بلکہ ہر گھنٹے شایع کئے جاتے تھے۔ ایک مقدمے میں ~~توجب~~ کہ چند اشخاص پر قتل کے لیے مقدمہ چلایا جانے والا تھا قتل کے

ص۲۹۱ (margin, beside the line beginning "ان کے حلقۂ اثر")

تمام سین کا جن میں ظاہر ہے کہ ان کو مرتکب قتل تصور کر لیا گیا تھا۔ ڈراما دکھایا گیا اور شہر لندن کے حاضرین نے اسے دیکھا[1]۔ اس قسم یا کم سے کم اس حد تک کی بیجا حرکات اب تقریباً مفقود ہیں۔ اور اگر ان کے ارتکاب کی کوشش کی جائے تو اگر رائے عامہ کے از خود عمل کی رو سے نہیں تو قانوناً ان کو روک دیا جائے گا۔

دفعہ ۴۶۴: ہمیں اس موضوع کو یہ بتلائے بغیر نہیں ختم کر دینا چاہئے کہ بعض مقدمات ایسے بھی پیش آتے ہیں جن میں کسی جرم کا ارتکاب سزا سے بچ جانے کی اس امید پر کیا جاتا ہے۔ جو دوسری وجوہات کی بناء پر تبدیل مقام کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

دفعہ ۴۶۵: بہت ہی کم امور ایک روشن خیال نظام معدلت کو غیر مہذب و وحشیانہ نظام سے اتنا ممیّز کرتے ہیں۔ جتنا کہ شہادت کے متعلق ان کا طرز عمل۔ اول الذکر میں شہادت کی وقعت جانچی جاتی ہے۔ اور موخر الذکر میں شاید ایسا نہ کرسکنے کے شعور یا غلطی کے نتائج کی پروا نہیں ہونے کی وجہ سے بعض وقت تو قطعاً شہادت کو مسترد ہی کر دیا جاتا ہے اور بعض وقت شہادت کے بعض اجزا کو قطعی وقعت دے کر ان کو قانون کے اصول محض اس وجہ سے بنا دیا جاتا ہے کہ ان کی شہادتی وقعت عام طور پر بہت زیادہ دیکھی گئی ہے۔

ہمارے آبا و اجداد نے یہ دیکھ کر کہ مجرم اشخاص اکثر انصاف سے

---

[1] ۸؍ جنوری ۱۸۲۴ء کو جان تھرٹل و جوزف ہنٹ (John Thurtell & Joseph Hunt) پر ولیم ویر (William Weare) کے ۱۱؍ اکتوبر ۱۸۲۳ء کو قتل کرنے کے لیے مقدمہ چلایا گیا اور وہ ایسی شہادت کی بناء پر مجرم قرار دیے گئے جس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس فعل کا ڈراما بنایا گیا۔ اور سرے تھیٹر میں ۱۷؍ نومبر کو سماعت مقدمہ سے پہلے دکھلایا گیا۔

بھاگ جاتے ہیں۔ زود بازی سے اس اصول کے بموجب کہ "جو شخص انصاف سے بھاگتا ہے وہ جرم کا اقبال کرتا ہے"۔ یہ نتیجہ نکال لیا کہ محض مجرم اشخاص ہی انصاف سے بھاگتے ہیں[1]۔ قدیم قانون کے تحت جو شخص بغاوت یا جرم سنگین کے الزام پر چالان کئے جانے سے بچنے کے لیے بھاگ جاتا تھا۔ اس کے تمام سامان و منقولہ جایداد کو ضبط کر لیا جاتا تھا۔ گو وہ بعد میں بری بھی کر دیا جاتے[2]۔ اور ان صورتوں میں جوری کے ذمے نہ صرف
۳۹۲ یہ دریافت کرنا ہوتا تھا کہ کیا ملزم جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ کیا "وہ اس سے بھاگا ہے" اور اگر بھاگا ہے تو اس کی جایداد منقولہ کیا ہے۔ اس عملدرآمد کو باضابطہ طور پر ۱۸۲۷ء تک یعنی قانون فوجداری ۱۸۲۷ء۔ ۷ و ۸ جارج چہارم باب ۲۸ دفعہ ۵ تک منسوخ نہیں کیا گیا۔ اور نہ یہ تصور کچھ انگریزی قانون ہی سے مخصوص تھا۔ ہمیں اس کا پتا متقدمین رومن فقہا کی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ جنھوں نے قرار دیا تھا کہ "ملزم فرار کی وجہ سے خود اپنا آپ الزام دہندہ ہو جاتا ہے[3]۔ متاخرین رومن فقہا کے نزدیک اور عصر جدید میں زیادہ صحیح رایوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ اور انصاف گریزی کو قانون تعزیرات کے لفاذ میں اس کی اگر کلیتہً نہیں تو تقریباً صحیح جگہ دی گئی ہے۔ یعنی ایک قرینہ ــــــ یا ایسے واقعے کی جس پر غور کرنا ہمیشہ اہم ہوتا ہے اور جس سے دوسرے واقعات کے ساتھ جرم کی نہایت قابل اطمینان شہادت فراہم ہو سکتی ہے۔ گو اس کو

[1] ۵ گک صفحہ ۱۰۹ ب۔ ۱۱ کک صفحہ ۶۰ ب جنک سنٹ ۱۔ مقدمہ ۸۰۔
[2] شلٹن مصنفہ لگک ۳۷۳۔ الف : ب۔ ۵ کک ۱۰۹ ب ۱۹ ہووِل اسٹیٹ ٹرائلس ۱۰۹۸۔ لیکن بعض اساتذہ کے نزدیک اس بنا پر ضبط کی جاتی تھی کہ فرار ہو جانے سے قانون کی اہانت ہوتی تھی جو بنفسہ ایک مستقل جرم ہوتا تھا۔ بلوڈن صفحہ ۲۶۲۔ ۱۹ ہووِل اسٹیٹ ٹرائلس ۱۰۹۸۔
[3] شروحات ویٹ بر پانڈکٹس (Vœt al. Pand, کتاب ۴۸ عنوان ۳ نوٹ ۵۔ ناول (فرامین نو) ۵۳۔ باب ۴۔

بھی قطعی یا بے خطا سمجھنا اتنا ہی لغو و خطرناک ہے جتنا[1] کہ قیاسی شہادت کے کسی اور جزو کو ایسا سمجھنا۔

دفعہ ۴۶۶:(۶) خاموش رہنے وغیرہ سے اظہارِ خوف: جذبۂ خوف جو کسی شخص کے الزام جرم لگانے پر یا اس کے یہ سمجھ لینے کے بعد کہ اس پر کسی جرم کا شبہہ کیا جا رہا ہے خاموش رہ جانے سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک مجرمانہ قرینہ سمجھا جاتا ہے۔ حسب ذیل جسمانی آثار خوف کی علامتیں ہوتی ہیں۔ "شرمندہ ہونا۔ پیلا پڑ جانا۔ کانپنا۔ غش کھا جانا۔ پسینے پسینے ہونا۔ غیر ارادی طور پر قضائے حاجت ہو جانا۔ رونا۔ آہیں بھرنا۔ چہرے کا پیچ و تاب کھانا۔ سسکیاں لینا۔ چونک جانا۔ ٹہلنے لگنا۔ پکار اٹھنا۔ پس و پیش کرنا۔ ہکلانے لگنا۔ آواز کا بھرا جانا وغیرہ[2]۔ اور چونکہ ان میں سے ہر علامت کی شہادتی وقعت اس نتیجے کے صحیح ہونے پر مبنی ہوتی ہے کہ وہ علامت۔ جرم عاید کردہ کے معلوم ہو جانے کے خوف سے ظاہر ہوئی ہے۔ اسی لیے دو قسم کے مضعف مفروضات قدرۃً قابل لحاظ ہوتے ہیں۔ (۱) ممکن ہے کہ اس شخص کے ذہن میں خوف کا جذبہ موجود ہی نہ ہو۔ مذکورۂ بالا علامات میں سے متعدد علامتیں بیماری کی علامتیں اور دوسرے جذبات سے مخصوص ہوتی ہیں۔ مثلاً تعجب رنج یا غصے سے وغیرہ مثلاً پہلی علامت شرمندہ ہونے ہی کو لیجئے کہ بخار کی وجہ سے چہرے کا سرخی مائل ہو کر تمتمانا اور معصومی کی ہتک کی وجہ سے چہرے کا لال ہو جانا بھی اتنے ہی عام طور پر واقع ہو سکتے ہیں جتنے کہ جرم کی وجہ سے چہرے کا سرخ ہو جانا (۲) جذبۂ خوف اگر موجود بھی ہو تو گو وہ جرم عاید کردہ کے ارتکاب کی

---

[1] ثبوت قطعی از اسکارڈس صفحہ ۴۹۹۔ ماتھیس بر ثبوت باب ۲ نوٹ ۹۹۔ ویٹ بر مقام مذکورہ۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۵۳۔

قیاسی شہادت ہوتا ہے لیکن ہرگز اس کی قطعی شہادت نہیں ہوتا ہے۔ خوف کسی دوسرے جرم کے شعور سے پیدا ہو سکتا ہے جس کا ارتکاب یا تو خود اسی شخص نے کیا ہے یا دوسروں نے جن سے اس کو کوئی نہ کوئی
۳۹۳ رشتۂ ہمدردی ہوتا ہے۔ اور جن پر عدالتی تحقیقات سے یا تو شبہہ عاید ہو سکتا ہے یا انھیں سزا دی جا سکتی ہے۔ یا خوف محض اس واقعے کے یاد آنے سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے کسی جرم یا خطا کے بغیر اس کو یا ان کو تکلیف بگمان غالب پہنچ سکتی ہے۔ اسی طرح معصوم ہونے کے باوجود مجرم ٹھیرائے جانے یا چالان کیے جانے سے تکلیف ہونے کا خوف ایسا قرینہ ہوتا ہے جس کی وقعت مثل انصاف گریزی کی وقعت کے اس عدالت کی نوعیت جس کے سامنے اور اس ملک کے ضابطۂ فوجداری کے اشکال پر جہاں مقدمے کی سماعت ہوتی ہے بہت کچھ موقوف ہوتی ہے آخر میں خوف اس شاذ لیکن بلا شبہہ ممکن واقعے کی وجہ سے بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ اپنے کو مجرم قرار دینے والا واقعہ جو یاد آیا وہ غلط طور پر یاد آیا۔ مثلاً جب کسی عادی سارق کو سرقے کے لیے حراست میں لیا جائے تو یہ کافی طور پر قدرتی امر ہوگا کہ اس سے خوف کے علامات ظاہر ہوں۔ اور اپنے ایک سرقے کو دوسرے سے مخلوط کر کے (خصوصاً جب مبیّنہ سرقے کا وقت عرصۂ دراز کے پہلے کا ہو) وہ ایک ایسے سرقے کو یاد کر سکتا ہے۔ جس میں فی الحقیقت اس کا کوئی حصّہ نہیں تھا۔

اس مضمون سے نہایت ہی قریبی طور پر متعلق خوف کے وجود کا

۱؎ عدالتی شہادت از منتھم جلد ۲ صفحہ ۱۵۷۔

۲؎ ایضاً ص ۱۵۷ ۔

۳؎ اوپر دفعہ ۴۶۲ ۔

۴؎ عدالتی شہادت از منتھم جلد ۲ ص ۱۵۵ ۔

۵؎ ایضاً ص ۱۵۱ ۔

قیاس اور اس کی وجہ سے جرم کا قیاس ہوتا ہے جو پریشان ہوجانے سے کیا جاتا ہے۔ اور پریشانی کا اظہار مثلاً چہرے گفتگو یا عمل سے ہوتا ہے[۱]۔ اس کے بھی مثل اول الذکر کے مضعف مفروضات ہوتے ہیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ خوف کسی جرم یا کسی دوسرے ناگوار واقعے کے ظاہر ہوجانے کی وجہ سے ہوسکتا ہے[۲]۔ اور (۲) دوسرے یہ کہ ملزم یا مشتبہ شخص کو یہ شعور ہوسکتا ہے کہ گو وہ معصوم ہے لیکن ظواہر حالات اس کے خلاف ہیں[۳]۔

دفعہ ۴۶۷: (۷) خواہش اخفا سے اظہار خوف: خوف کی موجودگی ایک دوسری طرح بھی شہادت ہوسکتی ہے۔ یعنی ان افعال کے ذریعے سے جن سے خواہش اخفا ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً اس امر کا اندھیرے میں کرنا جو اگر مجرمانہ منصوبہ نہ ہوتا تو قدرۃً روشنی میں کیا جاتا۔ کسی فعل کے کرنے کے لیے کسی مقام کو یہ سمجھ کر منتخب کرنا کہ وہ لوگوں کی نظر سے اوجھل ہے۔ جو فعل اگر مجرمانہ منصوبہ نہ ہوتا تو قدرتی طور پر ایسے مقام پر کیا جاتا جہاں لوگوں کی نظریں پڑ سکتی تھیں۔ بھیس بدلنا۔ ناجائز فعل کے موقع واردات سے گواہوں کو ہٹانا وغیرہ۔ لیکن ایسے افعال

---

[۱] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ ص ۱۴۹۔

[۲] ایک شخص کا مشہور مقدمہ ہے۔ جس پر غلط شبہہ ایک ایسے شخص کو پناہ دینے کا تھا۔ جس پر ایک جرم ملازمت کا الزام تھا۔ اس کے مکان اور سونے کے کمرے تک کی عہدہ داران انصاف نے اس وقت تلاشی لی جب کہ وہ بستر پر سو رہا تھا۔ اس وقت بچھونے میں اس کے ساتھ ایک عورت تھی۔ اور اس سے کم وبیش پریشانی کا اظہار ہوا ہوگا۔ اس کے اطمینان قلب نے اس کو اور عورت دونوں کو بچا لیا کیونکہ اس نے اس عورت کا اتنا جسم دکھلایا جس سے اس کی جنس ظاہر ہوگئی لیکن اس کی شخصیت ظاہر نہیں ہوئی۔ دیکھئے عدالتی شہادت از بنتھم صفحہ ۔ (نوٹ از بن)

[۳] عدالتی شہادت از بنتھم ص ۱۵۱۔

[۴] ایضاً ص ۱۶۰ و ۱۶۱۔

ص ۲۹۳
کی اکثر توضیح ہوسکتی ہے۔ (۱) یہ بالکل ممکن ہے کہ خواہش اخفا والے کا منصوبہ کلیتہً معصومانہ ہو۔ کم از کم جہاں تک قانون فوجداری کا تعلق ہے[1]۔ مثلاً ماماؤں کے عاشق اکثر چور سمجھے گئے ہیں۔ اور اس کے برعکس بھی ہوا ہے[2]۔ (۲) منصوبہ اگر مجرمانہ ہو تو دوسرے مقصد کے لحاظ سے مجرمانہ ہوسکتا ہے۔ اور اتنا مجرمانہ نہیں ہوسکتا ہے جتنا کہ اس کو سمجھا گیا ہے[3]۔ مثلاً اس صورت میں جب کہ کوئی شخص مذاقاً ہمسایوں کو ڈرانے کے لیے ایسا بھیس بدلتا ہے کہ بھوت نظر آنے لگے[4]۔

دفعہ ۲۶۸: اس دفعہ کے مضمون کو جائز طور پر علم اصول قانون کا روبانس کہہ سکتے ہیں۔ اور دراصل یہ اس ٹھوس علم کے ان چند حصوں میں سے ہے۔ جن میں سنگین نتائج کی تہدید کے تحت تخیل کے دھوکوں سے بچنا ضروری ہوتا ہے۔ مفاد معاشرہ کی بدقسمتی سے صحیح اصولوں کو جن پر قیاسی شہادت مبنی ہوتی ہے۔ ارباب اقتدار نے ہمیشہ سمجھا نہیں۔ یا ان کی پروا نہیں کی ہے۔ اور ہر ملک کی عدالتی تاریخ میں ایسی افسوسناک مثالیں ملتی ہیں۔ جن میں افراد اشخاص کی حفاظت کو طریق ثبوت پر عمل کرنے والے ججوں وجوریوں کی جہالت زود بازی یا بیجا سرگرمی پر قربان کر دیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس کے خلاف ایک تعصب پیدا ہوگیا۔ اور اسی لئے قیاسی شہادت پر مجرم ٹھیرانے کے خطرات پر تقریر کو ہر جماعت عوام میں فوراً پسند کیا جاتا ہے۔ قانون سازی یا فن کے نقطۂ نظر سے یہ دلیل تردید کے بھی

[1] عدالتی شہادت از بنتھم ۱۶۲۔
[2] ایضاً ۱۶۲۔
[3] ایضاً ۱۶۳۔
[4] ایضاً ۱۶۳۔

قابل نہیں ہے۔ عدالتی شہادت کی کوئی قسم بھی غلطی سے مبرا نہیں ہے چاہے وہ بنفسہٖ کتنی ہی قوی ہو۔ یقین کا جو درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے وہ صرف احتمال کا ایک غیر معین اعلیٰ درجہ ہوتا ہے[1]۔ اور شاید جھوٹی یا غلط بلا واسطہ شہادت پر اتنی ہی غلط سزائیں دی گئی ہیں جتنی کہ قیاسی شہادت پر[2]۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے۔ صریحی بلا واسطہ شہادت کا ماخذ اکثر دروغ بالعمد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی نہایت ہی ہولناک جرائم کا جن سے قتل بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ اس لیے ارتکاب کیا گیا ہے کہ معصوم اشخاص پر الزام لگایا جائے تاکہ مجرموں کو سزا دلانے کا جو انعام مشتہر کیا گیا ہے وہ حاصل کیا جائے۔ ڈبلن میں ۱۸۴۲ء میں ایک شخص جان ڈیلاہنٹ (John Delahunt) کو ایک ایسے ہی جرم کی بنا پر مجرم قرار دیا گیا اور پھانسی دی گئی[3]۔ انگریزی حکومت نے سالہائے سال سے دریافت جرائم پر انعام مقرر کرنے کو اس بنا پر ترک کر دیا ہے کہ لوگوں نے انعام حاصل کرنے کے لیے جرائم کا ارتکاب کیا ہے تاکہ معصوم اشخاص پر الزام لگا سکیں اور ہوم آفس نے گو اس سے اصرار کے ساتھ درخواست کی گئی کہ عورتوں کے قتل کے ایک سلسلے کا جو ۱۸۸۸ء میں وائٹ چاپل (White Chapel) میں ہو رہا تھا۔ پتا لگانے کے لیے انعام کا اشتہار دے۔ اس عملدرآمد کے
۳۹۵ دوبارہ احیا سے اسی بنا پر مستقل مزاجی سے انکار کر دیا۔ فی الحقیقت نہایت ہی افسوسناک صورتیں وہ ہیں جن میں عدالت نے مشتبہ حالات سے جعلی ہو کہ اتفاقی اور بلا واسطہ جھوٹی گواہی سے دھوکا کھایا ہے۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں یہ دو قسم کی شہادتیں (گو ہر ایک بنفسہٖ مغالطہ آمیز ہوتی ہے) ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ اور چونکہ

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۲۷-۹۵۔

[2] غلط شناخت کے بعض مشہور مقدمات کے لیے دیکھو آگے دفعات ۵۱۷ و ۵۱۷۔الف۔

[3] تیز: دیکھئے ملک بنام ماکڈانیل ا۔ ایسٹ پلیس آف دی کراؤن ۳۳۳۔ ایچ ۵۲۔

زندگی کے اکثر اہم معاملات تمام اخلاقی اور اکثر مادی علوم میں ہم مجبور ہیں کہ خالصاً قیاسی یا احتمالی استدلال پر بھروسا کریں[1]۔ اس لیے یہ کہنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ کیوں عدالتی تحقیقات میں ظن کا ایک اس سے اعلیٰ درجہ (بالفرض یہ اگر قابل حصول ہو بھی تو) ضروری ہے۔

دفعہ ۴۶۹۔ لیکن جب ہم اس غلطی کو جو شاید خلاف فطرت نہیں ہے برا کہتے ہیں۔ تو اس کی ایک مخالف قسم کی غلطی کے متعلق کیا کہنا چاہئے جو اس سے کہیں زیادہ ضرر رساں ہے۔ کیونکہ ایسی سند کے ساتھ رائج کی گئی ہے۔ جس کی تعظیم پر ہم مجبور ہیں۔ یعنی قیاسی شہادت کو ثبوت کے دوسرے تمام طریقوں پر ترجیح دینے اور اس کو قطعی سمجھنے کی غلطی کے متعلق۔ عدالت نے جوریوں سے قتل کے مقدمے تک میں کہا ہے کہ "جب کوئی قوی قیاس قراین سے لازمی طور پر پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ کسی دوسری قسم کی شہادت سے زیادہ یقین پیدا کرنے والے اور قابل اطمینان ہوتے ہیں۔ کیونکہ واقعات جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہیں[2]۔ اس عجیب و غریب مقولے کے متعلق بہت سے امور تنقیدی طور پر کہے جا سکتے ہیں۔ اول تو یہ کہ جس گھڑی ہم کسی امر کے متعلق کہیں کہ وہ دوسروں کا لازمی نتیجہ ہے۔ قیاسی استدلال کا تصور ختم ہی ہو جاتا ہے[3]۔ دوسرے یہ کہ اس قول کی

---

[1] "فہم انسانی" از لاک کتاب ۴ باب ۱۴۔

[2] از لگ جج (Legge, B.) بمقدمہ میری بلانڈی۔ ۱۸ "ہوول اسٹیٹ ٹرائلس"، ۱۱۸۰۔ نیز دیکھئے قول بلر جسٹس (Buller, J.) بمقدمہ ڈونلان۔ اجلاس موسم بہار ۱۷۸۱ء۔ وارک رپورٹ گرنی۔ از مونٹنی (Mounteney, B.) جج بمقدمہ آنسلی بنام ارل آف انگلیسہ ۱۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۴۳۰۔ "شہادت" مصنفہ گلبرٹ، ۱۵۷۔ طبع چہارم۔ اخلاقی و سیاسی فلسفہ از پالی۔ کتاب ۶ باب ۹۔ اور تصنیفات چانسلر ڈاگاسو۔ تام ۱۲ صفحہ ۳۷۶۔

[3] دیکھئے اوپر دفعہ ۴۶۰۔

صداقت کو تسلیم بھی کرتے ہوئے کہ واقعات و قراین جھوٹ نہیں کہہ سکتے
ہیں۔ جب تک دستاویزات اور گواہ جن کے ذریعے سے ان واقعات
کو لازمی طور پر ثابت کیا جائے گا۔[1] جھوٹ کہہ سکتے۔ یا ایمانداری کے ساتھ
غلط بیانی کر سکتے ہیں۔ اس وقت تک قراینی شہادت سے قطعی و
بے خطا نتایج تک پہنچنا ناممکن ہوگا۔ لیکن ان امور پر زیادہ دیر تک
توقف کئے بغیر اس عام قضیے پر غور فرمائیے کہ "واقعات جھوٹ
نہیں کہہ سکتے ہیں"۔ کیا دراصل وہ نہیں کہہ سکتے ہیں؟ جب کسی ملازم
کو برباد کرنے اس کا صندوق ایک جھوٹی کنجی سے کھولا جائے۔ اور
اس کے آقا کے پاس سے چرایا ہوا سامان اس میں رکھ دیا جائے۔
یا جب کوئی شخص مردہ پایا جائے۔ اور اس کے بازو ایک خونیں
ہتھیار پڑا ہوا پایا جائے۔ جس کے متعلق یہ ثابت کیا جائے کہ وہ ایک
ایسے شخص کا ہے جس کے ساتھ کچھ عرصے قبل اس نے جھگڑا کیا تھا۔ اور
اس شخص کے نقوش قدم نعش کے قریب پائے جائیں۔ لیکن قتل دراصل ۳۹۶
ایک تیسرے شخص نے کیا ہو۔ جس نے ان دونوں سے کینے کی وجہ سے
ایک کے جوتے پہن لیا۔ اور اسی کے ہتھیار لے کر دوسرے کو قتل کر دیا ہو
تو کیا قراین جھوٹ نہیں کہتے ہیں؟[2] اس مقولے پر کہ "واقعات جھوٹ
نہیں کہہ سکتے ہیں" اندھا دھند بھروسا کرنے سے عدل گستری میں بعض
وقت ضرر رساں نتایج پیدا ہوئے ہیں۔

---

[1] قانون روما از ڈوما حصۂ اول کتاب ۳ عنوان ۶۔ مقدمہ۔ نظریۂ ثبوت قیاسی صفحات ۲۳ و ۲۸۔

[2] اس قسم کے ایک بڑے مقدمے کا ذکر نظریۂ ثبوت قیاسی ضمیمہ۔ دسویں مقدمے میں کیا گیا ہے۔
نیز دیکھو مقدمہ ۱۸ ایڈرین ڈو (Adriea Doué) کے "مقدمات مشہورہ" مطبوعہ ریشے صفحہ ۲۴۲۔
طبع امسٹرڈم۔ اور دیکھیے دفعات ۱۹۶ تا ۲۱۲۔ بربادی شہادت۔ نیز اس قصے کو جسے سسرو
(Cicero) نے بیان کیا ہے .De. Inv کتاب ۲۔ دفعہ ۴۔ اور جس کا ذکر "رام آن فاکٹس"
(Ram on facts) یعنی واقعات از رام میں بھی کیا گیا ہے۔ و نیز دیکھو "شہادت" از گڈالیف میں مکلین

دفعہ ۷۴۲: تمام قسم کی عدالتی شہادت پر غور کرتے وقت جہا
تحکمانہ نتائج نکالتی ہے۔ سائنس نظریہ سازی کرتی ہے۔ سمجھ منصفانہ
کرتی ہے۔ قیاسی شہادت کا مثل دوسری اقسام شہادت کے صحیح ا
عدالتوں کی ذہانت ایمانداری و مستقل مزاجی پر مبنی ہوتا ہے ایک
قرینے کی بنا پر سزا دینا ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے۔ اور یہ صحیح کہا گیا
جب قیاسی قسم کے مجرمانہ اتہامات بہت سے ہوتے ہیں۔ تو اکثر
فیصلہ ہائے سزا ظاہری حالات پر اس وقت بھی بہت بھرو
سے ہوئے ہیں جب کہ کوئی ایسا فعل بھی جو جرم تک نہیں تھا
ملزم کے خلاف ثابت نہیں ہوا تھا۔

دفعہ ۷۴۳: لیکن نہ صرف انصاف بلکہ اس کا منبع بھی ایسے اسبا
بنا پر زہر آلود ہو سکتا ہے۔ جو قوانین کی کمزوری یا عدالتوں کی غلط
بالکل جدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک سبب خاص توجہ کا
ہے۔ کیونکہ اس کا اثر سزائے موت کے مقدمات میں خصوصاً ا
اکثر ظاہر ہوتا ہے جب کہ شہادت قیاسی ہوتی ہے۔ ہمارا اشار
توہمات کی طرف ہے جو عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ اور جو گو ر
و تہذیب کی ترقی سے بہت کم ہو گئے ہیں۔ لیکن اب بھی نابو
ہوئے ہیں یہ صحیح ہے کہ وہ دن جا چکے ہیں جب تکبیر شہادت
غیر موجود کڑیوں کو فوق الفطرت ذرائع سے پورا کرنے کی اجاز
دی جاتی تھی۔ یا جب بھوتوں کی مبینہ گواہی کی بنا پر کسی کو سزائے موت سنائی جا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ...سے جو حصہ نقل کیا گیا ہے صفحہ ۴۳ و ۴۴۔

لہ نظریۂ شہادت قیاسی صفحہ ۵ و ۶۔

کہ ۱۸۵۷ء میں اسکاٹ لینڈ کی عدالت انصاف میں دو گواہوں کو قتل کے ایک مقدمے کی

یا اس بنا پر کہ گواہوں کے چھونے پر نعش سے خون ٹپکنے لگا[۱]۔ لیکن
توہم پرستی ہمیشہ وہی رہتی ہے۔ سماج کے ادنیٰ طبقوں میں یہ تصور ۴۹۷
عام طور پر پایا جاتا ہے (گو یہ انھیں تک محدود نہیں ہے) کہ کوئی
شخص مرتے وقت جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ اسی لیے جب کوئی
سولی پانے کا منتظر مجرم خصوصاً وہ جو مذہبی ہوتا ہے اپنی معصومی کو اصرار
کے ساتھ بیان کرے تو اس پر یقین کرنے کے سوائے کوئی اور راہ عمل
باقی نہیں رہتی ہے۔ اور یہ سمجھنا پڑتا ہے کہ جس عدالت نے اس کو سزا
سنائی وہ راستی یا گمراہ تھی۔ امن معاشرہ کے لیے اس سے زیادہ خطرناک
مغالطے کا خیال کرنا دشوار ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ایسے بیانات
معصومی عاملہ کی توجہ کے قابل ہوتے ہیں۔ ان کو قیاسی شہادت کی ایسی
زنجیر کے مقابلے میں جس کی قوت صرف علم حساب کے یقینی حل ہی سے
کم ہو سکتی ہے۔ قطعی اثر دینے کی آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ بحث کی جاتی
ہے کہ ملزم آخرت کی سرحد پر کھڑا ہوتا ہے۔ صحیح لیکن ممکن ہے کہ اس کو
اس کے وجود کا عقیدہ ہی نہ ہو۔ لیکن قوی ترین صورت لیجئے۔ اس کے
ایمان کو شبہے سے باہر فرض کیجئے۔ اور یہ بھی کہ اس نے نہایت پابندی

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ:- میں حلف اٹھا کر کہنے کی اجازت دی گئی کہ انھوں نے ایک بھوت یا
روح کو دیکھا ہے۔ جس نے ان سے کہا کہ نعش کس مقام پر ملے گی۔ اور یہ کہ ملزم قاتل ہیں۔ قانون
تحریرات اسکاٹ لینڈ مصنفۂ برنٹ۔

[۱] اس ملک کے مقدمۂ میری نارکاٹ وغیرہ Mary Norkott & others میں جو ایک ملزم
کی بیوی جین نارکٹ Jane Norkott کے قتل کا مقدمہ تھا۔ اور جس کی سماعت عدالت
کنگس بنچ کے اجلاس کاملہ کے سامنے ۴ چارلس اول ۱۶۲۸ء۔ ۱۶۲۹ء میں ہوئی۔ دو معزز پادریوں
نے حلف اٹھایا کہ جب موت سے (۳۰) دن بعد نعش قبر سے نکالی اور گھاس پر رکھی گئی۔
اور ملزمین میں سے ایک نے کہنے پر اس کو چھوا "تو متوفی کی پیشانی پر جو کالی۔ نیلی۔ اور مردہ
رنگ کی تھی۔ اوس یا بھینی بھینی پسینہ آنے لگا۔ جس میں بتدریج اضافہ ہوا۔ یہاں تک کہ

سے ہر مذہبی فرض کو ادا کیا ہے اور سولی کی گھڑی تک اپنے تمام گزشتہ گناہوں پر تاسف و پریشانی کا مناسب اظہار کرتا ہے لیکن متانت و سنجیدگی سے وہ اس جرم سے جس کی وہ ابھی ابھی سزا پانے والا ہے اپنی معصومی کا اعلان کرتا ہے تو کیا لازماً اس پر اعتبار کرنا چاہیئے؟ کیا کسی اور امر پر غور کرنا باقی نہیں ہے؟ وہ اس بدنامی کا خیال کرتا ہے جو اقرار جرم سے اس کے خاندان و متعلقین کی ہوگی۔ کہ پشت ہائے پشت تک ان کی طرف انگشتِ حقارت اٹھا کرے گی یا شاید وہ مفلس بنا دئے جائیں گے۔ یا مجبوراً ان کو اپنا دیس نکالا تب کرنا ہوگا۔ ان سب امور کا جب اس کو خیال ہو تو ہمیں متحیر نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر مجرم جس کے اخلاقیات کے تصورات شاید کبھی بھی بہت واضح نہیں تھے۔ خصوصاً اپنی یادگار کا بھی خیال کرکے اپنے نفس کو دھوکا دیتا۔ اور یہ یقین کر لیتا ہے۔ کہ معصومی کا ایک غلط بیان یا اقرار جس سے اتنے شر سے بچا جا سکتا ہے۔ ایک نہایت ہی کارآمد تسم کا گناہ ہے یعنے اگر بالفرض اس کو ایسا فعل نہ تصور کیا جائے جو صاف طور پر پسندیدہ ہو۔ ہم کو ان لوگوں کی جو عام طور پر ایسے بیانات کرتے ہیں حیثیت و چال چلن کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ ان سے یہ توقع کرنی چاہیئے۔ کہ وہ فلسفیانہ نگاہ سے اس ضرر کی وسعت کو دیکھیں گے جو عوام کے ذہن میں اس یقین کے پیدا ہونے سے کہ ایک معصوم شخص کو رشوت ستانی یا غلطی پر مبنی فیصلۂ سزا کی وجہ سے قربان کیا گیا ہے۔ پیدا ہو سکتا ہے۔ اپنے اپنے خاندانوں اور ہمسایوں کے مفاد ہی تک ان کی حد نظر محدود رہتی ہے۔ اور سماج کے اعظم مفاد ان کی نظر سے دور اوجھل رہتے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ چہرے سے پسینہ ٹپکنے لگا" وغیرہ ۱۲ ہووِل اسٹیٹ ٹرائلس ۱۳۲۴۔ راوی سارجنٹ منیارڈ Serjeant Maynard ہیں۔ اس مقدمہ پر پیچھے دفعہ ۲۰۰ دیکھئے۔

رہیں۔ تمام ممالک کی عدالتی تاریخوں سے ججوں کی نا انصافی یا گواہوں
۳۹ ق کی دروغ حلفی کو متانت و سنجیدگی سے ایسے مجرموں کے بُرا کہنے کی
مثالیں ملتی ہیں۔ جن کے افعال کی سیاہ کاری اور سزا دہی کی منصفی پر
کوئی معقول آدمی شبہہ نہیں کر سکتا۔ اور جب ہم ان متعدد مثالوں کو
یاد کریں گے۔ جن میں اشخاص نے جھوٹے اقبال جرم[1] کئے ہیں۔ تو جھوٹے
اقرارات معصوی پر ہم متعجب نہیں ہوں گے۔

---

[1] دیکھئے آگے دفعات ۵۵۲ تا ۵۱۱۔

۳۹۹

باب سوم

اصلی و منقولی شہادت

دفعہ ۴۷۲: ابتدائی شہادت کو ضروری قرار دینا بلا شبہ انگریزی قانون کی ایک نمایاں خصوصیت ہے[1]۔ اور اس باب میں ہم اس اصول کے ایسے دستاویزات پر اطلاق پانے پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ جن کی کافی شناخت کیفیت وصراحت سے ہوتی ہے۔ اور جو تنقیحات مقدمے سے اتنے قریب ہوتے ہیں کہ کم از کم بادی النظری طور پر شہادت میں قابل ادخال ہوتے ہیں۔ ایسے دستاویزات کو ان کے مضامین کی "اصلی شہادت" کہا جاتا ہے۔ اور منقولی شہادت کا لفظ ان سے مکسوبہ کسی شہادت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً یادداشتوں۔ نقول خلاصوں یا ان اشخاص کی یاد کے لیے جنھوں نے ان کو پڑھا ہو۔ یہ ایک عام ومشہور اصول ہے کہ

[1] پیچھے دفعات ۹۶-۷۸ تا ۹۸۔

کسی دستاویز کی کوئی منقولی شہادت منظور نہیں ہو سکتی جب تک اصلی شہادت کے پیش نہ کئے جانے کی ایسی وجہ بیان نہ کی جائے جو قانوناً کافی ہو[1]۔ آیا منقولی شہادت پیش ہونے کے لیے کافی اساس قایم ہوئی ہے اس کا تصفیہ جج کو کرنا ہوتا ہے۔ اور گو یہ کسی متنازع فیہ سوال واقعاتی پر موقوف ہو جج ہی اس کا تصفیہ کرتا ہے[2]۔ متن

دفعہ ۴۷۳[3]: اور یہاں یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ اصول صرف شہادت امور نزاعی سے متعلق ہوتا ہے یا وہ شہادت ماسوائے امور نزاعی پر بھی حاوی ہے۔ مقدمہ ملکہ کیارولن (Queen Caroline) سنہ ۱۸۲۰ء[4] کی کارروائیوں میں دارالامرا نے ججوں سے حسب ذیل سوال کئے اور انھوں نے اس کے جوابات ذیل دیے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ کیا عدالت ہائے تحت میں کسی شخص کو اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ کسی خط کے مضمون کے متعلق گواہ سے سوال کرے اور پوچھے کہ کیا اس نے اس مضمون یا تقریباً اس مضمون کا خط کسی شخص کو لکھا ہے۔ بغیر اس کے کہ پہلے اس گواہ کو وہ خط دکھلایا اور اس سے پوچھا گیا ہو۔ کہ کیا اس نے وہ خط لکھا ہے اور گواہ نے اقبال کیا ہو کہ اس نے وہ خط لکھا ہے۔ دوسرا

۱؎ دیکھیے وکاس بنام ولیمس سنہ ۱۸۹۲ء ۲ کوئنس بنچ بر صفحہ ۱۱۶ عدالت مرافعہ۔ از لارڈ ایشر لیکن اس مقدمہ میں جب ایک تصویر کی نقش کاری کے فوٹو پیش کئے گئے کہ ان کے فروخت کرنے سے تصویر کے کاپی رایٹ کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو اس مقدمہ میں یہ فوٹو بطور شہادت قابل ادخال قرار دئے گئے۔

۲؎ دیکھیے دفعہ ۲۰۸۔ ہاروی بنام مچل۔ ۲ موڈی و رابنسن ۳۶۶۔ الیس بنام اوگل ۱۵۔ جورلسٹ ۱۸۰۔

۳؎ دفعات ۴۷۷ تا ۴۸۰۔ میں مسٹر بسٹ نے ججوں کے جوابات پر ایک پرزور حملہ کیا تھا اس طبع دوازدہم میں وہ کلیتہً حذف کر دئے گئے ہیں۔

۴؎ مقدمہ ملکہ سنہ ۱۸۲۰ء۔ ۲ بروڈرپ و بنگہام ۲۸۶ تا ۲۹۱۔ ۲۲ رسل و ریان ۶۶۲۔

سوال یہ تھا کہ "کیا جب ایک خط عدالت تحت میں پیش ہو تو اجازت دی جائے گی کہ گواہ کو اس خط کا صرف ایک حصہ یا ایک یا دو سطریں نہ کہ پورا خط دکھا کر پوچھا جائے کہ کیا اس نے اس حصے کو یا ان ایک یا دو سطروں کو لکھا ہے۔ اور اگر گواہ اقبال نہ کرے کہ اس حصے وغیرہ کو لکھا یا نہیں لکھا ہے تو کیا اس خط کے مضامین کے متعلق اس سے اظہار لیا جا سکتا ہے؟" تیسرا سوال یہ تھا کہ "کیا جب کسی گواہ پر جرح کی جا رہی ہو اور اس زیر جرح گواہ کے سامنے ایک خط پیش کیا جائے اور وہ اس خط کے لکھنے کا اقبال کرے۔ تو کیا عدالت تحت میں اس گواہ کا اظہار لیا جا سکتا ہے کہ اس نے اس خط میں وہ بیانات کئے ہیں یا نہیں جنہیں کونسل بذریعۂ سوالات اس سے دریافت کرتا ہے یا کیا خود اس خط کو شہادت میں یہ ظاہر کرنے پیش کرنا چاہئے کہ یہ بیانات اس خط میں ہیں یا نہیں۔ اور عدالت تحت کے عملدرآمد کی رو سے کارروائی کی کس نوبت پر کونسل کو اس خط کے پڑھنے کے متعلق مطالبہ کرنا چاہئے۔ یا عدالت کو اس کی اجازت دینی چاہئے۔ ان سوالات میں سے پہلے سوال کا جواب ججوں نے منفی میں دیا۔ کیونکہ "شہادت کے معمولی و مقررہ اصولوں کے رو سے ہر تحریری کاغذ کے مضامین کو جب کاغذ موجود ہو تو اس کاغذ ہی کے ذریعے اور صرف اسی کے ذریعے سے ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ اس گواہ سے پوچھا جائے کہ کیا وہ خط اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اگر گواہ اقبال کرے کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہے۔ تو جرح کنندہ کونسل موزوں وقت پر اس کو شہادت صلک
میں پڑھ سکتا ہے۔ اور جب خط پیش ہو جائے تو کل خط شہادت ہو جاتا ہے۔ تحریری دستاویزات کو پیش کرنا ضروری قرار دینے والے اصول کی ایک وجہ یہ ہے کہ عدالت میں کل دستاویز پیش ہو جائے اگر اس طریقے پر عمل کیا جائے جو سوال میں بیان کیا گیا ہے تو جرح کنندہ کونسل تحریری کاغذ کے صرف ایک حصے ہی کو عدالت میں پیش کرے گا

اور اس طرح پر عدالت میں پورا کاغذ کبھی پیش نہیں ہوگا۔ گو یہ ممکن ہے کہ پورا خط جب پیش کیا جائے تو اثر اس سے بالکل جدا ہی ہو جو اس کے صرف ایک حصے کے پیش کئے جانے سے ہو سکتا ہے۔ دوسرے سوال کے پہلے حصے کے متعلق ـــــ یعنی "کیا جب ایک خط عدالتِ تحت میں پیش ہو تو عدالت اس کی اجازت دے گی کہ گواہ کو اس خط کا صرف ایک حصہ یا ایک یا دو سطریں نہ کہ پورا خط دکھلا کر پوچھا جائے کہ کیا اس نے اس حصے کو یا ان ایک یا دو سطروں کو لکھا ہے" ججوں کی رائے تھی کہ اس کا جواب ان کی جانب سے اثبات میں ہونا چاہئے لیکن باقی حصے کے متعلق ـــــ کہ "اگر گواہ اقبال نہ کرے کہ اس نے اس حصے وغیرہ کو لکھا یا نہیں لکھا ہے تو کیا اس خط کے مضامین کے متعلق اس سے اظہار لیا جا سکتا ہے ـــــ ججوں نے مذکورۂ بالا وجوہات کی بنا پر منفی میں جواب دیا۔ یعنی یہ کہ خود کاغذ کو پیش کرنا چاہئے تاکہ پورا کاغذ دیکھا جا سکے۔ اور ایک حصے کی توضیح دوسرے سے ہو سکے۔ تیسرے حصے کے پہلے حصے کا جواب لارڈ چیف جسٹس ایبٹ نے حسب ذیل دیا کہ "بیان کردہ صورت کے متعلق ججوں کی رائے ہے کہ کونسل گواہ پر سوالات کر کے یہ دریافت نہیں کر سکتا کہ کیا خط میں وہ بیانات ہیں یا نہیں۔ بلکہ خود خط کا پڑھا جانا ضروری ہے تاکہ ظاہر ہو کہ وہ بیانات خط میں ہیں یا نہیں۔ یور لارڈشپس (Your Lordships) کو یہ رائے دیتے ہوئے ججوں کا یہ خیال نہیں ہے کہ وہ آپ کے سامنے شہادت کے کوئی نئے اصول پیش کر رہے ہیں۔ بلکہ وہ اپنی رائے کو شہادت کے ایک ایسے اصول پر مبنی تصور کرتے ہیں۔ جو اتنا ہی قدیم ہے۔ جتنا کہ قانون عمومی انگلستان کا کوئی اور حصہ۔ یعنی اس اصول پر کہ کسی تحریری دستاویز کے مضامین کو اگر وہ دستاویز موجود ہو تو خود دستاویز ہی کے ذریعے سے ثابت کرنا چاہئے نہ کہ زبانی شہادت کے ذریعے سے" سوال کے آخری حصے کے جواب کی طرف وہ عود کر آئے اور کہا کہ "ججوں کی

ہائے ہے کہ عملدر آمد عدالت تحت کے معمولی اصولوں کے مطابق اس خط کو جرح کنندہ کونسل کے جزو شہادت بطور پڑھا جانا چاہئے۔ یعنی اس کے اپنی بحث شروع کرنے کے بعد اپنی شہادت کی نوبت پر بطور جزو شہادت یہی معمولی طریقہ ہے۔ لیکن اگر جرح کنندہ کونسل عدالت سے بیان کرے کہ اس کی خواہش ہے کہ وہ خط فوراً پڑھا جائے
صـ۲۰۴ کیونکہ اس کو عدالت کے اُس کے مضامین سے واقف ہو جانے کے بعد گواہ سے چند سوالات کرنے ہیں جو اچھی طرح یا موثر طریقے پر اس خط کے پڑھے جانے کے بغیر نہیں کئے جاسکتے ہیں تو عدالت ہائے تحت میں یہ ایک استثنائی شکل ہو جاتی ہے۔ اور سہولت عدل گستری کی خاطر کونسل کے بیان بموجب اس خط کے پڑھے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کو کونسل کی شہادت کا جزو تصور کیا جاتا ہے اور اس سے وہ تمام نتائج متعلق ہوتے ہیں جو اس کے اس کی شہادت کا جزو تصور کرنے کے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حسب ذیل سوال وجواب کئے اور دئے گئے تھے[1] کہ "عدالت ہائے تحت کے مقررہ عملدر آمد کے مطابق جرح کنندہ کونسل فریق ثانی کے کونسل کے اعتراض کرنے پر۔ اس کا مستحق ہے کہ وہ گواہ سے پوچھے کہ کیا اس نے کسی خاص نوعیت کے بیانات کئے ہیں۔ اور اس کے سوال میں یہ صراحت نہ ہو کہ سوال بیانات تحریری سے متعلق ہے یا زبانی بیانات سے" لارڈ چیف جسٹس ایبٹ نے ججوں کے حسب ذیل جواب کو بیان کیا کہ "یور لارڈشپس کے اس طرح پر کئے ہوئے سوال کا صاف اثبات یا منفی میں جواب دینے میں ججوں کو مشکل محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ ہم اس سے واقف نہیں ہیں کہ عدالت ہائے تحت میں کوئی ایسا مقررہ عملدر آمد ہے

[1] دیکھئے اوپر نوٹ ۴۔ یعنے صفحہ ۸۔۷ کے حاشیہ پر

جو ہم آپ سے بیان کر سکتے ہیں۔ اور جو جرح کنندہ کونسل کے ایسے
سوال سے صاف طور پر متعلق ہے جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے
یعنی یہ کہ کیا جرح کنندہ کونسل گواہ سے یہ پوچھنے کا مستحق ہے کہ اس نے
کوئی ایسا بیان کیا ہے۔ کیونکہ ہم میں سے کسی کو یاد نہیں پڑتا ہے کہ
ان الفاظ میں ایسا سوال — یعنی "کیا کسی گواہ نے ایسا کوئی بیان
دیا ہے۔ کبھی کسی گواہ سے کیا گیا ہے۔ لیکن اسی نوعیت کے سوال
اکثر دیوانی مقدمات جوری میں کئے جاتے ہیں۔ جو گواہ کے بیانات
کی بہ نسبت زیادہ تر معاہدات و اقرارات یا معینہ معاہدات و
اقرارات سے متعلق ہوتے ہیں۔ مثلاً گواہ سے اکثر پوچھا جاتا ہے
کہ کیا فلاں — شئے کو فلاں قیمت پر فروخت کرنے کا کوئی معاہدہ
کیا گیا ہے — کیونکہ کسی معینہ مدت کے لیے اقرار — یا ایک
ضمنی اقرار — یا اسی قسم کا کوئی اور امر معاہدہ ہوتا ہے۔ اور
جب دیوانی مقدمات جوری میں اس قسم کا کوئی سوال کیا جاتا ہے
تو کونسل فریق ثانی کے لیے معمولی طریقہ یہ رہا ہے کہ اس سوال پر اعتراض
نہ کرے کہ وہ ایسا سوال ہے جو مناسب طور پر کیا نہیں جا سکتا۔
بلکہ اپنی جانب سے پہلے ایک سوال کرے یعنی گواہ سے پوچھے کہ
کونسل اول کے سوال میں جس معاہدہ کا حوالہ دیا گیا تھا وہ معاہدہ تحریری تھا
یا تحریری نہیں تھا۔ اگر گواہ جواب دے کہ وہ تحریری تھا تو اس
معاہدے کے متعلق مزید سوالات روک دیے جاتے ہیں۔ کیونکہ خود
تحریر کو پیش کرنا ضروری ہو جاتا ہے — اسی لیے گو — ہم آپ کے
سوال کا جواب صاف طور پر اثبات یا نفی میں نہیں دے سکتے ہیں صہ ۴۰۳
کیونکہ اس کی وجہ میں نے بیان کر دی ہے — کہ کونسل کے ایسے
سوال کے متعلق کوئی مقررہ عملدرآمد نہیں ہے — تاہم ہم سب کی
رائے ہے کہ گواہ سے جرح میں مناسب طور پر یہ سوال نہیں کیا جا سکتا
کہ کیا اس نے فلاں امر کیا ہے (صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ تحریر کو اس کے ہاتھ میں

دیں اور پوچھیں کہ کیا وہ اس کی لکھی ہوئی ہے) اور آپ کے سوال کے متعلق جو ہم سے کیا گیا ہے قانون کے اس اصول کے مدنظر جس کی رو سے خود تحریر کا پیش کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس طریقے کے مدنظر جو معاہدات واقرارات سے متعلق سوالات میں معمولاً اختیار کیا جاتا ہے ہم میں سے ہر ایک کی رائے ہے کہ اگر ایسا سوال ہمارے سامنے دیوانی مقدمات جوری میں کیا جائے۔ اور اس پر اعتراض کیا جائے تو ہم کونسل کو ہدایت کریں گے کہ اس سوال کو دو حصوں میں منقسم کرے مائی لارڈس (My Lords.) میں محسوس کرتا ہوں کہ میں نے سوال کو دو حصوں میں منقسم کرنے کے متعلق اتنی وضاحت سے کام نہیں لیا۔ جتنی کہ میں چاہتا تھا۔ اس لیے میں ایوان کو مطلع کرنے کی ادب سے اجازت چاہتا ہوں کہ سوال کو دو حصوں میں منقسم کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ کونسل کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ دریافت کرے کہ کیا وہ بیان تحریری تھا یا زبانی۔ اگر وہ پوچھے کہ کیا وہ بیان تحریری تھا تو فریق ثانی کے کونسل کو اس پر اعتراض ہوگا۔ اور اگر وہ پوچھے کہ کیا وہ بیان زبانی تھا۔ یعنی کیا گواہ نے فلاں فلاں امور کہے ہیں — تو اس صورت میں بلاشبہہ اس کو ایسا سوال کرنے کا حق ہوگا۔ اور غالباً کوئی اعتراض اس پر نہیں کیا جائے گا۔"

دفعہ ۱۸۴ئ: مقدمہ ملکہ کیا رولن میں ججوں کے جواب — چونکہ شہادت کے ابتدائی اصولوں کے مخالف تھے۔ اس مضمون پر لکھنے والے اساتذہ نے ان کو سالہائے سال تک برا کہا کئیے۔ اور بعد میں سنہ ۱۸۵۰ئ کے کمشنران قانون عمومی نے بھی انھیں ناپسند کیا — اور وہ آخر کار مقننہ کے نزدیک بھی مورد ملامت ٹھہرے قانون ضابطہ

لے اس طرح دوازدہم سے دفعات ۴۰، ۴ — ۰ م ۴ کے حذف کرنے کے متعلق دیکھئے دفعہ ۷۴۲۔ نوٹ (۲) پیچھے۔

قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۲۴[1] نے قرار دیا کہ:-

"گواہ پر اس کے ان سابقہ بیانات کے متعلق جو تحریری ہوں یا جو ضبط تحریر میں لائے گئے ہوں اور جو موضوع مقدمے سے متعلق ہوں۔ اس تحریر کے اس کو ص ۳۰۴
دکھلانے کے بغیر جرح کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر اس تحریر سے ارادہ اس کی تردید کرنے کا ہے تو قبل ازیں کہ تردید کی جائے۔ اس کی توجہ تحریر کے ان حصوں کی جانب دلانی چاہئے جن سے اس کی تردید کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بشرطیکہ دوران سماعت مقدمے میں جج بروقت مجاز ہوگا کہ اس تحریر کو اپنے ملاحظے کے لیے پیش کرنے کا حکم دے۔ اور پیش ہونے پر وہ اغراض مقدمے کے لیے اپنی صوابدید کے بموجب استعمال کر سکتا ہے۔"

[1] دفعہ ۲۴ اور دوسرے دفعات قانون نظرثانی قوانین موضوعہ سنہ ۱۸۹۲ء کی رو سے منسوخ کئے گئے ہیں۔ دفعہ ۱۰۳ کی رو سے اس دفعہ کے احکام کو انگلستان و آئرستان کی ہر دیوانی عدالت سے متعلق کیا گیا ہے۔ اور قانون ضابطۂ فوجداری سنہ ۱۸۶۵ء (۲۸- وکٹوریا باب ۱۸) دفعہ ۱ و ۵ نے ان کو فوجداری مقدمات سے بھی متعلق کر دیا ہے۔ دفعہ (۱) قانون سنہ ۱۸۶۵ء نے ان کو "تمام عدالت ہائے انصاف فوجداری بھی اور دوسری بھی" سے متعلق کیا ہے۔ اور دفعہ ۵ میں قانون سنہ ۱۸۵۴ء کے دفعہ ۲۴ کو دہرایا گیا ہے۔ لیکن مقدمہ کے بجائے چالان یا کارروائی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لفظ "کارروائی" میں دیوانی کارروائی بھی شامل ہوگی وگرنہ سنہ ۱۸۵۴ء کی تبدیلی سختی سے دیکھا جائے تو قانوناً دیوانی کارروائیوں سے قانون نظرثانی قوانین موضوعہ ۱۸۹۲ء اور دفعہ ۱ قانون سنہ ۱۸۶۵ء کی وجہ سے متعلق نہیں ہوگی۔ اس دفعہ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ:-

"گواہ پر اس کے ان سابقہ بیانات کے متعلق جو تحریری ہوں یا جو ضبط تحریر میں لائے گئے ہوں اور جو موضوع چالان یا کارروائی سے متعلق ہوں۔ اس تحریر کو اس کو دکھلانے

دفعہ ۴۸۲: یہ بیان کر دیا جا چکا ہے کہ جب اصلی شہادت کی عدم موجودگی کی توجیہ کر دی جائے تو منقولی شہادت قابل ادخال ہو جاتی ہے[1]۔ اصلی شہادت کے ترک کرنے کے عذرات جو قانوناً جائز ہیں یہ ہیں کہ دستاویز تلف یا گم ہو گئی ہے۔ یا یہ کہ وہ فریق مخالف کے قبضے میں ہے جو اس کو پیش کرنے کی مناسب اطلاع دینے کے باوجود پیش نہیں کرتا ہے یا ایسے شخص کے قبضے میں ہے جس کو اس کے روک رکھنے کا استحقاق ہے۔ اور اس کو اپنے حق پر اصرار ہے۔ یا جو عدالت کے اختیار سماعت سے باہر ہے اور اسی لیے پیش کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے[2]۔ آیا منقولی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے لیے کافی بنیاد جن دی گئی ہے اکثر نازک مسئلہ ہوتا اور اس امر پر موقوف ہوتا ہے کہ کیا دستاویز کے تلف یا گم ہو جانے کی کافی شہادت دی گئی ہے۔ کیا پیش کرنے کے لیے اطلاع ضروری ہے کیونکہ بہت سی صورتوں میں خود کارروائی سے معنوی اطلاع ہو جاتی ہے[3] اور اگر اطلاع ضروری ہے تو جو اطلاع دی گئی تھی وہ کافی الفاظ میں تھی۔ اور مناسب وقت پر دی گئی تھی وغیرہ۔ لیکن اس موضوع پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۔۔ کے بغیر جرح کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر اس تحریر سے قصد اس کی تردید کرنے کا ہے تو قبل ازیں کہ تردید کی جائے اس کی توجہ تحریر کے ان حصوں کی جانب دلائی جانی چاہیے جن سے اس کی تردید کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بشرطیکہ جج دوران سماعت مقدمہ میں ہر وقت مجاز ہوگا کہ اس تحریر کو اپنے ملاحظے کے لیے پیش کرنے کا حکم دے۔ اور پیش ہونے پر وہ اس کو اپنی صواب دید بموجب اغراض مقدمہ کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔

[1] اوپر دفعہ ۴۷۲۔ اس مضمون پر تفصیل و جامعیت کے لیے دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع ششم ۴۴۵ تا ۴۹۵

[2] دفعہ ۱۲۳ قانون جہاز رانی تاجران ۱۸۹۴ء ۵۷ و ۵۸ وکٹوریا باب ۶۰ جن میں دفعہ ۱۰۵ منسوخ شدہ قانون جہاز رانی تاجران ۱۸۵۴ء کو دہرایا گیا ہے۔ کی رو سے جب کوئی بحری آدمی

چند عام اصول ہیں جن کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ کیا کسی دستاویز کی کافی تلاش ——— یعنی ہر معقول نہ کہ ہر ممکن تلاش[1] ——— کی گئی یا نہیں۔ بہت کچھ اس کی نوعیت اور حالات مقدمہ پر موقوف ہوتا ہے[2] ——— مثلاً بہ نسبت کسی اہم دستاویز کے کسی بے کار دستاویز کے تلف یا گم ہو جانے کا بہت ہی کم تلاش اور بہت ہی کم وقت گزرنے پر قیاس کر لیا جاتا ہے۔ اس مضمون کی اچھی تمثیل مقدمہ گادرکول بنام میال (Gathercole V. Miall) ہے۔ جس میں ایک اخبار (دی نان کنفرمسٹ (The Non Confirmist) میں ایک توہین تحریری شائع ہونے کی بنا پر نالش لائی گئی تھی۔ توہین تحریری کے مشتہر کئے جانے کو ثابت کرنے کے لیے ایک گواہ طلب کیا گیا۔ جس نے کہا کہ وہ ایک ادبی ادارے کا صدر رہے۔ جس کے (۸۰) رکن ہیں۔ یہ کہ اس اخبار کا ایک پرچہ اس ادارے میں معلوم نہیں کس نے لایا تھا۔ اور وہاں مفت چھوڑ دیا گیا تھا۔ تقریباً پندرہ دن بعد اس کو ارکان کے حجرے میں سے کسی نے (اس کی دانست میں) اپنے ساتھ بغیر اس کی اجازت کے اٹھا لیا اور پھر واپس نہیں کیا۔ اور یہ کہ اس نے اس کو حجرے میں سب تلاش کیا۔ لیکن وہ نہ ملا۔ اور اسے معلوم نہ ہوا کہ کون اس کو لے گیا۔ اس کی دانست میں وہ گم یا تلف کر دیا گیا۔ ان حالات میں جج نے دیوانی مقدمہ جوری میں قرار دیا کہ اس اخبار کے مضامین کی ص ۴۰۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ نالش کرے تو اس کے معاہدہ یا اس کی نقل کو پیش کرنے کی اطلاع دینا ضروری نہیں ہے۔

[1] ہارٹ بنام ہارٹ اسپیر۔ ۱۔

[2] ملک بنام ایسٹ فارلے۔ ۶ ڈاولنگ ورایلانڈ رپورٹس گیادرکول بنام میال ۱۸۴۶ء ۱۵ میسن دولنبی ۳۱۹۔ ۱، رسل وریان ۶۷۹۔ رچرڈس بنام لیوس۔ ۱۵ جورسٹ ۵۱۲۔ ملک بنام برینٹری ۱۔ ایلس وایلس ۵۱۔ کولٹر بنام جورس ۱۴ کامن بنچ (سلسلہ نو) ۴۸۷۔

[3] گیادرکول بنام میال ۱۸۴۶ء ۱۵ میسن دولنبی ۳۱۹۔

منقولی شہادت قابل ادخال ہے۔ مقدمہ کو ازسرنو چلائے جانے کی درخواست کئے جانے پر کہ یہ شہادت بیجا طور پر منظور کی گئی۔ عدالت نے اس قرارداد کو صحیح قرار دیا آلڈرسن بیرن (Aiderson, B.) نے اپنے فیصلے میں کہا کہ مدیہ سوال کہ کیا کوئی دستاویز گم ہوگئی اور کیا اس کی کافی تلاش کی گئی بہت کچھ اس دستاویز کی نوعیت پر موقوف ہوگا۔ دوران بحث میں میں نے خط کے لفافے کی مثال دی تھی۔ یہ بالکل صاف امر ہے کہ بہت ہی تھوڑی تلاش یہ ثابت کرنے کافی ہوگی کہ اس قسم کی دستاویز گم ہوگئی ہے۔ اگر بحث کسی ایسے لفافے کے متعلق ہے جس میں کوئی خط وصول ہوا تھا۔ اور کوئی شخص کہے کہ میں نے اس کو اپنے کاغذات میں دیکھا اور مجھے وہ نہیں ملا، تو یقیناً یہ کافی ہے۔ یہی حال کسی پرانے اخبار کا ہے جو کسی قہوہ خانہ میں رکھا ہوا تھا۔ اگر مالک قہوہ خانہ اس کی قہوہ خانہ میں تلاش کرے۔ جہاں وہ اس کو اگر ہوتا تو ملتا۔ اور کہے کہ اس کی دانست میں اس کو کسی نے اٹھا لیا ہے تو میرے نزدیک یہ بہت کافی ہے۔ اگر وہ کہتا کہ وہ جانتا ہے کہ اس کو فلاں شخص الف ب لے گیا ہے' تو میں اس سے کہتا کہ تم کو الف ب کے پاس جانا اور یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ اس کے پاس نہیں ہے۔ لیکن جب کوئی ثبوت نہ ہو کہ اس کو کوئی خاص شخص لے گیا ہے' تو میرے نزدیک یہ ایک نہایت ہی غیر معقول امر ہے کہ تمام ارکان کلب کے پاس جانا ضروری قرار دیا جائے تاکہ کم و بیش ہر ایک سے یہ پوچھا جا سکے کہ کیا وہ اس کو لے گیا اور رکھ لیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا۔ جب آپ ایک مرتبہ ہر رکن کے پاس جائیں تو لازماً آپ کو ہر رکن کے نوکر بیوی اور بچوں سے بھی پوچھنا پڑے گا۔ اور آخر آپ کہاں رکیں گے؟ میری دانست میں مناسب حد وہ ہے جہاں

لہ۔ گیا ورکول بنام میاں ۱۸۴۶ء۔ ۵ ارمس دولزبی ۳۱۹۔

ایک معقول آدمی مطمئن ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں نے نیک نیتی سے خود دستاویز کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ مضامین اخبار کی منقولی شہادت منظور کرنا مناسب و معقول امر تھا۔ ثانیاً بعض اساتذہ کے نزدیک اطلاع پیشی دستاویز کا مقصد محض یہی نہیں ہے کہ جس شخص کو ص ۴۰۶
اطلاع دی جائے وہ اس کو عدالت میں لانے کے قابل ہو جائے بلکہ اس کو اس کے بھی قابل ہونے کا موقع دینا ہے کہ وہ دستاویز کی توضیح تصدیق یا ابطال کے لیے شہادت تیار کر سکے۔ مگر عدالت ایکسچیکر (Court of Exchequer) نے مقدمہ ڈائر بنام کالنس[۲] (Dwyer v. Collins) میں اس تصور کو بحث و مقدمات پر مکمل تبصرہ کرنے کے بعد برقرار نہیں رکھا۔ اور اقرار دیا کہ ایسی اطلاع کا محض مقصد یہ ہے کہ وہ شخص دستاویز کو عدالت میں لائے تاکہ اگر چاہے تو پیش کر سکے۔ اور اگر وہ پیش کرنا نہ چاہے تو فریق ثانی منقولی شہادت پیش کر سکے۔ پارک جج نے عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ اگر یہ (یعنی مذکورۂ بالا اساتذہ کی بیان کردہ رائے) صحیح وجہ ہے تو اطلاع کی معقول مدت کا معیار وہ وقت نہیں ہوگا جو دستاویز کے لانے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اور جو نسبتاً ایک آسان امر ہے بلکہ وہ وقت ہوگا جو اس کی تائید یا توضیح کے لیے درکار ہوگا۔ اور یہ نہایت ہی پیچیدہ معاملہ ہوگا۔ جو مقدمہ و دستاویز کی نوعیت اور اس کے مقدمے سے تعلق پر موقوف ہوگا" اور اسی لیے اس مقدمے میں قرار دیا گیا کہ جب کسی فریق یا اس کے اٹرنی کے پاس عدالت میں کوئی دستاویز ہو تو اس کو پیش کرنے کے لیے کسی سابقہ اطلاع

---

[۱] شہادت از اشار کی جلد ۱ صفحہ ۴۰۴۔ طبع سوم۔ کک بنام ہارن ۱۔ موڈی ورابنسن ۱-۲۔ ایکسل بنام پارٹرج ڈو۔ ڈی وارنٹس بنام گرے۔ ۱۔ اشار کی ۲۸۳ میں حوالہ دیا ہے۔

[۲] ڈائر بنام کالنس ۱۸۵۲ء۔ ۷ ایکسچیکر ۶۳۹-۱۶ جیورسٹ ۵۶۹-۲۱ لا جرنل ایکسچیکر ۲۲۵-۲۲

کے بغیر اس سے کہا جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ انکار کرے تو فریق ثانی منقولی شہادت پیش کر سکتا ہے۔

دفعہ ۴۸۳: اس جملہ سے کہ کسی دستاویز کی منقولی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس کی خیالی یا کسی اور قسم کی ناجائز شہادت قابل ادخال ہوگی منقولی جائز شہادت اور اصلی شہادت سے صرف اپنی مکسوبی خصوصیت ہی میں کمتر ہونی چاہیئے مثلاً کسی تلف یا گم شدہ دستاویز کی نقل النقل نا قابل ادخال شہادت ہوتی ہے۔ گو پہلی نقل کی عدم موجودگی کو قابل اطمینان طور پر ثابت کر دیا گیا ہو[۱]۔ اسی طرح قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۲ سے پہلے جب کوئی دستاویز گم ہو جاتی تھی تو اس کی نقل جو فریق مقدمہ نے بنائی ہو شہادت میں نا قابل ادخال تھی بجز اس کے کہ صحیح ہونے کو ثابت کیا جائے۔ کیونکہ جب وہ اپنی جانب سے شہادت دینے کے قابل نہ تھا۔ تو جو کچھ اس نے لکھا ہو اس کی جانب سے شہادت نہیں ہو سکتا تھا[۲]۔

اور یہاں یہ یاد رکھنا اہم ہے کہ منقولی شہادت کے کوئی مدارج نہیں ہیں[۳]۔ جو شخص اس طریق ثبوت کے استعمال کرنے کا مستحق ہو۔ وہ اس کی ص ۴۰۷
کسی قسم کو بھی استعمال کر سکتا تھا۔ اس کا کسی دوسری قسم کو جو غالباً زیادہ

---

[۱] لیف بنام لانگ ہولٹ ۲۸۶-۲ - لیبمان بنام پولی ۱۸۱۶ء - ۱ - اسٹارکی ۱۶۷ - ۱۸ - رسل ویان ۵۰۷ - ایورنگہام بنام راونڈل ۲ موڈی و رابنسن ۱۳۸ - شہادت از گلبرٹ صفحہ ۹ - طبع چہارم لیکن یہ حکم اس وقت نہیں ہوگا جب کہ ثابت ہو کہ نقل النقل کا نقل سے اور نقل کا اصل سے مقابلہ کر لیا گیا تھا۔ لافون بنام گرفن - ۲۵ تائمز لا رپورٹ ۳۰۸ - نیز شہادت از فیپسن ۴۴۵ طبع ششم۔

[۲] فشر بنام سامودا - ا کیمپل ۱۹۲-۱۹۳ -

[۳] ڈوڈی گلبرٹ بنام راس ۱۸۴۰ء - ۷ - میس و ولزبی ۱۰۲ - ۶ رسل و ریان ۶۳۹ - بال بنام بال ۱۲ اسکاٹ رپورٹ نوٹ ۵۷۷ - براؤن بنام وڈمان ۱۸۳۴ء ۶ کارنگٹن و پین ۲۰۶ - ۱۴ رسل و ریان ۶۰۹ -

قابل اطمینان ہوتی نہ پیش کرتا۔ یا بلکہ عمداً روک رکھنا بھی صرف جوری کو توجہ دلانے کے قابل بات ہوتی ہے۔ مثلاً کسی ایسے گواہ کی شہادت جس نے ایک تلف یا گم شدہ دستاویز کو پڑھا ہو۔ قابل ادخال ہوتی ہے۔ گو اس کی نقل یا خلاصہ موجود ہو بلکہ شاید عدالت میں موجود ہو۔ یہ اصول جو اپنی ماہیت میں اتنا ابتدائی ہے ۱۸۴۸ء میں ڈو ڈی گلبرٹ بنام راس[1] (Doe d. Gilbert v. Ross) کے مقدمے تک قائم نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس مقدمے سے قبل اس مضمون پر مختلف اقوال عدالتی تھے۔ اور عام و مرجح رائے اس کے خلاف تھی[2]۔ لیکن مذکورہ بالا فیصلہ قانون شہادت کے عام اصولوں کے بالکل مطابق ہے۔ اور اس کے کسی مخالف نظریے سے فریب و سازش کا وسیع ترین دروازہ کھل جائے گا۔ دورہ پر جب اس مقدمے کی سماعت ہوئی تو ایک ازدواجی تملیک نامے کے مضامین کو منقولی شہادت کے ذریعے سے ثابت کرنے کے لیے — کیونکہ اس کی اصل جو پیش کی گئی تھی۔ وہ اسٹامپ نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کر دی گئی تھی — ایک مختصر نویس کے نوٹس کو جو ایک سابقہ سماعت پر اس تملیک نامے کو ایک فریق کے کونسل کے عدالت میں پڑھتے وقت لیے گئے تھے پیش کیا گیا۔ اور جج نے انھیں منظور کر لیا۔ مدعی کی موافقت میں جوری کے فیصلہ کرنے پر عدالت کے اجلاس کاملہ کے روبرو اعتراض کیا گیا کہ اس شہادت کو منظور نہیں کرنا چاہیے تھا۔ خصوصاً اس لیے کہ یہ ظاہر تھا کہ اس کی ایک نقل موجود تھی۔ اور بہت سے سابقہ اقوال عدالتی کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن عدالت نے اس امر پر کہ جب ایک بہتر قسم کی منقولی شہادت پیش ہو سکتی ہے تو ایک کمتر درجے کی منقولی شہادت لازماً نا قابل ادخال ہوتی ہے حکم اظہار وجہ

---

[1] ڈو ڈی گلبرٹ بنام راس ۱۸۴۸ء حوالۂ بالا

[2] منتھلی لا میگزین جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ میں مصنف نے مقدمات کو جمع کیا ہے۔

صادر کرنے سے انکار کر دیا۔ اور پارک بنچ (Parke, B.) نے کہا کہ "جب
آپ اصل دستاویز کے پیش نہ ہو سکنے کی توجیہ کر دیں تو اس کے مضامین
کی منقولی شہادت پیش کر سکتے ہیں۔ اور جب اس کے بعد زبانی شہادت
پیش ہوتی ہے تو اس سے ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ کوئی نقل مصدقہ یا
بہتر قسم کی منقولی شہادت اور بھی باقی ہے۔ ہمیں سوائے دستاویز
کے جس کے پیش نہ ہو سکنے کی توجیہ کر دی جاتی ہے کسی اور شے کا علم
نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی زبانی شہادت بنفسہ ناقابل اعتراض
ہے۔ تو کیا وہ ناقابل ادخال ہو جائے گی۔ اگر دوسرے ذرائع سے معلوم
ہو کہ ایک بہتر قسم کی منقولی شہادت اور باقی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ
نہیں۔ اور اس اصول کو میں ہمیشہ ایسا ہی سمجھتا ہوں کہ جب کوئی شخص
منقولی شہادت پیش کرنے کا مستحق ہوتا ہے تو وہ اپنے اختیار کی کسی بھی
منقولی شہادت کو پیش کر سکتا ہے۔" لیکن گو عام سوال پر یہ اصول قرار دیا
گیا۔ تاہم مذکورۂ بالا خاص قسم کی منقولی شہادت کو نامنظور کر دیا گیا۔[1]

دفعہ ۴۸: اس اصول کے جس کی رو سے اصلی شہادت کا پیش کرنا
ضروری ہوتا ہے بہت سے مستثنیات ہیں۔ جن میں حسب ذیل
اہم ہیں۔ اولاً جب کہ اس کا پیش کرنا عملاً ناممکن ہو۔ مثلاً جب کسی مد ۲۰۸
چٹان پر حروف کندہ ہوں۔ یا ثانیاً جب اس کے پیش کرنے میں
بہت عملی دشواری ہو۔ مثلاً جب وہ کسی کتبے پر منقوش[1] و کندہ ہوں
یا کسی دیوار یا عمارات پر مرقوم ہوں۔[2] یا کسی کاغذ پر ہوں وہ مستقل طور پر

1. مرسی بہتا کیس ۱۰ کلارک وفنلی رپورٹس ۱۵۲۔
2. ہارلیمر بنام میاکالن ۱۸۴۳ء ۲ میسن وولزبی ۵۸ - ۶۲ و ۶۸ - ۵ مسٹل وریان ۳۰۵
سیڈ بنام گلاسب ۲ - ۱ اکسچیکر ۴۱۱ - از رولف بنچ - بروس بنام نکولوپولو
Bruce v. Nicolopulo ۱۱ - ۱ اکسچیکر ۱۲۹ -

دیوار سے چسپاں ہو وغیرہ[1] -

دفعہ ۴۸۵: (۳) لیکن نہایت ہی اہم و نمایاں استثنیٰ ثبوت سجلات (ریکارڈس[2]) اور دوسرے عام[3] تعلق کے سرکاری دستاویزات کا ہے۔ اور ان کے پیش کرنے پر اعتراض اخلاقی وجوہات نہ کہ عملی یا مادی دشواری پر مبنی ہوتا ہے - انھیں نسبتہً بگاڑا - بدلا - یا غلط کر دیا جا سکتا ہے۔ کل قوم کو ان کے تحفظ میں دلچسپی ہوتی ہے اور اکثر صورتوں میں وہ ان کے علانیہ معائنے کی مستحق بھی ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے خانگی تحریرات میں بہت کم لوگوں کو جن کی وہ ملکیت ہوتی ہیں۔ دلچسپی ہوتی ہے۔ اور ان کا معائنہ اگر ہو سکتا ہے تو عدالت میں درخواست دینے سے۔ بہت سے اشخاص کو سرکاری دستاویزات میں دلچسپی ہونے کی وجہ سے وہ شہادتی اغراض کے لیے بہت زیادہ درکار ہوتے ہیں۔ اور اسی لیے اگر اصل دستاویزات کی پیشی پر اصرار کیا جائے تو نہ صرف انھیں دستاویزات کی مختلف مقامات میں ضرورت ہونے کی وجہ سے بڑی دشواری پیش آئے گی بلکہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے جاتے رہنے کی وجہ سے ان کے گم ہو جانے کا خطرہ لاحق ہوگا۔ اور کثرت استعمال سے ان کا تلف ہو جانا یقینی ہو جائے گا۔ ان اور دوسرے وجوہات[4] کی بنا پر قانون نے

---

[1] ملک بنام نرسی ۱ کارنگٹن و پین ۴۸۰ - ۴۰ رسل و ریان ۵۰۸ - جونس بنام ٹارلیٹن ۱۸۴۲ء ۹ مین و ولزلی ۶۷۵ - ۱۰ رسل و ریان ۹۲۳ -

[2] مقدمہ ڈاکٹر لیفیلڈ۔ اگک ۲۹ ب ڈاکٹر ہنالہا سٹنڈ ۱۰-۱۰-۲۰۔ ۲ ینتھی بنام شیمن ۱۔ اسٹرینج ۲۱ -

[3] مارشیمر بنام سماکالن ۱۸۰۵ء - حوالۂ مذکورۂ بالا - بلنج بنام کلارک ۳ ۲۹۳ - ۳ سا کلڈ ۴ ۱۵ - دیکھو نیچے -

[4] بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ ریکارڈس کو نقل کے ذریعے سے ثابت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کچھ مٹا یا سطروں کے درمیان کچھ بڑھا نہ دیا جائے۔ مقدمۂ ڈاکٹر لیفیلڈ۔ اگک ۹۲ ب

بہتر سمجھا کہ ان کے مضامین کو مکتوبی شہادت سے ثابت کرنے کی اجازت دی جائے اور ارادی یا اتفاقی طور پر غیر صحیح نقول سے غلطیوں کا جو احتمال ہے اس کو برداشت کرلے۔ لیکن نوعیت امور کے لحاظ سے جو بہترین شہادت پیش ہو سکتی ہے۔ اسی کو پیش کرانے کے اپنے اصول اعظم کی مطابقت میں قانون چاہتا ہے کہ یہ مکتوبی شہادت نہایت ہی قابل اعتبار قسم کی ہونی چاہئے۔ اور نہایت ہی باریکی کے ساتھ اس نے ان اشکال کی تصریح کردی ہے۔ جو مختلف قسم کی سرکاری تحریرات کے ص ۴۰۹
ثبوت کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں[1]۔ مثلاً کم از کم عام طور پر اس کو تحریری ہونا چاہئے۔ یعنی نقل کی شکل میں۔ اور جیسا کہ کہہ دیا گیا ہے[2]۔ اس کو نقل النقل نہیں ہونا چاہئے۔ کسی موجودہ ریکارڈ یا کتاب سرکاری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- دیوانی مقدمات جوری از ملٹر، ۲۲۔ لیکن گو یہ ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ نہ تو ایک ہی وجہ ہے اور نہ سب سے بڑی وجہ ریکارڈ سے انکار کی تنقیح پر اسی عدالت میں ریکارڈ کا پیش کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اور گو یہ ایک قطعی قیاس قانونی ہے کہ عہدہ داران عدالت اپنے ریکارڈوں صحت کے ساتھ مرتب کرتے اور ان میں دست اندازی ہونے نہیں دیتے ہیں لیکن غیر عدالتی سرکاری کتب و دستاویزات کے متعلق اتنا قوی قیاس مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

[1] بادی النظر میں یہ اس اصول کے منافی نظر آئے گا کہ منقولی شہادت کے کوئی مدارج نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن یہ قاعدہ اس کے تحت نہیں آتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ایک خانگی دستاویز کے مضمون کو جو اس کے مخالف کے قبضے میں ہے ثابت کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اس کے پیش کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اور اس غرض کیلئے وہ ایک گواہ طلب کرتا ہے۔ جو اس کے مضامین کو ذہن سے کہنے تیار ہے۔ یہ کتنی نا انصافی ہوگی اگر فریق ثانی یہ ثابت کرکے کہ اس کی ایک نقل موجود ہے اس شہادت ہی کو خارج کرا سکتا۔ ممکن ہے کہ یہ نقل مقدمے سے ایک روز قبل یا اعتراض کرنے کے لیے بنائی گئی ہو۔ دیکھو اوپر دفعہ ۴۰۳۔ لیکن یہ استدلال سرکاری [illegible] دستاویزات سے متعلق نہیں ہو سکتا جو ایک معلوم جگہ رکھے جاتے ہیں جہاں ہر شخص ان کا معائنہ کرسکتا اور ان کے نقول [illegible] دستاویزات کی صورت میں یہ [illegible] کی ایک اچھی وجہ ہو سکتی ہے لیکن اس سے یہ واقعہ نہیں بدل سکتا کہ یہ ایک استثنیٰ ہے۔ [illegible]

[2] اوپر دفعہ ۴۰۳۔

کے مضامین کو ثابت کرنے اگر کسی صورت میں زبانی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے تو بہت ہی شاذ صورت ہوتی ہے۔

دفعہ ۴۸۶: ثبوت دستاویزات کے لیے اہم قسم کے نقول حسب ذیل ہیں:۔ (۱) مہر اعظم کئے ہوئے نقول۔ (۲) اس عدالت کی مہر کئے ہوئے نقول جہاں ریکارڈ رہتا ہے۔ (۳) دفتری نقول۔ یعنی اس عہدہ دار کے کیے ہوئے نقول جس کو قانون اس غرض کے لیے مقرر کرتا ہے۔ (۴) مصدقہ نقول نقل مصدقہ وہ نقل ہوتی ہے جس کے صحیح نقل ہونے پر ایسا گواہ حلف اٹھاتا ہے جس نے کہ اس کی ہر سطر کا اصل سے مقابلہ کیا ہے یا جس نے دوسرے شخص سے اصل کو پڑھوا کے خود نقل کو غور سے دیکھا ہے۔ ایسی دستاویز کو ان حروف و زبان میں ہونا چاہیئے جن کو گواہ سمجھتا ہے[1] اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے پوری دستاویز پڑھی ہو[2]۔ اکثر اساتذہ کے نزدیک جب تصدیق کے مذکورۂ بالا طریقوں میں سے دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا ہو تو تصدیق کرنے والے دونوں اشخاص کو طلب کرنا ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر ایک نے اصل و نقل کو باری باری سے پڑھا اور دیکھا ہو۔ کیونکہ اس کا قیاس نہیں کرنا چاہیئے کہ کسی شخص نے عمداً کسی جملہ کو غلط پڑھا ہوگا[3]۔ لیکن ایک بعد کے مقدمے میں جو دارالامرا کی کمیٹی استحقاقات کے روبرو پیش تھا۔ اور جس میں عدالت اسپیکر (ڈبلن) کی ایک یادداشت کو ثابت کرنے ایک گواہ نے اس کی ایک نقل پیش کی اور کہا تھا کہ اس نے اس کا اصل سے مقابلہ دفتر کے معمولی قاعدے کے مطابق کیا تھا۔ یعنی محافظ دفتر کے ہاتھ میں اصل

---

[1] کرافورڈ پیریج کیس ۲ مقدمات دارالامرا۔۵۴۴: ۵۴۵۔

[2] نظراپ بنام جانسن کلیشن ۲ ۱۴۱۔ قاعدہ ۲۵۹۔

[3] مولف بنام ڈارٹ ۲ ٹانٹن ۵۲۔ گالیس بنام پیل کیمبل ۱/۴۔

دستاویز تھی اور وہ اس کو پڑھ رہا تھا۔ اور گواہ کے ہاتھ میں نقل تھی۔ لیکن
انھوں نے ادل بدل نہیں کیا تھا ــــ اور جو کچھ اس نے محافظ دفتر کو
پڑھتے ہوئے سنا وہ جو کچھ اس نے نقل میں دیکھا اُس کے مطابق تھا۔
کمیٹی نے قرار دیا کہ یہ عملدرآمد صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ گواہ حلف نہیں اٹھا سکتا
ہے کہ نقل بالکل مطابق اصل تھی۔ اور اسی لیے وہ قابل منظوری ہے۔ ص۲۱۰
یہ عام طور پر معلوم ہوجانا ضروری ہے کہ نقول کا مقابلہ ایک دوسرے
طریقے پر ہونا چاہیئے۔ یعنی ادل بدل کرکے۔ اور چونکہ ایک قانون موضوعہ
کی نقل پیش ہونے پر اسی گواہ نے کہا تھا کہ علاوہ دفتر کے معمولی طریقے پر
مقابلہ کرنے کے اس نے خود بھی اس کا اصل سے مقابلہ کیا تھا۔ وہ
دستاویز شہادت میں منظور کی گئی[1]۔ لیکن جو اصول اس مقدمے میں قائم
کیا گیا۔ اس پر ہمیشہ عمل نہیں ہوتا ہے۔ (۵) نقول جن پر اس عہدہ دار
کے دستخط و تصدیق ہوں جن کی حفاظت میں وہ دیے گئے ہوں (۶) نقول
عکسی یا فوٹو۔ اصل دستاویز کی خصوصیات کے (اگر ہوں تو) ظاہر کرنے کے لیے
یہ طریقہ تمام طریقوں میں بہترین ہے۔ اور اسی لیے ان مقدمات میں جو
ان مضامین پر مبنی ہوں بہت مفید و کارآمد۔ مثلاً جب کہ نقل لیے جانے
کے بعد اصل میں تبدیل و تحریف کا شبہہ ہوتا ہے۔ وغیرہ ان مقدمات پر
غور کرنا جن میں مذکورۂ بالا مختلف اقسام کے نقول سرکاری یا دوسری
دستاویزات کے ثبوت میں استعمال کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے
مقصد کے ماسوا ہوگا۔ اتنا کہنا کافی ہے کہ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں
جن میں کوئی نقل بھی قابل ادخال نہیں ہے۔ اور اصل دستاویز کو پیش
کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان میں سب سے اہم صورت وہ ہے۔
جس میں کسی شخص کی نالش یا جواب دہی کی بنا اس عدالت کا ریکارڈ

---

[1] سلین پیریج کیس ۱۸۳۰-۱۸۳۲ء کلارک وفینلی رپورٹس ۴۲ (Slane Peerage Case,5
Clark & Finnelly Reports (English House of Lords), V 42 مرتبہ سن دریان
-۱۳

ہوتا ہے جہاں کہ مقدمہ پیش ہے۔ اور فریق مخالف کی جواب دہی یہ ہوتی ہے کہ ایسا کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہے۔ یہ امر ظاہر ہے کہ جہاں وہ وجوہات جو ریکارڈ وغیرہ[1] کے ثبوت کے لیے کمتر درجے کی شہادت کو اتنی قوت کے ساتھ جائز رکھتے ہیں۔ اطلاق نہیں پا سکتے اسی لیے "جب قانون کی وجہ باقی نہیں رہتی تو قانون بھی باقی نہیں رہتا ہے[2]۔"

دفعہ ۴۸۷: سرکاری دستاویزات جن کی نوعیت عدالتی نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً پیدائش نکاح و اموات[3] کے رجسٹر بنک انگلستان[4] یا ایسٹ انڈیا کمپنی کے کتب[5]۔ بنک بلس جن کا حوالہ بنک کی مثل میں ہوتا ہے[6]۔ وغیرہ عام طور پر نقول مصدقہ کے ذریعے سے ثابت کئے جا سکتے ہیں۔ اور قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴و۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۱۴ کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ:۔

> "جب کوئی کتاب یا اور دستاویز ایسی سرکاری نوعیت کی ہو کہ حفاظت جائز سے محض پیش کئے جانے پر شہادت میں قابل ادخال ہوتی ہو اور کوئی قانون موضوعہ ایسا نہ ہو جس کی رو سے اس کے مضامین نقل کے ذریعے سے ثابت کئے جا سکتے ہوں۔ تو اس کی نقل یا خلاصہ کسی عدالت

---

[1] اوپر دفعہ ۴۸۵۔

[2] کک بر لٹلٹن۔ ۷۰ ب بیچے دفعہ ۵۱۳۔

[3] لنچ بنام کلارک ہولٹ ۲۹۳۔ بیر بنام گلاسپ ۲۔ ایسپکیر ۴۰۹۔ یہ دستاویزات قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴و۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ دفعہ ۱۴ جس کا نیچے ذکر ہے کے تحت آتے ہیں۔ دیکھئے ملک بنام ویبر۔ لا رپورٹ ۲ کراؤن کیس ۵۵۔

[4] مارٹین بنام میکالن سنکلائر ۴ بیسن ۔ دولزبی ۵۰۵۔ رسل وریان ۵۰۲۔

[5] شلنگ بنام فارمر ۱۔ اسٹرینج ۶۴۶۔ اور نوٹ مقدمہ لارڈ جارج گارڈن۔ ۲ ڈگلاس ۵۹۳۔

[6] مان بنام کیری (Man v. Cary) ۳ سالکلڈ ۱۵۵۔

انصاف میں یا کسی ایسے شخص کے روبرو جواب یا بعد میں
ص۲۱۱ قانوناً یا بہ رضامندی فریقین سماعت منظوری یا تنقیح شہادت
کا مجاز ہو۔ قابل ادخال شہادت ہوگا۔ بشرطیکہ اس نقل
یا خلاصہ کا مصدقہ ہونا ثابت ہو۔ یا اس کے صحیح نقل
یا خلاصہ ہونے پر اس عہدہ دار کے دستخط و تصدیق ہوں
جس کی حفاظت میں اصل دستاویز دی گئی تھی۔"

دفعہ ۸۴: متعدد جدید قوانین موضوعہ کی رو سے اقسام کے سجلات و سرکاری دستاویزات[۱] کے ثبوت کے لیے خاص طریقے مقرر کئے گئے ہیں۔ قانون شہادت دستاویزاتی ۱۸۶۸ء کے دفعہ (۲) کی رو سے حکم دیا گیا ہے کہ:-

"ہر اعلان حکم یا گشتی کی جو اس قانون کے نفاذ سے پہلے یا اس کے بعد ملکہ معظمہ[۲] یا ان کی پریوی کونسل جاری فرمائیں و نیز ہر اعلان حکم یا گشتی کی جو اس قانون کے نفاذ سے پہلے یا بعد حکومت کے کسی ایسے محکمے یا عہدہ دار کے جس کا ذکر اس قانون کے ضمیمے کے پہلے خانے میں کیا گیا ہے" حکم سے یا اس کے حکم کے تحت جاری ہو۔ بادی النظر شہادت۔ تمام عدالت ہائے انصاف اور تمام قانونی کارروائیوں میں ذیل کے ہر طریقے یا تمام طریقوں پر

---

[۱] ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۳۷ اور دفتر صادر کے مطبوعہ نقول کے قابل ادخال ہونے کے لیے دیکھئے قانون شہادت دستاویزی ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۹۔ قانون ۱۸۹۵ء۔ اس کے دفعہ ۲ کی رو سے ہر برطانوی نوآبادی و مقبوضے میں واجب العمل ہے بشرطیکہ ایسی نوآبادی یا مقبوضے کی مقننہ نے وقتاً فوقتاً کوئی قانون نافذ نہ کیا ہو۔

[۲] یعنی کمشنران خزانہ۔ محکمۂ لارڈ ہائی اڈمیرل کے کمشنر۔ وزرائے مملکت۔ کمیٹی پریوی کونسل برائے تجارت

دی جاسکتی ہے: یعنی:-

"۱۔ گزٹ" کی ایسی نقل پیش کرنے سے جس پر اعلان حکم یا گشتی ہو۔

۲۔ ایسے اعلان حکم یا گشتی کی ایسی نقل پیش کرنے سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ سرکاری مطبع کی چھپی ہوئی ہے یا جب مقدمہ کسی برطانوی نوآبادی یا مقبوضے میں دائر ہو تو ایسی نقل کے پیش کرنے سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ایسی برطانوی یا مقبوضے کے مقننہ کے حکم سے چھپی ہے۔

۳۔ ملکہ معظمہ یا ان کی پریوی کونسل کے جاری کردہ اعلان حکم یا گشتی کی شکل میں اس کی ایسی نقل یا خلاصے کے پیش کرنے سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ پریوی کونسل کے محرر یا پریوی کونسل کے امرا میں سے کسی امیر یا دوسروں نے اس کے نقل صحیح ہونے کی تصدیق کی ہو۔ اور کسی ایسے اعلان حکم یا گشتی کی صورت میں جو مذکورۂ بالا محکموں یا عہدہ داروں نے جاری کئے ہوں یا ان کے حکم سے جاری ہوئے ہوں۔ ایسی نقل یا خلاصے کے پیش کرنے سے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس کے صحیح ہونے کی تصدیق ایسے شخص یا اشخاص نے کی ہے جن کی صراحت ایسے محکمے یا عہدہ دار کے سلسلے میں مذکورۂ بالا تنذول (ضمیمہ) کی دوسری جدول میں کردی گئی ہے[1]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بورڈ قانون مفلساں۔

[1] یعنی خزانہ کا کوئی کمشنر۔ معتمد یا مددگار معتمد۔ دفتر نواب امیرالبحر کے کوئی کمشنر یا ان کمشنروں کا کوئی معتمد۔ کوئی وزیر مملکت یا نائب وزیر مملکت۔ کوئی رکن کمیٹی پریوی کونسل برائے تجارت یا اسی کمیٹی کا کوئی معتمد یا مددگار معتمد مجلس قانون مفلسان کا کوئی معتمد یا مددگار معتمد۔

ص ۲۱۲ ”جو نقل یا خلاصہ اس قانون کی متابعت میں تیار کیا جائے وہ چھپا ہوا بھی ہو سکتا ہے اور تحریری بھی۔ یا جزءاً چھپا ہوا اور جزءاً تحریری۔

”اس شخص کے خط یا سرکاری حیثیت کا کوئی ثبوت ضروری نہیں ہوگا جس نے اس قانون کی متابعت میں کسی اعلان حکم یا گشتی کی نقل یا خلاصے کے صحیح ہونے کی تصدیق کی ہو۔“

قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کا دفعہ ۱۲ برطانوی جہازوں کے رجسٹروں کے ثبوت سے متعلق ہے۔ اور تیرھواں دفعہ جو کہیں زیادہ اہم ہے سابقہ سزا یابیوں اور بری ہونے کے ثبوت کو حسب ذیل طریقے پر منضبط کرتا ہے:۔

”جب کبھی کسی بھی کارروائیوں[1] میں یہ ضروری ہو کہ کسی شخص کا جس پر قابل دست اندازی پولس جرم کا الزام ہو۔ چالان و سزا یابی یا برأت ثابت کی جائے تو یہ ضروری نہیں ہوگا کہ ایسے شخص کی سزا یابی یا برأت کی سجل یا اس کی نقل پیش کی جائے۔ بلکہ یہ کافی ہوگا کہ محرر عدالت یا دوسرا عہدہ دار جس کی حفاظت میں اس عدالت کے سجلات ہوں جہاں سے کہ حکم سزا یا برأت صادر ہوا تھا یا ایسے محرر یا دوسرے عہدہ دار کے نائب نے تصدیق کی یا اس کا تصدیق کرنا ظاہر ہوتا ہو کہ کاغذ پیش کردہ چالان سماعت۔ سزا دہی یا برأت کے سجل کی جیسی بھی صورت ہو۔ ضابطے کا حصہ ترک کر کے باقی حصے کی نقل ہے۔“

[1] یعنی یا تو دیوانی یا فوجداری۔ رچرڈسن بنام ولس لا رپورٹ ۸۔ ایکسچیکر ۶۹۔

قانون شہادت سنہ ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۱۱۳ دفعہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ:—

"غیر سرکاری۔ خانگی و مقامی اور شخصی قوانین پارلیمنٹ کے تمام نقول کو اگر یہ ظاہر ہو کہ شاہی طبع کنندوں نے انہیں چھاپا ہے۔ اور ہر ایوان[1] پارلیمنٹ کے جرنل اور شاہی فرامین کے نقول کو جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ شاہی طبع کنندوں یا ہر ایوان کے طبع کنندوں نے یا ان میں سے کسی نے یا ہر دو نے چھاپا ہے۔ تمام عدالتیں جج نظما وغیرہ بغیر ان کے اس طرح پر چھاپے جانے کی شہادت پیش ہوئے کے ان کو ان امور کی شہادت بطور قابل ادخال قرار دیں گے۔"

قانون کتب صرافان سنہ ۱۸۷۹ء ۴۲ و ۴۳ وکٹوریا باب ۱۱ (جو دو نمبر سے نافذ کیا گیا تھا۔ یعنی صرافوں کی کتابوں کے اندراجات کو قابل ادخال شہادت قرار دینے اور بجائے اصلی اندراجات کے ان کے نقول کو قابل استعمال قرار دینے کے[2] لیے) حکم دیتا ہے کہ اندراجات کتب صرافان کے نقول یہ ثابت ہونے پر کہ وہ اندراجات کاروبار کے معمولی اثنا میں کیے گئے تھے۔ اور یہ کہ نقول کا ان سے مقابلہ کیا گیا اور وہ صحیح پائے گئے تھے۔ شہادت میں قابل ادخال ہوں گے۔ اس کا اثر یہ ہے کہ نقول ان صورتوں میں بھی قابل ادخال ہو گئے ہیں جن میں اصل اندراجات قابل ادخال نہیں تھے۔ مثلاً جب کوئی فریق مقدمہ اپنی بنک کی کتاب کے

[1] یا دفتر صادر کے حکم سے (قانون شہادت دستاویزی سنہ ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۹)

[2] از فرائی لارڈ جسٹس Fry, L. J.: بمقدمہ ہارڈنگ بنام ولیمس - نیچ یہ مقدمہ منسوخ شدہ قانون شہادت کتب صرافان سنہ ۱۸۷۶ء (جس کے بجائے قانون سنہ ۱۸۷۹ء نافذ کیا گیا) کی تمہید سے متعلق ہے۔

کسی اندراج کی نقل پیش کرنے[۱]۔ دفعہ (۷) کی روسے "کسی قانونی کارروائی کے
فریق کی درخواست پر" "ایسی کارروائیوں کے اغراض کے لیے کسی صراف صفحہ ۳۱۳
کی کتاب کے اندراجات" کا معائنہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن معائنہ منظور
ہونے کی صورت میں وہ اس مدت تک محدود رہتے[۲] گا - جو ان
کارروائیوں کے امور نزاعی کی مدت ہوگی۔ و نیز ایک عام اصول بطور
حساب کے ان اندراجات تک محدود رہے[۳] گا۔ جو بظاہر باقی الجملہ ان
کارروائیوں کے کسی فریق کے حسابات ہوں گے[۴]۔ اس سوال کا کہ کیا
عدالت کو اختیار ہے کہ کسی ایسے شخص کے حسابات کے معائنے کا بھی
حکم دے جو کسی متعلق کرتے فریق نہیں ہے۔ صریحی طور پر فیصلہ نہیں ہوا ہے
لیکن لنڈلے ماسٹر آف رولس (Lindley, M. R.) نے کہا تھا کہ یہ سمجھنا
کہ مقننہ کا یہ ارادہ تھا محدود رہے غلط ہوگا۔

مذکورۂ بالا اور ان کے مماثل قوانین موضوعہ کے متعلق جن میں سے
اکثر قوانین موضوعہ کی جدید کتاب[۵] میں ملیں گے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ
عام طور پر وہ موجودہ قانون میں اضافہ ہیں - اس کے بجائے وضع نہیں

---

[۱] ہارڈنگ بنام ولیمس - ۱۴ چانسری ڈیویژن ۱۹۷ لیکن دیکھیے شہادت از فیپسن ۲۱۳ -

[۲] آرنلڈ بنام پیس ۱۸۸۸ء - ۲۰ چانسری ڈیویژن ۱۳۱ - ۵۶ لاجرنل چانسری ۳۴۰ -

[۳] جیسا کہ مقدمۂ ہووارڈ بنام بیل ۱۸۸۷ء - ۲۲ کوئینس بنچ ڈیویژن ۱ -

[۴] پالک بنام گارلی ۱۸۹۹ء ۱ - چانسری ڈیویژن - ۱ - عدالت مرافعہ - از لنڈلے ماسٹر آف رولس جس میں لارڈ جسٹس - کیکیوچ جسٹس کے فیصلے کو منسوخ کرتے ہوئے - اس مقدمے میں ایک کمپنی میں حصہ خریدنے کے معاہدے کے فسخ کرنے کے لیے نالش کی گئی تھی - کیونکہ مدعی علیہ نے یہ غلط بیانی کی تھی کہ کمپنی کی بنک میں ۷۰ ہزار پونڈ رقم جمع تھی - اور حکم معائنہ کو ایک خاص دن کے فاصلات کے معائنے تک محدود کیا گیا تھا۔

[۵] قانون شخصیات بلدی (Municipal Corporations Act) ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۵۰ دفعہ ۲۴ جس میں فی الجملہ قانون شہادت شخصیات بلدی ۱۸۵۱ء ۲۶ و ۲۷ وکٹوریا باب ۳۳ دفعہ ۲

ہوئے ہیں یعنی وہ قانون عموی کے طریقۂ ثبوت کو موقوف نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ایک زیادہ آسان و مختصر طریق ثبوت کو مقرر کرتے ہیں۔ جس سے فریقین اگر چاہیں تو فایدہ اٹھا سکتے ہیں[1]۔ اس قاعدے کا ایک استثنیٰ قانون شہادت کتب صرافان (Banker's Books Evidence Act) سنہ ۱۸۹۱ء میں ملتا ہے۔ جس کی رو سے صرافوں کی سہولت کے لیے حکم ہے کہ بنک کا کوئی عہدہ دار "کسی قانونی کارروائی میں جس کا بنک فریق نہیں ہے بنک کی کسی ایسی کتاب کے پیش کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ جس کے مضامین" اس قانون کے تحت "ثابت کیے جا سکتے ہیں۔ اور نہ اس کو اس کتاب میں مندرجہ کسی امر وغیرہ کے ثابت کرنے کے لیے بطور گواہ طلب کیا جا سکتا ہے۔ سوائے اس کے کسی خاص وجہ سے جج اس کا حکم دے"۔

دفعہ ۴۸۹: (۴) ایک اور استثنیٰ سرکاری عہدہ داروں کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عام اصول ہے کہ کسی شخص کا کسی سرکاری حیثیت میں کام کرنا۔ اس کے ایسے کرنے کا مجاز ہونے کی بادی النظری شہادت ہوتا ہے۔ اور گو عہدہ ایسا ہو کہ جس پر تقرر کا بذریعۂ تحریر ہونا ضروری ہے تب بھی ابتداءً دستاویز کا پیش کرنا یا اس کے پیش نہ کرنے کی توجیہ کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے۔ اس کے وجوہات پر ایک دوسری جگہ غور کیا جا چکا ہے[2]۔

دفعہ ۴۹۰: (۵) جب کسی گواہ کا اظہار اس کی گواہی دینے کی قابلیت معلوم کرنے کے لئے "اظہار ابتدائی متعلق قابلیت گواہ" کی بنا پر لیا جا رہا ہو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کرنی الجسلہ دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔

[1] دیکھیے قانون شہادت دستاویزی سنہ ۱۸۶۸ء ۳۱ و ۳۲ وکٹوریا باب ۳۷ دفعہ ۶۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۵۴۔

صـ۴۱۲ تو اگر یہ قابلیت تحریری دستاویزات پر مبنی ہو تو وہ ان کی ماہیت و مضامین کو بیان کر سکتا ہے[1]۔

دفعہ ۴۹۱: چونکہ زیر بحث قاعدے کا اصول یہ ہے کہ منقولی شہادت اپنی قوت شہادت اصلی سے حاصل کرتی ہے۔ اور کسوبہ شہادت کی عام کمزوریوں کی وجہ سے جس کی وہ کامل نمایندہ نہیں ہوتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قرائنی شہادت جب وہ اپنی ماہیت میں اصلی و قریبی ہو۔ اس قاعدے سے متاثر نہیں ہو سکتی[2]۔ وہ راست نہ کہ ایسے ضمنی سلسلے کی شہادت ہوتی ہے۔ جو لایق اخراج ہو۔ اور اسی بنا پر مضر ذات بیانات جو کوئی شخص اپنے مفاد کے خلاف کرے۔ دستاویزات کی اصلی شہادت بطور قابل منظوری ہوتے ہیں گو اس مسئلے کی موافقت و مخالفت میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن اس پر متعلق ذات شہادت کے عنوان کے تحت غور کیا جائے گا[3]۔

[1] شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۲۶۳ اور ۱۳۹۲۔ نیز مقدمہ ماکڈونل بنام ایوانس میں مال جسٹس کا فیصلہ دیکھو۔ (۱۱ کامن بنچ ۹۳۰) اظہار ابتدائی متعلق قابلیت گواہ جس کی پچھلے دفعہ ۱۳۲ میں وضاحت کی گئی ہے۔ اب متروک ہے۔ اور موجودہ عملدرآمد یہ ہے کہ گواہ کا اظہار قابلیت اس کے حلف اٹھانے کے بعد لیا جاتا ہے۔ ایسے اظہار میں اصل دستاویزات پیش کرنا ضروری نہیں۔ (شہادت از ٹیلر طبع یازدہم ۱۳۹۳)۔

[2] دیکھو دفعہ ۸۰ اور بعد۔ اور پیچھے دفعہ ۲۹۵۔

[3] نیچے دفعہ ۱۰۵ و بعد۔

۴۱۵

باب چہارم

شہادت مکسوبی عام طور پر

دفعہ ۴۹۵: کسوبی یا بالواسطہ شہادت کی بہ مقابلۂ اس کے اصلی ماخذ کے کمزوری کو اس کتاب کے دیباچہ میں بیان کردیا گیا ہے[1]۔ اس قسم کی شہادت کا خطرہ جتنا کہ وہ اپنے ماخذ سے دور ہوتی جاتی اور عدالت کے سامنے جتنے زیادہ واسطوں یا ذریعوں سے پیش ہوتی ہے اتنا ہی زیادہ ہوتا جاتا ہے[2]۔ اس کے پانچ حسب ذیل اقسام دیباچے میں بیان کئے گئے تھے:- (۱) جب بینۂ زبانی شہادت زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۲) جب بینۂ تحریری شہادت تحریری شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۳) جب بینۂ زبانی شہادت تحریری شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۴) جب بینۂ تحریری شہادت زبانی شہادت کے ذریعے سے دی جائے۔ (۵) مجرد مادی شہادت[3]۔

[1] مقدمہ دفعات ۲۹-۳۰-۵۱۔

[2] مقدمہ دفعات ۲۹-۳۰۔

[3] منقولی شہادت کے ان تینوں اقسام کی تنقید کے لیے دیکھو پیچھے دفعہ ۲۹- نوٹ (۱) صفحہ ۲۹-

ان میں سے آخری قسم۔ اور دستاویزات کی منقولی شہادت پر جو اگر
ہو تو شہادت ہو سکتی ہے ہم غور کر چکے ہیں۔ اور یہ باب عام طور
مکسوبی شہادت کے قابل ادخال ہونے کی بحث کے لیے وقف

دفعہ ۴۹۲: عام اصول یہ ہے کہ مکسوبی یا بالواسطہ شہادت بطور
صہ۱۹۱ امور نزاعی نا قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور یہ وہ اصول ہے جو ہمارے قانون شہادت
کی ممتاز خصوصیت ہے۔ اور جس کے آہستہ آہستہ قیام کو ہم بیا
کر چکے ہیں۔ اس اصول کے عام طور پر جو وجوہات بیان کئے جاتے
وہ یہ ہیں۔ (۱) اس فریق کو جس کے خلاف یہ شہادت پیش کی جا
ہے۔ اس کے اصلی ماخذ پر جس سے یہ ماخوذ ہوتی ہے۔ جرح کرنے
موقع نہیں ملتا ہے۔ لیکن اس سے اس کی توجیہ نہیں ہوتی کہ جب
مکسوبی شہادت تحریری شکل میں ہو تو کیوں مسترد کی جاتی ہے۔ ۲۔
بالفرض اصلی شہادت صحیح بیان بھی کی گئی تھی تو تہدید حلف
تحت نہیں بیان کی گئی تھی۔ اس پر بھی وہی اعتراض کیا جاسکتا
یہ بھی کہ اگر اصلی شہادت تہدید حلف کے تحت بھی دی جاتی تو مکسوبی
شہادت زیادہ قابل ادخال نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ شخص ثالث کا بیان
ہو اور عدالتی کارروائی میں دیا گیا ہو کسی ایسے شخص کے خلاف شہادت
نہیں ہو سکتا۔ جو اس عدالتی کارروائی کا فریق نہیں تھا۔

دفعہ ۴۹۳: اس اصول کی بنیادیں اس سے زیادہ گہری ہیں۔ یہ کہنے

---

۱ دیکھیے دفعات ۱۹۰۔ ۲۷۲۔ ۴۹ تا ۴۹۔
۲ مقدمہ دفعات ۶۹ و ۷۰۔
۳ دیکھیے دفعات ۱۱۲۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔
۴ ڈائجسٹ شہادت معنفہ اسٹیفن نوٹ ۸ میں کہا گیا ہے کہ "کارروائیوں کی طوالت میں کمی
کی اہمیت لوگوں کو بہترین شہادت جو وہ پیش کر سکتے ہیں۔ پیش کرنے پر مجبور کرنے کی اہمیت

بجائے کہ یہ اصول قانون ہے کہ تمام شہادت حلف اُٹھانے کے بعد دی جائے۔ ہمیں کہنا چاہئیے کہ قانون چاہتا ہے کہ تمام شہادت شخصی ذمہ داری پر دی جائے۔ یعنی ہر گواہ کو گواہی ایسے حالات کے تحت دینی چاہئیے۔ جن سے وہ جھوٹ کی ان تمام سزاؤں کے تحت آسکے جو سچ کی کسی تہدید کے تحت دیے جا سکتے ہیں[۱]۔ اب ملحوظ رہے کہ حلف صداقت کی واحد تہدید نہیں ہیں۔ بلکہ صداقت کی صرف ایک تہدید کے خاص اطلاق۔ گو بلا شبہ نہایت موثر اطلاق ہیں۔ یعنی مذہبی تہدید کے[۲]۔ اور اگر حلف کو موقوف بھی کر دیا جائے تو وہ اصول جس کی رو سے بالواسطہ شہادت نامنظور کی جاتی ہے۔ علیٰ حالہ باقی رہنا چاہئیے اور فی الحقیقت متعدد جماعتیں قوانین موضوعہ کی رو سے حلف اٹھانے سے معاف رکھی گئی ہیں[۳]۔ اور ان کی شہادت جو اقرار صالح کے بعد دی جاتی ہے بلحاظ قابل ادخال ہونے کے وہی حیثیت رکھتی ہے جو ان کے حلف اٹھانے کے بعد اس کی ہوتی۔ اس لیے صحیح اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام بالواسطہ شہادت چاہے وہ مضامین دستاویز کی ہو یا بیانات شخص ثالث کی اگر وہ اس شخص سے جس کے خلاف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ فریب کے موقعوں کو پیدا نہ ہونے دینے کی اہمیت ایسے وجوہات ہیں۔ جن سے غالباً سنی سنائی شہادت کو ناقابل ادخال کرنے والے اصول کا جواز نکلتا ہے۔ لیکن اس کی اطلاق کی ان مثالوں سے جو بیرن پارک (Baron Parke) نے (بہ مقدمہ رایٹ بنام ڈوڈی تھام۔ ۷۔ اڈالفس و ایلس ۳۸۵) ”دیے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے بعض وقت ایسے امور بھی ناقابل ادخال ہو جاتے ہیں جو اگر یہ اصول نہ ہوتا تو نہ صرف خاص واقعات سے متعلق سمجھے جاتے بلکہ قابل اعتبار بھی“۔ دیکھو شہادت از فیین طبع ششم ۲۱۹ تا ۲۲۲۔

[۱] مقدمہ دفعہ ۱۶ و بعد۔

[۲] مقدمہ دفعہ ۵۶ و بعد۔

[۳] دیکھو پیچھے دفعہ ۱۶۶۔

وہ پیش کی جاتی ہے کسی ذمہ دار گواہی کے ذریعے سے متعلق نہ ہو تو م
ہونے کے قابل ہوتی ہے اور اسی سے ایک ایسے امر کی توضیح ہوتی
جو بادی النظر میں بے قاعدہ معلوم ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ اصول جو منا
شہادت کو منضبط کرتا ہے۔ بالواسطہ شہادت پر موثر نہیں ہوتا۔
۷۱۴ کیونکہ موخر الذکر صورت میں اصل ماخذ کی عدم موجودگی کو گو کتنی ہی
ثابت کیا جائے۔ بالواسطہ شہادت منظور نہیں کی جاتی ہے۔ مثلاً
کچھ الف (گواہ) نے ب (شخص غیر) کو کہتے ہوئے سنا ہو نہ صرف
بنفسہ ناقابل ادخال ہوتا ہے۔ بلکہ ب کی موت یا کامل طور پر مجہ
ہو جانے کے صاف ترین ثبوت پر بھی قابل ادخال نہیں ہو جاتا
وجہ یہ ہے کہ منقولی شہادت کی شکل میں اصل ماخذ چونکہ بنفسہ کا
اور شہادت میں اگر پیش ہو تو قابل منظوری ہوتا ہے۔ اگر پیش نہ
تو جو شہادت پیش ہوتی ہے وہ اس سے مکسوبی ہوتی ہے۔ ا
اس میں غلطی کے کوئی احتمال نہیں ہوتے ہیں۔ سوائے ان احتمالا
کے جو شہادت کے استعمال کردہ واسطے میں پائے جائیں۔ لیکن جب
دستاویز ایسی ہو جو اگر پیش ہو تو شہادت میں منظور نہ ہو سکے۔ کیونکہ
شخص سے جس کے خلاف وہ پیش ہوتی ہے متعلق نہ ہو۔ یا جب
شہادت پیش شدہ ایسے اشخاص کے بیانات ہوں جس پر جرح
نہ کی جا سکتی ہو۔ تو اصل ماخذ پورا نہیں ہوتا ہے۔ اور مکسوبی شہاد
بجا طور پر مسترد کی جاتی ہے۔

دفعہ ۴۹۵: زیر بحث اصول کو کتابوں اور عملدر آمد میں عام ط

اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ "سنی سنائی باتیں شہادت نہیں ہوتی
— یہ ایسا جملہ ہے جو کسی لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ اور اس کی و
اس اصول کی صحیح ماہیت عام طور پر غلط سمجھی گئی ہے۔ اس جملے
الفاظ سے دو غلط تصورات ذہن میں آتے ہیں۔ اولاً یہ غلط تصور

راست متبادر ہوتا ہے کہ جو کچھ کسی شخص کو کہتے ہوئے سنا گیا ہو وہ ناقابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ اور ثانیاً جو معناً متبادر ہوتا ہے کہ جو کچھ تحریر کردیا یا اور بطور پر مدامی بنا دیا گیا ہو قابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ یہ دونوں قضیے عام طور پر بھی صحیح نہیں ہیں۔ ایک طرف تو جو کچھ کسی شخص کو اپنے مفاد کے مضر کہتے ہوئے سنا گیا ہو۔ وہ اس کے خلاف نہ صرف قابل ادخال شہادت بلکہ بہترین شہادت ہوتا ہے[1]۔ اور دوسری طرف جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں[2]۔ تحریری دستاویزات جو کسی فریق سے متعلق نہ ہوں اکثر مسترد کر دیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنی سنائی شہادت کو حالات متعلقہ کی شہادت سے مخلوط کر دیا جاتا ہے۔ یعنی حالات و واقعات کی ابتدائی شہادت سے۔ اور جس کے متعلق تھوڑے سے غور و فکر سے بھی ظاہر ہوگا کہ وہ الفاظ پر بھی مشمول ہو سکتی ہے اور افعال پر بھی۔ مثلاً جب بغاوت کے کسی چالان میں ایک باغیانہ مجمع کی سرداری کی گئی ہو تو مجمع کے نعروں کی شہادت سنی سنائی شہادت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اتنی ہی ابتدائی جتنی کہ کوئی اور شہادت[3]۔

---

[1] دیکھو نیچے دفعات ۵۱۸-۵۲۱-

[2] اوپر دفعہ ۴۹۴-

[3] مقدمہ ڈاماری و پرچیس (Case of Damaree & Purchase) کراؤن لا از فاسٹر ۲۱۳-۱۵ جوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۲۲- ملک بنام لارڈ جارج گارڈن ۲۱ جوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۱۴- ۵۲۹- [ابتدائی شہادت و سنی سنائی شہادت- ابتدائی و غیر ابتدائی شہادت پر عام طور پر دیکھو پیچھے دفعہ ۲۰۹- نوٹ- ابتدائی شہادت کو سنی سنائی شہادت سے فرق کرتے ہوئے دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے (۱) اس سے مراد واقعات کو شہادت بلا واسطہ سے ثابت کرنا ہوتی ہے نہ کہ ایسے بیانات کے ثابت کرنے سے جو عدالت سے باہر دیے گئے ہوں اور جن کی اطلاع عدالت کو بعد میں دی گئی ہو- نیز اس سے مراد (۲) عدالت سے باہر دیے ہوئے ایسے بیانات ہوتی ہے جن کا استعمال بطور قرائن کیا جائے- (یعنی جو بلا لحاظ صحیح یا غلط ہونے کے متعلق ہوتے ہوں) نہ کہ

۴۱۸ اسی طرح نہ صرف اس عورت کے چیخوں کی شہادت دی جا سکتی ہے جس کے ساتھ زنا کیا جا رہا ہو۔ بلکہ اس کے ان شکایتوں کی بھی جو وہ بعد میں کرے۔ کیونکہ اس عورت کے خلاف جو ایسا الزام لگاتی ہے یہ ایک قوی گو غیر قطعی شہادت ہے کہ اس نے اس واقعے کے بعد کوئی شکایت نہیں کی۔ شکایت کے اجزا کے متعلق پرانا اصول جو مقدمۂ ملکہ بنام واکر[1] (Reg. v. Walker) ۱۸۳۹ء میں قرار دیا گیا تھا یہ تھا کہ وہ شہادت میں بیان نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس قرارداد اخراج کے مناسب ہونے پر بہت نکتہ چینی کی گئی تھی[2]۔ موجودہ اصول جس کو عدالت مرافعہ نے مقدمۂ ملکہ بنام للی مان[3] (Reg. v. Lillyman) ۱۸۹۶ء میں قرار دیا ہے۔ یہ ہے کہ عورتوں کے خلاف زنا بالجبر یا اسی قسم کے جرائم کے چالانات کی سماعت پر شکایت کی تفصیلات جو بیّنہ وقوع جرم کے کچھ ہی بعد کی جائیں بیان کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ان واقعات کی جن کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ہا ایسے بیانات جن کا استعمال بطور گواہی یا مماثل گواہی کیا جائے (یعنی بیان کردہ واقعات کی صداقت ثابت کرنے کے لیے) اور کسی بیان کے ایک یا دوسری قسم سے متعلق ہونے کا معیار وہ مقصد ہوتا ہے جس کے لیے وہ استعمال کیا جاتا ہے لیکن بعض ججوں و مصنفوں نے "سنی سنائی شہادت" کے لفظ کو آزادی سے تمام غیر حلفی بیانات کے لیے استعمال کیا ہے چاہے وہ کسی بھی مقصد کے لیے استعمال کئے جائیں۔ یعنی ان میں وہ بیانات بھی شامل ہو جاتے ہیں جن کو اوپر بطور ابتدائی شہادت ممیز کیا گیا ہے۔ مکمل بیان کے لیے دیکھیے شہادت از فپسن طبع ششم ۵ تا ۱۰۔ ۲۱۸ تا ۲۲۲۔ بحث حالات مقدمہ و نیز ان متعدد بیانات کے لیے جو ان کے اجزا ہونے کی وجہ سے قابل ادخال ہوتے ہیں دیکھو ایضاً ۵۵ تا ۵۷۔ تھیئر ۳ ہا۔ امریکن لا ریویو۔ ۱۱۔ ۵۱۔ ایضاً ۱۔ مارگن ۳۱ ایل لا ریویو ۲۲۹ بمفید ذات شہادت و حالات مقدمہ میں فرق کے لیے دیکھو آگے دفعہ ۵۲۔

[1] ملکہ بنام واکر ۲ موڈی و رابنسن ۲۱۲۔

[2] دیکھیے ازپارک جج مقدمۂ ملک بنام واکر اوپر۔ ڈائجسٹ از اسٹیفن دفعہ نوٹ ۵۔ جہاں بتایا گیا ہے (۱۸۳۹ء) کہ یہ اصول جج عادۃً شکایت کو سنا کرتے تھے اور یہ کہ یہ عملدرآمد یقیناً عقل سلیم کے مطابق ہے۔

[3] ملکہ بنام للی مان ۱۸۹۶ء ۲ کوئینس بنچ ۱۶۷۔ الزام ایک لڑکی کے خلاف جو سولہ سال سے کم سن اور ۱۳ سال

شکایت کی گئی ہے۔ شہادت بطور نہیں بلکہ اس عورت کے خانۂ شہادت میں بیان کردہ قصے کی تائید اور اس کی عدم رضامندی کی شہادت بطور ہاکنس جسٹس (Hawkins, J.) نے عدالت (لارڈ رسل چیف جسٹس (Lord Russel, C. J.) پالاک بیج (Pollock, B.) ہاکنس کیو وِلس ججس) (Hawkins, Cave, & Wills, J J.) کا واحد سوچا ہوا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ "نہایت ہی احتیاط سے غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ ہم کسی نظیر سے اس کے پابند نہیں ہیں کہ شکایت کی شہادت کو اس واقعے تک کہ شکایت کی گئی محدود کرنے کے موجودہ طریقے کی تائید کریں اور یہ کہ عقل و فہم سلیم۔ ہمارے ایسا کرنے کے خلاف ہیں"۔ اس کے بعد ۱۹۰۵ء میں عدالت (لارڈ الورسٹون چیف جسٹس (Lord Alverstone C. J.) کنڈی۔ رڈلے چانل اور فلیمور ججس) (Kennedy, Ridley, Channell, & Phillimore, J J.) کے ایک سوچے ہوئے فیصلے میں ملکہ بنام للّی مان کے اصول کو ملک بنام اوسبورن[1] (Rv. Osborne) کے مقدمے میں ایک تیرہ سال سے کمسن لڑکی پر
۱۹م ناشائستہ حملے کی صورت میں اطلاق دیا گیا۔ اس کی کمسنی کی وجہ سے اس کی رضامندی قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۰ء ۴۳ و ۴۴ وکٹوریا باب ۴۵ کی رو سے غیر اہم تھی۔ اور اس اصول کو لڑکی کے ایک مجرم بنانے والے جواب سے بھی جو ملزم کی عدم موجودگی میں دیا گیا تھا متعلق کیا گیا۔

اسی طرح ایک نالش میں جو ایک دستاویز بیمہ پر جس کو ایک متوفی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ سے زیادہ عمر کی تھی اقدام زنا کا تھا۔ لڑکی رضامند نہیں تھی۔ گو اس کی رضامندی کا سوال غیر اہم تھا۔

[1] ملک بنام اوسبورن ۱۹۰۵ء ایکنگس بیج ۱ء ۵۵۱-۴۰۰ لا جرنل کنگس بیج ۲۱۱-۹۲ لا ٹائمز ۳۹۳-۵۳ ویکلی رپورٹ ۴۹۴-۶۹ جسٹس آف دی پیس ۱۸۹-۱۔ اس موضوع کی تاریخ و تحلیل مآخذ کے لیے دیکھئے شہادت از فپس طبع ششم صفحات ۱۱۳ تا ۱۱۷۔

[2] شلنگ بنام دی آکسیڈنٹل ذمہ کمپنی ۲ہر جورسٹ سلسلۂ نو ۴۴۲ وفیصلۂ ارل جسٹس اس فیصلے

شخص نے اپنی جان کے لیے کرایا تھا کی گئی تھی۔ اور جس کی جواب
یہ کی جا رہی تھی کہ متوفی کو اس دستاویز کے تحت کوئی حق نہیں تھ
شہادت کہ بیمہ کرانے سے قبل ایک دفعہ متوفی نے ایک شخص سے
جان کے بیمہ کرانے کے متعلق مشورہ کیا تھا۔ اور اس کے بیا
تفصیلات بطور جزو حالات متعلقہ (Res gestæ) قابل ادخال قرار
اسی طرح جو کچھ شخص غیر کو کہتے ہوئے سنا گیا ہو۔ غیر متعلق ذریعے سے
ہونے کی وجہ سے ناقابل ادخال شہادت قرار دیا جائے گا۔ تاہم
کہ کیا بعض الفاظ کہے گئے ایک واقعہ ہوتا ہے۔ اور اگر وہ امر تنقیح
سے متعلق ہو تو اس کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً گو عام افواہ کسی ا
ثبوت کے لیے قابل ادخال نہیں ہوتی ہے ——— کیونکہ وہ بدترین ق
سنی سنائی شہادت ہوتی ہے ——— تاہم جب کسی شخص کا عمل ز
ہو تو اس امر کی شہادت کہ کیا کوئی خاص افواہ کسی خاص وقت ا
کانوں تک پہنچی تھی یا نہیں۔ بخوبی قابل ادخال ہوتی ہے۔ ہم کو اس
غور نہیں کرنا چاہئے کہ کیا شہادت زبانی ہے یا تحریری بلکہ اس پ
پر کہ کیا وہ اپنی ماہیت میں اولین و ابتدائی ہے۔ یا اس سے کسی
بہتر ماخذ کا پتا چلتا ہے جس سے کہ وہ اپنی وقعت حاصل کرتی ہ
زخمی ہونے کے بعد ہی کسی شخص کا بیان اگر اس شخص کی موجود
دیا جائے جس نے کہ زخمی کیا تھا تو اس شخص کے خلاف قابل ادخا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کی زیادہ مکمل رپورٹ کے لیے دیکھئے ا۔ فاسٹر و فنلاسن ۱۱۲۔ او
ملی بنام بشلڑ۔ ۷ ہرسٹون و نارمن ۸۰۶۔

۱؎ مملکت بنام ڈنکن ۶۔ ایرڈل ۲۳۶۔

۲؎ ۲۔ انسٹیٹیوٹ ۵۲۔ عہد ۱۔ ایڈورڈ دوم ۱۲ عنوان قید۔ جونس بنا
۲۔ اسپنکس ۲۸۴ ٹامس بنام رسل ۹۔ ایسپکر ۴۷۰۔ دیکھئے شہادت
گڈ الیف ۴۲۳۔

ہوتا ہے۔ اور وہ بطور بیان قبل مرگ کے بھی قابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ حالانکہ اس شخص کی عدم موجودگی میں دیا گیا ہو۔ لیکن وہ بطور جزو حالات متعلقہ قابل ادخال شہادت نہیں ہوتا ہے۔ اس کی اچھی مثال مقدمہ ملکہ بنام بڈنگ فیلڈ (Reg. v. Bedingfield) سے دی جاسکتی ہے۔ اس مقدمے میں ایک عورت جس کا حلق کٹا ہوا تھا۔ ایک حجرے سے جس میں ملزم بھی حلق کٹا ہوا اور بولنے کے ناقابل پڑا تھا نکلی اور کہا "دیکھو ہاری (Harry) نے کیا کیا ہے" اور چند منٹ بعد مرگئی۔ ملزم کو جب قتل کے لیے چالان کیا گیا تو کاکبرن چیف جسٹس (Cockburn, C. J.) نے فیلڈ و مینسٹی ججس (Field & Manisty J J.) سے مشورہ کرنے کے بعد متوفی کے مذکورہ بالا بیان کی شہادت کو مسترد کردیا[1] اور
اس کی وجہ سے اس نامنظوری کے قانوناً درست ہونے کے متعلق[2] ۴۲۰
مسٹر پٹ ٹیلر (Mr. Pitt Taylor) و لارڈ چیف جسٹس میں ایک گرم مباحثہ ہوا جس کا سہرا میر مجلس کے سر رہا۔

دفعہ ۴۹۶: مکتوبی شہادت کو ناقابل ادخال کرنے والے اصول کے بہت مستثنیات ہیں۔ اور نظر تحقیق سے دیکھنے پر ظاہر ہوگا کہ اگر تمام نہیں تو تقریباً تمام صورتوں میں جن میں اس اصول میں تخفیف کی گئی اور منقولی شہادت منظور کی گئی ہے۔ کوئی نہ کوئی ضمانت ایسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ عام منقولی شہادت سے زیادہ قابل اعتبار ہو جاتی ہے۔

پس پہلا استثنیٰ یہ ہے کہ انھیں فریقین کے درمیان مقدمے کی

[1] ملکہ بنام بڈنگ فیلڈ۔ ۱۴ کاکس کریمنل کیسس ۳۴۱۔ اور رپورٹر کی نوٹ۔ قیدی مجرم قرار دیا اور سولی چڑھایا گیا۔

[2] اصول حالات متعلقہ کی تاریخ و مفصل بحث کے لیے دیکھئے ۱۹۰۱ لاکوارٹرلی ریویو (L. Q. R.)

دوسری سماعت پر ایک ایسے گواہ کی شہادت جس کا اظہار پہلی سماعت پر لیا گیا۔ اور اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا ہو۔ قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور اس کو کسی شخص کی گواہی سے جو اس کو سنا ہو۔ یا ان یادداشتوں سے جو اس وقت لیے گئے ہوں ثابت کیا جا سکتا ہے[۱]۔ اس صورت میں شہادت ابتداءً ذمہ داری کے ساتھ دی گئی تھی۔ اور جس فریق کے خلاف دی گئی تھی۔ اس کو سابقہ نوبت پر جرح کا موقع حاصل تھا۔ تاہم گواہی دیتے وقت گواہ کے ڈھنگ کا فایدہ تلف ہوجاتا ہے مثلاً قانون جرایم قابل چالان ۱۸۴۸ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲ دفعہ ۱۷ کی رو سے جب کسی شخص کے خلاف جس پر کسی جرم کا الزام ہو ناظم امن ایک ایسے گواہ کا اظہار لیتا ہے۔ جو سماعت مقدمہ سے پہلے فوت ہوجاتا۔ یا اتنا بیمار ہوجاتا ہے کہ سفر کے قابل نہیں ہوتا۔ تو اس کا بیان حلفی جو تحریری ہوتا ہے اور جس پر ناظم امن کے دستخط ہوتے ہیں شہادت میں منظور کیا جا سکتا ہے[۲]۔

دفعہ ۴۹۷: (۲) دوسرا استثنیٰ ان امور کے ثبوت کا ہے جو عام مفاد سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً اضلاع یا کلیسائی تحصیلات کے سرحد۔ حقوق اراضی مشترک حقوق شاہراہ عام وغیرہ[۳]۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ تاریخی واقعات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ ۵۳۴۔ اور دیکھئے اوپر دفعہ ۴۹۵ نوٹ ۳۔

[۱] شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۳۰۹ طبع دہم۔

[۲] دیکھئے دفعہ ۱۰۵۔

[۳] اس امر پر نہایت تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ملک بنام باشندگان بڈفرڈ شیر ۴۔ ایلس اینڈ بلاکبرن ۵۳۵-۵۴۲۔ نیز دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۶۰۷ تا ۶۲۴۔ شہادت از فیبن طبع ششم ۲۹۴ تا ۳۰۶۔ اور "ثبوت قطعی" از ماسکارڈس ۲۸۷-۲۹۵ تا ۴۰۳۔ اس امر پر کہ زیر بحث اصول کے تحت عام حقوق کیا ہیں؟ دیکھو مقدمہ لارڈ ڈنریون بنام للیلین (Lord Dunraven v. Llewellyn)

کے ثبوت میں ـــــ یعنی ازمنۂ ماضیہ کے گزرے ہوئے واقعات کے
ثبوت میں ـــــ نہ صرف مکسوبی شہادت سے لازماً کام لینا پڑتا ہے
بلکہ ان مستقل آثار کی وجہ سے جو اس کی تصدیق یا تردید کے لیے موجود
ہوتے ہیں۔ ان ماخذوں کے متعدد ہونے کی وجہ سے جن کی وجہ سے
وہ حاصل ہوتی ہے۔ اور ان اشخاص کے بہت ہونے کی وجہ سے
جنھیں امور زیر بحث کے یاد رکھنے اور محفوظ کرنے میں دلچسپی ہوتی ہے
غرض جھوٹی گواہی کو پکڑنے کی ان تمام سہولتوں کی وجہ سے اس کے
خطرات میں بہت کچھ کمی بھی ہوجاتی ہے۔ اب یہ امر ظاہر ہے
کہ عام مفاد کے حقوق جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ
وہ زمانۂ ماضی میں استعمال کئے جاتے تھے۔ ایک حد تک تاریخی واقعات کے
ہم ماہیت ہوتے ہیں خاص کر اس امر میں کہ ان کی ابتدائی شہادت ۴۲۱
شاذونادر ہی دستیاب ہوسکتی ہے۔ اسی لیے قانون نے اجازت
دی ہے کہ ان کو عام شہرت کی شہادت سے ثابت کیا جائے۔ مثلاً
ایسے متوفی اشخاص کے بیانات کے ذریعے سے جن کو ان کے متعلق خاص
معلومات ہونے کا قیاس کیا جاتا ہے[۱]۔ و نیز مختلف اقسام کے ایسے قدیم
دستاویزات کے ذریعے سے جو معمولی حالات میں اصلی نہ ہونے کی بنا ر
پر مسترد کر دیے جاتے وغیرہ لیکن فریب سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ایک
طے شدہ اصول ہے کہ ان بیانات وغیرہ کا "قبل نزاع" ہونا ضروری
ہے۔ قبل نزاع ایک ایسا جملہ ہے۔ جس کے متعلق کچھ اختلاف آراء
رہا ہے۔ لیکن جس کے معنی غالباً یہ ہیں کہ جس مضمون سے یہ بیانات
متعلق ہوں اس کے متعلق کوئی نزاع پیدا ہونے سے پہلے چاہے نوبت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۵ اکوئنس بنچ ۷۹۱۔

[۱] مقدمہ دفعات ۵۰ و بعد۔

[۲] دیکھئے کریس بنام بارٹ ۱۔ کرامپٹن میسن و ملسکو ۹۱۹۔ ۷ ہرسل و دیان ۷۷۹۔

مقدمہ بازی تک پہنچی ہو یا نہ ہو[1]۔ اس قسم کی شہادت کی قیمت و وقعت ظاہر ہے کہ زیر بحث امور کی شہرت کے درجے پر موقوف ہوتی ہے اور جب وہ دستاویزی شکل میں ہو تو ان سہولتوں یا موقعوں پر جو تحریف یا جعلی بنانے کے حاصل ہوں۔

دفعہ ۴۹۰: (۳) نسب سے متعلق امور ـــ مثلاً خاص اشخاص کے درمیان رشتے کا واقعہ۔ کسی خاص خاندان میں ولادتیں۔ نکاح۔ اور کسی خاندان کے ارکان کی اموات وغیرہ ـــ کا استثنیٰ ایک اور استثنیٰ ہے[2]۔ "جب کبھی امر تنقیح طلب یہ ہوتا ہے کہ کیا کسی شخص کا کوئی خاندان یا اس کا اس کے کوئی رشتہ دار ہیں تو اس کا بار ثبوت اسی پر ہوتا ہے[3]"۔ یہ امور بھی تاریخی واقعات کے اس خصوص میں ہم ماہیت ہیں کہ معمولاً وہ ان واقعات سے متعلق ہوتے ہیں۔ جو زمانہ ماضی میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ گو کسوٹی شہادت سے ان کو ثابت کرنے کی کوشش سے ان پر جو روک شہرت کی وجہ سے ہوتی تھی۔ وہ نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں دلچسپی صرف ایک یا زیادہ سے زیادہ چند خاندانوں کو ہوتی ہے۔ تاہم اس سے بہتر کسی شہادت کے حاصل کرنے کی بے انتہا دشواری کی وجہ سے اس شہادت کو جب وہ ایسے ایسے اشخاص کے ذریعے سے پیش ہوتی ہے

---

[1] برکلے پیریج کیس ۱۸۱۱ء ۴ کیمبل ۴۰۱ - ۴۱۷ - جس میں اس نظریے کو پہلی دفعہ وضع کیا گیا۔ ڈیس بنام لنڈس - ۲ مانگ وگرینگر ۱۰ - شہادت از ٹیلس ۱۹۴ - طبع دہم - شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۶۳۳ - و بعد - بٹلر بنام لارڈ ماونٹ گیارٹ ۔ مقدمات دارالامرا - ۶۲۳ -

[2] شہادت از ٹیلس باب ۸ دفعہ ۴ طبع دہم - شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۶۳۵ - ۶۵۹ - شہادت از فیبن طبع ششم ۷ - ۳ - ۲۱۷ - ۱ - اٹرنی جنرل بنام کولر و مقدمات دارالامرا ۷۵۴ - ۷۶۰ - ڈل ڈل پیرج کیس ۱۸۸۴ء ۱۰ مقدمات رافعہ ۶۹۲ -

[3] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۲ - دفعہ ۱ -

جن کا صداقت سے واقف ہونا بہت اغلب ہوتا اور جن کو غلط بیانی
کی کوئی وجہ نہیں ہوتی ہے۔ مجبوراً منظور کرنا پڑتا ہے۔ پس اس غرض کے لیے
حسب ذیل امور سب منفرداً قابل ادخال شہادت قرار دیے گئے ہیں
مثلاً کسی خاندان کے متوفی[1] ارکان کے بیانات جو قبل نزاع کئے گئے
۴۲۲ ہوں۔ اور جو صرف بیان کنندہ کے اس کے اپنے مفاد کے لیے نہ ہوں[2]۔
کسی خاندان کی عام شہرت جو اس کے کسی باقیماندہ رکن کے ذریعے سے
ثابت کی گئی ہو۔ اندراجات جو کتابوں پر کئے گئے ہوں مثلاً خاندانی
انجیل پر بشرطیکہ وہ حفاظت جائز سے پیش کئے جائیں۔ اور گو ان
اندراجات کے خط یا کاتب کی بابت کوئی شہادت نہ ہو[3]۔ قرابتداروں
کی باہمی خط وکتابت دستاویزات مہری کی ابتدا میں بیان شدہ
واقعات۔ کتبوں۔ انگشتریوں۔ مقبروں یا صندوق کفن کی تختیوں کی
منقوش تحریرات۔ خاندانی تصویر پر کوئی منقوش تحریر[4]۔ شجرہ جات نسب
جن کو خاندان کے متوفی ارکان نے بنایا یا نقل کیا ہو[5] وغیرہ۔ ایسی شہادت

---

[1] قبل اس کے کہ ایسا بیان شہادت میں منظور کیا جا سکے۔ بیان دینے والے کی خونی یا مصاہرتی قانونی قرابت کو اس بیان کے سوا علیحدہ شہادت سے ثابت کرنا چاہئے۔ اور جج اس کا فیصلہ کریگا۔ کہ کیا یہ قرابت ثابت ہوئی۔ لیکن اگر بیان کنندہ کی قرابت کی بادی النظری شہادت بھی ہو تو بیان کی شہادت غالباً قابل ادخال ہوجاتی ہے۔ پلانٹ بنام ٹیلر، ہرلسٹن و نارمن ۲۱۱
۲۲۷۔ ہچنس بنام آنڈلے لارپورٹ ۲ پروبیٹ ڈویورس ۲۴۰۔ لیکن مقدمہ پراکٹر جنرل بنام ولیمس میں اس امر کا پورا ثبوت طلب کیا گیا۔

[2] دیکھو شہادت از ٹیلس جلد اصفحہ ۲۰۶۔ طبع دہم۔ گی بنام وارڈ، ۱۰ ایلس و بلاکبرن ۵۰۹۔

[3] پلانٹ بنام ٹیلر۔ بحوالۂ مذکورۂ صفحہ ۲۳۰۔ ڈیسارٹ پیریج کیس ۲ مقدمات مرافعہ ۲۰۹۔

[4] ہبارڈ بنام لیس لارپورٹ۔ ۱۔ ایکسچیکر ۲۵۵۔ ۲۵۰۔

[5] کیا ایس پیریج کیس ۱۸۴۳ء ۲ کلارک وفنلی رپورٹس برصفحہ ۱۰۸۰۔ ۴۹ رسل ڈویان برصفحہ ۲۰۵۔

[6] ایک مقدمے میں مدعی نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ الف کا غیر صحیح النسب بیٹا تھا۔ الف کے متوفی

کو نظر انداز کر دینا ناممکن ہے۔ خصوصاً بعید و ضمنی امور کے ثبوت میں لیکن جب مقدمے کا اصل امر تنقیح طلب کلاً یا جزءً ایسی شہادت پر موقوف ہو تو عدالتوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی نوعیت ہی کے لحاظ سے اس میں فریب و جعلسازی کے بہت موقع ہیں۔ اور اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ وہ بیانات یا نقوش وغیرہ صحیح طور پر مندرج ہیں بہت سی مثالیں ایسی پیش آئی ہیں جن سے ظاہر تھا کہ یہ فرض کر لینا بہت غلط ہوتا ہے کہ ارکین خاندان خصوصاً وہ جو معاشری حیثیت سے کمتر درجے کے ہوتے ہیں شجرۂ نسب کی تفصیلات سے تھوڑا بہت بھی واقف ہوتے ہیں۔[1] اور یہ ذہن نشین رہے کہ اس قسم کی شہادت نسب سے متعلق سوالات ہی میں قابلِ ادخال ہوتی ہے۔ اور مثلاً وہ قرضے کے دلا پانے کی نالش میں عذر نابالغی کی تائید میں پیش نہیں ہو سکتی ہے۔

دفعہ ۴۹۹: (۴) اگلی صورت جس میں کہ اس اصول میں تخفیف کی گئی ہے۔ اور بھی زیادہ اصول ضرورت پر مبنی نظر آتی ہے۔ یعنی قدیم دستاویزات جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ان معاملات کے جن سے وہ متعلق ہوتے ہیں۔ جزو ہیں۔ یا کم سے کم کہ ان کے ساتھ تکمیل پائے ہیں۔ قدیم قبضے کی شہادت بطور قابل ادخال ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف ان اشخاص کی موافقت میں پیش ہو سکتے ہیں۔ جو ان کے تحت دعویدار ہوتے ہیں۔ بلکہ ان اشخاص کے خلاف بھی جو نہ ان کے فریق ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بھائی کے ایک بیان کو کہ مدعی الف کا غیر صحیح النسب بیٹا تھا ناقابل ادخال ٹھیرایا گیا کیونکہ مدعی گو فی الواقع رشتہ دار تھا۔ لیکن قانوناً شخص غیر تھا۔ (ذکر سبین بنام ڈاگ بیوی ۱۸۶۳ء ۳۲ لا جرنل قلب وبیری ۱۰۹)۔

[1] دیکھئے مقدمہ گروچ بنام ہوپ ۱۶ جون ۱۸۰۲۔

[2] جینس بنام گمفری ۱۸۱۳ء ا کوینس بنچ ڈیو یژن ۱۸۱ م۔ ۵۲ لا جرنل کوینس بنچ ۵۲۱ ۔ عدالت مرافعہ۔

اور نہ ہسیم۔[1] قدیم قبضے کے ثبوت میں ہمیشہ دشواری ہوتی ہے۔ وقت ۴۲۳
ان گواہوں کو اٹھا لیتا ہے جو اپنے ذاتی علم سے افعال مالکانہ کو ثابت
کر سکتے تھے اور اسی لیے لازماً تحریری شہادت سے کام لینا پڑتا ہے۔[2]
اس قسم کی شہادت کے بدیہی خطرات سے محفوظ رہنے کے لیے اس کے
قابل ہونے کی ایک شرط مقدم قرار دے دی گئی ہے کہ اس کا حفاظت
جائز سے پیش ہونا ثابت کیا جائے۔ یعنی یہ ثابت کیا جائے کہ وہ اس
جگہ تھی۔ اور ان لوگوں کی حفاظت میں پائی گئی تھی۔ جہاں اس کے
ہونے کی قدرتی و معقول طریقے پر توقع ہو سکتی ہے۔[3] اور یہ کوئی قابل
اعتراض بات نہیں ہے کہ یہ بتایا جائے کہ اس سے زیادہ مناسب
جگہ بھی ہو سکتی تھی۔[4] متقدمین رومن فقہائے یاد ہے یا ہر قدیم قبضے کے لیے
لفظ "قبضۂ عتیق" کافی منصفانہ طور پر استعمال کیا تھا۔[5]

دفعہ ۵۰۰: (۵) متوفی اشخاص کے اپنے مفاد کے خلاف بیانات

[1] شہادت از فلپس باب ۸ دفعہ ۵ طبع دہم۔ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۶۵۸-۶۶۷ [لیکن اس موضوع کو سنی سنائی شہادت کا استثنیٰ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ بسٹ و ٹیلر نے سمجھا ہے۔ قدیم دستاویزات اپنے مضامین کی صداقت ثابت کرنے قابل ادخال نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ محض بیانات بطور وہ کلیتہً ناقابل ادخال ہوتے ہیں وہ قابل ادخال بطور افعال مالکانہ ہوتے ہیں۔ جن سے قبضے کی شہادت پہنچتی ہے اور اس قبضے کی توضیح اس کو حقیت یا اجارہ وغیرہ عطا کرنے والوں کی تحریک سے حقیت سمجھنے ہی سے ہو سکتی ہے۔ الشہادت از فپین طبع ششم ۱۱۱-۱۱۲-۱۲۹ تا ۱۳۴۔

[2] از ولس جسٹس (Wills J.) جنھوں نے مقدمہ مالکاسن بنام او ڈیا میں ججوں کی رائے سنائے۔ ۱۰ مقدمات دار الامرا۔ ۵۹۳-۶۱۲۔

[3] دی بشپ آف میتھ بنام دی مارکوئیس آف ونچسٹر ۴ بنگھام سلسلۂ نو ۲۰۰-۲۰۲۔

[4] ایضاً گرانٹن بنام بلیک سٹون ۱۲ میسن و ولزبی ۲-۲-۶۷ رسل و ریان ۴۱۰۔ ملک بنام مٹین الیس والیس ۵۵۵

[5] کتاب شہادت از بانئے ۴۳۲۔

اشخاص ثالث کی درمیانی کارروائیوں میں قابل ادخال شہادت ہیں بشرطیکہ وہ بیانات ملکیت یا زر نقد[1] کے مفاد کے خلاف ہوں۔ اور اشخاص ثالث کی حقیت کے مضر نہ ہوں۔ مثلاً ایک متوفی کاشت کار کا بیان اگر وہ مالک عودی کی حقیت کے خلاف ہو تو نا قابل ادخال ہوتا ہے[2]۔
اس موضوع پر ہدایتی مقدمہ ہگہام بنام رجوے[3] (Higham v. Ridgeway) کا ہے۔ جس میں ایک مرد دایہ کا جس نے ایک عورت کو ایک بچہ جنوایا تھا۔ اندراج کہ اس نے فلاں دن یہ زچگی کرائی تھی۔ اور اپنے کھاتے بہی کا حوالہ دیا تھا جہاں اس نے اس کی فیس لکھی تھی۔ اور جس پر وصولی چڑھی ہوئی تھی۔ اس کے مرنے کے بعد ایک نالش رفع قید اولاد میں لڑکے کی عمر کی شہادت قرار دیا گیا۔ یہ شہادت اگر قابل ادخال ہوتی ہے تو تمام اغراض کے لیے قابل ادخال ہوتی ہے[5]۔
۴۲۴ فریقین مقدمہ کے اپنے مفاد کے خلاف بیانات ایک دوسرے

[1] ملک بنام اکزیٹر لارپورٹ ۴ کوئنس بنچ ۱۴۴۔
[2] دی سسکس پیرج کیس۔ ۱۱۔ کلارک وفنلی رپورٹس ۸۵۔ دیکھئے ملک بنام دی اورسیر آف برنگھام۔ ۱۔ بسٹ واسمتھ ۷۶۲۔
[3] پاینڈرک بنام برجوائٹر ۵ ایلس وبلاکبرن ۱۶۶۔ جس کو بلانڈی جنکنز بنام ڈیزیان (ارل) ۱۹۰۲ء ۲ چانسری ۱۲۱ عدالت مرافعہ میں ممیز کیا گیا۔
[4] ہگہام بنام رجوے ۱۸۰۸ء۔ ۱۰۔ ایسٹ ۱۰۹۔ ۲۔ اسمتھ لیڈنگ کیسس۔ ۱۰ ارسل یڈیان ۲۳۵۔
[5] ٹیلر بنام وتھام ۱۸۷۶ء۔ ۳ چانسری ڈیویژن ۶۰۵۔ از جسل ماسٹر آف رولس جس کی پیروی جیون جج نے مقدمۂ سوقت شور سن ۱۹۱۰ء ۲۸ لا ٹائمز ۳۸۹ میں کی۔ اس مقدمے میں ایک مال کی کشتی کے راہن ومرتہن کے درمیانی حسابات دیکھنے میں مرتہن کی حساب کی ایک کتاب کو جس میں ان ادائیوں کے بھی اندراجات تھے جو راہن نے کئے تھے۔ اور ان کے بھی جو کشتی پر مرتہن کے ہوئے تھے۔ مرتہن کے اوصیا کی جانب سے اس بنا پر قابل ادخال شہادت قرار دیا گیا تھا کہ مذکور قسم کے اندراجات میں نہایت قریبی تعلق تھا۔

اصول پر قابل ادخال ہوتے ہیں[1]۔ اس استثنیٰ کی بنا یہ ہوتی ہے کہ یہ امر غیر اغلب ہے کہ کوئی فریق اپنے کو ذمہ دار بنانے کو کوئی غلط بیان دے گا لیکن ایسی صورتیں بتائی جا سکتی ہیں جن میں ایسا کرنے میں اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ مثلاً جب کسی جائیداد کے مہتمم یا داروغہ کے حسابات غفلت یا اس سے بدتر فعل کی وجہ سے ایسی حالت بدنظمی میں ہو جائیں کہ اس کو آج سے چھپانا ہی پڑے تو پھر ان کے ٹھیک کرنے کا ایک نہایت ہی صاف طریقہ یہ ہے کہ اپنے خلاف لکھ دیا جائے کہ کسی خاص شخص سے رقم وصول ہوئی ہے۔

دفعہ ۵۰۱ (۶)۔ ان سے مشابہ وہ بیانات ہیں۔ جو متوفی اشخاص نے جنھیں واقعات کا ذاتی علم اور جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ نہ ہو[2]۔ کاروبار عہدہ۔ یا پیشے کے معمولی اثنا میں کئے ہوں۔ لیکن ایسی شہادت کو قابل ادخال قرار دینے والا اصول سختی سے اس خاص امر تک محدود کیا جاتا ہے۔ جس کا کرنا اس شخص کا فرض ہوتا ہے۔ اور برخلاف مضر مفاد بیانات کے ضمنی امور پر حاوی نہیں ہوتا ہے۔ گو وہ اس امر سے کتنے ہی قریبی طور پر متعلق ہوں اور اس قسم کے بیانات کے متعلق یہ بھی ایک اصول ہے کہ وہ

[1] آگے دفعہ ۵۱۰۔

[2] اس موضوع پر نظائر و اسناد کے لیے دیکھئے اسمتھ لیڈنگ کیسس جلد ا میں مقدمہ پرائس بنام ارل آف ٹارنگٹن ۱۷۰۳ء؁۔ ساکلڈ ۲۸۵۔ ۲ لارڈ ریمنڈ ۸۷۳۔ ہولٹ صفحہ ۳۰۰ کی نوٹ۔

[3] فیصلہ کابرن جسٹس بمقدمہ اسمتھ بنام بلاکی۔ لا رپورٹ ۲ کوئینس بنچ ۳۲۶۔ ۳۳۲۔ اور مقدمہ ڈیوس بنام لائیڈ ۱۸۴۴ء؁۔ ا کیار کنگٹن و کروان ۲۷۵۔ ۲۰۰۔ ربل وریان ۷۹۲۔ لارڈ ڈنمن چیف جسٹس پاٹیسن جسٹس سے مشورے کے بعد ایک یہودی فقیہ کے ختنے کی تاریخ کے داخلے کو ایک یہودی کی لڑکی شہادت بطور ناقابل ادخال ٹھیرایا۔ مقدمہ لر بنام واسلی ۱۹۰۶ء؁۔ ۲ چانسری بر صفحہ ۵۲۰ میں ایک متوفی سرویر کے داخلے کو جس کو اس نے ایسے سروے کے اغراض کے لیے کیا تھا۔ جس کے لیے اس کے

ان افعال کے جن سے وہ متعلق ہوتے ہیں منحصر ہونے چاہییں[1]۔

دفعہ ۵۰۲: ان دو اقسام میں یعنی مفاد کے خلاف بیانات ا

دوران تجارت وغیرہ کے بیانات میں شہادت معمولاً تحریری شکل
ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ایک سوال بنا دیا گیا ہے کہ کیا وہ اس کے قابل ا
ہونے کے لیے ضروری نہیں ہیں[2]۔ لیکن اب یہ امر طے شدہ ہے کہ ت
بیانات جو باقی تمام مطلوبہ شرائط پر پورے اترتے ہوں۔ مساوی
قابل ادخال ہوتے ہیں[3]۔ اور فی الحقیقت بھی ان دونوں صورتوں
کوئی اصولی فرق قائم کرنا دشوار نظر آتا ہے۔

دفعہ ۵۰۳: رومی قانون[4] اور بعض خارجہ ممالک ۴۲۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ خدمات حاصل کی گئی تھیں ایڈی جسٹس نے مسترد کر دیا۔ لیکن عدالت
نے اس فیصلے کو الٹ دیا۔ (۲ چانسری صفحہ ۱۶۷ تا ۱۶۰)۔

[1] ڈوڈی یا ٹشل بنام ٹرفورڈ ۱۸۳۲ء ۳ بار نوال واڈالفس ۹۰۸-۲۷ رسل دریان ۱۰۸۱-از
شارٹ بنام لی۔ ۲ جیکب دو اکر رپورٹس ۴۷۵۔ از سرائی لومر۔ ماشرآف رولس۔

[2] فرسڈن بنام کلارک۔ ا۔ مین وولزلی ۷۶۲۔

[3] جولی بنام ٹکنسن ۱۳ چانسری ڈیویژن صفحات ۲۹۶-۲۹۰۔ عدالت مرافعہ بیکس بنام
۱۸۴۳ء ۱۱ کلارک۔ وفنلی ۱۱۳-۹۵ رسل وریان ۱۱ از لارڈ کیمبل۔ اسٹیپلٹن بنام کلف ۱۰۲
وبلاکبرن ۹۲۲۔ ایڈی بنام گننگس فورڈ۔ ۱۴ کامن بنچ ۷۵۹-۷۶۴۔ ہیلکس بریانڈ کمشنر
چہارم فقرہ۔ ۱۴۳۔ شہادت از پوتھیے جلد ۱۔ دفعہ ۷۱۹۔

[4] رومی فقہا نے اپنے اس مشہور اصول کو یورپ کے اکثر ممالک میں رائج کر دیا۔ لیکن
اصول قانون روما سے لیا گیا ہے (اور اس میں شبہ ہے) تو وہ ان دوسرے اصول
جو مجموعۂ قوانین روما کے دوسرے حصوں میں قرار دئے گئے ہیں بالکل منافی ہے
یہ ایک بڑی مثال ہے کہ ایک ایسی دستاویز پر بھروسا کیا جائے جس کی رو سے ک
اپنی ہی یادداشتوں سے دوسرے کو اپنا مقروض قرار دے سکے۔ اسی لیے نہ تو خ

قوانین عظیم کی رو سے تاجروں کی کتابیں جو اثنائے کاروبار میں باضابطہ طور پر رکھی گئی ہوں کسی گاہک یا مبینہ گاہک کے خلاف قرض ثابت کرنے کے لیے قابل ادخال شہادت ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ اب تک غیر منسوخ شدہ قانون ۷ جیمس اول باب ۱۲ کے اس حکم سے ظاہر ہے کہ دکان کی کتابیں ایک سال سے زیادہ پرانے قرض کے لیے شہادت نہیں ہوں گی۔ ایسی کتابیں ایک زمانے میں قابل ادخال شہادت ہوتے تھے۔ اس شہادت کی کمزوری وخطرے کو محسوس کرکے رومی فقہا نے اس کو صرف نصف ثبوت تصور کیا تھا لیکن اس طرح پر اس کو مصنوعی وقعت دینے سے اس کی منظوری کے خطرات میں اضافہ بھی کر دیا تھا۔ ایک زندہ تاجر کے اپنی کتابوں میں اندراجات اور انھیں کتابوں کے ان اندراجات میں جو کسی متوفی محرر یا ملازم نے کئے ہوں۔ اور ایسا کرنے میں اپنے ذمے اپنے آقا کا قرض نکلنا لکھ دیا ہو۔ کوئی مشابہت نہیں ہے۔ اور گو ہم اس مسئلے کو کتنا ہی الٹ پلٹ کریں۔ اول الذکر کو قابل ادخال شہادت قرار دینا۔ قانون وعقل سلیم دونوں کے اس اصول کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کسی عہدہ دار کو اور نہ کسی اور شخص کو اپنی ہی تحریر سے قرض ثابت کرنے کی اجازت دینی چاہیے"۔ مجموعہ قانون روما۔ کتاب ۴ عنوان ۱۹۔ دفعہ ۷۔ "کسی شخص کے فعل سے خود اسی کو ضرر پہنچنا چاہیے نہ کہ دوسروں کو"۔ ڈائجسٹ کتاب ۵۰۔ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۱۵۵ نیز دیکھو ڈائجسٹ کتاب ۴۲ عنوان ۱۲۔ دفعہ ۱۷۔ ذیلی دفعہ ۴ مجموعہ قانون روما کتاب ۷ عنوان ۱۲ دفعات ۱ و ۲۔

لہ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۷۰۹۔

عہ اس قانون موضوعہ کو "نظر ثانی شدہ قوانین موضوعہ" میں دیکھیے طبع دوم جلد ۱ صفحہ ۵۶۴ اس موضوع کی تاریخ کے لیے دیکھیے شہادت از فیپسن طبع ششم ۲۲۹-۲۳۰۔

عہ منکس بر مقام مذکورہ۔ اس خصوص میں رومی قانون کے ملدرآمد کے متعلق دیکھیے تنقید نقیم: بہ عدالتی شہادت جلد ۵ صفحات [illegible] - اور دیکھیے مقدمہ دفعہ [illegible]

خلاف ورزی ہے کہ کسی شخص کو بھی اپنے لیے شہادت بنانے دینے کی
اجازت نہیں دینی چاہیے۔ یہ صحیح ہے کہ تاجروں کی کتابیں معمولاً
کافی اور بعض صورتوں میں بہت زیادہ صحت کے ساتھ رکھی جاتی
ہیں۔ لیکن کیا اس کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی ہے کہ چونکہ قانون ان کو
دوسروں کو فریبانہ مقروض بنانے کے لیے استعمال کرنے نہیں دیتا۔
اس لیے اب وہ اس واحد و ایماندارانہ مقصد کے لیے رکھی جاتی
ہیں کہ انھیں وہ اشیا جو انھوں نے فروخت کر دیے ہیں یاد رہے
اس کے علاوہ ملحوظ رہے کہ تمام فوائد جو تاجروں کی کتابوں سے
حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ موجودہ قانون سے ان کے خطرات بغیر حاصل
ہوتے ہیں۔ کیونکہ نہ صرف تاجر بطور گواہ عدالت میں حاضر ہوتا ہے[1]
اور فروخت شدہ اشیا کے متعلق کتابوں سے اپنا حافظہ تازہ کرتا
ہے[2]۔ بلکہ وہ کتب بھی بطور "علامتی شہادت" کے کارآمد ہوتے ہیں[3] ۴۲۶
اور خصوصاً تاجر کے دیوالیہ ہو جانے کی صورت میں وہ اس کے
یا اس کے قایم مقاموں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوئے
ہیں۔

[1] نیچے دفعات ۵۱۹-۵۲۰۔

[2] اوپر دفعہ ۱۷۴۔

[3] اوپر دفعہ ۲۲۴۔

[4] علامتی شہادت پر دیکھو اوپر دفعہ ۹۳۔ انجمن سہلان عدالت ہائے اضلاع کے صدر نشین نے انجمن کے سالانہ جلسے میں جو ۹ رجون ۱۹۰۵ء کو لا سوسائٹی ہال میں ہوا تھا (دیکھو لا ٹائمز مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۵۹) کہا کہ رجسٹرار بھی جو اپنے کام سے واقف ہو اصول آگے شہادت پر اصرار کرنے کا خیال نہیں کرتا ہے۔ وہ سب سے پہلے تاجروں کے کتب منگواتا ہے اور اگر اندراجات صحیح طور پر اور تاریخ وار ہوتے ہیں تو ان کو بہت سے مقدمات میں جن کو بجا طور پر بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔ شہادت قرار دیا گیا ہے" دیکھو شہادت مصنفہ

دفعہ ۵۰۴ (۸) متوفی عہدہ دار کنیسہ ـــــ رکٹر یا ویکر

(Rector or Vicor) ـــــ کے کتب جن میں معاش سے متعلق رسایل اور ادائی رقومات کے حوالے ہوں۔ اکثر اس کے جانشینوں کی جانب سے شہادت میں منظور کئے گئے ہیں[1]۔ ایسا کرنے کو بے قاعدہ کہا گیا ہے[2]۔ لیکن اس شہادت کے قابل ادخال ہونے کو مقدمہ ینگ بنام دی ماسٹر آف کلیر ہال[3] (Young v. The Master of Clare Hall) میں پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر اس مقدمے میں عدالت نے اپنے فیصلے کی کوئی وجوہات بیان نہیں کئے ہیں۔ بلکہ اس سوال کو نظایر یا احکام سے تصفیہ شدہ مان لیا ہے۔ اسی طرح کلیسائی دربانوں کے تقرر کے ایک رواج کے متعلق ایک متوفی رکٹر کے بیانات کی شہادت قابل ادخال قرار دی گئی ہے[4]۔

دفعہ ۵۰۵ (۹) اس اصول کا ایک اور استثنیٰ ان اشخاص کے بیانات ہیں جو موت کے یقینی ہونے کے بعد کئے جاتے ہیں[5]۔ کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ طبع یازدہم دفعات ۷۰۹ تا ۷۱۲۔ اور کیسیس آن ایویڈنس مصنفہ تعیلر طبع سوم ۵۰۹-۵۱۰-۵۷۶-

[1] دیکھئے شہادت مصنفہ فلپس جلد ا صفحہ ۲۶۷-۲۶۹-طبع دہم۔ جہاں مقدمات کو یکجا جمع کیا گیا ہے۔

[2] شہادت از فلپس حوالہ مذکورہ بالا مسٹر جیمس سٹیفن مرحوم نے کہا تھا کہ "یہ سمجھنا مشکل ہے کہ کیوں اس کو کبھی مستثنیٰ تصور کیا گیا۔ یہ بالکل اصول کے تحت آتا ہے۔۔۔۔ اور اس کی نہایت ہی واضح مثال ہے لیکن بہت سے مقدمات میں اس کو بے قاعدہ کہا گیا ہے کیونکہ وہ کسی پیش رو جیت کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ اپنے قائم مقام جیت کے لیے بھری شہادت چھوڑ جائے۔ ڈائجسٹ شہادت۔ نوٹ ۲۱۔

[3] ۱۷ کوئینس بنچ ۵۲۹۔

[4] پرائس بنام لٹل ۱۸۶۶ء۔ لا رپورٹ ۱۰۔ کامن پلیس ۴۸۷۔

[5] ملک بنام جنکنز ۱۸۶۹ء لا رپورٹ ا۔ کریمنل کیسس ۱۸۱۔ اور دیکھو مقدمہ ملک بنام بنگ فیلڈ

شخص کے متعلق جو مرنے کے قریب ہو جھوٹ کہنے کا قیاس نہیں کیا جائے گا۔[1] جن حالات میں یہ بیانات دئے جاتے ہیں ان کے متعلق بجا طور پر فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان کے سچ ہونے کے کم از کم اتنے ہی ضامن ہوتے ہیں جتنا کہ کوئی حلف عدالت کا انصاف میں ہوتے ہیں۔ اسی لیے ایک کمسن بچے کا بیان قبل مرگ نامنظور کیا جاتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ ظاہر ہو کہ اس کے مذہبی معلومات ایسے تھے کہ اس کی شہادت منظور ہو سکتی تھی۔[2] اور اسی طرح ایسے جو ان شخص کا بیان قبل مرگ بھی نامنظور ہو گا جس کی خصلت سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ ایسا شخص رہا ہے کہ جس پر آنے والی موت کا کوئی مذہبی اثر نہیں ہو گا۔[3]

لیکن بالواسطہ شہادت پر اصل اعتراض یہ نہیں ہے کہ وہ حلفیہ نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ یہ کہ جس فریق کے خلاف وہ پیش کی جاتی ہے ۴۴۷ اس کو جرح کا موقع نہیں ملتا ہے۔ اور جوری بھی اس شخص کے طرز و ڈھنگ کو دیکھنے سے محروم رہتی ہے۔ جس کی شہادت پر بھروسا کیا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے اگر یہ بیان قبل مرگ صرف اس وجہ سے قابل ادخال ہوتے کہ جس موقع پر وہ دئے جاتے ہیں وہ اہم ہوتا ہے تو وہ صرف ایک ہی قسم کے مقدمات تک محدود نہیں ہوتے۔ حالانکہ وہ از روئے قانون اس طرح پر محدود ہیں۔ یعنی قتل انسان کے الزامات میں جب کہ الفاظ متوفی اس ضرر سے متعلق ہوں جس کی وجہ سے اس کو یقین ہو کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ۴ آرکس مقدمات فوجداری ۲۴۳

[1] ہیوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۸۔

[2] دیکھیے دفعات ۱۵۱۔ تا ۱۵۶۔

[3] شہادت مصنفہ فلپس جلد ۱ صفحہ ۲۴۲۔ طبع دہم۔ شہادت مصنفہ آپلٹن صفحہ ۲۰۳ نوٹ ڈی۔

وہ بہت جلد مر جائے گا۔[1] رد اور رد وجوہات ان صورتوں میں ایسی شہادت کی منظوری کے لیے پیش ہوتے ہیں۔ (۱) اس واقعے کی بہتر شہادت حاصل کرنے کی دشواری ـــــ شخص متضرر کے فوت ہو جانے کی وجہ سے شہادت کا بلا واسطہ و صاف ترین ماخذ ضایع ہو جاتا ہے (۲) گو اتنے بڑے جرایم کی سزا دہی میں معاشرے کے عظیم ترین مفاد مضمر ہوتے ہیں لیکن جو گواہ ان کے ثابت کرنے پیش ہوتے ہیں انھیں شاذ و نادر ہی کوئی دلچسپی ہوتی ہے کہ قریب المرگ اشخاص سے ایسے الفاظ منسوب کریں جنھیں انھوں نے استعمال نہیں کیا۔ لیکن دیوانی امور میں صورت حال بالکل جدا ہی ہے۔ جیسا کہ انسانوں نے ان تمام ممالک میں جہاں زبانی وصیتیں جایز رکھی گئی ہیں۔ مہلک تجربے سے سیکھا ہے۔

دفعہ ۵۰۵: (۱۰) درمیانی درخواستوں پر حلف نامجات اس اصول کے آخری استثنیٰ ہیں۔ درمیانی درخواستوں سے مراد ایسی درخواستیں ہیں۔ جن کو اگر منظور کیا جائے تو حقوق فریقین کا قطعی فیصلہ نہیں ہوتا ہے۔[2] عالیہ عدالت کے قواعد حکم ۳۸ قاعدہ ۳ کی رو سے حکم ہے کہ "حلف نامجات کو ان واقعات تک محدود ہونا چاہئے جنھیں گواہ اپنے ذاتی علم سے ثابت کر سکتا ہے۔ سوائے درمیانی درخواستوں کے جن میں گواہ گمان و ظن پر مبنی بیانات اور ان کے وجوہات دے سکتا ہے۔ اور یہ قابل ادخال ہوتے ہیں۔" اور آگے حکم دیا گیا ہے

---

[1] ملک بنام میڈ۔ ۲ بارنوال و کرسول ۶۰۵-۶۰۸ ۔ ملک بنام ہنٹ۔ مقدمات فوجداری مصنفہ بل ۵۲ ۔ بعض پرانے مقدمات جن میں ایسے بیانات دیوانی مقدمات میں بھی منظور کئے گئے تھے۔ مقدمۂ شپارٹ بنام ٹرایٹن ۱۸۰۶ء۔ ۱۔ میین وولز بل ۶۱۵-۶۲۶ ۔ ۶۲۶ ربل عریان ۲۲۲ کی رو سے منسوخ کئے گئے۔

[2] دیکھئے گلبرٹ بنام اینڈین ۶۰ ۔ چانسری ڈیویژن ۲۵۹۔

کہ ہر ایسے بیان حلفی کے اخراجات جس میں غیر ضروری طور پر سنی سنا
باتیں مذکور ہوں - اسی فریق کو ادا کرنے ہوں گے جس نے ایسا حلف نا
داخل کیا ہو۔ عدالت اس قاعدے کی جو ایک نہایت ہی اہم ام
سے متعلق ہے۔ سختی سے پابندی کرائے گی۔ اور گمان پر مبنی ہر ایسے
بیان کو نظر انداز کر دے گی جس کے ساتھ اس کے وجوہات نہ ہوں
لارڈ الورسٹون چیف جسٹس نے قرار دیا ہے کہ ایسے بیان پر نظر بھی
نہیں ڈالنی چاہیے جب تک عدالت نہ صرف گمان یا ظن کے
وجوہات دریافت نہ کر لے بلکہ بیان اظہار دہندہ کی تائید کسی او
شخص نے جسے ذاتی علم ہو نہ کرے۔ اور رگبی و وان ولیمس لارڈ جسٹ
(Rigbey & Vaughan Williams L. J. J.) نے خیال ظاہر کیا
جس سالیسٹر نے ایسے حلف نامجات تیار کیے۔ اور ان کے
نقول لیے ہوں۔ اس کو ان کے اخراجات کا زیر بار گردانا جانا چاہیے
۴۲۸ کیونکہ عملور آمد اس قاعدے کی خلاف ورزی کا ہوتا جا رہا ہے
اس سے پہلے کیکیوچ جسٹس (Kekewich, J.) ایک درمیانی درخواست
سے متعلق گمان پر مبنی مخبری کے ایک حلف نامے کو منظور کرنے سے
انکار کر دیا تھا۔ یہ حلف نامہ ایسے بیانات پر مشتمل تھا جن کو ایک
مخبر نے اظہار دہندہ سے کئے تھے۔ اور جن کو مخبر نے تاوقتیکہ عدالت
میں طلب نہ کیا جائے۔ دوبارہ حلف نامے کے ذریعے سے بیا
کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور مقدمہ ایسا تھا کہ مخبر کو طلب کیا جا سکتا
اور طلب نہیں کیا گیا تھا۔ اور اس کی نامنظوری سے کوئی ناقابل تلا
نقصان نہیں ہوتا تھا۔ فاضل جج نے کہا کہ "عدالت ایسے بیا
کو جو شہادت نہیں ہے بطور شہادت قبول نہیں کرتی ہے بلا

۱؎ ہنری ینگ بنام نوفا کپر تنگ کمپنی ۱۹۰۲ء ۲ چانسری ۴۵۷۔ عدالت مرافعہ۔ اور دیکھیے
برمیں ۲۶ چانسری ڈویژن ۱۔ بونارڈ بنام پیریان ۱۹۰۲ء ۲ چانسری ۱۶۹۔

ناقابل انسداد نقصان کو روکنے کے لیے حالت موجودہ کو بحال رکھتی ہے اور درمیانی درخواست پر انصاف کرنے کے لیے عدالت گمان وخبر پر عمل کرتی ہے۔" اور انھوں نے ایک ایسے مقدمے کا حوالہ دیا۔ جس میں خود انھوں نے جسل ماسٹر آف رولس (Jessel, M. R.) سے ایک درمیانی حکم امتناعی حاصل کیا تھا۔ واقعات یہ تھے کہ ایک دیہی سالیسیٹر نے تار دیا تھا کہ بعض درخت عنقریب کاٹے جانے والے ہیں۔ جس کی تائید میں ایک لندن کے سالیسیٹر نے حلف نامہ داخل کیا تھا۔ کہ اس کے خیال میں تار کے بیان کردہ واقعات صحیح ہیں۔[1]

---

[1] ان ری انٹونی برل پیرس اینڈ کمپنی ۱۹۰۵ء (In re Antony Birrell, Pearce & Co.) ۲ چانسری ۵۰۔

۴۲۹

باب پنجم

شہادت جو دوسرے اشخاص کے الفاظ یا افعال سے حاصل ہوتی ہے

دفعہ ۵۰۶: "غیروں کے درمیانی معاملے سے کسی شخص کو

پابند نہیں ہونا چاہیئے۔" "غیروں کے درمیانی معاملات سے کسی بھی اشخاص کو پابند نہیں کرنا چاہیئے"۔ دوسروں کے افعال یا الفاظ سے کسی شخص کو بھی متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ سوائے اس کے کہ ان سے اس کا تعلق یا تو شخصی یا ان لوگوں کے ذریعے سے ہو جن کا وہ نمایندہ ہو یا ان لوگوں کے ذریعے سے جو اس کے نمایندے ہوں[1]۔ اس اصول قانون کے مذکورۂ بالا اشکال میں بعض کتابیں یہ بھی اضافہ کرتی ہیں کہ "لیکن ایسے معاملے سے اس کو فایدہ ہو سکتا ہے یا اس کو فایدہ پہنچ سکتا ہے[2]"۔ اور بعض کتابوں میں ہے کہ " ایسے

ا؎ تثلث، مصنفۂ لک ۱۵۲ ب - ۲۱۹ الف ۲، انسٹیٹیوٹ ۱۵۲ - ۶ کاک ۱۵ ب ۱۲۰، اگک ۱۲۶
اصول متعارفۂ قانون مصنفۂ بروم، طبع ہفتم سنہ ۱۹۰۰ء صفحہ ۳۱، جہاں ڈی ڈچیس آف کنگسٹن کے مقدمے کا حوالہ دیا گیا ہے (اسمتھ لیڈنگ کیسس جلد ۲) یہ اصول روما میں بہت معروف تھا۔ یہ ہمیشہ سے قرار پا چکا ہے کہ "غیروں کے درمیانی امور سے دوسرے اشخاص کو نقصان نہیں پہنچ سکتا"۔ مجموعۂ قانون روما کتاب ۷، عنوان ۲۰۔ دفعہ ۱۔ "ہمیں یہ قانون ہمیشہ سے یاد ہے کہ غیروں کے درمیانی معاملے کے واقعے سے غیر حاضر اشخاص کو نقصان نہیں پہنچ سکتا"۔ ایضاً دفعہ ۲ نیز دیکھیے ڈائجسٹ کتاب ۲ عنوان ۱۴۔ دفعہ ۲۷۔ ذیلی دفعہ ۴ اسی طرح کلیسائی قانون میں کہ "غیروں کے درمیانی معاملے کو دوسروں کو نقصان پہنچانے پیش نہیں کیا جا سکتا"۔ اصول قانون کلیسائی، مصنفۂ لانسی لوٹش کتاب ۳ عنوان ۱۵ دفعہ ۱۰۔

۲؎ اس اصول کی تاریخ اور موجودہ وسعت کے لیے دیکھیے شہادت مصنفۂ فپسن طبع ششم ۱۵۹ تا ۱۶۰۔ ۲۲۶ - ۲۲۶ - ۴۲۴ - اسٹیفن دفعات ۱۰ - ۱۱ - اور نوٹ ۶ مذکورۂ بالا اصولوں پر ایک قیمتی بحث کے لیے مسٹر چارلس ایچ بانڈس (Mr. Charles. H. Barrows.) کا (۱۴) امریکن لا ریویو میں ایک مضمون دیکھیے صفحہ ۳۵۰ -

۳؎ اصول متعارفۂ قانون مصنفۂ ونگیٹ ۳۲۷ -

۴؎ ہالک ۱ - ب -

معاملے سے نہ اس کو نفع نہ ضرر پہنچ سکتا ہے[۱] لیکن یہ اضافے غیر ضروری ہیں۔ کیونکہ اس اصول کا اطلاق صرف عام ہوتا ہے۔ عالمی نہیں ہوتا اور دونوں پہلوؤں سے اس کے متعدد مستثنیات ہیں۔ اور نہ "غیروں کے درمیانی" جملے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ فعل ایک سے زیادہ اشخاص کا فعل ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک اصول قانون ہے کہ "کسی ایک کا واقعہ دوسروں کو پابند نہیں کرتا ہے[۲]" اور قانون روما جس سے غالباً دونوں اصول لیے گئے ہیں۔ صراحۃً قرار دیتا ہے کہ "یہ ایک بری مثال ہے کہ ایک ایسی دستاویز پر بھروسا کیا جائے جس کی رو سے کوئی شخص اپنے ہی یادداشتوں کے
۴۴۰ ذریعے سے دوسرے شخص کو اپنا مقروض قرار دے سکے[۳]" اور اس سے بھی کوئی فرق نہیں ہوتا ہے کہ وہ فعل حلف اٹھانے کے بعد کیا گیا تھا یا یہ کہ اس کی توثیق حلف کے ذریعے سے کی گئی تھی۔ "جو حلف اغیروں کے درمیان اٹھایا گیا ہے۔ اس سے کسی شخص کو نہ فائدہ پہنچنا چاہیے اور نہ نقصان[۴]" اور اس لیے کسی ایک مقدمے یا کارروائی میں کسی گواہ کی حلفی شہادت کسی دوسرے مقدمے یا کارروائی میں دوسرے فریقوں کے درمیان ہو پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس اصول کی ایک اہم شاخ کا کہ "غیروں کے درمیانی امر فیصل شدہ سے

[۱] ۴، انسٹی ٹیوٹ ۲۷۹ - نیز دیکھیے، کتاب شہادت مصنفہ بانسٹے دفعہ ۶۹۲-۱
مجموعۂ قانون روما کتاب ۷۔ عنوان ۵۶۔ دفعہ ۲۔
[۲] ٹلفش مصنفہ لک ۱۵۲ ا ب۔
[۳] مجموعۂ قانون روما کتاب ۴ عنوان ۱۹۔ دفعہ ۱۷۔ شہادت مصنفہ بیسٹ جلد ا
۲۷۴ - اور دیکھیے دفعہ ۵۰۳ -
[۴] ۴ - انسٹی ٹیوٹ ۲۷۹ - دیکھیے ڈائجسٹ کتاب ۱۲ عنوان ۲ دفعہ ۳ اور دفعہ
دفعہ ۷ اور دفعہ ۱۰ -

کسی شخص کو بھی متاثر نہیں ہونا چاہئے" ذکر زیادہ مناسب طور پر امر فیصل شدہ کے عنوان کے تحت کیا جائے گا۔[1] "جس شخص کے اقوال یا افعال کو شہادت میں پیش کیا جا رہا ہے اگر وہ وہی شخص ہے جو شہادت دے رہا ہے تو یہ ایک اور اہم اصول کی بنا پر ناقابل ادخال ہوتا ہے کہ ــــ کسی شخص کو اپنے لیے شہادت بنانے کی اجازت نہیں دینی چاہئیے"[2] اور یہ اصول بھی قانون روما کے مطابق ہے۔ جہاں قرار دیا گیا ہے کہ "فریقین میں سے کسی کے فعل سے اس کے مخالف کو نقصان نہیں پہنچنا چاہئیے"[3]

دفعہ ۵۰۷: بہترین شہادت پیش کرنے کو ضروری قرار دینے والے

اعظم اصول سے ظاہر ہے کہ غیروں یا دوسروں کے درمیانی امور مکسوبی یا بالواسطہ شہادت سے زیادہ قابل اعتراض ہوتے ہیں۔ بعض وقت ان دونوں میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں فرق یہ ہے کہ۔ مکسوبی یا بالواسطہ شہادت راست طریقے پر جائز شہادت کے ماخذ کو ظاہر کرتی ہے۔ اور غیروں کے درمیانی امور یا تو کسی ایسے ماخذ کی نشان دہی نہیں کرتے ہیں یا اگر کرتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ بالواسطہ طریقے پر۔ مثلاً فرض کیجئے کہ سرقے کے چالان میں الف گواہی دے کہ اس نے ب کو (جو ایک غیر موجود شخص ہو) کہتے ہوئے سنا کہ اس نے ملزم کو مال مسروقہ کو لیتے اور لے جاتے ہوئے دیکھا ہے تو یہ شہادت قابل اعتراض ہوگی۔ کیونکہ بالواسطہ ہے۔ لیکن وہ ایک بہتر ماخذ۔ یعنی ب کی نشان دہی کرتی ہے لیکن فرض کیجئے کہ

[1] دیکھیے دفعات ۵۰۰ تا ۵۰۵

[2] دیکھیے دفعہ ۵۱۹۔

[3] ڈائجسٹ کتاب ۵ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۱۵۵۔

ج حلف اٹھاتا ہے کہ اس نے دو غیر معلوم اشخاص کو زیر بحث سرقے کے ارتکاب کا منصوبہ بناتے ہوئے سنا۔ جس میں انھوں نے ملزم کے متعلق کہا کہ وہ ان کا شریک جرم ہے جو انھیں ارتکاب جرم میں مدد دے گا۔ تو یہ شہادت محض "دوسرے اشخاص کا درمیانی معاملہ ہے" اور یہ قانونی شہادت کے کسی بہتر ماخذ کی نشان دہی بھی نہیں کرتی ہے۔ گو بحیثیت علامتی شہادت کے اور عہدہ داران انصاف کو سراغ دینے کے یقیناً وہ فایدے سے خالی بھی نہیں ہوتی ہے۔

دفعہ ۵۰۸: اسی طرح بالواسطہ شہادت اور دوسروں کے درمیانی
۴۳۱ "معاملے" میں اس امر میں مشابہت ہے کہ موخر الذکر کا بھی مثل اول الذکر کے یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس سے حالات متعلقہ کی شہادت خارج ہو جاتی ہے۔ زیر غور اصول کے صحیح معنی صرف یہ ہیں کہ کسی شخص کو ان معاملات سے متاثر نہیں ہونا چاہیے جو اس کے پیٹھ پیچھے کیے جاتے ہیں۔ مثلاً جب مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان سوال یہ ہو کہ آیا مدعی نے د کو ایک رقم ادا کی ہے تو د کی رسید جس میں مدعی سے زیر بحث رقم کے وصول پانے کا اقرار ہو ایسی ادائی کی مدعی علیہ کے خلاف بنفسہ شہادت نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ دوسروں کا درمیانی معاملہ ہے۔ لیکن وہ بطور جزو حالات متعلقہ ایسی ادائی کو ثابت کرنے کے لیے قابل ادخال ہوگی[1]۔ اسی طرح جب امر تنقیح طلب ایک ایسا فعل ہو جس کو ملزم کی ذات سے علٰحدہ کیا جا سکتا ہو۔ لیکن ملزم بہر حال اس کا جواب دہ ہو۔ تو قبل اس کے

[1] کارسن اور کارڈیگن ریلوے کمپنی بنام مانچسٹر و ملفرڈ ریلوے کمپنی لا رپورٹ ۔ کامن پلیس ۵ ۔ ۲۸۵۔

کہ بذریعۂ شہادت ملزم کا اس سے تعلق ظاہر کیا جائے اس فعل کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس کی حسب ذیل مثال دی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ ایک سابقہ موقع پر بتایا گیا ہے[1] جرائم کو صحیح طور پر دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی وہ جرائم جن کے واقعات پائدار رہوتے ہیں اور وہ جرائم جن کے واقعات غیر پائدار رہوتے ہیں۔ یعنی وہ جرائم جو آثار و نشان چھوڑتے ہیں ــــ مثلاً قتل۔ آتش زنی۔ نقب زنی وغیرہ۔ اور وہ جرائم جو ایسے آثار نہیں چھوڑتے ہیں مثلاً سازش۔ مجرمانہ الفاظ وغیرہ۔ اول الذکر کے متعلق یہ روزانہ کا عملدرآمد ہے کہ قبل اس کے کہ ملزم کے خلاف کوئی شہادت پیش کی جائے نفس جرم کا ثبوت دیا جاتا ہے ــــ کہ قتل۔ آتش زنی۔ نقب زنی وغیرہ کا ارتکاب کیا گیا ہے ــــ اگرچہ کہ بغیر ایسی شہادت کے نفس جرم کا ثبوت بے کار رہتا ہے۔ اور یہی عملدرآمد ان جرائم میں بھی ہے جن کے اثرات غیر پائدار رہوتے ہیں مثلاً توہین تحریری کے چالان میں پہلے توہین تحریری کی شہادت پیش کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے بعد یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ مدعی علیہ نے اس کو شایع کیا تھا۔ ایک دوسری مثال سازش کے چالانوں سے ملتی ہے جس میں یہ ایک مقررہ اصول ہے کہ قبل اس کے کہ ملزم کا اس سے تعلق ثابت کیا جائے وجود سازش کو ثابت کرنے شہادت دی جاتی ہے[2]۔ کیونکہ یہاں نفس جرم سازش ہوتا ہے اور ملزم کی اس میں شرکت ایک پیچیدہ امر ہوتا ہے جو ممکن ہے کہ ہو یا نہ ہو۔ یہ اصول کہ سازشیوں کے افعال اور بیانات ان کے ساتھیوں کے خلاف شہادت ہوتے ہیں کچھ تو اس اصول پر مبنی ہے اور کچھ

[1] دیکھیے دفعات ۲۴۲۔

[2] دیکھیے ملک بنام بلیک ۱ کوینس بنچ ۱۲۶۔ ملک بنام اسڈیل افاشر اور فناسن ۲۱۳۔

مالک اور کارندے کے قانون پر۔

دفعہ ۵۰: یہ اصول کہ "دوسروں کے درمیانی معاملات سے کسی شخص کو متاثر نہیں ہونا چاہیئے" اپنی ماہیت کے لحاظ سے اتنا ابتدائی ہے کہ اس کی وضاحت کے لیے بہت ہی کم مثالیں کافی ہیں[1]۔
۴۴۲ سر ایڈورڈ کوک (Sir Edward Coke) ذیل کی مثال دیتے ہیں کہ "اگر ایک شخص تا زندگی اجارہ دیتا ہے۔ اور ایک دوسرے شخص کو تا زندگی حق عود دیتا ہے۔ اور اسامی اس کو قبول کرتا ہے اور بعد میں اجارہ دہندہ۔ اسامی تا زندگی کو بے دخل کرتا ہے اور اس کو مستقل حقیت عطا کرتا ہے، اور اسامی دوبارہ زمین پر قبضہ کرتا ہے۔ تو اس سے معطی لہٗ تا زندگی کو ایک حق عود حاصل ہوتا ہے اور ایک دوسرا حق عود صاحب حقیت مستقل کو۔ لیکن قانوناً یہ تا زندگی معطی لہٗ کے لیے کوئی انتقال نہیں ہے کیونکہ نہ وہ کوئی ایسا فعل کرتا ہے نہ کسی فعل کو قبول کرتا ہے جو قانوناً انتقال جائداد کا حکم رکھتا ہے۔"[2] "دوسروں کے درمیانی معاملے وغیرہ" جب متعدد اشخاص پر کسی جرم کا الزام یا شبہہ ہو[3] یا جب ان پر کوئی دیوانی نالش کی جائے[4]۔ تو ان میں سے کسی ایک کا دوسروں کے غیاب میں اقبال جرم یا اقبال دیوانی دوسروں کے خلاف شہادت نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح جب الف کے خلاف سرقہ بالجبر کے

---

۱ جو صاحب اور مثالیں چاہتے ہوں انہیں اصول متعلقہ قانون مصنفہ ونگیٹ میں ایک بڑی تعداد ملے گی۔

۲ لٹلٹن مصنفہ کک ۳۱۹ الف۔

۳ کلی رپورٹس (Kelyng Rep.) ۱۸-۹ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۲۲۔

۴ گاڈبولٹ رپورٹس (Godbolt Reports) کنگس بنچ ۲۲۶- پلوڈن ۳۱۸- ہچنگس بنام رابن سن (۱) بارنس نوٹس ۲۱۷۔

استغاثے میں جوری نے مدعی علیہ کو بری کر دیا۔ اور قرار دیا کہ ب اور ج نے جھوٹا استغاثہ پیش کرنے میں مستغیث کی مدد کی ہے تو چونکہ ب اور ج اصل استغاثے میں شخص غیر تھے اس قرارداد سے متاثر نہیں ہوئے۔" لیکن ۴ رپورٹ میں قرار دیا گیا ہے کہ "انھیں جواب دہی کے لیے طلب کرنا چاہیے[1]۔" یہ ایک اچھی مثال دوسروں کے درمیانی معاملے کے اصول کی ملاحتی شہادت ہونے کی ہے۔ چاہے وہ بطور قانونی شہادت کے کتنی ہی خطرناک کیوں نہ ہو۔

دفعہ ۵۰۱: ہم کہہ چکے ہیں کہ اس اصول کے مستثنیات ہیں۔ مثلاً گو بطور ایک عام اصول کے اشخاص ثالث امور مانع تقریر مخالف کے نہ تو پابند ہوتے ہیں اور نہ ان سے فایدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن جب امر مانع تقریر مخالف سے کسی شخص پر کوئی ناقابلیت عاید ہوتی یا کوئی شخص صحیح النسب کر دیا جاتا ہے تو اس اصول پر عمل نہیں ہوتا ہے[2]۔ اسی طرح عدالت انسچیکر کا کوئی فیصلہ بالتعمیم ساری دنیا پر قابل پابندی ہوتا ہے[3]۔ اور اسی طرح مدت مطالبہ کے گزر جانے کے بعد کسی ضبط شدہ جائداد کے متعلق بھی کسی شخص کو حق نہیں رہتا تھا[4]۔ سرکاری اور مماثل سرکاری نوعیت کے دستاویزات کا قابل ادخال ہونا بھی اس اصول کے مغائر ہے۔ کیونکہ زیر غور اصول اور اس اصول میں کہ "تمام امور کے

---

۱ قدیم مثل (ریکارڈ) ۲۲ ایڈورڈ سوم ۳ جس کو ۱۲ گلک ۱۲۵-۱۲۶ میں نقل کیا گیا ہے۔

۲ نیچے دفعات ۵۳۲-۵۴۶۔

۳ نیچے دفعات ۵۰۰-۵۹۰۔

۴ فیصلہ جات پاکستان جلد ۲ صفحات ۳۵۲۔

متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ ٹھیک اور بجا طریقے پر کیے گئے ہیں[1] تصادم واقع ہوتا ہے۔ اور خصوصاً گزشتہ چند سالوں میں ان دستاویزات کی تعداد میں بہت اضافہ کیا گیا ہے[2] لٹلٹن نے ایک حسب ذیل معاف استثنیٰ کا بھی ذکر کیا ہے[3] کہ "اگر ایک جاگیر دار۔ درمیانی جاگیر دار اور اسامی ہوں اور اسامی کو درمیانی جاگیر دار سے زمینوں کا قبضہ پانچ شلنگ لگان کے معاوضے میں حاصل ہو۔ اور درمیانی جاگیر دار بارہ پنس زیادہ دیتا ہو تو اگر جاگیر دار اعلیٰ حقیت منتقل کو خرید لے تو درمیانی حقیت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ جب جاگیر دار اعلیٰ کو حقیت حاصل ہوتی ہے تو وہ اس سے اعلیٰ جاگیر دار کے تحت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر وہ درمیانی جاگیر دار سے حاصل ہو تو وہ ایک ہی حقیت کو بلا فصل مختلف جاگیر داروں سے مختلف لگان کے معاوضے میں لے گا اور یہ امر باعث تکلیف ہوگا۔ اور قانون اس کو روا نہیں رکھتا اور اسی لیے درمیانی جاگیر دار کی حقیت ختم ہو جاتی ہے"۔ اس کے متعلق سر ایڈورڈ کک کہتے ہیں[4] کہ "مشقت یا تکلیف کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ اس کے دور کرنے کے لیے کسی قانونی اصول کی خلاف ورزی کی جا سکتی ہے۔ یا کسی ایک شخص کا نقصان روا رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی اصول قانون کی خلاف ورزی سے نہ صرف عام طور پر بہت سے اشخاص کو نقصان پہنچتا ہے' بلکہ عام بے اعتمادی۔ شک و حیرانی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور قانون کا یہ اصول ہمیشہ صحیح ہے کہ دوسروں کے درمیانی معاملے سے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیئے یا دوسروں کے درمیانی کسی ایک معاملے سے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ یہ اصول صحیح ہیں لیکن اس استثنیٰ کے ساتھ کہ شرط یہ ہے کہ ان سے کوئی مشقت نہیں عاید ہوتی ہو" اور ایک قدیم کتاب میں یہ اصول قرار دیے گئے ہیں کہ" فرد کے نقصان کی تلافی عام نفع سے ہو جاتی ہے" اور "خانگی نفع عام نفع کے ماتحت ہوتا ہے[5]"

---

[1] نچے دفعات ۱۲۱ تا ۱۲۲ [2] دفعہ ۲۳۱ - [3] لٹلٹن مصنفہ کک ۳ ۱۵ ب -
[4] جنک سینٹ ۳ - مقدمہ ۶۵ - [5] جنک سینٹ ۵ مقدمہ ۸۰ -

صحت نامہ

اصول قانون شہادت

(جلد اول)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
[illegible]	۱۸	جانا	جاتا	۱۰۲	۲	یکائی	اکائی
[illegible]	۱۹	ترقی	ترقی	۱۱۲	حاشیہ سطر ۶	فی البدیہہ	فی البدیہہ
[illegible]	۲۰	تقینی	یقینی	۱۳۲	۶	مشوفی	متوفی
[illegible]	۴	اپنے	اتنے	۱۳۵	۱۲	کاروائیوں	کارروائیوں
[illegible]	۳	حس	جس	״	۱۳	״	״
[illegible]	۱۰	منتقم	ختتقم	״	۱۴	״	״
[illegible]	۵	دیاکیا	دیاگیا	۱۴۵	حاشیہ سطر ۸	ڈائجسٹ	ڈائجسٹ
[illegible]	۹	زرکھ کر	نہ رکھ کر	״	״ ۹	کوانیلیں	کوانیٹلین
[illegible]	حاشیہ سطر ۶	ہاوس	ہاوز	۱۶۰	حاشیہ سطر ۲	انشیوٹ	انسٹیٹیوٹ
[illegible]	۲	اضالی	اضافی			فاعدہ ۲۱۱-	قاعدہ ۲۱۱-
[illegible]	حاشیہ سطر ۳	ہے	چاہیے	״	״ ۷	گولڈبرو	گولڈبرو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۶۱	حاشیہ سطر ۶	زمانہ جیمس	زمانۂ جیمس	۲۵۶	حاشیہ سطر ۵	تاریخ	تاریخ
۱۶۲	۴	ٹکسولی	ٹکسوبی	″	″ ۹	گیارویں	گیارہویں
″	حاشیہ سطر ۴	اور ۲ جدید	اور ۶ جدید	۲۵۷	۱۸	مقدنے	مقدمے
		ڈپورٹس	رپورٹس	″	حاشیہ سطر ۲	انکاریورٹیڈ	انکارپوریٹڈ
″	″ ۵	سطر۲کتاب	سطر ۲ کتاب	″	″ ۵	دیکھئے	دیکھیے
۱۶۳	۳	نظریے	نظریے	۲۵۸	حاشیہ سطر ۳	ہولو	ہوور
۱۷۰	حاشیہ سطر ۱	پلیس	پلیس	۲۵۹	۴	تھوڑمی	تھوڑی
″	″ ″	ازہیل	ازہیل	″	حاشیہ سطر ۳	ای	امی
۱۷۷	″ ۳	بلند	پسند	۲۶۰	۷	طشنری	طشتری
۱۷۹	″ ۱	قوانیں	قوانین	۲۶۵	۱۸	صورتون	صورتوں
۱۸۳	۵	قانوں	قانون	۲۶۶	۲۲	حو	جو
۱۸۶	″	یڈورڈ	ایڈورڈ	۲۶۷	۹	لہ	لے
″	۱۱	قانوں	قانون	۲۶۸	حاشیہ سطر ۱	یجسٹریٹ	مجسٹریٹ
۱۹۰	جدول	صـ ۱۲۳	صـ ۱۱۳	۲۸۳	″ ″ ۵	بے مام	بے نام
۱۹۲	کالم ۲ سطر ۳	کرلے	کرنے	۲۸۶	۷	مدعیٔ	مدعی
۱۹۳	۴	پارہ	چارہ	۲۹۹	″ ۲	بلاکیرن	بلاکبرن
″	حاشیہ سطر ۱۰	انتطار	انتظار	۳۰۵	۳	مقدمے	مقدمہ
۲۱۹	۷	غورگیا	غور کیا گیا	″	حاشیہ سطر ۳	″	″
۲۲۵	۱۰	تمام	تمام	۳۰۷	کالم ۱ سطر ۲	اعتار	اعتبار
۲۴۳	۱۸	لیگن	لیکن	۳۲۳	۸	شحص	شخص
۲۴۸	۱	حو	جو	″	۲۰	دکیھلا	دکھلا
۲۵۰	۲۱	عنوانوں	عنوانوں	۳۲۵	حاشیہ سطر ۳	شعروع	شروع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۳۵	۱۱	پا ٹررج	پارٹرج	۴۵۴	حاشیہ سطر ۹	اوردوسروں	×
〃	۱۷	چادرون	چادروں	۴۵۶	۱۹	ہیچیدہ	پیچیدہ
۳۴۳	۱۲	پیش نہ	پیش	۴۶۰	۱۶	ریادہ	زیادہ
۴۰۴	۴	ہے	ہے	۴۶۲	کالم ۱ سطر ۲	خاکہ	خاکا
۴۱۲	۳	لہ	کہ	۴۶۷	۹	اسٹروابیس	اسٹروویس
〃	حاشیہ سطر ۱	اوٹن	راؤٹن	۴۶۸	۱۲	مشتعل	مستعمل
۴۱۹	۷	محافظدفتر	محافظ دفتر	۴۸۴	۲	س	ہیں
〃	۲۰	منسیخ	تنسیخ	۵۰۹	حاشیہ سطر ۱۴	سکسٹن لتاب	سکسٹن کتاب
۴۲۵	۱۷	جائے	جائے	۵۱۳	〃 〃 ۸	اس	رسل
۴۳۰	حاشیہ سطر ۲	فلپس وایاس	فلپس وایماس	۵۲۷	〃 〃 ۱۰	۱۸۷۷ء	۱۸۷۲ء
۴۳۳	۳	کانی	کانی	۵۲۸	۳	کر	کم
〃	حاشیہ سطر ۵	بیرس۔ دفعہ	بیرس بر	〃	حاشیہ سطر ۱	اوتی	اماتی
۴۳۶	〃 〃 ۳	کورنیس	کوٹنیس	۵۳۲	〃 ۱۲	اتھیس	ماتھیس
۴۳۸	۱۰	منفی	نفی	۵۴۷	۵	جائے	جائے
۴۳۹	〃	کپنی	کمپنی	۵۴۹	حاشیہ سطر ۵	فالجامیسی	فالجامبی
۴۴۴	۶	حقیقت	حقیت	〃	〃 ۸	البیاک	اینزک
〃	حاشیہ سطر ۳	اکیسپیکر	اکسپیکر	〃	〃 ۹	ارول	ا۔ رول
۴۴۵	〃 〃 ۲	جلد	جلد ۱	۵۵۰	۸	گم	کم
۴۴۶	۸	مستلزم سزاکی	مستلزم سزاکی سزا	۵۵۵	۱۱	حائیں	جائیں
۴۴۸	۴	نقفں	نقص	۵۶۰	حاشیہ سطر ۳	انسٹھیٹیوٹ	انسٹیٹیوٹ
〃	۱۷	Sessions)	Sessions	۵۹۳	〃 〃 ۲	ہاردی	ہاروی
۴۵۴	حاشیہ سطر ۲	مضامیں	مضامین	〃	〃 ۵	دومیں	وہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۵۹۳	حاشیہ سطر ۶	دوڈی	ڈوڈی
۵۹۴	″ ″ ۲	کنگسن	کنگس
″	″ ″ ۸	اسٹامفررڈ	اسٹامفرڈ
″	″ ۱۲	بنچ	بینچ
۵۹۵	۴	ارصی	ارضی
″	حاشیہ سطر ۸	ڈیمن	ڈیلن
۵۹۶	۱	دست بروری	دست برداری
۵۹۷	حاشیہ سطر ۱	ونٹ	ونٹٹ
″	″ ۹	یرن	بیرن
۵۹۸	۲	امنائ	امنائے
″	۳	اجارے	اجارہ
″	حاشیہ سطر ۲	ٹامز	ٹائمز
۵۹۹	۵	ـــہ	ـــہ
″	۷	ـــہ	ـــہ
۶۰۰	حاشیہ سطر ۸	اسٹیبل	اسٹیپل
″	″ ۷	۲۱۷۸۲ رسل	۲-۱۷۸۲ رسل
۶۰۱	″ ۳	ونزر	ونیزر
۶۰۲	″ ۳	اشارکی	اسٹارکی
۶۰۳	۱	کے	کہ
″	حاشیہ سطر ۴	رڈوی بڑی	رودی بری
″	″ ″ ۵	کیمبیل	کیمپبل
″	″ ″ ۱۰	Dairymple	Dalrymple

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۶۰۵	حاشیہ سطر ۳	کارنگٹن	کارنگٹن
″	″ ۵	کانئ	کاونٹی
″	″ ″	۱۲-۵۸	۱۶۰-۵۸
″	″ ۸	یاول	پاول
″	″ ۱۰	ڈیواس	ڈیورس
۶۰۶	″ ۵	ایکسپیکر	اکسپیکر
″	″ ۷	یوٹنز	پوٹنز
″	″ ″	ایکسپیکر	اکسپیکر
″	″ ۱۰	بائنکس	باٹنس
″	″ ۱۱	ماگنا ٹن	ماکناٹن
″	″ ۱۲	کاسن بنچ	کامن بنچ
۶۰۷	″ ۸	وولزلی	وولزلی
۶۰۸	″ ۲	ایکسپیکر	اکسپیکر
″	″ ۷	ھیدنگٹن	ہیدونگٹن
″	″ ″	کیمبل	کیمپبل
″	″ ″	لوسی	لوسی
۶۰۹	۴	ذمے	ذمہ
″	″	کارندہ	کارندے
″	حاشیہ سطر ۱	بینچ	بنچ
،	″ ۳	دیکھنے	دیکھیے
۶۱۰	کالم ۲ سطر ۱	حادثہ	حادثے
″	″ ۴	۱۲۷	—

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۶۱۰	۴	قرائینی	قرائنی	۔	۔		
〃	۹	متنہط	مستنبط	〃	〃 〃 〃	مونٹنر	مونٹر
〃	۱۰	عہدے دار	عہدہ دار	〃	〃 〃 ۵	سورٹن	سورٹن
〃	۱۳	〃	〃	۶۱۵	〃 〃 ۳	—	قاعدہ
〃	حاشیہ سطر ۱	آڈیس	آڈمس	〃	〃 〃 ۹	—	۳۳۵
〃	〃 〃	پلوڈں	پلوڈن	۶۱۶	۴	قانولی	قانونی
〃	〃 〃	—	اسموٹ	〃	حاشیہ سطر ۲	پنیچ	بنچ
۶۱۱	۹	قرضے	قرضہ	〃	〃 ۳	ڈی	دی
〃	۱۰	گا	کا	〃	〃 〃 〃	〃	〃
〃	حاشیہ سطر ۲	کوئینس پنچ	کوئنس بنچ	〃	〃 〃 ۶	بپتہ	پتا
۶۱۲	۶	مصفوعی	مصنوعی	〃	〃 〃 ۸	〃	〃
〃	۱۰	کونسل شہ	کونسل شہ	〃	〃 〃 ۱۵	کوئنس بینچ	کوئمنس بنچ
〃	حاشیہ سطر ۹	بناء	بنائے	۶۱۷	۳	نک	تک
〃	〃 〃	سو	ہو	〃	۱۰	سات	ساتھ
〃	〃 〃 ۱۰	بنار	بنائے	〃	۱۳	آلے	آئے
〃	〃 〃 ۱۱	یکھ	لیھ	〃	۱۷	بیتہ	پتا
〃	〃 〃 〃	بریمر	بریمر	〃	حاشیہ سطر ۱	زدجہ	زوج
〃	〃 〃 ۱۲	کونسل	کونسل	〃	〃 〃 〃	زندگی	زندگی
۶۱۳	۹	نامہ	نامے	〃	〃 〃 ۲	لاپتا	لاپتا
〃	حاشیہ سطر ۲	نارمن	نارمن	〃	〃 〃 ۴	سلفررڈ	شلفرڈ
〃	〃 〃 ۷	اوسیورن	اوسبورن	〃	〃 〃 ۶	ڈاڑ	ڈائر
۶۱۴	〃 ۲	بریمر	بریکر	〃	〃 〃 〃	—	قاعدہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۶۱۷	حاشیہ سطر ۶	فٹنز	فٹز	۶۲۲	۸	لحاظ کرتے ہوئے	لحاظ کرنا چاہئے کہ
۶۱۸	۳	ضابطہ	ضابطے	؍؍	۹	زلزلہ	زلزلے
؍؍	۱۷	لینڈ)	لینڈ	؍؍	۱۰	ہونی چاہئیے	ہوگی
۶۱۹	۱۰	دعویدار	دعوہ دار	؍؍	۱۴	بھرحال	بہرحال
؍؍	۱۴	کبے	کے	؍؍	حاشیہ سطر ۱	واتعہ	واقعے
؍؍	۱۷	پتہ	پیتا	؍؍	؍؍ ؍؍ ۵	سسش	ششش
؍؍	؍؍	ٹاٹن	ٹاٹن	؍؍	؍؍ ؍؍ ۷	بلیسٹر	بلسٹر
؍؍	۱۸	اگسٹ	اگست	۶۲۳	۱۶	کراولن ورتھ	کراں ورتھ
؍؍	۲۰	بیمہ	بیمے	؍؍	۱۰	حسٹس	جسٹس
۶۲۰	۲	پتہ	پیتا	۶۲۴	۱	پنج	ننج
؍؍	۶	؍؍	؍؍	؍؍	۴	بھہ	بہ
؍؍	حاشیہ سطر ۵	لسلے	لسلے	؍؍	۹	ود	وہ
؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	ٹراسٹس	ٹراسٹس	؍؍	۱۴	(با اختلاف	(باختلاف
۶۲۱	۲	زلزلہ	زلزلے	۶۲۵	۷	گیا ہے	گیا ہے
؍؍	۷	مستثنیٰ ت	مستثنیات	؍؍	حاشیہ سطر ۱	سن ۱۹۱۱ء	سن ۱۹۰۱ء
؍؍	۸	ہوں	ہو	؍؍	؍؍ ؍؍ ۲	لوتھیے حلد	پوتھیے جلد
؍؍	۹	؍؍	؍؍	؍؍	؍؍ ؍؍ ۹	) شارکی	اشارکی
؍؍	حاشیہ سطر ۴	سینہ	سیانا	۶۲۸	۱۴	مقدمے میں	مقدمے میں ۳
؍؍	؍؍ ؍؍ ۹	ایضاً	ایضاً	۶۲۹	حاشیہ سطر ۱	کے	×
؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	لیج	لیج	؍؍	؍؍ ؍؍ ۶	گد	گڈ
؍؍	؍؍ ؍؍ ؍؍	سیاچرسلس	بیساچرسٹس	۶۳۱	۱۶	دشوار	دشواری
۶۲۲	۶	صحت پرقیاس	صحت اور قیاس	۶۳۲	حاشیہ سطر ۱	—	شہادت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۶۳۲	حاشیہ سطر ۱	—	بنتقم	۶۳۷	حاشیہ سطر ۴	سے	سے۳
〃	〃 〃 〃	—	صفحہ ۱۹۰	۶۳۸	〃 〃 ۳	براپٹن	برامپٹن
〃	〃 〃 ۲	—	ڈبلیو۔ ڈی	۶۳۹	۱۰	مفابلہ	متابلہ
〃	〃 〃 〃	—	مقدمے	〃	حاشیہ سطر ۵	گپس	گیپسن
〃	〃 〃 〃	فشکل	مشکل	۶۴۰	کالم ۲ سطر ۵	سرا	سرائے
〃	〃 ۵ 〃	—	سرجان آٹوٹ	〃	حاشیہ سطر ۱	اسٹرنج	اسٹرینج
			حرکت تھی	۶۵۰	〃 〃 ۶	—	رسل
۶۴۳	〃 〃 ۱	—	جو لقیناً مشتبہ	۶۵۷	۳	کردے	کردیے
			تھی۔	۶۶۲	حاشیہ سطر ۴	رمان	ریان
			اس مقدمے	〃	〃 〃 ۵	الہ انس	الیوانس
〃	〃 〃 ۲	—	کے حالات۔			قانون تعزیرات	قانون تعزیرات
〃	〃 〃 ۳	تبنیت	تبنیت	〃	〃 〃 ۶	اسکاٹ لینڈ	اسکاٹ لانڈ
〃	〃 〃 〃	مقدمہ	مقدمے			ازیرنٹ	ازبرنٹ
〃	〃 〃 ۵	بھوٹے	جھوٹے	۶۶۳	〃 〃 ۵	توتوارد	توارد
〃	〃 〃 ۷	مجرم بنانے کے	مجرم بنائے بغیر	۶۶۴	〃 〃 ۶	ٹرایس	ٹرائیس
		بغیر مستفیاد	مستفید	۶۶۵	〃 〃 ۳	ہانئے	ہانئے
〃	〃 〃 ۸	—	اسٹی	۶۶۸	۲	مان	مال
〃	〃 〃 〃	سیادت	شہادت	〃	۱۱	مقدمہ میں	مقدمے
۶۴۴	کالم ۲ سطر ۵	۲۳۶	۶۳۶	〃	حاشیہ سطر ۱	۵۰	۵
〃	〃 〃 〃 ۶	۲۳۷	۶۳۷	〃	〃 〃 ۲	—	اسٹرڈم
۶۴۵	حاشیہ سطر ۳	واڈ سوتھ	واڈسورتھ	۶۷۰	〃 〃 ۷	نحو	صفحہ
۶۴۷	۳	حب	جب	۶۷۱	〃 〃 〃	دلے	دیلے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۶۷۳	۱۱	قتل کرڈالا گیا	قتل کرڈالا گیا
۶۷۴	۵	پانوں	پاؤں
"	حاشیہ سطر ۳	کوانکس	کوانٹیلین
۶۷۵	۱۲	نے	سے
"	-	نباتاتی زہروں	نباتاتی زہروں
۶۷۶	۸	صورتین	صورتیں
"	حاشیہ سطر ۱	-	اصول
۶۷۷	۱۳	مزا	مزہ
۶۷۸	۱	شہادت	شہادت
"	۲	کہ	کے
"	حاشیہ سطر ۲	آز	آر
۶۸۰	پیشانی	ہونا	ہونا
"	حاشیہ سطر ۲	نسبتہً	نسبتہً
"	" " ۴	میرا	ہیرا
۶۸۳	۸	شبہہ	شبہہ
"	۱۱	"	"
"	"	ہے	ہے
۶۸۴	حاشیہ سطر ۱	ریچرڈ	رچرڈ
۶۸۵	۵	باقی	باقی
۶۸۷	حاشیہ سطر ۲	شخص	شخص کو
۶۹۳	۱۲	کتابوں میں صفحہ ۶۹۵ حاشیہ کی پہلی نوٹ ۱	کتابوں میں صفحہ ملاحظہ ہو حوالہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۶۹۶	۷	پہونچ سکتی ہے	پہنچ سکتی ہے
۶۹۷	حاشیہ سطر ۶	-	از بنتھم
۶۹۹	۱۹	اتنافی	اتفاقی
۷۰۴	حاشیہ سطر ۲	-	پیچھے
۷۰۵	۱	،ہں	ہیں
۷۰۶	کالم ۲ سطر ۲	ادخال	ادخال ہوتی ہے
۷۱۵	۱۱	جاننے	جانے
"	۱۴	گئی	گی
۷۱۶	۸	کنفرسنت	سسٹ
۷۱۷	۲۰	رکچھ	رکھ
۷۱۹	۵	حصوصیت	خصوصیت
۷۲۱	حاشیہ سطر ۳	اکیپیکر	اکسپیکر
"	" " ۴	"	"
۷۲۲	۱۲	دستاویزات	دستاویزات
۷۲۴	۱۱	نزدیگ	نزدیک
"	۱۷	اکیپیکر	اکسپیکر
۷۲۶	حاشیہ سطر ۲	"	"
۷۲۹	۱	جاے	جائے
"	حاشیہ سطر ۱	اکیپیکر	اکسپیکر